مقدمات ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ علے احسانہ والصلوۃ والسلام علے رسولہ
وحبیبہ محمد والہ وعلے الاوصیاء من عترتہ اما بعد رائے
ذہن صافی برادران ایمانی پر مخفی نرہے کہ یہ مجلد سوم بحر المصائب منتخب
وملخص کتاب مستطاب بحر المصائب یہ ہی اور اکثر مقامات مناسب مین
پارہ احادیث فضائل و معجزات اور انتخاب روایات مصائب و شہادت
حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کتب معتبرہ سے اضافہ کی گئی ہین
اور سبب اختیار کرنے تلخیص کتاب مسطور کا یہ ہی کہ مجلد اول مترین بتوثیق
آیۃ اللہ العظمے جناب سید العلما اعلی اللہ مقامہ تھی اور مجلد دوم کی
اکثر روایات بحضور جناب ممتاز العلما طاب ثراہ مجالس مین پڑھی گئی از
بلکہ سنا ہی کہ بعض روایات کتب فارسیہ کو عربی فرما دیا ہی کیونکہ اُس
زمانہ مین عربی عبارت مع ترجمہ اُردو پڑھنے کا دستور تھا علاوہ اسکے

بقول سعدی

نام نیک رفتگان ضائع مکن	تا بماند نام نیکت پائدار

فی زماننا بوجوہات چند اب اکثر ذاکرین صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہین یہی
وجہ ہی کہ ہر شخص کو اب اِس فن کی جرأت حاصل ہی گو صرف آواز اور
طرز اور طریقہ اس فن ذاکری مین جسے عرفاً حدیث خوانی کہتے ہین کافی
نہین ہی مگر عام لوگ اسکو پسند کرتے ہین اور لسانی اور وضع ظاہری اور

بشکل ہیولانی پر فخر زیبا نہیں ہی بقدر ما یحتاج استعداد اور علم و عمل اور ادب
و قاعدہ ضرور ہی اور زبان و دل بھی پاک و صاف چاہیے جیسا کہ اس کتاب کی
تصنیف و ترتیب اور تہذیب و تالیف میں عمدۃ الحجاج و الزائرین زبدۃ الذاکرین
مقبول حضرت لم یزلی اخ المکرم آخوند مرزا قاسم علی صاحب مدظلہ نے
نیک نیتی سے سعی بلیغ فرمائی ہی اور حتے الامکان احادیث و روایات بحوالہ
کتاب یا راوی لکھی ہین جو باعث اعتبار خلقت اور سبب نجات آخرت ہی
اور ہر سہ مجلد کو حرف بحرف استاذنا المعظم والمکرم سید الذاکرین رئیس
المحدثین جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کو سنایا ہی
اور بعض حضرات مجتہدین دام ظلہم العالی اور فضلاے موثقین اور محققین کے حضور
سے جا بجا اِسکے مطالب کو تحقیق بھی کیا ہی اور اصل مسودہ کتاب ہذا کو اُنکی
نظر انور سے گذرانا ہی چنانچہ اُن حضرات نے بکمال توجہ و عنایات بنا یاتہ
پسند فرما کر بتوثیق اور مہر و دستخط مزین فرمایا ہی واقعی اِسمین اُن حضرات کے
طفیل و برکت سے عبارت درست مضمون چست بے تصنعی ہی اور بحر سے
نہر شیرین و صاف تر ہوئی ہی ویسا ہی طرز خواندگی بھی بے تکلف و تصنع چاہیے
جو حضرات علما اور فضلا اور مقدسین اور طلباے علم دین پسند کرتے ہین
کیونکہ نفوس قدسیہ اُنکے صرف ذاکر کے مضامین کیطرف متوجہ رہتے ہین
اور سہو و نسیان لفظی سے کہ بمقتضاے بشری ہی در گذر فرماتے ہین اور
آواز کی پستی و بلندی بالتصنع و تکلف کو پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اُسکی
مذمت وارد ہوئی ہی چنانچہ کتاب منّ و سلوی مین حجۃ الاسلام

افضل الناس قبلہ و کعبہ مولانا جناب السید محمد عباس صاحب دام ظلہم العالی نے نظم فرمایا ہے

پیروی دور از رہِ شرعِ قویم	ورچہ را ع ا ع ا ط المستقیم
خواندہ ربّ العالمین روح الامین	باکہ ربِّ العا ع ا ع آ ع آ المین
ہست ایں ہم با خود خوشنما	چیست ایں ای ا ع ع ای ایہم با

پس حیف ہی اُن لوگون پر جو قرآن اور دعا اور اذان و اقامت اور احادیث فضائل اور روایات مصائب حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام مین اظہار کمال کر کے سُر اور راگ کو عمل مین لاتے ہین اور سامعین جاہلین بھی واہ واہ کرتے ہین اور انکی تازہ ادائی سے مسرور ہوتے ہین افسوس وہ لوگ اپنے علما و فضلا کے حکم پر عمل نہین کرتے ہین اگر صاف صاف بے دل راگ کے پڑہین تو انکے کمال اور ذاکری مین کچھ نقص نہوگا بلکہ ثواب ہی بیشتر بشرطیکہ مضمون وضعی نہو ورنہ معصیت بے لذت ہی کیونکہ معصیت کے انواع و اقسام ہین بعض مین صرف ضرر ہی بعض مین زحمت و شدت ہی اور بعض گناہ ایسے ہین کہ بدون ضرر اور زحمت کے آسانی ہوتے ہین مثلاً کذب و غیبت وغیرہ جو بہت شائع ہین بلکہ ہنر ہو رہے ہین پس تحفظ زبان واجب و لازم ہی کیونکہ کتب معتبرہ مین مصائب اہل بیت رسالت کیا کم ہین جو ذاکرین مضامین مخدوش کو بفخر و مباہات اور خوش الحانی و خوش بیانی سے ادا کرتے ہین اور سُنے سُنائے مضامین سے بغیر حوالہ کتاب و راوی کے صاحبان علم و فہم کو حیرت مین ڈالتے ہین ثمرہ اسکا

جو کچھ کہ ہوتا ہے وہ اظہر ہے علاوہ اسکے باعث طعن مخالفین ہوتا ہے بعید نہیں
کہ ایسے دلیروں سے آخرت مین سوال اسکا کیا جائے یہ جرأت صرف
باسید تعریف کرنے ہین اور وہ سبب مذمت و ذلت ہوتی ہے ذی استعدا
ذاکرین سے تو یہ امر نہایت بعید ہے پس جملہ سادات و مومنین کو لحاظ
دینا بس اسکا ضرور ہے کہ ایسے دلیرون کو حتے الامکان فہمایش کیا کرین
تا عند اللہ و عند الرسول ماخوذ نہون وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
اور تفصیل ہر سہ مجلد کی حصون کی مجالس کی یون ہے حصۂ اول مین ۲۵
حصۂ دوم مین ۳۷ حصۂ سوم مین ۷۷ حصۂ چہارم مین ۴۳ حصۂ پنجم مین
۵۵ یعنے جلد اول مین ۶۲ جلد دوم مین ۷۷ جلد سوم مین ۹۸ ہین پس
کل مجالس ہر سہ مجلد مین ۲۳۷ ہین حق سبحانہ تعالی جل شانہ اسکو جناب
مؤلف کا باقیات الصالحات گردانے اور مطبوع و مرغوب حضرات
سادات و مومنین خصوصاً زمرۂ ذاکرین کرے اور انکو جزاے نیک دے
اور خیر دارین کرے اور زبان حاسدین سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کے
ناظرین و سامعین کو خداوند عالمین اجر و ثواب مبین عطا فرمائے
بحرمت النبی وآلہ الطاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین اور محبان
و تعزیہ داران مظلوم کربلا کو سزاوار ہے کہ بہ نسبت عشرہ محرم کے اربعین
مین چہار چند تعزیہ داری اور عزا و ماتم و غم کرین کہ ان ایام مین آسمان
و زمین اور ملائکہ اور جن و پری وغیرہ نے غم کیا ہے اور ناظرین کتاب ہذا
کی خدمت مین التماس ہے کہ صحیحنامہ متعلق ہر سہ مجلد پر توجہ تام فرماکر

اغلاط مرقومہ کو مع ملاحظہ حواشی کے درست فرمادین کیونکہ سہو کتاب کا طبع ہونا شاذ ہے اور علاوہ اسکے اگر سہواً کوئی اعرابی یا لفظی غلطی رہگئی ہو تو اُسکو بغرض حسنات قبل خوانندگی کے صحیح کرین بقول شاعر سے

بقدر وسع در اصلاح کوشند	اگر اصلاح نتوانند خموشند

اور جو حضرات ذاکرین اس کتاب کو برائے نام ہاتھ مین لیکر ہر قسم کے مضامین خیالی اور مسموعی زبانی بیان فرماتے ہین اور وہ نازک خیالیان اسمین درج نہین ہین اُسوقت ایسا عنوان فرمایا کرین کہ سامعین کو بقرائن واضح ہو کہ یہ مضمون فقرات مصائب کے اس کتاب سے خارج بیان ہورہے ہین جو خلاف مشہور و معروف ہین اسلیے کہ کتاب ہذا این مضامین مخدوش سے حتی الامکان پرہیز کیا ہے اور اگر مناسب ہو تو اُسوقت اس کتاب کو بند کردیا کرین تو عین احسان ہے کیونکہ مولف صاحب نے اس زمانۂ ناساعد اور تفکرین جسقدر کہ مضامین مصائب قلمبند کیے ہین اُسکی تحقیقات مین بہت زحمت اُٹھائی ہے اور خود روی نہین فرمائی بلکہ اوقات عزیز کو ایسے کار نیک و محمود مین صرف کرکے مضامین کہن کو طرز نو مین ادا کیا ہے اور خاص کر ذاکرین خوانندگانِ کتاب ہذا کو امور ذیل کا لحاظ و خیال ضرور چاہیے کہ جس مجلس مین بطور تمہید کے دو یا تین حدیثین ہین اور بنظر اختصار ما بعد حدیث اول پڑھنا مقصود ہو تو حرف عطف عبارت عربی اور ترجمہ مین ترک کرین صرف شروع نام کتاب یا راوی سے کرین اور اگر تمہید کا

موقع ومحل تنو صرف روایت مصائب سے شروع کرنا منظور ہو تو لفظ چنانچہ
اگر ابتدائے ترجمہ میں ہو تو اُسے ترک کیا کریں کیونکہ وہ متعلق بہ تمہید یا نقل
حدیث یا روایت ہے اور جہاں پوری مجلس پڑھنے کا موقع حاصل ہو وہاں
الفاظ مذکورہ کا ترک کرنا ضرور نہیں ہے اور اب جو طبع میں رسم الخط
لوں میں اور اون کا اُس وقت رائج ہوا ہے پس جہاں ضمہ ہمزہ رہ گیا ہو وہاں
ضمیر بعید کو ضمیر قریب تصور کریں اگرچہ یہ خبر کا کام ہے جو قواعد صرف و نحو
اور قواعد [illegible] و جمی جانتا ہو اور اہالیان مطبع اگرچہ قاعدہ بلا تحریک کے
جلدی کریں ان کی صحیح نامہ جو غلط نامہ مشہور ہے آخر ہر کتاب میں شامل ہوا کرے
تو نہایت بہتر ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں عمدہ یہ ہے کہ باعث نیکنامی
مطبع ہے اور کتاب صحیح ہو اور مولفین اور اہالیان مطبع زبان حاسدین سے
محفوظ ہیں اور کتاب ناقص متصور نہ ہو کیونکہ فی زماننا خود رائی و خود پسندی اور کذب بہتان
بہت شائع و مشہور ہے جسکی وجہ سے اپنے حالات کے اکثر ناظرین ہیں بلکہ
دوسرے کا فعل عمدہ اور کار نیک جو عقلا اور حکما کے نزدیک گلزار ہمیشہ
بہار ہے وہ حمقا و حاسدین غدار کی نظر میں خار ہے گو اُس سے دوسرے کا
ضرر نہیں محض بے اعتبار ہے اسلیے کہ جب مومن قصد کار نیک و خوشنودی
کردگار اور ائمہ اطہار کا کرتا ہے تو توفیق اُسکی رفیق شفیق ہو جاتی ہے
صرف نیک کی نیکی اور بد کی بدی باقی رہتی ہے بقول شاعر

غم و شادمانی نماند ولیک		جزائے عمل ماند و نام نیک

اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے حاسد کے حسد سے کیا کام ہے بقول سعدیؒ

الا تا نخواہی بلا بر حسود	کہ آن بخت برگشتہ اندر بلاست
بہ حاجت کہ با وی کنی دشمنی	کہ وی را چنان دشمن اندر قفاست

پس اس دنیائے فانی میں جسکی وقعت پیش خدا و پیش انبیا و اوصیا بقدر
پر پشہ کے نہیں ہی اسطرح سے بسر کرنی چاہیے کہ اگر واقف و ناشناس لوگ
اچھا نام کہیں تو برا بھی نہ کہیں بلکہ حتی الامکان عمل خیر اور نام نیک کی
سعی و کوشش بہتر اور ہی جو مدتون کی محنت و مشقت میں حاصل ہوتا ہے
برخلاف نام بد کے کہ تھوڑی دیر میں ہو سکتا ہی نظیر اسکی حال شیطان
رجیم ہی جسنے ابتدا تکبر و حسد کیا انجام یہ ہوا کہ ابد الآباد رانده درگاہ ہوا
اور نام اسکا حارث تھا بعد عدم فرمانی خدا اور تکبر کے نام اسکا ابلیس رکھا
گیا پس اسکا پیرو ہونا فعل اشقیائے امت کے زیبا اور جائز نہیں ہی مگر
خدا نے اپنے بندون کو فاعل مختار کیا ہی نہ مجبور جسکو جسطرف رجحان ہوتا ہی
وہ کرتا ہی مسئلہ جبر و تفویض کو سمجھ لینا چاہیے اور حیا و شرم کرو اور بد حسد
وغیرہ سے ضرور ہی سرد و گرم زمانہ پر تحمل چاہیے جیسا کہ مشہور ہی گل بے خار
گنج بے مار خاطر بے آزار بستان بے خزان عسل بے زنبور دولت بے غرور
عشرت بے عسرت گل بے بلبل نہیں ہوتا ہی پس انسان کو راضی برضا
رہنا چاہیے حق تعالی اجر و ثواب اسکا عطا فرمائیگا اگر کوئی جاہل اور
حاسد نامناسب کلام کرے تو تحمل و سکوت کرنا چاہیے بقول شاعر ع
جواب جاہلان باشد خموشی ٭ بہر حال حسد اور مضامین مخدوش سے
پرہیز لازم ہی کتب علما و محدثین کیطرف رجوع کرکے اپنے نفس کو نصیحت

کریں اور منبر کا جو مقام انبیا و اوصیا ہے ادب و احترام کریں ذرا خوفِ خدا کریں اور مرگ سے غافل نہوں بقول شاعر

چو از مرگ آسوده خاطر نشینی	چه حاصل اگر در مقابر نشینی
وگر خلوتے باطنی با خدا ہست	چه غم گر بمحفل بلند برنشینی
بباید ز دنیا بری زاد راہے	درین خانه مثل مسافر نشینی
عبث این ہمه عیش و شادی درینجا	که در ماتم خویش آخر نشینی
جہان پر ز شور است اما ضرور است	که خاموش باشی و صابر نشینی
نزیبد ترا با چنین ذل و خواری	که بر جایگاہ اکابر نشینی
بوعظیکه گفتی عمل خود نه کردی	چه حاصل اگر بر منابر نشینی

والسلام والاکرام

حررہ العاصی حاج مرزا جعفر علی کربلائی عفی عنہ مورخہ نہم ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری

بشریٰ للمومنین

بحمدہ تعالیٰ مؤلف صاحب نے بعد ختم تالیف ہر سہ جلد کتاب نادر العصر بحر المصائب کے دوسری کتاب کی تالیف مسمیٰ بہ ینبوع المصائب شروع فرمائی ہے حق سبحانہ تعالیٰ بخیر و عافیت انجام کو پہونچائے بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد — حررہ مرزا جعفر علی عفی عنہ ۱۵ ماہ صفر سنہ [illegible] ہجری

توثیق و تقریظ سرکار شریعت مدار تقدس مآب قدسی القاب مشید ارکان دین مبین مروج مخواص احکام شرع متین اعلم العلماء اکمل الکملاء صاحب القوۃ القدسیہ والملکات الملکیہ جناب قبلہ و کعبہ تاج العلماء سیدنا السید علی محمد صاحب مجتہد العصر دام ظلہم العالی بادوام الایام واللیالی ابن آیۃ اللہ العظمی جناب السلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد یہ تیسری جلد بھی کتاب مستطاب نہر المصائب کی مشتمل ہے اخبار معتبرہ و آثار معتمدہ فضائل و مصائب حضرات ائمہ اطہار صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور کتب مستندہ احادیث و تواریخ سے مضامین اسکے منتخب ہیں اور سماعت و خواندگی اسکی مجالس عزائے حضرت امام حسین علیہ السلام میں باعث تحصیل اجر و ثواب اور حسنات جزیل ہے فی الحقیقت یہ اسی قابل ہے کہ بطور زاد مہیا کیجائے یوم معاد کے واسطے کہ جس دن مال و اولاد میں سے کوئی شی کام نہ آویگی اور خدا جزائے خیر دے اسکے مؤلف جوان صالح زبدۃ الذاکرین عمدۃ الزائرین حسیب نسیب ادیب اریب جلیب لبیب فضائل و کمالات مآب حقائق و معارف انتساب سعید ازلی آخوند حاجی مرزا قاسم علی صاحب لہ بالائی زاد فضلہ و دام نیلہ کو کہ انھوں نے نہایت اسکی ترتیب و تہذیب اور تالیف و تصنیف میں تکلیف تمام و زحمت مالا کلام اٹھائی ہے واللہ الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

سید علی محمد

صح صح

توثیق و تقریظ دستخطی سرکار اسوۃ المحققین الکرام زبدۃ المدققین العظام تاج العلماء
الراسخین فخر الفضلاء الاساطین افضل الفضلاء اکمل الکملاء قدس اعلیٰ ذوی المجد
والعلی فیض مآب عالیجناب مولانا و سیدنا جناب مولوی السید محمد حسین سلمہ اللہ
تعالیٰ من کل شین المعروف بجناب سید علّن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی ابن جناب
ملک العلماء طاب ثراہ ابن علامۃ المرحوم جناب السلطان العلماء اعلی اللہ
مقامہ فی دار الکرامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفے وسلام علے عبادہ الذین اصطفے امابعد
مخفی نرہے کہ بکا اور ذکر مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا
مین افضل طاعات اور اعظم قربات سے ہی اور اجر و ثواب اسکا احادیث
متکاثرہ بل متواترہ سے جو طرق عامہ و خاصہ سے منقول ہین ثابت و آشکار ہی
ہان احتراز کذب و دروغ اور بہتان سے لازم و ضرور ہی خصوصاً ایسے عمل صالح
ونیک مین تاکہ مصداق خلطوا عملاً صالحاً و اخر سیئاً کا نہو اور خبط
عمل خیر نہو جائے لکن احادیث و روایات منقولہ کتب معتمدہ مین اگرچہ سند ضعیف
ہون انکے پڑھنے اور سننے مین بحوالہ کتاب یا راوی کوئی مضائقہ نہین ہی کان
المقام مقام الاستحباب بلکہ ذاکر و سامع ماجور و مثاب ہونگے پس بنظر اکتساب
ثواب یہ کتاب لاجواب مسمی نہر المصائب بالفعل حبیب لبیب حسیب نسیب
السعید الرشید المعی و نحریر لوذعی حاج آخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی
زاد مجدہ نے بڑی محنت و مشقت اور جانفشانی سے بعنوان شائستہ و سدید
و اسلوب تازہ و جدید سے تحریر فرمائی ہی اور بعض مقامات نظر قاصر سے

المعصومین الذین هو شفعاءنا یوم الدین اما بعد جو کہ والا مناقب
عالی مناصب فضیلت و کمالات دستگاہ محبت و مودت پناہ المتقی لوذعی
آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب کربلائی المشہدی دام مجدہ نے اس کتاب
مستطاب نہر المصائب میں روایات و احادیث بارہ فضائل و مصائب
چہاردہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کو کتب معتبرہ مشہورہ علمائے اعلام
علیہم رضوان اللہ الملک العلام مثل مجالس مفجعہ مولفہ حضرت مجدی العلام
آیۃ اللہ فی الانام سید العلما علیین مکان جناب السید حسین صاحب اعلی
اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اور بحار الانوار اور لہوف اور ارشاد اور
محرق القلوب وغیرہ سے اور بحر المصائب کہ جو مزین بتوثیق جناب جد
ممدوح ہی اور دیگر کتب معتبرہ سے منتخب کر کے بعنوان غریب و اسلوب
مرغوب جمع کیا ہی اکثر مقامات اسکے نظر قاصر سے گذرے نفعہ اللہ بہا
وسائر المومنین وجزاہ افضل جزاء المحسنین بمحمد و آلہ
المعصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین و انا احقر الکونین المتمسک
بالثقلین السید ہدایت حسین عفی عنہ

ہدایت حسین ۱۲۹۲
نجم العلما

نجم العلما سید ہدایت حسین

توثیق و تقریظ دستخطی عالیجناب تقدس مآب قدوۃ الاتقیاء زبدۃ الاذکیاء
عمدۃ المحدثین اسوۃ المحققین سید الفقہاء الکاملین والزاہدین السید السند العالم المعتمد
مقبول حضرت لم یزلی مولانا جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ مجتہد مد ظلہم العالی

بسم اللہ خیر الکلام والحمد للہ المفضل المنعام والصلوٰۃ والسلام
التام علی سیدنا ونبینا محمد خیر الانام وآلہ البررۃ الکرام ولعنۃ اللہ
علی اعدائہم الفجرۃ الکفرۃ اللئام الی یوم القیام وبعد فللہ درک ایہا
الاخ الحاج المرزا قاسم علی الکرباسی السدید فی اللہ حیث بذلت
جہدک واتعبت رضاء ربک فی تالیف احادیث الفضائل
والمصائب وتنقیدہا وتسدیدہا علی اسلوب مرغوب وترتیب
مطلوب فجزاک اللہ عنا فی الدارین خیر الجزاء وتقبل اللہ سعیک
فی نشر احادیث الائمۃ علیہم السلام وجعلک اللہ من رافقہم
فی الجنۃ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ولقد سمعت
کلما حررتہ من المتن والترجمۃ فوجدتہ بفضل اللہ وحسن توفیقہ
ویمن تائیدہ انیقا رشیقا فنحمد اللہ علی ذلک کما ہو اہلہ وکما ینبغی
لکرمہ وعز جلالہ وصلی اللہ علی محمد وآلہ وانا العبد الاثیم
المشتاق الی رحمۃ ربہ الغنی السید علی عفر اللہ لہ ولوالدیہ سنہ ۱۳۰۶ھ ج ۱

تقریظ و تخطی عالی جناب تقدس مآب قدوۃ الاتقیا زبدۃ الاذکیا فخر المدرسین اسوۃ المحققین مولانا جناب مولوی السید حسین صاحب قبلہ سابق افسر مدرس مدرسۂ ایمانیہ لکھنؤ دامت برکاتہم العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن ما افاد، وازکے ما اجاد، الحبیب اللبیب، الادیب الاریب ذو الطبیعۃ الوقادۃ، والقریحۃ النقادۃ، نخبۃ الاحباب الاجلۃ، عمدۃ الاصحاب الاحبۃ، الورع التقی، الحاج المرزا قاسم علی الکربلائی احسن اللہ الیہ، وخصہ بالزلفی لدیہ، کتابا انیقا، رشیقا و ثیقا، جمع فیہ فضائل ساداتنا الاطیاب، ومصائب ائمتنا الانجاب، علیہم صلوات اللہ وبرکات رب الارباب، فرایتہ کتابا عجیبا، ووجدتہ مکتوبا منیقا، بما یتعلق بھذا الباب، جامعا لاکثر المناقب محتویا علی جمۃ المصائب، وسماہ ذخر المصائب، ملخصا من بحر المصائب، بالاضافۃ لاکثر الروایات والاحادیث المناسب للمقام والمحل فوفقہ اللہ اکثر مما وفقہ وللہ درہ، وعلی اللہ اجرہ، سلمہ اللہ الواھب ورقاہ الی اوج الکمال، و الحمد للہ علی کل حال، والصلوۃ علی رسولہ والہ خیر ال، کتبہ بیمناہ العبد المذنب السید حسین صین عن کل قبح وشین

سید حسین ۱۲۹۰

تقریظ بمالیجناب تقدس و تورع مآب فضیلت پناہ کمالات و معارف دستگاہ عمدۃ الافاضل زبدۃ الاماثل مقبول حضرت صمدی مولانا جناب مولوی السید عسکری صاحب قبلہ دام مجدہ العالی ابن تقدس و تورع دستگاہ جناب مولوی سید حسن شاہ صاحب دامت برکاتہ

بسم اللہ المستعان

ما نمقہ العلماء الاعلام والفضلاء الفخام وغیرھم من اذکیاء الاحباب سلمھم اللہ تعالی وابقاھم مدی الاحقاب موثقاً علی المجلدات الثلاث من ھذا الکتاب الموسوم بنھر المصائب المنتخب من بحر المصائب الجامع لاکثر المناقب والمصائب لسادتنا الاطائب لاسیما خامس آل العباء سیدنا سید الشھداء علیہ التحیۃ والثناء کفی للمؤلف السعید الحاج المرزا فاسو علی الکربلائی متعہ اللہ بالعیش الرغید شرفاً وفخراً اجزل اللہ اجرہ فیما الفہ واعدہ لہ ذخراً کتب بیمناہ الداثرۃ الوازرۃ احوج المربوبین الی رحمۃ ربہ الغنی عسکری بن حسن بن عسکری الرضوی اوتی کتابہ بیمینہ فی الآخرۃ

(مہر: عسکری سید)

توثیق وتحظی خاص فیض اختصاص عالی مرتبت والا منزلت عمدة الفضلا زبدة الکملا
ذو المجد والکمال مقبول حضرت ذو الجلال السید السند المؤتمن سیدنا جناب
مولوی السید ریاض الحسن صاحب قبلہ مدرس مدرسۂ ایمانیہ لکھنو دام مجدہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا ونبینا محمد خیر
الانبیاء والمرسلین وعلی وصیہ الصالح الامین علی امیر المؤمنین وعلی
آلہ الطیبین سیما علی سبط الشہید السعید الکئیب الحزین وعلی جمیع
المستشہدین معہ الی یوم الدین اما بعد این گلدستہ ریاض شہادت ابنا
ونقشہ رونمائے ہزاران کرب وبلا یعنے مجموعۂ مناقب ومصائب گوناگون قبائے صحرائے
کربلا حضرت خامس آل عبا علیہ وعلی جدہ وابیہ وامہ واخیہ وتسعة من ذریتہ
الاف التحیة والثنا کہ بدیدنش دل خون میشود وز شنیدنش دیدہ جیحون لکاتبہ

جہد اگر دید از بحر مصائب	چنین نہر لبالب از نوائب
چہ نہرے مایۂ صد گوہر اشک	چہ گوہر زان دُر غلطان بُرد رنگ

از تالیف شریف جناب میرزائے رفیع الشان منیع المکان سلالة الاطیاب
خلاصة الانجاب حاج حرمین الشریفین زائر وذاکر حضرت ابی عبد اللہ الحسین است
کہ خاک جنسش مغناطیس لہاست ولطف سخنش آب ورنگ محفلہا نام نامیش جناب
حاج خوند میرزا قاسم علی است ومقام سامیش باقتضاء حدیث شریف علی
قسیم النار والجنة روشن ومنجلی صانہ اللہ تعالی عما شانہ وعم فیضہ و
احسانہ کہ کتابے بطرز خوب ونہج مرغوب مسمی بہ نہر المصائب التقاط وانتخاب

مضامین مصنفات بعض علمائے اعلام خصوصاً بامداد بحر المصائب سید علیہ الرحمہ مرتب فرمودہ واین نہر از ہمان بحر برآوردہ دریا را بکوزہ درآوردہ است فجزاہ اللہ تعالیٰ بجودہ وکرمہ جزاء الذاکرین وجعلہ وایانا لنعمائہ من الشاکرین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وانا العبد المبتلی بالشجن السیئہ

ریاض الحسن غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ

ریاض الحسن حسینی ۱۲۷۹

فہرس مجالس نہر المصائب حصۂ چہارم در فضائل ومصائب جناب سید الشہداء

نمبر صفحہ	خلاصۂ مضمون روایت	نمبر مجلس
۲۳	بکائے شیخ بابلی بزرگوار وآمدن حضرت برلاش علی اکبر وو داع مظلوم کربلا از خواہران ودختران خود وطلبیدن لباس کہنہ وپوشیدن آن زیر لباس بنظر احتیاط وبے لباس ماندن بعد شہادت	مجلس اول
۳۱	فضائل بکا ورخصت مظلوم کربلا از خواہران خود وجناب رباب مادر سکینہ وحال انتقال جناب زینب ورباب در مدینہ منورہ	مجلس دوم
۴۰	افضلیت حضرات ائمۂ ہدیٰ بر ملائکہ وو داع جناب امام حسین از فرزند بیمار وشہربانویہ وبعض وصایائے آنحضرت وگریہ وبکائے اہل حرم واطفال	مجلس سوم
۶۰	ثواب سیراب کردن تشنہ وتشریف فرما شدن سید الشہداء بہ نہر علقمہ وجنگ وجہاد وربط فقرات شہادت آن حضرت	مجلس چہارم

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس پنجم	فضائل حسینؑ و رجز و جهاد سید الشهدا و فرود آمدن به نهر فرات و کلمات حسرت از تشنگی اقربا و فقرات شهادت آنحضرت	۳۷
مجلس ششم	شجاعت جناب رسولخدا و شیعیان جناب امیر و ولای ائمه هدی در رجز و جهاد سید الشهدا و محاصره کردن اعدا از هر طرف و افتادن حضرت بر زمین و آمدن هفتاد شقی با اراده ذبح و شهادت آنحضرت	۴۲
مجلس هفتم	ثواب فعل حسنه و نیت آن و تعزیت شهادت مظلوم کربلا بحجت خدا و باد سیاه وزیدن و زمانه تیره و تاریک شدن بعد شهادت سید الشهدا و آمدن اهل بیت بمقتل و نوحه جناب زینب	۵۵
مجلس هشتم	فضیلت مومن باکی و وداع مظلوم کربلا از اهل بیت و آراسته فرمودن سلاح حرب و آمدن بمیدان قتال و استقلال و جهاد آن حضرت و محاصره کردن و حائل شدن اعدا درمیان حضرت و خیمگاه و مجروح و ذبح شدن آنحضرت	۵۹
مجلس نهم	محبت رسولخدا با امام حسینؑ و آواز دادن شمر لعین بلشکر خود برای محاصره مظلوم کربلا و زخمی کردن اعدا آن حضرت را و زدن تیر بر گلوی انور و آمدن جناب زینب بمقتل و در نماز عصر ذبح کردن شمر لعین آنحضرت را و آمدن اهل حرم و سکینه بر لاش حضرت	۶۸
مجلس دهم	گریه جناب سجادؑ وقت نوشیدن آب و ذکر تشنگی مظلوم کربلا و ثواب لعن بر قاتلان سید الشهدا بوقت خوردن آب و افتادن آن حضرت بر زمین و آمدن شاهزاده عبد الله بن امام حسن و شهادت آن یتیم و مظلوم کربلا	۷۵

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس سیزدهم	ذکر قصد حضرت ابراهیم بذبح حضرت اسمعیل و ربط ذبح مظلوم کربلا و فقرات زیارت ناحیهٔ مقدسه	۸۲
مجلس چهاردهم	فرحناک شدن مؤمن در سه جا و نصرت و مدد جناب امیر بشیعه و عدم فریادرسی و ذبح کردن اعدا مظلوم کربلا و آمدن اهل حرم بمقتل و بیقراری ایشان	۹۰
مجلس پانزدهم	آب نخوردن گوسفندان حضرت اسمعیل از نهر فرات و ذکر تشنگی مظلوم کربلا و بیهودگی اعدا و محاربه یزید کلبی پهلوان با سید الشهدا و استقلال و جهاد حضرت و آمدن ندا از جانب خدا و صبر کردن آنحضرت آخر ذبح کردن شمر لعین آن مظلوم را	۹۶
مجلس شانزدهم	حساب شیعیان متعلق شدن بائمهٔ هدیٰ و شهادت مظلوم کربلا بروایت هلال بن نافع و اخذ لباس سید الشهدا ع	۱۰۷
مجلس هفدهم	محبت رسولخدا با امام حسین ع و شهادت آن مظلوم و قصد پامالی کردن اعدا و آمدن شیر صحرا و محافظت کردن لاش سید الشهدا را ع	۱۱۲
مجلس هیجدهم	آمدن طیور بر لاش مظلوم کربلا و رفتن طائرے بمدینه و خبر دادن رسولخدا را و ببرکت خون سید الشهدا شفا یافتن دختر یهودی و اسلام آوردن قوم او	۱۱۷
مجلس نوزدهم	اختلافات وقت و روز شهادت سید الشهدا و حال اسپ باوفا و خبر دادن باهل حرم و آمدن ایشان بمقتل و نوحهٔ جناب ام کلثوم ع	۱۲۶

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس هیجدهم	آمدن لباس جنت برای امام حسینؑ و ربط به لباس ماندن لاش اطهر آنحضرت و ربط آمدن چهار خواهران بر لاش برادران مقتول خونها و بیقراری و نوحه جناب زینبؑ	۱۳۵
مجلس نوزدهم	ثواب بکا و آمدن اعدا بخیمگاه و کشیدن زدای جناب زینبؑ و گوشواره آن مظلومه و تاراجی خیام و ردای اهل حرم و حال فاطمه صغریٰ و غیرها	۱۴۶
مجلس بیستم	فضیلت فضه کنیز جناب سیدهؑ و باعجاز آمدن جناب امیرؑ برای سوار کردن فضه در راه مکه و حال سواری اهل بیت رسالت بعد شهادت مظلوم کربلا و رسیدن ایشان بمقتل	۱۵۲
مجلس بیست و یکم	محشور شدن و عرش پروز قیامت و ربط حال ذوالجناح و خبر شهادت مظلوم کربلا رسیدن به خیمه و حال بیقراری اهل بیت و آمدن ابن سعد بخیمگاه و فریاد اهل حرم	۱۶۳
مجلس بیست و دوم	مزین شدن عرش بحسنین علیهما السلام و مصائب آن هر دو گوشواره عرش الٰهی و ربط حال ذوالجناح و آتش زدگی اعدا بخیمگاه و اسیری اهل حرم و بردن اعدا بسوی مقتل و گریه و بکای دختران رسول خداؐ	۱۷۱
مجلس بیست و سوم	سیراب فرمودن جناب صادقؑ عبد الله بن سنان را از انهار جنت دنیا و ظاهر معائنه کردن اصحاب سید الشهداء جنت و انهار آنها و استغاثه مظلوم کربلا و شهادت طفل شیرخوار و تشنگی مظلوم کربلا و وصیت فرمودن آنحضرت از طفل بریده	۱۷۸
مجلس بیست و چهارم	تحفه نمودن صالح یهودی امام حسینؑ را و بیقراری جناب سیدهؑ و اسلام آوردن صالح مع اقربا و فقرات مصائب مظلوم کربلا	۱۸۸

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس پنجم	فضائل حسنین و آمدن لباس جنت و رنگین شدن آن لباس بسبب عطاء بابا و فقرات مصائب ایشان و حال سر انور مظلوم کربلا و بے ادبی ابن زیاد لعین در کوفه	۲۰۱
مجلس ششم	فضائل حسنین علیهما السلام و ربط انتخاب مرثیه جناب مفتی صاحب قبله در حال مظلوم کربلا	۲۰۷
مجلس هفتم	ذکر اجمالی ذبح حضرت اسمٰعیل و حضرت عبد الله و ربط ذبح مظلوم کربلا و فقرات زیارت ناحیهٔ مقدسه و بعض شرائط و آداب ذبح و ظلم و ستم عمر لعین بر سوار شدن آن با قیامت و بار دوم بر آمدن اهل حرم از خیمه	۲۱۱
مجلس هشتم	فضائل جناب امیر و ضروریات مذهب اثنا عشری و گریه مظلوم کربلا بر مفارقت اقربا و اصحاب و رخصت از اهل حرم و فقرات اسیری اهل بیت آن حضرت	۲۱۶
مجلس نهم	آمدن سه دوست وقت احتضار مسلم و ثواب تشییع جنازه و نماز جنازه و بعض آداب آن و فقرات دفن اصحاب کساء آل عبا علیهم السلام	۲۲۲
مجلس دهم	علامت مومن و فضیلت بیمار و عیادت بیمار و ربط فقرات مصائب بیمار کربلا	۲۲۶
مجلس یازدهم	خبر دادن رسول خدا از ائمه اثنا عشر و وجود ذی جود امام ثانی عشر و فقرات مصائب امام حسن عسکری و امام حسین علیهما السلام	۲۲۹
مجلس دوازدهم	حدیث نبوی بطور وصیت و ربط روانگی اعدا مع سرهای شهدا بکوفه و توقف ابن سعد بکربلا و روانه شدن روز دیگر مع اهل بیت رسالت از مقتل شهدا	۲۳۴

مجلس	مضمون	صفحه
	و گریه جناب زینب و سکینه بر لاش مظلوم کربلا ؑ	
مجلس سی سوم	ثواب سیراب کردن تشنه و ربط تشنگی مظلوم کربلا و وصیت آن حضرت از گلوے بریده و فقرات زیارت ناحیهٔ مقدسه	۲۴۰
مجلس سی چهارم	اعجاز و کرامات لاش اطهر مظلوم کربلا و تشریف فرما شدن جناب رسولخدا مع انبیا بکربلا و آمدن شیر براے حفاظت لاشهاے شهدا و نوحه جنات	۲۴۵
مجلس سی پنجم	دفن ناقه عضبا و ربط دفن شهدا و حال نصب کردن اعدا سر انور مظلوم کربلا بجید جا آخر رسیدن آن پیش یزید لعین بشام	۲۵۲
مجلس سی و ششم	ثواب بکا بر مصائب ائمه هدیٰ و آمدن بنی اسد براے دفن شهدا و تشریف فرما شدن بیمار کربلا و بعد دفن باعجاز رفتن آنحضرت بکوفه	۲۶۲
مجلس سی و هفتم	اشیاے ضروری براے میت و ربط دفن شهدا و دستورات عالم براے دفن اموات و اختلاف حال سر انور مظلوم کربلا ؑ	۲۷۲
مجلس سی و هشتم	فضائل جناب امیرؑ و فقرات حال ضربت آنحضرت و فقرات مصائب جناب حسنینؑ و انتخاب مرثیهٔ مولانا سید محمد مهدی صاحب قبله و فقرات زیارت ناحیهٔ مقدسه	۲۷۶
مجلس سی نهم	بخدمت جناب امیرؑ سوال کردن یهودی و بعد حصول مطالب مسلمان شدن او و ربط اسیری اهل بیت رسالت و حال ایتام مظلوم کربلا	۲۸۱
مجلس چهلم	فضائل شهداے راه خدا و اهل علم و ربط آواره وطنی حضرات ائمه هدیٰ و دفن شدن ایشان متفرق بظلم بنی امیه و بنی عباسیه	۲۸۵
مجلس چهل و یکم	فضائل جناب امیرؑ و بعض قضایا و احکام آنحضرت و فضیلت عید شجاع	۲۹۰

مجلس	مضمون	صفحہ
مجلس بست و نہم	فضائل صلوات خواندن و فضیلت عید غدیر و بعض حالات اہل نفاق و دشمنان خاندان رسالت و مناظرہ ہشام با عمر بن عبید ۔	۳۰۲
مجلس سی ام	بعض فضائل و معجزات جناب امیر علیہ السلام و فضیلت روز نوروز و اشعار باذل علیہ الرحمہ وغیرہ ۔	۳۱۵

فہرس مجالس بحر المصائب حصہ پنجم در فضائل و مصائب و حال اسیری اہل بیت رسالت

نمبر مجلس	مطالب و خلاصہ مضمون روایت	نمبر صفحہ
مجلس اول	فضائل بکا بر مصائب ائمہ ہدیٰ و دعائے جناب صادقؑ و روانگی اسیران اہل بیت بطرف کوفہ و نوحہ جناب زینبؑ بوقت رسیدن کوفہ ۔	۳۲۶
مجلس دوم	ثواب تلاوت قرآن و رسیدن سرہائے شہدا بکوفہ و تلاوت سورۂ کہف از موقف سر انور سید الشہداء و حال اہل حرم آن حضرت ۔	۳۳۲
مجلس سوم	مسلمان شدن یہودی ببرکت نور چادر جناب سیدہ و داخلہ اہل بیت رسالت بکوفہ و حال بیقراری دیندارے از دیدن ایشان ۔	۳۳۹
مجلس چہارم	ثواب بکا و داخلہ اہل بیت بدار الامارہ و بروئے ابن زیاد لعین و بیہودگی آن شقی و حکم قتل بیمار کربلا نمودن و بیقراری جناب زینبؑ و ام کلثومؑ و نجات یافتن بیمار کربلا از قتل ۔	۳۴۶
مجلس پنجم	بمجلس فرستادن ابن زیاد لعین اہل بیت رسالت را و بردن خولی سر انور بخانہ خود و حال زوجہ او و دیگر گذاشتن سر انور و آمدن عماری جناب سیدہ وغیرہا	۳۵۲
مجلس ششم	فضیلت مومن و بیہودگی عبید اللہ بن زیاد لعین بالائے منبر مسجد جامع کوفہ و حال عبد اللہ عفیف رحمہ اللہ و شہادت آن دیندار بعد کارزار	۳۵۹

مجلس	مضمون	صفحہ
مجلس ہفتم	ذکر تحصیل معاش و نامہ فرستادن ابن زیاد بنام نزد یزید و طلبیدن آں لعین سرہائے شہدا و اسیران را و روانگی اہل بیت رسالت بطرف شام و رسیدن ایشان بمنزل خصاصہ و تکریت و بعض حالات راہ شام محنت انجام ۔	۳۶۹
مجلس ہشتم	فضائل جناب امیر و روانگی اشقیا مع اہل بیت رسول خدا از منزل مرشاد و رسیدن بمنزل کحیل و نامہ نوشتن باہل موصل و حال غم و الم و جنگ اہل موصل و رسیدن عداشہر نصیبین و توجہ جناب ام کلثوم و حال بعض منازل راہ شام و اسلام آوردن دیرانی ۔	۳۷۶
مجلس نہم	وحی خدا بہ پیغمبر برائے ترک لباس غیر و قتل اعدا و رطب و یابس ماندن مظلوم کربلا و رسیدن اعدا مع سرہائے شہدا و اہل بیت بدیر نصاریٰ و مقفل کردن سرہائے شہدا در صندوق و آمدن ارواح انبیا و اوصیا و اعجاز سر انور سید الشہدا و اسلام آوردن دیرانی مع ہفتاد نفر یہود	۳۸۸
مجلس دہم	فضیلت امیر المومنین و رسیدن اعدا مع سرہائے شہدا و اسیران بعسقلان قریب دمشق و حال سرور اہل شہر و حال غم و الم زریر تاجر دیندار ۔	۳۹۷
مجلس یازدہم	فضیلت فضہ کنیز جناب سیدہ و داخلہ دختران بتول بدر شام و رسیدن ایشان روبروئے یزید لعین و پیش کردن خولی سر انور مظلوم کربلا و مسرور شدن یزید ۔	۴۰۶
مجلس دوازدہم	فضائل مودت اہل بیت رسالت و ربط چوب خیزران نہادن یزید لعین بر لب و دندان انور مظلوم کربلا و حال الحرم و طلبیدن شامی دختر برائے کنیزی ۔	۴۱۴
مجلس سیزدہم	نگرانی ائمہ ہدیٰ بحال مومنین و داخلہ اہل بیت بدمشق و حال سرور اہل شہر و نوحہ جناب ام کلثوم و بعد اسلام قتل شدن یہودی و سنگ زدن خبیثہ شامیہ بر سر انور مظلوم کربلا ۔	۴۲۱

مجلس	مضمون	صفحہ
[illegible]	بکائے ہر شئی و موجودات بر مصیبت مظلوم کربلا و داخلہ اہل بیت بدار الامارہ یزید و حال اسیران و حکم قتل دادن آن لعین برای بیمار کربلا و بیقراری دختران جناب رسول خدا و نجات یافتن بیمار کربلا از قتل	۴۳۵
[illegible]	ثواب بکا و بکائے ارض و سموات بر مصیبت سید الشہدا و آمدن قاصد نزد یزید برائے اطلاع خبر رسیدن اسیران بدمشق و استمزاج کردن آن مکار از حاضرین دربار و حکم داخلہ اسیران و سرہائے شہدا از دروازہ ساعات و رسیدن ایشان پیش یزید و فخر و مباہات آن شقی۔	۴۴۱
[illegible]	خبر دادن جبرئیل برسول خدا از شہادت حسینؑ و آمدن غراب بمدینہ و خبر دادن بفاطمہ صغریٰ از شہادت سید الشہداؑ و نوحۂ آن مرضیہ۔	۴۵۰
[illegible]	حال نصرانی وکیل روم از دیدن سر انور سید الشہدا بدربار یزید لعین و استفسار حال کردن از آن لعین و بعد گفتگوئے بسیار اسلام آوردن و قتل شدن آن	۴۵۴
[illegible]	ملاقات حضرت خضر با امام زین العابدینؑ و ربط و داخلہ آنحضرت بدربار یزید شقی و حال غم اہل بیت رسالت۔	۴۶۰
[illegible]	فضیلت ام ایمن کنیز جناب سیدہؑ و داخلہ دختران بتول عذرا بدربار یزید شرابخوار و استفسار حال کردن از جناب سکینہ و نوحۂ جناب زینبؑ از دیدن سر انور برادر	۴۶۷
[illegible]	فضیلت اہل بیت رسالت و داخل شدن اہل حرم بخانۂ یزید و گریہ و بکائے ایشان و مجلس ماتم برپا شدن بخانۂ یزید و حال ہند زوجۂ یزید ملعون۔	۴۷۴
[illegible]	فضیلت زیارت سید الشہداؑ و حال مدفن شہدا و اسیری اہل بیت و در خواب دیدن جناب سکینہ جدۂ ماجدۂ خود را در شام۔	۴۷۹

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس بست و دوم	فضیلت بکا و حکم کردن یزید بخطیب و بیهودگی آن لعین و خطبه بیمار کربلا و گریه و بکاے حاضرین مجلس و امر کردن یزید بموذن براے اذان	۴۸۷
مجلس بست و سوم	فضیلت بکا و فتحنامه نوشتن یزید باطراف بلاد و آمدن قاصد سے بمدینه و حال گریه و بکاے بنی هاشم و حال جناب ام البنین مادر جناب عباس بن علیؑ	۴۹۵
مجلس بست و چهارم	فضیلت بکا و ملاقات منهال با بیمار کربلا متصل قیدخانه و حالات مجلس شام و نوحه و بکاے جناب زینبؑ	۵۰۲
مجلس بست و پنجم	فضائل مودت عترت رسول خداؐ و انتقال دختر سید الشهدا در مجلس شام و نوحه و بکاے اهل بیت رسالت درین روایت اسم آن یتیمه معین نیست لیکن بعض مورخین زینب بنت الحسین و بقولے رقیه چنانچه صاحب حزن المومنین نوشته۔	۵۰۶
مجلس بست و ششم	ثواب بکا و خواب هند زوجهٔ یزید و بیتابی آن صالحه و بیان کردن خواب بنزد لعین و ندامت آن شقی و اجازت رهائی دادن باهل بیت رسالت و مجلس ماتم بپا کردن ایشان بشام و رخصت اهل بیت۔	۵۱۳
مجلس بست و هفتم	فضیلت زیارت بعیدهٔ سید الشهداؑ و رهائی اهل بیت از قید شام و رسیدن بکربلا بعد یکسال و گریه و ماتم ایشان بر مرقد شهدا و ملاقات جابر بن عبدالله انصاری وغیره و وداع روضهٔ انور مظلوم کربلا و روانگی بسمت مدینه۔	۵۲۲
مجلس بست و هشتم	فضائل بکا و رسیدن اهل بیت رسالت قریب مدینه متصل فدک و فرستادن بیمار کربلا بشیر بن جذلم شاعر را که همراه قافلهٔ زائرین بود بروضهٔ اقدس رسول خداؐ و داخلهٔ اهل بیت بشهر مدینه و نوحهٔ جناب ام کلثومؑ۔	۵۳۲

مجلس	مضمون	صفحہ
مجلس بستم	بکائے ہر شئی بر مصیبت سید الشہدا و روانگی اہل بیت رسالت از دمشق بطرف مدینہ و رسیدن ایشان قریب مدینہ و خیمہ بپا کردن بیرون شہر و رفتن بشیر بن حذلم برائے اطلاع اہل شہر و رفتن اہل بیت بر روضۂ رسول خدا و گریہ و بکائے عورات ہاشمیہ۔	۵۳۸
مجلس بست و یکم	داخل شدن جناب زینب بر روضۂ رسول خدا و خبر شہادت مظلوم کربلا دادن و نوحہ و بکائے آن مظلومہ بر مفارقت اقربا تا دام الحیات۔	۵۵۰
مجلس بست و دوم	فضیلت شب و روز جمعہ و فقرات حال حضرت جناب امیرؑ و داخلہ اہل بیت بمدینہ و روضۂ رسول خدا و خبر شہادت مظلوم کربلا دادن جناب زینب و ام کلثوم و نوحہ بیمار کربلا بر روضۂ رسول خدا و آمدن نزد محمد حنفیہ و خبر شہادت سید الشہدا دادن و حال بیقراری محمد حنفیہ و فقرات شہادت جناب عباس علیہ السلام۔	۵۵۹
مجلس بست و سوم	فضائل مودت اہل بیت رسالت و ثواب بکا بر مصیبت ایشان و داخل شدن اہل بیت بخانہائے اقربا جوانان ہاشمی شہدائے کربلا و گریہ و بکائے ایشان بر حال ویرانی مکانات عزیزان	۵۶۴
مجلس بست و چہارم	روز ولادت و شہادت امام محمد باقر علیہ السلام و آمدن جنات برائے دریافت مسائل و دفن آنحضرت و ربط بہ دفنی مظلوم کربلاؑ	۵۰۸
مجلس بست و پنجم	روز ولادت و شہادت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و آتش زدگی اعدا بخانۂ آن حضرت و ربط آتش زدگی خیام مظلوم کربلاؑ	۵۸۸

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس سی و پنجم	فضائل و معجزات جناب صادق ع و اراده قتل آن حضرت کردن منصور عباسی و نجات یافتن و ربط اراده قتل بیمار کربلا کردن یزید و نجات یافتن از شر آن لعین-	۵۸۲
مجلس سی و ششم	روز ولادت و شهادت امام موسی کاظم علیه السلام و غسل و کفن و دفن آن حضرت و ربط بیدفنی مظلوم کربلا ع	۵۸۹
مجلس سی و هفتم	روز ولادت و شهادت امام رضا علیه السلام و ربط بیکسی و مظلومی اهل حرم مظلوم کربلا	۵۹۵
مجلس سی و هشتم	خبر دادن جناب رسول خدا و جناب صادق ع از جای دفن جناب امام رضا ع و ثواب زیارت آن حضرت و قصیده خواندن دعبل و ربط فقرات زیارت ناحیه مقدسه-	۶۰۲
مجلس سی و نهم	روز ولادت و شهادت و بعض معجزات امام محمد تقی علیه السلام و ربط داخله اهل بیت مظلوم کربلا بکوفه-	۶۱۰
مجلس چهلم	روز ولادت و فضائل و شهادت امام علی نقی علیه السلام و طلبیدن بنی عباس به بغداد و سامره و اذیت رسانیدن و ربط خاک و خون آلوده شدن شهدای کربلا-	۶۱۹
مجلس چهل و یکم	روز ولادت و بعض معجزات امام حسن عسکری علیه السلام و زهر دادن معتمد عباسی و ربط اسیری بیمار کربلا-	۶۲۹
مجلس چهل و دوم	فضیلت اولاد رسول و فرستادن اطبا و قاضی وقت اثر کردن زهر و شهادت امام حسن عسکری ع و غسل و کفن و دفن آن حضرت و ستم اعدا	

مجلس	مضمون	صفحہ
	وربط نجات یافتن بیمار کربلا از قتل۔	۶۳۷
مجلس نہم	روز ولادت وغیبت صغریٰ وحال نائبان حضرت صاحب الامرؑ واراده قتل کردن اشقیا وفوائد امام غائب وبعض علامات ظہور آنحضرتؑ وربط فقرات زیارت ناحیہ مقدسہ۔	۶۴۸
مجلس دہم	فضائل ماہ مبارک رمضان وشہادت اجمالی حضرات ائمہ معصومینؑ وربط حال سر انور مظلوم کربلا۔	۶۵۸
مجلس یازدہم	فضیلت صلوات وذکر اجمالی رجعت بعد ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام وربط آمدن اہل حرم مظلوم کربلا بمقتل۔	۶۶۷
مجلس دوازدہم	فضائل ائمہ معصومینؑ ورجعت ایشان وشکایت کردن بخدمت رسولخداؐ از ظلم اعدا وآمدن شہداے کربلا۔	۶۷۶
مجلس سیزدہم	فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام وپرورش فرمودن حضرت ابراہیم علیہ السلام باطفال شیعہ در جنت وربط شہادت وتشنہ لبی ودفن علی اصغرؑ وذکر اجمالی شاہزادہ محسنؑ	۶۸۸
مجلس چہاردہم	فضیلت زیارت ائمہ وجنت وشہادت پسر مسلم بن عوسجہ وربط بیکسی مادران علی اکبر وقاسم وعون ومحمد روحی لہم الفدا	۶۹۶
مجلس پانزدہم	فقرات زیارت مبسوطہ ومصائب بعض انبیا وربط مصائب مظلوم کربلا مع فقرات زیارت ناحیہ۔	۷۰۶
مجلس شانزدہم	گریہ مومن بذکر مظلوم کربلا وگریہ آن حضرت بر مفارقت اصحاب واقربا واہل بیت واستغاثہ آن حضرتؑ وتعزیت بحضرت اصحاب کسا	۷۱۰

قال من جلس مجلساً یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

اس زمان برکت اقتران مین مطلوب کل الطالب منتخب کتاب بحر المصائب اعنی

جلد سوم

بحر المصائب

مولفہ

اخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی زبدۂ تلامذۂ جناب مولوی سید علی صاحب مجتہد

سنہ ۱۸۸۸ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع سے زینت پذیر ہوئی

مجلد سوم
وحصهٔ چہارم
نہر المصائب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من الباكين على مصائب سبط خاتم النبيين الذي بكى عليه كافة الانبياء والمرسلين وصلى الله على سيد الاولين والآخرين وعلى افضل الاوصياء امير المومنين والهما الطيبين الطاهرين ولعنة الله على اعدائهم اجمعين الى يوم الدين

اما بعد مخفی نرہے کہ یہ ملخص ومنتخب بحر المصائب مجلد دوم کا حصهٔ چہارم ہی اور مشتمل ہی اوپر وداع ورخصت جناب سید الشہدا کے اہل بیت سے مع حال جہاد اور شہادت اور سر انور ان حضرت کے اور دفن شہدا کے اور اس حصہ کے آخر مین ذکر اجمالی اعیاد خاص اثنا عشری کا ہے کہ تفصیل اسکی فہرس بالا سے ظاہر وہویدا ہی

وبالله التوفيق

مجلس اوّل

فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ الْبَکَّاؤُوْنَ خَمْسَۃٌ اٰدَمُ وَیَعْقُوْبُ وَیُوْسُفُ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَعَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ بحار الانوار اور انوار نعمانیہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے بڑے رونے والے تمام عالم میں پانچ شخص گذرے ہیں کہ مثل اُنکے کسی نے اسقدر گریہ و بکا نہیں کیا ہے اوّل اُنمیں سے جناب آدم علیہ السلام اور دُوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام اور تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام اور چوتھی امّ ہمّ دختر جناب رسول خدا جناب فاطمہ زہرا پانچویں جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام ہیں فَاَمَّا اٰدَمُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَاٰلِہٖ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ فَبَکٰی عَلَی الْجَنَّۃِ حَتّٰی صَارَ فِیْ خَدَّیْہِ اَمْثَالُ الْاَوْدِیَۃِ وَاَمَّا یَعْقُوْبُ فَبَکٰی عَلٰی اِبْنِہٖ یُوْسُفَ فَشَابَ رَاْسُہٗ مِنَ الْحُزْنِ وَاحْدَوْدَبَ ظَہْرُہٗ مِنَ الْغَمِّ وَذَہَبَ بَصَرُہٗ مِنَ الْبُکَاءِ لیکن حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں اسقدر روئے کہ رخسارہائے اقدس پر گڑھے پڑ گئے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام مفارقت میں اپنے فرزند دلبند حضرت یوسف علیہ السلام کی اتنا روئے کہ موئے سر اقدس حزن و رنج سے سفید ہوئے اور پشت اطہر غم و الم سے خم ہوئی اور کثرت بکا سے بصارت چشم انور زائل ہو گئی تھی وَاَمَّا یُوْسُفُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَاٰلِہٖ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ فَبَکٰی عَلٰی اَبِیْہِ حَتّٰی تَاَذّٰی بِہٖ اَہْلُ السِّجْنِ

اور جناب یوسف علیہ السلام مفارقت مین اپنے پدر عالی مقدار حضرت
یعقوب علیہ السلام کی اسقدر روئے کہ کثرت گریہ و بکا سے اُنکے اہل زندانکو
اذیت و تکلیف تھی وَاَمَّا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللهِ
وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا فَبَكَتْ عَلٰى اَبِيْهَا حَتّٰى تَاَذّٰى بِبُكَائِهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ
لیکن جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا علیہما السلام پس اس کثرت و کرب سے
اپنے پدر عالی مقدار کی مفارقت مین روئین کہ رونے سے اُنکے تمام
اہل مدینہ متاذی تھے وَاجْتَمَعَ شُيُوْخُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَقْبَلُوْا اِلٰى
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ فَقَالُوْا لَهٗ يَا اَبَا الْحَسَنِ اِنَّ فَاطِمَةَ تَبْكِي اللَّيْلَ
وَالنَّهَارَ فَلَا اَحَدٌ مِنَّا يَتَهَنَّا بِالنَّوْمِ فِي اللَّيْلِ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَلَا بِالنَّهَارِ لَنَا
قَرَارٌ عَلٰى اَشْغَالِنَا وَطَلَبِ مَعَائِشِنَا وَاِنَّا نُخْبِرُكَ اَنْ تَسْاَلَهَا
اِمَّا اَنْ تَبْكِيَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا پس بزرگان اہل مدینہ جمع ہو کر خدمت
باسعادت جناب امیر المومنین علیہ السلام مین حاضر ہوئے اور عرض کی
کہ یا علی ہم سب بسبب کثرت گریہ و بکائے جناب سیدہؑ کے بیقرار اور
ایسی تکلیف مین ہین کہ نہ دن کو کوشش معاش اور فکر کاروبار کر سکتے
ہین اور نہ اپنے فرش خواب پر شب کو استراحت و نیند کر سکتے ہین پس
اب ہم یہ چاہتے ہین کہ آپ ہماری طرف سے جناب سیدہؑ سے کہدیجیے
کہ یا دن کو رویا کرین اور شب کو نہ روئین یا شب کو گریہ و بکا کرین
اور دن کو نوحہ و عزا اپنا موقوف کرین پس جناب امیر علیہ السلام نے
پیام اہل مدینہ کا جناب معصومہؑ سے نقل کیا اُن مظلومہ نے عرض کی

کہ اے ابو الحسنؑ اہل مدینہ سے کہدیجیے کہ فاطمہؑ تم میں بہت کم دن رہیگی اور میں
عنقریب اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہونگی اسلیے رونا میرا کم نہیں ہو سکتا ہے پس
حضرت نے فرمایا کہ اے دختر رسول خداؐ میں تمکو گریہ وبکا سے مانع نہیں ہوں
صرف پیام اہل مدینہ کا بیان کیا بعد اُسکے جناب امیر علیہ السلام نے واسطے
رفع شکایت اہل مدینہ کے ایک مکان قبرستان بقیع میں بنوا دیا کہ صبح سے
جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام حسنینؑ کو ہمراہ لیکر اُس بیت الاحزان میں
تشریف لیجاتی تھیں اور اپنے باپ کی مفارقت میں وہاں تمام روز گریہ
وبکا کرتی تھیں اور تمام شب از شام تا صبح وہ لیتیرا میں اکثر رویا کرتی تھیں
چنانچہ ابتک نشان اُس بیت الاحزان کا عقب روضۂ ائمہ بقیع موجود ہے
اللہ اکبر کیا تاثیر تھی گریہ وبکاے جناب سیدہؑ کی اور کس کرب وقلق سے
روتی تھیں کہ اہل مدینہ بیقرار تھے غرضکہ اسیطرح چالیس یا پچھتر روز
متصل مفارقت جناب رسول خداؐ میں رویا کین یہانتک کہ روتے روتے
دنیا سے رحلت فرمائی اور اپنے پدر عالی مقدار سے ملحق ہوئیں واما
علی بن الحسین علیہما السلام فبکی علی ابیہ الحسین اربعین
سنۃ او عشرین سنۃ وما وضع بین یدیہ طعام او ماء الا بکی
لیکن امام زین العابدین علیہ السلام مصیبت پر اپنے پدر مظلوم امام حسین
علیہ السلام کی چالیس برس اور بروایتے بیس برس تک رویا کیے
شبانہ روز بجز عبادت خدا اور گریہ وبکا مصائب سید الشہداءؑ کے
کوئی شغل اُنکو نہ تھا اور جسوقت کھانا یا پانی بوقت افطار سامنے

اُن حضرت کے آتا تھا تو اس کرب سے گریہ و بکا کرتے تھے کہ دل ہر ایک
دوست و دشمن کا شق ہوتا تھا اور وہ کھانا اور پانی ممزوج و مخلوط
اشک چشم انور سے ہو جاتا تھا فقال لہ مولاہ یا سیدی جعلت
فداک انی اخاف ان تکون من الہالکین قال لہ انما اشکوا بثی
وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون پس یہ حال دیکھکر ایک
دن غلام نے اُن حضرت کے عرض کی کہ اے سید و آقا میرے ایسا نہو کہ
روتے روتے آپ ہلاک ہوں فدا ہوں آپ پر مجھے خوف ہے حضرت کی
جان کا پس جواب میں اُس خادم کے اُن حضرت نے اس آیہ کی
تلاوت فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہے میں شکایت اپنے رنج و الم کی پروردگار
عالم سے کرتا ہوں اور جو کچھ کہ اجر و ثواب اسکا نزدیک خدا کے ہے
اُس سے میں خوب واقف ہوں کہ تم اُسے نہیں جانتے ہو یعنے مراد
حضرت کی یہ تھی کہ جو ثواب و اجر گریہ و بکا کے مصائب سید الشہدا کا
پیش خدا ہے اُسکو تم نہیں جانتے ہو پس مومنین گریہ و بکا کیجیے مصائب پر
اُس مظلوم کے کہ جنکے مصائب پر جناب سید الساجدین ع مدت العمر
شب و روز روئے اور رونا مصیبت پر اُن حضرت کی باعث اجر جمیل
اور موجب ثواب جزیل جانتے تھے حضرات مصائب جناب
سید الشہدا ع کے بیشمار ہیں کس کس مصیبت کو ذاکر بیان کرے لیکن
مصیبت رخصت اُن حضرت کی اپنے اہل حرم سے اور اُنسے وداع
ہونا عظیم ترین مصائب ہے فی المنتخب وغیرہ انہ لما قتل علی الجسد

عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ طَرَفٍ کَرْبَلَا وَنَادٰی یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلَیْہِ جُبَّۃٌ خَزٍّ دَکْنَاءَ وَعِمَامَۃٌ مُوَرَّدَۃٌ
چنانچہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب روز عاشورا شاہزادہ علی اکبرؑ
شبیہ پیغمبر زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ
علیہ السلام کو آواز دی کہ ای پدر مظلوم میری خبر لیجیے پس یہ آواز اُس
نور نظر کی سنتے ہی تمام عالم اُن حضرت کی نظر مین تیرہ و تاریک ہو گیا اور
بوجہ اِس مصیبت کے دلِ اقدس بیقرار ہوا پس بیتابانہ اُفتان و خیزان
وَاوَلَدَاہُ وَاعَلِیَّاہُ گویان طرف مقتل کے روانہ ہوے اور اُسوقت
عبا خزِ سیاہ و بقولے سُرمئی رنگ کی دوشِ اقدس پر تھی اور عمامہ
گلابی سر اطہر پر بندھا تھا فَجَلَسَ عِنْدَ رَاْسِہٖ وَقَدْ مَاتَ فَبَکٰی
بُکَاءً شَدِیْدًا وَنَادٰی وَانُوْرَ عَیْنَاہُ وَاثَمَرَۃَ فُؤَادَاہُ فَقَدِ
اسْتَرَحْتَ مِنْ کَرْبِ الدُّنْیَا وَھَمِّہَا آہ جب حضرت لاشِ علی اکبرؑ پر
پہونچے تو دیکھا کہ وہ نور چشم قبل پہونچنے کے راہی جنت ہو چکا ہی اور
لاش اُس پارۂ جگر کی آغشتہ بخاک و خون زمین پر پڑی ہی دیکھتے ہی
اِس مصیبتِ عظمیٰ کے بالین سر اُس نورِ نظر کے بیٹھ گئے اور بہت
روئے اور فرمایا کہ افسوس صد افسوس ای نور نظر ای علی اکبرؑ کہ
ہم تم تک نہ پہونچ سکے اور تم دنیا سے رحلت کر گئے لیکن ای فرزند
دلبند تم تو درجہ شہادت پر فائز ہوے اور تمنے رنج و الم دنیا سے
راحت پائی وَبَقِیَ اَبُوْکَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا بَیْنَ الْاَعْدَاءِ یَا بُنَیَّ

علی الدنیا بعدک العفا اور پدر بیکس تیرا بے ناصر و مددگار زغہ
اعدا مین تنہا رہگیا ہاے ای علی اکبر شبیہ پیغمبر جب تجھ سا فرزند جوان رعنا
ہمصورت رسول خدا دنیا سے گذر جاے اور سامنے آنکھون کے
باین بیکسی اور تشنہ لبی مرجاے تو پھر باپ کو جینا اپنا کیونکر گوارا ہو
اور اسے کیا لطف زندگی کا باقی رہے ای علی اکبر اب بعد تیرے خاک ہے
اس دنیا و زندگی دنیا پر ثم وثب علی قدمیہ واقبل الی
الخیمۃ لوداع اھلہ فاقبل الی اختہ ام کلثوم وقال لھا یا اختاہ
اوصیک بنفسک خیرا وانی ماض الی ھؤلاء الکفار جبکہ
امام حسین علیہ السلام لاش علی اکبر پر رو چکے اسوقت کھڑے ہوے اور
طرف خیمگاہ کے واسطے وداع اہل حرم کے متوجہ ہوے پس اپنی بہن
جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ ای بہن
مین اب آمادہ شہادت ہوکے ان اعدا سے لڑنے جاتا ہون لیکن
وصیت میری تمسے یہ ہے کہ امور خیر دنیا کو اختیار کرنا اور سلسلہ
صبر و شکر کو اس مصیبت عظمی مین ہاتھ سے نہ دینا کہ اسمین رضامندی
خداے عز و جل ہے یہ سنتے ہی جناب ام کلثوم اور سب اہل حرم نے
روتے روتے حال اپنا غیر کیا اور صدا وامحمداہ واعلیاہ کی عصمت سراسے
بلند ہوئی فاقبل الی اختہ زینب بنت امیر المومنین
وقال لھا یا اختاہ ایتینی بثوب عتیق لا یرغب الیہ احد
حتی اجعلہ تحت ثیابی فقالت زینب یا اخی لم تلبس الثوب

لعنتیون پس حضرت بیکسی پر اپنے اہل حرم کی بہت روئے اور اُسی حال مین اپنی بہن زینب ناتوان دختر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ ای بہن لیا کوئی کپڑا کُہنہ لاؤ کہ جسکی طرف کسی کو رغبت نہو اور مین اُسے نیچے لباس کے پہن لون یہ سُنکر جناب زینب بہت روئین اور عرض کی کہ ای یادگار پدر و مادر فدا ہون مین آپ پر ایسا لباس کہنہ کیون مطلوب ہی قال لہا یا اُختاہ لِئَلّا یَطمَعُ فِیہِ الاَعداءُ وَلا یَسلُبُ الاَشقِیاءُ مِنہا وَلا اَبقٰی عُریاناً بَعدَ القَتلِ حضرت نے فرمایا ای بہن سببِ طلب لباس کہنہ کا یہ ہی کہ جب مین شہید ہونگا اُسوقت یہ اشقیا بطمع دنیا میرا لباس و سلاح چھین لینگے اور کسی کو اُنمین سے خوف خدا کا نہوگا اور لباس کہنہ میرے بدن پر دیکھکر شاید رغبت طرف اُسکے نہ کرین اور لاش میری بے لباس نہ چھوڑین وَا اَسَفاہُ لَمّا قُتِلَ ذٰلِکَ السَّیِّدُ الاِمامُ سَلَبَہُ الکَفَرَۃُ اللِّئامُ وَبَقِیَ جِسمُہُ عُریاناً ثَلٰثَۃَ اَیّامٍ آہ ہو مومنین جائے تاسف ہی کہ جب وہ امام مظلوم شہید ہوچکے اُسیوقت وہ سب اشقیا متوجہ طرف آثار لینے لباس کے اور چھین لینے سلاح اُن حضرت کے ہوئے آہ آہ کوئی عمامہ لیگیا کوئی ردا لیگیا اور کسینے کرتہ آثار لیا یہانتک کہ لاش اقدس جناب سید الشہداء کی باوصف اُس احتیاط کے تین شبانہ روز غلطان بخاک اور آلودہ بخون بے لباس ریگستان گرم پر دھوپ مین بے غسل و کفن پڑی رہی ہائے افسوس صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جسکے کمر بند کے لیے جمال لعین نے ہاتھ قطع کیے فَبَکَت زَینَبُ وَالنِّساءُ فَادَّتِ بِثِیابٍ

فلبسها وخرقها من اطرافها وكان له سروال جدید فخرقه
ومزقه وجعله تحت ثیابه الغرض یہ سنکر جناب زینب اور سب عورات
بیکسی پر اُن حضرت کی بشدت روئیں آخر کار حسب الارشاد لباس کہنہ
حاضر ہوا پس امام حسین علیہ السلام نے اُس لباس کو باوصف کہنگی کے
جا بجا سے پھاڑ کر نیچے لباس کے پہن لیا بلکہ ایک زیرجامہ کہ جو ثابت و نیا تھا
اُسے بھی ہر طرف سے پھاڑ کر نیچے لباس کے پہن لیا فدعا ببردة
رسول اللہ ولبسها بصورة الکفن وافرغ علی نفسه درعه
الفاضل وتعمم بعمامته وتقلد بسیفه واخذ رمح ابیه
الذائب بعد اسکے حضرت نے چادر رسول خدا کو بصورت کفن
پہن لیا اور زرہ اپنے نانا کی جسکا نام فاضل تھا بدن اطہر پر درست کی
اور عمامہ مقدسہ اُن حضرت کا جسکا نام سحاب تھا سر اقدس پر باندھا
اور ذو الفقار حیدر کرار کو حمائل کیا اور نیزہ اپنے پدر بزرگوار علی بن ابیطالب
علیہ السلام کا ہاتھ میں لیا جسکا نام ذائب تھا حضرات اس روایت سے
معلوم ہوتا ہی کہ ابتک وہ جناب آمادہ جہاد و جدال و قتال خود بنفس نفیس
نہوے تھے جب کوئی اصحاب و اقربا سے باقی نہ رہا تو خود آمادہ جہاد
و شہادت ہوے وتوجه الی اهله وقال لهم یا اهل بیت النبوة
ومعدن الرسالة خلیفتی علیکم الله

ومعجرها من دمعها یتبلل	فخرجت الیه زینب مغشیة
اخی من لنا من بعد فقدك كافل	تقول اخی هذا الفراق متی اللقا

پس اُن حضرت نے اپنے اہل حرم سے فرمایا کہ ای اہل بیت رسالت و معدن
نبوت تم سب پر سلام آخری میرا ہو پہنچے اور میری اور تمھاری ملاقات
قیامت پر رہی تم سبکو مین نے حفظ و حمایت خدائے عز و جل مین سپرد کیا
کہ وہ خیر الحافظین ہی شاعر کہتا ہی کہ سنتے ہی لفظ رخصت و وداع کے
جناب زینب نے آہ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی ساتھ ہی اسکے غش کر گئین
اور زمین پر گر پڑین پس امام حسین علیہ السلام یہ حال اپنی بہن کا دیکھکر
سرہانے اُن معظمہ کے بیٹھ گئے اور سر اطہر اُس مظلومہ کا اپنے سینہ سے
لگایا جبکہ حضرت زینب کو غش سے افاقہ ہوا اُسوقت حضرت نے بعد بہت سے
کلمات تسکین کے ارشاد فرمائے اور حکم بصبر و شکر کیا پس اُس مخدومہ نے
رو کر عرض کی کہ ای بقیہ پدر و مادر مجھے کیونکر صبر آئے کہ بعد آپکے کوئی ایسا
سر پرست مجھے نہین نظر آتا ہی کہ جو ظلم و ستم اعدا سے مجھ ستم رسیدہ کو بچائے
اور میری حمایت کرے اور نہ اس بہن بیکس کو توقع اِسکی ہی کہ پھر کبھی دار دنیا
مین آپ مجھسے ملین گے اور مین پھر کبھی یہ صورت انور دیکھونگی کاش
اُس بہن کو قبل اسکے موت آتی کہ مین آپکو اس مصیبت مین مبتلا نہ دیکھتی

وَفَاطِمَةُ الصُّغْرٰی تَقُوْلُ لِاُخْتِهَا	هَلُمِّي اِلَى التَّوْدِيعِ وَالْاَمْرُ مَهُوْلُ
اَرٰی وَالِدِيْ يُوْصِیْ بِنَا اَخَوَاتِهٖ	وَعَيْنَاهُ مِنْ حُزْنٍ تَفِيْضُ وَتَهْمِلُ

اور جناب فاطمہ صغری دختر مظلوم کربلا نے جب اپنے باپ اور پھوپھی کو
روتے پایا اور شور الوداع الوداع کا اہل حرم مین بپا دیکھا تو اُسوقت
بکمال اضطراب روتی ہوئین اپنی بہن جناب سکینہ کے پاس گئین اور کہا

کہ ای بہن کیا بیٹھی ہو اب ہم بیکسون پر بلائے عظیم نازل ہوا چاہتی ہی اور
قریب ہی کہ اس غریب الوطنی مین ہم یتیم ہون اسلیے کہ پدر بزرگوار ہمارے
خیمہ مین تشریف لائے ہین اور گرد اُنکے تمام اہل حرم حلقہ کیے نوحہ و
گریہ کر رہے ہین اور حضرت بھی اُن سبکی بیکسی و غریب الوطنی پر روتے ہو
اور ہماری پھوپھیون سے رخصت ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای ام کلثوم
اور ای زینب خاتون مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مگر وصیت میری
تمسے یہ ہی کہ بعد میرے میرے بچون کی دلجوئی کرنا اور اُنکی دلداری میں
مصروف رہنا کہ یہ سب یتیم ہونگے اور دل یتیمون کا نازک ہوتا ہی ا
یہ سب تمھارے سپرد ہین اور تم سبکو مین نے خدائے عز و جل
سپرد کیا کہ وہ خیر الحافظین ہی فلما سمعت ذلک سکینۃ
واقبلت الی ابیھا وھی صارخۃ فقالت لہ یا ابتاہ قد
للموت فمن لنا بعدک قلم نجوہ جبکہ یہ خبر سکینہ خاتون نے سنی
بے اختیار رونے لگین اور گریان و نالان ہو پریشان قریب ا
باپ کے آکے رو کر عرض کی کہ ای بابا جان کیا آپ بھی مانند چچا عبا
اور بھائی قاسم و علی اکبر کے ہمین اس دشت و صحرائے غربت مین
چھوڑ کر مرنے جاتے ہین ای پدر عالی مقدار اگر آپ بھی شہید ہوئے
پھر ہمارا کون حافظ و مددگار ہی کہ ہمین بعد آپکے دست ظلم اعدا
بچائیگا اور ہماری سرپرستی و حمایت کریگا کیکے علیہ اا
وقال لھا یا قرۃ عینی کیف لا یستسلم للموت من لا ناصر

ولا معین پس یہ سنکر مظلوم کربلا بہت روئے اور فرمایا کہ ای نور نظر
ای پارہ جگر کیونکہ ابھی مرگ پر آمادہ ہو وہ مضطر کہ جسکا کوئی ناصر و مددگار
باقی نہ رہے اور وہ یکہ و تنہا زغہ کفار ستم شعار مین گرفتار ہو فبکت
سُکَینَۃُ وَقَالَت یَا اَبَتَاہُ رُدَّنَا اِلیٰ حَرَمِ جَدِّنَا فَقَالَ
الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ ھَیھَاتَ ثُمَّ ھَیھَاتَ یَا ثَمَرَۃَ فُؤَادِی
لَو تُرِکَ القَطَا لَنَامَ پس یہ سنکر سکینہ خاتون بہت روئین اور عرض کی
کہ ای بابا اگر آپ ضرور آمادہ شہادت ہین تو پہلے ہم سبکو وطن مین
پہونچا دیجئے کہ تا ہم اس مصیبت غریب الوطنی سے محفوظ رہین شاید
غرض اُس شاہزادی کی یہ ہو کہ اگر حضرت مدینہ کیطرف تشریف
لیچلین گے تو اس بلا سے محفوظ رہینگے راوی کہتا ہے کہ یہ سُنکر
امام حسین علیہ السلام بیتاب ہو گئے اور بیکسی و کمسنی پر اُس شاہزادی کے
رونے لگے اور فرمایا کہ ای پارۂ جگر اگر مجھے اپنا اختیار باقی ہوتا کہ میں تمھیں
وطن مین پہونچا دوں تو میں تمھیں بے حامی و مددگار اس دشت
غربت مین چھوڑ کر کیوں مرنے جاتا مگر ای بیٹی باپ تیرا مانند قطا کے
لاچار ہے جسطرح قطا خوف صیاد سے مجبور و خائف ہے اسیطرح سے
مین اعدا سے مطمئن نہیں ہوں فَبَکَت سُکَینَۃُ بُکَاءً شَدِیدًا
فَضَمَّھَا اِلیٰ صَدرِہٖ وَیَبکِی وَیَمسَحُ دُمُوعَھَا بِکُمِّہٖ وَیَقُولُ حَبِیب
سکینہ خاتون نے اپنے باپ کو کمال بیکس و لاچار پایا بشدت روئین
پس یہ حال دیکھکر امام حسین علیہ السلام نے سکینہ کو اپنے سینے سے لگایا اور

اپنی آستین سے اشک چشم ورخسار کے اُنکے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے ؎

سَيَطُولُ بَعْدِي يَا سُكَيْنَةُ فَاعْلَمِي	مِنْكِ الْبُكَاءُ إِذَا الْحِمَامُ دَهَانِي
لَا تُحْرِقِي قَلْبِي بِدَمْعِكِ حَسْرَةً	مَا دَامَ مِنِّي الرُّوحُ فِي جُثْمَانِي

اے پارہ جگر اے سکینہ قریب ہے کہ مین شہید ہون اور تو میری لاش پر میری مصیبت مین روئے اور مجھے یاد کرکے حال اپنا غیر کرے پس اے جان جب تک کہ مین زندہ ہون تو نہ رو اور میرے سامنے بحسرت و یاس اسقدر گریہ وبکا نہ کر کہ تیرے رونیسے دل میرا جل رہا ہے

فَإِذَا قُتِلْتُ فَأَنْتِ أَوْلَى بِالَّذِي	تَأْتِينَهُ يَا خِيرَةَ النِّسْوَانِ

پس جسوقت کہ مین قتل ہونگا تو اے بہترین نسوان تو سزاوار تر ہے واسطے گریہ وزاری اور ماتم وعزا کے اور وہ امر کہ بجالائے تو یعنے اے سکینہ تو ہی ماتم وعزا میرا بپا کرنے کی سزاوار ہے آہ مومنین اب تصور کیجیے کہ سکینہ خاتون بعد شہادت اپنے پدر مظلوم کے رونے بھی پائین یا نہیں آہ آہ وہ یتیمہ لاش پدر سے لپٹکر روتی تھین اب کس زبان سے بیان کرون کہ شمر لعین نے کس ظلم وستم سے لاش پدر سے جدا کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس دوم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكُلِّ شَيْءٍ ثَوَابٌ إِلَّا الدَّمْعَةَ فِينَا

فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے

ہر عمل خیر کے ایک حد ثواب ہے و مقرر فرمائی ہے مگر گریہ و بکا کرنا ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت پر اسکے ثواب کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے پس حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے اور تصور کیجیے کہ وہ مظلوم وقت آخر کس حسرت و یاس سے اپنے اہل بیت سے رخصت ہوئے فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ ثُمَّ نَادٰی یَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَیَا زَیْنَبُ وَیَا سُکَیْنَۃُ وَیَا رُقَیَّۃُ وَیَا عَاتِکَۃُ وَیَا صَفِیَّۃُ عَلَیْکُنَّ مِنِّیَ السَّلَامُ فَھٰذَا اٰخِرُ الْاِجْتِمَاعِ وَقَدْ قَرُبَتْ مِنْکُمُ الْاَفْجَاعُ چنانچہ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ سید شہدا وقت علی اصغر کے حضرت نے بآواز بلند فرمایا کہ ای ام کلثوم اور ای زینب اور ای سکینہ ای رقیہ ای عاتکہ ای صفیہ تم سکو میری طرف سے سلام آخری پہونچے کہ یہ آخری ملاقات ہے اور اب تمھاری مصیبت اور آفت کا وقت قریب آپہونچا ہے یہ سنکر سب اہل حرم سے شور گریہ و بکا کا بلند ہوا فَصَاحَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ یَا اَخِیْ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ فَقَالَ یَا اُخْتَاہُ کَیْفَ لَا یَسْتَسْلِمُ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ پس جناب ام کلثوم نے بآواز بلند عرض کی کہ ای برادر مظلوم کیا آپ بھی آمادہ مرگ ہوئے اور قتل ہونا گوارا فرمایا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای بہن کیونکہ مرگ کو گوارا اور تسلیم نہ کرے وہ شخص کہ جسکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہو آہ مومنین جب جناب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا اپنی بہنوں سے رخصت ہو چکے اور بیٹیوں سے رخصت ہو رہے تھے اسوقت عجب شور قیامت

بپا تھا اور ہر طرف سے صدا الوداع الوداع کی بلند ہوئی فی المنتخب
فبینا کذلک اذ اقبلت الیہ ام سکینة وام عبد اللہ الرضیع
تدعی بالرباب وھی بنت امرء القیس الکندیة یقول فیھا الحسین
علیہ السلام چنانچہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ ابھی حضرت تسکین
و دلداری سکینہ خاتون کی کر رہے تھے کہ اسی اثنا مین مادر سکینہ اور
علی اصغر شیر خوار یعنے جناب رباب دختر امرء القیس کندی روتی پیٹتی
قریب حضرت کے آئین اور وہ مخدومہ سب ازواج مطہرات مین
اُن حضرت کے ممتاز تھین اور جناب امام حسین علیہ السلام کو اُس
محترمہ سے اسقدر الفت تھی کہ اکثر اُنکے بارے مین فرماتے تھے ع

لعمرک انني لاحب دارا	تکون بها سکینة والرباب
احبهما وابذل جل مالي	ولیس لعاتب عندي عتاب

ہر آئینہ مجھے نہایت پسند ہی وہ گھر جس گھر مین نور نظر پارہ جگر میری سکینہ
اور ماں اُسکی رباب ہوا ور مجھے ان دونون سے اسقدر محبت ہی
اور اسقدر انھین دوست رکھتا ہون کہ تمام مال اپنا ان دونون کی
خوشی خاطر و رضاجوئی مین صرف کرتا ہون ہر چند کہ اور لوگ اس امر سے
ناخوش ہون وکثیرا ما یقول فیھا الحسین علیہ السلام
لکعبتی بیت لاتکون فیھا سکینة والرباب اور اکثر اوقات
جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھے وہ گھر پسند نہین آتا ہی
کہ جس گھر مین سکینہ اور رباب نہون فاخذت لجام فرسہ

وَبَکَتْ وَقَالَتْ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ اِنَّکَ تُقْتَلُ فَمَنْ لِیْ بَعْدَکَ یُعِیْنُنِیْ
فِی الْمَصَائِبِ وَیَحْفَظُنِیْ مِنَ النَّوَائِبِ پس وہ معظمہ لگام ذوالجناح کی
پکڑ کے بہت روئیں اور عرض کی کہ اے مالک و سردار مجھ بیکس کے اب حضرت
آمادۂ شہادت ہیں اس کنیز کا کون حامی و مددگار ہے کہ جو بعد آپکے
میری حمایت کریگا اور مجھ بیوارثی کی مدد کریگا فَبَکٰی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَقَالَ لَہَا یَا رَبَابُ اِصْبِرِیْ عَلَی الْبَلَاءِ وَاشْکُرِیْ اِلٰہَ الْاَرْضِ
وَالسَّمَاءِ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ فَاِنَّہٗ یَعْصِمُکِ مِنَ النَّاسِ پس حضرت
بیکسی پر انکی بہت روئے اور فرمایا کہ اے رباب اب وقت صبر و محل شکر ہے
تمہیں لازم ہے کہ اس مصیبت عظمی میں سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا اور
حق سبحانہ تعالے پر اعتماد و توکل کرنا اور ہر نفع و ضرر میں شکر خدا کرنا کہ وہی
حافظ و نگہبان بیکسان ہے فَوَدَّعَہَا وَوَدَّعَ اَہْلَہٗ وَنِسَائَہٗ وَاَتٰی اِلَی
الْمَیْدَانِ وَقَتَلَ مِنْہُمْ ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ مِنَ الشُّجْعَانِ حَتّٰی حَمَلُوْا عَلَیْہِ
مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ وَقَتَلُوْہُ بِالسُّیُوْفِ وَالسِّہَامِ وَالسِّنَانِ
پس حضرت نے اس مخدومہ کو امر بصبر و شکر فرما کر رخصت کیا اور اسیطرح
سب اہل بیت کو وداع کیا اور عورات و اطفال کو روتے پیٹتے چھوڑ کر
میدان کارزار میں تشریف لائے اور مثل شیر کے اعدا پر حملہ کیا اور تیس ہزار
سوار شجاعان لشکر اشرار سے بضرب ذوالفقار حیدر کرار راہی سقر کیے آخر کار
ان اشقیا نے حضرت کو ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ و شمشیر و پتھر سے شہید کیا
اور خیمہائے اہل بیت اطہار کو جلا دیا اور عورات و اطفال خرد سال کو

مقید کیا اور شتران بےکجاوہ و عماری پر سوار کر کے شہر بشہر پھرایا الغرض مجالس فجیع
مین مروت و وفا اور عصمت و حیاء جناب رباب سے منقول ہی کہ ہر چند
بعد شہادت جناب سید الشہداء کے وہ مظلومہ مصائب بیشمار مین مبتلا
ہوئین اور ہمراہ اہل بیت رسالت کے از کربلا تا کوفہ اور از کوفہ تا شام
بے نقاب بلوائے عام مین مقید بطور کنیزان حبش و زنگبار کے پھرائی گئین
اور مدت تک دمشق مین مقید رہین لیکن کبھی ایک سر مو جادۂ صبر و رضا سے
تجاوز نہ فرمایا اور کسی حالت مین موافق وصیت امام حسین علیہ السلام کے
سلسلۂ صبر کو ہاتھ سے نہ دیا اور بجز گریہ و زاری اور شکر جناب باری کے
کسیوقت حرف شکایت زبان پر نہ لائین فبقیت بعد ذلک
لم یظلها سقف حتی ماتت کمدا علیه پس وہ معظمہ
جبتک زندہ رہین اس ماتم عظیم مین کبھی زیر سایہ نہ بیٹھین بلکہ ہمیشہ
زیر آسمان دھوپ اور شبنم اور ابر و باران مین تمام عمر اپنی بسر کی اور
عورات ہاشمیہ کو جمع کر کے ماتم و عزا اور نوحہ و بکا مین مشغول رہین اور
ہر وقت مصیبت اپنے وارث مظلوم کی یاد کر کے رویا کین یہانتک کہ
روتے روتے مدینہ مین اسی دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی
اور اکسیر العبادات مین ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے جناب زینب
حال مین یون لکھا ہی کہ بعد شہادت اپنے برادر مظلوم کے گریہ و بکا مین
شب و روز مشغول رہتی تھین آخر اسی غم و الم مین مدینہ مین روتے روتے
دنیا سے انتقال کر گئین اور وہین دفن ہوئین اور یہ اقوال مجعولہ او

خلاف ہیں جیسا کہ بعض مخالفین نے نقل کیا ہی کہ دوبارہ شام گئیں اور وہاں انتقال فرمایا اور بعض علماے اہل خلافت نے ہمسے ذکر کیا ہی کہ جو مسجد اور قبہ زینبیہ کہ شام میں مشہور ہی وہ زینب بنت جحش زوجہ جناب رسول خدا کا ہی مگر میرے گمان میں یہ بھی بے اصل ہی کیونکہ وہ جنت البقیع میں مدفون ہیں اور اب تک روضہ اُنکا موجود ہی اور علماے امامیہ کی وہ کتابیں کہ جنمیں نسوان طاہرات کا مفصل حال تھا وہ بعد غیبت کبریٰ کے تلف ہو گئیں جسکے سبب سے ایسے اختلافات واقع ہوئے ہیں اور جناب شہربانو کے حال میں یون وارد ہوا ہی فی البحار قال فجاؤا بالحرم اُسارىٰ الا شہربانویہ فانہا القت نفسہا بالفرات چنانچہ بحار الانوار میں منقول ہی راوی کہتا ہے کہ اعداے دین اہل بیت امام حسین علیہ السلام کو اسیر کر کے طرف کوفہ و شام لیگئے مگر جناب شہربانو اسیر نہین ہوئین اسلیے کہ اُس مظلومہ نے بعد شہادت اُن حضرت کے اپنے تئین فرات میں ڈالدیا اور وہاں سے جہان حکم خدا تھا وہان غائب ہو گئین آہ مومنین کیا مصیبت گذری باقی اہل بیت جناب امام حسینؑ پر افسوس اعدا نے بکمال عداوت بے پردہ کیا جیسا کہ معصومؑ فرماتے ہیں السلام علے النسوۃ البارزات سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئین اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئین یساقونہن کالاماء المسبیات فی البراری والفلوات اور اُن ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کر کے اعدا زمین ناہموار اور صحرا مین لیے پھرے تلفح وجوھھن حر الھاجرات

آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے ایدیہم
مَغلُولَۃٌ اِلَی الاَعنَاقِ ہائے افسوس ہاتھ اُن بیگناہون کے گردنون سے
مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِہِم بِہٰذِہِ المَذَلَّۃِ فِی الاَسوَاقِ آہ آہ
اعدائے دین اُن بیکسون کو باین مذلت بازار و کُوچون پھراتے تھے الا
لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سوم

فِی عُیُونِ اَخبَارِ الرِّضَا عَلَیہِ السَّلَام عَن اَمِیرِ المُؤمِنِین
عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِب عَلَیہِ السَّلَام اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ
عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ یَا عَلِیُّ مَا خَلَقَ اللہُ تَعَالیٰ خَلقًا اَفضَلَ مِنِّی عیون اخبار
رضاؑ مین جناب امیر المومنین سید الوصیین علی بن ابیطالب علیہ السلام
منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ یا علی حق سبحانہ تعالے نے کسی مخلوق کو اپنے مخلوقات سے
بہتر و افضل مجھسے نہین خلق کیا ہے فَقُلتُ لَہٗ یَا رَسُولَ اللہِ فَاَنتَ
اَفضَلُ اَم جِبرَائِیلُ حضرت فرماتے ہین کہ یہ سنکر مین نے بمصلحت واسطے
تفہیم حاضرین کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا آپ افضل و بہتر ہین یا جبرئیل
افضل ہین فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللہَ
تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ فَضَّلَ الاَنبِیَاءَ وَ المُرسَلِینَ عَلَی المَلٰٓئِکَۃِ المُقَرَّبِینَ
وَ فَضَّلَنِی اللہُ تَعَالیٰ عَلَی الاَنبِیَاءِ وَ المُرسَلِینَ پس جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ و آلہ نے میرے جواب مین ارشاد فرمایا کہ یا علی بتحقیق کہ جناب

اقدس الٰہی نے تمام انبیا و مرسلین کو فرشتہائے مقربین سے افضل پیدا کیا ہی
اور مجھے تمام انبیا و مرسلین سے بہتر و افضل خلق کیا یعنے یا علی مین بمراتب
افضل ہون جبرئیل سے وَالْفَضْلُ بَعْدِی لَكَ یَا عَلِیُّ وَلِلْاَئِمَّةِ
مِنْ بَعْدِكَ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ خُدَّامُنَا وَخُدَّامُ مُحِبِّيْنَا اور یا علی
بعد میرے حق سبحانہ تعالےٰ نے تمھین اشرف و افضل تمام مخلوقات سے
خلق کیا ہی اور مثل تمھارے ہی گیارہ امام تمھاری اولاد سے افضل مخلوقات
ہین اور یا علی سب ملائکہ خادم ہین ہمارے اور اُن لوگون کے کہ جو دوست
اور شیعہ ہین ہمارے یَا عَلِیُّ الَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِوِلَایَتِنَا یا علی وہ ملائکہ کہ عرش کو
اٹھائے ہین اور جو ملائکہ کہ گرد عرش کے ہین وہ سب تسبیح بحمد
خدائے عز و جل کرتے ہین اور طلب مغفرت کرتے ہین اُن لوگون کے لیے
کہ جو لوگ ایمان لائے ہین ہماری ولایت و محبت کا یَا عَلِیُّ لَوْلَا نَحْنُ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَا حَوَّی وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ
وَلَا السَّمَآءَ وَلَا الْاَرْضَ یا علی اگر جناب احدیت ہمین نہ پیدا کرتا تو نہ پیدا
کرتا حضرت آدمؑ اور حوا علیہما السلام کو اور نہ خلق کرتا بہشت و دوزخ
اور آسمان و زمین کو فَکَیْفَ لَا نَکُوْنُ اَفْضَلَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ وَقَدْ سَبَقْنَاهُمْ
اِلٰی مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَتَسْبِیْحِهٖ وَتَهْلِیْلِهٖ وَتَقْدِیْسِهٖ پس یا علی کیونکر
ہم افضل و اشرف نہون رتبہ مین سب ملائکہ سے حالانکہ ہم سابق ہین
بلحاظ زمانہ معرفت خدائے عز و جل مین اور مقدم ہین ہم بجا لانے

تسبیح و تہلیل و تقدیس پروردگار مین ملائکہ سے لان اول ما خلق الله
تعالےٰ خلق ارواحنا فانطقنا بتوحیدہ و تحمیدہ فلما شاهدوا
ارواحنا نورا واحدا استعظمت امرنا یا علی وجہ ہمارے سابق
ہونے کی ملائکہ پر یہ ہی کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے قبل
پیدا کرنے تمام عالم کے ہماری ارواح کو خلق کیا اور بعد اسکے ہماری
ارواح کو گویا کیا ساتھ اپنی توحید و تمجید کے پس جبکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
بعد ہماری خلقت کے پیدا کیا ملائکہ کو اور اُن سبنے ہمارے نور کو مشاہدہ کیا
اُسوقت ملائکہ نے ہمین معظم و مکرم جانا اور ہماری وقعت نے اُنکے دلون مین
جگہ پکڑی اور چاہا کہ ہمسے طریقہ تسبیح و تہلیل و تحمید و تمجید رب مجید سیکھین
فسبحنا لتعلم الملائکة انا خلق مخلوقون وان الله تعالیٰ منزہ
عن صفاتنا فسبحت الملائکة بتسبیحنا وقالوا لا اله الا الله پس ہمنے
تسبیح کی خدائے عز و جل کی واسطے تعلیم ملائکہ کے بلفظ انا خلق مخلوقون یعنے
ہم بندگان خدا پیدا کیے ہوے اُسکے ہین اور خالق ہمارا پاک و منزہ ہی
اُن صفات سے کہ جو ہم مین موجود ہین پس تسبیح کی ملائکہ نے ساتھ ہماری
تسبیح کے اور اُن سبنے ہمسے سیکھا لا اله الا الله کہنا یعنے نہین ہی کوئی معبود
مگر حق سبحانہ تعالےٰ کہ وہی لائق عبادت کے ہی ثم ان الله تعالےٰ
خلق آدم علیه السلام فاودعنا صلبه وامر الملائکة بالسجود له
تعظیما لنا واکراما فانا افضل من الملائکة یا علی بعد پیدا کرنے
ملائکہ کے حضرت آدم علیہ السلام کو جناب احدیت نے خلق کیا اور نور

ہمارا صلب مین اُنکے بطور امانت سپرد کیا اور حکم فرمایا ملائکہ کو کہ سجدہ کرو حضرت آدم کو واسطے اکرام و تعظیم ہمارے نور کے کہ اُنکے صلب مین تھا پس یا علی ہم بدرجات افضل و اشرف ہین ملائکہ مقربین سے حضرات افسوس صد افسوس کہ ایسے مقربان خدا پر اشقیاے امت نے وہ ظلم و ستم کہ کوئی ظالم کسی گنا ہگار پر بھی وہ ظلم نہین کرتا ہی ہر چند کہ مصیبت اُن حضرات کی از جناب رسول خدا تا حسن مجتبیٰ علیہم السلام موجب گریہ و بکا ہی لیکن حال جناب خاتم آل عبا مظلوم کربلا کا اسدرجہ پُر درد و الم ہی کہ بیان سے اُسکے دل سننے والون کا شق ہوتا ہی خاصۃً مصیبتِ رخصت اُن حضرت کی اپنے اہل و عیال سے کہ عظیم ترین مصائب ہی فِی مُحْرِقِ الْقُلُوبِ اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا اَبْکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا چنانچہ محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب روز عاشورا امام حسین علیہ السلام بعد شہادت علی اصغر کے یکہ و تنہا رہگئے اُسوقت حضرت اپنی بیکسی و تنہائی پر بہت روئے ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَی الْخَیْمَۃِ وَنَادٰی یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنَ الرِّسَالَۃِ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمُ اللہُ پس بعد گریہ و بکا کے متوجہ طرف خیمگاہ کے ہوے اور آواز دی کہ ای اہل بیت نبوت و معدن رسالت تم سب پر میرا سلام آخری ہو کہ مین بھی تمسے رخصت ہوتا ہون اب ملاقات ہماری اور تمھاری قیامت پر رہی اور تم بیکسون کو بخدائے عزوجل کرتا ہون کہ اُس سے بہتر کوئی وکیل و کفیل نہین ہی

فتصارخن النساء بالبکاء والعویل فامرھن الحسین علیہ السلام
بالصبر الجمیل والتوکل علی الرب الجلیل پس جب ان مخدرات
عصمت نے حضرت کو آمادہ شہادت پایا اور لفظ رخصت و وداع زبان
اطہر سے سنا سب بیبیون نے صدا بنوحہ و بکا بلند کی اور حال اپنا
غیر کیا اسطرف سب اہل حرم سے آواز واحسیناہ کی بلند تھی اور اُسطرف
امام حسین ع حال پر عورات و اطفال کے کھڑے رو رہے تھے اور ایک
شور قیامت خیمۂ عصمت و طہارت مین بلند تھا ہر چند کہ حضرت نے
ہر ایک کو ارشاد بصبر و تحمل فرمایا اور بہت سے کلمات تسکین کے
ارشاد کیے لیکن کسیطرح رونا اُن بیبیون کا موقوف نہوتا تھا بلکہ بیتابی
و بیقراری اُنکی حضرت کی جدائی سے زیادہ ہوتی تھی فاقبل الی اختہ
ام کلثوم وقال لہا یا اختی ان افاق علی زین العابدین ع
من غشوتہ فاطلبیہ حتی اودعہ پس اُس حالت گریہ و بکا مین
امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن ام کلثوم ع سے فرمایا کہ ای بہن اگر میرے
فرزند علیل زین العابدین ع کو کچھ غش سے افاقہ ہو تو اُس نور نظر کو میرے
اس حال سے خبر دو اور اُسے میرے پاس لاؤ کہ تا مین اُس پارہ جگر سے بھی
رخصت ہولون اور وہ مجھ سے رخصت ہولے کہ بعد اسکے پھر کبھی دار دنیا
مین ملاقات نہوگی فاقبلت الیہ ام کلثوم واخبرتہ بما جری
علی اہل بیت رسول اللہ ص پس حسب الارشاد حضرت کے جناب
ام کلثوم سرہانے بیمار کربلا کے آئین اور کہا کہ ای پارۂ جگر کچھ تمھین خبر ہی

کہ ہم اہل بیت رسالت پر کیا بلائے عظیم نازل ہو رہی ہے اور صبح سے
اس وقت تک کون کون ہمارے اقربا سے شہید ہو چکے ہیں اے فرزند دلبند
نہ عباسؑ بھائی میرے باقی ہیں اور نہ قاسم و علی اکبر زندہ ہیں اور نہ عون
و جعفر اور محمد ہیں بلکہ سب بھائی اور بھانجے اور بھتیجے اور علی اصغر شیرخوار تک
شہید ہو چکے ہیں اب نوبت اسکی پہونچی ہے کہ خود حضرت واسطے رخصت کے
خیمۂ اہل حرم میں تشریف لائے ہیں اور سب اہل بیت اُن حضرت سے
رخصت ہو رہے ہیں اُن حضرت نے تمھیں بھی واسطے رخصت کے اپنے
پاس طلب کیا ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بَكٰى
وَاَقْبَلَ اِلٰى اَبِيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ
وَاعْتَنَقَهٗ فَبَكَيَا طَوِيْلًا اه ہر چند کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام بسبب
شدت تپ کے نہایت ہی ضعیف اور ناتوان تھے اور طاقت نشست
و برخاست اُن حضرت میں نہ تھی مگر سنتے ہی اِس خبر کے رونے لگے
اور اُسیوقت بکمال اضطرار خدمت باسعادت اپنے پدر بزرگوار میں
حاضر ہو کر تسلیم عرض کی جب نگاہ حضرت کی اُس نور نگاہ پر پڑی دست
حق پرست پھیلا کر اُس پارۂ جگر کو سینۂ اطہر سے لگا لیا اور دیر تک
طرفین سے صدائے گریہ و بکا بلند رہی اور گرد اُنکے سب اہل حرم اور بچے
زار زار روتے تھے فَقَالَ لَهٗ يَا وَلَدِيْ اِنِّيْ سَاُقْتَلُ عَلٰى اَيْدِيْ
الْاَعْدَاۗءِ وَاُوْصِيْكَ بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاحِ فِى السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ
جب صدائے ہل من مبارز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی اُس وقت حضرت نے

اپنے فرزند ہمارے ارشاد فرمایا کہ ای نور چشم اب وقت ہماری شہادت کا
آپہونچا ہی قریب ہی کہ ہم ہاتھ سے اس فرقۂ اشرار کے قتل ہون پس
حضرت نے وصایا فرمائے منجملہ اُنکے یہ ہی کہ فرمایا ای فرزند وصیت میری
تمسے یہ ہی کہ ہر مصیبت و بلا مین شکر جناب باری اور صبر و تحمل اور بردباری
شعار اپنا کرنا اور ہر امر مین تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کرنا اور ہر وقت
مشیت ایزدی پر راضی رہنا کہ یہی شعار ہم اہل بیت رسول مختار کا ہی
فیا ولدی انت امام الخلق بعدی یا بنی ان کنت ترجع الی
المدینۃ فاخبر شیعتی ان امامکم الحسین قد قتل عطشانا
وذبح اطفالہ ظمانا فعلیکم بالتذکر بعطشہ وعطش اطفالہ
عند شرب الماء البارد ای فرزند اب تم بعد ہمارے امام زمان
اور ہادی خلق ہوا ای پارۂ جگر جبکہ تم قید شدید اعدا سے رہائی پاؤ اور پھر
مع اہل بیت کے مدینہ منورہ مین داخل ہو تو یہ پیام ہمارا دوستان وطن
اور شیعون سے کہدینا کہ حسین فرزند رسول الثقلین امام تمہارا پیاسا
راہ خدا مین قتل ہوا اور سب اعوان و انصار اُنکے مع اطفال شیرخوار
تشنہ لب مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے گئے پس تم سبکو لازم ہی کہ جب
آب سرد و خوشگوار پینا اُسوقت تشنگی میری اور میرے اطفال شیرخوار کی
یاد کرلینا فسلمہ علم الامامۃ واعطاہ الامانۃ من صحائف
الادیان وصحیفۃ فاطمۃ والقرآن ومن الجفر الابیض والاحمر
پس بعد ان وصایا کے اُس عالم علوم ربانی نے تمام علوم اولین و آخرین

اپنے فرزند امام زین العابدین علیہ السلام کو تعلیم فرمائے اور علم امامت و اسرار ولایت پر مطلع کیا اور سب امانات مثل صحیفۂ فاطمہ زہرا علیہا السلام اور قرآن مجید اور جفر ابیض و احمر اپنے نور نظر کو عنایت فرمائے فَبَیْنَا ذٰلِكَ اِذْ اَقْبَلَتْ اِلَیْهِ شَهْرَبَانُوْیَهْ اُمُّ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ بَاكِیَةً نَادِبَةً حَاسِرَةً نَائِحَةً پس اسی اثنا مین جناب شہربانو مادر گرامی جناب علی بن الحسین علیہما السلام کی گریان و نالان مو پریشان خدمت باسعادت حضرت مین حاضر ہوئین فَبَكَتْ وَقَالَتْ لَهٗ یَا سَیِّدِیْ اِنَّكَ تُرِیْدُ الْمَیْدَانَ وَتُقْتَلُ الْاٰنَ فَمَنْ لِیْ بَعْدَكَ یَحْمِیْنِیْ وَیَحْفَظُنِیْ مِنَ النَّوَائِبِ وَالْحَدَثَاتِ پس وہ مخدومۂ عالم بہت روئین اور عرض کی کہ ای سید عالی وقار آپ تو آمادۂ میدانِ کارزار ہین اور قریب ہی کہ ہاتھ سے اس قوم نابکار کے آپ شہید ہون اور مین بعد آپکے اس صحرائے پربلا مین ظلم اعدا سے ذلیل ہون اُسوقت کون میری حمایت و حفاظت کریگا کیونکہ اس ملک عرب مین غریب الوطن بے حامی و مددگار ہون کوئی میری قوم و قبیلہ سے یہان ایسا نہین ہی کہ بلحاظ و پاس اپنی قوم کے میری نصرت و مدد اور حمایت کرے وَاَمَّا اَخَوَاتُكَ وَبَنَاتُكَ فَهُنَّ بَنَاتُ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلِیِّنِ الْمُرْتَضٰی صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا فَلَابُدَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یُعَظِّمَهُنَّ بِكُلِّ مَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ اور ای امام کونین اگر آپ اس کنیز کے حال کو مثل اپنی بہنون اور بیٹیون کے تصور فرمائین تو یہ نہین ہوسکتا ہی اسلیے کہ وہ سب مخدرات عصمت دختران جناب

رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین پس ہر مسلمان کو
تعظیم وتکریم اُنکی واجب ولازم ہی کسکی مجال ہی کہ کسی حال مین بجز عزت
واحترام کے اُنسے پیش آئے اور درپے ہتک حرمت اُنکے ہوسکے وَاَنَا غَرِیبَۃٌ
فِي الْبَلَدِ اِنْ بِنْتُ یَزْدَجَرْدِ السُّلْطَانِ فَلَا یَجِبُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْھُمْ
اَنْ یَحْمِیْنِیْ وَیُعَظِّمَنِیْ بخلاف اس کنیز کے کہ مین بیٹی ہون یزدجرد سلطان
عجم کی میری حمایت وتعظیم کسی شخص پر واجب ولازم نہین ہی اس سبب سے
مجھے اپنی حرمت کا خیال ہی آہ مومنین یہ جائے گریہ وبکا ہی کہ جناب
شہربانو کو اُسوقت تک یقین اسکا تھا کہ اگرچہ اشقیاے امت جفاکار نے
بسبب طمع دنیوی کے مردان اہل بیت رسالت کو قتل کیا ہی لیکن یہ
بیچارہ بسبب حمیت اسلام کے جناب زینب وام کلثوم اور سکینہ وفاطمہ
اور رقیہ وشہربانو کہ یہ سب ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور
دختران علی مرتضیٰ علیہ السلام ہین ضرور تعظیم وتکریم پیش آئینگے اور وہ
مخدومہ جانتی نہین کہ عالم مین کسیکی مجال نہین ہی کہ اُنسے خلاف اُنکی
شان کے کوئی سلوک کرے افسوس ہزار افسوس کہ وہ مخدومہ
یہ نہ جانتی تھین کہ بعد شہادت امام حسین کے اعدا اُن شاہزادیون کو
مثل اسیران زنگبار کے مقید وگرفتار کرکے بے نقاب شتران بیکجاوہ وعماری
پر شہر بہ شہر ودیار بدیار مین پھرائینگے اور ہلواے عام مین باواز بلند بکمال فخر ومباہات
ایک دوسرے کو آگاہ کرینگے اَلَا یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ وَالشَّامِ ھٰذِہٖ
السَّبَایَا بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص اے اہل کوفہ وشام آگاہ ہو کہ یہ قیدی

دختران رسول خدا اور فاطمہ زہرا و علی مرتضےٰ میں فبکی الحسین علیہ السلام
وقال لہا یا شہربانو لا تخافی من القوم الظالمین فان اللہ
یحفظک وہو خیر الحافظین الغرض جب حضرت نے یہ سنا اور آثار
خوف کے ان معظمہ میں مشاہدہ فرمائے تو بہت روئے اور فرمایا کہ ای
شہربانو خدا پر اعتماد و توکل کرو اور ہرگز اپنی عزت و آبرو کا خوف
نہ کرو کہ حق سبحانہ تعالیٰ تمھیں محفوظ رکھیگا کہ وہ خیر الحافظین ہی یا شہربانو
اذا انا قتلت فیصہل فرسی ویبکی بکاء الثکلی ویخبرکن بقتلی
فارکبی علی ظہرہ فیوصلک الی حیث یشاء اللہ تعالیٰ
ای شہربانو اب وقت شہادت میرا قریب ہی اور گھوڑا میری سواری کا
بعد میری شہادت کے میری لاش پر مانند زنِ پسر جوان مردہ کے روکر
یال اپنی میرے خون سے رنگین کرکے در خیمہ پر آئیگا اور تم سب اہل بیت
میری شہادت سے خبر دیگا اُسوقت تم اُسپر سوار ہولینا پس وہ اسپ
وفا شعار تمھیں بکمال حفاظت و حراست ایسے مکان محفوظ میں پہونچائیگا
کہ جہاں حکم خدا ہوگا ثم ودعہا وودع اہلہ واطفالہ وترکہن
باکیات نادبات ساکبات واتی الی المیدان تب حضرت نے
اُس معظمہ اور سب اہل بیت اطہار کو رخصت کیا اور آپ آمادہ شہادت
ہوگئے میدان میں تشریف لائے راوی کہتا ہی کہ گریہ و بکا سے
اہل حرم و اطفال خرد سال سے خیمہ حرم محترم میں ایک شور قیامت
برپا تھا کسی بیکس کی آواز آتی تھی کہ ہائے بھائی میرے کوئی کہتی تھی ہا

ہائے جائے میرے کوئی چلاتی تھی ہائے وارث میرے افسوس صد افسوس
کہ آپ واسطے شہادت کے آمادہ و رخصت ہوئے اور مین جیتی رہی کاش
مجھے قبل اسکے موت آتی اور یہ حال آپکا نہ دیکھتی اور بچے اس کرب سے
روتے تھے اور ہائے بابا کہتے تھے کہ دل ہر ایک دوست و دشمن کا ٹکڑے
شق ہوتا تھا آہ مومنین خدا نہ کرے کہ کیسے اہل حرم اپنے حامی و سرپرست سے
عالم غربت و مسافرت مین جدا ہون آہ یہ حال تو اہل بیت امام حسین
علیہ السلام کا وقت رخصت کے تھا اور جب آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ ع مسموع
ہوگی تو کیا حال ہوا ہوگا چنانچہ معصوم فرماتے ہین بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُورِ
نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ ای جد مظلوم اسوقت مخدرات عصمت مو پریشان
گریان و نالان وا مظلوماہ و اسیداہ کہتی ہوئین خیمگاہ سے نکل آئین

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہارم

فِي الْمَجَالِسِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ
الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوَّلُ مَا يُبْدَأُ بِهِ فِي الْآخِرَةِ صَدَقَةُ الْمَاءِ
يَعْنِي فِي الْأَجْرِ کافی مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
فرمایا جناب امیر المؤمنین ع نے جبکہ بروز قیامت اعمال خیر و نیک کا
اجر و ثواب ہر نیکوکار و متقی و پرہیزگار کو عطا ہوگا تو ابتدا اسکی ان
لوگون سے کیجائیگی کہ جن اشخاص نے دار دنیا مین کسی پیاسے کو سیراب
کیا ہوگا وَفِيهِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ

اِبْرَادُ كَبِدٍ حَرّٰی ہے اور اُسی کتاب مین جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ بہترین تصدقات سرد کرنا ہی اُس
جگر کا کہ جو بسبب شدت تشنگی کے گرم ہوا ہو وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَام
اَنَّهٗ قَالَ مَنْ سَقَى الْمَآءَ فِي مَوْضِعٍ يُوجَدُ فِيْهِ الْمَآءُ كَانَ كَمَنْ
اَعْتَقَ رَقَبَةً اور فرمایا جناب صادق ؑ نے کہ جس شخص نے کسی پیاسے کو
پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ وہان پانی میسر آتا ہو تو حق سبحانہ تعالےٰ اُسے
ثواب عطا کریگا برابر اُس شخص کے کہ جسنے ایک بندہ راہ خدا مین
آزاد کیا ہو وَمَنْ سَقَى الْمَآءَ فِي مَوْضِعٍ لَا يُوجَدُ فِيْهِ الْمَآءُ كَانَ كَمَنْ
اَحْيَا نَفْسًا وَمَنْ اَحْيَا نَفْسًا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا اور فرمایا
اُن حضرت نے کہ جس کسی نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ
جہان پانی میسر نہ آتا ہو پس اُس شخص نے گویا زندہ کیا ایک بندہ
خدا کو اور جسنے ایک بندہ خدا کو زندہ کیا یعنے جان اُسکی بچائی پس
اُس شخص نے گویا تمام بندگانِ خدا کو زندہ کیا وَعَنْ مُصَادِفٍ اَنَّهٗ
قَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ مَكَّةَ
وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ فِيْ اَصْلِ شَجَرَةٍ قَدْ اَلْقٰى
بِنَفْسِهٖ اور کافی مین مُصادف سے منقول ہی کہ ایک مرتبہ مین ساتھ
جناب صادق ؑ کے درمیان مکہ و مدینہ کے ہمسفر تھا اثناے راہ مین
دیکھا ہمنے کہ ایک شخص جڑ مین ایک درخت کی پڑا ہی اور حال اُسکا
ایسا متغیر ہی کہ جیسے وقت نزع کے متغیر ہوتا ہی فَقَالَ لِيَ الصَّادِقُ

یا مصادف مِل بنا الی هذا الرجل فانی اخاف ان یکون
قد اصابه العطش پس ایسے حال مین اُسے مبتلا دیکھکر جناب
صادق ع نے مجھ سے فرمایا کہ ای مصادف میرے ساتھ چل اس
شخص کے پاس یعنے تا حال اسکا دریافت کرین کہ یہ کس مرض مین
مبتلا ہی اور سبب اسکے اسقدر تغیر کا کیا ہی ای مصادف مجھے خوف
اسکا ہی کہ کہین یہ شخص شدت تشنگی سے جان بلب ہو فملنا فاذا
هو رجل من الفراشین طویل الشعر فسأله الصادق ع
اعطشان انت قال نعم پس حضرت اُسکی طرف متوجہ ہوے اور
مین بھی ہمراہ ہوا یہانتک کہ قریب اُس شخص کے پہونچے دیکھا ہمنے
کہ وہ شخص فراشون مین سے ہی اور بال اُسکے بہت بڑے ہین کہ یہ
علامت و نشان کفار ہی پس جناب صادق ع نے اُس شخص سے
پوچھا کہ حال تیرا اسقدر کیون متغیر ہی کیا تو پیاسا ہی اُسنے عرض کی کہ
البتہ مین پیاسا ہون فقال لی الصادق ع یا مصادف انزل
واسقه فنزلت وسقیته ثم رکبت وسرنا پس
اُسوقت حضرت کو رحم آیا اور مجھ سے ارشاد کیا کہ ای مصادف مرکب
سے نیچے اُترا اور اس تشنہ لب کو پانی پلا پس مین حسب الارشاد نیچے
اُترا اور اُس شخص کو مین نے سیراب کیا بعد اسکے سوار ہوکر
ہمراہ حضرت کے روانہ ہوا فقلت هذا نصرانی اتتصدق
علی نصرانی مصادف کہتا ہی کہ اثناے راہ مین مین نے اُن حضرت

عرض کی کہ یا رسول اللہ شخص کہ جسے حضرت نے پانی پلوایا ہی نصرانی تھا آیا ایسے کفار کو پانی پلانا جائز ہی فقال لی نعم یا مصادف اذا کانوا فی مثل ہذہ الحال حضرت نے مجھسے فرمایا کہ ای مصادف جسوقت ایسے حال میں یہ لوگ مبتلا ہوں اور شدت تشنگی سے جان بلب ہوں تو البتہ پانی پلانا انکا جائز ہی پس مومنین یہ جاے گریہ وبکا ہی کہ جس صورت میں پانی پلانا پیاسے کو باعث اجر و ثواب ہو یہانتک کہ شدت تشنگی میں کافر تک کو بھی سیراب کرنا جائز ہو واے ہو اُن اشقیا پر کہ جنھوں نے امام حسین فرزند رسول الثقلین پر تین شبانہ روز پانی بند کیا اور اُن حضرت کو اور اُنکے اعوان و انصار بلکہ اطفال شیر خوار کو شدت تشنگی میں قتل کیا ہر چند کہ وہ فرزند ساقی کوثر پانی طلب کرتے رہے

لو ان سبط المصطفیٰ وھو ظامیٔ	ینادی الاھل راحم یترحم
وقد صرعت انصارہ وھو مفرم	ینادی الاھل راحم یترحم

راوی کہتا ہی کہ نہیں بھولتا مجھے وہ حال امام حسین فرزند رسول الثقلین کا کہ جسوقت روز عاشورا شدت تشنگی میں وہ امام مظلوم چاہتے تھے کہ اعدا مجھے نہر فرات تک جانے دیں اور پانی سے منع نہ کریں اُسوقت وہ اشقیا سدراہ اُن حضرت کے ہوتے تھے اور کسیطرح نہر فرات تک جانے نہ دیتے تھے اور ہر چند اُس حالت تنہائی و بیکسی میں بعد شہادت اصحاب و انصار کے کہ اُنکی لاشیں گرد پڑی تھیں صدا فریاد و استغاثہ کی اور فرمایا کہ آیا کوئی بھی تم میں نرم دل ہی کہ میری تشنہ لبی پر

رحم کرے لیکن کوئی فریاد کو اُن حضرت کی نہ پہونچا اور وہ آب مباح فرزند رسول پر حرام کر دیا ؎

فقالوا له ان شئت ترجع سالما	وتسقى من ماء الزلال وتطعم
فبايع بطوع للامير مسالما	والا فحد السيف فيك محكم

جب اُن اشقیا نے فریاد و استغاثہ حضرت کا سُنا جو واسطے اتمام حجت کے پیش خدا تھا اُسوقت اُن بحیاؤں نے اُسکو محمول عجز پر کر کے بکمال بے ادبی جواب دیا کہ یا حسینؑ اگر آپکو رغبت طرف آب سرد اور خوشگوار کے ہی اور جان اپنی عزیز ہی تو چارہ سوا اسکے نہیں ہی کہ بیعت یزید کی کیجیے اور اگر یہ امر قبول نہیں ہی اور اسے باعث ننگ و عار جانتے ہو تو بجائے آب خوشگوار کے آب شمشیر سے سیراب ہوگے سبحان اللہ کسقدر بے غیرت تھے فرزند اسد اللہ کہ شاعر زبان حال حضرت کے ناقل ہی ؎

فقال لهم لا تزعمون بأنني	أبايع رهبا خيفة الموت فاعلموا
وما هي الا ساعة ثم التقي	بجدي واحظى بالجنان وانعم

بس سنتے ہی حرف بیعت کے رنگ چہرۂ انور کا متغیر ہوگیا اور جواب میں اُن اشقیا سے فرمایا کہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اے گروہ اشرار تمنے اپنے زعم باطل میں میری فریاد اور استغاثہ کو محمول میرے عجز و انکسار پر کیا اور مجھسے طالب بیعت ہو واسطے یزید شرابخوار کے اور جانتے ہو کہ حسینؑ خوف مرگ

اور شدتِ تشنگی و قلتِ اعوان و انصار سے بیعت کر لیگا معاذ اللہ یہ کب
ہو سکتا ہے کہ فرزند سید المرسلین راہ راست دین مبین کو برباد دے
اور محکوم ایسے بددین کا ہو اور اس ننگ و عار کو قبول کرے ہر چند
کہ تکلیفِ تشنگی و مرگ تکلیف و اذیتِ عظیم ہے لیکن یہ سب تکالیف
ایک ساعت سے زیادہ نہیں ہیں اور بعد اسکے اپنے جدّ امجد جناب
رسالت مآب سے ملاقات کرونگا اور انواع و اقسام کی نعماے
بہشت سے متنعّم ہونگا اور آب خوشگوار انہار جنت سے سیراب ہونگا ۞

فَصَالَ عَلَیْهِمْ صَوْلَةً عَلَوِیَّةً	فَکَانُوا کَضَأْنٍ صَالَ فِیْهِمْ ضَیْغَمٌ
وَحَکَّمَ فِیْهِمْ سَمْهَرِیّاً مُقَوَّماً	وَاَبْیَضَ لَا یَنْبُوْ وَلَا یَتَثَلَّمُ

آخرکار آنحضرت نے ذوالفقار حیدر کرار کو میان سے کھینچ لیا اور
مانند علی مختار اسدِ پروردگار کے اس قوم بدکردار پر حملہ کیا اور نیزۂ
سمہری و سیفِ حیدری سے ہزاروں کفار ستم شعار کو واصل جہنم کیا
اور کشتہاے نجس قوم اعدا سے ہر طرف انبار جمع کر دیے آہ مومنین
یہ دیکھکر بترغیب شمر ملعون سے ان اشقیا نے حضرت کو ہر طرف سے
گھیر لیا اور تیر و نیزہ و شمشیر اور سنگ سے مجروح کیا اور اس امام
مظلوم کو بظلم و ستم پیاسا شہید کیا اور کچھ پاس و لحاظ قرابت
رسول خدا کا نہ کیا ۞

فِدَاکَ رُوْحِیْ یَا حُسَیْنُ وَعِتْرَتِیْ	وَاَنْتَ عَفِیْرٌ فِی التُّرَابِ جَدِیْلُ
وَجِسْمُکَ عُرْیَانٌ طَرِیْحٌ عَلَی الثَّرٰی	عَلَیْکَ خُیُوْلُ الظَّالِمِیْنَ تَجُوْلُ

فدا ہو جان اور اولاد ہماری آپ پر ای حسین مظلوم کہ آپ خاک آلودہ زمین کربلا پر لوٹ رہے تھے کہ اشقیاے امت جفاکار نے آپکو شدتِ تشنگی مین مثل گوسفند قربانی ذبح کیا اور جسم اطہر آپکا کہ جو آغوش جنابِ رسول خدا اور بتول عذرا مین پلا تھا اور جسپر حُلہاے جنت آراستہ ہوتے تھے وہ ریگ گرم پر بے لباس آلودہ بخاک وخون تمازتِ آفتاب مین پڑا تھا صرف وہ زیر جامہ باقی تھا ہاے افسوس جسکے کمربند کے لیے جمال لعین نے دونون ہاتھ قطع کیے اور اشقیاے نابکار پامال سُمِ اسپان کیے ڈالتے تھے جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین فَهَوَيْتَ اِلَى الْاَرْضِ جَرِيحًا تَطَأُكَ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا یعنی حضرت مظلوم پس آپ زخمی ہوکے ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے اور وہ اعدا تلوارین لیکر آپکے قتل کرنے پر ہر طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے اور بدنِ اقدس آپکا پامال سُمِ اسپان کیے ڈالتے تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِينُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِينُكَ آہ اسوقت آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اُس حالت ایذا میں آپ کبھی دست و پاہاے اطہر سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی داہنے اور بائین طرف کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح اُس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ منتخب وغیرہ مین منقول ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ میرے نور عین حسنؑ وحسینؑ سرداران جوانان اہل جنت کے وَقَالَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا اور فرمایا کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہی اور مین حسینؑ سے ہون دوست رکھتا ہی حق سبحانہ تعالے اُس شخص کو جو دوست رکھے حسینؑ کو اور دشمن رکھتا ہی خداوند عالم اُس شخص کو جو دشمن رکھے حسینؑ کو سبحان اللہ کیا محبت و اُلفت تھی جناب رسالت مآب ص کو اپنے فرزندون جناب حسنین علیہما السلام سے مگر کیا گردش ہی زمانہ غدار کی کہ بعد جناب رسول خدا ص کے اشقیاے امت نے ایک شاہزادہ کو زہر دغا سے شہید کیا اور جنازہ پر تیرباران کیے اور روضہ رسول خدا مین دفن ہونے دیا اور دوسرے شاہزادہ کو مہمان بلا کر صحراے کربلا مین مع اصحاب واقربا پیاسا ذبح کیا فے مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا ھَمَزَ جَوَادَہٗ وَاَقْبَلَ اِلَی الْاَعْدَاءِ بِجَنَابِہٖ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ بعد شہادت اصحاب واقربا روز عاشورا یکہ وتنہا رہگئے تو اُسوقت وہ جناب ذوالجناح کو آگے بڑھا کر مقابل لشکر اعداے کفر کے ہو

اور بنابر روایت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے یہ اشعار رجز میں پڑھے منجملہ انکے چند شعر یہ ہیں ؎

انا ابن علی الطہر من آل ہاشم	کفانی بہذا مفخراً حین افخر
وجدی رسول اللہ اکرم من مضی	ونحن سراج اللہ فی الارض نزہر

فرماتے ہیں کہ میں فرزند ہوں امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا جو بحکم آیۂ تطہیر پاک و پاکیزہ تھے ہر عیب و گناہ سے آل حضرت ہاشم میں اور یہ کافی ہے میرے فخر کو جبکہ میں فخر کروں اور جد بزرگوار میرے جناب رسول خدا ہیں جو تمام انبیائے سلف سے بہتر و افضل تھے اور ہم چراغ ہدایت ہیں کہ زمین سے آسمان تک نور ہمارے تاباں و درخشاں ہیں ؎

وفاطم امی من سلالۃ احمد	وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر
وفینا کتاب اللہ انزل صادقاً	وفینا الہدیٰ والوحی بالخیر یذکر

اور جناب فاطمہ زہرا بنت رسول خدا مادر گرامی ہیں میری اور عم نامدار ہمارے جناب جعفر طیار ہیں جنکا لقب ذو الجناحین ہے یعنے حق سبحانہ تعالے نے انکو دو پر زمرد کے عطا کیے ہیں کہ ہمراہ ملائکہ کے جنت میں پرواز کرتے ہیں اور ہم وہ ہیں کہ کتاب خدا یعنے قرآن مجید ہمپر براستی نازل ہوا ہے اور ہمارا ذکر خیر اسطرح سے ہوتا ہے کہ ہم ہادی خلائق اور مہبط وحی ہیں ؎

ونحن امان اللہ للناس کلہم	نسر بہذا فی الانام ونجہر

اور ہم امانِ خدا ہیں تمام مخلوقات کے لیے اور کبھی ہم خلق میں ظاہر رہتے
ہیں اور کبھی بمصلحتِ الٰہی مخفی رہتے ہیں شاید یہ اشارہ ہو طرف امام عصر
کہ بمصلحت خدا بظاہر مخفی ہیں بعد اسکے وہ تلوار کی فرزند حیدر کرار نے
کہ تمام معارک جہاد اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کے پیش نظر ہو گئے
قَالَ اَبُو مِخْنَف فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ
فَارِسٍ وَخَمْسمِأَةِ رَاجِلٍ فَنَادَوْهُ اَلْاَمَانَ مِنْ سَيْفِكَ يَا حُسَيْنُ
چنانچہ ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ وہ جناب اعدا کو قتل کرتے جاتے تھے
یہانتک کہ اس حملہ میں چار ہزار سوار اور پانچ سو پیادے فی النار کیے
اور باقی ماندہ رو بفرار ہوئے اُسوقت وہ اشقیا پکارے پناہ آپکی تلوار سے
اے حسین نَفَرَ مَنْ كَانَ مُحِيطًا بِالْمَشْرَعَةِ فَنَزَلَ اِلَيْهَا فَلَمَّا اَحَسَّ
الْفَرَسُ بِبَرْدِ الْمَاءِ تَحْتَ حَافِرِهِ حَطَّ رَاْسَهُ فِي الْمَاءِ
وَصَارَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ شَيْئًا پس جو لوگ کنارہ نہر کو گھیرے
تھے فرار کر گئے جب راہ دریا کی صاف ہوئی اُسوقت حضرت نے
عنانِ ذوالجناح طرف نہر فرات کے پھیری اور داخل نہر ہوئے
جب ذوالجناح کو خنکی نیچے اپنے سموں کے معلوم ہوئی بسبب کثرت
حرارت اور شدت تشنگی کے بیتاب ہو کر منھ اپنا طرف پانی کے جھکا دیا
مگر باوصف پیاس کے ایک قطرہ اُس پانی سے نہ پیا اور بمقتضائے
محبت و وفا کے صبر کیا اور منتظر اسکا رہا کہ جب حضرت اِس پانی سے
کچھ پی لینگے تو میں بھی پیونگا فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَ اَنَّهُ حَطَّ رَاْسَهُ

فِی المَاءِ فَقَالَ لَہٗ اِنِّی اَعْلَمُ اَنَّکَ عَطْشَانٌ وَاَنَا وَاللہِ عَطْشَانٌ
لَا اَذُوْقُ المَاءَ حَتّٰی تَشْرَبَ جب امام حسین علیہ السلام نے مشاہدہ
کیا کہ بسبب شدت تشنگی کے اُسنے سر طرف پانی کے جھکایا فرمایا کہ ای سمند
باوفا مجھے خوب معلوم ہی کہ تو بہت پیاسا ہی لیکن قسم بخدا میں بھی تشنہ لب
ہوں یہ مجھ سے کبھی نہو تا کہ میں پانی پی لیتا اور تجھے نہ پلاتا فَشَالَ
الفَرَسُ رَاسَہٗ کَاَنَّہٗ فَھِمَ کَلَامَہٗ وَنَفَضَ نَاصِیَتَہٗ نَفْضًا
شَدِیْدًا فَقَالَ لَہٗ الحُسَیْنُ ؑ اِشْرَبْ وَاَنَا اَشْرَبُ وَغَرَفَ
غُرْفَۃً بِیَدِہٖ وَاَرَادَ اَنْ یَشْرَبَ پس جب یہ ارشاد حضرت کا
اُس اسپ باوفا نے سنا گویا اُس کلام کو سمجھا اُسیوقت سر اپنا
پانی سے نکال لیا اور اسے خوب ہلایا تا کہ حضرت آگاہ ہوں کہ میں نے
کوئی قطرہ بھی اس پانی سے نہیں پیا ہی پس امام حسین ؑ نے فرمایا کہ
ای باوفا اب پانی پی تو کہ میں بھی پیتا ہوں یہ فرما کر دست حق پرست
طرف پانی کے بڑھایا اور چلو پانی سے بھر کر چاہا کہ اُسے لبہائے خشک تک
لائیں فَصَاحَ صَائِحٌ یَا حُسَیْنُ اَدْرِکْ خَیْمَتَکَ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ
اِضْطَرَبَ وَاَلْقَی المَاءَ مِنْ یَدِہٖ وَاَقْبَلَ اِلَی الخِیَامِ فَرَاٰھَا
سَالِمَۃً فَعَلِمَ اَنَّھَا حِیْلَۃٌ ناگاہ ایک دشمن خدا نے آواز دی
کہ یا حسین آپ کیا پانی پیتے ہیں خبر لیجیے کہ خیمہائے اہل حرم تاراج
ہوتے ہیں سنتے ہی اس آواز کے مارے غیرت کے رنگ چہرۂ انور کا
متغیر ہو گیا اور مضطرب ہو کر پانی ہاتھ سے پھینک کے نہر فرات سے

باہر تشریف لائے اور متوجہ خیمگاہ ہوے دیکھا کہ خیمہاے اہل بیت اطہار دست ظلم اشقیا سے محفوظ ہین ثابت ہوا کہ یہ بظاہر حیلہ تھا اسلیے کہ حسین مظلوم کسی طرح پانی نہ پیے بخیال حفظ ناموس کے یا بمروت کہ خاصہ طبع غیور و کریم کا ہی وفی روضۃ الشہداء وغیرہ انہ لما اراد الحسین شرب الماء ذکر عطش اخوتہ واعوانہ واطفالہ ورمی الماء من یدہ چنانچہ روضۃ الشہدا وغیرہ مین منقول ہی جب حضرت نے پانی چلو مین لیکر چاہا کہ پئین اُسوقت تشنگی جناب عباسؑ و علی اکبرؑ اور قاسمؑ و علی اصغرؑ کی یاد آگئی اور تڑپنا اُنکا شدت تشنگی مین نظر انور مین پھر گیا تو وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا وقال لنفسہ واسفاہ اشرب الماء وھو قتلوا عطشانا وظمانا واللہ لا یکون ذلک منی ابدا پس پیاس اُن شہداے راہ خدا کی یاد کرکے اپنے نفس قدسیہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے حسینؑ مقام تاسف ہی کہ تو پانی سرد و خوشگوار سے سیراب ہوا اور ایسے نور نظر تشنہ لب دنیا سے رحلت کرجائین قسم بخداے عز و جل کہیں مجھے یہ پانی گوارا نہوگا یہانتک کہ اُنسے ملاقات کرون فعند ذلک ایس من الحیوۃ وایقن بالممات فانشا ویقول پس اُسوقت حیات سے مایوس ہوے اور یقین ہوا کہ اب وقت شہادت قریب ہی پس یہ اشعار انشا کیے اور فرماتے تھے ؎

فان تکن الدنیا تعد نفیسۃ	فدار ثواب اللہ اعلی وانبل

فَانْ تَكُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا	فَقِلَّةُ سَعْيِ الْمَرْءِ فِي الرِّزْقِ اَجْمَلُ

پس اگر دار دنیا بظاہر لوگوں کی نظروں میں جاے خوش تر و نفیس بھی ہو
جب بھی دار آخرت بوجہ بقا کے اس سے اعلیٰ و افضل ہے اور
جس صورت میں کہ رزق ہر مخلوق کا یقینا مقدر و مقرر اور مقسوم ہے
پس جسقدر آدمی طلب رزق میں سعی و کوشش کم کرے افضل و احسن ہے
اسلیے کہ کوشش سے اسکی وہ زیادہ نہوگا

وَاِنْ تَكُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا	فَمَا بَالُ مَتْرُوكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ
وَاِنْ تَكُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ	فَقَتْلُ الْفَتٰى بِالسَّيْفِ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ

درصورتیکہ آدمی یہ جانتا ہے کہ جمع کرنا مال کا محض اسلیے ہے کہ اسے چھوڑ کر
خالی ہاتھ چلے جائینگے اور ہرگز یہ جمع کرنا ہمیں مفید نہیں ہے پھر کمال بخیلی ہے
اس شخص کی کہ اسے جمع کرے اور راہ خدا میں اسے صرف نہ کرے
اور بخل کرے اور جبکہ آدمی کو یقین اسکا ہے کہ بعد حیات کے لیے
مرنا ضرور ہے اور کسی کو اس سے چارہ نہیں ہے پھر بہادروں و شجاعوں کے
نزدیک قسم بخدا اسے عز و جل راہ خدا میں تلوار سے قتل ہونا بہتر و افضل ہے
اس سے کہ وہ یوں مرجاے یہ فرمایا کر ان حضرت نے اپنی تلوار کی
کرسی لاکہ کفار ستم شعار کو متفرق کردیا اور ہزاروں کو قتل کیا فحملوا
علیہ من کل جانب ومکان وجرحوہ بالسیوف والسہام
والسنان حتی وقع علی الارض پس یہ شجاعت ہزبر یزدان جناب
حیدر صفدر کی دیکھکر ایک مرتبہ تمام لشکر نے اس جناب پر ہر طرف سے

حملہ کیا اور ہر سمت سے تیر و نیزہ و شمشیر استقدر لگائے کہ وہ حضرت مجروح
ہوکر ذوالجناح سے زمین پر گرے فتکسرت اعضاؤہ المجروحۃ
وتقطعت وصالہ المقروحۃ ہائے افسوس اُس ضعف و ناتوانی
میں اعضائے مجروح کو وہ صدمہ ہونچا کہ تمام زخمہائے کاری شق ہوگئے

فاحدث ما عن ذکرہ اتاثم	فتمم شمر او سنان لقتلہ
حتی بدت وقت الظہیرۃ انجم	فاظلمت الآفاق وانکسف الذکا

چنانچہ شاعر کہتا ہے کہ اُسی حالت میں شمر لعین یا باختلاف روایت سنان
بن انس ملعون قریب اُس مظلوم کے آیا اور اُس بیحیا نے وہ ظلم کیا کہ
جسکے بیان کرنے سے دل بیقرار ہوتا ہے اور ترکِ ادب بھی ہے آہ آہ
اُس ملعون سے وہ امر واقع ہوا کہ جسکے سبب سے آفتاب تیرہ و تار
ہوگیا اور بسبب تاریکی آفتاب کے دن کو ستارے نظر آنے لگے حالانکہ
وہ وقت نماز ظہر یا عصر کا تھا اور ہر طرف سے صدا گریہ و بکا سے
وحش و طیور کی اُس صحرائے کربلا میں بلند ہوئی اور آواز رونے ملائکہ کی
آسمان سے آنے لگی اور جبرئیل پکارے الا قتل الحسین بکربلا
الا ذبح الحسین بکربلا آگاہ ہو اے اہل آسمان و زمین کہ امام حسین
فرزند رسول الثقلین قتل ہوئے اور زمین کربلا پر پیاسے ذبح ہوئے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ششم

فی العیون عن الرضا علیہ السلام انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

عَلَیْہِ وَآلِہٖ یَا عَلِیُّ بَشِّرْ شِیْعَتَکَ اَنَّا نَشْفَعُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ
وَقْتٍ لَا یَنْفَعُھُمْ اِلَّا شَفَاعَتُنَا بحار الانوار وغیرہ میں جناب
امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جناب
رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
فرمایا کہ یا علی خوشخبری دو اپنے شیعون کو کہ شفاعت کرینگے ہم تمہاری
بروز قیامت ایسے وقت مین کہ اُسوقت بیکسی و اضطراب مین کوئی چیز
نفع نہ بخشے گی بجز ہماری شفاعت کے وَرَوَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ وَالطُّوْسِیُّ
رَحِمَھُمَا اللہُ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ عَلَیْکُمْ
بِوَلَایَتِنَا اَھْلِ الْبَیْتِ اور شیخ مفید اور طوسی علیہما الرحمہ نے
روایت کی ہی جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ اُن حضرت نے
فرمایا کہ ارشاد کیا ہی میرے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے کہ اے گروہ مومنین واجب و لازم ہی تم پر محبت میری اور
میرے اہلبیت کی فَاِنَّ کُلَّ مَنْ یَّلْقَی اللہَ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
مَعَ وَلَایَتِنَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِنَا بِحَقِّ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ
لَمْ یَنْفَعْ عَمَلُ عَامِلٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ حَقِّنَا تحقیق کہ جو شخص
بروز قیامت ملاقات کریگا خداے عز و جل سے ساتھ ہماری محبت کے
وہ شخص ہماری شفاعت سے داخل بہشت ہوگا فرمایا اُن حضرت نے
قسم ہی مجھے اُس خدا کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین جان میری ہی کہ کوئی

عمل نیک کسی نیکو کار کو بروز قیامت مفید نہو گا مگر ساتھ محبت و معرفت حق ہم اہل بیت کے پس حضرات افضل الاعمال معرفت ہی اہل بیت رسول مختار و ذریت حیدر کرار کی اور گریہ و بکا ہی مصائب پر مظلوم کربلا کے کہ یہی ناشی محبت ہی اُن حضرات کی اور باعث مغفرت و رستگاری اور خوشنودی جناب باری ہی فی المقتل انہ لما بقی الحسین علیہ السلام وحیدا فریدا فی طف کربلا ھم ز جواد ہ واقبل الی الاعداء چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہی کہ جب فرزند رسول الثقلین امام حسین بروز عاشورا معرکہ کربلا مین یکہ و تنہا رہگئے اور کوئی شخص اعوان و انصار سے اُن حضرت کے باقی نرہا سب بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور اولاد شہید ہوگئے اسوقت فرزند شیر خدا جگر گوشہ فاطمہ زہرا ذوالجناح کو آگے بڑھا کر مقابل صفوف لشکر اعدا کھڑے ہوئے چنانچہ ابو حمادہ بزبان حال حضرت کے کہتا ہی کہ اُسوقت واسطے اتمام حجت کے یہ ارشاد فرمایا

اَمَا فِیْکُمْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ رَاحِمٌ	لِعِتْرَۃِ اَوْلَادِ النَّبِیِّ وَصُوْلُ
اَلَیْسَ اَبِیْ خَیْرُ الْوَصِیِّیْنَ کُلِّھِمْ	اَمَا اَنَا اِلْطُّھْرِ النَّبِیِّ سَلِیْلُ

ایہا الناس آیا کوئی بھی تم مین ایسا نرم دل ہی کہ جو اسوقت اضطرار مین اولاد رسول مختار سے نیکی پیش آئے اور امیدوار رحمت پروردگار ہو ای قوم نا انصاف کیا تم میرے حسب و نسب سے واقف نہین ہو کہ تم درپے قتل مجھ بیکس کے ہو کیا تمھین نہین معلوم ہی کہ پدر عالی وقار میرے

جناب حیدر کرار وصی رسول مختار بہترین اوصیائے انبیائے سلف ہیں
اور نانا میرے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ سید المرسلین ہیں

أَنَا فَاطِمُ الزَّهْرَاءُ أُمِّي وَبِلْكُمُ	وَعَمِّي أَيْضاً جَعْفَرٌ وَعَقِيلُ
أَأُقْتَلُ مَظْلُوماً وَقَدْ مَا عَلِمْتُمُ	بِأَنْ لَيْسَ لِي فِي الْعَالَمِينَ بَدِيلُ

اے اہل کوفہ و شام کیا تم نہیں جانتے ہو کہ مادر گرامی میری جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہیں اور عم بزرگوار میرے حضرت حمزہ سید الشہدا اور جعفر طیار علمدار رسول مختار اور حضرت عقیل ہیں پس کمال تعجب ہے کہ باوجود اسکے علم اور باوصف یقین ہونے اسکے کہ کوئی شخص عالم میں میرا مثل و نظیر نہیں ہے مجھے ناحق قتل کرتے ہو

دَعُونِي أَرِدْ مَاءَ الْفُرَاتِ وَدُونَكُمْ	لِقَتْلِي فَلِكُنْ يَا لِلظِّمَاءِ خَلِيلُ
فَنَادَوْهُ مَهْلاً يَا ابْنَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ	فَلَيْسَ إِلَى مَا تَبْتَغِيهِ سَبِيلُ

اور قطع نظر اسکے اگر تمہیں مجھ مظلوم کا قتل ہی منظور ہے تو اسقدر مجھپر رحم کرو کہ پیاسے قتل نہ کیجیے تھوڑا سا پانی پلا دو کہ شدت تشنگی سے جگر میرا کباب ہو رہا ہے پس جب امام حسین علیہ السلام تنبیہ و اتمام حجت اہل کوفہ و شام سے فارغ ہوئے اسوقت ان ظالموں بے حیاؤں نے کمال بے ادبی جواب دیا کہ اے فرزند دختر رسول خدا شرافت جد و مادر اور فضائل پدر و برادر ہمارے سامنے کیا ذکر کرتے ہو حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ حسب و نسب میں بہترین عالم اور

فاضلترین نسل آدم میں لیکن ہمیں آپکا پیاسا ہی قتل کرنا مقصود ہے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ ہم آپکو ایک قطرہ پانی کا پینے دیں فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ ذٰلِكَ حَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ كَالَّیْثِ الْمُغْضَبِ تَارَةً یَحْمِلُ عَلَى الْمَیْمَنَةِ وَتَارَةً عَلَى الْمَیْسَرَةِ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ اُلُوفًا جب

امام حسین علیہ السلام نے اسقدر بیحیائی اُس قوم اشرار سے ملاحظہ فرمائی اُسوقت مثل شیر غضبناک کے کبھی میمنہ لشکر اور کبھی میسرہ پر حملہ کیا اور کئی ہزار پیادہ و سوار بضرب ذوالفقار داخل جہنم کیے فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰى نَادَى الشِّمْرُ یَا قَوْمُ الرَّاْیُ عِنْدِیْ اَنْ تَتَفَرَّقَ عَلَیْهِ وَتَمْلَأَ الْاَرْضَ بِالْفُرْسَانِ وَتَرْمِیَهُ بِالسِّهَامِ وَالرِّمَاحِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ یعنی اسیطرح حضرت قتل کفار میں مشغول تھے جب شمر ملعون نے دیکھا کہ عنقریب تمام لشکر ہاتھ سے فرزند خیر البشر کے قتل ہوا چاہتا ہے گھبرا کر اپنی قوم کو آواز دی کہ ای قوم عرب اب مناسب یہ ہے کہ تم سب متفرق ہو کر ہر طرف سے امام حسینؑ کو محاصرہ کر لو اور ہر سمت سے تیر و نیزہ و شمشیر و پتھر اُن امام پر لگاؤ ورنہ اگر اسیطرح کہ جس بے تدبیری سے تم لڑ رہے ہو تمام عالم بھی امام حسینؑ سے مقابل ہوگا تو ہرگز کوئی اُن پر غالب نہ ہوگا فَتَفَرَّقُوْا عَلَیْهِ فِرَقًا فِرْقَةٌ بِالنِّبَالِ وَفِرْقَةٌ بِالرِّمَاحِ وَفِرْقَةٌ بِالسُّیُوْفِ وَفِرْقَةٌ بِالْحِجَارَةِ ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ ترغیب شمر ملعون سے وہ سب اشقیا ہر طرف متفرق ہو گئے

آہ مومنین مشہور ہی کہ بارہ ہزار اُنمین حافظ و قاری قرآن تھے آہ
آہ پس ایک طرف سے تیر اندازون نے اور ایک طرف سے نیزہ
دارون نے اور ایک طرف سے شمشیر زنون نے اور ایک طرف سے
سنگ اندازون نے اُس مظلوم کو گھیر لیا اور ہر سمت سے پتھر و تیر
اور نیزہ و شمشیر لگانے لگے یہانتک کہ بدن انور فرزند خیر البشر کا کثرت
زخمہائے کاری سے اسقدر مجروح ہوا کہ موافق روایت مشہورہ کے
ایک ہزار نو سو پچاس زخم بدن اطہر پر لگے اور جسم شریف سے فوارہائے
خون متصل جاری ہوئے فرماہ خولی بن یزید الاصبحی بسہم
ذی ثلث شعب فی لبتہ فنزع السہم فانبعث الدم
کالمیزاب فاخذہ بکفہ وجعل یمسح بہ وجہہ ولحیتہ
ہائے افسوس اُسی اثنا مین خولی بن یزید اصبحی نے ایک تیر سہ پہلو قلب
اقدس پر ایسا مارا کہ وہ تیر ستم دل مین در آیا پس حضرت نے اُسے
نکالکر پھینکدیا راوی کہتا ہی کہ نکلتے ہی اُس تیر کے خون مثل پرنالہ کے
جاری ہوا اُسوقت اُس مظلوم نے وہ خون چہرۂ انور و ریش مطہر پر ملا
فقیل فی ذلک فقال حتی القی ربی والقی جدی وابی
مخضب بدمی فاشکو ربی ما لقیت من امۃ جدی صبر
اُس حالت مین کسی شخص نے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ ؐ اس خون کو
آپ چہرۂ انور پر کیون ملتے ہین فرمایا حضرت نے تاکہ مین اسیطرح بصورت
خون آلودہ اپنے پروردگار اور جد نامدار رسول خدا سے ملاقات

کروں اور اپنے رب سے شکایت کروں اس جور و ستم کی کہ جو اس امت
جفاکار نے مجھ پر کیے ہیں فَعِندَ ذٰلِكَ حَمَلُوا عَلَيهِ حَمْلَةَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ
وَتَقَدَّمَ اِلَيهِ سِنَانُ بنُ اَنَسٍ النَّخَعِيّ لَعَنَهُ اللهُ فَطَعَنَهُ بِسِنَانِهٖ
فَاَخرَجَ السِّنَانَ مِنْ ظَهرِهٖ پس جب اعدا نے حضرت کو ضعیف
و ناتوان پایا سینہ تان کر ایک مرتبہ جیسے کہ ایک شخص حملہ کرتا ہی ان حضرت پر
حملہ کیا اور آگے بڑھ کر سنان بن انس نخعی شقی نے ایسا نیزہ سینۂ اقدس پر
مارا کہ پشت اطہر سے نکل گیا فَلَمَّا جَذَبَ رُمحَهٗ وَقَعَ الحُسَينُ عَلَيهِ
السَّلَامُ عَنْ فَرَسِهٖ عَلَى الاَرضِ يَخُورُ فِي دَمِهٖ وَيَشكُو رَبَّهٗ
جب اس بے رحم نے نیزہ اپنا سینۂ اقدس سے کھینچ لیا آہ ساتھ ہی اسکے
امام حسین علیہ السلام ذو الجناح سے بظلم اعدا زمین پر تشریف لائے اور
کرب زخمہاے کاری سے اپنے خون میں لوٹتے تھے اور شکایت اس
امت جفاکار کی اپنے پروردگار سے کرتے تھے فَاَرَادَ القِيَامَ فَخَرَّ
مَغشِيًّا عَلَيهِ فَقَصَدَهٗ زُرعَةُ بنُ شَرِيكٍ الشَّامِيُّ فَضَرَبَهٗ
عَلٰى عَاتِقِهٖ وَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ كِندَةَ فَضَرَبَهٗ عَلٰى مَفرِقِ
رَاسِهٖ پس اس حالت کرب و تکلیف میں حضرت نے قصد کھڑے
ہونے کا کیا اور کچھ اٹھے تھے کہ بسبب ضعف و ناتوانی کے غش کھا کر
گر پڑے اور ساتھ ہی اسکے زرعہ بن شریک شامی ملعون نے تلوار
شانۂ اطہر پر ماری اور اسیوقت ایک ملعون نے کہ قبیلہ کندہ سے تھا
تلوار سر اقدس پر ماری فَسَالَ الدَّمُ عَلٰى وَجهِهٖ وَعَينَيهِ

ولحیتہ فصاح الحسین علیہ السلام واسفاہ انا اقتل مظلوما
وجدی محمد ن المصطفی وابی علی ن المرتضی وامی فاطمۃ الزہرا
پس خون اُس زخم سے سر اطہر کے اسقدر جاری ہوا کہ تمام چہرۂ انور اور جبین
مبارک اور ریش مطہر خون سے تر ہوگئی اُسوقت بنا بر اتمام حجت کے امام حسین نے
باواز بلند فرمایا کہ کیا مقام تاسف ہے کہ مجھ مظلوم کو ناحق بظلم وستم
شدت تشنگی میں قتل کرتے ہو حالانکہ میں نواسا ہون جناب محمد مصطفیٰ کا
اور پدر بزرگوار میرے علی مرتضیٰ اور مان میری فاطمہ زہرا علیہم السلام
ہین فبکی بکاء شدیدا حتی بکت لہ الجن والملائکۃ ومن
فی الارض والسماء پس یہ فرما کر وہ حضرت بہت روئے اور رونے سے
اُس مظلوم کے تمام جن وملائکہ اور جو چیز کہ زمین و آسمان میں ہے سب نے
گریہ وبکا کیا قال ابو مخنف فبقی روحی لہ الفداء مکبوبا علی وجہہ
ثلاث ساعات ولم یجسر علی قطع کریمہ احد چنانچہ ابو مخنف نے
روایت کی ہے کہ تین ساعت تک وہ مظلوم سر اقدس جھکائے منہ کے بل
غش میں زمین پر پڑے رہے گویا سجدہ شکر باری میں تھے اور کسی ملعون کو
جرأت بسبب جلالت وعظمت کے حضرت کے قتل کرنے کی نہوئی فنادی
ابن سعد یا ویلکم عجلوا علیہ فابتدرت الیہ سبعون رجلا
کل یرید جز راسہ لینال الجائزۃ من یزید لعنہ اللہ
پس اُسوقت عمر سعد لعین نے اپنی قوم کو آواز دی کہ وائے ہو تم پر
جلد سر اس مظلوم کا تن سے جدا کرو آہ پس ترغیب سے اُسکی شمر نفر

اُن لشکر شقاوت اثر سے باہر نکلے اور ہر ایک لعین واسطے جدا کرنے سر اطہر کے
دوڑا کہ تا بعوض اسکے یزید ملعون سے انعام لے تا اوّل مَنْ اَقْبَلَ اِلَیْہِ
شبث بن ربعی لعنۃ اللّٰہ وَکَانَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُلْقًا
عَلٰی قَفَاہُ فَلَمَّا دَنٰی الْمَلْعُوْنُ مِنْہُ فَتَحَ عَیْنَیْہِ وَرَمَقَ بِطَرْفِہٖ
رَمَی السَّیْفَ مِنْ یَدِہٖ وَاَدْبَرَ مُوَلِّیًا پس جو پہلے واسطے قتل حضرت کے
قریب پہونچا وہ ملعون شبث بن ربعی تھا اور امام حسین علیہ السلام اسوقت
شدت کے غش میں پڑے تھے جب وہ ملعون تلوار کھینچے ہوئے بالین سر
اقدس کے آیا تو حضرت نے چشم انور کھولکر گوشہ چشم سے طرف اسکے دیکھا
اسوقت وہ شقی تلوار ہاتھ سے پھینک کر بھاگا وَقَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَلْقٰی
جَدَّکَ بِدَمِکَ یَا حُسَیْنُ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَیْہِ مِنْ بَعْدِہٖ سِنَانُ
بْنُ اَنَسِ النَّخَعِیُّ وَکَانَ کَوْسَجَ اللِّحْیَۃِ اَبْرَصَ اللَّوْنِ اور کہتا جاتا تھا
کہ پناہ بخدا یا حسین اس امر سے کہ میں ملاقات کروں آپکے جدامجد
رسول خدا سے وراںحالیکہ آپکے قتل میں شریک ہوں بعد اسکے سنان
بن انس نخعی کہ کوسہ اور برص تھا بقصد قتل قریب حضرت کے آیا
فَلَحَظَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِعَیْنَیْہِ فَاَدْبَرَ رَاجِعًا فَلَقِیَہُ الشِّمْرُ
اللَّعِیْنُ فَقَالَ لِمَ رَجَعْتَ فَقَالَ لَحَظَنِیَ الْحُسَیْنُ بِعَیْنَیْہِ فَکَاَنَّہُمَا
عَیْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَمْ اَجْسُرْ عَلٰی قَتْلِہٖ جب سنان ملعون نے
چاہا کہ سر اقدس تن سے جدا کرے اسوقت امام حسین نے نگاہ حسرت
طرف اس ملعون کے دیکھا پس دیکھتے ہی حضرت کے وہ شقی بھی

مثل شیث بن ربعی کے بھاگا پس شمر ملعون قریب اسکے آیا اور پوچھا کہ ای
سنان کیا سبب ہی کہ تو واسطے قتل کرنے اس مظلوم کے آگے بڑھا تھا اور
خائف و ترسان بھاگ آیا سنان نے جواب دیا کہ ای شمر جب مین نے
چاہا کہ امام حسینؑ کو قتل کرون اسوقت اُس بیکس نے طرف میرے
دیکھا تو گردش چشم امام حسین مثل گردش چشم رسول الثقلین مجھے نظر آئی
پس مجھے ہرگز جرأت اُنکے قتل پر نہوئی اور مین خائف و ہراسان پھر آیا
الغرض وہ ستر لعین ایک دوسرے کے بعد اسیطرح بالین سر مظلوم
کربلا پر آکر پھر گئے فَتَقَدَّمَ الشِّمْرُ اللَّعِینُ لِقَتْلِهٖ وَنَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ اُسوقت
شمر لعین بارادہ قتل و ذبح حضرت کے گھوڑے سے اُترا اور مثل قصاب کے
قریب اُس مظلوم کے آیا اور مانند گوسفند قربانی کبمال بیرحمی چاہا کہ
ذبح کرے

وَاَضْحٰی فَوْقَ التُّرَابِ مُعَفَّرًا	یُنَادِی اَلَا یَا جَدَّنَا اَنْتَ تَعْلَمُ
بِاَنِّی صَرِیْعٌ فِی التُّرَابِ مُعَفَّرًا	وَیُنْحَرُ نَحْرِی وَالضُّلُوْعُ مُحَطَّمٌ

آہ آہ شاعر کہتا ہی کہ جب شمر لعین نے اس مظلوم کو زمین پر کھینچا تو اُسوقت
حضرت نے چشم انور غش سے کھولدین پس یہ ظلم عظیم دیکھکر کمال حسرت
و یاس فریاد کرنے لگے کہ ای جدّ نامدار آپکو خبر ہی کہ فرزند آپکا حسین
خاک گرم کربلا پر کس مصیبت مین مبتلا ہی آہ یہ بیرحم میرے سینہ پر اس
سختی سے بیٹھا ہی کہ تمام اُستخوان سینہ و پہلو میرے شکستہ ہوئے
جاتے ہین اور قریب ہی کہ مجھے اس زمین گرم پر تشنہ لب ذبح کرے

فَقَالَ یَا ھٰذَا مَنْ اَنْتَ فَقَدِ ارْتَقَیْتَ مُرْتَقًا عَظِیْمًا فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ اَنَا شِمْرُ بْنُ ذِی الْجَوْشَنِ پس حضرت نے اُس ملعون سے فرمایا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے کیا امر عظیم کی جرأت کی تونے کہ اس سینۂ گنجینۂ علوم ربانیہ پر بیٹھا ہے اُس ملعون نے جواب دیا کہ وہ لعین شمر ذی الجوشن ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ مَنْ اَنَا فَقَالَ نَعَمْ اَنْتَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ وَجَدُّكَ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰی وَاُمُّكَ فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس امام حسینؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ اے شمر تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں اُس ملعون نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ حسین بن علیؑ ہیں اور جد امجد آپکے جناب محمد مصطفےٰ ہیں اور ماں آپکی فاطمہ زہراؑ دختر رسول خدا ہیں فَقَالَ تَقْتُلُنِیْ وَاَنْتَ تَعْرِفُنِیْ قَالَ الْمَلْعُوْنُ لِاٰخُذَ الْجَائِزَةَ مِنْ یَزِیْدَ حضرت نے فرمایا کہ پھر تو مجھ مظلوم کو کیوں ناحق قتل کرتا ہے اُس بیحیا نے جواب دیا کہ میں آپکو اسلیئے قتل کرتا ہوں کہ تا بعوض اسکے یزید سے انعام لوں فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا وَیْلَكَ اِحْسِرْ لِیْ عَنْ لِثَامِكَ فَحَسَرَ لَهٗ فَاِذَا هُوَ اَبْرَصُ اللَّوْنِ كَوْسَجُ اللِّحْیَةِ اَشْبَهُ الْخَلْقِ بِالْكِلَابِ وَالْخَنَازِیْرِ پس حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو تجھپر اے شمر دہان منہ اپنا کھولدے کہ تا میں دیکھوں کہ جو نشان میرے قاتل کے پاتے جاتے ہیں یا نہیں یہ سنکر اُس لعین نے دہان بند کھولدیا تو دیکھا حضرت نے کہ وہ شقی کج دہن ہے اور ہے ابرص ہے اور صورت

اُسکی صورت سگ و خوک سے مشابہ ہی فقال الحسین علیہ السلام
صدق جدی رسول اللہ فی قولہ لابی یا علی یقتل ولدک
الحسین رجل اشبہ الخلق بالکلاب والخنازیر پس
امام حسین علیہ السلام نے صورت اُس ملعون کی دیکھکر فرمایا کہ راست و
درست ہی وہ ارشاد میرے جد بزرگوار رسول خدا کا کہ اُن حضرت نے
میرے پدر نامدار علی بن ابیطالب علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ یا علی
تمھارے فرزند حسین کو قتل کریگا وہ ملعون کہ جو ابرص و مشابہ ہوگا
صورت میں سگ و خوک سے فغضب الملعون من قولہ
وقال لہ اذا کان جدک شبہنی بالکلاب والخنازیر
فواللہ لاذبحنک من قفاک فقلبہ علی وجہہ پس یہ سنکر
وہ ملعون غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپکے نانا رسول خدا نے مجھے
مشابہت بکلاب و خنزیر دی ہی تو قسم بخدا کہ میں ابھی آپکو پس
گردن سے ذبح کرونگا پس اُس شقی نے اُس مظلوم کو منہ کے بھل
زمین پر لٹایا اور گلوے خشک پر خنجر ستم رکھا آہ مومنین بیرحمی شمر کی
تو ظاہر ہی تصور کیجیے اُسوقت کو کہ بدن اطہر زخموں سے چور چور تھا
مظلوم کربلا کو کیا تکلیف و اذیت ہوئی ہوگی فجعل یقطع اوداج
روحی لہ الفداء وھو یفحص برجلیہ التراب ویصیح
باعلی صوتہ وامحمداہ واعلیاہ واحسناہ واعطشاہ
انا اقتل غریبا وحیدا بغیر جرم ولا تراث ہاے افسو

کہ شمر ملعون ذبح کرنے مین مشغول ہوا آہ پس جو رگ گردن انور سے قطع ہوتی تھی ساتھ ہی اُسکے امام حسین علیہ السلام فداہون ہم اور مان باپ ہمارے اُن حضرت پر کرب و تکلیف سے زمین پر ایڑیان رگڑتے تھے اور باواز بلند فرماتے تھے کہ فریاد ہی ای نانا رسول خدا اور فریاد ہی ای بابا علی مرتضیٰ اور ای بھائی حسن مجتبیٰ افسوس صد افسوس کہ مین غریب الوطن و مظلوم بیجرم و گناہ تشنہ لب قتل ہوتا ہون فقطع راسہ و رمی بہ علے الارض ثم رکبہ علے قناۃ طویلۃ فکبر و کبرت العسکر ثلاث تکبیرات آہ آہ پس سر اطہر کو تن اقدس سے جدا کرکے بکمال بے ادبی زمین پر پھینکدیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک نیزۂ طویل پر رکھکر بلند کیا اور تکبیر کہی پس ساتھ ہی اُسکے تین مرتبہ تمام لشکر نے اللہ اکبر کہا اور آواز قد قتل الحسین کی ہر طرف سے آنے لگی اور آندھی سیاہ چلنے لگی

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس ہفتم

قال اللہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ جو شخص ایک نیکی کرے پس اُسکے واسطے ہین دس نیکیان مثل اُسکے و قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ الاعمال بالنیات اور حدیقۂ سلطانیہ مین منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ اعمال نیت پر موقوف

ہیں اور زینت العباد میں منقول ہی کہ نیت وہ ارادہ دلی ہی جو کسی فعل کے
بعمل لانے پر آمادہ کرتا ہی پس حضرات غور کیجیے کہ آپ کس عمل حسنہ پر آمادہ
ہوکر مجلس عزا میں مجتمع ہوے ہیں آپکا ارادہ تو یہ ہی کہ گریہ و بکا کریں
اُس مظلوم پر جسکا اور دنیا میں رونے والا نہ باپ ہی نہ ماں ہی لیکن پرسا
دیجیے اُنکے فرزند حجت خدا کو اُنکے جد مظلوم کا کہ وہ جناب اصل ماتم دار
اور صاحب تعزیت اپنے جد بزرگوار کے ہیں اور روتے ہوے عرض کیجیے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حُجَّةَ اللهِ اَحْسَنَ اللهُ لَكَ الْعَزَاءَ فِی جَدِّكَ
الْحُسَیْنِ اور تصور کیجیے کہ مظلوم کربلا روز عاشورا کس ظلم و ستم سے شہید
ہوے اور شہادت سے اُن حضرت کی ابتدا کیسے سرور تھے چنانچہ انیس
العباداث میں منقول ہی کہ جب معارک جہاد میں جناب امیر المومنین
علیہ السلام کفار نابکار سے کسیکو قتل کرتے تھے تو اُسوقت باواز بلند
اللہ اکبر کہتے تھے کہ یہ طریقہ اور نشان جہاد اُس جناب کا تھا مگر افسوس
ہزار افسوس کیا انقلاب ہی کہ جب شمر لعین نے سر اطہر فرزند خیر البشر
اور دلبند حیدر صفدر کا جدا کیا اُسوقت باواز بلند تکبیر کہی ساتھ ہی اسکے
تین مرتبہ تمام لشکر اعدا نے اللہ اکبر کہا اور سر انور نور نظر فاطمہ زہرا کا
نیزہ طویل پر رکھکر بلند کیا اور بروایت صاحب خصائص حسینیہ
علیہ الرحمہ اُسوقت تک جو جسکو اہل اسلام سے قتل کرتا تھا سر مقتول کا
نیزہ پر چڑھانا دستور نہ تھا اس ظلم و ستم کی ابتدا یہیں سے ہوئی کہ سر اقدس
مظلوم کربلا کا نیزہ پر چڑھایا گیا فی المقتل فعند ذالک ہبت الریح

السَّوْدَاءُ وَاسْوَدَّتِ الْاٰفَاقُ وَالْاَرْجَاءُ وَتَزَلْزَلَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب یہ حادثہ عظیم واقع ہوا اسیوقت آندھی ایسی سیاہ چلی کہ تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہوگیا اور زمین و آسمان کانپنے لگے وَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ وَاَخَذَتِ النَّاسَ الصَّوَاعِقُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ وَعَلَتِ الْبَوَارِقُ وَصَاحَتِ الْجِنُّ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَاءِ وَاَعْرَضَتِ الْوُحُوْشُ عَنْ مَرَاعِيْهَا اور ساتھ ہی اسکے آفتاب کو گہن لگ گیا اور صاعقہ نے تمام لشکر اعدا کو گھیر لیا اور تاریکی آفتاب سے دن کو ستارے نکل آئے اور بجلی ہر طرف سے چمکنے لگی اور آواز گریہ وبکا جنوں کی ماتم سلیمان کربلا میں آنے لگی اور جانوران طیور ہوا میں مضطرب و بیقرار ہو کر اُڑنے اور رونے لگے اور جانوران وحشی نے چرنا چھوڑ دیا اور اپنے چراگاہ سے رم کر گئے وَصَاحَ جِبْرَئِيْلُ فِي السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ قُتِلَ وَاللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ اور جبرئیل امین نے ہفت طبقات آسمان میں آواز دی کہ آگاہ ہو اے اہل آسمان قسم بخدا کہ اسوقت امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین تشنہ لب شہید ہوئے فَتَلَاطَمَتِ الْبِحَارُ بِاَمْوَاجِهَا وَالْاَشْجَارُ بِاَغْصَانِهَا وَبَكَتِ السَّمَاءُ دَمًا عَبِيْطًا اور تمام دریا جوش و خروش میں آئے اور ماتم سید الشہداؑ میں ساتھ اپنے امواج کے روئے اور مچھلیاں دریا سے نکل پڑیں اور تمام درخت بھی روئے اس مصیبت عظمیٰ میں ساتھ آواز اپنی شاخوں کے اور آسمان

ایسا رو یا اس ماتم میں کہ خون سرخ و تازہ و برسنے لگا وَخَرَجْنَ النِّسْوَانُ
مِنَ الْخِیَامِ حَاسِرَاتٍ حَافِیَاتٍ نَائِحَاتٍ بَاکِیَاتٍ جب یہ آثار
قیامت کے ظاہر ہوئے تو اسوقت سب مخدراتِ عصمت سر برہنہ
روتی پیٹتی نوحہ و بین کرتی ہوئیں اس تلاطم عظیم میں خیمگاہ سے نکلکر
طرف مقتل کے روانہ ہوئیں اور گرد لاش اطہر کے زار زار رونے لگیں

لَوْ اَنَّ زَیْنَبَ تَسْتَغِیْثُ سُکَیْنَۃً ‌ ‌ ‌ اَخِیْ کُنْتَ لِیْ حِصْنًا حَصِیْنًا وَ مَوْئِلًا

چنانچہ شاعر کہتا ہے ہر چند کہ نوحہ و بین سے ہر ایک ستم رسیدہ کے لاش
اقدس مظلوم کربلا پر دل ہر ایک دوست و دشمن کا بیچین ہوتا تھا
لیکن نہیں بھولتا مجھے رونا اور نوحہ کرنا جناب زینب کا لاش پر
اپنے بھائی کی کہ وہ معظمہ عجب کرب سے روتی تھیں اور یہ کہتی تھیں
کہ ای نور چشم رسول خدا ای پارۂ جگر علی مرتضے آپ پر خوب ظاہر و
ہویدا ہی کہ کوئی شخص سوا آپکے میرا آسرا نہ تھا آپ ہی حامی
و مددگار تھے اس بہن بیکس کے اور سر پرست و غمگسار تھے مجھ مظلومہ کے
افسوس ہزار افسوس کہ آپ بھی ہاتھ سے اعدا کے شہید ہوئے اب
بعد آپکے کون ایسا حامی و سرپرست ہی کہ جو قید ہونے سے بچائیگا
اور میری حمایت کریگا ؏

اَخِیْ کُنْتَ لِیْ حِرْزًا اَکُوْنُ لَکَ الْفِدَا ‌ ‌ ‌ فَقَدْ خِبْتُ فِیْمَا کُنْتُ فِیْهِ مُؤَمِّلًا
اَخِیْ لَیْتَنِیْ اَصْبَحْتُ عَمْیَاءَ وَلَا اَرٰی ‌ ‌ ‌ جَبِیْنَکَ وَالْوَجْهَ الْجَمِیْلَ مُرَمَّلًا

اے ای برادر مظلوم میرے یہ بہن بیکس ہمیشہ سے آرزومند اسکی تھی کہ

تم زندہ اور سلامت رہو اور یہ بہن تمہیں چھوڑ کر تمہارے سامنے
مرجائے اور تم اپنے ہاتھ سے مجھے دفن کرو افسوس ہزار افسوس
کہ اس بہن ستمدیدہ کی آرزو برنہ آئی اور مین رونے کو جیتی رہی اور
آپ میرے سامنے دنیا سے رحلت کرگئے کاش مین نابینا ہوتی کہ
یہ جاندسی صورت آلودہ بخاک وخون نہ دیکھی ہوا وہی کہتا ہے کہ
کہ تو حضرو مین سے اُس مظلومہ کے تمام جن وانس اور وحش وطیور
روتے تھے اور لاش پر جناب سید الشہدا کی بسبب شور گریہ وبکا
اور ماتم کے گویا قیامت بپا تھی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہشتم

فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ مَا ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ مُؤْمِنٍ
اِلَّا بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِیْ بحار الانوار مین جناب صادق
علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا ان حضرت نے کہ جد مظلوم میرے
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مین وہ کشتہ گریہ وبکا اور شہید
راہ خدا ہون کہ جس مؤمن کے سامنے میری مصیبت بیان ہوگی تو
ضرور وہ میری غربت وبیکسی پر رویگا اور دل اُس مؤمن کا میرے
مصائب پر ضرور مغموم ومحزون ہوگا حضرت نے واقعی مصیبت اُس
مظلوم کی وہ مصیبت عظمی ہی کہ جسکے سننے سے دل بیتاب ہوتا ہی فی
الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فَطَلَعَتْ کربلا

توجّه الی فسطاط النساء فودّعهنّ وداع مفارق لا یعود

چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب جناب
امام حسین علیہ السلام معرکہ کربلا مین یکہ و تنہا رہگئے اور کسی کو معین و مددگار
نپایا اُسوقت بنفس نفیس آمادہ و مستعد اپنی شہادت پر ہوے
اور خیمہ اہل بیت مین واسطے وداع کے تشریف لائے اور ہر ایک
مخدّرہ اور بچے سے اسطرح سے رخصت ہوے کہ جسطرح وقت مرگ کے
مرنے والا اپنے عیال سے رخصت ہوتا ہی اور عیال اُس سے رخصت
ہوتے ہین آہ اُسوقت صداے گریہ و بکاے مخدرات عصمت و طہارت سے
خیمہ گاہ مین شور قیامت بپا ہوا اور ہر طرف سے آواز الوداع الوداع
کی بلند ہوئی ثمّ تعمّم بعمامة جدّه وتدرّع بدرعه وتقلّد
بسیفه واخذ رمحه بیده ورکب علی ظهر جواده واتی
الی المیدان للنّزال ودعی النّاس للقتال ونادی هل فیکم
احد یقابلنی ویقاتلنی بعد اسکے عمامہ جناب رسول خدا سر اقدس پر
باندھا اور زرہ اُن حضرت کی زیب بدن اطہر کی اور ذو الفقار حیدر کرار کو
حمائل کیا اور نیزہ جناب رسالت مآب کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور اسپ
رسول خدا پر سوار ہوے اور اہل بیت کو گریان و نالان چھوڑ کر
میدان کارزار مین مقابل لشکر کفار ہوے اور اعدا کو اپنے نام اور
حسب و نسب سے آگاہ کیا اور ہر ایک نابکار کو قہر خداوند قہار سے
ڈرایا جبکہ وہ سنگدل کسیطرح راہ راست پر نہ آئے اور سب پر جون کو

اپنے قتل پر مستعد پایا اُسوقت ذوالفقار کو کھینچ لیا اور بآواز بلند فرمایا کہ اے اہل کوفہ و شام ہر چند کہ میں نے تمپر حجت تمام کی لیکن تمنے مطلق میرا کہنا نہ سنا معلوم ہوا کہ تم اس کثرت و جمعیت پر مغرور ہو بس اب کوئی تم میں سے ایسا دلیر کہ سامنے میرے آئے اور مجھ سے مقابلہ و مقاتلہ کرے فما برز احد من الاشرار لھیبتہ وما خرج نفر من صفوف الانفار لجبروتہ فحمل علیھم کالاسد علی الشیاء وقتل کل من ادعی لشجاعتہ فی میدان الکفار بس سبب ہیبت و جرأت حضرت کے کسی کو جرأت اسکی ہوئی کہ مقابل فرزند شیر خدا کے ہوسکے بلکہ سب حیلہ و مکر کرتے تھے جب حضرت نے دیکھا کہ کوئی مبارز میدان کارزار میں نہیں آتا ہے تو اُسوقت مثل شیر کے کہ بکریوں پر حملہ کرتا ہے اُس قوم بدکار پر حملہ کیا اور کئی ہزار اشرار کو کہ جو مدعی شجاعت تھے بضرب ذوالفقار واصل جہنم کیا ویقول فی تلک الحال ھذا المقال اور اُسوقت یہ کلمات شجاعت آیات فرماتے تھے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

سامضی وما بالموت عار علی الفتی	اذا ما نوی حقا وجاھد مسلما
اقدم نفسی لا ارید بقائھا	ستلقی خمیسا فی الھیاج عرمرما

اے جماعت بیدین مجھے یقین ہے کہ میں عنقریب راہ خدا میں قتل ہونگا لیکن قتل ہونا تلوار سے نزدیک شجاعان نامدار کے کچھ باعث ننگ و عار نہیں ہے بلکہ موجب افتخار اور سبب خوشنودی پروردگار ہے بشرطیکہ

مسلمان ہوا اور راہ خدا میں جہاد کرے ای قوم اعدا ہر چند کہ میں بے معین
و مددگار تشنہ لب ہوں مگر انشاء اللہ اس معرکہ کارزار میں کسی وقت
قدم میرا پیچھے نہ ہٹے گا بلکہ بتائید ایزدی و مدد م قدم میرا آگے بڑھے گا
نہ ہوگا کہ اس جمعیت و کثرت سے تمہاری میں خائف ہوں قال
حُمَیدُ بنُ مُسلِمٍ وَاللہِ مَا رَاَیتُ مَکسُوراً قَطُّ قَد قُتِلَ وُلدُہٗ
وَاَعوَانُہٗ وَاِخوَتُہٗ اَربَطَ جَاشاً مِنَ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ
حمید بن مسلم کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ میں نے اکثر معارک قتال میں بہت سے
شجاعان عرب و عجم کو لڑتے دیکھا ہے لیکن کوئی شخص ایک ایسا جری
و دلیر مثل امام حسین کے میں نے نہیں دیکھا ہے باوصف اسکے کہ تمام
اصحاب و اقربا اور اولاد اس جناب کے مثل گوسفند قربانی کے
سامنے قتل ہوئے تھے اور لاشہائے اعوان و انصار غلطان بخاک
و خون گرد اس دلیر کے پڑی تھیں اور تین شبانہ روز سے ایک قطرہ
پانی کا میسر نہ آیا تھا اور ہر طرف سے لاکھوں پیادہ و سوار گھیرے
تھے لیکن اس فرزند اسد اللہ الغالب کو بوقت قتال کے مطلق
ہراس و اضطراب نہ تھا اور اس جرأت و شجاعت سے لڑتے تھے
کہ وہ استقلال ان حضرت کا دیکھکر تمام لشکر بدحواس و خائف
ہوا جاتا تھا فَاِن کَانَتِ الرَّجَّالَۃُ لَتَشُدُّ عَلَیہِ فَیَشُدُّ عَلَیھَا بِسَیفِہٖ
فَیَنکَشِفُ عَنہُ اِنکِشَافَ المِعزٰی مِنَ الاَسَدِ فَیَنھَزِمُونَ
مِن بَینِ یَدَیہِ ھَارِبِینَ وَیَتَفَرَّقُونَ کَالجَرَادِ المُنتَشِرِ خَائِفِینَ

جب پیادہ و سوار جمع ہوکر اُن حضرت کو گھیرتے تھے اور ہر طرف سے اُس جناب پر شدت کرتے تھے اور وہ شیر دلیر تلوار پکڑ کر طرف دفع کرنے اُن اشقیا کے متوجہ ہوتے تھے ساتھ ہی اُسکے وہ پیادہ و سوار اسطرح بدحواس ہوکر بھاگتے تھے کہ جیسے سامنے سے شیر کے بکریان خائف و ترسان بھاگتی ہین اور سبکے سب ہیبت و سطوت سے فرزند حیدر کرار کے مانند مور و ملخ کے متفرق و پریشان ہو جاتے تھے حَتّٰی قَتَلَ مِنْهُمْ ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ فَرَجَعَ اِلٰی مَرْکَزِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پس اُس فرزند شیر خدا نے اسقدر اشقیا قتل کیے کہ کشتون سے پشتے جمع کر دیئے یہانتک کہ ہاتھ سے فرزند رسول مختار کے تیس ہزار پیادہ و سوار اُس معرکہ مین قتل ہوئے اور باقی ماندہ سامنے سے فرار کر گئے جبکہ حضرت نے اُنکو بھاگتے پایا بمقتضائے شجاعت و غیرت کے تعاقب اُن فراریون کا نہ کیا بلکہ جس جگہ سے لڑنا شروع کیا تھا وہین پھر آئے اور عرق پیشانی انور سے صاف کرتے تھے اور کلمہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ارشاد فرماتے تھے فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ ذٰلِكَ خَافَ وَنَادٰی وَیْلَكُمْ یَا قَوْمِ اَلَمْ تَعْلَمُوْا بِمَنْ تُقَاتِلُوْنَ هٰذَا ابْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ هٰذَا ابْنُ قَتَّالِ الْعَرَبِ فَالرَّاْیُ اَنْ تُحَاطُوْهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَتَرَامُوْهُ بِالسِّهَامِ وَكَانَتِ السِّهَامُ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ پس جب عمر سعد نے یہ حال دیکھا کہ ہاتھ سے امام حسین علیہ السلام کے

اسقدر اشقیا قتل ہوئے تو خائف و ترسان ہو کر اپنے اہل لشکر کو آواز
دی کہ ای قوم عرب وائے ہو تمپر کیا تم نہین جانتے ہو کہ جس سے تم
لڑتے ہو یہ کون ہی یہ فرزند علی بن ابیطالب اسد اللہ الغالب ع
قتال عرب کے ہین یعنے جس شیر خدا نے جنگ بدر و حنین و خیبر اور
معارک احد و صفین اور نہروان مین صدہا قبائل عرب کو قتل کیا ہے
اور پہلوانان نامی کو معرکہ کارزار مین بضرب ذوالفقار فی النار کیا
پس میرے زعم مین سوا اسکے کوئی تدبیر قتل ہونے اس جری کی
نہین ہی کہ تمام لشکر ہر طرف سے انکو محاصرہ کرلے اور ہر شخص نیزہ
و تلوار کھینچے ہوئے قتل پر تیار رہے اور سب تیرانداز ملکر دور سے
انکو تیرباران کرین کہ اس تدبیر سے وہ شہید ہون اور اسوقت
چار ہزار تیرانداز وہان پر موجود تھے فحملوا علیہ وحاصروہ
من کل جانب فحالوا بینہ وبین رحلہ فصاح بہم الحسین
علیہ السلام ویحکم یا اھل العراق ان لم یکن لکم دین
وکنتم لا تخافون المعاد فکونوا احرارا فی دنیاکم
فارجعوا الی احسابکم ان کنتم اعرابا پس سنتے ہی حکم عمر سعد
ملعون کے تمام لشکر نے حملہ کیا اور ہر سمت سے اسطرح احاطہ کیا کہ
صفوف لشکر اعدا درمیان خیمہائے اہل بیت اور ان حضرت کے
حائل ہوگئے کہ تاراج کرین پس یہ دیکھتے ہی امام حسین علیہ السلام بیقرار
ہوگئے اور آواز دی کہ ای اہل کوفہ و شام ہر چند کہ تمکو دین و اسلام سے

بہرہ نہ رہا اور مطلق تمھین خوف معاد باقی نہین ہی لیکن تم سب صاحب
ناموس ہوا ور قوم عرب سے ہو پس کیا قیامت ہی کہ غیرت و حمیت
عرب کو ہاتھ سے اپنے دیتے ہوا ور ہرگز تمھین خیال بدنامی دنیا کا بھی
نہین ہی پس غیرت کو ہاتھ سے نہ دوا ور وہ امر نہ کرو کہ جو باعث ننگ
و عار عرب کا ہو فناداہ الشمر ما تقول یا ابن فاطمة فقال
الحسین علیه السلام یا اعداء الله انا الذی اقاتلکم
وانتم تقاتلونی والنساء لیس علیهن جناح فامنعوا عتاتکم
عن التعرض بحرمی ما دمت حیا جب امام حسین علیه السلام
ان اشقیا سے یہ فرمایا پس شمر ملعون نے بکمال بے ادبی آواز دی
کہ ای فرزند فاطمہ مطلب آپکا اس بیان سے کیا ہی حضرت نے
فرمایا کہ ای دشمنان خدا مین تمسے لڑ رہا ہون اور تم مجھ سے لڑتے ہو
اور یہ سب بچے اور عورات مخدرات محض بیگناہ ہین عبث ان
بیگناہون کے درپے آزار ہو مین چاہتا ہون کہ اپنے سرکشان
لشکر کو اس ظلم و ستم سے منع کرو کہ جبتک مین زندہ ہون کوئی
شخص متعرض حال میرے اہل بیت کا نہو فقال الملعون
لک هذا ثم صاح شمر الیکم عن حرم الرسول
فاقصدوه فی نفسه فلعمری لهو کفو کریم پس شمر
ملعون نے جواب دیا کہ یا حسین اگر یہ مطلب آپکا ہی تو یہ امر آپکی
حیات تک ہو سکتا ہی یہ کہکر اس ملعون نے اپنے لشکر کو آواز دی

کہ کوئی تم مین سے قرب خیمہاے ذریت رسول خدا کے نہ جائے اور کوئی
اُنسے متعرض نہو کہ یہ کفو کریم ہین لیکن سب ملکر اس یکہ و تنہا پر حملہ کرو کہ
ہمین بجز قتل کرنے انکے کے اور کچھ مقصود نہین ہی فقصدہ القوم و رموہ
بالسہام وہو لم یزل یقاتلہم حتی اصابتہ جراحات کثیرۃ قیل
کانت ہی الفا و تسعماۃ و خمسین و کانت السہام فی درعہ کالشوک
فی جلد القنفذ و کانت الجراحات کلہا فی مقدامہ پس یہ
کلام شمر ملعون کا سنکر سب اشقیا متوجہ طرف قتل فرزند رسول خدا کے
ہوے اور دور سے اُس پارۂ جگر فاطمہ زہرا و دلبند علی مرتضی پر تیر باران
کیا اور حضرت بھی اُن اشقیا سے لڑتے رہے یہانتک کہ بدن انور کثرت
زخمہاے کاری سے نہایت ہی مجروح ہوگیا کہ ایک ہزار نو سو پچاس زخم
اسطرح سے لگے تھے کہ تیرون پر تیر اور نیزون پر نیزے تھے اور یہ سب
زخم مقدم بدن پر تھے اسلیے کہ معرکۂ کارزار مین فرزند حیدر کرار نے رُخ
اپنا لشکر اشرار سے نہ پھیرا تھا اور زرہ پر اس کثرت سے تیر نمایان تھے
کہ جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہین فوقف الحسین لیستریح
ساعۃ فبینا کذلک اذ اتاہ حجر فوقع علی جبہتہ فاخذ الثوب
لیمسح الدم عن وجہہ راوی کہتا ہی جب امام حسین پر غش طاری ہونے لگا
اور نہایت ناتوان ہوگئے اُسوقت اُن حضرت نے چاہا کہ ایک دم اِس
تعب حرب سے راحت ملے پس ایک لحظہ توقف کیا تھا کہ ناگاہ ایک تیر
کسی ملعون نے اس زور سے پیشانی اقدس پر مارا کہ اُس زخم سے فوارۂ خون

جاری

جاری ہوا اور تمام چہرۂ انور خون سے تر ہو گیا پس حضرت دامنِ عبا سے خون
چہرۂ اقدس سے پوچھنے لگے فَعِنْدَ ذٰلِکَ اَتَاہُ سَھْمٌ مَسْمُوْمٌ لَہٗ ثَلٰثُ شُعَبٍ
فَوَقَعَ فِیْ صَدْرِہٖ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ؐ پس حضرت ابھی خون چہرۂ انور سے پوچھتے تھے کہ اسی اثنا میں
ایک تیر زہر آلودہ سہ پہلو سینۂ انور پر لگا اسوقت حضرت نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ
وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ؐ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ
اَنَّھُمْ یَقْتُلُوْنَ رَجُلًا لَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ ابْنُ نَبِیٍّ غَیْرُہٗ اور اس
حالتِ یاس میں سرِ اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور جنابِ اقدس الٰہی
میں عرض کی کہ بارِ الٰہا تو عالم و دانا ہے کہ یہ لوگ درپے قتل اس شخص کے ہیں
جو فرزند ہے تیرے حبیب کا اور سوا اسکے کوئی دوسرا تو اسا تیرے پیغمبر کا
روئے زمین پر نہیں ہے ثُمَّ اَخَذَ السَّھْمَ فَانْبَعَثَ الدَّمُ کَالْمِیْزَابِ
فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْجِرَاحِ فَلَمَّا امْتَلَئَتْ رَمٰی بِہٖ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا رَجَعَ
مِنْ ذٰلِکَ الدَّمِ قَطْرَۃٌ پس اس مظلوم نے وہ تیر سینۂ اقدس سے
نکالکر پھینکدیا آہ نکلتے ہی اس تیر ستم کے خون اس زخم سے مانند پرنالہ کے
جاری ہوا پس دستِ مبارک نیچے اس زخم کے رکھا اور چلو خون سے بھر کر
طرف آسمان کے پھینکا منقول ہے کہ اس خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر
نہ گرا تھا ثُمَّ وَضَعَ یَدَہٗ ثَانِیًا فَلَمَّا امْتَلَاَتْ لَطَّخَ بِہٖ رَاْسَہٗ وَلِحْیَتَہٗ
فَقِیْلَ لَہٗ مَا ھٰذَا یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ ھٰکَذَا اَلْقٰی جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ
وَاَنَا مَخْضُوْبٌ بِدَمِیْ بعد اسکے پھر دستِ مبارک میں وہ خون بھر کر

روئے اقدس و ریش مطہر پر ملا کسی شخص نے اُسی حالت میں عرض کی کہ یا حسینؑ یہ خون کیسے چہرۂ انور و ریش مطہر پر ملتے ہو حضرت نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آج اسیطرح بصورت خون آلودہ اپنے نانا رسول خدا سے ملاقات کروں اور شکایت کروں اُس ظلم و ستم کی کہ جو اس اُمت ستم شعار نے مجھپر کیا ہی آفسوس آخر ان اشقیا نے اس مظلوم کو پیاسا شہید کیا چنانچہ معصوم زیارت ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں السّلام علی المخضّب فی الوریٰ السّلام علی المذبوح من القفا سلام ہو اُس سید جلیل پر جو خالق اللہ میں نحر کیا گیا سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو تشنہ لب لبِ گردن ذبح کیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا منتخب میں منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہی اور میں حسینؑ سے ہوں دوست رکھتا ہی خدا اُس شخص کو کہ جو دوست رکھے میرے حسینؑ کو اور دشمن رکھتا ہی خدا اُس شخص کو کہ جو دشمن رکھے میرے نور عین حسینؑ کو پس حضرات وائے اُس قوم اشرار پر کہ جنہنے فرزند رسول مختار اور دلبند حیدر کرار کو مدینۂ منورہ سے مہمان بلا کر کمال عداوت بیاسا صحرائے کربلا میں شہید کیا قَالَ صَاحِبُ الْمَنَاقِبِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ اَتَاہُ لَمَّا ضَعُفَ الْحُسَیْنُ

علیہ السلام نادی شمر الملعون یا قوم ما وقوفکم وما تنتظرون بالرجل قد اثخنتہ الجراح احملوا علیہ چنانچہ صاحب مناقب محمد بن ابیطالب وغیرہ نے روایت کی ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام بسبب کثرت زخمہاے کاری اور شدت تشنگی کے نہایت ضعیف ہوگئے اور لڑنے کی طاقت نہ رہی اسوقت شمر ملعون نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ ای اہل کوفہ وشام کیون دیر کرتے ہو انکے قتل مین کہ اسپر مطلق طاقت جناب حضرت مین باقی نہین رہی ہے اور بسبب زخمہاے کاری کے وہ مظلوم نہایت ضعیف وناتوان ہوچکے ہین پس ہر طرف سے حملہ کرکے انکو قتل کرو فحملوا علیہ من کل جانب ومکان وجرحوہ بالحسام والسہام والسنان فوقع سید الکونین ورکن اللہ الذین علی الارض علی خدہ الایمن ثم استوی جالسا فانزع السہم کان رماہ ابو ایوب الغنوی فی حلقہ پس سنتے ہی آواز اس لعین کے سب اشقیا ایک مرتبہ ٹوٹ پڑے اور برابر تیر وتیزہ وشمشیر سے ان حضرت کو ایسا زخمی کیا کہ وہ ستون دین ورکن ایمان اور وہ گوشوارۂ عرش برین داہنی کروٹ صدر زین سے زمین پر تشریف لائے اور بسبب کمال غیرت وجرأت کے پھر زمین پر درست ہو بیٹھے اور وہ تیر کہ ہاتھ سے ابو ایوب غنوی کے حلق خشک پر لگا تھا اُسے کھینچکر پھینکدیا قال حمید بن مسلم فخرجت زینب بنت امیر المؤمنین علیہ السلام من داخل الخباء وہی تبکی وتنعی

وقرطاها تجولان بين اذنيها وتقول واسيداه واخاه [illegible]
انطبقت على الارض حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلا زمین پر
گرے اور زینب خاتون دختر امیر المومنین نے در خیمہ سے یہ حال دیکھا
اسوقت وہ مظلومہ مضطر و بیقرار خیمہ سے باہر نکل آئین اور گریان و نالان
واحسیناہ گویان طرف مقتل کے روانہ ہوئین اور بسبب کمال اضطرار کے
دو گوشوارے مثل ستارہاے تابان کے گوشہاے مبارک مین ہلتے
جاتے تھے جب وہ مخدومہ قریب حضرت کے پہونچین تو دیکھا کہ پارۂ جگر
فاطمہ زہرا نور نظر جناب رسول خدا آلودہ بخاک و خون ریگستان گرم پر
پڑا ہی اور نزدیک حضرت کے عمر سعد مع اپنے رفقا کے کھڑا ہی اور بہت سے
عرب حلقہ کیے ہین پس دیکھتے ہی اس مصیبت کے بیتاب ہو کر یہ کہتی
تھین کہ ہاے بھائی میرے ہاے ای سرپرست میرے ہاے سید
میرے افسوس کہ یہ بہن بیکس نہ مرگئی کہ آپکو اس حال سے نہ دیکھتی کاش
آسمان زمین پر گر پڑتا اور زمین شق ہو جاتی وقالت ويحكم اليس فيكم
مسلم يا ابن سعد ايقتل حسين بن رسول الله وانت تنظر اليه
اور فرمایا واے ہو تمپر کیا تم مین ایک بھی مسلمان نہین ہی کہ اپنے نبی کے
نواسے کو قتل سے بچاے جب کسی بیرحم نے جواب نہ دیا نگاہ حسرت
و یاس طرف ابن سعد کے خطاب کر کے فرمایا کہ ای بیرحم کیا سنگدل ہی تو
کہ امام حسین فرزند رسول الثقلین تیرے سامنے قتل ہوتا ہی اور تو دیکھتا ہی
اور منع نہین کرتا قال ان عمر بن سعد لعنه الله لما رأے

حرقتها ونحيبها بكى حتى تسيل دموعه على خديه وهو يصرف
وجهه عنها حمید کہتا ہی کہ جب عمر سعد نے یہ بیتابی اور رونا جناب زینبؑ کا
دیکھا تو اپنا منہ پھیر کر رونے لگا باوصف اسکے کہ وہ شقی نہایت سنگدل تھا
لیکن اضطراب وبیقراری سے اُس مخدومہ کے اتنا رویا کہ تمام منہ اُسکا
عین کا اشکون سے تر ہو گیا پس اُسی حالت مین اُس بیرحم نے شمر ملعون کو
آواز دی کہ ای شمر اب کیا انتظار ہی جلد اس مجروح و زخمی کا سر جدا کر آ
ہ سنتے ہی اسکے شمر ملعون آمادۂ قتل مظلوم کربلا ہوا اور اس بیرحمی سے
ریب اُس مظلوم کے آیا اور زخمہاے سینہ و پہلو کو ایسی تکلیف دی
حضرت نے چشم انور کھولدین اور بنگاہ حسرت و یاس طرف اُسکے
یاکے دیکھا قال یا هذا ان اردت قتلي فامهلني حتى اصلي
تنحّ عنه فصلى العصر وسجد فاسرع الملعون اليه پس اُس
حالتِ ایذا و کرب مین فرمایا کہ ای سنگدل اگر تجھے مجھ مظلوم کا قتل منظور ہے
مجھے اتنی مہلت دے کہ مین نماز آخری بجالاؤن اور سجدۂ شکر جناب
ری کا ادا کرون پس یہ سُنکر وہ ستمگر علیحدہ ہو گیا اور حضرت نے رو بقبلہ
رکے ایما و اشارہ سے نماز عصر ادا کی پس ابھی سجدۂ آخر سے فارغ
ہوے تھے کہ وہ دشمن خدا فوراً آمادۂ ذبح فرزند رسول خداؐ ہوا جیسا کہ
افی مین منقول ہی کہ وہ وقت بعد عصر کے تھا آہ آہ اُسوقت کے حال پر
اعر کہتا ہی کہ نہین بھولتا مجھے حال زینب خاتون کا کہ وہ مظلومہ اُسوقت
ں بیقراری سے رو کر کہتی تھین کہ ای اعدا کوئی بھی تم مین ایسا رحیم ہے

کہ میری بیکسی پر رحم کرے اور کسیطرح میرے بھائی کو قتل سے بچائے اور
اور اُنکی اسوقت بیکسی مین حمایت کرے ۵

تقول لہ یا شمر دعنی ھنیئۃ	اُعلل مقلبی بالقالین یعللا
اُمتعنی من نظرۃ یشتفی بھا	فوادی بمن لی کان کھفا موئلا

پس جب کسی نے جواب نہ دیا تو اُس حالت بیکسی مین زار زار رو کر
شمر ملعون کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ ای بیرحم واسطے خدا و رسول صلعم کے
میرے سرپرست بھائی کے قتل مین اتنا توقف کر کہ یہ مین ستم رسیدہ
ایک مرتبہ دیدار آخری اپنے ماںجائے کا دیکھ لے ای شمر مجھے اس مظلوم تک
جانے دے اور منع نہ کر کہ دل میرا واسطے دیکھنے اپنے بھائی کے
تڑپ رہا ہی پس مجھ بیکس پر رحم کر اور مجھے حضرت سے رخصت ہو لینے دے
فلم یسمع کلامھا وھدم ارکان الایمان وھتک ایات القرآن
ورفع راسہ الشریف علی قناۃ طویلۃ فکبر وکبرت
العسکر ہرچند وہ معظمہ بیتاب ہو کے روتی رہین لیکن اُس
شقی کو ہرگز رحم نہ آیا اور ارکان دین کو گرا دیا اور آیات قرآن کو
مٹا دیا اور سر انور کو نیزہ بلند پر رکھکر صدا یہ تکبیر بلند کی اور سنتے ہی
آواز اُس کافر کے تمام لشکر سے آواز تکبیر کی آنے لگی ۵

فزلزلت الافلاک من کل جانب	تکاد السما تنقض والارض تقلع
وضجت ملاک السما وتنا وحت	طیور الفلا والوحش والجن اجمع

چنانچہ محرق القلوب مین لکھا ہی شاعر کہتا ہی کہ جسوقت حضرت امام حسین

شہید ہوئے اسیوقت تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تار یک ہوگیا اور آفتاب کو گہن لگ گیا اور دن کو ستارے نظر آنے لگے اور آسمان اس مصیبت میں لرزنے لگا اور اسقدر کانپا کہ قریب تھا شق ہوکر زمین پر گر پڑے اور زمین بھی اس صدمہ سے قریب تھا کہ اُلٹ جائے اور صدائے گریہ و بکا اور نوحہ عزا ملائکہ کی آسمان سے آنے لگی اور اُس صحرائے پربلا میں ہر طرف سے آواز رونے پیٹنے جنوں اور وحش و طیور کی بلند ہوئی اور زمین و آسمان سے آواز واحسیناہ واحسیناہ کی آتی تھی ؎

وَجَاءَتْ كَرِيمَاتُ الْبَتُولِ حَوَاسِرًا	وَلَمْ يَبْقَ جَيْبٌ اِلَّا يُشَقُّ وَيُرْقَعُ
تُقَبِّلُ جُثْمَانَ الْحُسَيْنِ سُكَيْنَةُ	وَشِمْرٌ لَهَا بِالسَّوْطِ ضَرْبًا يُمَنِّعُ

پس جب یہ آثار قیامت کے مخدرات عصمت نے بپا دیکھے تو سب دختران خاتون قیامت بحسرت و یاس مو پریشان اُس تلاطم عظیم میں نکلے گو دھن پیٹے گریبان واحسین گویان چاک گریبان مقتل میں پہونچین اور دیکھتے ہی لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کی بشدت روئین آہ آہ جب سکینہ خاتون نے لاش بے سر اپنے باپ کی دیکھی پس دیکھتے ہی اسکے وہ مظلومہ ہاتھ پھیلاکر لاش اطہر سے لپٹ گئین اور منہ اپنا گلوے بریدۂ امام حسین علیہ السلام پر رکھکر زار زار روتی تھین اور ہائے بابا کہتی تھین پس رونا اُس یتیمہ کا شمر لعین کو ناگوار ہوا اور بکمال غضب تازیانہ بدست قریب اُس یتیمہ کے آیا اور بظلم و ستم اُس دختر یتیمہ کو لاش پدر سے جدا کیا ؎

فَيُولِمُهَا ضَرْبًا بِسِيَاطٍ فَتَشْتَكِي	بِعَمَّتِهَا مِنْ خِيفَةِ الضَّرْبِ تَفْزَعُ

تَقُولُ لَهُ يَا شِمْرُ وَيْحَكَ خَلِّهَا	إِذَا كَانَتْ بِالتَّقْبِيلِ تَرْضٰى وَتَقْنَعُ

پس جب وہ ستم رسیدہ ظلم سے اُس ملعون کے متاذی ہوئین تو شکایت ظلم و ستم شمر اظلم کی اپنی پھوپھی سے رو کر کرنے لگین جناب زینب ستم دیدہ بیکسی پر اپنی بہت روئین اور اُس یتیمہ کو دلاسا دیکر اُس لعین سے فرمایا کہ ای شمر وای ہو تجھپر اس دختر ستم رسیدہ پر کیون ظلم کرتا ہی یہ یتیمہ تو صرف اتنا چاہتی ہی کہ اپنے باپ کی لاش پر جی بھر کے رو لے اور اُن سے رخصت ہوے پس عجب بیرحم ہے تو کہ اتنی بات پر اس یتیمہ کو ظلم و ستم کرتا ہے راوی کہتا ہی کہ ہر چند جناب زینب نے اُس سے التجا کیا لیکن اُس ملعون نے کسیطرح سکینہ خاتون کو قریب لاش حضرت کے نہ جانے دیا اور مطلق اُس یتیمہ پر رحم نہ کیا

تَنْدُبُ مِنْ عُظْمِ الرَّزِيَّةِ جَدَّهَا	أَيَا جَدَّنَا تَنْظُرْ إِلَيْنَا وَتَسْمَعُ
أَيَا جَدَّنَا هٰذَا الْحُسَيْنُ مُعَفَّرٌ	عَلَى التُّرْبِ مَجْدُوْدُ الْوَرِيدَيْنِ يَقْطَعُ

جب جناب زینب نے یہ ظلم عظیم شمر لعین سے مشاہدہ کیا اور اپنا حامی و مددگار کسی کو نہ پایا اُسوقت منہ اپنا طرف مدینہ منورہ کے کر کے فریادکی کہ ای نانا ہمارے رسول الثقلین آیا آپ نہین ملاحظہ فرماتے ہین کہ فرزند آپکا حسین آلودہ بخون گلو بریدہ خاک گرم پر کس بیکسی سے پڑا ہی

وَجُثْمَانُهُ تَحْتَ الْخُيُوْلِ وَرَأْسُهُ	عِنَادًا بِأَطْرَافِ الْأَسِنَّةِ يُرْفَعُ
أَيَا جَدَّنَا لَمْ يَتْرُكُوْا مِنْ رِجَالِنَا	كَبِيرًا وَلَا طِفْلًا عَلَى التُّرْبِ يُصْرَعُ

ای نانا رسول خدا وہ جسم انور آپکے فرزند امام حسین کا کہ جو آپکی آغوش

مبارک مین پلا تھا اور لباس جنت سے آراستہ ہوتا تھا آج وہی جسم اطہر پامال سم اسپان ہی اور سر انور اس مظلوم کا تن اطہر سے جدا کرکے نوک نیزہ پر بعد اوت بلند کیا گیا ہی فریاد ہی ای نانا جو ظلم وستم اس امت جفا کار آپکی اولاد پر کیے ہین کبھی کسی نے کسی پر امتہا سے سابقہ سے ایسے ظلم نہین کیے ہین لیں ہم بیوارث شکایت اس ظلم بیشمار کی سوا آپکے کس سے کرین کہ ان اشقیا نے کوئی عزیز ہمارا باقی نہین رکھا ہی بلکہ سب مرد چھوٹے اور بڑے قتل کیے یہانتک کہ اطفال شیر خوار بھی ہمارے تشنہ لب ذبح کیے ؎

أيا جدنا لم يترك الناس بيننا	خماراً ولا ثوباً ولم يبق برقع
أيا جدنا شمر يجر قيناعنا	ويضربنا ضرب الإماء ويوجع

ای نانا ہمارے فریاد ہی کہ اعدا نے ہمارے سرون سے چادرین اتار لین اور مقنع اور نقاب تک کسی کے پاس نہین چھوڑی ہی کہ منھ اپنا نامحرمون سے چھپائین آہ علاوہ اسکے یہ ظلم ہی کہ اگر کوئی آپکی بیٹیون سے مارے غیرت وشرم کے چادر دینے مین ممانعت عذر کرتی ہی تو شمر ملعون اس بیکس کو اس بیرحمی سے تازیانے مارتا ہی جیسے کوئی کنیزون کو بذلت تازیانے مارتا ہی الا لعنة الله علی القوم الظالمین

مجلس دہم

فی الامالی عن داؤد بن کثیر الرقی انہ قال کنت عند ابی عبد الله علیہ السلام اذا ستسقی الماء امالی ابن بابو

داؤد بن کثیر رقی سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک روز مین خدمت بابرکت
جناب صادق علیہ السلام مین حاضر تھا کہ میرے سامنے حضرت نے
پانی طلب فرمایا فَلَمَّا شَرِبَهُ رَأَيْتُهُ قَدِ اسْتَعْبَرَ وَاغْرَوْرَقَ
عَيْنَاهُ بِدُمُوعِهِ ثُمَّ قَالَ لِي يَا دَاوُدُ لَعَنَ اللهُ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَمَا أَنْغَصَ ذِكْرَ الْحُسَيْنِ لِلْعَيْشِ پس جب پانی حاضر کیا گیا
تو حضرت نے نوش فرمایا دیکھا مین نے کہ دفعۃً آثار حزن و ملال چہرۂ
اقدس پر ظاہر ہوئے اور اشک چشم مبارک مین بھر آئے پس میری
طرف دیکھکر فرمایا کہ ای داؤد خدا لعنت کرے اُن اشقیا پر کہ جنھون نے
میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ای داؤد قتل ہونے
امام حسین علیہ السلام کے اسقدر ہمین محزون و مغموم کیا کہ بعد
شہادت اُن حضرت کے ہمین کچھ لطف زندگی باقی نہین رہا ہے اسکے
مَا شَرِبْتُ مَاءً بَارِدًا إِلَّا وَذَكَرْتُ الْحُسَيْنَ عم فَمَا مِنْ عَبْدٍ
شَرِبَ الْمَاءَ فَذَكَرَ الْحُسَيْنَ ع وَلَعَنَ قَاتِلَهُ إِلَّا كَتَبَ اللهُ تَعَالَى
لَهُ مِائَةَ أَلْفِ حَسَنَةٍ ای داؤد جب مین آب سرد پیتا ہون ساتھ
اسکے مجھے یاد آتی ہے مصیبت اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی اور
قتل ہونا اُن حضرت کا شدت تشنگی مین ای داؤد جو بندۂ مومن آب
پیے اور یاد کرے مصیبت کو امام حسین علیہ السلام کی اور لعنت
و نفرین کرے اُن بیرحمون پر کہ جن اشقیا نے ناحق قتل کیا اُس مظلوم کو
تو حق سبحانہ تعالے عوض مین اُسکے لاکھ نیکی اور حسنات کا ثواب نامۂ

اعمال میں اُس مومن کے لکھتا ہی ومحا عنہ مائة الف سیئاته
ورفع لہ مائة الف درجة وکانما اعتق مائة الف نسمة
وحشرہ اللہ تعالیٰ یوم القیمة ثلج الفواد اور حق سبحانہ تعالےٰ
لاکھ گناہ نامہ اعمال سے اُس مومن کے محو کرتا ہی اور لاکھ درجے واسطے
اُسکے بلند کرتا ہی اور عطا فرمائیگا اُس مومن کو ثواب برابر اُس شخص کے
کہ جسنے لاکھ بندے راہ خدا میں آزاد کیے ہونگے اور بروز قیامت یعنے
اُس روز کہ جس روز شدتِ تشنگی سے جگر تمام اہل محشر کے مثل کباب کے
بریان ہونگے اور زبانیں سب مخلوقات کی مارے پیاس کے باہر نکلی
ہونگی خداوند کریم اُس روز اُس مومن کو کہ جسنے یاد کی ہی تشنگی امام حسین
علیہ السلام کی محشور کریگا بقلب مطمئن اور جگر خنک مثل برف کے پس
حضرات تصور کیجیے کہ پیاس سید الشہدا مظلوم کربلا کی کس قیامت کی
پیاس تھی کہ جسکے یاد کرنے میں لاکھ حسنات نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں
اور لاکھ سئیات محو ہوتے ہیں اور لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں اور لاکھ
بندے راہ خدا میں آزاد کرنیکا ثواب حاصل ہوتا ہی اور یاد کرنیوالا
اُس پیاس کا تشنگی روز قیامت سے محفوظ رہیگا پس مومنین گریہ
وبکا کیجیے تشنگی اور مصائب پر جناب سید الشہدا کے کہ وہ باعثِ ثواب
عظیم ہی اور وسیلہ بزرگ ہی نجات آخرت کا اور ذاکر کا کام حضرت
یاد دلانا ہی کسی مصیبت کا جو اُس جناب پر گذری ہی جیسا کہ ابو مخنف
لکھتا ہی عجب فرزند رسول خدا مظلوم کربلا بسبب زخمہاے کاری کے

صدر زین سے بروے زمین تشریف لائے اسوقت اعدائے اس تشنہ لب
اور مجروح پر ہر طرف سے ہجوم کیا اور آمادہ قتل و ذبح ان حضرت کے
ہوئے فی المجالس المفجعۃ والارشاد انہ فخرج عبد اللہ بن
الحسن بن علی علیہما السلام من عند النساء او براهق
فلحقتہ زینب بنت امیر المومنین علیہ السلام لتحبسہ
فانفلت الصبی وامتنع وابی اباءً شدیداً چنانچہ مجالس مفجعہ
اور ارشاد مین منقول ہی کہ اسی حالت مین شاہزادہ عبد اللہ فرزند
امام حسن علیہ السلام خیمہ حرم محترم سے بیتابانہ باہر نکلا اور پیچھے اسکے
جناب زینب دختر امیر المومنین جلد باہر آئین اور اس ماہ انور کو
آغوش مین اٹھالیا اور چاہا کہ اسے خیمہ مین لیجائین لیکن وہ بچہ
ایسا مچلا کہ اپنے تئین آغوش سے اس معظمہ کی زمین پر گرادیا وقال
لہا یا عمتاہ واللہ لا افارق عمی الحسین علیہ السلام وانہ
وحیداً فریداً بین الاعداء اور زینب خاتون سے عرض کی
کہ ای پھوپھی جان مجھے نہ روکیے قسم بخدا کہ مین ایسی حالت بیکسی و
تنہائی مین ہرگز اپنے چچا امام حسین کو تنہا نہ چھوڑونگا بلکہ جان اپنی
ان حضرت پر نثار کرونگا یہ کہکر روانہ قتلگاہ ہوا فوقف الی جنب
عمہ فاہوی ابجر بن کعب لعنہ اللہ وقیل حرملۃ بن
کاہل الی الحسین بالسیف لیضربہ ہر چند کہ وہ میدان
لشکر اعدا سے بھرا ہوا تھا لیکن اس صاحبزادہ نے باوصف کم سنی

اور تنہائی کے مطلق ان اشقیا سے خوف نہ کیا اور جرأت و دلاوری کو
اپنے آبائے طاہرین کے کام فرما کر درمیان فوج سے نکلکر اپنے تئین
اپنے چچا مظلوم تک پہونچایا اور پہلوے اقدس مین ان حضرت کے
استادہ ہوا ناگاہ ابجر بن کعب ملعون آور بروایتے حرملہ بن کاہل
لعین تلوار کھینچکر قریب امام حسین علیہ السلام کے آیا اور چاہا کہ وہ تلوار
حضرت پر لگاوے اور حضرت کو شہید کرے فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ
يَا ابْنَ الْخَبِيْثَةِ الزَّانِيَةِ اَتَقْتُلُ عَمِّيَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَسْمَعَ
اللَّعِيْنُ قَوْلَهُ وَضَرَبَ بِالسَّيْفِ فَاتَّقَاهَا الْغُلَامُ بِيَدِهٖ
فَاَقْطَعَهَا اِلَى الْجِلْدِ فَاَطَنَّهَا جب اُس صاحبزادہ نے دیکھا کہ وہ
ملعون حضرت کو قتل کرتا ہی بیتاب ہوکر اُس شقی سے فرمایا کہ ای فرزند
زن خبیثہ کسقدر بیحیا ہی تو کیا میرے عم نامدار امام حسینؑ کو قتل کریگا
ای جفاکار کا خوف خدا کر اور میرے چچا مظلوم کو ناحق قتل نہ کر ہرچند کہ
وہ طفل صغیر اُس ملعون کو منع کرتا رہا لیکن اُس بیرحم نے کہنا اُس
شاہزادہ کا نہ سنا اور وہ تلوار حضرت پر لگائی اُدھر اُس شقی نے
تلوار لگائی اِدھر عبداللہ نے بسبب فرط محبت کے ہاتھ نازک اپنا
آگے تلوار کے کر دیا تا کہ اپنے چچا کو ضربت شمشیر سے بچائے افسوس
صد افسوس کہ وہ تلوار ہاتھ پر اُس یتیم کے ایسی پڑی کہ وہ ہاتھ نازک
اُس بچے کا کٹ گیا اور جلد باقی رہی جس سے وہ ہاتھ لٹکا رہا فَنَادٰى
يَا عَمَّاهُ قَدْ قَتَلَنِيْ هٰذَا الْمَلْعُوْنُ فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ یَا بُنَیَّ اِصْبِرْ عَلٰی مَا نَزَلَ بِکَ
پس عبداللہ نے اُسوقت فریاد کی کہ اے چچا جان دیکھیے اس ملعون نے
مجھے قتل کیا منقول ہی کہ ہر چند حضرت غش مین تھے مگر سنتے ہی اس
آواز عبداللہ کے چشم انور غش سے کھولدین دیکھا کہ وہ طفل ماہ لقا
دست بریدہ پہلوے اقدس مین پڑا تڑپ رہا ہی دیکھتے ہی اس
مصیبت عظمےٰ کے عبداللہ کی بیکسی پر حضرت بہت روئے اور اُسی
حالت ضعف و ناتوانی مین اُس پارۂ جگر کو اپنے سینہ سے لگایا اور
فرمایا کہ اے نور نظر بہت دشوار ہی تیرے چچا پر یہ کہ تو ایسے وقت بیکسی مین
اپنے چچا سے فریاد و استغاثہ کرے اور ہم سے کچھ نصرت تیری نہو سکے
اب اے فرزند بجز صبر و شکر کے کچھ چارہ نہین ہی فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ
رَمَاہُ حُرْمُلَۃُ بْنُ کَاہِلِ الْمَلْعُوْنُ بِسَہْمٍ فَذَبَحَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ
فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَوَضَعَہٗ عَلَی الْاَرْضِ آہ آہ
ہنوز حضرت اُسے کلمات تسکین کے فرما رہے تھے کہ ناگاہ حرملہ
ملعون نے ایک تیر حلق نازنین عبداللہ پر ایسا مارا کہ صدمہ سے
اُس تیر ستم کے وہ بچہ آغوش مین اپنے چچا کی تڑپ کر دنیا سے رحلت
کر گیا پس امام حسین علیہ السلام اس مصیبت پر بحسرت و یاس روئے
اور لاش اُس بچے کی قریب اپنے زمین پر رکھدی فَنَادٰی ابْنُ سَعْدٍ
مَنْ یَاْتِیْنِیْ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَتَقَرَّبَ مِنْہُ الشِّمْرُ وَاَرَادَ اَنْ
یَقْتُلَہٗ بعد اسکے عمر سعد نے آواز دی کہ کون ایسا جری ہی کہ سر حسین ع

مظلوم کا تن سے جدا کرے یہ سنکر شمر ملعون بار او وقتل امام مظلوم قریب حضرت کے آیا وفی ریاض الشہادۃ وغیرہ عن الشمر لعنۃ اللہ انہ قال لما قربت من الحسین وجدتہ ساجدا وھو یبکی ویتضرع ویقول چنانچہ ریاض الشہادت اور روضۃ الشہدا مین شمر لعین سے منقول ہی کہا اسنے کہ کسی کو اہل کوفہ وشام سے جرأت اسکی ہوئی کہ قریب حسین بن علیؑ کے بقصد قتل آسکے لیکن وہ شقی قریب اُن حضرت کے پہونچا دیکھا کہ وہ جناب رو بقبلہ سجدہ مین ہین اور کچھ جناب باری مین تضرع وزاری عرض کر رہے ہین ہر چند کہ زبان اطہر بسبب شدت تشنگی کے چباتے تھے لیکن جب مین بہت قریب ہوا تو سنا مین نے کہ بکمال خشوع وخضوع روتے ہین اور یہ کلمات زبان اطہر پر جاری ہین یا سیدی ومولائی انا عبدک ھذا قد وفی علی عھدہ وانت لا تخلف المیعاد ای پروردگار عالم ای مالک وآقا میرے اس بندہ نے تیرے فضل وکرم سے اپنے وعدہ پر وفا کی اور تو وہ صادق الوعد ہی کہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا ہی بس امید وار ہون کہ تو اپنی رحمت کاملہ سے میرے شیعون کو بخشدے فنادی منادٍ من السماء یا حسین نحن نغفر شیعتک حتی ترضی فقال الحسین علیہ السلام ثلاثا الآن طاب لی الموت طاب لی الموت پس بنا بر روایت محرق القلوب وغیرہ وہ حضرت ابھی سجدہ باری مین تھے کہ جانب پروردگار سے آواز آئی کہ یا حسین تو ہرگز فکر نہ کر اور

خوش و مسرور ہو کہ ہم تیرے شیعون اور ماتم دارون کو بروز قیامت اتقدر
بخشین گے کہ تو راضی و خوشنود ہو گا جب امام حسین علیہ السلام نے
یہ بشارت سُنی حالت سجدہ مین تین مرتبہ فرمایا الآن طاب لی الموت
ای پروردگار میرے یہ خوشخبری سنکر اب مین بہت مسرور ہوا اور شہید
ہونا تیری راہ مین مجھے نہایت پسند ہی پس حضرت وا ے ہو شمر لعین پر
باوجود مشاہدہ اس قرب و منزلت کے جو حضرت کو درگاہ الٰہی مین
حاصل تھا اُس ملعون کو مطلق رحم نہ آیا چنانچہ شاعر کہتا ہی

فما زاد قلب الرجس الا قساوۃ	وما منہ الراس لا یترحم
تکاد السموات الشداد لقتلہ	تفطرن والارض تخسف فیہم

پس اُس شقی نے اپنی عداوت اور شقاوت دلی سے اُس حالت سجدہ
مین اُس مظلوم کو قتل کیا اور سر انور نیزہ بلند پر نصب کیا اور کچھ رحم نہ آیا
اُسوقت ساتون آسمان ایسے کانپنے لگے کہ قریب تھا شق ہو کر زمین پر
گر پڑین اور زمین کو بھی اسقدر زلزلہ ہوا کہ سب کو یقین ہوا کہ اب اُلٹ
جائیگی اور آواز نوحہ و بکا جن و پری اور وحش و طیور کی ماتم سلیمان
کربلا مین بلند ہوئی اور آسمان سے آواز رونے ملائکہ کی بر ملا آتی تھی
اور اُس صحراے پُر بلا مین شور وا حسیناہ وا حسیناہ کا بلند تھا ۱۸

لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس یازدہم

یا معشر المومنین ان اللہ رب العالمین قد ابتلے ابراھیم

الخلیل بذبح ولدہ اسحٰق او اسمٰعیل فرأی فی المنام وھو بین
الرکن والمقام انہ لولدہ ذابح ولدمہ سافح آگاہ ہون مومنین
عزاداران فرزند سید المرسلین کہ خداوند عالمین معرض امتحان مین
لایا حضرت ابراہیم کو ساتھ ذبح کرنے انکے فرزند اسحاق یا اسمٰعیل کے
باختلاف روایت جیسا کہ مجالس المتقین اور محرق القلوب وغیرہ
منقول ہی کہ ایک روز حضرت خلیل درمیان رکن اور مقام کے عبادت
ملک علام مین مشغول تھے کہ ناگاہ اُسی حالت مین بضرورت بشری آنکھ
اُن برگزیدہ رب جلیل کی لگ گئی پس عالم رویا مین دیکھا کہ مین بحکم خدا
اپنے فرزند اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا ہون فانتبہ من
رقدتہ مرھوبا ومن منامہ مرعوبا فلامتثال امر ربہ الجلیل
قال لابنہ اسمٰعیل انی اری فی المنام عیانا انی اذبحک
قربانا فانظر ماذا تری یا خیر الولد پس دیکھتے ہی اس حکم
پروردگار عالم کے حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے
اور بسبب خوف جناب باری کے تمام بدن مبارک کانپتا تھا اور
بسبب اضطرار نہایت خائف و ترسان تھا پس واسطے تعمیل حکم رب جلیل کے
اپنے فرزند اسمٰعیل سے فرمایا کہ ای بہترین فرزندان اور اے خلاصۂ
دودمان پیغمبران مین ابھی جانب خدا سے اسپر مامور ہوا ہون کہ
تمھین اپنے ہاتھ سے راہ خدا مین ذبح کرون اور واسطے رضا سے
خدا کے تمھین قربان کرون لیکن تم بیان کرو کہ اس امر مین تمھارے

نزدیک کیا صلاح ہی فَقَالَ لَهُ اِسْمٰعِيلُ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ
سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِينَ پس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
یہ سنکر خدمت بابرکت حضرت ابراہیم مین عرض کی کہ ای پدر عالیقدر
جس صورت مین کہ حکم پروردگار واسطے قربانی مجھ خاکسار کے ہوا ہے
تو تعمیل اسکی آپ پر واجب ہے مین بھی حاضر ہون اور انشاء اللہ آپ
مجھے نیچے چھری کے زمرۂ صابرین سے پائینگے فَيَا اَبَتِ اُوْصِيكَ اَنَّكَ
اِذَا قَرَّبْتَ مِنِّي الْاَوْدَاجَ وَفَارَ لَكَ الدَّمُ النَّجَاحُ فَاحْسِبْنِي
عِنْدَ اللّٰهِ قُرْبَانًا اِذْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَرْضًا لیکن ای پدر بزرگوار
اِس احقر کی آپسے چند وصیتین ہین امیدوار ہون کہ بوقت ذبح اِس
نحیف کے وہ وصایا ملحوظ خاطر رہین وہ یہ ہین کہ جب حضرت میرے
گلے پر چھری رکھین اور شہ رگین قطع ہونے لگین یہانتک کہ فوارۂ خون
اُنسے جاری ہوا اور آپکو بسبب محبت پدری کے رنج و ملال ہو تو اسوقت
حضرت اپنے دلکو اسطرح سے تسکین دین کہ یہ امر جو باعث میرے
ملال کا ہے یہ مجھپر قرض تھا اور ادا کرنا ہر قرض کا ضرور ہے اور اُسوقت
یہ خیال فرمائیگا کہ یہ حکم مجھے جانب پروردگار سے ہے اور جو امر کہ اُس حاکم
حقیقی کا ہوتا ہے بجالانا اُسکا واجب و فرض ہے وَيَا اَبَتِ اشْدُدْ
رِبَاطِي حَتّٰى لَا اَضْطَرِبَ وَاغْضُضْ اَبْصَارَكَ وَضَعْ ثَوْبَكَ
عَنْ دَمِي لِئَلَّا تَرَاهُ الشَّفِيقَةُ اُمِّي اور ای پدر عالیوقار جب آپ
قصد میرے ذبح کا کرین تو پہلے ہاتھ اور پاؤن اِس فدوی کے ایک

رسی سے مستحکم باندھ دیجیے گا تاکہ میں ذبح ہوتے وقت نیچے چھُری کے تکلیف سے
اُسکی مضطرب نہوں اور بوقت ذبح کے آپ اپنی چشم مبارک پر ایک رومال
باندھ لیجیے گا تاکہ حضرت مجھے ذبح ہوتے نہ دیکھیں اور محبت پدری سے میرا
اضطراب دیکھکر آپ مضطرب نہو جائیں اور جب آپ مجھے زمین پر لٹائیں
اور چاہیں کہ مجھے ذبح کریں اُسوقت دامن قبا و عبا کو اپنے گردان لیجیے گا
ایسا نہو کہ جب چھُری میرے گلے پر چلے اور فوارہ خون نکلکر لباس پر حضرت کے
پڑے اور لباس آپکا خون سے تر ہوا اور مادر مہربان میری اُس خون کو
دیکھکر میرے ماتم میں روئیں یَا اَبَتِ اِقْرَأْ عَلَیْهَا سَلَامِیْ مُنْعِیًا وَارْدُدْ
اِلَیْهَا قَمِیْصِیْ مُسَلِّیًا وَقُلْ لَهَا اِنَّ اِبْنَکِ نَقَلَهٗ مَوْلَاهُ الْکَرِیْمُ اِلٰی
دَارِ الْخُلْدِ وَالنَّعِیْمِ اے پدر بزرگوار آپ میری جانب سے اُن مخدومہ کو
سلام کہدیجیے گا اور کُرتہ میرا اُتار کے پہونچا دیجیے گا اور جب ماں میری مجھ کو
آپکے ہمراہ نہ دیکھیں گی تو ضرور آپسے پوچھیں گی کہ میرے فرزند اسمٰعیل ؑ کو
کہاں چھوڑا ہی کیا سبب ہی کہ حضرت کے ساتھ وہ نہیں ہی تو اُسوقت آپ
اُنسے میرا ذبح ہونا دفعتہً بتصریح بیان نہ فرمائیگا بلکہ میرا مرنا اِس عنوان سے
بیان کیجیے گا کہ فرزند تمہارا اسمٰعیل طلب ہو گیا ہی ایسی جگہ کہ جہاں نعمتیں
انواع و اقسام کی اُسکے لیے مہیا ہیں اور اُن نعمتوں کو ہمیشگی ہی فَلَمَّا
اِنْتَهَتْ وَصَایَاهُ شَدَّهُ الْخَلِیْلُ شَدًّا وَثِیْقًا وَاَضْجَعَهٗ اِضْجَاعًا
رَفِیْقًا فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ جَاءَ عِنْدَهٗ جِبْرَائِیْلُ وَقَالَ لَهٗ اَیُّهَا الْخَلِیْلُ
اِنَّ رَبَّکَ الْجَلِیْلَ یَقُوْلُ فِیْ اِسْمٰعِیْلَ وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ پس

جب حضرت اسمٰعیل سب وصایا بیان کرچکے اُسوقت حضرت ابراہیم آمادہ
و مستعد ہوئے ذبح کرنے پر اپنے فرزند اسمٰعیل کے پہلے ہاتھ اور پانوُن اپنے
جگر بند کے رسی سے مستحکم باندھے اور دامن عبا و قبا کو اپنے کمر دانا اور چشم مبارک
اپنی رومال سے باندھی اور اُس نور نظر کو بکمال نرمی واسطے ذبح کے زمین پر
لٹایا اور کار د تیز کو گلوے نازنین پر اپنے فرزند اسمٰعیل کے رکھا اور چاہا کہ ذبح
کرین ناگاہ جبرئیل بحکم خدا و ند جلیل نازل ہوے اور عرض کی کہ اے ابراہیم
حق سبحانہ تعالی نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد کیا ہی کہ اسمٰعیل کو ذبح نہ کرو
بلکہ عوض اس ذبح کے آیندہ ایک شخص تمھاری اولاد سے ہماری راہ مین
ذبح ہوگا اور وہ ذبح اسکا اس ذبح سے بمراتب عظیم ہی یہ سنکر حضرت ابراہیم نے
پوچھا کہ اے جبرئیل وہ شخص ایسا مظلوم و صابر کون برگزیدہ باری ہوگا کہ
جو ایسے مصائب سخت کا متحمل ہوگا اور راہ خدا مین ذبح ہوگا جبرئیل نے
عرض کی کہ اے نبی خدا وہ مظلوم و مذبوح صابر و شاکر امام حسین فرزند
رسول الثقلین پیغمبر آخر الزمان کا ہوگا پس اُس امام اتقیا کو بروز عاشورا
اشقیاے امت بحالت غربت و بیکسی اور بشدت تشنگی مع عزیز و اقربا و اصحاب
کربلا مین مثل گوسفند قربانی ذبح کرینگے پس یہ سنکر حضرت ابراہیم بہت روئے
اور بجناب احدیت مین عرض کی کہ اے پروردگار عالم مجھے افسوس ہے
اسکا کہ مین ثواب سے ذبح کرنے اسمٰعیل کے اپنے ہاتھ سے محروم رہا کاش
مین اپنے فرزند کو تیری راہ مین ذبح کرتا اور بسبب اسکے مستحق درجات
عالیہ کا تیری جناب سے ہوتا پس اس التماس کے جواب جانب خدا

ارشاد ہوا کہ اے ابراہیمؑ تم افسوس اسکا نہ کرو اسلیئے کہ جسقدر تم خبر قتل حسینؑ فرزند
رسول الثقلینؐ کی سنکر روئے اور مغموم ہوئے ہوا اس گریہ وبکا کا ثواب ہم
تمہین اسقدر عطا فرمائینگے کہ جسقدر تمہین ثواب اپنے ہاتھ سے اسمٰعیلؑ کو ہماری
راہ مین ذبح کرنے مین عطا کرتے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہو گریہ وبکا کا مصائب
مظلوم کربلا پر پس مومنین گریہ وبکا کیجیے اُس امام مظلوم پر کہ جسکا قتل
و ذبح ہونا مراتب اعظم ہے ذبح حضرت اسمٰعیلؑ سے اور کیونکر ذبح اُس
امام جلیل کا اعظم ہو کہ جب حضرت اسمٰعیل واسطے ذبح کے لٹائے گئے اور
چھُری اُنکے حلق پر حضرت خلیل نے رکھی تو اُسوقت وہ حضرت غریب الوطن
یکہ و تنہا بے مونس و مددگار تشنہ و گرسنہ نرغۂ اعدا مین گرفتار نہ تھے بلکہ
اپنے وطن مین درمیان مجمع عزیز و اقربا کے سیراب و مطمئن تھے اور فرزند
علی مرتضیٰؑ جگر گوشۂ خاتم انبیاؐ آوارہ وطن گرفتار رنج و محن بے مونس
و مددگار نرغۂ اعدا مین با لب تشنہ مثل گوسفند قربانی ہاتھ سے اشقیا کے
امت کے شہید ہوئے اور جناب اسمٰعیل جب واسطے ذبح کے لٹائے گئے
تھے تو اُسوقت بدن اطہر اُن حضرت کا زخم تیر و نیزہ اور شمشیر و خنجر سے
سالم و محفوظ تھا بخلاف مظلوم کربلا کے کہ تمام بدن انور اُن حضرت کا
زخم نیزہ و تیر سے قبل ذبح کے مثل غربال کے مشابہ تھا آہ قربانگاہ مکہ
حضرت ابراہیمؑ سا پدر شفیق اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کرنے پر بھی
آمادہ تھے افسوس ہزار افسوس قتلگاہ کربلا مین شمر ملعون سے سنگدل اور
بیرحم نے امام حسینؑ سے صابر و شاکر کو بارہ ضربت سے ذبح کیا اور سر انور

عَنْ وُلْدِكَ وَاَهَالِيكَ اور اُسوقت آپ گوشۂ چشم پھرا پھرا کے بنگاہ حسرت
چشم نیم وا سے اپنی اولاد اور اہل حرم کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ وہ وقت
ایسا نازک تھا کہ آپکا وقت اخیر تھا اور محل خیال و پاس اولاد و اہل حرم کا
نہ تھا وَاَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا اِلٰی خِيَامِكَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاكِيًا
اور اسی حال میں جلدی کی آپکے اسپ باوفا نے کہ آپکے خیمگاہ کیطرف
باآواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع
کرنا تھا فَلَمَّا رَاَيْنَ النِّسَاءُ جَوَادَكَ مَخْزِيًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَكَ عَلَيْهِ
مَلْوِيًّا پس جب اُن مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین
خالی ہے سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ
الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر خیمگاہ سے مو پریشان گریان و نالان و امظلوما
واحسیناہ کہتی ہوئیں نکل آئیں عَلَى الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْهِ
سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِيْلِ دَاعِيَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَاِلٰی
مَصْرَعِكَ مُبَادِرَاتٍ آہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئیں بے مقنع
و چادر واویلاہ و اثبوراہ کہتی ہوئیں بعد عزت کے ذلیل بتیابانہ آپکے
مقتل میں پہونچیں وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِكَ وَوَاضِعٌ سَيْفَهٗ عَلٰی
نَحْرِكَ قَابِضٌ عَلٰی شَيْبَتِكَ بِيَدِهٖ ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهٖ اور دیکھا کہ
اُسوقت شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا ہے اور اپنی تلوار کو آپکے مقام نحر پر
رکھے ہوئے تھا اور اُسکے ہاتھ میں آپکی ریش مقدس و نورانی تھی اور تیغ
آبدار سے آپکے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّكَ

وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُكَ وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَاْسُكَ آہ آہ اُسوقت ساکن
ہوگئے حواس آپکے اور سانس آپکی خفی و نرم ہوگئی اور دم رُک گیا یہانتک کہ
سر انور آپکا نیزہ طویل پر بلند کیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس دوازدہم

رَوَى الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَا عَلِيُّ اِنَّ مُحِبِّيْكَ يَفْرَحُوْنَ فِيْ ثَلٰثِ مَوَاطِنَ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
جناب ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام سے کہ یا علی محب اور دوست تمہارے تین مقاموں میں فرحناک
ہونگے عِنْدَ اَنْفُسِهِمْ وَاَنْتَ هُنَاكَ تَشْهَدُهُمْ وَعِنْدَ الْمَسْئَلَةِ
فِي الْقُبُوْرِ وَاَنْتَ هُنَاكَ تُلَقِّنُهُمْ وَعِنْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللّٰهِ
وَاَنْتَ هُنَاكَ تَعْرِفُهُمْ ایک نزدیک اُنکی جانکنی کے اور تم یا علی اُسوقت
انکو دیکھتے ہوگے اور موجود ہوگے دوسرے نزدیک سوال وجواب کے
انکی قبروں میں اور تم یا علی اُسوقت اُنکی تلقین کروگے تیسرے نزدیک اُنکے
عرض اعمال کے جناب احدیت میں اور تم یا علی اُسوقت اُنکو شناخت
کروگے چنانچہ مناقب مرتضوی میں منقول ہے حارث ہمدانی رحمہ اللہ
کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے خدمت بابرکت جناب امیر المومنین
علیہ السلام میں عرض کیا یا علی اِنِّیْ اُحِبُّكَ وَاَخَافُ حَالَتَيْنِ

مِن حَالاَتِی حَالَتَ النَّزعِ وَحَالَتَ المُرُورِ عَلَی الصِّرَاطِ یَا عَلِیُّ مین آپ کو دوست رکھتا ہون اور دو حالتون سے کہ جو مجھپر واقع ہونگی ڈرتا ہون ایک حالت نزع وجانکنی مین اور دوسرے گذرنے صراط پر سے فَقَالَ لاَتَخَف یَا حَارِثُ مَا مِن اَحَدٍ مِن اَولِیَائِی وَاَعدَائِی اِلاَّ وَھُوَ یَرَانِی فِی ھَاتَینِ الحَالَتَینِ وَاَرَاہُ وَیَعرِفُنِی وَاَعرِفُہُ پس یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ حارث خوف نکر کہ میرے دوستون اور دشمنون سے کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ ان دونون حالتون مین مجھے نہ دیکھے اور مین اسکو نہ دیکھون یعنے دوست ودشمن سب ہمکو دیکھین گے اور ہم بھی انکو دیکھین گے اور وہ ہمکو پہچانینگے اور مین انکو پہچانونگا ٥

یَا حَارِ ھَمدَانَ مَن یَمُت یَرَنِی ٭ مِن مُؤمِنٍ اَو مُنَافِقٍ قُبُلاً

ای حارث ہمدانی جو شخص مریگا وہ ضرور قبل موت کے مجھے دیکھیگا مومن ہو یا منافق ہو ٥

یَعرِفُنِی طَرفُہُ وَاَعرِفُہُ ٭ بِنَفسِہِ وَاسمِہِ وَمَا فَعَلاَ

اور وہ شخص مجھے پہچانیگا اور مین اسکو پہچانتا ہون اسطرح سے کہ نام ونشان اور حال واوصاف اور اصل سے اسکی بخوبی واقف ہون ٥

وَاَنتَ عِندَ الصِّرَاطِ تَعرِفُنِی ٭ فَلاَ تَخَف عَثرَۃً وَلاَ زَلَلاَ

اور تو نزدیک صراط کے میرے سامنے آئیگا پس کچھ خوف مت کر اپنے گناہون اور لغزشون کا ٥

اَقُولُ لِلنَّارِ حِینَ تُوقَفُ ٭ لاَ تَعرِضِیہِ وَلاَ تَقرَبِی الرَّجُلاَ

اور اُس روز جب آتش جہنم روشن ہوگی تو مین اُس سے کہونگا کہ تو قریب بھی
اس میرے محب اور دوست کے مت جا ہ

ذریہ لاتقربیہ ان لہ		حبلاً بحبل الوصی متصلاً

اور کہونگا اُس سے کہ چھوڑ دے اور قریب بھی اسکے نہ جا اسلیے کہ اسکو
تعلق مجھ سے ہی اور رسن اسکی ہماری رسن سے ملی ہوئی ہی ہ

اسقیک من ماء بارد علی ظماء		تخالہ فی الحلاوۃ العسلا

اے حارث مین تجھے وقت تشنگی قیامت کے آب سرد و شیرین کوثر کا
پلاؤنگا کہ تو اُسکو شیرینی مین مثل شہد کے خیال کریگا ہ

ھذا لنا خالص لشیعتنا		اعطانی اللہ فیھم الاملا

یہ مرتبہ ہمارے شیعیان خالص کے لیے ہی کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمکو حسب
مراد ہمارے یہ امر عطا فرمایا ہی سبحان اللہ یہ مرتبہ شیعیان اور دوستدار
امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کا ہی پس حضرات سُنا
آپنے کہ وہ جناب کیسے مقامات مین نصرت و مدد اپنے دوستون کی
کرینگے اور شدت تشنگی مین آب کوثر سے سیراب فرمائینگے مگر افسوس
ہزار افسوس امت جفا کار نے انکے فرزند دلبند تشنہ لب مظلوم کربلا کی
باوجود استغاثہ و فریاد کے نصرت و مدد نہ کی بلکہ عوض فریادرسی کے
تیرباران کیا اور زخمی کرکے ذوالجناح سے ریگ گرم صحرائے کربلا پر
گرادیا اُسوقت بھی ایک قطرہ پانی کا نہر فرات سے نہ دیا اور وہ اعدا
تلوارین کھینچکر اُس مظلوم کے قتل پر ٹوٹے پڑتے تھے چنانچہ

محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہی کہ یہ حال دیکھکر سب مخدرات عصمت خیمگاہ سے گریان و نالان نکل آئین اور طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئین تو وہان دیکھا کہ شمر لعین تلوار اپنی گلوے انور پر حضرت کے رکھے ہوے آمادہ قتل ہی فَعَلَّن النِّسَاءُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ يَا شِمْرُ بِاللهِ عَلَيْكَ دَعْهُ قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّهٗ وَخَفِيَتْ أَنْفَاسُهٗ پس دیکھتے ہی اس ظلم و ستم کے سب بیبیان نوحہ و بکا کرنے لگین اور شمر لعین سے روتی ہوئی کہتی تھین کہ اے شمر واسطے خدا کے اِس سینۂ اقدس سے اُتر کہ اس مظلوم کے حواس ساکن ہوگئے ہین اور سانس خفی و ترم ہوئی ہی چنانچہ شاعر بزبان حال اُن بیکسون کے کہتا ہی

ثُمَّ ارْتَمَيْنَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقُلْنَ يَا	شِمْرُ ارْحَضْ مِنَّا دُونَهٗ بِفِدَاءٍ

ہرچند وہ بیبیان التجا اُس سے بجا ہے کرتی تھین لیکن وہ شقی کسی کا کہنا نہ سنتا تھا اور اپنے ظلم و عناد پر مُصر تھا اُسوقت اُن سب بیوارثون نے اپنے تئین بدن اطہر امام حسین علیہ السلام پر گرا دیا اور بکمال گریہ وزاری اور بیتابی و بیقراری شمر ملعون سے کہنے لگین کہ اے شمر ہم بیکسون پر رحم کر اور ہمارے وارث کو قتل نہ کر بلکہ عوض انکے ہمارے سر جدا کر

يَا شِمْرُ هٰذَا ابْنُ النَّبِيِّ وَحَيْدَرٍ	وَابْنُ الْبَتُولِ الْبَضْعَةِ الزَّهْرَاءِ
يَا شِمْرُ هٰذَا كَهْفُنَا وَعِمَادُنَا	وَمَلَاذُنَا فِي سَائِرِ الْاَسْوَاءِ

اے شمر کیا غضب کرتا ہی اور کسے قتل کرتا ہی کیا تو نہین جانتا ہی کہ یہ فرزند رسول خدا دلبند علی مرتضےٰ پارۂ جگر فاطمہ زہرا علیہم السلام ہی کیا تو نہین

واقف ہی کہ گوشوارہ عرش معلے اور نور طبقات ارض و سما ہی آیا تجھے
نہیں معلوم ہی کہ یہ ہم بیکسون کا سرپرست اور حامی ہی سر مصیبت و بلا میں

دعنا نقبل نحرہ و نشمہ	قبل الرحیل و قبل وشک فنا
دعنا نرش الماء فوق جبینہ	فلعلہ یصحوا عن الاغماء

ای بیرحم اب بھی اس سینۂ گنجینۂ علوم ربانی سے اتر اور ہمین اتنی مہلت دے
کہ تا قبل رحلت اس مظلوم کے ہم اس گلوے اطہر کے بوسے لیلین اور
اس ریحان بوستان رسالت کی خوشبو سونگھ لین ای شمر ہمین
منع نہ کر کہ تا ہم کسی طرح سے کچھ پانی بہم پہونچائین اور اسے پیشانی اطہر پر
چھڑکین کہ شاید حضرت کو غش سے افاقہ ہو

دعنا نظلل جسمہ یا شمر عن	حر الھجیرۃ نفحۃ الرمضاء
دعنا نودعہ و نجلس عندہ	یا شمر قبل تفرق و تناء

ای شمر کیا غضب ہی کہ جو آغوش رسول خدا اور بتول عذرا مین پلا ہو
وہ اس دھوپ مین ریگستان گرم پر خاک آلودہ پڑا ہوا اور تو خنجر بکف
قتل پر اسکے آمادہ و مستعد ہو بس ہمین اتنی مہلت دے کہ تا ہم رخسارہ
انور سے خاک صاف کرین اور اپنی چادرونکا سایہ اس جسم اطہر پر کرین
کہ کسیطرح ان حضرت کو فی الجملہ اس تمازت آفتاب سے راحت ملے
اور قریب حضرت کے بیٹھکر ہم بلائین لین اور رخصت آخری ہو لین
آہ اس مقام پر ابو مخنف لکھتا ہی کہ حضرت اس حالت یاس در بیکسی میں
فرماتے تھے کہ ای زینب و ام کلثوم اور ای سکینہ ای فاطمہ افسوس اب

بعد میرے کون تمہارا حامی و سرپرست ہی کہ جو تمہیں دست ظلم و ستم
اِن اشقیا سے بچائیگا اور تمہاری پردہ داری کا لحاظ کریگا اور قید اعدا سے
چھڑائیگا پس اب مین نے تم سبکو سپرد بخدا کیا کہ وہ دادرس مظلومان
اور حافظ بیکسان ہی آہ سوسنیں اُسوقت آخر مین بھی حضرت کو اُن
بیکسون کی جدائی اور پردہ داری کا یہ خیال اور رنج و الم تھا اور کیونکر
نہوتا نہ ماہ بنی ہاشم حضرت عباس ع زندہ تھے اور نہ شاہزادہ علی اکبر و قاسم
اور عون و محمد اور جعفر اور فضل علی تھے کہ اُن ستم رسیدون کی پردہ داری کا
خیال رکھتے آہ آہ یہ سب جوانانِ ہاشمی ریگ گرم کربلا پر ضربات آفتاب سے
زخمون سے چور چور پڑے تھے اور خاک صحرا اُڑ اُڑ کر اُنکی لاشہاے انور پر
جمتی جاتی تھی افسوس اُسوقت اہل حرم کا کیا حال ہوا ہوگا الغرض وہ سب
ستم رسیدہ زار زار روتی تھیں اور بین کرتی تھیں وَاَسمَعَاہُ مَا دَقَّ
بِہٖ قَلبُہٗ بَل زَادَ مِنہُ عِنَادُہٗ وَغَضَبُہٗ حَتّٰے جَزَّ رَاسَہٗ وَرَمٰی
بِہٖ عَلَے الاَرضِ افسوس صد افسوس کہ اُس شقی نے التجا اور گریہ
وزاری پر اُن بیکسون کی مطلق رحم نہ کیا بلکہ اُنکے رونے پیٹنے سے اور
زیادہ غضب مین آیا اور سامنے اُنکے سر اقدس مظلوم کربلا کا تن اطہر سے
جدا کیا اور زمین پر پھینکدیا راوی کہتا ہی کہ جب وہ ملعون حضرت کو
شہید کر کے علیحدہ ہوا تو سب اہل بیت اُن حضرت کے گرد لاش اطہر کے
اسقدر روئے کہ غش آگیا اُسوقت آسمان و زمین سے آواز وا حسیناہ
اور وا سیداہ کی بلند ہوئی اور تمام دریا جوش و خروش مین آ گئے

اور تمام پہاڑ اس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوے اور ماہیان دریا اور جانوران صحرا سے آواز نوحہ و بکا کی آنے لگی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سیزدہم

فی البحار ان اسمٰعیل النبی علیہ السلام کانت اغنامہ ترعی بشط الفرات فاخبرہ الراعی انہا ما شربت من ہذہ المشرعۃ شیئا من الماء منذ کذا یوما بحار الانوار مین منقول ہی کہ ایک مرتبہ گوسفندان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کنارہ فرات پر چرتی تھین کہ ناگاہ چرواہے نے عرض کی کہ یا نبی اللہ کئی روز گذر چکے ہین کہ ان دنبیون نے اس نہر فرات سے پانی نہین پیا ہی اور مطلق طرف اس پانی کے رغبت نہین کرتی ہین فسأل اسمٰعیل ربہ الجلیل عن سبب ذلک فنزل جبرئیل وقال لہ یا اسمٰعیل سل اغنامک فانہا تجیبک عن سببہ پس یہ سنکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جناب احدیت مین عرض کی کہ بار الٰہا امیدوار ہون اسکا کہ یہ راز مخفی مجھپر ظاہر ہو کہ یہ سب حیوانات کیون طرف آب فرات کے رغبت نہین کرتے ہین پس جبرئیل خدمت حضرت اسمٰعیل مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا نبی خدا رب جلیل ارشاد کیا ہی کہ سبب پانی نہ پینے ان دنبیون کا انھین سے دریافت کرو کہ یہ سبب اسکا تم سے بیان کرینگی فقال لہا لم لا تشربین الماء من ہذہ المشرعۃ ولم لا تمیل الیہا پس حضرت اسمٰعیل نے اُنسے پوچھا کہ کیا سبب ہی اسکا کہ تم کئی روز سے پیاسا رہنا اپنا گوارا کرتی ہو اور آب

فرات کی طرف تمھین رغبت نہین ہی فقالت لہ بلسان فصیح یا نبی اللہ قد بلغنا ان ولدک الحسین سبط رسول الثقلین یقتل عطشانا ممنوعا من ماء ھذہ المشرعۃ فنحن لا نشرب من ھذا الماء حزنا علیہ پس ان دنبیون نے بزبان فصیح بقدرت خدا جواب دیا کہ یا نبی اللہ ہمین معلوم ہوا ہی کہ فرزند آپکا امام حسین نواسا رسول الثقلین کا اسی نہر پر کسی روز کا تشنہ لب شہید کیا جائیگا اسی حزن وغم کے سبب یہ پانی ہمارے حلق سے نہین اترتا ہی فسألھا عن قاتلہ قالت یقتلہ یزید اللعین اھل السموات والارضین والخلائق اجمعین فقال اسمعیل اللھم العن قاتل الحسین علیہ السلام پس ان حیوانات سے پوچھا کہ وہ کون ایسا سنگدل اور شقی ہوگا کہ ایسے برگزیدۂ باری کو تشنہ لب قتل کریگا دنبیون نے جواب دیا کہ ای نبی خدا نام اس شقی کا یزید ہوگا اور اہل زمین وآسمان اور تمام مخلوقات اس ملعون پر لعنت ونفرین کرینگے پس یہ سنکر حضرت اسمعیل علیہ السلام بہت روئے اور جناب احدیت مین عرض کی کہ بار الٰہا امید وار ہون تجھسے کہ لعنت کر تو اس ملعون پر اور اپنی رحمت سے اس شقی کو دور رکھ پس مومنین نوحہ وبکا کیجیے مصیبت پر ایسے مظلوم کی کہ جسکی مصیبت مین ہر شی نے نوحہ وبکا کیا اور گریہ وزاری کیجیے اس تشنہ لب کی پیاس پر کہ جسکی پیاس کا ذکر کرکے حیوانات نے پیاسا رہنا گوارا کیا اور اسی غم مین لب تک اپنے آپ فرات سے

ترنہ کیے ۵

واطاعت یزید سنکر فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ای قوم اشرار مرنا میرے نزدیک بہتر ہی اس ننگ و عار سے کہ مین بیعت یزید اختیار کرون فنادی یاقوم ھل من مبارز یرید القتال ویقابلنی فی میدان النزال فما برز نفر من المنافقین لسطوتہ ولم یخرج احد من المخالفین لجبروتہ یہ فرما کر اس فرزند رسول خدا نے اسپ وفادار کو میدان کارزار مین جولان کرکے مبارز طلب کیا اور آواز دی کہ ای قوم نابکار جسکو تم مین سے دعوائے شجاعت وبہادری ہی وہ میدان مین آئے اور مقابلہ میرا کرے چنانچہ روضۃ الشہدا اور ریاض الشہادت وغیرہ مین منقول ہی کہ جب اعدا نے یہ آواز سنی تو بسبب شوکت و جرأت اور سطوت و شجاعت فرزند حیدر صفدر کے دل سب اشقیا کے خوف سے ہل گئے ہر چند کہ عمر سعد اور شمر لعین اور سنان بن انس وغیرہ افسران لشکر ہر ایک ملعون کو ترغیب کرتے رہے لیکن کوئی ملعون سامنے اُس فرزند اسد اللہ کے نہ آیا اور حضرت اُسوقت رجز شجاعت آمیز پڑھتے تھے فبینا کذالک اذ صاح کلب من تلک الکلاب المدعو بیزید الکلبی قد کان مشتھرا بالشجاعۃ فی الافاق وسابق فی المعارک من ابطال المصر والعراق پس اسی اثنا مین ایک لعین کہ اُس شقی کو یزید کلبی کہتے تھے اور فنون سپاہ گری مین وہ بے ایمان زیادہ از شیطان مشہور تھا اور دلیری و جرأت مین رستم و سام سے زیادہ تمام مصر و شام مین معروف تھا وہ ملعون غضب مین آیا اور اپنی فوج کو

آواز دی وَيْلَكُمْ اِنَّهٗ رَجُلٌ وَاحِدٌ عَطْشَانٌ قُتِلَ وُلْدُهٗ وَاِخْوَانُهٗ
وَاَعْوَانُهٗ يَدْعُوكُمْ اِلَى الْقِتَالِ وَاَنْتُمْ لَا تُجِيبُونَهٗ اَيُّهَا الْاَنْذَالُ
وَاللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ قَاتِلٌ اِلَّا اَنَا اے اہل کوفہ و شام وائے ہو تم پر کسقدر بیحیا ہو تم
کہ ایک مرد بے ناصر و مددگار رنج و آلام اقربا و اولاد اور مفارقت انصار
مین گرفتار و لب تشنہ ایک ایک کو تم مین سے واسطے مقابلہ کے طلب کرتا ہے
اور تم باین جمعیت و کثرت کہ لاکھون ہو اور باین قوت و طاقت خوف سے
اُسکے میدان مین نہین آتے ہو اور اپنی جگہ پر سب بد حواس ہو رہے ہو
قسم بخدا کہ کوئی شخص تم مین سے سوا اس شقی کے قاتل اُس تشنہ لب کا
نہین ہے فَخَرَجَ مُتَكَبِّرًا مُسَلَّحًا بِالسِّلَاحِ مِنَ الصُّفُوفِ وَمَشٰى بِرِجْلَيْهِ
اِلٰى مَيْدَانِ الْحُتُوفِ لِاِطْفَاءِ نُوْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ یس وہ مغرور مسلح بسلاح کارزار گھوڑے پر سوار ہو کر صفوف
لشکر ستم شعار سے باہر نکلا اور اپنے پاؤن سے طرف موت کے بارادہ
اطفاء نور پروردگار روانہ ہوا اور وہ نافہم و بدکردار یہ نہ سمجھا کہ خالق
نور و نار خود اپنے نور کا حافظ و نگہبان ہے اور اُس نور کو منور اور روشن
کرتا ہے ہر چند کہ تمام مشرکین و کفار در پے اطفاء نور اور محو آثار اسکے ہون
فَلَمَّا رَاٰهُ سَيِّدُنَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُقْبِلًا اِلَيْهِ نَادَاهُ
مُسْتَبْشِرًا مُغْضِبًا عَلَيْهِ فَوَقَفَ عَلٰى مَكَانِكَ اَيُّهَا الْكَلْبُ اَمْثَالُكَ
تُقَابِلُنِيْ وَتُقَاتِلُنِيْ چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہے کہ جب
آفتاب شرف اعتلا ماہتاب برج لافتی فرزند رسول الثقلین جناب

امام حسینؑ نے اُس بحیا کو اپنی طرف آتے دیکھا یا آواز غضبناک مثل حیدر صفدر شیر خدا کے نعرہ کیا اور فرمایا کہ ای ملعون اپنے مقام پر توقف کر خبردار قدم اپنا آگے نہ بڑھانا آیا تجھے جرأت ہی اسکی کہ تو سامنے میرے باین بیباکی آئے اور تیری مجال ہی کہ تو مجھ سے مقاتلہ اور مقابلہ کرے اَمَا تَعرِفُنِی مَن اَنَا اَنَا ابنُ عَلِیِّ نِ الکَرَّارِ اَنَا ابنُ قَتَّالِ الکُفَّارِ اَنَا ابنُ قَاتِلِ المَرحَبِ وَعَمرٍ بِذِی الفِقَارِ فَاِیَّاكَ اَن تَتَقَدَّمَ وَاِلَّا اَنتَ تَلحَقُ بِهِمَا الاٰنَ فِی دَارِ البَوَارِ ای بحیا کیا تو مجھ سے واقف نہیں ہی کہ میں کون ہوں آگاہ ہو کہ میں ہوں فرزند مظہر العجائب مظہر الغرائب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالبؑ کا کہ جو قاتل مشرکین اور قوت بازوے سید المرسلین مکمل دین مبین ہیں میں ہوں فرزند قتال عرب حیدر صفدر کا کہ جنھوں نے عمر بن عبدود سے مشرک اور مرحب سے کافر کو بضرب ذو الفقار واصل جہنم کیا پس اگر تجھے جان اپنی عزیز ہی تو سامنے سے میرے ہٹ جا اور آگے نہ بڑھ ورنہ ابھی تجھے واصل جہنم اُن دونوں سے ملحق کرونگا فَمَا سَمِعَ المَلعُونُ کَلَامَهُ اِلَّا وَقَد اَقبَلَ اِلَیهِ وَسَلَّ سَیفَهُ وَضَرَبَ عَلَیهِ فَرَدَّ الحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ ضَربَتَهُ بِجُنَّتِهِ حَتّٰی انکَسَرَ حُسَامُهُ راوی کہتا ہی کہ اُس ملعون نے کلام امام حسینؑ کا نہ سُنا اور اپنی دلیری پر نازاں ہو کر قریب حضرت کے آیا اور بے تامل اُس شقی نے تلوار کھینچکر حضرت پر لگائی پس ساتھ ہی اُسکے فرزند رسول خداؐ نے اُسکی ضربت کو رد کیا اور سپر کو اس صنعت سے گردش دی کہ تلوار

اُس نابکار کی ٹوٹ گئی ہے

عَضَباً کَنقضِ الشِّہابِ النَّیِّرِ		ثُمَّ انتضیٰ لِلحَربِ سبطُ مُحَمَّدٍ

فَقَطَعَ رَاسَہٗ مِنَ الجَسَدِ کَالقِثَّاءِ الرَّطَبِ وَالقِثَّلِ یعنی حضرت نے وار اُس ملعون کا رد کر کے ذوالفقار حیدر کرار کو میان سے لیا اُس نکلتے اُس شمشیر صاعقہ بار کے ایسی چمک اُس سے پیدا ہوئی کہ نظر تمام لشکر کی خیرہ ہو گئی اور سبکو معلوم ہوا کہ بجلی آسمان سے گری یا شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا پس فرزند شیر خدا نے وہ سیف آبدار سر پر اُس بدکردار کے ایسی ماری کہ اُس ملعون کا سر مثل خیار تر بدن سے جدا ہو کر زمین پر گرا اور وہ باغی شتر اُسیوقت داخل سقر ہوا پس یہ دیکھکر اعدا حیلہ و مکر کرنے لگے اور دور سے تیر باران کیا ثُمَّ حَمَلَ عَلَی العَسکَرِ فَفَرُّوا

مِنہُ کَحُمُرٍ مُستَنفِرَۃٍ فَرَّت مِن قَسوَرَۃٍ ہ

فَرَّاً کَشَاۃٍ فِی مَجَالِ غَضَنفَرٍ		یَسطُو وَیَطرُدُ الاُسُودَ اَمَامَہٗ

پس حضرت نے مثل شیر غضبناک کے اُن پر حملہ کیا اور میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر سے اسقدر کفار قتل کیے کہ کشتون سے پشتے جمع کر دیے اور وہ خوف جان سے ایسے بدحواس ہو کر بھاگتے تھے کہ جسطرح حمار خوف سے شیر کے یمین و یسار بھاگتے ہیں ہر چند کہ افسران فوج اور اہل لشکر جوان اپنے جمع کر کے کچھ توقف کرتے تھے لیکن جب حضرت نگاہ غضب انکی طرف دیکھتے تھے اور حملہ کرتے تھے تو وہ سب بے ایمان مثل مور و ملخ متفرق و پریشان ہو کر فرار کر جاتے تھے جسطرح کہ بکریان آگے

شیر کے بھاگتی ہیں ۵

فَیَقُولُ مَنْ ھٰذَا السِّبْطُ الْمُصْطَفٰی	فِیْ کَرْبَلَا اَمْ حَیْدَرٌ فِیْ خَیْبَرٍ
ھُوَ مَظْھَرُ السِّرِّ الَّذِیْ فِیْ حَیْدَرٍ	فَاِذَا سَطَا دَھِشَتْ قُلُوْبُ الْعَسْکَرِ

پس اُس حالت فرار میں باہم کہتے جاتے تھے کہ آیا کسی پر یہ بھی ثابت ہی کہ یہ شیر دلیر جسکی دہشت سے دل سب لشکر کے شق ہوے جاتے ہیں کون ہی آیا معرکۂ کربلا میں امام حسین فرزند رسول خدا با وصف شدت تشنگی کے یکہ و تنہا ہزاروں کو قتل کر رہے ہیں یا یہ کہ معرکۂ خیبر میں حیدر صفدر علی بن ابیطالب مظہر العجائب بضرب ذوالفقار کفار کو راہی سقر کرتے ہیں قَالَ الرَّاوِیْ وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَرْبَطَ جَاشًا مِنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّ الْقَوْمَ وَاِنْ کَانُوْا یَکْتَنِفُوْنَہٗ وَیَدُوْرُوْنَ حَوْلَہٗ کَسَوَادِ اللَّیْلِ اللَّائِلِ وَیَرْمُوْنَہٗ بِالنِّبَالِ کَالْمُزْنِ الْوَابِلِ لٰکِنَّہٗ لَا یَضْطَرِبُ مِنْ ھَوْلِ الْقِتَالِ وَلَا یَخَافُ مِنْ رَمْیِ السِّھَامِ وَالنِّبَالِ حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا ہرگز کوئی بہادر و شجاع مثل امام حسین ع کے اثبات نہیں دیکھا ہی کہ اُس معرکۂ قتال میں کیسے مطمئن و مستقل باوجود شدت تشنگی اور زخمہاے کاری کے تھے سبحان اللہ دیکھتا تھا میں کہ کئی لاکھ نابکار مثل سیاہی شب تار کے ہر طرف سے گھیرے ہوے تھے اور ہر سمت سے مینہ تیر اور نیزوں کا برساتے تھے لیکن باینہمہ اُس جناب کو مطلق ہراس و اضطراب نہ تھا بَلْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّقِیْمَ بِمَکَانِہٖ یَسْتَقِیْمُ قَدَمَا

کَالْجَبَلِ الْحَازِلِ وَاِنْ اَرَادَ اَنْ یَحْمِلَ عَلَیْهِمْ فَیَبْسِلُ عَلَیْهِمْ
کَالْاَسَدِ الْبَاسِلِ حَتّٰی قَتَلَ مِنْ اَعْیُنِ النَّاسِ مِنْهُمْ ثَلٰثِیْنَ
اَلْفَ فَارِسٍ وَّرَاجِلٍ بلکہ اُس تنہائی اور شدت تشنگی اور ضعف
بدنی پر جب وہ حضرت جانتے تھے کہ میدانِ کارزار میں کسی جگہ پر ٹھہر جائیں
اُس وقت بخوف و خطر اُسی جگہ قدم مبارک اِس قوت سے ٹھہر جاتے تھے
کہ جیسے بلا تشبیہ کوئی جبل عظیم اپنی جگہ پر مستقیم کھڑا ہو اور جب ارادہ کرتے تھے
کہ لشکر اعدا پر حملہ کریں پس مثل شیر دلیر اُن سب پر حملہ کرتے تھے اور
بضربِ ذوالفقار ہزاروں نابکار کے سر تن سے اُتار لیتے تھے یہاں تک کہ
تیس ہزار پیادہ و سوار ناری داخل جہنم کیے اور باقی ماندہ یمین و یسار
خوف سے شیر پروردگار کے بھاگ گئے پس بکمال شجاعت اُن حضرت نے
تعاقب اُن فراریوں کا نہ کیا اور اپنی جگہ پر توقف فرمایا فِی الْمَقْتَلِ
اَنَّهٗ لَمَّا اَرَادَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ یَصُوْلَ عَلَی الْاَشْقِیَاءِ صَوْلَةً
اَسَدِیَّةً وَّیَحْمِلُ عَلَی الْاَعْدَاءِ حَمْلَةً عَلَوِیَّةً بِحَیْثُ لَا یَبْقٰی
اَحَدٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ سَیْفِهٖ وَلَا یَنْجُوْ نَفَرٌ مِّنَ الضَّالِّیْنَ
مِنْ ضَرْبَتِهٖ نُوْدِیَ مِنَ اللّٰهِ الْجَلِیْلِ یَا حُسَیْنُ اِصْبِرْ فَاِنَّ
الصَّبْرَ جَمِیْلٌ چنانچہ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب حضرت نے
چاہا کہ ایک مرتبہ وہ حملہ حیدریہ علویہ اِس لشکر اعدا پر کریں کہ کوئی
لعین فرقۂ منافقین سے باقی نہ رہے پس ذوالفقار کو علم کیا کہ ناگاہ
جانب ربّ جلیل سے آواز آئی کہ یا حسینؑ آج روز شجاعت و قتل

نہیں ہی بلکہ آج روز صبر و ملاقات پروردگار ہے پس صبر کرو کہ وہ بہتر ہے
فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ اِسْتَرْجَعَ وَاسْتَسْلَمَ لِلْمَوْتِ
وَاسْتَعَدَّ لِلْفَوْتِ وَطَأْطَأَ رَاسَهٗ وَاَغْمَدَ سَيْفَهٗ سبحان اللہ
کیا سردار صابرین اولین و آخرین تھے امام حسین علیہ السلام کہ سنتے ہی
اس ارشاد کے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور آمادہ شہادت ہو کر
سر اقدس جھکا لیا اور تلوار کو میان میں کر لیا فَحَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوْهُ بِالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ
ظَهْرِ جَوَادِهٖ عَلَى الْاَرْضِ آہ جب اعدا نے حضرت کو آمادہ شہادت
پایا تو سب یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے گھیر کر تیر اور نیزہ و
شمشیر بدن اطہر پر لگانے لگے یہانتک کہ وہ جناب مجروح ہو کے
صدر زین سے زمین پر گر پڑے فِي الْمَجَالِسِ الْمُفْجِعَةِ وَالْمَنَاقِبِ اَنَّهٗ
جَاءَ اِلَيْهِ الشِّمْرُ وَسِنَانٌ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِحْتَرَقَ
يَلُوْكُ لِسَانَهٗ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ چنانچہ مجالس مفجعہ اور مناقب
میں یوں منقول ہے کہ اُسوقت شمر لعین اور سنان بن انس قریب
حضرت کے آئے اور امام حسین علیہ السلام میں ایک رمق جان باقی تھی
اور اپنی زبان مبارک شدت تشنگی سے چباتے تھے فَرَفَسَهُ الشِّمْرُ
لَعَنَهُ اللّٰهُ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا ابْنَ اَبِيْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعَمُ اَنَّ
اَبَاكَ عَلَى الْحَوْضِ النَّبِيِّ يَسْقِيْ مَنْ اَحَبَّهٗ فَاصْبِرْ حَتّٰى تَاْخُذَ
الْمَاءَ مِنْ يَدِهٖ آہ مومنین اب کس زبان سے بیان کروں کہ

اپنے پاے نجس سے شمر لعین نے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا کہ ای
فرزند ابو تراب کیا گمان نہ کرتے تھے آپ کہ پدر بزرگوار آپکے حوض کوثر
اپنے دوستون کو سیراب کرینگے پس صبر کیجیے کہ تا ساقی کوثر آپکو پانی اپنے
ہاتھ سے پلائین آہ غرض اُس شقی کی یہ تھی کہ ہم آپکو پانی نہ دینگے ملکہ پیاسا ہی
شہید کرینگے ثم قال لسنان اجتز راسہ قفاء فقال سنان
واللہ لا افعل ذلک فیکون جدہ محمد ص خصمی بعد اسکے شمر ملعون نے
سنان بن انس سے کہا کہ سر اطہر انکا پس گردن سے جدا کر یہ سنکر سنان نے
جواب دیا کہ مین ایسا نہ کرونگا کہ جد بزرگوار انکے جناب محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ و آلہ بروز قیامت دشمن میرے ہونگے فغضب شمر و جلس علی
صدر الحسین علیہ السلام و قبض علی لحیتہ و ھم بقتلہ
پس یہ سنکر شمر ملعون غضبناک ہوا اور سینۂ اقدس پر حضرت کے بیٹھا اور
ریش مقدس اُس جناب کی اپنے ہاتھ مین لیکر چاہا کہ قتل کرے
فضحک الحسین ع فقال اتقتلنی ولا تعلم من انا یہ حال دیکھکر امام
حسین علیہ السلام متبسم ہوے اور فرمایا کہ آیا تو مجھے قتل کریگا کیا تو واقف
نہین ہو کہ مین کون ہون فقال اعرفک حق المعرفۃ امک فاطمۃ
الزہراء و ابوک علی المرتضی و جدک محمد المصطفی و خصمک
العلی الاعلی اقتلک ولا ابالی یہ سنکر اُس شقی نے جواب دیا
کہ ای حسین مین آپکو خوب جانتا ہون کہ والدہ آپکی فاطمہ زہرا ہین
اور پدر بزرگوار آپکے علی مرتضی ہین اور جد امجد آپکے محمد مصطفی ص ہین

گو خداوند قہار غضبناک ہو مگر مین آپکو ضرور قتل کرونگا اور کچھ پروا نہ کرونگا فَضَرَبَهُ بِسَيْفِهِ اِثْنَا عَشَرَ ضَرْبَةً ثُمَّ جَزَّ رَاسَهُ الشَّرِيْفُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِ آہ مومنین اب کس زبان سے بیان کرون افسوس ہزار افسوس کہ اُس ملعون نے ضربت لگائی اپنی تلوار سے بارہ ضربتین بعد اُسکے سر اقدس اُس جناب کا جدا کیا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس چہار دہم

فِيْ بَحْرِ الْمَصَائِبِ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَحْنُ نَتَوَلّٰى حِسَابَ شِيْعَتِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ مَظْلَمَةٌ فَنَحْكُمُ فِيْهِ وَاللّٰهُ يُقْبِلُهُ بحر المصائب مین امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی وہ جناب ارشاد کرتے ہین کہ فرمایا رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ بروز قیامت حساب ہمارے شیعون کا جانب پروردگار عالم سے ہمسے متعلق ہو گا پس اگر کسی مومن نے گناہ خداوند کریم کا کیا ہو گا اور کوئی حق حقوق خدا سے ذمہ اُس مومن کے ہو گا تو ہم واسطے اُسکی مغفرت کے جناب باری مین عرض کرینگے کہ ای پروردگار عالم اپنے فضل و کرم سے اس بندۂ مومن کو بخش دے پس حق سبحانہ تعالے عرض ہماری قبول کریگا اور اُس مومن گنہگار کو بخشدیگا وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعِبَادِ مَظْلَمَةٌ نَسْتَغْفِرُ لَهُ مِنْهُمْ اور اگر کسی مومن کے ذمہ

کچھ حقوق عباد سے ہونگے اور وہ بندگان خدا اُسوقت اُس سے طالب
اپنے حقوق کے ہونگے تو ہم اپنے اُس شیعہ کو سب سے بخشوا دینگے اور اُن
سبکو اُس سے راضی کرا دینگے جسطرح پر کہ وہ سب راضی ہونگے وَاِنْ کَانَ
بَیْنَہٗ وَبَیْنَنَا مَظْلَمَۃٌ فَنَحْنُ اَحْرٰی بِالْعَفْوِ وَالتَّجَاوُزِ اور اگر کسی ہمارے
شیعہ سے کوئی تقصیر ہماری نسبت وقوع مین آئی ہوگی تو ہمین کب مناسب ہے
کہ ہم اُس سے کسی طرحکا تعرض کرین اور اُسکے قصور معاف نہ کرین سبحان
اللہ کیا مرتبہ ہے شیعیان اور دوستداران ائمہ اطہار کا شاید ایسے احادیث
غرض اُن حضرات کی اظہار اختصاص شیعیان ائمہ اطہار ہو پس یہ زیادہ تر
مقام خوف وبیم ہے کہ باوجود ایسی خصوصیت کے کوئی فعل قبیح شیعہ کا سامنے
اُن حضرات کے پیش ہو جسکے سبب سے اس اختصاص مین خلل ہو [illegible]
ایسے احادیث سنکر عذاب خدا سے ایمن ومطمئن ہو کیونکہ جب ایمن ہوگا
تو گناہ پر جسارت کریگا پھر مومن اور شیعہ کہان رہیگا جیسا کہ اہل کوفہ و
شام باوجود دعواے اسلام کے عذاب خدا سے ایمن ہو کر قتل فرزندان
خیر الانام پر آمادہ ہوے اور اُن حضرت کو بظلم وستم شہید کیا پس مومنین
گریہ وبکا کیجیے حال پر اُن حضرات کے خصوصًا مصائب خامس آل عبا
مظلوم کربلا پر افسوس صد افسوس کہ وہ مظلوم اس بیکسی سے شہید ہوے
کہ کوئی قصاب بیرحم بھی اس بیرحمی سے کسی گوسفند کو نہین ذبح کرتا ہے
نے بحار الانوار عن ہلال بن نافع انہ قال انی کنت واقفا مع
اصحاب عمر سعد اذ صرخ صارخ ابشر ایہا الامیر فہذا

شمر قد قتل الحسین علیہ السلام چنانچہ بحار الانوار مین ہلال بن نافع سے منقول ہو کہ کہا اُسنے روز عاشورا عمر سعد مع رفقا و اصحاب بین سلح منتظر خبر قتل مظلوم کربلا کے کھڑا تھا اور مین بھی اُس مجمع مین موجود تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی کہ ای امیر بشارت ہو تجھے کہ شمر ملعون نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا فلما سمعت ذلک فخرجت منھم و وقفت علے الحسین و ھو یجود بنفسہ ہلال کہتا ہی کہ سنتے ہی اِس خبر کے مین سب سے اُس مجمع رفقا سے باہر نکلا اور جلد بالین سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے پہونچا دیکھا مین نے کہ ابھی ایک رمق حیات سے اُن حضرت مین باقی ہی لیکن جان بلب ہین آہ مومنین اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ شمر لعین نے اُسوقت ایسا ظلم و ستم کیا ہی کہ اُس شخص کو حضرت کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا فواللہ ما رایت مضمخا بدمہ احسن منہ ولا انور وجہا عنہ ولقد شغلنی نور وجہہ وجمالہ عن الفکر فی قتلہ غرضکہ ہلال کہتا ہی قسم بخدا مین نے آجتک کوئی مجروح آلودہ بخاک و خون اس حسن و جمال کا نہین دیکھا جیسا اُسوقت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا قسم بخدا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب تابان ابھی شفق زمین پر نور افشان ہی چنانچہ وہ حضرت کے مقتول ہونے کی بھی میرے ذہن سے بوجہ محویت نور جمال کے جاتی رہی فاستسقی الماء فسمعت شمرا یقول لہ یا حسین لا تذوق الماء حتی ترد الحامیۃ فتشرب حمیمھا ہلال کہتا ہی کہ مین

مشاہدۂ نور جمال مین ابھی مشغول تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اُس
حالت بیکسی مین پانی طلب کیا اور بآواز ضعیف العطش العطش
فرماتے تھے پس سُنا مین نے کہ شمر لعین نے بکمال بے ادبی جواب دیا
کہ یا حسینؑ عبث ہمسے طالب آب ہو ہرگز ایک قطرہ اس آب سرد
وخوشگوار سے آپکو نہ ملیگا بلکہ قریب ہی کہ آب گرم سے پیاس اپنی بجھاؤگے
فَسَمِعْتُ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ یَقُوْلُ اَیُّهَا الْمَلْعُوْنُ بَلْ اَرِدُ
عَلٰی جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَسْکُنُ مَعَهٗ
فِیْ دَارِهٖ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ وَاَشْرَبُ
مِنْ مَاءٍ غَیْرِ آسِنٍ وَاَشْکُوْ اِلَیْهِ مَا فَعَلْتُمْ پس سنا مین نے کہ
اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے اُس ملعون سے فرمایا کہ ای شقی وای
تجھپر جو محل سکونت کہ تو نے اپنے زعم باطل مین میرے واسطے تجویز کیا ہی
وہ جگہ تم اشقیا کے رہنے کے لیے معین ہی اور عنقریب مین خدمت بابرکت
اپنے جد بزرگوار جناب رسالتمآبؐ مین پہونچکر قریب اپنے پروردگار کے
مقیم ہونگا اور وہان آب کوثر وسلسبیل سے کہ جو نہایت سرد وشیرین ہی
سیراب ہونگا اور شکوہ اس ظلم وستم بیحد کا کہ جو تمنے مجھ مظلوم پر
کیا ہی اپنے جد امجد سے کرونگا قَالَ فَغَضِبُوْا بِاَجْمَعِهِمْ حَتّٰی
کَاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَجْعَلْ فِیْ قَلْبِ اَحَدٍ مِنْهُمْ مِنَ الرَّحْمَةِ شَیْئًا
فَقَتَلُوْهُ وَهُوَ یُکَلِّمُهُمْ فَتَعَجَّبْتُ مِنْ قِلَّةِ رَحْمِهِمْ ہلال کہتا ہی
کہ یہ سُنکر وہ اعدا بہت ہی غضبناک ہوئے اور سینے وہ شقاوت

اور بیرحمی اختیار کی کہ گویا حقیقت میں خدا نے ایک ذرہ بھی رحم و مہر سے
اُنکے دل میں نہیں ڈالا تھا پس حضرت اُنسے کلمات ہدایت کے ارشاد
فرماتے تھے کہ اُن بیرحموں نے حضرت کو قتل کیا اور میں بیرحمی اُنکی
دیکھکر متحیر و حیران کھڑا رہگیا ثُمَّ اَقبَلُوا عَلٰی سَلبِهٖ فَاَخَذَ قَمِیصَهٗ
اِسحٰقُ بنُ حُوَیَّةَ الحَضرَمِیُّ لَعنَهُ اللّٰهُ فَوَجَدَ فِیهِ مِائَةً وَّعَشَرَةً
ثُلمَةً مَا بَینَ رَمیَةٍ وَطَعنَةٍ وَضَربَةٍ بعد اسکے وہ سب ملعون
متوجہ طرف لوٹنے لباس اور سلاح اُن حضرت کے ہوئے پس کُرتہ
اسحٰق بن حویہ حضرمی ملعون نے اُتار لیا دیکھا کہ وہ پیراہن زخمہاے تیر
اور نیزہ و شمشیر سے مثل غربال کے مشبک ہوا جب اُس پیراہن کے
روزن و سوراخ شمار کیے گئے تو وہ ایک سو دس زخم کاری تیر اور
نیزہ و شمشیر کے تھے وَاَخَذَ سَرَاوِیلَهٗ اَبحَرُ بنُ کَعبِ نِ التَّمِیمِیُّ لَعنَهُ
اللّٰهُ وَاَخَذَ عِمَامَتَهٗ اَخنَسُ بنُ مَرثَدٍ لَعنَهُ اللّٰهُ وَاَخَذَ دِرعَهٗ
مَالِکُ بنُ بَشِیرِ الکِندِیُّ لَعنَهُ اللّٰهُ وَاَخَذَ نَعلَیهِ اَسوَدُ بنُ
خَالِدٍ لَعنَهُ اللّٰهُ اور زیر جامہ حضرت کا ابحر بن کعب تمیمی ملعون نے
لیا اور عمامۂ اقدس اخنس بن مرثد لعین نے لیا اور زرہ مالک بن
بشیر کندی بیحیا نے اُتار لی اور نعلین اسود بن خالد ملعون نے لے لیں
وَاَخَذَ خَاتَمَهٗ بَجدَلُ بنُ سُلَیمٍ الکَلبِیُّ فَقَطَعَ المَلعُونُ اِصبَعَهٗ
المُتَوَرِّمَ وَاَخَذَ قَطِیفَتَهُ الخَزِّیَّةَ قَیسُ بنُ اَشعَثَ لَعنَهُ
اللّٰهُ اور بجدل بن سلیم کلبی نے چاہا کہ انگشتری انگشت اطہر سے اُتار لی

چونکہ تمام انگلیاں حضرت کی بسبب زخموں کے متورم تھیں اسلیے نکالنا انگشتری کا دشوار ہوا آہ آہ پس اس شقی نے انگشت اطہر کو کاٹ کر وہ انگوٹھی نکال لی اور روا حضرت کی کہ خز کی تھی قیس بن اشعث پر لیگیا وترکوہ عریانا متشحطا بالدماء ملقی علی الرمضاء بلا غسل ولا کفن اور لاش اقدس اس نازپرور دہ فاطمہ زہرا کی خاک وخون بے غسل وکفن اس ریگستان گرم پر بے لباس کے چھوڑ دی ہائے افسوس صرف وہ زیر جامہ باقی رہا جسکے کمربند کے لیے جمال لعین نے دست اقدس قطع کیے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پانزدہم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا وابغض اللہ من ابغض حسینا منتخب میں منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ حسین میرا مجھ سے ہی اور میں حسین سے ہوں دوست رکھتا ہے خدا اس شخص کو جو کہ دوست رکھے میرے فرزند حسین کو اور دشمن رکھتا ہے خدا اس شخص کو جو کہ دشمن رکھے میرے فرزند حسین کو پس حضرات وائے ہو اس قوم بیحیا پر کہ جسنے فرزند رسول خدا مظلوم کربلا کو کیسے کیسے ظلم وجفا سے شہید کیا قال الباقر علیہ السلام انھم قتلوا جدی الحسین قتلہ نھی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ ان یقتل بہا الوحوش والطیور ولو یقتل احدکم من الناس قتلۃ بہذہ المذلۃ

چنانچہ بحر المصائب وغیرہ مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا اُن حضرت نے کہ اشقیائے کوفہ وشام نے میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کو اس ذلت وظلم سے شہید کیا ہی کہ اُس ظلم وذلت سے کوئی ظالم کسی حیوان کو بھی ذبح نہین کرتا ہی بلکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے منع فرمایا ہی کہ کسی جانور کو بھی اس ذلت سے ذبح نہ کرو پس ابتدائے خلقت حضرت آدمؑ سے اب تک کوئی شخص انبیا اور اوصیا سے اسطرح نہین قتل ہوا ہی کہ جس ظلم سے وہ امام کونین شہید ہوئے ہین لَقَدْ قَتَلُوْهُ بِالْخَشَبِ وَالسِّنَانِ وَالْحُسَامِ وَالْحِجَارَةِ وَالْعَصَا وَالسِّهَامِ وَوَطِئَتْهُ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا حَتّٰى رَضُّوْا ضُلَاعَهُ تحقیق کہ قتل کیا جفا کاران کوفہ وشام نے میرے جد مظلوم کو تیر اور نیزہ وشمشیر سے اور شہید کیا اس جناب کو ہر چیز سے کہ جو ہاتھ مین اُن بیرحمون کے آئی مانند عصا اور کلوخ وسنگ کے باوصف اسکے آتش حسد اور عناد اُس فرقہ جلاد کی اُس سے بھی کم نہوئی بلکہ بعد اسکے لاش اطہر فرزند رسول کو پامال سم اسپان کیے ڈالتے تھے یہانتک کہ پہلوے اقدس اُس صدمہ سے شکستہ ہوگئے وَفِي الْكَافِي اِنَّ الْاَعْدَاءَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ اَرَادُوْا ذٰلِكَ لٰكِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُمْ لِاَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ لِزَيْنَبَ بِنْتِ عَلِيِّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اضْطَرَبَتْ وَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا اور کافی مین یون منقول ہی کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اشقیائے امت نے چاہا کہ لاش اقدس مظلوم کربلا کو پامال سم اسپان

کرین لیکن یہ امر انکو میسر نہوا اسلیے کہ جب یہ خبر زینب خاتون دختر
امیر المومنین نے سنی اور اس ارادہ اعدا پر مطلع ہوئین تو اسوقت
وہ معظمہ اپنی بیکسی پر بہت روئین اور مضطر ہوئین اور چاہتی تھین کہ
کسیطرح لاش اقدس حضرت کی اس ظلم سے محفوظ رہے فَقَالَتْ فِضَّةُ
اِمْتِهَانٌ سَفِيْنَةُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللہِ قَدِ انْكَسَرَتْ فِی الْبَحْرِ
فَخَرَجَ اِلٰی جَزِيْرَةٍ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَنَادٰی يَا اَبَا الْحَارِثِ
اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ پس جب فضہ کنیز اس
ستم رسیدہ نے حال اس مظلومہ کا بسبب سننے خبر پامالی لاش اطہر حضرت
کے نہایت ہی متغیر پایا بیکسی پر اس مخدومہ کی بہت روئی اور عرض کی
کہ اے شاہزادی میری مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ کشتی غلام آزاد کردہ
جد بزرگوار آپکے جناب رسالت مآبؐ کی جسکا نام سفینہ تھا دریائے شور میں
تباہ ہوئی تھی مگر وہ خود سلامت رہا یہانتک کہ ایک جزیرہ میں پہونچا
ناگاہ ایک شیر صحرائی نمودار ہوا پس اس شیر کو دیکھکر وہ خائف ہوا
اور آواز دی کہ اے شیر صحرائی مین غلام جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وآلہ کا ہون یعنے مجھکو قتل نہ کرنا اور مین راہ گم کردہ ہون
مجھے راہ سے آگاہ کر فَخَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰی وَقَفَهٗ عَلَی الطَّرِيْقِ
فَيَا سَيِّدَتِيْ اِنَّ اَسَدًا فِیْ هٰذِهِ النَّاحِيَةِ رَابِضٌ فَدَعِيْنِيْ حَتّٰی
اَمْضِیَ اِلَيْهِ وَاُعْلِمَهٗ مَا هُمْ صَانِعُوْنَ بِجَسَدِ اَخِيْكِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ پس جب اس شیر نے یہ معلوم کیا کہ وہ غلام آپکے جد امجد کا

اسوقت سر جھکالیا اور اسکے قتل سے باز رہا اور آگے آگے ہوکر دور تک
ہمراہ اسکے رہا اور اسے راہ بتا کر چلا گیا پس ای شاہزادی میری سب مجھے
خوب معلوم ہی کہ اس صحرائے کربلا مین بھی ایک شیر رہتا ہی آپ سب مجھے
جانے دین مین ابھی اس جنگل مین جاکر ارادۂ فاسدۂ اعدا پر اُسے
مطلع کرون یقین ہی مجھے کہ وہ شیر سنتے ہی اس خبر کے آئیگا اور حفاظت
لاش اطہر آپکے برادر مظلوم امام حسینؑ کی کریگا اور کسیکو قریب آنحضرت
نہ آنے دیگا قَالَتْ زَیْنَبُ یَا فِضَّةُ اَسْرِعِیْ اِلَیْہِ وَاَخْبِرِیْہِ بِذٰلِکَ
جَزَاکِ اللّٰہُ خَیْرًا یہ سنکے جناب زینب نے فرمایا کہ ای فضہ خدا تجھے
جزائے خیر عطا کرے اب جلد جا اور اس شیر صحرائی کو حال شہادت
امام حسین علیہ السلام اور ارادہ سے اُن اشقیا کے خبر دے فَمَضَتْ
فِضَّةُ اِلٰی تِلْکَ النَّاحِیَةِ وَنَادَتْ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَتَدْرِیْ
مَا فَعَلَ الْقَوْمُ بِابْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَلْ قَتَلُوْہُ وَھُمْ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُوَاطِئُوْا بِالْخَیْلِ ظَھْرَہٗ پس فضہ اس صحرا کی طرف روانہ ہوئی
اور وہان پہونچکر آواز دی کہ ای ابوالحارث کچھ تجھے معلوم ہی کہ فرزند
رسول کو بنی امیہ نے قتل کیا اور اب اُن اشقیا کا یہ ارادہ ہی کہ لاش
اقدس کو پامال سم اسپان کرین فَلَمَّا سَمِعَ الْاَسَدُ ذٰلِکَ مَشٰی
اِلَی الْمَقْتَلِ وَجَلَسَ عِنْدَ جَسَدِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَافِعًا
یَدَیْہِ عَلَیْہِ وَعَیْنَاہُ تَھْمِلَانِ بِالدُّمُوْعِ پس آواز فضہ کی سنکر
ایک شیر اُس نیستان سے نکلا اور طرف قتل گاہ کے روانہ ہوا اور

باحال تباہ لاش اقدس امام حسین علیہ السلام پر پہونچا اور اُس لاش
اطہر پر دونوں ہاتھ اپنے رکھکر بیٹھ گیا اور آنکھوں سے اُس شیر کی متصل
اشک جاری تھے جب اعدانے یہ اعجاز جناب سید الشہدا کا مشاہدہ کیا
تو کسیکو جرأت نہوئی کہ نزدیک جسم اطہر اُن حضرت کے آسکے حضرات
اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لاش اطہر مظلوم کربلا کی پامالی سے
محفوظ رہی لیکن بحار الانوار میں بروایتے امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے
وہ جناب فرماتے ہیں کہ اعدانے بکمال عداوت لاش اقدس کو میرے
جد مظلوم کی پامال سم اسپان کیا اور حجت خدا بھی اس مصیبت عظمیٰ کو زیارت
ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں تَطَأُكَ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا اے جد مظلوم
آپکو گھوڑے اپنے سموں سے پامال کیے ڈالتے تھے فَمَنَعَ لَهُمْ عُمَرُ بْنُ سَعْد
وَقَالَ انْصَرِفُوا فَاِنَّ هٰذِهٖ فِتْنَةٌ عَظِيمَةٌ فَانْصَرَفُوا عَنْهُ الغرض
عمر سعد نے یہ معجزہ دیکھکر اپنی فوج کو منع کیا کہ کوئی شخص تم میں سے
قریب اس شیر کے نہ جائے اور اس سے ہر شخص علیحدہ رہے کہ یہ فتنہ
عظیم ہے یعنے اسکا مخفی رکھنا بہتر ہے کیونکہ اگر لوگ اس کرامت و اعجاز پر مطلع
ہونگے تو خوف فساد کا ہے یہ سنکر وہ اشقیا وہاں سے ہٹ گئے حضرات
سنا آپنے کہ شیر صحرائی تو یہ لحاظ و پاس کرے عترت رسول خدا بلکہ لحاظ
قلام کا اُن حضرت کے مگر وائے ہو اشقیائے امت پر کہ اُنھوں نے
مطلق لحاظ و پاس حرمت رسول خدا کا نہ کیا آہ آہ فرزند رسول کو
مہمان بلاکر صحرائے کربلا میں مع اصحاب و اقربا تشنہ لب ذبح کیا اور

اُنکے اہل بیت کو طوق و زنجیر میں جکڑ کے اسیر و مقید کیا اور شہر بشہر پھرایا افسوس اسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بلوائے عام میں سامنے ابن زیاد اور یزید کے رسن بستہ لائے۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شانزدہم

فِی المُنتَخَبِ وَالبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا استُشھِدَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ بَقِیَ فِی اَرضِ کَربَلَا طَرِیحًا وَدَمُہٗ فِی الاَرضِ مَسفُوحًا منتخب و بحار الانوار میں منقول ہو کہ جب فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام بظلم ظالمان پُر دغا شہید ہو چکے اور خون ناحق اُن حضرت کا زمین کربلا پر بہایا گیا تو لاش اقدس اُس مظلوم کی ریگ گرم صحرائے کربلا پر تمازت آفتاب میں پڑی رہی وَاِذَا بِطَائِرٍ اَبیَضَ قَد اَتٰی وَتَلَطَّخَ بِدَمِہٖ وَجَآءَ وَالدَّمُ یَقطُرُ مِنہُ فَرَاَی طُیُورًا تَحتَ الظِّلَالِ عَلٰی غُصُونِ الاَشجَارِ ناگاہ ایک طائر سفید آیا اور خون مظلوم کربلا میں لوٹا بعد اُسکے ایک جانب کو روانہ ہوا اور اُسکے پروں سے خون ٹپکتا جاتا تھا پس اُس جانور نے دیکھا کہ چند جانور سایہ میں شاخ درختوں کی بیٹھے ہیں وَکُلٌّ مِنھُم یَذکُرُ الحَبَّ وَالعَلَفَ وَالمَآءَ فَقَالَ لَھُم ذٰلِکَ الطَّیرُ المُتَلَطِّخُ بِالدَّمِ وَیلَکُم اَتَشتَغِلُونَ بِالمَلَاھِیِ وَذِکرِ الدُّنیَا وَالمَنَاھِیِ اور وہ سب آب و دانہ کا ذکر کرتے ہیں پس اُس طائر سفید نے اُن سب جانوروں سے کہا کہ وائے ہو تم پر کہ تم آب و دانہ کی فکر میں ہو اور امور دنیا میں مصروف ہو وَالحُسَینُ

نور سے روشن و منور ہی فَلَمَّا رَاَتْهُ الطُّیُوْرُ تَصَایَحْنَ وَاَعْلَنَّ بِالْبُکَاءِ
وَالثُّبُوْرِ وَتَوَاقَعْنَ عَلٰی دَمِهٖ یَتَمَرَّغْنَ فِیْهِ پس جب اُن جانوروں نے
یہ مصیبت عظمیٰ مشاہدہ کی نالہ و فریاد برپا کی اور صدا گریہ و بکا بلند کی
اور خون میں حضرت کے لوٹتے تھے وَقِیْلَ طَارَ کُلٌّ مِنْهُمْ عَلٰی نَاحِیَةٍ
یُعْلِمُ اَنَّ سَیِّدِیْ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَتِیْلٌ وَالْبَدَنُ مِنْهُ
جَرِیْحٌ وَالدَّمُ مِنْهُ یَسِیْحُ اور منقول ہے کہ ہر ایک اُن جانوروں سے
ایک ایک قریہ کیطرف روانہ ہوا اور وہاں کے لوگوں کو خبر دیتا تھا
کہ فرزند رسول مختار امام حسین علیہ السلام بظلم و ستم امت جفا کار شہید
ہوئے اور بدن اطہر اُن حضرت کا زخم نیزہ و تیر اور سنان و شمشیر سے
مجروح ہوا اور خون حضرت کا ناحق بہایا گیا فَمِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ
اَنَّ طَیْرًا مِنْ هٰذِهِ الطُّیُوْرِ قَصَدَ مَدِیْنَةَ الرَّسُوْلِ وَجَاءَ
یُرَفْرِفُ وَالدَّمُ یَتَقَاطَرُ مِنْ جَنَاحَیْهِ وَدَارَ حَوْلَ سَیِّدِنَا
رَسُوْلِ اللّٰهِ یُعْلِنُ بِالصِّیَاحِ اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ
الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا پس اتفاقاً ایک جانور اُن جانوروں سے مدینہ
منورہ کو روانہ ہوا اور خون اُسکے پروں سے ٹپکتا جاتا تھا اور گرد
قبر اطہر جناب رسول خدا کے پھرا اور آواز بفریاد و نالہ بلند کر کے
یہ نوحہ کرتا تھا اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا یا رسول اللہ
آگاہ ہو جیے کہ امام حسین ع فرزند آپکا زمین کربلا پر ناحق قتل کیا گیا
اور مثل گوسفند قربانی کے پس گردن سے ذبح کیا گیا فَاجْتَمَعَتْ

الطیور علیه و ناحوا و بکوا علیه فلما عاینوا اهل المدینة
من الطیور ذلک النوح والبکاء وشاهدوا الدم یتقاطر
من الطیور ولم یعلموا ما الخبر حتی انقطعت مدة من
الزمان و جاء خبر مقتل الحسین علیه السلام علموا ان
ذلک الطیر کان یخبر رسول الله بقتل الحسین بن فاطمة
البتول و قرة عین الرسول فی ذلک الیوم پس اور سب
جانور اُسکے قریب آکے جمع ہوے اور مظلوم کربلا پر نوحہ و بکا کرنے لگے
جب اہل مدینہ نے اُن طیور سے یہ امر عجیب مشاہدہ کیا کہ یہ جانور
نوحہ و بکا کرتے ہیں اور خون اُنکے پرون سے ٹپکتا تھا سب متحیر ہوے
اور اُنکو حقیقت حال معلوم نہوئی پس جب بعد ایک مدت کے خبر
شہادت امام حسین علیہ السلام کی آئی تو اہل مدینہ نے معلوم کیا کہ
وہ طائر اُسدن جناب رسول خدا کو اُنکے فرزند امام حسین کی
خبر شہادت دیتا تھا و لما جاء الطیر والدم یتقاطر من
جناحیه کان فی المدینة رجل یهودی وله بنت عمیاء
زمناء طرشاء مشلولة والجذام قد احاط ببدنها فجاء
ذلک الطیر والدم یتقاطر من جناحیه و وقع علی شجرة
یبکی طول لیلته اور جس روز کہ وہ طائر مدینہ میں اس حالت سے
آیا اتفاقاً وہ ایک باغ میں داخل ہوا اور اُس باغ میں ایک درخت
پر بیٹھکر شب بھر رویا کیا اور مدینہ میں ایک مرد یہودی تھا اور اُسکی

ایک لڑکی تھی کہ کانون اور آنکھون سے معذور تھی اور چلنے پھرنے پر قادر
نتھی اور مشلول تھی علاوہ اسکے تمام بدن اُسکا مجذوم تھا وَكَانَ
الْيَهُودِيُّ قَدْ اَخْرَجَ اِبْنَتَهُ الْمَرِيضَةَ اِلٰى خَارِجِ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى
بُسْتَانٍ وَتَرَكَهَا فِي الْبُسْتَانِ الَّذِي جَاءَهُ الطَّيْرُ وَوَقَعَ عَلٰى
شَجَرَةٍ مِنْهَا فَمِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ اَنَّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَرَضَ
لِلْيَهُودِيِّ عَارِضٌ فَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ فَلَمْ يَقْدِرْ
اَنْ يَخْرُجَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ اِلَى الْبُسْتَانِ الَّتِي فِيْهَا اِبْنَتُهُ الْمَعْلُوْلَةُ
وَالْبِنْتُ لَمَّا نَظَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا لَمْ يَاْتِهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَمْ يَاْتِهَا
نَوْمٌ لِاَنَّ اَبَاهَا كَانَ يُحَدِّثُهَا وَيُسَلِّيْهَا حَتّٰى تَنَامَ اور یہودی نے
اُس لڑکی کو اُسی باغ مین چھوڑ دیا تھا کہ جس باغ مین وہ طائر آکے
بیٹھا تھا اتفاقاً وہ یہودی اُس شب کو بسبب کسی ضرورت کے مدینہ
گیا پھر اُس باغ مین اُسکو آنا ممکن نہوا کہ جسمین وہ لڑکی تھی چونکہ باپ
اُسکا اُس سے باتین کرتا تھا اور اُسکو دلاسا و تسلی دیتا تھا تب اُسکو
نیند آتی تھی اس شب کو جو اُسنے دیکھا کہ باپ اُسکا نہین آیا اور وہ تنہا
رہی اُسکو نیند نہین آئی اور تمام شب جاگا کی فَسَمِعَتْ عِنْدَ السَّحَرِ
بُكَاءَ الطَّيْرِ وَحَنِيْنَهُ مِنْ قَلْبٍ حَزِيْنٍ فَبَقِيَتْ تَتَقَلَّبُ عَلٰى
وَجْهِ الْاَرْضِ اِلٰى اَنْ صَارَتْ تَحْتَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ الَّتِي عَلَيْهَا
الطَّيْرُ لِتَسْمَعَ بُكَاءَهُ وَمَا يَقُوْلُ پس ناگاہ اُس لڑکی نے بوقت سحر
صدائے دردناک اُس جانور کے رونے کی سنی چونکہ وہ لڑکی بھی دردرسیدہ تھی

اور وہ طائر بھی مصیبت جناب سید الشہدا میں دلسوزی سے نوحہ کرتا تھا
اسوجہ سے دل اُس لڑکی کا اُس صدا کیطرف مائل ہوا یہانتک کہ زمین پر
لوٹتی ہوئی نیچے درخت کے پہونچی تاکہ اُس جانور کا رونا سنے اور معلوم
کرے کہ یہ طائر کیا کہتا ہے فصارت الجاریۃ کلما ان و بکی وحن
ذلک الطائر وصاح تجاوبہ من قلب حزین فلما کان السحر
قطر من الطائر قطرۃ من الدم فوقعت علی عینہا ففتحت
ثم قطرت قطرۃ اخری علی عینہا الاخری فابرئت ثم قطر
علی یدیہا فعوفیت ثم علی رجلیہا فعوفیت فعادت کلما
قطرت قطرۃ من الدم تلطخ بہ جسدہا فعوفیت من جمیع
مرضہا من برکات دم الحسین علیہ السلام وھی تحت
الشجرۃ بس وہ غمزدہ اُس طائر کے ساتھ گریہ و بکا کرتی تھی جب وہ
جانور آہ وزاری کرتا تھا تو یہ بھی نالہ و فریاد کرتی تھی یہانتک کہ جب صبح
قریب ہوئی تو اُس طائر سے ایک قطرہ خون کا ٹپکا اور اس مریضہ کی
ایک آنکھ پر آکے گرا بس وہ آنکھ اُسکی روشن ہوگئی پھر دوسرا قطرہ خون کا
اُس مریضہ کی دوسری آنکھ پر آکے گرا وہ آنکھ بھی اُسکی روشن ہوگئی
پھر ایک قطرہ اُسکے دونوں ہاتھوں پر آکے گرا فوراً ہاتھ اُسکے کھل گئے
پھر دونوں پاؤں پر بھی اُسکے ایک قطرہ ٹپکا وہ بھی سالم ہوگئے بس
جو قطرہ گرتا تھا اُسکو یہ مریضہ اپنے بدن پر ملتی تھی یہانتک کہ تمام
امراض سے برکت خون امام حسین علیہ السلام کے اُس لڑکی نے

شفائے کامل الی فلما اصبح الصباح اقبل ابوها الی البستان
فرای فیه بنتا تدور ولم یعلم انها ابنته فجاء الیهودی الیها
وسألها انه کانت فی البستان ابنة علیلة نائمة تحت الشجرة
لم تقدر تتحرك من شدة العلل فقالت ابنته والله انا
ابنتك فلما سمع کلامها وقع مغشیا علیه یعنی جب صبح طالع
ہوئی وہ یہودی باغ مین آیا اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی باغ مین
صحیح وسالم پھر رہی ہی اُس سے پوچھا کہ اس باغ مین ایک لڑکی بیری
بیمار درخت کے نیچے پڑی تھی اور وہ اسقدر علیل تھی کہ حرکت نہ کرسکتی
تھی آیا تجھے کچھ اسکی خبر ہی یہ سُنکر اُس لڑکی نے جواب دیا کہ قسم بخدا
مین ہی تو تیری بیٹی ہون وہ یہودی یہ سُنکے غش کھا کر زمین پر گر پڑا
فلما افاق قام علی قدمیه فاتت به الی ذلك الطیر فراٰه
واکرا علی الشجرة یأن من قلب حزین محترق القلب
مما رای من فقد الحسین علیه السلام وما فعلوا به الکفرة
وفعلهم بنسائه واولاده وما جری لهم فی ارض کربلا
پس جب اُس یہودی کو غش سے افاقہ ہوا اُسوقت اُس لڑکی نے
قصہ طائر سے مطلع کیا بلکہ اپنے باپ کو قریب طائر کے لائی پس
اُس یہودی نے اُس جانور کو دیکھا کہ درخت پر بیٹھا ہی اور دل
پر درد سے آہ کھینچتا ہی اور بوجہ شہادت مظلوم کربلا کے دل اُسکا
کباب ہی بسبب اُن ظلم و ستم کے کہ جو ہاتھ سے اعدا کے اُن حضرت

اور اُنکے اہل بیت اور اولاد پر گذرے ہین اور بسبب اُن مصائب کے
کہ جو اُن حضرات کو زمین کربلا مین پہونچے ہین فَقَالَ الْیَهُودِیُّ
بِالَّذِی خَلَقَکَ اَیُّهَا الطَّیْرُ تُکَلِّمُنِیْ بِقُدْرَةِ اللهِ پس اُس
یہودی نے کہا کہ اے طائر تجھے قسم ہے اُس خالق کی کہ جسنے تجھکو پیدا
کیا ہے کہ تو مجھ سے بقدرت خدا ہمکلام ہو فَنَطَقَ الطَّیْرُ مُسْتَعْبِرًا
ثُمَّ قَالَ اِعْلَمْ اِنِّیْ کُنْتُ وَاکِرًا عَلٰی بَعْضِ الْاَشْجَارِ مَعَ جُمْلَةٍ مِنَ
الطُّیُوْرِ قُبَالَةَ الظُّهْرِ وَاِذَا بِطَیْرٍ سَاقِطٍ عَلَیْنَا وَهُوَ یَقُوْلُ
وَیْلَکُمْ تَجْلِسُوْنَ اَیُّهَا الطُّیُوْرُ وَتَاْکُلُوْنَ وَتَتَنَعَّمُوْنَ وَالْحُسَیْنُ
بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا فِیْ هٰذَا الْحَرِّ
عَلَی الرَّمْضَاءِ طَرِیْحًا ظَامِیًا وَالْهًا وَالنَّحْرُ دَامٍ وَالرَّاْسُ
مَقْطُوْعٌ وَعَلَی الرُّمْحِ مَرْفُوْعٌ وَنِسَاءُهٗ سَبَایَا حَفَایَا عُرَایَا
نَادِبَاتِ الْکَفِیْلِ وَالْمُحَامِیْ پس وہ طائر بقدرت خدا اور باعجاز
و برکت سید الشہداء گویا ہوا لیکن روتا جاتا تھا اور اپنا قصہ عجیب
و غریب بیان کرنے لگا کہ مین ایک درخت پر قبل ظہر کے چند طیور کے
ساتھ بیٹھا تھا یکایک ایک جانور سفید آیا اور کہنے لگا کہ واے ہو تمپر کہ
تم بیٹھے ہوا ور دانہ کھاتے ہوا ور متنعم ہو کر عیش کرتے ہو اور جناب
امام حسین فرزند رسول الثقلین و دلبند امیر المومنین علی بن ابیطالب
ریگ گرم کربلا پر پڑے ہین اور وہ امام مظلوم پیاسے ذبح کیے گئے اور
سر انور اُنکا تن اطہر سے جدا کیا گیا اور نیزہ پر بلند کیا گیا اور اہل حرم

اُن حضرت کے اسیر و مقید کیے گئے فَلَمَّا سَمِعْنَا ذٰلِكَ تَطَايَرْنَا اِلٰى كَرْبَلَا فَرَاَيْنَاهُ فِيْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ طَرِيْحًا وَغُسْلُهٗ مِنْ دَمِهٖ وَكَفَنُهُ الرَّمْلُ السَّافِيْ عَلَيْهِ فَوَقَعْنَا كُلُّنَا نَنُوْحُ وَنَصِيْحُ وَنَتَمَرَّغُ بِدَمِهِ الشَّرِيْفِ وَكَانَ كُلُّ طَيْرٍ مِنَّا طَارَ اِلٰى نَاحِيَةٍ فَوَقَعْتُ اَنَا فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ پس جب ہمنے یہ خبر وحشت اثر اُس طائر سے سُنی ہم سب کربلا کیطرف روانہ ہوے اور جب ہم وہان پہونچے تو عجب قیامت دیکھی دیکھا کہ سید الشہدا زمین گرم کربلا پر پڑے ہین اور غسل اُن حضرت کا انکے خون سے ہوا ہی اور کفن اُس مظلوم کا ریگ صحرا سے ہوا ہی پس ہم سب جانور نوحہ و بکا کرنے لگے اور خون مین اُس شہید راہ خدا کے لوٹنے لگے بعد اُسکے ہر ایک جانور ہم مین سے ایک ایک قریہ کی جانب روانہ ہوا اور مین یہان آیا ہون فَلَمَّا سَمِعَ الْيَهُوْدِيُّ ذٰلِكَ الْكَلَامَ تَعَجَّبَ وَقَالَ لَوْ لَمْ يَكُنِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذُوْ قَدْرٍ رَفِيْعٍ عِنْدَ اللّٰهِ لَمَا كَانَ دَمُهٗ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ ثُمَّ اِنَّ الْيَهُوْدِيَّ اَسْلَمَ وَاَسْلَمَتِ الْبِنْتُ وَاَسْلَمَ خَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ فِيْ قَوْمِهٖ پس جب یہودی نے یہ کلام اُس جانور سے سُنا متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اگر جناب امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ پیش خدا بلند نہوتا تو خون اُن حضرت کا دوا ہر مرض کی کیونکر ہوتی بعد اُسکے وہ یہودی اور اُسکی دختر اسلام لائے اور پانچ سو یہودی اُسکی قوم کے یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوے اے مومنین یہ حال تو مدینہ مین یہودیونکا تھا اور کربلا مین اشقیائے

اُمت نے جو مدعی اسلام تھے اپنے کشتہائے نجس کو دفن کیا اور لاش اطہر
سید الشہداؑ کو ریگ گرم صحرا پر چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی شخص متوجہ طرف
دفن اُس امام مظلوم کے نہوا آہ آہ ریگ صحرا اُڑ اُڑ کر بجائے کفن کے
لاش منیر پر جمتی جاتی تھی اور جانوران صحرا گرد مقیم و سایہ افگن تھے
آخر تیسرے روز کچھ اہل قریہ و دیہات نے رحم کھا کر دفن کیا جیسا کہ
حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرىٰ
سلام ہو اُس غریب الوطن پر کہ جسے اہل قریہ نے رحم کھا کر دفن کیا

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفدہم

رَوَى الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ
قَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ بَعْدَ الظُّهْرِ يَوْمَ السَّبْتِ الْعَاشِرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ
اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ الْاَكْرَمِ شیخ مفید علیہ الرحمہ
ارشاد میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین نے
دسویں تاریخ ماہ محرم کو بروز شنبہ بعد ظہر کے کہ سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری تھا
اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے انتقال فرمایا قَتِيْلًا
مَظْلُوْمًا ظَمْاٰنًا غَرِيْبًا مُحْتَسِبًا صَابِرًا اس طرح کہ وقت رحلت کے
وہ حضرت غریب الوطن اور تشنہ لب اور مہموم و مظلوم اور مقتول
و مذبوح اور مجروح اور بے ناصر و مددگار اور صابر و شاکر مبتلا
بلا تھے وَفِي الْكَافِيْ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُبِضَ فِيْ عَاشِرِ الْمُحَرَّمِ

بَعْدَ الْعَصْرِ مَنْحُوْرًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ كَانَ اِبْنَ سَبْعٍ وَخَمْسِيْنَ سَنَةً وَشَهْرٍ اور کافی مین منقول ہے کہ اُن حضرت نے دسوین تاریخ ماہ محرم کو بعد عصر کے بالب تشنہ دنیا سے رحلت فرمائی دران حالیکہ اُس جناب کو اعدا نے مثل گوسفند قربانی مباح جانکر ذبح و نحر کیا اور سن شریف اُس جناب کا اُس روز ستاون برس اور ایک مہینے کا تھا وَفِي التَّهْذِيْبِ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُبِضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مَذْبُوْحًا مِنَ الْقَفَا مُغْتَسَلًا بِالدِّمَاءِ اور تہذیب الاحکام مین منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز دوشنبہ دنیا سے انتقال فرمایا اسطرح سے کہ سر اقدس اُس معصوم کا پس گردن سے جدا کیا گیا اور وہ اشقیا لاش انور کو آلودہ بخاک و خون بے غسل و کفن ریگستان گرم پر چھوڑ گئے اور کوئی ملعون متوجہ طرف دفن اُن حضرت کے نہوا اور صاحب مناقب نے روایت کی ہے کہ جناب سید الشہدا بظلم و ستم اعدا بروز جمعہ دسوین محرم کو شہید ہوئے اور صاحب شرح جامع صغیر نے کہ علمائے اہل سنت سے ہے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام بروز جمعہ دہم محرم کو شہید ہوئے اور محرق القلوب مین بھی علامہ نراقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام بروز جمعہ دہم محرم سنہ اکسٹھ کو تشنہ لب ذبح ہوئے وَفِي مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ اَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِالسِّنَانِ وَالسُّيُوْفِ وَالْاَسِنَّةِ عَلَيْهِ الثَّنَا وَالتَّحِيَّةُ

انقلبت جوادہ متمیلا باکیا فی المیدان منکس السرج مسلقی
العنان اور مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب سردار جوانان
اہل جنت جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز عاشورا صحرای کربلا مین
شہادت پائی اسطرح سے کہ تمام بدن اطہر زخم نیزہ اور تیر و شمشیر
مجروح تھا پس اسوقت ذوالجناح کا یہ حال تھا کہ تمام بدن اس
اسپ باوفا کا زخمہای نیزہ و تیر سے فگار تھا اور زین جھکا ہوا
مغموم و محزون روتا اور نعرے مارتا ہوا سراسیمہ پھرتا تھا فصاح عمر
بن سعد علی عسکرہ خذوہ واقبضوہ فرکضت الخیل
فی طلبہ واحاطوہ من کل جانب پس عمر سعد ملعون نے اپنے
لشکر کو آواز دی کہ جلد اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ پس سنتے ہی حکم
اس شقی کے بہت سے سوار اسکے طلب مین مستعد اور تیار ہوے
اور ہر طرف سے اسے گھیر لیا فلما رای ذلک الحصان انھم قد
حاصروہ من کل جانب و مکان فرکض مستقبل القوم
وجعل یکدم بفمہ ویرفس برجلیہ فرسانا ونکس رجالۃ
ورکبانا جب اس اسپ باوفا نے دیکھا کہ سواران لشکر اعدا نے
ہر طرف سے محاصرہ کیا ہی اور چاہتے ہین کہ مجھے گرفتار کرین ہر چند
کہ وہ گھوڑا بہت مجروح اور خستہ جگر اور بسبب شہادت اپنے
مالک کے دل شکستہ ہو رہا تھا لیکن باینہمہ اس قوم اعدا پر حملہ
کیا اور جس سوار و پیادے پر جا پڑا اس ملعون کو دانتون سے پکڑ کر

زمین پر گرا دیا اور ٹاپوں سے روندھ کر واصل جہنم کیا پس تھوڑے ہی عرصہ میں
اُس مرکب باوفا نے بہت سے اشقیا کو راہی سقر کیا فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ
عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللهُ نَادٰی يَا وَيْلَكُمْ تَبَاعَدُوْا عَنْهُ وَاتْرُكُوْهُ
عَلٰى حَالِهٖ حَتّٰى اُشَاهِدَهٗ مَا يَفْعَلُ فِيْ مَجَالِهٖ پس جب یہ حال
عمر سعد نے دیکھا تو مضطر ہو کر اُسنے اپنی قوم کو آواز دی کہ وائے ہو تم پر
اس گھوڑے سے دور ہو جاؤ اور اس سے کوئی متعرض نہو بلکہ اسکو
اسکے حال پر چھوڑ دو تاکہ دیکھیں اسکو کیا مقصود ہے فَلَمَّا تَبَاعَدَ عَنْهُ
الْمُتَعَرِّضُوْنَ وَكَفَّ عَنْ طَلَبِهِ الطَّالِبُوْنَ وَاَمِنَ ذٰلِكَ الْعُقَابُ
مِنَ الطَّلَبِ وَاسْتَرَاحَ عَنِ التَّعَرُّضِ وَالتَّعَبِ جَعَلَ يُحَمْحِمُ
وَيَحِنُّ حَنِيْنَ الثَّكْلٰى وَيَطْلُبُ رَاكِبَهٗ وَيَتَخَطَّى الْقَتْلٰى پس سنتے ہی
آواز عمر سعد کے سب اشقیا علیحدہ ہو گئے پس جب وہ اسپ باوفا مطمئن ہوا
کہ یہ سب ملعون اب مجھ سے دور ہو گئے اور کوئی متعرض نہوگا اُسوقت
پھر با آواز حزین نعرے مارنے لگا اور شہادت مظلوم کربلا پر مانند زن
پسر جوان مردہ کے چلا کر رونے لگا اور اُس حالت بیتابی اور
اضطراب میں بقصد تجسس لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کے
ہر شہید کی لاش پر جاتا تھا اور بو اُسکی سونگھ کر ہٹ جاتا تھا حَتّٰى بَرَكَ
عَلٰى جَسَدِهِ الشَّرِيْفِ وَيَبْكِيْ عَلَيْهِ وَيَنُوْحُ بِالْحُرْقَةِ لَدَيْهِ
وَيُمَرِّغُ بِدَمِهٖ نَاصِيَتَهٗ وَيُقَبِّلُ نَحْرَهٗ وَيَشُمُّ رَائِحَتَهٗ
بیان ہے کہ وہ اسپ باوفا بعد تجسس کے لاش اطہر آنحضرت پر

پہونچا اور پیشانی اپنی خون سے اُس مظلوم کے رنگین کی اور خوشبو اپنے
مالک کی سونگھی اور گلوے بریدہ اُن حضرت کے رو کر بوسے لیتا تھا
اور بیتاب ہوکر نعرے مارتا تھا ثُمَّ تَوَجَّهَ مُحَمْحِمًا اِلَی الخِیَامِ لِیُخْبِرَ اَهْلَهُ
بِقَتْلِهٖ قَالَ صَاحِبُ المَنَاقِبِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیطَالِبِ اَنَّ ذٰلِكَ
الحِصَانَ لَمَّا دَنٰی بِخِیَمِ النِّسَاءِ صَاحَ وَضَرَبَ بِرَاسِهِ الاَرْضَ
وَمَاتَ بعد اسکے نعرے مارتا ہوا خیمہاے اہل حرم پر پہونچا اور اُن
بیوارثون کو شہادت جناب سید الشہدا سے خبر دی چنانچہ صاحب
مناقب محمد بن ابیطالب مورخ نے نقل کیا ہی کہ جب وہ اسپ باوفا
درخیمہ اہل بیت رسول خدا پر پہونچا اُسوقت باواز حزین اور دردناک
چلایا اور بکمال کرب وقلق رویا اور بغم والم امام حسین علیہ السلام مین
سر اپنا زمین پر اسقدر پٹکا کہ آخر وہین مرگیا وَقَالَ اَبُو المَفَاخِرِ اَنَّهُ
بَعْدَ مَا اَخْبَرَ اَهْلَهُ وَعِیَالَهُ مِنْ قَتْلِ الحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَقْبَلَ بَاكِیًا اِلَی الصَّحْرَاءِ وَمَلَاءَ بِصَهِیلِهِ البَیْدَاءَ فَلَوْ یُوجَدُ
مِنْهُ عَیْنٌ وَلَا اَثَرٌ وَقِیلَ یَكُونُ ذٰلِكَ تَحْتَ القَائِمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اِذَا ظَهَرَ اور ابو المفاخر مورخ نے یون نقل کیا ہی کہ وہ اسپ باوفا
جب اہل بیت رسول خدا کو شہادت امام حسین سے مطلع کر چکا اُسوقت
روتا اور نعرے مارتا ہوا طرف صحرا کے چلا گیا ہرچند کہ بہت سے اشخاص
تعاقب وتلاش اُسکا کیا لیکن کسیکو نشان اُسکا نہ ملا اور بعض روایات
یون ثابت ہوتا ہی کہ جب جناب صاحب العصر علیہ السلام بحکم خدا

ظہور فرمائینگے تو اُسوقت وہ جناب اُسی اسپ وفادار پر سوار ہونگے وردی
اَبُو مِخْنَفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ اَنَّ ذٰلِکَ الْحِصَانَ بَعْدَ مَا اَخْبَرَ
النِّسْوَانَ بِقَتْلِ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ قَصَدَ الْفُرَاتَ وَاَلْقٰی
نَفْسَہٗ فِیْہِ وَمَاتَ اور ابومخنف مورخ نے عبداللہ بن قیس سے
روایت کی ہی کہ جب اُس اسپ باوفانے اہل بیت اطہار کو شہادت
مظلوم کربلا سے آگاہ کیا پس مفارقت پر اپنے مالک کی بہت رویا
چونکہ زندگی اپنی اُس وفاشعار کو اس غم مین نہایت ہی ناگوار تھی آخرکار
اُسنے اُس حالت اضطرار مین اپنے تئین نہر فرات مین ڈالدیا اور غریق
رحمت الٰہی ہوا وَفِی الْمُنْتَخَبِ وَالْاَمَالِیْ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ عَزَمَ مُهْرُهٗ مِنَ الْوَقِیْعَةِ مُخَضَّبًا بِدَمِہٖ تَابِعًا اِلَی الْخِیَامِ
وَبَکٰی عَلَی الْبَابِ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ اور منتخب اور امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ
مین یون منقول ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا
درجۂ شہادت پر فائز ہوچکے اُسوقت ذوالجناح نے پیشانی اپنی خون سے
اُن حضرت کے رنگین کی اور مثل زن پسر مردہ کے روتا اور نعرے
مارتا ہوا با حال پریشان در خیمہ پر پہونچا اور وہان باواز بلند اس طرح سے
رویا کہ جیسے کوئی خبر مرگ کی سنتا ہی فَسَمِعَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَہِیْلَہٗ وَعَرَفَتْہُ لِاَنَّہٗ کَانَ مِنْ جِیَادِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ص چونکہ ذوالجناح اسپہائے جناب رسالت مآب سے تھا
اور اُن حضرت نے اپنے فرزند دلبند امام حسین علیہ السلام کو عنایت

فرمایا تھا اسلیے جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام آواز اُسکی
پہچانتی تھیں اور اُس زمانہ تک زندہ رہنا اُسکا اعجاز و کرامات حضرت سے
بعید نہیں ہے پس سنتے ہی اُسکی آواز کے معلوم کیا کہ گھوڑا میرے بھائی کا
درِ خیمہ پر آیا ہے فَاَقْبَلَتْ اِلٰی سُکَیْنَۃَ بِنْتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَقَالَتْ لَھَا یَا بِنْتِیْ قُوْمِیْ فَھٰذَا صَوْتُ فَرَسِ اَبِیْکِ لَعَلَّہٗ
اَتَانَا بِالْمَاءِ فَاِنَّ کُبُوْدَنَا یَبِسَتْ مِنَ الظَّمَاءِ پس وہ معظمہ متوجہ ہوئیں
طرف سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السلام کے اور فرمایا کہ ای نور نظر
درِ خیمہ سے تمہارے باپ کے گھوڑے کی آواز آتی ہے شاید کہ حضرت بخیال
ہماری تشنگی کے پانی لائے ہوں پس ای نور چشم جلد جا کہ جگر ہمارے شدتِ
تشنگی سے خشک و پژمردہ ہیں آہ مومنین اِس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ اُسوقت اہل حرم پر نہایت غلبہ تشنگی کا تھا اور دختران مظلوم
کربلا فریاد العطش العطش کرتی ہونگی فَخَرَجَتْ سُکَیْنَۃُ مُسْرِعَۃً
وَنَظَرَتْ اِلٰی فَرَسِ اَبِیْھَا اَنَّہٗ خَالٍ عَنْ رَاکِبِہٖ وَالسَّرْجُ مَائِلٌ
عَنْ ظَھْرِہٖ وَالدَّمُ سَائِلٌ مِنْہُ وَھُوَ یَحُثُّ التُّرَابَ عَلٰی رَاْسِہٖ
فَھَتَکَتْ خِمَارَھَا وَنَادَتْ یَا عَمَّتَاہُ قُتِلَ وَاللّٰہِ اَبِی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ پس سنتے ہی اِس ارشاد کے سکینہ خاتون فوراً درِ خیمہ پر آئیں
حضرات خدا کسی امیدوار کو ناامید نہ کرے تصور کیجیے کہ اُسوقت
اُس مظلومہ نے کیا دیکھا آہ دیکھا کہ گھوڑا حضرت کا خالی ہے سوار سے
اور زین جھکا ہوا مسموم و محزون آلودہ بخون کھڑا رو رہا ہے اور اپنے

سر پر خاک اڑاتا ہی پس دیکھتے ہی اسکے اُس ستم دیدہ نے منھ اپنا پیٹ لیا اور بیتاب ہو کر آواز دی کہ ای پھوپھی جان قسم بخدا کہ باپ میرا امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے

مَاتَ الفَخَارُ وَمَاتَ الجُودُ وَالکَرَمُ	وَاغبَرَّتِ الاَرضُ وَالاَفَاقُ وَالحَرَمُ
غَابَ الحُسَینُ فَوَالهفیٰ مِن غَیبَتِہٖ	قَد صَارَتِ الشَّمسُ یَعلُو نُورَهَا الظُّلَمُ

ہائے افسوس خالی ہو گیا زمانہ جود و کرم اور مروت و سخاوت سے اور بعد شہادت امام حسینؑ خورشید امامت کے تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہو گیا اور آفتاب بے نور سیاہ نظر آتا ہی فَخَرَجَت زَینَبُ بِنتُ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ عَلِیٍّ مِنَ الخِبَاءِ وَمَعَهَا الاَطفَالُ وَالنِّسَاءُ وَلَطَمَت خَدَّهَا وَنَادَت وَااَخَاهُ وَاسَیِّدَاهُ وَالقَت نَفسَهَا عَلَی الاَرضِ پس سنتے ہی اسکے جناب زینبؑ اور سب بچے اور بیبیاں بیتابانہ در خیمہ پر آئیں دیکھا کہ واقعی گھوڑا حضرت کا خبر شہادت اپنے سوار کی دیتا ہی پس یہ دیکھتے ہی حضرت زینبؑ نے منھ اپنا پیٹ لیا اور ہائے بھائی ہائے حسینؑ کہا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑیں وَاَمَّا اُمُّ کُلثُومٍ اِعتَنَقَت بِفَرَسِ اَخِیهَا وَهِیَ تَقُولُ اَیُّهَا الجَوَادُ اَینَ کَهفِی وَاَخِی الحُسَینُ اَینَ سَیِّدِی وَمَلجَائِی اور جناب ام کلثومؑ نے اسوقت دونوں ہاتھ اپنے گردن میں اسکی ڈالدیئے اور روتی تھیں اور یہ کہتی تھیں کہ ای ذوالجناح ہمارے سردار ہمارے ماتجا بے امام حسینؑ کو کہاں چھوڑ آیا ای گھوڑے میرے

بھائی اور وارث اور سردار کونین کو کہاں کھو آیا ہی وَاَمَّا سُکَیْنَۃ
بِنْتُ الْحُسَیْنِ اَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلٰی حَوَافِرِ فَرَسِ اَبِیْهَا وَتَبْکِیْ
وَتَنُوْحُ وَا اَبَتَاہُ مَنْ لِلْاَرَامِلِ وَالْیَتَامٰی وَاسَیِّدَاہُ مَنْ لِیْ
بَعْدَکَ اَرْجُوْہُ اُسوقت جناب سکینہ دختر امام حسین علیہ السلام
سموں سے ذو الجناح کے لپٹی ہوئی بیتاب ہو کر روتی تھیں اور بین
کرتی تھیں کہ ای پدر بزرگوار افسوس ہی کہ بعد آپکے کوئی ہمارا حامی سرپرست
نرہا اب کون ایسا ہی کہ جوان بیوون اور یتیموں کی حمایت و کفالت
کریگا اور کون ایسا ہی کہ جو دست ظلم سے ان اشقیا کے ہم بیوا رثونکو
بچائیگا فَتَوَجَّهَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ
وَلَعَلَّہٗ مَنْقُوْلٌ مِنْ لِسَانِ حَالِهَا پس اُسوقت بیکسی مین جناب
ام کلثوم مدینہ کیطرف بحسرت و یاس متوجہ ہو کر یہ کہتی تھیں چنانچہ
شاعر بزبان حال ان مظلومہ کے کہتا ہی ؎

اَیَا جَدَّنَا هٰذَا الْحُسَیْنُ مُعَفَّرٌ	عَلَی التُّرْبِ مُجَدَّلٌ وَذُو الْوَرِیْدَیْنِ یُقْطَعُ
وَجُثْمَانُهٗ تَحْتَ الْخُیُوْلِ وَرَاْسُهٗ	عِنَادًا بِاَطْرَافِ الْاَسِنَّۃِ یُرْفَعُ

آگاہ ہو ای جد بزرگوار یہ فرزند آپکا حسینؑ کہ جسنے آپکی آغوش
مبارک مین پرورش پائی تھی اور لباس جنت سے جسکا بدن اطہر
آراستہ ہوتا تھا آج ظلم و ستم سے اعدائے دین کے تشنہ لب مثل گوسفند
قربانی ذبح کیے گئے اور با گلوے بریدہ آلودہ بخاک و خون ریگستان
گرم پر بے غسل و کفن بے لباس کے پڑا ہی اور اشقیائے امت نے

لاش آپکے فرزند دلبند کی پامال سم اسپان کی ہوا اور سر انور اُس مظلوم کا بعداوت نوک نیزہ پر بلند کیا ہے ؂

اَیَا جَدَّنَا لَوْ یَأْتُوْا مِنْ رِجَالِنَا		کَبِیْرًا وَلَا طِفْلًا عَلیٰ اُمِّہٖ یُرْضِعُ

اے جدنا مدار فریاد ہی کہ اعدانے اولاد پر آپکی وہ ظلم بیجا کیے ہیں کہ کوئی ظالم کسی کمترین خلق پر بھی ایسے ظلم نہیں کرتا ہے افسوس ہے کہ ان بیرحموں نے کسی کو ہمارے مردوں سے زندہ نہیں چھوڑا ہے بلکہ سب بچے اور جوان ایک دن میں تشنہ لب شہید کیے یہانتک کہ طفل شیر خوار علی اصغر کو بھی تیر ستم سے شہید کیا اور پیکانِ تیر سے شیر اُسکا بڑھایا یا وصف اِن سب ظلم و ستم کے ابھی تک دل ان اشقیا کے سیر نہیں ہوے ہیں اب قریب ہے کہ ہم عورات کو اسیر و مقید کر کے طرف کوفہ و شام کے لیجائیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہیجدہم

فِی الْبِحَارِ نَقْلًا عَنْ کَامِلِ الزِّیَارَۃِ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّہَا قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَلْبَسُ وَلَدَہُ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حُلَّۃً لَیْسَتْ ہِیَ مِنْ ثِیَابِ الدُّنْیَا بحار الانوار میں کامل الزیارت سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن عروہ نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُن معظمہ نے کہ ایک مرتبہ دیکھا میں نے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ بروز عید اپنے فرزند دلبند امام حسین علیہ السلام کے بدن انور پر لباس

آراستہ کرتے ہین اور وہ لباس قسم لباس دنیا سے نہین ہی لیس وہ لباس
دیکھکر مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کس قسم کا لباس ہی گویا تعجب کیا
اسوجہ سے کہ کبھی ایسا لباس نفیس نہین دیکھا تھا پس یہ سنکر حضرت نے
فرمایا کہ ای ام سلمہ یہ خلعت بہشت ہی کہ جناب اقدس الٰہی نے بطریق
ہدیہ واسطے میرے پارہ جگر نور عین حسینؑ کے بھیجا ہی اور ای ام سلمہ تانا
اس لباس کا پرون سے جبرئیلؑ کے ہی اور چونکہ آج روز عید اور
زینت ہی اور مین اپنے فرزند کو نہایت دوست رکھتا ہون اسلیے یہ
لباس بہشت اپنے ہاتھ سے اسکے بدن پر آراستہ کرتا ہون اور حلہاے
جنت پہناتا ہون سبحان اللہ یہ مرتبہ تھا شاہزادہ کونین جناب
امام حسین علیہ السلام کا کہ حق سبحانہ تعالےٰ خلعت جنت بطریق ہدیہ
بھیجا تھا اور جناب رسول خداؐ اپنے دست مبارک سے اُس لباس
بہشت کو اپنے فرزند دلبند کے بدن انور پر آراستہ فرماتے تھے اور کمال
محبت رکھتے تھے مگر افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب ہی کہ اُسی
فرزند رسول خداؐ کو بعد اُن حضرت کے اعداے دین نے مہمان بلاکر
صحراے کربلا مین تشنہ لب شہید کیا اور بعد شہادت کے لباس جسم
اطہر سے اُتار لیا اور وہ بدن انور جسپر حلہاے جنت آراستہ ہوتے تھے
ریگ گرم صحراے کربلا پر بے لباس کے چھوڑ دیا چنانچہ اس روایت
کو [illegible] ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ اور آقا سید علی صاحب قبلہ وغیرہ نے
یون لکھا ہی کہ چار عورتین اپنے برادران مقتول کی لاش پر آئین ہین

دو اُنمین کافرہ تھین اور دو مسلمہ تھین ایک بہن عمر بن عبدود کی جب اُسکو
خبر پہونچی کہ بھائی تیرا لشکر اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوا مگر لباس اور زرہ قیمتی
کہ جو عرب مین مشہور تھی اُسکے بدن پر موجود ہی اور کوئی اہل اسلام سے
اُسکو لوٹنے نہین آیا ہی یا تو بہن اُسکی رو رہی تھی یا یکایک چپ ہو گئی اور
کہنے لگی کہ معلوم ہوا کہ قاتل عمر کا کوئی اراذل قوم سے نہ تھا بلکہ کفو کریم تھا

لو کان قاتلہ غیر قاتلہ	لکنت ابکی علیہ الی الابد

اور کہا کہ اگر قاتل اُسکا کوئی اور سوا اس قاتل کے ہوتا تو مین مدت العمر
اُسکے غم والم مین رویا کرتی آہ مومنین یہ مقام تصور ہی کہ اہل اسلام نے
کافر کا لباس نہ اُتارا اور نہ اُسکی زرہ کھینچ لی کہ جو نہایت قیمتی تھی افسوس
ہزار افسوس کہ اہل کوفہ و شام جو اپنے تئین مسلمان جانتے تھے باوجود اسکے
فرزند رسول کا لباس اُتار لیگئے کوئی عمامہ لیگیا کسینے عبا لیلی اور کوئی کرتہ
لیگیا اور دوسری عورت صفیہ بہن بادشاہ خیبر کی ہی جسے جناب امیر
علیہ السلام نے اسیرون مین سے جدا کر کے بلال کے سپرد کیا کہ یہ عورت ہمراہ
اسکے جناب رسول خدا صلعم کی خدمت بابرکت مین پہونچا دے اتفاقاً بلال
اُسکو اُس جانب سے لیکر گذرا کہ جہان اُسکے اقربا کی لاشین پڑی تھین
پس جب نظر صفیہ کی اپنے بھائی کی لاش پر پڑی تو قریب تھا کہ روح اُسکی
جسم سے مفارقت کرے اور چہرہ اُسکا بسبب رنج والم کے زرد ہو گیا اسیطرح
بلال موذن نے اُسے جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت مین حاضر کیا
اُن حضرت نے جو حال صفیہ کا متغیر پایا تو بلال سے استفسار حال فرمایا

بس بلال رض نے کل ماجرا عرض کیا یہ سنتے ہی حضرت امیر خفا ہوے اور فرمایا
کہ ای بلال کوئی ایسا غضب کرتا ہے کہ عورتوں کو قتلگاہ میں لیجاتا ہے
واقعی مومنین عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں اور ایسے حالات کے دیکھنے کی
تحمل نہیں کر سکتی ہیں مگر افسوس ہزار افسوس اعدائے دین اہل حرم امام
حسین علیہ السلام کو بنا بر روایت ملا آقا دربندی کے بکمال عداوت
وعناد بمقتل شہدا بر لائے کہ تا ان ستم رسیدوں کا دل اپنے اقربا کو
خاک وخون میں آلودہ دیکھکر زیادہ درد میں آئے الغرض دو عورتیں
مسلمہ میں ایک انمیں بہن حضرت حمزہ سید الشہدا کی ہیں کہ نام ان معظمہ کا
بھی صفیہ تھا جب جنگ احد میں وہ جناب شہید ہوے اور یہ خبر انکی
بہن نے سنی تو بے اختیار صفیہ کوہ احد کیطرف روانہ ہوئیں جو مدینہ سے
بفاصلہ تین چار میل کے بشت بقبلہ واقع ہے جب دور سے جناب
رسالت مآب صلعم نے صفیہ کو آتے دیکھا تو جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا
کہ جلد لاش حمزہ کو چھپا دو ان حضرت نے فوراً چادر انکی لاش پر ڈالدی
بلکہ چادر بقدر ایک وجب کے کم ہوئی تھی اور پاؤں انکے کھلے رہگئے تھے
انکو حضرت نے گھانس سے چھپا دیا کہ تا نظر صفیہ کی لاش حضرت حمزہ ع
اپنے برادر مقتول پر نہ پڑے آہ آہ جو تھی ستم رسیدہ جناب زینب
بہن امام حسین علیہ السلام کی ہیں جب وہ مظلومہ خیمہ سے نکل کے اپنے
بھائی کی لاش اقدس پر قتلگاہ کربلا میں ہونچیں تو عجب ظلم وستم دیکھا
کہ وہ حال کسی بہن نے اپنے بھائی کا نہیں دیکھا ہوگا آہ دیکھا کہ وہ [illegible]

کپڑے بھی جسم شریف سے اعدا اُتار لیگئے ہیں جن کپڑوں کو بنظر احتیاط حضرت نے
لباس کے نیچے پہنا تھا کہ شاید لاش اقدس بعد شہادت کے بے لباس نہو
افسوس اشقیا نے اسپر بھی التفات کی بلکہ ابن زیاد لعین نے حکم بھیجا تھا
کہ لاش اطہر مظلوم کربلا کی پامال سم اسپان کرنا حالانکہ جسم شریف پر
اُس مظلوم کے چار ہزار نوسو پچاس زخم نیزہ و تیر و شمشیر لگے تھے اور
تمام بدن انور مجروح تھا علاوہ اسکے بعد شہادت کے ایک انگشتری
کے لیے بجدل لعین نے انگشت اطہر قطع کی اور ایک کمربند کے واسطے
جمّال ملعون نے دونوں دست اقدس جدا کیے الغرض جب وہ
مظلومہ لاش پارہ پارہ اپنے برادر مظلوم کی پہونچیں تو اُسوقت یہ
بین جگر خراش کرتی تھیں اور رو کر کہتی تھیں بِاَبِی مَنْ عَسْکَرُہٗ
فِی یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ نَھْبًا بِاَبِی مَنْ فُسْطَاطُہٗ مُقَطَّعُ الْعُرٰی فدا ہو
باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر کہ جسکا لشکر بروز دوشنبہ لوٹا گیا یعنے
جس مظلوم کے اصحاب و اقربا اور اولاد ایک دن میں تشنہ لب شہید
کیے گئے اور فدا ہو باپ میرا اُس بیکس و تنہا پر کہ جسکے خیمے کاٹ کر
گرا دیے گئے بِاَبِی مَنْ لَا ھُوَ غَائِبٌ فَیُرْتَجٰی وَلَا جَرِیْحٌ فَیُدَاوٰی
فدا ہو باپ میرا اُس مسافر و غریب الوطن پر کہ جسکے آنے کی امید اب
باقی نہیں اور فدا ہو باپ میرا اُس مجروح و زخمی پر کہ جسکا علاج اب
نہیں ہوسکتا یعنے ایسا زخمی نہیں ہے کہ جو علاج کرنے سے اچھا ہو جاوے
بِاَبِی الْمَھْمُوْمُ حَتّٰی قَضٰی بِاَبِی الْعَطْشَانُ حَتّٰی مَضٰی فدا ہو باپ میرا

اُس صابر و شاکر پر کہ جو رنج پر رنج اقربا اور اولاد کے اُٹھا کر دنیا سے
رحلت کر گیا اور فدا ہو باپ میرا اُس تشنہ لب پر کہ جسکو وقت آخر بھی
پانی نہ ملا اور پیاسا راہی جنت ہوا حضرات تصور کیجیے کہ اُس
جناب کے سامنے کیسے کیسے جوانانِ ہاشمی اور بچے پیاسے قتل ہوے
آہ ماہ بنی ہاشم جناب عباسؑ کے ہاتھ قطع ہوے اور گرز آہنی سے سر انور
شق ہوا اور شاہزادہ قاسم زخموں سے چور چور راہی جنت ہوا اور
شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر سر پر ضربت کھا کر شہید ہوے اور علی اصغر شیر خوار
ہاتھوں پر حضرت کے تیر ستم سے تشنہ ذبح ہوا اور پیکان تیر سے تیر بڑھایا گیا
اور عبد اللہ فرزند امام حسن علیہ السلام کا آغوش حضرت میں تیر کھا کر
شہید ہوا آہ جناب زینبؑ فرماتی ہین بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ
بِالدِّمَاءِ قربان ہو باپ میرا اُس مقتول و مذبوح پر کہ جسکی ریش
اقدس سے خون ٹپکتا ہی بِاَبِیْ مَنْ جَدُّہٗ رَسُوْلُ اِلٰہِ السَّمَاءِ بِاَبِیْ
مَنْ جَدَّتُہٗ خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی وَاَبُوْہُ عَلِیُّ نِ الْمُرْتَضٰی وَاُمُّہٗ
فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ قربان ہو باپ میرا اُس
فرزند رسول پر کہ جسکے جد امجد جناب رسول خدا اور پدر بزرگوار
علی مرتضےٰ ہین اور جدہ ماجدہ جسکی خدیجہ کبرےٰ اور مادر گرامی فاطمہ
زہراؑ ہین غرضکہ بعد اسکے معارج النبوت مین لکھا ہی کہ صفیہؓ کے
ساتھ ایک صاحبزادی جناب حمزہ کی بھی کہ نام اُس یتیمہ کا فاطمہ تھا
جب اُس بیکس نے لاش اپنے باپ کی دیکھی تو اپنے تئین گرا دیا اور

لاش سے لپٹ کے زار زار روتی تھی اور بین جگر خراش کرتی تھی پس جناب رسول خدا اور علی مرتضےٰ علیہما السلام نے بکمال یتیم نوازی تسلی و دلاسا دیکر طرف مدینہ کے پھیر دیا یا رسول اللہ کہاں تھے آپ بروز عاشورا جب سکینہ خاتون یتیمۂ امام حسین ع لاش پدر سے لپٹ کے زار زار روتی تھیں اور بین کرتی تھیں تو عوض تسلی و دلاسے کے شمر لعین تازیانے مارتا تھا یہاں تک کہ بکمال ظلم و ستم لاش پدر سے جدا کیا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس نوزدہم

فِي الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ لِكُلِّ شَيْءٍ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَةَ فِيْنَا بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ہر عمل خیر کے لیے خداوند عالم نے ایک حد ثواب معین و مقرر فرمائی ہے مگر رونا ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت پر کہ اسکے ثواب کی کچھ حد مقرر نہیں ہے یعنے حق سبحانہ تعالیٰ نے بحساب اسکے لیے ثواب معین و مقرر فرمایا ہے پس **حضرات** گریہ و بکا کیجیے حال پر اہل بیت اطہار کے کہ بعد شہادت مظلوم کربلا کے کیسے کیسے مصائب میں مبتلا رہے فِي مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ ع اِذْ تَفِعَ الصُّرَاخُ مِنْ فُسْطَاطِهٖ وَنَادٰى عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ يَا قَوْمُ كُبُّوا الْخِيَامَ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِ سَيِّدِ الْاَنَامِ وَاضْرِمُوْا فِيْهَا النَّارَ چنانچہ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب جناب سیّد الشہدا خامس آل عبا ع

روز عاشورا درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اُسوقت عجب کہرام خیمہائے
امام حسین علیہ السلام میں برپا ہوا پس عمر سعد لعین نے اپنے لشکر کو آواز
دی کہ جلد طنابیں خیموں کی کاٹ کر گرا دو اور آگ خیموں میں اہل بیت
رسول خدا کے لگا دو فقال رجل من اھل الشام ویلک یا بن
سعد اما کفاک ما صنعت بالحسین اترید تحرق حرم
رسول اللہ صلعم عزمت ان یخسف بنا الارض فسکت الملعون
ولم یرد الجواب پس جب اُس لعین نے یہ حکم دیا اُسوقت اُس سے
ایک شخص شامی نے کہا کہ ای عمر سعد عجب بیرحم ہے تو کہ باوصف قتل کرنے
امام حسین علیہ السلام اور اُنکے اعوان و انصار اور اقربا کے دل تیرا
ظلم سادات سے سیر نہیں ہوا ہے کہ اسیر بھی تو چاہتا ہے کہ اہل بیت
رسول مختار اور اُنکے اطفال خردسال کو کہ یہ سب بیگناہ ہیں آگ میں
جلائے وای ہو تجھپر ای بیرحم قریب ہے کہ بسبب اس ظلم و ستم عظیم کے
غضب خداوند قہار تجھپر نازل ہو اور زمین کو حق سبحانہ و تعالے کا حکم
شق ہونیکا دے اور سب ظالم اُسمیں سما جائیں پس یہ سنکر وہ ملعون
چپ ہو رہا اور مطلق جواب نہ دیا فقال اسلبوا النسوان و انھبوا
الخیام فاقبل القوم الی فسطاط الامام پس حکم دیا کہ ابھی لشکر
داخل خیمہائے اہل بیت اطہار ہو اور اسباب سب لوٹ لو اور
ان عورات کے پاس کچھ باقی نہ رکھو پس سنتے ہی حکم اُس بیحیا کے سب
ملعون تلواریں کھینچکر داخل خیمہائے حرم محترم ہوئے قالت زینب

بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُنْتُ وَاقِفَةً عَلَى بَابِ الْخَيْمَةِ وَأَنَا أَبْكِي عَلَى مَا أَصَابَنَا مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ أَزْرَقُ الْعَيْنَيْنِ

جناب زینب دختر امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتی ہیں کہ اُس وقت میں در خیمہ پر اپنی مصیبت پر کھڑی رو رہی تھی کہ ناگاہ ایک ملعون کبود چشم میرے قریب آیا وَأَخَذَ رِدَائِي وَقِنَاعِي فَنَظَرَ إِلَى أُذُنَيَّ وَرَأَى الْقُرْطَيْنِ فَجَعَلَ يُعَالِجُهُمَا وَيَبْكِي فَقُلْتُ لَهُ يَا عَدُوَّ اللهِ أَتَسْلُبُنِي وَتَبْكِي فَقَالَ أَنَا أَبْكِي لِمَا جَرَى عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ پس اُس بددین نے میری چادر اور مقنعہ چھین لیا اور میرے کانوں کیطرف دیکھ کے گوشوارے اُتارتا تھا اور روتا جاتا تھا پس میں نے اُس لعین سے کہا کہ اے ملعون تعجب ہے کہ تو زیور اور اسباب میرا لوٹتا ہے اور روتا جاتا ہے اُس شقی نے جواب دیا کہ میں روتا ہوں تم اہلبیت رسالت کی مصیبت و بیکسی پر کہ ان اشقیا نے اولاد رسول خدا پر ناحق ظلم و ستم کیا فَقُلْتُ لَهُ قَطَعَ اللهُ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَعَذَّبَكَ اللهُ بِالنَّارِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ نَارِ الْآخِرَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ مُلْقًى عَلَى نِطْعٍ مِنَ الْأَدِيمِ فَجَذَبَهُ مِنْ تَحْتِهِ وَأَكَبَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي التُّرَابِ پس وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ اُسوقت کہا میں نے کہ اے ستمگار و بیحیا حق سبحانہ تعالیٰ دونوں ہاتھ اور پاؤں تیرے قطع کرے اور تجھے عذاب کرے بآتش دنیا قبل عذاب آتش دوزخ کے باوجود علم کے تو ظلم کرتا ہے بعد اسکے وہ ملعون بالین سر امام زین العابدین

علیہ السلام کے آیا اور وہ بیمار حالت غش مین فرش ادیم پر پڑے تھے
تو اُس بیرحم نے اُس فرش کو نیچے سے اُس بیمار کے اس زور سے
کھینچا کہ وہ مظلوم منھ کے بھل خاک پر گر پڑے چنانچہ مقتل ابو مخنف مین
منقول ہی کہ بعد چند سال کے جب مختار نے خروج کیا تو اُس ملعون کو
پکڑا وقال لہ بیّن لی ما صنعت یوم الطف بالحسین واھلہ
قال یا امیر ما فعلت شیئاً الا سلبت زینب بنت علی
قناعھا وقرطیھا من اذنیھا پس مختار علیہ الرحمہ نے اُس ملعون سے
پوچھا کہ ای لعین سچ بیان کر کہ روز عاشورا کربلا مین تو نے امام حسین
علیہ السلام اور اُنکے اہل بیت پر کیا کیا ظلم کیے تھے اُسنے کہا کہ ای امیر
مین نے اُس روز کوئی ظلم اُن حضرت پر اور اُنکے اہل بیت پر نہین کیا ہے
لیکن زینب خاتون دختر امیر المومنین کی چادر اور مقنعہ سر اقدس سے
اور دو گوشوارے گوش مبارک سے اُتار لیے تھے قال المختار یا عدو
اللہ ای شیء اردت تفعل اکثر من ھذا فھل سمعت منھا
شیئاً تقول لک قال یا امیر لما اخذت قرطیھا قالت لی
یا عدو اللہ قطع اللہ یدیک ورجلیک واحرقک اللہ بنار
الدنیا قبل نار الاخرۃ پس مختار نے کہا کہ ای دشمن خدا اس ظلم سے
زیادہ اور کیا قصد تھا تیرا کہ جو اہل بیت رسول مختار پر کرتا ای ملعون
جب تو نے اُس معظمہ سے چادر اور گوشوارے چھینے تھے تو اُن مظلومہ نے
تجھے کچھ کہا تھا اُسنے کہا البتہ جب مین نے گوشوارے لیے تھے اُس

خاتون کاریہ نے فرمایا تھا کہ ای دشمن خدا حق سبحانہ تعالے دونون ہاتھ
اور پانون تیرے قطع کرے اور تجھے آتش دنیا سے جلائے قبل آتش
دوزخ کے فبکی المختار وقال واللہ لا اتجاوز دعوۃ الطاھرۃ
وابنۃ الطاھرۃ فقطع یدیہ ورجلیہ واحرقہ بالنار پس یہ
سنکر مختار رحمہ اللہ بہت روئے اور کہا کہ ای ملعون قسم بخدا کہ مین تجھ سے
اُسیطرح سے پیش آؤنگا کہ جو بد دعا تیرے لیے کی ہی اُس طاہرہ بنت
طاہرہ نے اسلیے کہ بے شبہ دعا اُنکی درگاہ خدا مین مقبول ہی پس یہ کہکر
مختار نے دونون ہاتھ اور پانون اُس ملعون کے قطع کیے اور بعد اُسکے
تمام بدن اس ناپاک کا آگ مین جلا دیا قال فدخل القوم فی
خیام الامام علیہ السلام وینزعون الملاحف عن ظھور ال
الرسول ویسلبون المقانع عن رؤس بنات البتول وھن
یلذن بعضھا ببعض الغرض راوی کہتا ہی کہ بعد اس ظلم وستم کے
جو ان اشقیا نے جناب زینبؑ اور بیمار کربلا پر کیا بہت سے ملعون داخل
خیمہ مظلوم کربلا ہوے اور اسباب اہل حرم کا لوٹنے لگے اور چادر
اور مقنعہ ہرایک مظلومہ کے سر سے اُتارنے لگے اور اسوقت حال
اُن معظمات کا مارے غیرت کے یہ تھا کہ ہرایک بکیس پیچھے دوسرے
کے چھپتی تھی ہرچند اُس حالت اضطرار مین وہ سب مخدرات ہرایک سے
استغاثہ و فریاد کرتی تھین لیکن کوئی اُن بیکسون کی فریاد کو نہ پہونچتا تھا
قال حمید بن مسلم اذ دخل علیھن عمر بن سعد مع اصحابہ

فضجت النساء ضجة واحدة في وجهه چنانچہ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ
جب اشقیائے کوفہ وشام چادریں اور زیور اہل حرم سے چھین چکے
اُسیوقت عمر سعد ملعون مع اپنے اصحاب اور رُفقا کے داخل خیام ہوا
جب اہل حرم نے اُس بیرحم کو دیکھا صدا بفریاد واستغاثہ بلند کی
وسئلن عنه ليسترجع ما اخذ منهن فامرهم بردها لكن
والله ما ردّ احد مسلوبهنّ اور اُن بیکسون نے اُس بیدین سے
بزاری کہا کہ اے عمر سعد تو خوب جانتا ہے کہ ہم سب دختران رسول خدا ہیں
اور کوئی وارث ہمارا باقی نہیں ہے ہمیں بیوارث جانکر تیری فوج نے
ہمارے سرون سے چادریں چھین لین ہین اور ہمیں سر برہنہ کردیا ہے
واسطے خدا ورسول کے ان بیرحمون سے کہکر ہمارے مقنعہ وچادریں
دلوا دے کہ مارے شرم وغیرت کے حال ہمارا تباہ ہے پس عمر سعد نے
گریہ وزاری اُن مظلومات کی دیکھکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ چادریں
اہل حرم کی واپس دو حمید کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ ہرچند عمر سعد ملعون نے
اُن اشقیائے واسطے واپس کرنے ردا ہائے اہل حرم کے کہا لیکن کسی
ملعون نے کہنا اُس شقی کا نہ سُنا اور ایک چادر بھی کسی مظلومہ کو
واپس نہ دی فاقبل عمر بن سعد الى علي بن الحسين المريض
وقال هل ابقيتموه فاقتلوه فبكت زينب بنت علي
والقت نفسها عليه وقالت ويلك يا ابن سعد اما كفاك
قتل اخي الحسين ع پس عمر سعد متوجہ طرف امام زین العابدین

علیہ السلام کے ہمرا دیکھا کہ وہ حضرت اُسوقت شدت مرض سے بیہوش
پڑے تھے کہنے لگا کہ وائے ہو تمپر ای اہل کوفہ و شام اس بیمار و علیل کو کہ یہ
بقیہ ہی امام حسینؑ کا کیوں باقی رکھا اب جلد اس بیمار کو قتل کرو آہ جب جناب
زینبؑ نے یہ سنا بیتاب ہوگئیں اور اُسوقت اُس بیمار سے لپٹ گئیں
اور فرمایا کہ ای عمر سعد وائے ہو تجھپر کیا قتل کرنا امام حسین فرزند رسول الثقلین کا
تجھے کافی نہیں ہوا اور دل تیرا ظلم سادات سے ابھی سیر نہیں ہوا ہی کہ تو
اس بیمار ناتوان کو قتل کرتا ہی یا ابن سعد ان عزمت قتلہ فاقتلنی
قبلہ فرق قلبہ و قال لھم دعوہ فانہ مشغول بنفسہ اور فرمایا کہ
ای عمر سعد اگر قصد تیرا اس مریض کے قتل کا ہی تو پہلے اس سے مجھ بیکس کو
قتل کر کہ تا میں قتل ہوتا اس علیل کا نہ دیکھوں پس عمر سعد یہ حال زینبؑ
خاتون کا دیکھکر کچھ متاثر ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اس بیمار کو
کوئی قتل نہ کرے کہ یہ بسبب شدت مرض کے قریب ہی کہ بدون قتل کے
انتقال کرے وفی البحار عن فاطمۃ الصغریٰ بنت الحسین علیہ
السلام انھا قالت لما قتل ابی کنت واقفۃ علی باب الخیمۃ
اور بحار الانوار میں فاطمہ صغرا دختر جناب سید الشہدا سے منقول ہی
کہ فرمایا اُس ستم دیدہ نے جب پدر مظلوم میرے امام حسینؑ شہید ہوچکے
اُسوقت میں در خیمہ پر کھڑی تھی وانا انظر الی اجسادھم المقدسۃ
فاھم مصرعون مضمخون بالدماء مرملون کالاضاحی علی
الرمضاء وانا ابکی وافکر فیما یقع علینا بعد قتلھم من ایدی

الاعداء پس اسوقت دیکھا مین نے کہ لاش اقدس میرے باپ اور سب اقربا کی اُس ریگستان گرم پرشل گوسفندان قربانی کے غلطان بخاک وخون پڑی ہین پس یہ مصیبت دیکھکر مین رونے لگی اور مجھے اسوقت یہ خیال آیا کہ اب دیکھیے یہ اشقیاے بنی امیہ ہم اہل حرم سے کسطرح پیش آتے ہین

اَیَقتُلُونَنَا اَو یاسِرُونَا لِاَنَّ الدَّهرَ لَم یَبقَ لَنَا کَهفًا وَ قَیِّمًا اِذَا رَحَلَ عَلٰی ظَهرِ جَوَادِهٖ یَسُوقُ النِّسَاءَ بِکَعبِ رُمحِهٖ جس صورت مین

کوئی سرپرست ہمارا باقی نہین رہا ہی کہ جو ہماری حمایت کرے پس اب یہ اشقیا دیکھیے کہ ہم بیوارثون کو آیا قید کرتے ہین یا مثل ہمارے اقربا کے قتل کرتے ہین اسواسطے کہ انقلاب زمانہ سے کوئی حامی باقی نہ رہا پس مین اسی فکر مین تھی کہ ناگاہ ایک سوار نیزہ دست آیا اور آتے ہی اُس نابکار نے اہل بیت اطہار کو کعب نیزہ سے مارنا شروع کیا وَهُنَّ یَلُذنَ بَعضُهُنَّ بِبَعضٍ وَیَصِحنَ هَل مِن مُغِیثٍ یُغِیثُنَا هَل مِن نَاصِرٍ یَنصُرُنَا وَا غُربَتَاهُ وَا قِلَّةَ نَاصِرَاهُ وَا جَدَّاهُ وَا مُحَمَّدَاهُ وَا عَلِیَّاهُ وَا حَسَنَاهُ وَا حُسَینَاهُ اور دیکھا مین نے کہ وہ سب مظلومہ اُس حالت اضطرار مین ایک پیچھے دوسرے کے چھپتی ہین اور یہ کہتی ہین کہ آیا ہی کوئی ایسا فریاد رس جو اسوقت بیکسی مین ہماری فریاد کو پہونچے آیا ہی کوئی رحم دل جو اسوقت اضطرار مین ہم بیوارثون کی مدد کرے اور ہمین پناہ دے ہائے کیا غربت و بیکسی ہی کہ کوئی ہماری دادرسی نہین کرتا اور کوئی مظلومہ فریاد کرتی ہی کہ ای نانا محمد مصطفےؐ اور ای بابا علی مرتضیؑ ای بھائی حسن مجتبیؑ اور حسینؑ

شہید راہ خدا افسوس ہی کہ آپ زندہ نہیں ہیں کہ ہاتھ سے ان ظالموں کے ہمیں بچائیں اور اس غربت و بیکسی میں حمایت کریں قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ هٰكَذَا طَارَتْ مَشَاعِرِي وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِي فَجَعَلْتُ أُجِيلُ بِطَرْفِي يَمِينًا وَشِمَالًا عَلَى عَمَّتِي زَيْنَبَ خَشْيَةً مِنْهُ وہ مظلومہ فرماتی ہیں جب میں نے یہ حال اپنی ماں اور پھپیوں کا دیکھا ہوش و حواس میرے بجا نرہے اور تمام بدن تیرا خوف سے اُس لعین کے کانپنے لگا اور اُسوقت میں گوشۂ چشم سے داہنے اور بائیں اپنی پھوپھی زینب خاتون کو دیکھنے لگی کہ وہ معظمہ کہیں قریب میرے ہوں تو میں اُنکے پاس جا کر چھپ رہوں اور ظلم سے اس ظالم کے بچ جاؤں فَبَيْنَا كَذٰلِكَ وَإِذَا بِهِ قَدْ قَصَدَنِي فَفَرَرْتُ مِنْهُ مُنْهَزِمَةً وَأَنِّي أَظُنُّ أَنْ أَسْلَمَ مِنْهُ فَهُوَ تَبِعَنِي فَذَهَلْتُ خَشْيَةً مِنْهُ پس میں ابھی اسی فکر میں تھی کہ ناگاہ وہ ملعون میری طرف آیا اور میں اُسے اپنی طرف آتا دیکھکر بخیال اسکے کہ شاید میں اُسکے ظلم سے بچ جاؤں طرف صحرا کے چلی گئی اور اُس بیرحم نے میرا تعاقب کیا چونکہ میں بسبب ناتوانی کے چل نہ سکی تو اُس لعین کے خوف سے غافل ہو کر وہاں وہاں ٹھہر گئی وَإِذَا بِكَعْبِ رُمْحِهِ بَيْنَ كَتِفِي فَسَقَطْتُ عَلَى وَجْهِي فَخُرِمَ أُذُنِي وَأَخَذَ قُرْطِي وَمِقْنَعِي وَالدِّمَاءُ تَسِيلُ عَلَى خَدِّي فَوَلَّى رَاجِعًا إِلَى الْخِيَامِ وَأَنَا مَغْشِيَّةٌ عَلَى الْأَرْضِ پس وہ ملعون میرے آیا اور کعب نیزہ میری پشت پر اس زور سے رکھا کہ میں منہ کے بل زمین پر گر پڑی اور اُس

ملعون نے گوشوارے میرے اس بیرحمی سے کھینچے کہ لوین میرے کانونکی
زخمی ہوگئین اور اُنسے خون جاری ہوا اور تمام منحہ اور رخسارے میرے
لہو سے تر ہوگئے اور بعد اُسکے اُس بیدین نے چادر اور مقنعہ میرے سر سے
اُتار لیا اور پھر طرف خیمگاہ کے چلا گیا اور مین اُس صدمہ سے غش کھا کر
زمین پر گر پڑی فَلَمَّا حَصَلَتْ لِی الْاِفَاقَةُ اِذَا بِعَمَّتِی زَیْنَبُ عِنْدِی
تَبْکِی وَتَقُوْلُ لِی یَا بِنْتِی قُوْمِی نَمْضِی حَتّٰی نَعْلَمَ مَا جَرٰی عَلَی الْبَنَاتِ
وَاَخِیْكِ الْعَلِیْلِ پس جب بعد تھوڑی دیر کے مجھے غش سے افاقہ ہوا
دیکھا مین نے کہ پھوپھی میری زینب خاتون میرے سرہانے بیٹھی رو رہی ہین
اور مجھسے فرماتی ہین کہ اے بیٹی اُٹھو اور چلو کہ دیکھین تمھاری بہنون
اور بھائی بیمار پر کیا مصیبت گذری فَقُلْتُ لَهَا یَا عَمَّتَاہُ قَدْ سُلِبَتْ
مِعْجَرِی وَمِقْنَعِی فَهَلْ مِنْ خِرْقَةٍ اَسْتُرُ بِهَا رَاْسِیْ عَنْ اَعْیُنِ
النَّاظِرِیْنَ پس اُسوقت مین نے اپنی پھوپھی سے عرض کی کہ اے
پھوپھی جان مین کیونکر اُٹھون کہ ایک ملعون میرے سر سے چادر اور
مقنعہ اُتار لیگیا ہی اور مجھے شرم آتی ہی کہ اس مجمع نامحرمون مین سر برہنہ
ہون اگر آپکے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے عنایت کیجیے کہ تا مین سر اور
منھ اپنا ان نامحرمون سے چھپاؤن فَلَمَّا سَمِعَتْ مِنِّی ذٰلِكَ بَكَتْ
وَقَالَتْ یَا بُنَیَّتَاہُ عَمَّتُكِ مِثْلُكِ فَرَاَیْتُ رَاْسَهَا مَكْشُوْفًا
وَمَتْنَهَا قَدْ بَانَ اَسْوَدُ مِنَ الضَّرْبِ فَبَكَیْتُ وَسِرْتُ بِهَا
اِلَی الْخِیَامِ پس جب اُن معظمہ نے مجھسے یہ سنا تو بہت روئین اور

فرمایا کہ اے بیٹی تیری پھوپھی بھی تو مثل تیرے بے مقنعہ و چادر ہے میرے
سر سے بھی ایک ملعون چادر چھین لیگیا ہے پس دیکھا مین نے کہ وہ معظمہ
سر عریان ہین اور بازو اور بدن اطہر نیلے ہوئے ہین اور نشان ضرب
تازیانون کے نمایان ہین پس مین انکی بیکسی پر بہت روئی اور ہمراہ
اُن مخدومہ کے خیمگاہ کیطرف آئی افسوس ہزار افسوس بعد شہادت
امام حسینؑ کے دختران اور خواہران اُن حضرت پر کیا کیا ظلم و ستم ہوئے
آہ یہ ثمرہ اور اثر اُس ظلم و ستم کا ہے کہ جو بعد جناب رسول خداؐ کے انکی
پارہ جگر جناب سیدہؑ پر گذرے چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہے
کہ اعدا نے دروازہ جلا کے گرا دیا اور نامحرم داخل دولتسرا ہوئے
اور ایک بیحیا نے دروازہ کو اس زور سے ڈھکیلا کہ پٹ اُسکا جناب
سیدہؑ پر گرا جسکے صدمہ سے شاہزادہ محسن شکم اطہر مین شہید ہوا علاوہ اسکے
اُس بیحیا نے تلوار اپنی کہ میان مین تھی پہلوے اقدس اُس معصومہ پر
ماری آہ قنفذ لعین نے ایک تازیانہ اس زور سے بازوے اطہر پر مارا کہ
وہ جگہ مثل بازوبند کے ورم کر آئی اور تا وقت رحلت وہ ورم بازوے
مبارک پر باقی رہا فَمَا رَجَعْنَا اِلَى الْخِيَامِ اِلَّا وَهِيَ نُهِبَتْ وَاَخِي الْعَلِيْلُ
عَلٰى وَجْهِهٖ مَكْبُوْبٌ لَا يُطِيْقُ الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ فَجَعَلْنَا نَبْكِيْ
عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْكِيْ عَلَيْنَا ترجمہ دختر مظلوم کربلا فرماتی ہین کہ جب ہم
خیمون مین پہونچے دیکھا ہمنے کہ تمام اسباب ہمارا لٹ گیا ہے اور سب
مخدرات عصمت و طہارت بے مقنعہ و چادر سر برہنہ رو رہی ہین اور

ہر طرف سے آواز واحسیناہ واحسیناہ کی بلند ہی اور بھائی میرے بیمار امام
زین العابدین علیہ السلام بسبب شدت مرض کے منہ کے بھل خاک پر حالت
غش میں پڑے ہیں اور اُن حضرت میں طاقت نشست و برخاست کی
باقی نہیں ہی پس ہم سرہانے اُس مظلوم کے بیٹھ گئے اور حال پر ملال پر
اُس بیمار و علیل کے روئے اور وہ بھی ہم اہل بیت کی بیکسی اور غربت پر
رونے لگے اور فرماتے تھے کہ کاش میں بھی قتل ہوجاتا اور تمھیں اس
آفت و بلا میں مبتلا نہ دیکھتا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس ہفتم

فِی الْبِحَارِ عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ بَعْضُهُمْ
اِنْقَطَعْتُ فِی الْبَادِیَةِ عَنِ الْقَافِلَةِ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً بحار الانوار
میں ابو القاسم قشیری سے منقول ہی کہ ایک جماعت حجاج میں سے ایک
شخص نے کہا کہ میں صحرا میں قافلہ سے جدا ہو گیا تھا کہ اُس وقت میں نے
ایک عورت کو پایا فَقُلْتُ لَهَا مَنْ اَنْتِ پس میں نے اُس سے کہا
کہ تو کون ہی فَقَالَتْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اُسنے جواب
میں اس آیہ شریفہ کی تلاوت کی کہ جسکا ترجمہ یہ ہی کہ اول سلام کر
پس قریب ہی کہ وہ جانینگے اس سے اشارہ کیا کہ پہلے سلام کر کہ سنت
اسلام ہی فَسَلَّمْتُ عَلَیْهَا فَقُلْتُ مَا تَصْنَعِیْنَ هٰهُنَا یہ سنکر
میں نے اُسپر سلام کیا پس میں نے کہا کہ تو اس جگہ کیا کرتی ہی قَالَتْ
مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ اُسنے جواب دیا کہ جسکو حق سبحانہ تعالی

ہدایت کرے اُسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہین ہی اِس سے اشارہ کیا کہ مین قافلہ سے جدا ہوئی ہون فَقُلْتُ اَمِنَ الْجِنِّ اَنْتِ اَوِ الْاِنْسِ مین نے کہا کہ آیا تو قوم جن سے ہی یا انسان ہی قَالَتْ یَا بَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ اُسنے جواب دیا کہ ای بنی آدم زینت اپنی اکرو لباس یا شانہ سے نزدیک ہر مسجد کے عید او جمعہ مین اس سے اشارہ کیا کہ مین بنی آدم سے ہون فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتِ قَالَتْ یُنَادَوْنَ مِنْ مَکَانٍ بَعِیْدٍ یہ سُنکر مین نے کہا کہ تمہارا کہان سے آنا ہوا اُسنے جواب مین کہا کہ ندا دیئے جاتے ہین جاے دُور سے اس سے اشارہ کیا کہ مین دُور سے آتی ہون فَقُلْتُ اَیْنَ تَقْصِدِیْنَ قَالَتْ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا یعنی مین نے کہا کہ کہان کا ارادہ ہی اُسنے اِس آیت کو پڑھا کہ حاصل معنے اُسکے یہ ہین کہ اللہ کا حق ہی ہر مکلف ذی مقدور پر حج کرنا خانۂ کعبہ کا اس ایما کیا کہ مین حج کو جاتی ہون فَقُلْتُ مَتٰی اِنْقَطَعْتِ قَالَتِ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ پس مین نے کہا کہ تم کب سے قافلہ سے جدا ہوئی ہو اُسنے جواب مین کہا کہ جس خدا نے آسمانون اور زمینون کو اور جو درمیان اُنکے ہے چھ دن مین پیدا کیا اِس سے یہ آگاہی دی کہ چھ دن سے اہل قافلہ سے جدا ہوئی ہون قَالَ فَقُلْتُ اَتَشْتَہِیْنَ طَعَامًا فَقَالَتْ وَمَا جَعَلْنَاہُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ فَاَطْعَمْتُہَا راوی کہتا ہی

یہ سنکر مین نے پوچھا کہ کچھ اشتہا غذا کی ہی اُسنے اس آیہ کی تلاوت کی جسکا
ترجمہ یہ ہی کہ ہمنے اُنکے لیے جسم قرار دیا اور اُنکو کھانے سے مستغنی اور لاپروا
نہین کیا اس سے معلوم ہوا کہ اشتہا غذا کی ہی پس مین نے کھانا کھلا دیا
ثُمَّ قُلْتُ هَرْوِلِي وَتَعَجَّلِي قَالَتْ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
بعد اُسکے مین نے کہا کہ سرعت سے چلو اور جلدی کرو اُسنے جواب مین
کہا کہ حق سبحانہ تعالی کسیکو تکلیف نہین دیتا ہی مگر بقدر اُسکی وسعت اور
طاقت کے فَقُلْتُ اُرْدِفُكِ قَالَتْ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ
لَفَسَدَتَا پس مین نے کہا کہ اپنے ساتھ تمکو سوار کر لون اُسنے یہ سنکر کہا
کہ اگر درمیان آسمان و زمین کے کئی خدا ہوتے سوائے معبود بحق کے
تو ہر آئینہ وہ دونون فاسد ہو جاتے اس سے اشارہ کیا کہ نامحرم کے
ساتھ سوار ہونا باعث فساد ہی فَنَزَلْتُ فَاَرْكَبْتُهَا فَقَالَتْ سُبْحَانَ
الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا پس یہ سنکر مین اپنے مرکب سے اُترا اور
اُسکو سوار کیا اُسوقت اُسنے کہا پاک و منزہ ہی وہ خداوند عالم کہ جسنے
حیوانات کو ہم بنی آدم کے واسطے مسخر کیا فَلَمَّا اَدْرَكْنَا الْقَافِلَةَ قُلْتُ
لَكِ اَحَدٌ فِيْهَا راوی کہتا ہی جب ہمنے قافلہ کو پایا تو مین نے اُس
کہا کہ اے ضعیفہ آیا تیرا کوئی اس قافلہ مین ہی قَالَتْ يَا دَاوٗدُ اِنَّا
جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ يَا يَحْيٰى خُذِ
الْكِتٰبَ يَا مُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ اُسنے میرے جواب مین ان فقرات
آیات کی تلاوت کی جن سے اشارہ کیا کہ ان اسمار کے اقربا میرے

اس قافلہ میں ہیں قَالَ فَصِحْتُ بِهٰذِهِ الْاَسْمَآءِ فَاِذَا اَنَا بِاَرْبَعَةِ شَبَابٍ مُتَوَجِّهِيْنَ نَحْوَهَا راوی کہتا ہے کہ میں نے ان اسمائے مذکورہ سے پکارا پس یکایک چار جوان قافلہ سے نکلے اور متوجہ طرف اُس ضعیفہ کے ہوئے فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ مِنْكِ قَالَتْ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پس میں نے اُس سے کہا کہ یہ سب تمسے کیا قرابت رکھتے ہیں اُس ضعیفہ نے جواب میں کہا کہ مال اور اولاد زینت حیات دنیا کے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب جوان فرزند اُسکے ہیں فَلَمَّا اَتَوْهَا قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يَا اَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ پس جب وہ چاروں جوان آئے تو اُسنے اس آیت کو پڑھا کہ ایک دختر حضرت شعیبؑ نے اپنے باپ سے کہا تھا ای بابا اجر وعوض دو حضرت موسیٰؑ کو بتحقیق کہ بہترین اجر دہندگان باری تعالیٰ ہے اور اس ضعیفہ کو یہ مقصود ہوا کہ فرزند اُسکے اس شخص کے ساتھ حسن سلوک کریں فَكَافُوْنِيْ بِاَشْيَآءَ فَقَالَتْ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ پس اُنھوں نے کئی چیزیں مجھے دیں بعوض حسن خدمت کے پس اُس ضعیفہ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ جسکا ترجمہ یہ ہے خداوند عالم دوچند ثواب عطا کرتا ہے جسکے لیے چاہتا ہے اس سے اشارہ کیا کہ اس شخص سے زیادہ حسن سلوک کیا جائے فَزَادُوْا عَلَيَّ فَسَاَلْتُهُمْ عَنْهَا فَقَالُوْا هٰذِهٖ اُمُّنَا فِضَّةُ جَارِيَةُ الزَّهْرَآءِ مَا تَكَلَّمَتْ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً اِلَّا بِالْقُرْاٰنِ پس اُنھوں نے مجھے اور زیادہ دیا میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ ضعیفہ

کون ہین اُنھون نے کہا یہ مان ہماری فضہ کنیز جناب فاطمہ زہرا علیہا
السلام ہین کہ انھون نے بیس برس سے سوائے قرآن کے کلام نہین کیا
وَفِی رِوَایَةٍ اُخرٰی اَنَّھَا لَمَّا اَرَادَتْ اَنْ تَرْکَبَ النَّاقَةَ لَمْ تَقْدِرْ
لِضَعْفِھَا وَنَقَاھَتِھَا فَظَھَرَ رَاکِبٌ وَحَمَلَھَا عَلَیْھَا وَغَابَ فَمَا دَ
اور بنا بر دوسری روایت کے جب اُس ضعیفہ نے راہ مین ارادہ ناقہ پر
سوار ہونے کا کیا تو بسبب اپنے ضعف ونقاہت کے سوار نہو سکین پس
یکایک ایک سوار ظاہر ہوا اور اُسکو سوار کر کے فوراً غائب ہو گیا پھر
لَمَّا اَرَدْتُ الْمُفَارَقَةَ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ فَقُلْتُ لَھَا اَسْئَلُکِ بِحَقِّ
سَیِّدَتِکِ الزَّھْرَآءِ ع قُوْلِی صَرِیْحًا مَنِ الَّذِی حَمَلَکِ عَلَیْھَا رَاوی
کہتا ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ فضہ کنیز جناب سیدہ ہین اور مین اُنسے رخصت
ہونے لگا تو اُسوقت مین نے کہا کہ آپکو قسم ہے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام
حق کی مجھ سے صاف بیان کرو کہ وہ کون شخص تھا جسنے آپکو صحرا مین آکر سوار
کیا تھا فَبَکَتْ وَقَالَتْ وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ پس
رو کر اس آیت کی تلاوت کی جس سے اشارہ کیا کہ وہ مظہر العجائب علی بن
ابیطالب علیہ السلام تھے پس حضرات سنا آپنے مرتبہ کنیزان جناب
سیدہ کا کہ جناب امیر علیہ السلام نے اُس صحرا مین تشریف لا کر سوار کیا
اور نامحرم کا سوار کرنا ناگوار ہوا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر جناب
زینب و دختر امیر المومنین علیہ السلام کے کہ روز عاشورا بعد شہادت
جناب سید الشہدا ع کے صحرائے کربلا مین کوئی اُنکا سوار کرنے والا نہ تھا

خرکار فضہ نے اُس ستم رسیدہ کو سوار کیا آہ مومنین جناب امیر نے اُس صحرا میں اُس فضہ کو ناقہ پر سوار کیا تھا گویا عوض اس خدمت گذاری کا پیشتر سے تھا فِي اَكْسِيرِ الْعِبَادَاتِ اَنَّهُ لَمَّا فَرَغَ الْاَعْدَاءُ مِنَ الْقَتْلِ وَالنَّهْبِ وَالسَّبْيِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ بِاَنْ تُحْمَلَ النِّسَاءُ عَلَى الْاَقْتَابِ بِلَا وِطَاءٍ وَحِجَابٍ چنانچہ اکسیر العبادات میں ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب اعدائے دین قتل اولاد رسول خدا اور غارت خیام اور اسیری اہل بیت اطہار سے فارغ ہوئے تو اُس وقت عمر سعد لعین نے حکم دیا کہ اب اہل حرم کو شتران بیکجاوہ وعماری سوار کرو کہ جن پر بالان کے کچھ فرش وپردہ نہ ہو فَقُدِّمَتِ النِّيَاقُ اِلٰى حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اَحَاطَ الْقَوْمُ بِهِنَّ وَقِيْلَ لَهُنَّ تَعَالَيْنَ وَارْكَبْنَ فَقَدْ اَمَرَ ابْنُ سَعْدٍ بِالرَّحِيْلِ پس حرم رسول خدا کی سواری کے لیے اونٹ بڑھائے گئے اور وہ اشقیا بھی گرد جمع ہوئے اور اُن ستم رسیدوں سے کہا کہ ای اہل بیت امام حسینؑ آؤ سوار ہو کیونکہ ابن سعد نے یہاں سے کوچ کا حکم دیا ہے فَلَمَّا نَظَرَتْ زَيْنَبُ اِلٰى ذٰلِكَ نَادَتْ وَقَالَتْ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ يَا ابْنَ سَعْدٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَاْمُرُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ بِاَنْ يُّرْكِبُوْنَا وَنَحْنُ وَدَائِعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْ لَهُمْ يَتَبَاعَدُوْنَ عَنَّا حَتّٰى يَرْكَبَ بَعْضُنَا بَعْضًا پس جب جناب زینب نے یہ بے سامانی سواری کی دیکھی باآواز بلند فرمایا کہ اے ابن سعد خدا تیرا منہ دنیا وآخرت میں سیاہ کرے تو اس قوم اشقیا

نامحرموں کو حکم دیتا ہے کہ ہمکو سوار کریں اور ہم اہل بیت امانت رسول خدا
ہیں پس انسے کہدے کہ ہمارے پاس سے ہٹ جائیں اور دور جا کر کھڑے
ہوں کہ تا ہم باہم ایک دوسرے کو سوار کریں قال فتنحوا عنھن فتقدمت
زینب ومعھا ام کلثوم وجعلت تنادی کل واحدۃ من النساء
باسمھا وترکبھا علی المحمل حتی لم یبق احد سوی زینب بنت امیر
المؤمنین راوی کہتا ہے یہ سنکر وہ اشقیا ہٹ گئے پس زینب خاتون
آگے بڑھیں اور ہمراہ اُنکے جناب ام کلثوم بھی تھیں اور جناب زینب
ہر ایک ستم رسیدہ کا نام لیکر پکارتی تھیں اور سوار کرتی تھیں یہاں تک کہ
سوائے جناب زینب کے اہل حرم سے کوئی باقی نہ رہا فنظرت یمینا
وشمالا فلم تر احدا سوی زین العابدین علیہ السلام وھو
مریض فاتت الیہ وقالت قم یا ابن اخی وارکب الناقۃ
فقال یا عمتاہ ارکبی ودعینی انا وھؤلاء القوم پس اُسوقت
اُس مظلومہ نے اپنے یمین و یسار بحسرت نگاہ کی اور کسیکو نہ دیکھا سوائے
امام زین العابدین علیہ السلام کے اور وہ جناب نہایت بیمار تھے پس
وہ معظمہ اُن حضرت کے پاس آئیں اور فرمایا کہ ای فرزند برادر اٹھو
تم بھی سوار ہو یہ سنکر بیمار کربلا نے فرمایا کہ ای پھوپھی جان آپ سوار
ہو جیے اور مجھے اس قوم اعدا میں چھوڑ دیجیے جو یہ اشقیا چاہیں مجھپر ظلم
کریں فرجعت الی ناقتھا لانھا لم تقدر علی مخالفۃ الامام فلتفتت
یمینا وشمالا فلم تر الا اجسادا علی الرمال ورؤسا علی الاسنۃ

بایدِی الرِّجَالِ پس وہ معظمہ اندوہناک اپنے ناقہ کیطرف آئین اسلیے
کہ خلاف حکم امام کے نہ کرسکتی تھین پس اُس بیکسی و تنہائی مین بنگاہ
حسرت و یاس اپنے داہنے اور بائین دیکھنے لگین تو سوا ے لاشہائے
شہدا کے کہ بدن اطہر اُنکے ریگ گرم پر پڑے ہوے خاک و خون مین
غلطان تھے اور سرہاے مقدسہ اُنکے نوک نیزہ پر تھے اور کچھ نہ دیکھا
آہ اُسوقت اُس ستم رسیدہ کو اہتمام سوار کرنے جناب امام حسین علیہ
السلام اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور ماہ بنی ہاشم حضرت عباس اور شاہزادہ
قاسم کا یاد آگیا ہوگا کہ کس حرمت و عزت سے از مدینہ تا کربلا لائے
تھے فَصَرَخَتْ وَقَالَتْ وَاغُرْبَتَاهُ وَاَخَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ وَا
عَبَّاسَاهُ وَارِجَالَاهُ وَاضَيْعَتَاهُ بَعْدَكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ پس
وہ مظلومہ اپنی بیکسی اور غربت پر فریاد کرنے لگین کہ ہاے ای بھائی
میرے ای حسین اور ای عباس اور ای علی اکبر ای قاسم ای عون و جعفر
اور ای جوانان بنی ہاشم کیا ضائع و برباد ہو گئے ہم بعد آپکے یا ابا عبد اللہ
ثُمَّ قَالَ فَلَمَّا نَظَرَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى ذٰلِكَ
لَمْ يَتَمَالَكْ عَلٰى نَفْسِهٖ دُوْنَ اَنْ قَامَ وَهُوَ يَرْتَعِشُ مِنَ الضَّعْفِ
راوی کہتا ہی پس جب یہ حال امام زین العابدین علیہ السلام نے
مشاہدہ کیا سراسیمہ اور بے اختیار ہو کر کھڑے ہوے اور وہ جناب
بسبب ضعف و ناتوانی کے کانپتے تھے فَاَخَذَ عَصَاهُ يَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا
وَاَتٰى اِلٰى عَمَّتِهٖ وَثَنٰى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ اِرْكَبِيْ فَلَقَدْ كَسَرْتِ قَلْبِيْ

وَزَدَتْ كَرْبِي فَاَخَذَ لِيَرْكَبَهَا فَارْتَعَشَ مِنَ الضَّعْفِ وَسَقَطَ عَلَى
الْاَرْضِ پس بیمار کربلا عصا پر تکیہ کرکے اپنی پھوپھی کے قریب تشریف
لائے اور زانوے اقدس تہ کرکے فرمایا کہ اے پھوپھی جان ناقہ پر سوار
ہو جیے کہ آپکی فریاد نے میرا دل توڑ ڈالا اور قلق و کرب میرا زیادہ ہوا
پس اُس بیمار نے چاہا کہ سوار کریں آہ اُسوقت وہ جناب بسبب ضعف
و ناتوانی کے کانپے اور زمین پر گر پڑے فَلَمَّا رَاٰهُ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَتٰى
اِلَيْهِ وَبِيَدِهٖ سَوْطٌ فَضَرَبَهٗ بِهٖ وَهُوَ يُنَادِيْ وَاجَدَّاهُ يَا مُحَمَّدَاهُ
وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ پس جب یہ حال شمر لعین نے دیکھا
تو اُس بیمار کے قریب آیا آہ آہ اُس ظالم کے ہاتھ میں تازیانہ تھا اب
کس زبان سے بیان کروں کہ اُس شقی نے کیا ظلم کیا ہاے افسوس
صدمہ سے اُسکے وہ مظلوم فریاد کرنے لگے واجداہ وا محمداہ وا علیاہ
واحسناہ واحسیناہ یہ ظالم مجھپر ظلم و ستم کرتا ہی فَبَكَتْ زَيْنَبُ وَقَالَتْ
وَيْلَكَ يَا شِمْرُ رِفْقًا بِيَتِيْمِ النُّبُوَّةِ وَسَلِيْلِ الرِّسَالَةِ وَحَلِيْفِ
التُّقٰى وَتَاجِ الْخِلَافَةِ فَلَمْ تَزَلْ تَقُوْلُ كَذَا حَتّٰى نَحَّتْهُ عَنْهُ پس جناب
زینبؑ یہ ظلم و ستم دیکھکر بیمار کربلا کے حال پر زار زار روئیں اور فرمایا کہ
واے ہو تجھپر اے شمر ترحم اور رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصۂ دودمان
رسالت پر کہ یہ بیگناہ اور متقی و پرہیزگار اور سزاوار تاج خلافت رسولخدا ہی
بعد اپنے پدر بزرگوار کے یعنے اے شمر اس سر اقدس پر تاج خلافت زیبا ہی
نہ تازیانہ تیرا اے ظالم ذرا خوف خدا کر پس وہ ستم دیدہ ایسے کلمات

فرمائی تحین بیانتک کہ اُس ظالم اظلم کو اس ظلم و ستم سے باز رکھا قال واذا بجاریۃ مُسنّۃ سوداء قد اقبلت الی زینب فارکبتھا فسئلت عنھا فقالوا ھذہ فضۃ جاریۃ فاطمۃ الزھراء علیھا السلام راوی کہتا ہی پس ایک کنیز سن رسیدہ سیاہ رنگ نے آکر جناب زینب کو ناقہ پر سوار کیا پس مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ ضعیفہ کون ہی انھون نے کہا فضہ کنیز جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام ہی قال ثم ارکبوا الامام علی بعیر اعجف فلویتمالک الرکوب من شدۃ الضعف فاخبروا بذالک عمر بن سعد فقال جیدوا رجلیہ من تحت الناقۃ ففعلوا ذالک وساروا بھم علی تلک الحالۃ الی الکوفۃ راوی کہتا ہی کہ جب سب بیبیان سوار ہوچکین تو بعد اُسکے اُن اشقیا نے امام زین العابدین علیہ السلام کو ایک شتر لاغر پر سوار کیا اور وہ جناب بسبب ضعف و ناتوانی کے ناقہ پر سنبھل نہ سکتے تھے پس اعدا نے عمر سعد کو اس امر کی اطلاع کی افسوس ہزار افسوس اُس شقی نے حکم دیا کہ دونون پاہاے اقدس بیمار کربلا کے زیر شکم ناقہ کے مستحکم باندھ دو پس اسیطرح اُن اشقیا نے باندھا اور اسی حال سے طرف کوفہ کے لیچلے آہ جب گذر اُنکا مقتل شہدا پر ہوا تو دیکھا کہ کیسے کیسے جوانان بنی ہاشم خاک و خون مین غلطان ریگ گرم پر پڑے ہین یہ دیکھکر اُن بیکسون کا عجب حال ہوا اور ہر ایک ستم رسیدہ زار زار روتی تھی مگر جناب زینب کے حال مین یون منقول ہی فلطمت وجھھا وجعلت تبکی وتقول وا لعلہ

مقول من لسان حالہا پس یہ حال دیکھکر اس مظلومہ نے اپنا منہ
پیٹ لیا اور رو کر یہ نوحہ جگر خراش کرتی تھین چنانچہ شاعر بزبان حال
اُن ستم رسیدہ کے کہتا ہے ؎

یا اخی ھٰذہٖ سُکینۃ تبکی	قد اھملت دموعھا بانسجام

ای برادر مظلوم ای حسینؑ یہ بیٹی آپکی سکینہ روتی ہے اور آنسو اسکے جاری
ہین پس اسکو اپنے سینہ سے لگا کر دلاسا دیجیے ؎

یا اخی فاطمۃ تزود و ترتاع	لما نالہا من الالام

ای اخی حسینؑ یہ فاطمہ بیٹی آپکی خائف و ترسان ہے بسبب اُن مصیبتون
اور المون کے جو اُسکو اعدا سے پہونچے ہین پس آپ اسکی دلجوئی کیجیے

یا اخی ھٰذہٖ بناتک بالذل	اساری وما لھن محامی

ای بھائی میرے یہ بیٹیان آپکی کس مذلت سے اسیر و مقید کی گئی ہین اور
کوئی اُنکا حامی و مددگار نہین ہے کہ اسوقت بیکسی مین اُنکی حمایت کرے

یا اخی زاد حزن قلبی حزناً	بعویل النساء والایتام

ای بھائی میرے یا حسینؑ حزن و ملال میرا ان یتیمون اور اہل حرم کی
گریہ و زاری اور آہ و بیقراری کے سبب سے زیادہ ہو گیا اب مین
اس بیکسی اور مسافرت مین کیا کرونگی ؎

یا اخی ھٰذہ الاساری حیاری	ساترات الوجوہ بالاکمام

ای بانجاے میرے اہل بیت آپکے اسیر ظلم و ستم حیران ہین اور اہل حرم
آپکے اپنے چہرون کو آستین سے چھپاتے ہین افسوس اعدا نے مقنعہ و

چادرین چھین لین سے

يَا اَخِيْ خَانَنِيَ الزَّمَانُ بِصَبْرِيْ	وَجَفَا عَنْ جُفُوْنِ عَيْنِيْ مَنَامِيْ

اے بھائی میرے مین گردش زمانہ سے ایسی عاجز ہون کہ اب مجھ سے تحمل نہین ہو سکتا اور نیند میری آنکھون سے جاتی رہی کاش مجھے موت آتی کہ یہ ظلم و ستم نہ دیکھتی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و نہم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ جسوقت جانوران وحشی محشور ہون اور صاحب مجمع البیان اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر مین یون لکھتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ حشر کریگا وحوش کا تاکہ پہونچاے حیوانات کو وہ چیزین کہ جسکے وہ مستحق ہین یعنے جو رنج والم انھین دنیا مین پہونچے ہین اُنکا عوض دے اور انتقام لے وحوش کا بعضے وحوش سے پس جب اُنکو عوض اُس چیز کا ملجائیگا کہ جسکے وہ مستحق تھے تو بعد اسکے اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ جنکو عوض ملیگا وہ ہمیشہ صاحب نعمت رہینگے اور مجالس المتقین مین لکھا ہے کہ مفاد بعض روایات و اخبار کا یہ ہے کہ جب خلائق اوّلین و آخرین عرصۂ محشر مین جمع ہونگے تو تمام پیغمبر منبرہاے نور پر جلوہ افروز ہونگے اور گرد اُنکے اُمت اُنکی جمع ہوگی اور اقسام حیوانات اور وحوش محشور ہونگے اور محکمہ عدل الٰہی واسطے داد رسی مظلومون کے قائم ہوگا یعنانتک کہ حیوانات بے شاخ سے جو اذیت حیوانات شاخدار سے

پائی ہے بحکم خدا بدلہ لینگے ایک جانب سے صفین عصا فیر کی جمع ہونگی جو بیگناہ اور بے سبب عصا یا تفنگ سے مقتول یا پر و بال شکستہ ہوئے ہین اور دوسری جانب صفوف اسپان ہونگے کہ جنپر ظلم وستم ہوا ہے اور سرخیل اُنکا ذوالجناح ہوگا پس جب روز قیامت ہوگا تو ذوالجناح اسپ با وفا جناب سید الشہدا کا عرصۂ محشر مین آویگا اسطرح سے کہ خون آلودہ زخم نیزہ و تیر سے فگار زین جھکا ہوا درگاہ پروردگار مین فریاد کریگا کہ بار الٰہا میرے ظالمون سے میرا عوض لے آہ کسطرح فریاد کریگا جیسے فریاد کرتا ہوا روز عاشورا در خیمہ پر آیا تھا کہ تا اہل بیت رسالت کو شہادت راکب دوش رسول خدا اور گوشوارۂ عرش معلے سے مطلع کرے مومنو اب تصور کیجیے کہ روز عاشورا اُس اسپ وفادار کا کیا حال تھا گویا نمونۂ محشر اہل حرم کے لیے تھا چنانچہ معصوم فرماتے ہین وَاَسرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِكَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاكِيًا ای جد مظلوم آپکے اسپ وفادار نے جلدی کی کہ آپکے خیمگاہ کیطرف بآواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فَلَمَّا رَاَيْنَ النِّسَاءُ جَوَادَكَ مَخْزِيًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَكَ عَلَيْهِ مَلْوِيًّا پس جب اُن مخدرات عصمت وطہارت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر مو پریشان با سر عریان خیمگاہ سے گریان و نالان واحسینؑ گویان نکل آئین عَلَى الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْهِ سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِيْلِ

داعیات و بعد العز مذللات والی مصرعک مبادرات
آہ اسوقت ان بیکسون کا یہ حال تھا کہ اپنے رخسارون پر طمانچے مارتی
ہوئین بے مقنع و چادر واویلاہ واثبوراہ کہتی ہوئین بعد عزت کے
ذلیل بنا بانہ آپکے مقتل مین پہونچین وفی المجالس المفجعۃ وغیرہ انہ لما
قتل الحسین علیہ السلام جائت جاریۃ من ناحیۃ خیمۃ فقال
لہا رجل یا امۃ اللہ ان سیدک قد قتل اور مجالس مفجعہ وغیرہ
مین یون منقول ہی کہ جب روز عاشورا فرزند رسول الثقلین امام حسین
علیہ السلام درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اسوقت ایک عورت خیمہ سے
ان حضرت کے باہر نکل آئی ناگاہ کسی شخص نے خبر دی کہ ای کنیز خدا
سید و مولا تیرے شہید ہو گئے قالت الجاریۃ فاسرعت الی سیدتی
وانا اصیح فقمن فی وجہی وصحن وہ کنیز کہتی ہی کہ یہ خبر وحشت اثر سنکر
مین نے بہت جلد جا کر خبر دی اس مصیبت سے اپنی سیدہ ستم رسیدہ کو
اور مین روتی بھی اور فریاد کرتی تھی پس یہ سنکر وہ سب بیبیان کھڑی
ہوگئین اور فریاد کرنے لگین یہانتک کہ شور ماتم بلند ہوا وربما یظہر من
بعض الکتب ان جوادہ کان ہو الناعی لہ الی حرمہ الشریف
اور بعض کتب مقتل سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعد شہادت مظلوم کربلا کے
اسپ باوفا ان حضرت کا فریاد کرتا ہوا خیمہائے اہل بیت کیطرف
آیا اور شہادت امام حسین علیہ السلام سے اہل حرم کو خبر دی وروی
صاحب المناقب محمد بن ابیطالب واقبل فرس الحسین

علیہ السلام وقد عدا من بین ایدیھم الا یؤخذ فوضع ناصیتہ
فی دم الحسین ثم اقبل یرکض نحو خیمۃ النساء اور صاحب مناقب
محمد بن ابی طالب نے یون روایت کی ہی کہ بعد شہادت امام حسین علیہ
السلام کے گھوڑا اُن حضرت کا اُن اشقیا کے سامنے دوڑتا رہا اس خوف سے
کہ مجھے کوئی گرفتار نہ کرلے اور اُسی حال مین متوجہ ہوا طرف لاش مطہر
کربلا کے اور پیشانی اپنی خون مین امام حسین علیہ السلام کے ترکر کے
دوڑتا ہوا خیمہ اہل بیت رسالت کیطرف آیا وھو یصھل ویضرب
براسہ الارض عند الخیمۃ حتی مات اور حال اُس راہوار کا
یہ تھا کہ سر اپنا زمین پر قریب خیمہ کے پٹکتا تھا یہانتک کہ اُسی حال مین
مر گیا فلما نظر اخوات الحسین وبناتہ واھلہ الی الفرس
لیس علیہ احد رفعن اصواتھن بالبکاء والعویل غرضکہ جب
خواہران امام حسین علیہ السلام اور دختران اور اہل حرم نے اُن حضرت کے
راہوار کیطرف نگاہ کی تو دیکھا کہ گھوڑا حضرت کا بے سوار کے آیا ہے
اُسوقت اہل بیت رسالت نے آواز اپنی بگریہ وبکا بلند کی اور زار زار
رونا شروع کیا ووضعت ام کلثوم یدیھا علے ام راسھا ونادت
وا محمداہ وا جداہ وا نبیاہ وا ابا القاسماہ وا علیاہ وا حسناہ
وا جعفراہ وا حمزتاہ ھذا حسین بالعراء بکربلا مجذوذ
الراس من القفا مسلوب العمامۃ والرداء حتی غشی علیھا اور
جناب ام کلثوم نے اُسوقت دونون ہاتھ سے سر اقدس اپنا پکڑ لیا

اور طرف مدینہ اور نجف کے کہ کربلا سے بجانب قبلہ واقع ہین متوجہ ہوکر فریاد کرنے لگین کہ ای جدّ بزرگوار یا رسول اللہ اور ای پدر نامدار علی مرتضیٰ اور ای بھائی حسن مجتبیٰ اور ای چچا جعفر و حمزہ سید الشہدا یہ فرزند آپکا امام حسین ع ریگ گرم صحرائے کربلا پر پڑا ہی اسطرح سے کہ سر اقدس بدن اطہر سے جدا کیا گیا اور ردا اور عمامہ تک اعدا لیگئے ہین آہ پس یہ مین جگرخراش کرتے کرتے اُس مظلومہ پر غشی طاری ہوئی قالَ وَتَسابَقَ الْقَومُ علٰی نَهبِ اٰلِ الرَّسُولِ وَ قُرَّةِ عَینِ الزَّهراءِ البَتُولِ حَتّٰی جَعَلُوا یَنزَعُونَ مِلْحَفَةَ المَرءِ عَن ظَهرِهَا وَخَرَجنَ بَناتُ الرَّسُولِ وَحَرَمُهٗ مُتَسَاعِدَاتٍ عَلَی البُکاءِ وَیَندُبنَ لِفَقدِ الحُمَاةِ وَالاَحِبَّاءِ راوی کہتا ہی کہ بعد اُسکے اعدائے دین اولاد و عترت جناب رسول خدا و فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خیمون کے لوٹنے پر ٹوٹ پڑے یہانتک کہ پشت سر سے اُنکے چادرین کھینچے لیتے تھے آہ آہ اُس تلاطم مین دختران رسول خدا بظلم اعدا خیمون سے باہر نکل آئین اُسوقت وہ سب بیبیان باہم زار زار روتی تھین اور اپنی بیکسی اور اپنے عزیزونکے غم والم مین نوحہ و بیقراری کرتی تھین آہ اُسوقت یہ خیال گذرتا ہوگا کہ اگر مردان اہل بیت اور جوانان بنی ہاشم زندہ ہوتے تو ہم اس آفت و بلا مین کیون مبتلا ہوتے وَرَوٰی حُمَیدُ بنُ مُسلِمٍ رَاَیتُ اِمرَاَةً مِن بَکرِ بنِ وَائِلٍ کَانَت مَعَ زَوجِهَا فِی اَصحَابِ عُمَرَ بنِ سَعدٍ اور حمید بن مسلم نے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ اسی اثنا مین مین نے ایک عورت کو

کہ قبیلۂ بکر بن وائل سے تھی دیکھا اور وہ ہمراہ اپنے شوہر کے لشکر ابن سعد میں
تھی فَلَمَّا رَاَتِ الْقَوْمَ قَدِ اقْتَحَمُوْا عَلٰی نِسَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَ فُسْطَاطِهِنَّ وَهُمْ یَسْلُبُوْنَهُنَّ اَخَذَتْ سَیْفًا وَاَقْبَلَتْ نَحْوَ الْفُسْطَاطِ
پس جب اس ضعیفہ نے ان اشقیا کو دیکھا کہ خیموں میں اہل بیت امام
حسین علیہ السلام کے بے تحاشا در آئے اور اسباب ان مخدرات عصمت کا
لوٹ رہے ہیں تو اسکو تاب ضبط باقی نہ رہی تلوار ہاتھ میں لیکر متوجہ طرف
خیمہ گاہ اہل بیت کے ہوئی وَقَالَتْ لَهُمْ یَا اٰلَ بَکْرِ بْنِ وَائِلٍ اَتُسْلَبُ
بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰهِ یَا لَثَارَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَخَذَهَا
زَوْجُهَا وَرَدَّهَا اِلٰی رَحْلِهِ اور ان لوگوں سے کہتی تھی کہ اے آل بکر
بن وائل کیا تم دختران رسول خدا کا زیور اور ردائیں تک چھینتے ہو
آج سوائے خدا کے کوئی حاکم نہیں ہے یعنی بحکم خدا و رسول تم لائق قتل
کے ہو اور فریاد کرتی تھی کہ کہاں ہیں انتقام لینے والے خون ناحق ذریہ
ذریت و عترت رسول خدا کے یہ کہکر اس عورت نے قصد و ارادہ
جہاد کا کیا پس شوہر اسکا آیا اور اپنے خیمہ کیطرف واپس لیگیا اے مومنین
تصور کیجیے کہ اسوقت اہل بیت رسالت کس آفت و مصیبت عظمی میں مبتلا
تھے کہ عورت عدو سے نہ دیکھی گئی اور جان دینے پر آمادہ ہوئی وَرَوَی
الْمُفِیْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَانْتَهَیْنَا اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ مُنْبَسِطٌ عَلٰی فِرَاشٍ شَدِیْدِ الْمَرَضِ اور شیخ
مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی کہ حمید بن مسلم نے کہا کہ جب ہم لوگ لوٹتے

ہوئے امام زین العابدین علیہ السلام تک پہونچے تو وہ مظلوم اُسوقت
شدت مرض سے بستر بیماری پر لیٹے تھے ومع شمر جماعة من الرجالة
فقالوا لہ الا نقتل ھذا العلیل فقلت سبحان اللہ انقتل
الصبیان انما ھذا صبی وانہ لما بہ فلم ازل حتی دفعتھم اور
اُسوقت شمر ملعون کے ہمراہ ایک جماعت پیادون کی تھی پس اُن اشقیا نے
شمر سے کہا آگاہ ہو کہ ہم اس مریض کو بھی قتل کرتے ہین حمید کہتا ہے یہ سنکر
مین نے کہا کہ سبحان اللہ کیا اب ہم ایسے لڑکون کو بھی قتل کرینگے یعنے یہ
یتیم تو ابھی لڑکا ہے اور ایسا بیمار ہے کہ وہی بیماری اُسکی ہلاکت کو کافی ہے
ہم لوگ کیون اِس مریض کے درپے آزار ہون پس مین برابر اُن اشقیا کو
اُس مظلوم کے پاس سے ہٹاتا جاتا تھا وجاء عمر بن سعد لعنہ اللہ
فصاحت النساء فی وجھہ وبکین فقال لاصحابہ لا یدخل احد
منکم بیوت ھؤلاء النسوة ولا تعرضوا لھذا الغلام المریض اور
اُسیوقت عمر سعد شقی آیا پس اہل بیت سامنے اُسکے زار زار روتے تھے اور
فریاد کرنے لگے یہ حال زار دیکھکر اُس ملعون نے اپنے اہل لشکر سے کہا
کہ کوئی شخص تم مین سے خیموں مین اِن بیکسون کے نہ جاوے اور اِس
لڑکے بیمار سے تم لوگ متعرض نہو فسألتہ النسوة ان یسترجع
ما اُخذ منھن لیستترن بہ فقال من اخذ من متاعھن
شیئا فلیردہ فواللہ ما ردّ احد منھم شیئا پس اُسوقت
اہل حرم نے اُس شقی سے کہا کہ اے ابن سعد ہم بیکسون کے حال پر رحم کر

کہ جو اسباب ہمارا لٹ گیا ہی وہ واپس کرا دے کہ تا ہم اپنی چادرون سے
سر اپنے ڈھانپین پس یہ سنکر اُس لعین نے حکم دیا کہ جسنے تم مین سے ان
بیکسون کا اسباب لیا ہو پس اُسے لازم ہی کہ وہ اسباب واپس کر دے
حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا اُن اشقیا نے کوئی چیز نہ پھیری فوکل بالفسطاط
وبیوت النساء وعلی بن الحسین علیہما السلام جماعۃ
وقال احفظوہم لئلا یخرج منہم احد پس عمر بن سعد نے اُن
ستم رسیدون کے خیمون کی حفاظت اور بیمار کربلا کی حراست کے لیے
ایک جماعت کو معین و مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوئی اُنمین سے مضطرب ہو کر
نکل نہ جانے پاوے ولا یسأ ہذا ولکن ہؤلاء المنافقین الذین
لم یجعل اللہ فی قلوبہم رحمۃ وربما عطفوا کان ذلک من کرامۃ
علی بن الحسین علیہما السلام وعلی اللہ ابقاء من نسل آل
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کفاہ اللہ شرہم ہذا فاظہر فا
عطوفۃ علیہ تملقا علی ما قیل صاحب مجالس مفجعہ علیہ الرحمہ
لکھتے ہین یہ امر بہتر ہوا مگر اُن منافقون کے دلون مین گویا خدا نے رحم
خلق ہی نہین کیا تھا اور یہ جو کسیقدر عطوفت و مہربانی اُسوقت عمر سعد سے
ظہور مین آئی صرف کرامت و اعجاز سے جناب سید الساجدین بیمار
کربلا کے تھی کہ جو اُنکو بیش پروردگار حاصل تھی اور حق سبحانہ تعالی کو
باقی رکھنا نسل آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا منظور تھا کہ اپنے فضل و کرم سے
کفایت و حمایت اُس جناب کی شر اعدا سے کی پس اُن اشقیا نے

اظہار مہربانی بیمار کربلا پر از راہ تملق وچاپلوسی کے کیا جیسا کہ مشہور ہے ع
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ وَاِلَّا فَمَا کَانَ یُرْجٰی مِنْهُمْ ذٰلِكَ فَاِنَّ
قُلُوْبَهُمْ کَانَتْ اَقْسٰی مِنَ الْاَحْجَارِ وَهُمْ مُشْتَغِلُوْنَ بِضُرُوْبٍ
مِنَ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ طُوْلَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ورنہ اُن اعدا سے
امید اتنی مہربانی کی کہان تھی کیونکہ اُن اشقیا کے دل پتھرون سے بھی
سخت تر تھے اور وہ سنگدل رات و دن اقسام و انواع کے ظلم و ستم
اور ایذا رسانی مین ذریت و عترت رسول خدا صلعم کے مشغول و مصروف تھے

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس بست و دوم

فِی الْاَمَالِیْ اَنَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِذَا کَانَ
يَوْمُ الْقِيٰمَةِ زُيِّنَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِكُلِّ زِيْنَةٍ امالی ابن بابویہ
علیہ الرحمہ مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
کہ جب روز قیامت ہوگا تو عرش الٰہی زینت کیا جائیگا ساتھ ہر زینت کے
ثُمَّ يُؤْتٰى بِمِنْبَرَيْنِ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُهُمَا مِائَةُ مِيْلٍ ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْحَسَنِ
وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَيَقُوْمُ الْحَسَنُ ع عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْحُسَيْنُ ع
عَلَى الْاٰخَرِ پس دو منبر نور کے آئینگے کہ طول اُنکا سو میل کا ہوگا
اور ایک منبر جانب راست عرش کے اور دوسرا منبر جانب چپ
اُسکے رکھا جائیگا بعد اُسکے حسنین علیہما السلام تشریف فرما ہونگے پس ایک
منبر پر جناب امام حسن ع اور دوسرے منبر پر جناب امام حسین ع تشریف

لیجا ئینگے فَیُزَیِّنُ الرَّبُّ تَعَالیٰ بِھِمَا عَرْشَہٗ کَمَا یُزَیِّنُ الْمَرْأَۃُ بِقُرْطِیْھَا
پس حق سبحانہ تعالیٰ اُن دونوں دُرِّ بحر امامت و ولایت سے اپنے
عرش اعلیٰ کو مزین فرمائیگا جسطرح سے کہ عورت اپنے تئین گوشواروں سے
مزین و آراستہ کرتی ہی سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی ہیش پرور دگار اُن فرزندان
جناب رسول مختار کا آہ مومنین اُن گوشوارۂ عرش معلے پر اشقیائے
امت نے کیا کیا ظلم و ستم کیے افسوس ہزار افسوس ایک شاہزادہ کو تو اعدائے
زہر دیکر شہید کیا اور جنازہ پر تیر باران کیا اور اپنے جد امجد کے پاس
دفن ہونے نہ دیا اور دوسرے شاہزادہ کو اعدائے دین نے آوارہ
وطن کیا اور روضۂ رسول خدا پر رہنے نہ دیا اور بعالم غربت و مسافرت
مین مع اصحاب و اقربا اور اولاد خُرد سال کے تشنہ لب ذبح کیا
اور ردا اور عمامہ تک اُتار لیا اور لباس اور سلاح بدن اطہر سے
لوٹ لیا اور لاش اطہر کو ریگ گرم صحرائے کربلا پر تمازت آفتاب مین
بے لباس کے چھوڑ دیا اور کوئی متوجہ طرف دفن کے نہوا اور نہ جنازہ
اُٹھایا گیا نہ غسل دیا جیسا کہ ان فقرات زیارت مقبرہ سے ظاہر ہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ دَمُہٗ غُسْلُہٗ وَشَیْبَتُہٗ قُطْنُہٗ وَالتُّرَابُ
کَافُوْرُہٗ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے
ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے اور خاک صحرا بجائے کافور کے
ہوئی وَنَسْجُ الرِّیَاحِ اَکْفَانُہٗ وَالْقَنَاۃُ الْخَطِّیُّ نَعْشُہٗ وَفِیْ قُلُوْبِ
مَنْ وَالَاہُ قَبْرُہٗ اور بعوض پارچہائے کفن کے ریگ صحرا ہوئی

کہ جو اُڑا کے اُس جناب کی لاش اقدس کھینچی جاتی تھی اور بجاے جنازہ کے
سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے
قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی فِی الْمَقْتَلِ اَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عج جَعَلَ
الْفَرَسُ یَشُمُّ رَائِحَتَهٗ وَیُقَبِّلُهٗ بِفَمِہٖ وَیَمْسَحُ نَاصِیَتَهٗ عَلَیْہِ وَهُوَ مَعَ
ذٰلِكَ یَصْهَلُ وَیَبْکِیْ بُکَاءَ الثَّکْلٰی چنانچہ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے
کہ جب فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو
اسپ باوفا اُن حضرت کا گرد لاش اقدس کے پھرتا تھا کبھی بو سونگھتا
اور کبھی بوسے لیتا تھا اور پیشانی اپنی دست و پاہاے اطہر پر راکب دوش
رسول خدا کے ملتا تھا اور نعرے مارتا تھا اور مثل اُس عورت کے
روتا تھا کہ جس کا جوان فرزند مر جائے فَوَضَعَ نَاصِیَتَهٗ فِیْ دَمِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اَقْبَلَ یَرْکُضُ نَحْوَ خَیْمَةِ النِّسَاءِ وَهُوَ یَصْهَلُ
پس اُس باوفا نے خون اطہر امام حسین علیہ السلام سے پیشانی اپنی رنگین
کی اور طرف خیمہ اہل بیت رسالت کے نعرے مارتا ہوا روانہ ہوا کہ
اس سے مقصود اہل حرم کو مطلع کرنا تھا آہ آہ اُسوقت اُس اسپ
وفادار کو دیکھکر جو خون میں رنگین اور تیروں سے فگار تھا خواہران
امام حسین علیہ السلام کا حال کس زبان سے بیان کروں مگر اس
مصیبت کو حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں فَلَمَّا رَاَیْنَ
النِّسَاءُ جَوَادَكَ مُخْزِیًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَكَ عَلَیْہِ مَلْوِیًّا بَرَزْنَ
مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ اے جد مظلوم جب آپکے اہل حرم

دیکھا آکے ذوالجناح کو کہ خالی زین ہی سوار سے اور ایک طرف کو جھکا
ہوا ہی تو وہ سب مخدرات عصمت مو پریشان خیمگاہ سے واامظلوماہ
واحسیناہ کہتی ہوئین نکل آئین وفی البحار عن حمید بن مسلم انہ
قال ثم اخرجوا النساء من الخیمۃ وشعلوا فیھا النار فخرجن
حواسر مسلبات حافیات باکیات یمشین سبایا فی اسر
الذلۃ اور بحار الانوار مین حمید بن مسلم سے یون منقول ہی وہ کہتا ہی
کہ بعد شہادت فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے
اعدائے دین نے اہل حرم کو ان حضرت کے بکمال ظلم وستم خیمۂ اقدس سے
باہر نکالا اور خیمون مین آگ لگا دی آہ آہ اہل بیت رسالت کس
ذلت سے خیمون سے باہر نکلے کہ سروپا برہنہ گریان ونالان تھے اور اسیر
ومقید ہو کر چلے جاتے تھے وقلن بحق اللہ الا ما مررتم بنا علی مصرع
الحسین علیہ السلام یعنی اہل بیت اطہار نے ان اعدا سے کہا کہ
تمکو قسم ہی خدا کی کہ ہمکو اسطرف سے لیچلو کہ جہان امام حسین علیہ السلام
شہید ہوئے ہین کہ تا ہم اپنے اقربا کو دیکھ لین اور زیارت آخری کر لین
وفی اکسیر العبادات عبروھم عنادا علی مصرع الشہداء
اور اکسیر العبادات مین یون منقول ہی کہ وہ اشقیا اہل بیت
رسالت کو اسیر و مقید کرکے از روے عناد کے مقتل شہدا سے لیچلے
کہ تا اپنے اقربا کو آلودہ بخاک وخون دیکھکر رنج والم انکا زیادہ ہو
فلما نظرت النسوۃ الی القتلی صحن وضربن وجوھھن

پس جب اُن ستم رسیدون نے لاشہاے اقربا کو ریگ گرم صحرا پر
اُس حال سے دیکھا تو طمانچے اپنے مُنہ پر لگائے اور گریہ و بکا بلند کیا
قَالَ فَوَاللهِ لَا اَنْسٰی زَیْنَبَ بِنْتَ عَلِیٍّ ع وَهِیَ تَنْدِبُ الْحُسَیْنَ ع
وَتُنَادِیْ بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ وَقَلْبٍ کَئِیْبٍ حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا
نہین بھولتا مجھے وہ حال جناب زینب دختر علی بن ابیطالب علیہ السلام کا
کہ وہ مظلومہ کسطرح نوحہ و بین کرتی تھین اپنے برادر مظلوم پر اور
باواز حزین و دردناک مدینہ کیطرف متوجہ ہو کر پکارتی تھین
وَامُحَمَّدَاهُ صَلّٰی عَلَیْكَ مَلَائِكَةُ السَّمَآءِ وَهٰذَا حُسَیْنٌ ع مُرَمَّلٌ
بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَآءِ ہائے ای نانا رسول خدا آپ پر تو ملائکہ
آسمان نے نماز پڑھی اور یہ فرزند آپکا حسین ع مظلوم بخاک و خون آلودہ
ریگ گرم صحرا پر پڑا ہی اور اعضاے نورانی اُسکے پارہ پارہ کیے گئے ہین
وَبَنَاتُكَ سَبَایَا اِلَی اللهِ الْمُشْتَكٰی وَاِلٰی مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی ص وَاِلٰی
عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَاِلٰی حَمْزَةَ سَیِّدِ الشُّهَدَآءِ اور بیٹیاں آپکی
اسیر و مقید کی گئین پس طرف حق سبحانہ تعالیٰ اور جد امجد میرے
محمد مصطفیٰ اور پدر بزرگوار علی مرتضیٰ اور عم نامدار حمزہ سید الشہدا
علیہم السلام کے فریاد و شکایت ہی وامحمداہ هٰذَا حُسَیْنٌ ع بِالْعَرَآءِ
یَسْفِیْ عَلَیْهِ الصَّبَا قَتِیْلُ اَوْلَادِ الْبَغَایَا یَا حُزْنَاهُ یَا کَرْبَاهُ اَلْیَوْمَ
مَاتَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللهِ ص ہائے ای نانا رسول خدا ص یہ فرزند دلبند
آپکا امام حسین ع صحرا مین پڑا ہی اور خاک اُسکے جسم اطہر پر اڑ اڑ کے پڑتی ہی

اور اولاد حرام نے اُن حضرت کو قتل کیا ہی افسوس ہی کہ آج ہی گویا
میرے نانا رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی یا اصحاب محمداہ
ھٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّةُ الْمُصْطَفٰى يُسَاقُوْنَ سَوْقَ السَّبَايَا ای اصحاب محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ ذریت رسول خدا مثل اسیران ترک
وروم کے بلوائے عام مین پھرائی جاتی ہی وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ
قَالَتْ يَا مُحَمَّدَاہ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ عَلَيْهِمُ
رِيْحُ الصَّبَا یا اور بعض روایات مین یون ہی کہ وہ مظلومہ فریاد
کرتی تھین اور کہتی تھین کہ ہائے اے نانا رسول خدا بیٹیان آپکی اسیر
وسقید ہوئین اور ذریت وعترت آپکی قتل کی گئی اور خاک صحرا اُنپر
اُڑ اُڑ کے پڑتی ہی وَهٰذَا حُسَيْنٌ مُجَدَّدُ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ
الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ اور یہ فرزند آپکا امام حسین ہی جسکا سر اقدس اعدانے
پس گردن سے جدا کیا اور عمامہ اور ردا تک اُتار لیگئے بِاَبِيْ مَنْ
عَسْكَرُهٗ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ نَهْبًا بِاَبِيْ مَنْ فُسْطَاطُهٗ مُقَطَّعُ الْعُرَى
بِاَبِيْ مَنْ لَا هُوَ غَائِبٌ فَيُرْتَجٰى وَلَا جَرِيْحٌ فَيُدَاوٰى فدا ہو باپ
میرا اُس مظلوم پر کہ جسکا لشکر بروز دوشنبہ لوٹا گیا یعنے جسکے سب
اصحاب واقربا اور اولاد ایک دن مین شہید ہوئے فدا ہو باپ
میرا اُس غریب الوطن پر کہ جسکے خیمون کی طنابین کاٹی گئین فدا ہو
باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر کہ جو ایسا غائب نہین ہی کہ جسکے پھر آنے
کی امید ہو اور نہ ایسا زخمی ہی کہ علاج کرنے سے اچھا ہو یعنے ظالمونے

اُس مظلوم کو قتل کیا اب اُس سے دنیا مین امید ملاقات کی نہین ہی
بِاَبِی مَن نَفسِی لَهُ الفِدَآءُ بِاَبِی المَهمُومُ حَتّٰی قَضٰی بِاَبِی العَطشَانُ
حَتّٰی مَضٰی بِاَبِی مَن شَیبَتُهٗ تَقطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ اِس
بیکس کا اُس مظلوم پر کہ جسپر جان میری نثار ہی فدا ہو باپ میرا
اُس شہید راہ خدا پر کہ جو محزون و مہموم رہا یہانتک کہ دنیا سے
رحلت کی فدا ہو باپ میرا اُس مقتول پر کہ جسکو مرتے دم تک
ایک قطرہ پانی کا نہ ملا اور پیاسا ہی دنیا سے گذر گیا فدا ہو باپ
میرا اُس مذبوح پر کہ جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہی بِاَبِی مَن
جَدُّهٗ رَسُولُ اِلٰهِ السَّمَآءِ بِاَبِی مَن هُوَ سِبطُ نَبِیِّ الهُدٰی اور
فدا ہون مین اُس فرزند رسول پر جسکے نانا رسول خداؐ ہین اور فدا
ہون مین اُس پر جو نواسے نبی ہادی خلق کے تھے قَالَ فَاَبکَتْ
وَاللّٰهِ کُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِیقٍ ثُمَّ اَنَّ سُکَینَةَ اِعتَنَقَت جَسَدَ
الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ فَاجتَمَعَت عِدَّةٌ مِنَ الاَعرَابِ
حَتّٰی جَرُّوهَا عَنهُ حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا ہر دوست و دشمن اِس
نوحہ جگر خراش سے اُس مظلومہ کے روتا تھا آہ بعد اُسکے
جناب سکینہ لاش بے سر سے اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام
لپٹ گئین پس چند اعراب سنگدل جمع ہوے کہ سر گردہ اُنکا شمر
لعین تھا ہائے افسوس اُن بیرحمون نے اُس یتیمہ کو بظلم و ستم کھینچکے
لاش پدر سے جدا کیا اور رونے بھی نہ دیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و سوم

فی بصائر الدرجات عن عبد اللہ بن سنان انہ قال سألت
اباعبد اللہ علیہ السلام عن الحوض فقال لی حوض ما بین
بصری الی صنعاء اتحب ان تراہ قلت نعم جعلت فداک
بصائر الدرجات میں عبد اللہ بن سنان سے منقول ہے وہ کہتے
ہیں کہ سوال کیا میں نے خدمت بابرکت جناب صادق علیہ السلام
میں حوض سے پس فرمایا مجھ سے ان حضرت نے کہ ہمارا ایک حوض ہے
کہ طول اسکا اسقدر ہے کہ جیسے بصرہ سے صنعاء یمن تک آیا چاہتا ہے
کہ اس حوض کو دیکھے میں نے عرض کی ہاں اے مولا فدا ہوں میں
آپ پر قال فاخذ بیدی واخرجنی الی ظہر المدینۃ ثم ضرب
رجلہ فنظرت الی نہر یجری لا یدرک حافتاہ الا الموضع
الذی انا فیہ قائم فانہ شبیہ بالجزیرۃ عبد اللہ بن سنان
کہتے ہیں کہ پس حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پشت مدینہ کیطرف
لیگئے جب ہم ایک مقام پر پہونچے تو حضرت نے اس جگہ اپنے پاؤں
اقدس کو زمین پر مارا تو دیکھا میں نے کہ ایک ایک نہر جاری ہوئی کہ
اسکی کچھ انتہا معلوم نہوتی تھی سوائے ایک سرے کے کہ جہاں پر ہم
کھڑے تھے اور وہ مقام مثل ایک جزیرہ کے تھا فکنت انا وھو
وقوفا فنظرت الی نہر یجری من جانبہ ماء ابیض من الثلج
ومن جانبہ ھذا لبن ابیض من الثلج وفی وسطہ خمر احسن

مِنَ الیاقُوتِ فَمَا رَأیتُ شَیئاً اَحسَنَ مِن تِلکَ الخَمرِ بَینَ اللَّبَنِ
وَالمَاءِ یعنی میں حضرت کے ہمراہ کھڑا تھا تو یکایک دیکھا میں نے کہ
ایک نہر جاری ہی کہ ایک جانب میں اُسکے پانی ہی برف سے سفید تر
اور ایک جانب اُس نہر کے شیر ہی کہ برف سے سفید تر ہی اور درمیان
اُن دونوں کے شراب طہور ہی کہ رنگ اُسکا یاقوت سے بہتر ہی
کہ میں نے کسی شی کو بہتر اُس شراب طہور سے نہیں دیکھا جو درمیان نہر
اُس نہر شیر اور پانی کے تھی فَقُلتُ لَهُ جُعِلتُ فِدَاكَ مِن اَینَ
یَخرُجُ هٰذَا وَمَا مَجرَاهُ فَقَالَ هٰذِهِ العُیُونُ الَّتِی ذَکَرَ اللّٰهُ
فِی کِتَابِهِ اَنَّهَا فِی الجَنَّةِ عَینٌ مِن مَاءٍ وَعَینٌ مِن لَبَنٍ وَعَینٌ
مِن خَمرٍ تَجرِی فِی هٰذَا النَّهرِ یہ دیکھکر میں نے عرض کیا کہ
یا ابن رسول اللہ فدا ہوں میں آپ پر یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں
اور مجرا انکا کہاں ہی اُن حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ نہریں ہیں کہ ذکر
حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہی کہ جنت میں چند نہریں
ہیں ایک نہر پانی کی اور ایک نہر شیر کی ہی اور ایک نہر شراب
طہور کی ہی کہ درمیان ان دونوں نہروں کے جاری ہی وَرَأیتُ
حَافَتَیهِ عَلَیهِمَا شَجَرٌ فِیهِنَّ حُورٌ مُعَلَّقَاتٌ بِرُؤُوسِهِنَّ شَعرٌ
مَا رَأیتُ شَیئاً اَحسَنَ مِنهُنَّ وَبِاَیدِیهِنَّ آنِیَةٌ مَا رَأیتُ
آنِیَةً اَحسَنَ مِنهَا لَیسَت مِن آنِیَةِ الدُّنیَا اور دیکھا میں نے
کہ کناروں پر اُسکے چند درخت ہیں اُنمیں چند حوریں ہیں اُنکے

سرون پر بال ہین کہ مین نے کوئی شی بہتر اُن حورون سے نہین دیکھی ہے اور
اُنکے ہاتون مین چند ظرف عمدہ ہین کہ مین نے ایسے ظرف نہین دیکھے ہین
اور وہ ظرف ظروف دنیا سے نہین ہین فَدَنَتْ مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَاَوْمَی
بِیَدِہٖ لِتَسْقِیَهٗ فَنَظَرْتُ اِلَیْهَا وَقَدْ مَالَتْ لِتَغْرِفَ مِنَ النَّهْرِ
فَمَالَتِ الشَّجَرَۃُ مَعَهَا فَاغْتَرَفَتْ فَمَالَتِ الشَّجَرَۃُ مَعَهَا ثُمَّ نَاوَلَتْهُ
وَنَاوَلَنِیْ فَشَرِبْتُ فَمَا رَاَیْتُ شَرَابًا كَانَ اَلْیَنَ مِنْهُ وَلَا اَلَذَّ مِنْهُ
وَكَانَتْ رَائِحَتُهٗ رَائِحَةَ الْمِسْكِ پس وہ جناب اُنمین سے قریب
ایک کے تشریف لیگئے اور دست مبارک سے واسطے پانی پلانے کے
اشارہ فرمایا پس مین نے دیکھا کہ وہ درخت جھکا جسکے قریب وہ حوریہ
تھی پس جب اُس حوریہ نے پانی بھرا تو وہ درخت مع اُس حوریہ کے
جھکا اور اُسنے کاسۂ آب بھر کے حضرت کو دیا اور حضرت نے وہ پانی
مجھے مرحمت فرمایا اور مین نے پیا اور سیراب ہوا عبداللہ کہتے ہین کہ
مین نے ایسا عمدہ پانی شیرین و لذیذ اور خوشگوار نہین دیکھا تھا اور
اُسمین خوشبو مشک کی آتی تھی فَنَظَرْتُ فِی الْكَاسِ فَاِذَا فِیْهِ ثَلٰثَةُ
اَلْوَانٍ مِنَ الشَّرَابِ فَقُلْتُ لَهٗ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا رَاَیْتُ
كَالْیَوْمِ قَطُّ وَلَا كُنْتُ اَرٰی اَنَّ الْاَمْرَ هٰكَذَا پس جب نظر کی
مین نے اُس کاسہ پر تو دیکھا کہ تینون رنگ جو نہر مین تھے اُس
کاسہ مین موجود ہین مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین
آپ پر مین نے کبھی آجتک ایسی چیز نہین دیکھی ہے اور مین نہین جانتا تھا

کہ یہ امر اسطرح سے ہی فقال لی هذا اقلّ ما اعدّه الله لشیعتنا ان المؤمن اذا توفی صارت روحه الی هذا النهر و رعت فی ریاضه و شربت من شرابه یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ یہ کمتر ہی اُس چیز کا جسے خداوند کریم و رحیم نے ہمارے شیعون کے واسطے مہیا کیا ہی بدرستیکہ جب مومن انتقال کرتا ہی تو روح اسکی اِسی نہر کے پاس آتی ہی اور اسکے باغات مین سیر کرتی ہی اور اسی پانی کو پیتی ہی و ان عدوّنا اذا توفی صارت روحه الی وادی برهوت فاخلدت فی عذابه و اطعمت من زقوم و اسقیت من حمیمه اور جب دشمن ہمارا مرتا ہی تو روح اسکی طرف وادی برہوت کے جاتی ہی پس مخلد بعذاب رہتی ہی اور اطعام کی جاتی ہی زقوم سے اور اُسکے تئین آب گرم پلایا جاتا ہی حضرات سُنا آپنے کہ کیا مرتبہ ہی شیعیان ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا اور کیا صاحب معرفت و دیندار تھے عبداللہ بن سنان کہ جناب صادق علیہ السلام نے جنت و انہار اُسکے دکھا دیئے اور پانی اُنکا پلا دیا اور یہی دستگاہ درگاہ خدا مین ہر امام اور حجت خدا کو حاصل ہی یہی وجہ ہی کہ بنابر روایت صاحب محرق القلوب کے جب آٹھوین تاریخ محرم کو اہل بیت جناب امام حسینؑ اور اصحاب و اقربائے اُن حضرت پر تشنگی نے غلبہ کیا اور فریاد العطش العطش کی اطفال سے بلند ہوئی تو اُسوقت وہ معجز نما کھڑے ہوئے اور عقب خیمہ مخدرات عصمت تشریف لائے اور پشت

خیمہ سے رو بقبلہ تین قدم اُٹھائے اور فرمایا کہ اس مقام پر کھودو جب
انصار نے اُس جگہ زمین کھودی تو باعجاز فرزند ساقی کوثر ایک چشمہ
شیرین و خوشگوار پیدا ہوا اور سب اہل بیت اور اصحاب حضرت کے
مع مرکبون کے سیراب ہوئے بعد اسکے وہ چشمہ غائب ہوا پھر کسی نے
اُسکا اثر نہ دیکھا اور روز عاشورا بھی معرکۂ کارزار مین اپنے اصحاب
باوفا کو کہ کیسے صاحبان معرفت اور متقی اور پرہیزگار تھے جنت و انہار
اُسکے دکھائے اور کاسہائے آب کوثر و سلسبیل کے مہیا ہونے کی بشارت
دی روی محمد بن ابیطالب و ابو مخنف ثم قال یا کرام ھذہ
الجنۃ قد فتحت ابوابھا و اتصلت انھارھا و اینعت ثمارھا
چنانچہ محمد بن ابیطالب اور ابومخنف نے روایت کی ہی کہ جب روز
عاشورا لڑائی شروع ہوئی تو اُسوقت حضرت نے اپنے اصحاب سے
فرمایا کہ ای بزرگوارو دیکھو دروازے جنت کھل گئے ہین اور نہرین اسکی
نمایان ہین اور میوے اُسکے پختہ و تیار ہین وھذا رسول اللہ
والشھداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یتوقعون قدومکم
ویتباشرون بکم اور ای دیندارو یہ جد امجد میرے جناب رسول خدا
اور تمامی شہدا جو راہ خدا مین شہید ہوئے ہین منتظر تمہارے ہین اور
تمہارے آنے کی باہم خوشی کر رہے ہین فحاموا عن دین اللہ و دین
نبیہ و ذبوا عن حرم رسول اللہ و حرم ذریتہ پس حمایت
کرو دین خدا و رسول کی اور دفع کرو اعدا کو حرم رسول خدا او

ان حضرت کی ذریت کے حرم سے فَتَوَجَّهُوا اِلَی الْقِتَالِ کَاَنَّهُمْ اِلَی الْعَرَائِسِ
زَائِجِلِیْنَ پس یہ بشارت وارشاد سنکر وہ سب ابرار متوجہ کارزار
اور مشغول جہاد ہوئے اور ہر ایک دیندار شوق لقائے پروردگار اور
نصرت وحمایت ذریت رسول مختار مین واسطے اپنی شہادت کے
ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور اس اشتیاق سے مرنے
جاتے تھے کہ جیسے کوئی خوش ہو کر طرف عروس کے جاتا ہی اور ایک
بعد ایک کے مظلوم کربلا سے رخصت ہوتا تھا اور سلام آخری عرض
کرتا تھا اور حضرت بعد جواب سلام کے فرماتے تھے کہ اے وفادارو
تم آگے جاؤ ہم بھی پیچھے تمہارے آتے ہین یہانتک کہ تمام اصحاب واقربا
فرزند رسول خدا صلعم کے جام شہادت سے سیراب ہوئے چنانچہ
لہوف وغیرہ مین منقول ہی کہ جب امام حسین علیہ السلام یکہ وتنہا
رہگئے تو اسوقت لاشہائے شہدا کو کہ زخموں سے چور چور ریگ گرم پر
پڑی تھین دیکھکر شدت سے روئے اور بنگاہ حسرت ویاس چپ
وراست ملاحظہ فرمایا اور کسی کو بجز اعدا کے نہ پایا پس بنابر اتمام
حجت کے استغاثہ کیا اور فرمایا هَلْ مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم آیا ہی کوئی دفع کرنیوالا کہ اس آفت وبلا کو حرم
رسول خدا صلعم سے دور کرے هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ یَخَافُ اللّٰهَ فِیْنَا
آیا ہی کوئی خدا پرست کہ ہمارے بارہ مین خوف خدا کرے هَلْ مِنْ
مُغِیْثٍ یَرْجُو اللّٰهَ بِاِغَاثَتِنَا هَلْ مِنْ مُعِیْنٍ یَرْجُو اللّٰهَ بِاِعَانَتِنَا

آیا ہے کوئی فریادرس کہ امیدوار ثواب خدا کا ہو اور ہماری فریادرسی
کرے آیا ہے کوئی اعانت کرنیوالا کہ امیدوار ہو خدا سے ثواب آخرت کا
ہماری اعانت کرنے میں آپ یہ آواز استغاثہ و فریاد سنکر اہل بیت
رسالت بیقرار ہو کر زار زار رونے لگے اور مظلوم کربلا آواز گریہ و بکا
اُنکی سنکر دروازۂ خیمہ پر تشریف لائے اور جناب زینب سے فرمایا
کہ اے بہن میرے فرزند شیرخوار علی اصغر کو مجھے دو کہ تا اُسے دیدار آخری
اور پیار کروں پس حضرت اُس شیرخوار کیطرف جھکے اور بوسے لیتے
اور پیار کرتے تھے ناگاہ حرملہ ملعون نے ایک تیر مارا کہ وہ بچہ تشنہ لب
شہید ہوا مومنین مقام تصور ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے
عبداللہ بن سنان کو ایک کاسہ آب خنک مرحمت فرمایا اور اُسنے
پیا اور سیراب ہوا حالانکہ وہ تین دن کے پیاسے عالم غربت و مسافرت
میں نہ تھے مگر افسوس ہزار افسوس جناب امام حسین علیہ السلام نے
شدت تشنگی میں روز عاشورا اپنے نانا کی امت سے ایک جرعہ پانی کا
واسطے عبداللہ شیرخوار کے طلب فرمایا ہائے افسوس عقبہ اسدی
لعین نے عوض پانی کے ایسا تیر مارا کہ وہ بچہ پیاسا ہاتھوں پر حضرت کے
شہید ہوا چنانچہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الرَّضِیْعِ الصِّغَار
سلام ہو اُس بچے شیرخوار پر کہ جو تشنہ لب شہید ہوا پس بنا بر روایت
ابن نما رحمہ اللہ کے حضرت نے لاش اُس شیرخوار کی مقتل شہدا میں
رکھدی اور بروایت احتجاج طبرسی دفن کر دی پس اس اثنا میں

آواز ہل من مبارز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی چونکہ جناب امام حسین ع اشجع عرب تھے کہ مثل و نظیر عالم مین نہ تھا یہ سنکر فوراً مرکز میدان قتال مین سامنے صفوف لشکر اعدا کے تشریف لائے اور مشغول جہاد ہوئے اور میمنہ اور میسرہ اور کبھی قلب لشکر پر حملہ کرکے درہم و برہم کر دیا قال ابو مخنف فلم یزل یقاتل حتی قتل منہم اربعة الاف فارس وخمسماة راجل چنانچہ ابو مخنف لکھتا ہے کہ اس حملہ مین ان حضرت نے چار ہزار سوار اور پانچسو پیادہ لشکر اعدا کے قتل کیے اور باقی ماندہ فرار کر گئے اور راہ دریا کی صاف ہوئی اسوقت حضرت نے ذوالجناح کو نہر فرات مین ڈالدیا اور ایک چلو پانی اٹھا کر چاہا کہ لبہائے خشک تک لائین فصاح صائح یا حسین ادرک خیمتک بس ناگاہ ایک دشمن خدا نے آواز دی کہ اے حسین کیا آپ پانی پیتے ہین اپنے خیمون کی خبر لیجیے کہ تاراج ہوتے ہین سبحان اللہ کسدرجہ غیور تھے وہ جناب کہ بخیال ناموس یہ سنکر پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور نہر فرات سے باہر تشریف لائے اور متوجہ خیمہ گاہ ہوئے دیکھا کہ وہ سالم و محفوظ ہے ثابت ہوا کہ یہ فقط حیلہ تھا کہ تا حسین مظلوم پانی نہ پئین ملا آقا دربندی اس مقام پر یون لکھتے ہین کہ شاید مطلب حضرت کا اس فعل سے یہ ہو کہ اعدا دیکھیں ایسی شدت تشنگی اور ضرورت مین پانی ایسی چیز کو باوجود قدرت و قبضہ کے بپاس و لحاظ اور حرمت عترت رسول خدا ص کے کہ جو امانت ان حضرت کی ہی مین نے ہاتھ سے پانی

پھینکدیا اور اپنی جان سے انکو عزیز جانا بس اسیطرح تم سبکو بھی حرمت
عترت رسول خداؐ کی واجب و لازم ہی آہ مومنین حضرت کو تو نہ لحاظ
ہو مگر بعد شہادت اُس جناب کے اعدا نے دختران رسول خداؐ کی
مقنعہ و چادرین چھین لین اور اسیر و مقید کرکے شہر بشہر پھرایا اور کچھ پاس
و لحاظ رسول خدا کا نہ کیا چنانچہ معصومؑ فرماتے ہین وَسُبِیَ اَھلُکَ
کَالعَبِیدِ وَصُفِّدُوا فِی الحَدِیدِ ای جد مظلوم اہل بیت آپکے مثل
غلام و کنیزان ترک و روم کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیرہاے آہنی
مین جکڑ دیے گئے الغرض ریاض الشہادت مین ملا حسن قزوینی
علیہ الرحمہ یون روایت کرتے ہین جب حضرت نے پانی چلو مین لیکر چاہا
کہ پئین اُسیوقت تشنگی جناب عباسؑ اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور جناب قاسم
اور عونؑ و جعفر کی یاد آگئی اور تڑپنا فرزند شیرخوار علی اصغر اور عبداللہ کا
پیاس سے نظر انور مین پھر گیا اور وہ پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور لب خشک
تر نہ کیے اور فرمایا کہ افسوس ایسے نور نظر تشنہ لب دنیا سے رحلت کرجائین
اور مین پانی پیون قسم بخدا مجھ سے یہ کبھی نہوگا یہانتک کہ اُنسے ملاقات
کرون واقعی مومنین مجالس مفجعہ مین منقول ہی کہ وقت آخر تک بھی
حضرت نے پانی نہ پیا ہرچند کہ شدت تشنگی سے زبان اقدس چباتے تھے
اور بنا بر اتمام حجت کے باواز ضعیف العطش العطش فرماتے تھے
مگر کسی بیرحم نے ایسے وقت بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا یہانتک کہ شمر
ملعون نے بظلم و ستم پیاسا ہی ذبح کیا اور سر انور کو بدن اطہر سے جدا کیا

نیزۂ طویل پر بلند کیا اُسوقت آثار قیامت کے نمودار ہوئے یہ دیکھکر
اہل بیت رسالت گریان و نالان واسیداہ وامظلوماہ کہتے ہوئے
اُس تلاطم عظیم مین طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئے چنانچہ محرق القلوب
وغیرہ مین جناب سکینہ سے منقول ہے وہ یتیمہ فرماتی ہین کہ جب قتلگاہ
مین پہونچی اور لاش پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام سے لپٹ کر رونے
لگی تو اُسوقت گلوے بریدہ اُن حضرت سے سنا مین نے کہ یہ اشعار
بطور وصیت کے فرماتے ہین

اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْ شَہِیْدٍ فَانْدُبُوْنِیْ		شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِیْ

ای شیعو اور دوستو میرے جب کبھی تم پانی سرد و شیرین پیو تو اُسوقت
مجھ تشنہ لب کی پیاس ضرور یاد کر لینا اور جب سنو تم کہ کوئی غریب و مسافر
مبتلا بلا ہوا یا کوئی بیجرم و گناہ شہید ہوا تو تم میری غربت و بیکسی پر رونا
اور اِس مظلومی سے قتل ہونا میرا یاد کر لینا

وَبِجُرْدِ الْخَیْلِ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمْدًا سَحَقُوْنِیْ		اَنَا السِّبْطُ الَّذِیْ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ قَتَلُوْنِیْ

اسلیے کہ مین فرزند رسول خدا ہوں بیجرم و خطا مثل گوسفند قربانی ذبح
ہوا ہون اسیر اشقیاے امت نے بعداوت بعد قتل کے میری لاش کو
پامال سُم اسپان کیا ہے

کَیْفَ اَسْتَسْقِیْ لِطِفْلِیْ فَاَبَوْا اَنْ یَرْحَمُوْنِیْ		لَیْتَکُمْ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَ جَمِیْعًا تَنْظُرُوْنِیْ

ای شیعو اور دوستو میرے کاش کہ تم سب روز عاشورا کربلا مین ہوتے
اور میری غربت و بیکسی کو دیکھتے کہ مین کس مظلومی سے واسطے اپنے

طفل شیرخوار کے اپنے نانا کی امت سے پانی مانگتا رہا مگر ان بے رحموں نے
ایک قطرہ پانی کا اس بچے شیرخوار کو نہ دیا ہے

وسقوه سهم بغی عوض الماء العذب		یا لرزیة ومصاب هد ارکان الحجون

آه آه عوض پانی کے اعدا نے حلق نازنین پر اس شیرخوار کے تیر مارا
کہ وہ بچہ تشنہ لب شہید ہوا پس یہ مصیبت میری وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ جسکے
غم میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے الا لعنة الله علی القوم الظالمین

مجلس بست و چہارم

فی المنتخب ان النبی صلعم خرج من المدینة غازیا واخذ علیا
معه وبقی الحسن والحسین علیهما السلام عند امهما لانهما
طفلان صغیران منتخب میں کہ مشہور بیاض فخری ہے منقول ہے
کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ سے
واسطے جہاد کے تشریف لیگئے تھے اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام بھی ہمراہ ان حضرت کے گئے تھے اور حسنین علیہما السلام بسبب
صغر سن کے اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تھے فخرج الحسین علیه السلام
ذات یوم من دار امه یمشی فی سواد المدینة وکان عمره
یومئذ ثلث سنین فوقع بین نخیل وبساتین حول المدینة
فجعل یسیر فی جوانبها ویتفرج فی مصانعها پس ایک روز
شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام دولتسرائے جناب
سیدہ سے باہر نکلے اور کوچہائے مدینہ میں سیر و تفریح فرماتے تھے اور

سن شریف انکا اُس زمانہ مین تین برس کا تھا پس وہ شاہزادہ سیر
کرتے ہوئے باغات اطراف مدینہ کیطرف نکل گئے فمر علیہ یہودی
یقال لہ صالح بن رقعۃ الیھودی فاخذ الحسین ع الی بیتہ
واخفاہ عن امہ حتی بلغ النھار الی وقت العصر والحسین
لم یتبین لہ اثر پس اتفاقا ایک یہودی کا اُسطرف سے گذر ہوا
کہ نام اُسکا صالح بن رقعہ تھا اور وہ یہودی امام حسین علیہ السلام کو
اپنے گھر لیگیا اور جناب سیدہ سے چھپا یا یہانتک کہ وقت عصر آیا
اور نشان اُس شاہزادہ کا معلوم نہوا فغار قلب فاطمۃ بالھم
والحزن علی ولدھا الحسین ع فصارت تخرج من دارھا
الی باب مسجد النبی سبعین مرۃ فلم تر احدا اتبعثہ پس اُس وقت
جناب سیدہ مغموم و محزون اور متفکر ہوئین اور اسقدر اُس معصومہ کو
تردد طاری ہوا کہ اپنے دولتسرا سے دروازہ مسجد رسول خدا تک
ستر مرتبہ تشریف لائین اور پھر گئین مگر کسی شخص کو ایسا نہ پایا کہ جسکو
اپنے پارہ جگر کے تلاش کرنے کو بھیجتین تو اقبلت الی ولدھا
الحسن ع وقالت لہ یا مھجۃ قلبی و قرۃ عینی قم فاطلب اخاک
الحسین ع فان قلبی یحترق من فراقہ آخر کار وہ معصومہ اپنے
بڑے فرزند دلبند امام حسن علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوئین کہ سن
شریف انکا قریب چار برس کے تھا اور فرمایا کہ ای سرور دل اور
ای نور نظر میرے جاؤ اور اپنے بھائی حسین ع کو تلاش کر کے لاؤ کہ دل

میرا اسکے فراق وجدائی سے جل رہا ہے فقام الحسن ع وخرج من المدینۃ
واتی الی دور حولھا نخل کثیر وجعل ینادی یا حسین بن
علی یا قرۃ عین النبی این انت یا اخی پس حسب الارشاد اُن
معصومہ کے امام حسن علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اطراف مدینہ اور
باغات میں تفحص کے واسطے تشریف لیگئے اور بآواز بلند پکارتے تھے
یا حسین بن علی یا قرۃ عین النبی این انت یا اخی ای حسین
فرزند علی مرتضیٰ ای نور نظر رسول خدا ای برادر عزیز میرے تم کہاں ہو
قال فبینما الحسین علیہ السلام اذ بدالہ غزالۃ فی تلک
الساعۃ فالھم اللہ الحسن ع ان یسئل الغزالۃ ببرکات
رسول اللہ ص فقال لھا یا ظبیۃ ھل رایت اخی حسینا
راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں فوراً بقدرت خدا ایک آہو نمودار ہوا
پس امام حسن علیہ السلام نے بالہام الٰہی اُس سے پوچھا کہ ای آہو
کہیں میرے بھائی حسین ع کو تو نے دیکھا ہے فانطق اللہ الغزالۃ
ببرکات رسول اللہ ص وقالت یا حسن ع یا نور عین المصطفیٰ
وسرور قلب المرتضیٰ ویا مھجۃ فواد الزھراء اعلم ان اخاک
اخذہ صالح الیھودی واخفاہ فی بیتہ پس وہ آہو بقدرت
خدا اور ببرکت جناب رسول خدا ص بزبان فصیح گویا ہوا اور عرض کی
کہ ای حسن مجتبیٰ ای نور دیدہ جناب محمد مصطفیٰ اور ای سرور قلب
علی مرتضیٰ ای پارہ جگر فاطمہ زہرا علیہم السلام آپکے بھائی کو صالح

یہودی لیگیا ہی اور اپنے گھر میں مخفی کیا ہو فسار الحسن علیہ السلام حتے
اتی دار الیھودی فناداہ فخرج صالح فقال لہ الحسن اخرج
الی الحسین من دارک وسلمہ الی والا اقول لامی تدعو
علیک فی اوقات السحر وتسئل ربہا حتی لا یبقی علی وجہ
الارض یہودی یہ بشارت سنکر امام حسن علیہ السلام صالح یہودی کے
گھر پر تشریف لیگئے اور آواز دی پس وہ یہودی فوراً حاضر خدمت ہوا
اسوقت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بھائی حسین کو اپنے
گھر سے میرے پاس لے آؤ نہیں تو میں اپنی مادر گرامی سے عرض کرونگا
کہ وہ معصومہ وقت سحر دعاے بد کرینگی یہانتک کہ کوئی یہودی روے
زمین پر باقی نہ رہیگا تو اقول لابی یضرب بحسامہ جمعکم حتے
یلحقکم بدار البوار واقول لجدی یسئل اللہ سبحانہ ان
لا یدع یہودیا الا وقد فارق روحہ اور اسیطرح سے اپنے
پدر نامدار سے عرض کرونگا اور وہ جناب اپنی شمشیر آبدار سے تمھاری
جمعیت کو پراگندہ اور واصل جہنم کرینگے اور اپنے جد بزرگوار سے
عرض کرونگا پس وہ حضرت بھی دعاے بد کرینگے یہانتک کہ سب
یہودی فنا ہونگے اور انکا نشان بھی باقی نہ رہیگا فتحیر صالح الیھودی
من کلام الحسن علیہ السلام وقال یا صبی من امک فقال
امی الزہراء بنت محمد المصطفی قلادۃ الصفوۃ ودرۃ
صدف العصمۃ وغرۃ جمال العلم والحکمۃ پس یہ کلام امام

حسن علیہ السلام کا سنکر صالح یہودی متحیر و خائف ہوا اور عرض کی اے
صاحبزادے مادر گرامی آپکی کون ہیں فرمایا کہ مادر گرامی میری فاطمہ زہرا
بنت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ درۂ صدف عصمت غرۂ جمال علم و حکمت
اور برگزیدۂ خدا ہیں وھی نقطۃ دائرۃ المناقب والمفاخر ولمعۃ
من انوار المحامد والمآثر خمرت طینۃ وجودھا من تفاحۃ
من تفاح الجنۃ اور وہ معصومہ نقطۂ دائرہ مناقب و مفاخر لمعۂ
انوار محامد و مآثر ہیں کہ جنکی طینت کا خمیر سیب سے ہی سیب ہائے
جنت سے وکتب اللہ فی صحیفتھا عتق عصاۃ الامۃ وھی ام
السادۃ النجباء وسیدۃ النساء البتول العذراء فاطمۃ
الزھراء علیھا السلام اور حق سبحانہ تعالی نے بخشش گناہگاران
امت کی انکے صحیفہ میں لکھی ہے اور وہ مادر گرامی ائمہ ہدی کی اور سیدۃ
النساء بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں فقال الیھودی
اما امک فعرفتھا فمن ابوک فقال الحسن ع ان ابی اسد اللہ
الغالب علی بن ابیطالب الضارب بالسیفین والطاعن
بالرمحین والمصلی مع النبی فی القبلتین والمفدی نفسہ
لسید الثقلین ابو الحسن والحسین ع پس یہ سنکر اس یہودی نے
عرض کی کہ مادر گرامی کو آپکی میں نے معلوم کیا آپکے پدر بزرگوار کون
ہیں امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ پدر نامدار میرے اسد اللہ الغالب
مظہر العجائب مظہر الغرائب جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں

کہ جن حضرت نے دو سیف یا ذوالفقار دو زبان سے جہاد کیا اور دو دو تیر نے ایک دفعہ اعدائے دین کو لگائے اور دو قبلہ کیطرف ساتھ رسول خداؐ کے نماز پڑھی یعنے پہلے بیت المقدس اور بعد اسکے خانۂ کعبہ کے اور اپنی جان رسول خداؐ پر فدا کی اور باپ حسنین ؑ کے ہیں فقال صالح الیھودی یا صبی قد عرفت اباک فمن جدک فقال جدی دُرَّۃٌ من صدف الجلیل وثمرۃ من ثمرۃ شجرۃ ابراھیم الخلیل الکوکب الدری والنور المضئ من مصباح التبجیل المعلقۃ فی عرش الجلیل سید الکونین ورسول الثقلین ونظام الدارین وفخر العالمین ومقتدی الحرمین وامام المشرقین والمغربین وجد السبطین انا الحسن واخی الحسین ؑ پس صالح نے عرض کی کہ ای شاہزادہ آپکے پدر بزرگوار کو میں نے معلوم کیا جدّ نامدار آپکے کون ہیں اُس شاہزادہ نے بہت سے القاب اپنے جدّ امجد کے بیان کیے یہاں تک کہ فرمایا جدّ بزرگوار میرے سید الکونین اور رسول الثقلین اور نظام الدارین اور فخر العالمین اور مقتدی الحرمین اور امام المشرقین والمغربین اور جدّ السبطین ہیں کہ ایک نواسا اُن حضرت کا میں حسن ہوں اور دوسرے بھائی میرے حسین ہیں فلما فرغ الحسن ؑ عن تعداد مناقبہ انجلی صدأ الکفر عن صالح الیھودی وھملت عیناہ بالدموع وجعل ینظر الیہ کالمتحیر متعجبا من حسن منطقہ وصغر سنہ وجودۃ فہمہ

پس جب امام حسن علیہ السلام نے مناقب اپنے جدّ امجد اور پدر بزرگوار کے
اس فصاحت و بلاغت سے بیان فرمائے تو تاثیر بیان سے اُس
شاہزادہ کے زنگ کفر دل سے صالح یہودی کے دُور ہوا اور بے اختیار
اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور بنگاہ حسرت اُس شاہزادے
کیطرف دیکھتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ اس صغر سن میں یہ فہم و فصاحت
عجیب اور بلاغت غریب کیونکر حاصل ہی تو قَالَ یَا ثَمَرَةَ فُؤَادِ
الْمُصْطَفٰی وَیَا نُوْرَ عَیْنِ الْمُرْتَضٰی وَیَا سُرُوْرَ صَدْرِ الزَّهْرَاءِ یَا حَسَنُ
اَخْبِرْنِیْ قَبْلَ اَنْ اَسْئَلَ اِلَیْکَ اَخَاکَ عَنْ اَحْکَامِ دِیْنِ الْاِسْلَامِ
حَتّٰی اَذْعَنَ لَکَ وَانْقَادَ اِلَی الْاِسْلَامِ بعد اسکے اُس یہودی نے
عرض کیا کہ ای میوۂ دل محمد مصطفیٰؐ اور ای نور چشم علی مرتضیٰؑ ای راحت
دل فاطمہ زہراؑ ای حسن مجتبیٰؑ آپ مجھے دین اسلام کے آداب و احکام
تعلیم فرمائیے تاکہ اقرار کروں میں آپکا اور تابع اسلام ہوں قبل اسکے
کہ میں آپکے بھائی کو لے آؤں ثُمَّ اِنَّ الْحَسَنَ عَرَضَ عَلَیْهِ الْاِسْلَامَ
وَعَرَّفَهُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ فَاَسْلَمَ صَالِحٌ وَاَحْسَنَ اِسْلَامَهٗ
عَلٰی یَدِ الْاِمَامِ بْنِ الْاِمَامِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِ اَخَاهُ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
پس امام حسن علیہ السلام نے اُسکو احکام اسلام کے تعلیم فرمائے
اور حلال و حرام سے آگاہ کیا پس صالح اسلام سے مشرف ہوا اور
ہاتھ پر امام ابن امام کے مسلمان ہوا بعد اسکے امام حسین علیہ السلام کو
لیکر حاضر خدمت ہوا ثُمَّ نَثَرَ عَلٰی رَاْسِہِمَا طَبَقًا مِنَ الذَّہَبِ

والفضۃ وتصدق بہ علی فقراء المساکین ببرکت الحسن والحسین
علیہما السلام ثم ان الحسن ع اخذ بید اخیہ الحسین ع واتیا
الی امہما فلما رأتہما اطمأنت قلبہا وزاد سرورہا بولدیہا
بعد اُسکے صالح نے دونوں شاہزادوں پر ایک طبق پر از طلا ونقرہ نثار
کیا اور اُس زر نثار کو ببرکت حسنینؑ کے فقرا و مساکین پر تصدق کیا
اور امام حسن علیہ السلام ہاتھ میں ہاتھ اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کا
لیے ہوے اپنی مادر گرامی کی خدمت میں آئے پس جب اُن شاہزادونکو
جناب سیدہؑ نے دیکھا تو بہت شاد و مسرور ہوئیں قال فلما کان
یوم الثانی اقبل صالح ومعہ سبعین رجالا من رھطہ و
اقاربہ وقد دخلوا جمیعہم فی الاسلام علی ید الامام بن
الامام اخ الامام راوی کہتا ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو صالح
مع ستر آدمیوں کے اپنے قوم وقبیلہ سے آیا اور سب نے امام حسن علیہ
السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار اسلام کیا اور سب ہاتھ پر امام
ابن امام برادر امام کے داخل اسلام ہوے ثم تقدم صالح الی
باب الزہراء رافعا صوتہ بالثناء للسادۃ الامناء وجعل یمرغ
وجہہ وشیبتہ علی عتبۃ دار فاطمۃ الزہراء وھو یقول
یا بنت محمد ن المصطفی عملت سوءً بابنک واذیت ولدک
وانا علی فعلی نادم فاصفحی عن ذنبی بعد اسکے صالح دروازہ جناب
سیدہؑ پر آیا اور آواز بمدح وثنائے اہل بیت رسالت بلند کی اور منہ

اپنا آستانۂ ہدایت نشان اُن معصومۂ پر ملتا تھا اور عرض کرتا تھا
کہ ای پارۂ جگر رسول خدا ای دختر برگزیدۂ خدا مجھ سے قصور ہوا اور
آپکے فرزند دلبند کی نسبت مین نے بے آدبی کی اور اب مین اپنے
فعل سے نادم ہوں پس آپ قصور میرا معاف فرمائیے فارسلت
الیہ فاطمۃ تقول اَمَّا اَنَا فقد عفوت عنک من حقی ونصیبی
وصفحت عن اسأتک بہ ولکنہما ابنای وابنا علی بن المرتضیٰ
فاعتذر الیہ بما اذیت ابنہ پس یہ سُنکر جناب سیدہ نے کہلا بھیجا
کہ مین نے قصور تیرا عفو کیا بقدر اپنے حصّہ کے جتنا کہ حق میرا تھا اور
جو فراق فرزندین ہمکو رنج ہونچا وہ مین نے معاف کیا مگر حسنین
فرزند ہین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے پس اُن
حضرت سے عذر اپنی تقصیر کا کرو ثُمَّ اِنَّ صالحا انتظر علیا حتی اتی
من سفرہ وعرض علیہ حالہ واعترف عندہ بما جری
لہ وبکی بین یدیہ واعتذر مما اسا الیہ پس صالح منتظر رہا
یہانتک کہ جناب امیر علیہ السلام نے سفر سے مراجعت فرمائی
اور حاضر خدمت ہوکر اپنا حال عرض کیا اور معترف اپنے قصور کا
ہوکر سامنے اُن حضرت کے گریہ وزاری اور عذر خواہی کی فقال
لہ یا صالح اَمَّا اَنَا فقد رضیت عنک وصفحت عن ذنبک
لکن ہؤلاء ابنای وریحانتا رسول اللہ فامض الیہ فاعتذر
مما اسأت الیہ بولدیہ پس یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ میری

قصور تیرا عفو کیا مگر یہ دونون فرزند اور ریحان بوستان جناب رسول خدا کے ہین اُن حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عذر خواہی کر و قال فاتی صالح الی رسول اللہ باکیا حزینا و قال یا سید المرسلین قد ارسلت رحمۃ للعالمین و انی قد اساءت و اخطات و انی قد سرقت ولدک الحسین و ادخلتہ الی داری و اخفیتہ عن اخیہ و امہ و قد اساتھما فی ذلک و انا الان قد فارقت الکفر و دخلت فی دین الاسلام راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر صالح محزون و مغموم روتا ہوا خدمت بابرکت جناب رسالت مآب مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای سید المرسلین حق سبحانہ تعالی نے آپکو رحمت واسطے عالمین کے بھیجا ہی اور مجھ سے قصور ہوا کہ آپکے فرزند دلبند امام حسین کو مین نے چھپا یا تھا اور انکو اپنے گھر مین مخفی کیا تھا اُنکی مادر گرامی اور برادر سامی سے اور اب مین شرف اسلام سے مشرف ہوا ہون اور اپنے قصور کا معترف ہون فقال النبی اما انا فقد رضیت عنک و صفحت عن جرمک ولکن یجب علیک ان تعتذر الی اللہ تعالی و تستغفرہ مما اسات بہ قرۃ عین الرسول و مھجۃ فواد البتول حتی یعفو اللہ عنک سبحانہ پس جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین نے تیرا قصور عفو کیا مگر تجھے لازم و ضرور ہی کہ خداوند عالم کی درگاہ مین عذر و استغفار بجالائے اُس امر سے کہ جو بے ادبی

تجھ سے ہوئی ہی نسبت نور چشم رسول اور راحت دل بتول کے بیان تمام کر
حق سبحانہ تعالی تجھ سے راضی ہو فقال فلم یزل صالح یستغفر ربہ
ویتوسل الیہ ویتضرع بین یدیہ فی اسحار اللیل واوقات
الصلوۃ حتی نزل جبرئیل الی النبی باحسن التبجیل وھو یقول
یا محمد ص قد صفح اللہ عن جرم صالح حین دخل فی دین الاسلام
علی ید الامام بن الامام اخ الامام علیھم افضل الصلوۃ
والسلام راوی کہتا ہی کہ پس صالح مدت تک وقت سحر اور اوقات
صلوۃ مین استغفار اور تضرع وزاری درگاہ باری مین کرتا رہا یہانتک
کہ جبرئیل خدمت رسول جلیل مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ
خداوند کریم نے قصور صالح کا اُسیوقت عفو فرمایا کہ جسوقت وہ ہاتھ پر
امام ابن امام برادر امام کے دین اسلام مین داخل ہوا حضرات
سُنا آپنے کہ شاہزادہ کونین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین
اپنی مادر گرامی جناب سیدہ کی نظر سے تھوڑی دیر غائب ہوگئے تھے
اور صحت وسلامتی صالح کے گھر مین تھے حالانکہ اُنکے کوئی زخم نیزہ
وتیر وشمشیر نہ لگا یا تو اُنکی مادر گرامی کا کیا حال ہوا کہ فراق فرزند سے
ستر مرتبہ دروازہ مسجد تک تشریف لائین اور پھر گئین مگر افسوس ہزار
افسوس حال پر جناب زینب کے کہ جب وہی امام حسین مظلوم کربلا
روز عاشورا یکہ وتنہا بعد شہادت تمام اصحاب واقربا کے درمیان اعدا
گھر گئے تھے اور بروایت ابو مخنف ہر طرف سے اشقیائے کوفہ وشام

محاصرہ کیے ہوئے تھے کوئی تلوار مارتا تھا اور کوئی تیر لگاتا تھا اور کوئی نیزہ مارتا تھا اور کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا تو اُسوقت وہ مظلومہ بکمال اضطرار بار بار دروازۂ خیمہ تک آتی تھیں اور ایسا کوئی نظر نہ آتا تھا کہ اُس سے حال اپنے برادر مظلوم کا دریافت کریں اور نہ فرزند اور اقربا اُس ستم رسیدہ کے زندہ تھے کہ میدان میں واسطے تلاش کرنے اپنے مانجائے کے روانہ کرتیں ہائے کہاں تھے امام حسن علیہ السلام کہ صحرائے کربلا میں روز عاشورا با آواز بلند پکارتے یا حسین بن علی یا قرۃ عین النبی این انت یا اخی ای حسین فرزند علی مرتضیٰ ای نور چشم رسول خدا ای برادر مظلوم میرے تم کہاں ہو کاش اُسوقت جناب قاسم و عبداللہ اور احمد بیان امام حسن علیہ السلام زندہ ہوتے تو اپنے چچا کو تلاش کرتے افسوس وہ شاہزادے خون آلودہ ریگ گرم پر پڑے تھے مقام تامل ہی کہ امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ اپنے وطن میں تھوڑی دیر غائب رہے بعد اُسکے بسلامت واپس آئے اور صحرائے کربلا اور عالم مسافرت میں ایسے غائب ہوئے کہ پھر امید واپس آنکی نہ رہی جیسا کہ جناب زینب فرماتی ہیں یا بی من لا ھو غائب فیرتجی ولا جریح فیداوی فدا ہو باپ میرا اُس غریب الدیار پر جو ایسا غائب نہیں ہی کہ جسکے پھر آنیکی امید ہو اور نہ ایسا زخمی ہی کہ علاج کرنے سے اچھا ہو جائے یعنے ظالموں نے اُس مظلوم کو شہید کیا اب اُس سے امید ملاقات کی دار دنیا میں نہیں ہی مقام غور ہی کہ مدینہ میں

صالح یہودی اصحاب کیا اور آل عبا سے بعد اسلام کے طالب عفو ہوا
اور درگاہ الٰہی مین مدت تک استغفار کرتا رہا یہانتک کہ جبرئیل
مع بشارت کے نازل ہوے اور کربلا مین اہل کوفہ وشام نے کہ جو
اپنے تئین مسلمان جانتے تھے اُس فرزند رسول کو تشنہ لب ذبح کیا
اور باہم سبارکباد دیتے تھے اور مدینہ مین جبرئیل بشارت لائے تھے
اور کربلا مین جبرئیل پکارتے تھے الاقُتِلَ الحُسَینُ بکربلا آگاہ ہو
اے اہل آسمان وزمین امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین زمین کربلا پر
قتل کیے گئے مومنین مدینہ مین صالح اپنے قصور پر نادم وعذرخواہ تھا
اور کربلا مین اعدا قتل فرزند رسول خداؐ پر شاد ومسرور تھے بلکہ شمر
لعین مع ہمراہیون کے خیمون کو لوٹتا تھا اور آگ لگاتا تھا اور اہلبیت
رسالت کو عوض ماتم پرسے کے تازیانے مارتا تھا اور مدینہ مین
قوم صالح سے ستر یہودیون نے اظہار اسلام کیا افسوس کربلا مین ستر
شقی بارادۂ ذبح فرزند رسول خداؐ کے ٹوٹے پڑتے تھے حضرات
مدینہ مین صالح نے ایک طبق طلا ونقرہ کا فرزندان رسول پر نثار کیا
اور کربلا مین اعدا نے دختران رسول خداؐ کی مقنعہ وچادرین تاراج
وہان باغات مدینہ مین امام حسن علیہ السلام پکارتے تھے کہ اے
حسینؑ بھائی میرے تم کہان ہو اور صحرائے کربلا مین بہنین اُن حضرت
کی جناب زینبؑ وام کلثومؑ مدینہ کیطرف متوجہ ہوکر فریاد کرتی تھین
وَامُحَمَّدَاہ صَلّٰی عَلَیکَ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ وَھٰذَا الحُسَینُ مُرَمَّل

بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعَ الْاَعْضَاءِ ہائے ای نانا رسول خدا آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی مگر بمقام افسوس ہے کہ یہ فرزند آپکا حسین مظلوم ریگ گرم صحرا پر بخاک وخون آلودہ پڑا ہے اعضائے نورانی اُنکے پارہ پارہ کیے گئے ہیں مومنین مدینہ میں جناب سیدہ اپنے فرزند کو صحیح وسالم دیکھکر کیسی شاد ومسرور ہوئی تھیں اور بکمال محبت وشفقت مادری اپنے سینہ سے لگایا ہوگا اور کربلا میں اشقیائے امت نے بکمال عداوت لاش اطہر فرزند رسول خدا پر کیا کیا ظلم وستم کیا آہ آہ اُس ظلم وستم کو کس زبان سے بیان کروں مگر معصومؑ فرماتے ہیں تَطَأُكَ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا ائے جد مظلوم آپکی لاش اطہر پر گھوڑے اپنے سموں سے بے ادبی کرتے تھے

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست ونہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ منتخب میں منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ یہ فرزند میرے حسن اور حسین علیہما السلام سردار ہیں جوانان اہل جنت کے حضرات کیا محبت والفت تھی اُن حضرت کو اپنے فرزندوں سے کہ کسیطرح خاطر شکنی اُنکی گوارا نہ تھی فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ دَخَلَا یَوْمَ عِیْدٍ اِلٰی حُجْرَۃِ جَدِّھِمَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب میں منقول ہے کہ ایک دن

روز عید تھا اور فرزندان رسول الثقلین جناب حسنین علیہما السلام باہم دونوں
شاہزادے خدمت بابرکت میں اپنے جد امجد جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ کی حاضر ہوئے فقالا یا جداہ الیوم یوم العید وقد تزین
اولاد العرب بالوان اللباس ولبسوا جدید الثیاب ولیس لنا
ثوب جدید وقد توجھنا لذلک الیک پس عرض کیا کہ اے
جد بزرگوار آج روز عید ہے اور اطفال عرب کے نیا لباس پہنے ہیں اور
رنگین لباس سے مزین ہیں اور ہمارے پاس لباس جدید نہیں ہے کہ تا
ہم بھی اُسے پہنیں پس ہم اسلیے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی
ہمیں لباس جدید عطا فرمائیے جناب رسول خدا حال اُن شاہزادوں کا
دیکھکر رونے لگے چونکہ اُسوقت اُن حضرت کے پاس کوئی لباس ایسا
نہ تھا کہ وہ حسنین علیہما السلام کو پہناتے اور خاطر شکنی بھی اُن شاہزادوں کی
گوارا نہو ئی پس اُن حضرت نے درگاہ احدیت میں دعا کی کہ بارالہا تو
شکستہ دلی ان بچوں کی اور انکی ماں فاطمہ زہرا کی مبدل بسرور کر منوز
حضرت دعا کر رہے تھے کہ یکایک جبرئیل امین دو حلے سفید بہشت کے
لیے ہوئے نازل ہوئے یہ دیکھکر جناب رسالت مآب نہایت مسرور ہوئے
اور فرمایا یا سیدی شباب اھل الجنۃ خذا اتوابکما خاطھما
خیاط القدرۃ علی قدر طولکما اے سرداران جوانان اہل جنت لو
اپنے کپڑے کہ جنکو خیاط قدرت نے ٹھیک ٹھیک تمہارے قد وقامت
زیبا کے موافق سیا ہے پس جب حسنین علیہما السلام نے دیکھا کہ یہ حلے سفید ہیں

عرض کی کہ اے جدّ نامدار اطفالِ عرب تو رنگین لباس پہنے ہین اور یہ حُلّے
سفید ہین یہ سُنکر جناب رسالت مآبؐ نے سر اقدس جھکا لیا اور ایک
ساعت تک متفکر رہے جبرئیلؑ نے عرض کی یارسول اللہ آپ خوش و مسرور
ہون کہ جس رنگ کو یہ شاہزادے پسند فرمائین بقدرت خدا ویسے ہی
رنگ کے کپڑے رنگ جائینگے پس یارسول اللہ آپ ایک طشت و آفتابہ
طلب فرمایئے حسب الطلب حضرت کے ایک طشت و آفتابہ حاضر
کیا گیا جبرئیلؑ نے عرض کی مین پانی ڈالتا جاؤن اور آپ دست اقدس سے
اِن حُلّون کو رنگیے حضرت نے حلہ امام حسن کا طشت مین رکھا اور جبرئیل نے
پانی ڈالنا شروع کیا اور حضرت نے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ اے
نورِ نظر کونسا رنگ تمکو منظور ہے اُس شاہزادہ نے عرض کیا کہ مین سبز
رنگ چاہتا ہون پس جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے
اُس حُلہ کو پانی مین ڈالا تو وہ حلہ بقدرتِ خدا سبز رنگ مثل زبرجد کے ہوگیا پس آنحضرت نے
اُس حلہ کو نکالکر امام حسن علیہ السلام کو عطا فرمایا اور اُس شاہزادے نے
پہن لیا بعد اُسکے جناب رسالت مآبؐ نے حلہ امام حسین علیہ السلام کا
طشت مین رکھا اور جبرئیلؑ نے پانی ڈالا اُسوقت حضرت متوجہ ہوئے
طرف امام حسین علیہ السلام کے کہ سن شریف اُس شاہزادیکا اُس زمانہ
مین پانچ برس کا تھا اور فرمایا کہ اے نورِ نظر تمکو کونسا رنگ مطلوب ہے
امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے نانا جان مین سُرخ رنگ چاہتا ہون
پس جناب رسالت مآبؐ نے اُس حُلہ کو پانی مین ڈالا وہ حلہ بقدرت خدا

سرخ رنگ مثل یاقوت کے ہو گیا اور اپنے فرزند کو عطا کیا اور اُس شاہزادے
نے پہن لیا پس جناب رسالت مآب مسرور ہوئے اور وہ دونوں شاہزادے
بھی خوش و مسرور ہو کر اپنی مادر گرامی کی خدمت میں تشریف لیگئے اُس وقت
کچھ یاد کر کے جبرئیل رونے لگے حضرت نے فرمایا کہ اے اخی جبرئیل تم کیوں
روتے ہو حالانکہ آج میرے فرزند خوش و مسرور ہوئے پس تجھیں قسم ہے
خدائے عزوجل کی کہ تم اس امر سے مجھے آگاہ کرو جبرئیل نے عرض کی کہ یا
نبی اللہ شب معراج کو آپ نے جب جنت کی سیر فرمائی تھی اور درجات
و منازل انبیا و اوصیا سے مطلع ہوئے تو قصر امام حسن اور امام حسین
علیہما السلام سے پوچھا تھا کہ ایک سبز مثل زمرد کے تھا اور دوسرا سرخ
مثل یاقوت کے تھا پس جو سبز تھا وہ امام حسنؑ کا ہی اور جو سرخ تھا وہ
امام حسینؑ کا ہی اور یہ جو ایک شاہزادے نے سبز رنگ اور دوسرے نے
سرخ رنگ پسند کیا سبب اسکا یہ ہی کہ امام حسنؑ کو اشقیائے امت زہر
پلائینگے اور بسبب اُسکے بدن اطہر اُس شاہزادہ کا سبز ہو جائیگا اور امام
حسینؑ کو اشقیائے امت قتل و ذبح کرینگے اور بدن اطہر اُس شاہزادہ کا
اُنکے خون سے سرخ رنگ ہوگا یہ سُنکر جناب رسول خداؐ بہت محزون
و مغموم ہو کر رونے لگے کیوں مومنین جس برگزیدۂ باری کے واسطے
حلۂ جنت آیا اور جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے رنگ کے
پہنایا اور جبرئیل نے بحکم رب جلیل یہ اہتمام کیا افسوس ہزار افسوس وہی امام
حسینؑ نازپروردۂ رسول الثقلین دست ظلم اشقیائے کوفہ و شام سے

روز عاشورا کنارۂ نہر فرات پر پیاسے شہید ہوئے اور بعد شہادت کے لباس بدنِ اطہر سے لوٹ لیا فَاَخَذَ قَمِیْصَهٗ اِسْحَاقُ الْحَضْرَمِیُّ افسوس کرتہ جسمِ اقدس سے اسحاق حضرمی ملعون لیگیا وَاَخَذَ عِمَامَتَهٗ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ اور عمامہ اُن حضرت کا اخنس بن مرثد ملعون لیگیا ہے

مُتَعَفِّرٌ قَدْ يُرْمٰى فِي الْاَرْضِ مَهْجُوْرٌ		اَيْنَ الرَّسُوْلُ وَجُثْمَانُ الْحُسَيْنِ يُرٰى

ہاے کہاں ہیں جناب رسول خدا تا دیکھیں کہ بدن اطہر اُنکے فرزند امام حسین کا بے غسل وکفن ریگ گرم پر پڑا ہے اور اشقیاے اُمت نے لاش اطہر کو مثل ورق قرآن کے زمین پر پریشان یعنے پارہ پارہ کر دیا ہے

عَلٰى رَأْسِ السِّنَانِ يُحَاكِي بَدْرَ دُجًى يَجُوْرُ		اَيْنَ الرَّسُوْلُ وَعَنِ الرَّاْسِ الْكَرِيْمِ

افسوس کہاں ہیں جناب رسالتمآب صلعم تا دیکھیں کہ اعدا نے سرِ انور کو اُس قرآن ناطق کے نیزۂ طویل پر بلند کیا جو سرِ اقدس کہ مثل ماہ کامل کے تابان و درخشان تھا چنانچہ بحار الانوار میں منقول ہے کہ عمر سعد لعین نے روز عاشورا سر انور امام حسین علیہ السلام کا خولی بن یزید اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا بعد اُسکے اُس لعین نے حکم دیا کہ سر شہدا کے جدا کریں لیں وہ سر شہدا کے شمر لعین اور قیس بن اشعث ملعون کے ساتھ روانہ کوفہ کیے اور خود ابن سعد گیارھویں تاریخ محرم تک کربلا میں مقیم رہا بعد اُسکے وہان سے مع اہل بیت طاہرین کے کوچ کیا فَجَمَعَ قَتْلَاهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ

وَتَرَكَ الْحُسَيْنَ وَاَصْحَابَهٗ مَنْبُوْذِيْنَ بِالْعَرَاۤءِ اور وجہ مقام کی یہ تھی کہ اُس
ملعون نے اپنے کشتہائے نجس کو جمع کیا اور اُنپر نماز پڑھی اور دفن کیا اور
لاشِ اقدس امام حسین اور اقربا و اصحاب کو اُن حضرت کے بے غسل
و کفن صحرائے کربلا میں چھوڑ دیا افسوس خاکِ صحرا اُڑ کر اُن لاشہائے
انور پر جمتی جاتی تھی فَلَمَّا ارْتَحَلُوْا اِلَى الْكُوْفَةِ عَمَدَ اَهْلُ الْغَاضِرِيَّةِ مِنْ
بَنِيْ اَسَدٍ فَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَدَفَنُوْهُمْ یعنی جب لشکر ابن سعد کوفہ کو روانہ
ہوا اور صحرائے کربلا میں بجز لاشہائے شہدا کے کوئی نہ رہا تو کچھ بنی اسد اہل
غاضریہ سے جمع ہوئے اور اُن شہدا کی لاشوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا ہائے
افسوس کیا بیکسی ہے کہ کوئی عزیز و وارث اُنکا وہاں پر نہ تھا جو دفن و کفن
کرتا کیونکہ وارث اُن لاشوں کے تو قید ہو کر طرف کوفہ کے گئے تھے چنانچہ
اِس مصیبت کو معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ تَوَلّٰى دَفْنَهٗ اَهْلُ
الْقُرٰى سلام ہو اُس غریب الوطن پر کہ جسکی لاش کو رحم کھا کر اہلِ قریہ
و دیہات نے دفن کیا آہ آہ لاشِ اطہر مظلوم کربلا کی تو بعد تین روز کے
دفن ہوئی اور سرِ انور کا حال کس زبان سے بیان کروں

اَيْنَ الرَّسُوْلُ وَثَغْرُ كَانَ يَرْشُفُهٗ	يَدُ قَنَاهُ بِقَضِيْبٍ كَفِّ مَخْمُوْرٍ

ہائے کہاں ہیں جنابِ رسولِ خدا آ کر دیکھیں اُن دندانِ انور کو کہ جنکے بوسے
لیا کرتے تھے افسوس اُنپر ایک ظالم شرابخوار چھڑی لگاتا تھا فِي الْبِحَارِ
وَغَيْرِهٖ وَكَانَ اِلٰى جَانِبِهٖ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ اُسوقت زید بن ارقم صحابی

رسول خدا ہیا ہوے ابن زیاد لعین مین بیٹھے تھے جب اُس دیندار نے دیکھا
کہ ابن زیاد چھڑی لگا رہا ہی تو بیتاب ہوکر آواز دی کہ اے ابن زیاد اُٹھالے
چھڑی کو ان لبہائے انور پر سے قسم بخدا مین نے بکرر بچشم خود دیکھا ہی لبہائے
اقدس جناب رسول خدا کو اس مقام پر کہ جہان تو چھڑی رکھے ہی یہ کہکر
زید بن ارقم بآواز بلند رونے لگے پس ابن زیاد اُنکو بُرا کہنے لگا اور کہا کہ اگر
تو مرد پیر و مُسن نہوتا تو مین تجھے قتل کرتا آہ آہ آخر زید بن ارقم روتے ہوے
وہان سے باہر چلے آئے اور وہ ظلم و ستم نہ دیکھ سکے آہ مومنین اسپر بھی
اعدا نے اکتفا نہ کی بلکہ نوک نیزہ پر رکھکر اُس سر اقدس کو کوچہ و بازار کوفہ مین
پھرایا آخر کار تنور خانہ خولی مین رکھا گیا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و ششم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا
شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ منتخب وغیرہ مین منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ یہ دونون فرزند میرے حسن اور حسین علیہما السلام
سردار ہین جوانان اہل جنت کے وَقَالَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ
اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا
اور فرمایا اُن حضرت نے کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہی اور مین حسینؑ سے ہون
دوست رکھتا ہی خداوند عالم اُسکو جو حسین کو دوست رکھے اور دشمن رکھتا ہی
خداوند عالم اُسکو جو حسینؑ کو دشمن رکھے سبحان اللہ کیا محبت و الفت تھی
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو حسنین علیہما السلام سے اور امام حسینؑ

علیہ السلام کے ساتھ تو عجب الفت تھی کہ کسیطرح خاطر شکنی انکی گوارا نہ تھی جیسا کہ صاحب شمع المجالس لکھتے ہیں منجملہ اسکے چند شعر یہ ہیں

یفرح خاطری بدو الحسین	واخر امرہ مبکٍ لعینی

خوش کرتا ہی میرے دل کو ابتداے حال امام حسین علیہ السلام کا اور آخر حال ان حضرت کا میری آنکھوں کو زار زار رلاتا ہی

فیوم العید مرکبہ النبی	وعاشوراء مرکبہ الشقی

پس ایک دن وہ تھا کہ بروز عید مرکب ان حضرت کے جناب رسول خدا تھے اور افسوس روز عاشورا اس جناب کے سینۂ اطہر پر جو گنجینۂ علوم ربانی تھا شمر شقی بیٹھا تھا

واذا ولد الحسین اتی الرسول	فلو یاذن لترضعہ البتول

اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو جناب رسول خدا تشریف لائے اور اجازت نہ دی کہ جناب سیدہ اس شاہزادہ کو شیر پلائیں

الی ان غرہ کالطیر غرا	فمص لسانہ شہرا وعشرا

یہانتک کہ جناب رسول خدا نے اس شاہزادہ کو سیر کیا اسطرح سے کہ جیسے طائر اپنے بچہ کو بھراتا ہی پس اس شاہزادہ نے اپنے جد امجد کی زبان اقدس چالیس روز تک چوسی

واصبح بعد ذالک العہد یوما	یقاتل دون شرب الماء قوما

اور بعد اسکے ایک دن ایسا آیا کہ امام حسین علیہ السلام شدت تشنگی میں قوم اعدا سے راہ خدا میں جہاد کرتے تھے

يَلُوكُ لِسَانَهُ عَطَشًا وَمَا كَا		نَ اَحْمَدُ حَاضِرًا فِيْمَا هُنَاكَا

تو اُس وقت وہ جناب شدت تشنگی سے زبان اطہر چباتے تھے آہ اُس دن جناب رسول خدا ۲ نہ تھے کہ اپنے فرزند کی اس مصیبت کو دیکھتے ۵

فَاَوَّلُ مَا اُذِيْقَ مِنَ الْغِذَاءِ		لُعَابُ فَمِ النَّبِيِّ عَلَى الْوِلَاءِ

پس اوّل روز یعنے پیدائیش کے دن اس دار دنیا میں امام حسین علیہ السلام جو کچھ کہ نوش کیا وہ لعاب دہن رسول خدا کا تھا جو سرچشمۂ علم و حکمت تھا

چالیس دن تک ہم پیاسے

وَاٰخِرُ مَا تَجَرَّعَ فِي الْاَوَامِ		مَرَارَةُ سَوْكَاسَاتِ الْحِمَامِ

آہ مومنین کیا انقلاب ہی کہ آخر روز اس دار دنیا سے یعنے روز عاشورا جو اُن حضرت نے نوش فرمایا وہ تلخی ناگوار کاسہائے موت کی تھی ۵

وَيَوْمًا يَشْتَهِيْ لُبْسَ الْجَدِيْدِ		فَيَاتِيْ حُلَّةٌ فِيْ يَوْمِ عِيْدِ

ایک دن وہ تھا کہ اُس جناب نے بروز عید چاہا کہ لباس جدید پہنیوں تو جبرئیل بحکم رب جلیل حلّہائے جنت واسطے اُن حضرت کے لائے ۵

وَيَوْمًا قَدْ دَعَا خَلَقَ الثِّيَابِ		فَجُرِّدَ مِنْهُ فِيْ حَرِّ التُّرَابِ

اور ایک دن وہ تھا کہ اُن حضرت نے بروز عاشورا اپنی بہن جناب زینب سے جامۂ کہنہ منگا کر پہنا ہائے افسوس اعدا نے وہ بھی اتار لیا اور اس جناب کو زمین گرم پر بے لباس کے چھوڑ دیا آہ صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جسکے کمر بند کے واسطے جمال لعین نے دست اقدس قطع کیے ۵

وَحَرَّكَ مَهْدَهٗ جِبْرِيْلُ يَوْمًا		وَاِذْ مِيْكَالُ نَاغَانَا مَرْنُوْمًا

اور ایک دن وہ تھا کہ جبرئیل گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور میکائیل اُن حضرت کو
براحت و آرام سُلاتے تھے تب نیند آتی تھی

وَلَکَ یَاتُ ذَا سُکُوْنٍ اَوْ قَرَارٍ		وَیَوْمًا نَامَ فِیْ شَمْسِ النَّھَارِ

اور ایک دن وہ تھا کہ تمازت آفتاب میں ریگ گرم پر سوتے تھے کہ ذرا
اُن حضرت کو آرام و قرار نہ تھا ہائے افسوس خاک صحرا اُڑ کر جسم اطہر پر جمتی
جاتی تھی

وَزَیْنَبُ نَوْحُھَا مُبْکِ الْعُیُوْنِ		فَاِنَّ الْاَرْضَ لَوْ تَکُ ذَا سُکُوْنٍ

اور تحقیق کہ زمین کربلا کو بھی سکون و قرار نہ تھا اور جناب زینب کا گریہ وبکا
اور نوحہ و عزا آنکھوں کو جدا رُلاتا تھا حضرات زمین کربلا کا تو سبب
بیقراری و سکون ظاہر ہی کہ اُنکا آسمان و زمین و حجت خدا مظلوم کربلا خاک
و خون میں غلطاں زخموں سے چور چور کس بیکسی سے پڑے تھے مگر امام حسینؑ
علیہ السلام سے صابر و شاکر کا سبب بیقراری و سکون کیا تھا شاید یہ سبب ہو
کہ خواہر ستم دیدہ اُن حضرت کی کس بیکسی سے مدینہ کیطرف متوجہ ہوکر فریاد
کرتی تھیں جیسا کہ بحار الانوار میں حمید بن مسلم سے منقول ہی وھی تنادی
وَا مُحَمَّدَاہُ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ وَھٰذَا حُسَیْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ
مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ ہائے اے نانا رسول خدا آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی
اور یہ فرزند آپکا حسین مظلوم بخاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرا پر پڑا ہی
اور اعضائے نورانی اُسکے پارہ پارہ کیے گئے ہیں وبناتک سبایا الی اللہ
الْمُشْتَکٰی وَاِلٰی مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰی وَاِلٰی عَلِیٍّ نِ الْمُرْتَضٰی وَاِلٰی حَمْزَۃَ سَیِّدِ الشُّہَدَاءِ

اور بیبیان آنکی اسیر و مقید کی گئین پس طرف خدا و رسول اور علی مرتضیٰ اور حمزہ سید الشہدا کے فریاد و شکایت ہی وا محمداہ ہٰذا حُسَیْنٌ بِالعَرآءِ یسفی علیہ الصبا قتیل اولاد البغایا یا حزناہ یا کرباہ الیوم مات جدی رسول اللہ ہاے نانا رسول خدا یہ فرزند آپکا حسین مظلوم کربلا صحرا مین پڑا ہی اور خاک اسکے جسم انور پر اڑ اڑ کے پڑتی ہی اور اولاد حرام نے اُس مظلوم کو قتل کیا ہی افسوس آج ہی گویا میرے نانا رسول خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی ہی اور مین بے حامی و مددگار ہوگئی یا اصحاب محمداہ ہٰؤلاءِ ذُرِّیَّۃُ المصطفیٰ یساقون سوق السبایا ای اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ یہ ذریت اور دختران رسول خدا مثل اسیران ترک و روم کے پھرائی جاتی ہین الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و ہفتم

فِی عُیُونِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ عیون اخبار رضا علیہ السلام مین منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ مین فرزند دو ذبیح اللہ یعنے حضرت عبد اللہ و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا ہون چنانچہ صاحب حدیقہ سلطانیہ علیہ الرحمہ اُن دونون بزرگوارون کے حال اسطرح یون روایت کرتے ہین کہ حضرت ابراہیم مع اپنے فرزند اسمٰعیل کے مشغول اعمال حج اور عبادت خدا تھے پس اُن حضرت نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا تمکو راہ خدا مین ذبح کرتا ہون تم اس

امر مین غور و فکر کرو کہ تمھاری کیا رائے ہی یہ سنکر حضرت اسمٰعیلؑ نے عرض کیا
ای پدر بزرگوار آپ اُس امر کو جسپر آپ ماموز ہوے ہین عمل مین لائیے انشاء اللہ
آپ مجھے صابرین سے پائینگے پس حضرت ابراہیمؑ عازم ذبح ہوے تو خدا وند
عالم نے گوسفند بہشتی فدیہ بھیجا پس جو گوسفند منی مین ذبح ہوتا ہی فدیہ اُنکا ہی
تا روز قیامت اور حضرت عبداللہؑ کے حال مین یون منقول ہی کہ حضرت
عبدالمطلبؑ نے حلقۂ در کعبہ سے لپٹ کے درگاہ الٰہی مین دعا کی کہ بار الٰہا
مجھے دس فرزند عطا فرما اور نذر کیا جب خدا یہ نعمت مجھے عطا کرے تو ایک
فرزند کو راہ خدا مین قربانی کرونگا پس جب خدا نے دس فرزند اُن حضرتکو
عطا کیے تو ایفاے نذر پر آمادہ ہوکر سب اولاد کو داخل خانہ کعبہ کیا اور
تین مرتبہ درمیان اِنکے قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ بنام حضرت عبداللہؑ کے نکلا کہ
وہ جناب گرامی ترین اولاد سے تھے پس حضرت عبدالمطلبؑ اُس فرزند کو
لیکر باہر تشریف لائے اور اُنکو زمین پر لٹا کر چاہا کہ ذبح کرین جب یہ خبر
اکابر قریش کو معلوم ہوئی تو وہ سب جمع ہوکر مانع ہوے اور عورات
حضرت عبدالمطلبؑ نے حاضر ہوکر صدا الفریاد اور گریہ و بکا بلند کی اُس وقت
عاتکہ دختر عبدالمطلب نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار آپ کوئی عذر
بیش خدا ناتمام نہ رکھیے فرمایا کیونکر عذر کرون بیان کرو عرض کی جو شتر
کہ حرم مین چرتے ہین اور آپکی ملک سے ہین درمیان اِنکے اور اپنے فرزند
قرعہ ڈالیے اور زیادہ کرتے جائیے اسقدر کہ حق سبحانہ تعالیٰ راضی ہو پس
حضرت نے وہ سب شتر حاضر کیے اور دس اونٹ اُنمین سے جدا کیے

اور درمیان اُنکے اور اپنے فرزند کے قرعہ ڈالا تو بنام حضرت عبد اللہ کے نکلا پس دس دس شتر زیادہ کرتے گئے اور ہر دفعہ قرعہ بنام حضرت عبد اللہ کے نکلا یہانتک کہ سو اونٹ پر نوبت پہونچی اُسوقت قرعہ اُنکے نام پر نکلا یہ دیکھکر سب قریش نے ایسی صدا تکبیر بلند کی کہ تمام پہاڑ مکہ معظمہ کے کانپنے لگے اُسوقت حضرت عبد المطلب نے فرمایا جبتک کہ تین مرتبہ قرعہ بنام اونٹوں کے نہ نکلے گا مین ہاتھ عبد اللہ سے نہ اُٹھاؤنگا پس اور دو مرتبہ قرعہ ڈالا اور دونون مرتبہ بنام اونٹون کے نکلا اُسوقت حضرت ابو طالبؑ اور زبیر اور اُنکی بہنوں نے حضرت عبد اللہ کو حضرت عبد المطلب کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچ لیا اور ہاتھوں ہاتھ سب لیگئے اور خوشبو سونگھتے تھے اور اُنکی سلامتی پر سجدے شکر الٰہی کے بجالاتے تھے اور چہرۂ انور سے اُنکے خاک صاف و پاک کرتے تھے تو دیکھا کہ پوست رو سے نورانی کا زمین کی رگڑ سے اُترگیا ہی پس حضرت عبد المطلب نے حکم دیا کہ اُن اونٹونکو اس مقام پر کہ درمیان کوہ صفا و مروہ کے ہی نحر کرو اور کسیکو اُنکے گوشت سے منع نہین کیا اور اِس سُنت حضرت عبد المطلب کو حق سبحانہ تعالیٰ نے اسلام مین جاری رکھا کہ دیت ہر مرد مسلم کی سو شتر ہی حضرات سنا آپنے کہ حضرت عبد اللہ کے چہرۂ انور کا پوست اُترگیا تھا اور رخسار سے خاک آلودہ ہوئے تھے حالانکہ وہ جناب بنرمی و آہستگی زمین پر لٹائے گئے تھے نہ زخمی ہوکر گھوڑے سے گرے تھے نہ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے نہ درمیان اعدا کے گھرے ہوئے تھے نہ کوئی لاش عزیز و اقربا کی گرد پڑی تھی نہ

غریب الوطن و مسافر تھے نہ بے ناصر و مددگار تھے ہائے افسوس حالِ مظلومی
و بیکسی پر اُس مذبوح و مقتول کے جو تین دن کے بھوکے پیاسے غریب
الوطن یکہ و تنہا زخموں سے چور چور ذو الجناح سے منہ کے بھل خاک گرم
کربلا پر گرے اور رخسارۂ انور خاک آلودہ ہوا چنانچہ ان مصیبتوں کو حجت خدا
زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ حَبَاهُ
اللّٰهُ بِخُلَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی اِسْمٰعِیْلَ الَّذِیْ فَدَاهُ اللّٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ
مِنْ جَنَّتِهٖ سلام ہو حضرت ابراہیم پر کہ جنکو خدا نے مرتبہ اپنی دوستی کا
عطا کیا اور سلام ہو حضرت اسمعیل پر کہ جنکی قربانی خدا نے قبول کی اور
اُنکی بڑی قربانی جنت سے بھیجی اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ اور سلام ہو خامس اصحاب کسا اور آل عبا
اور سلام ہو غریب الغربا پر کیوں مومنین جسوقت حجت خدا یہ فقرات پڑھتے
ہونگے تو قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ سلام ہو اُس شہید پر جو سردار شہدائے راہ خدا ہے
اور سلام ہو اُس مظلوم پر کہ جسکو اعدا نے بظلم و ستم تشنہ لب قتل و ذبح کیا
اور بعد چند فقرات کے فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ اَلسَّلَامُ
عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اُس رخسارۂ انور پر جو خاک آلودہ ہوا
اور سلام ہو اُس ریش اقدس و نورانی پر جو خون بدن سے مخضب ہوئی
حضرات شرائط و آداب ذبح کے جو علما نے لکھے ہیں تیئیس ۲۳ امر متعلق
ذبح کے ہیں تیرہ واجب ہیں اور پانچ سنت اور پانچ مکروہ ہیں منجملہ

اُنکے یہ ہی کہ ذبیحہ قابل ذبح ہو اور چار ون رگین اُسکی گردن کی کاٹی جائین
اور ذابح وقت ذبح کے بسم اللہ کہے اور ذبیحہ کو رو بقبلہ رکھے اور ایک دفعہ
ذبح کرے اور اگر ذبیحہ شتر ہو تو نحر کرے اور اگر گوسفند اور مانند اُسکے ہو
تو اُسے ذبح کرے نحر نہ کرے اور سنت ہی کہ جلد ذبح کرے اور مکروہ ہی
عمداً سر کا جدا کرنا بعض علما اس فعل کو حرام جانتے ہین اور اُس حالت مین
ذبح کرنا کہ دوسرا جانور سامنے ہو اور ذبح کرنا روز جمعہ قبل زوال کے
اور صاحب **ذخیرة المعاد** حجة الاسلام جناب شیخ بعد زوال کے بھی مکروہ
جانتے ہین اور آداب ذبح مین یہ ہی کہ سکینی ذابح کی ذبیحہ پر نہو اور اُسکو
آب و دانہ سے سیر کرے چنانچہ یہ دستور قصابون کا ابتک ہی کہ ذبیحہ کو
قریب ذبح کے پانی پلاتے ہین گو اُسوقت اُسکو کیا مفید ہی شاید مطلب
ذابح کا یہ ہو کہ ذبیحہ کی رگین تری پاکر کچھ نرم ہون اور چھری روان ہو
کیون **مومنین** یہ تاکید تو شرعاً حیوان کی نسبت ہی اب تصور کیجیے کہ آیا
فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام قابل قتل و ذبح تھے
مگر وائے ہی شمر لعین پر کہ کیسا سنگدل و بیرحم تھا ہائے افسوس اب کس
زبان سے بیان کرون کہ اُس شقی نے سینۂ اقدس پر بیٹھکر سامنے اہل بیت کے
تین دن کے حلق خشک مظلوم کربلا پر بارہ ضربت خنجر سے کیا ظلم و ستم کیا
بلکہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوْحِ مِنَ الْقَفَا اَلسَّلَامُ عَلَی
الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو پس گردن سے ذبح
کیا گیا اور سلام ہو اُس سید مظلوم پر جو خلق اللہ مین نحر کیا گیا چنانچہ

بحر المصائب میں منقول ہی کہ جب یہ امر عظیم واقع ہوا اُسوقت آندھی
سیاہ چلنے لگی اور زمانہ تیرہ و تاریک ہوا اور وقت ظہر و ترجیعہ اور بروقت
وقت عصر دن کو ستارے دکھائی دیئے اور آثار قیامت کے نمودار ہوئے
اور جبرئیل درمیان آسمان و زمین کے پکارے اَلَا قُتِلَ الحُسَینُ بِکَربَلا
اَلَا ذُبِحَ الحُسَینُ بِکَربَلا آگاہ ہوا ای اہل آسمان و زمین کہ امام حسین
کربلا پر قتل کیے گئے اور وہ فرزند رسول الثقلین زمین نینوا پر تشنہ لب
ذبح کیے گئے پس یہ آواز سنکر مخدرات عصمت گریان و نالان ہو پریشان
وا سیداہ وا مظلوماہ وا اخاہ کہتی ہوئیں جو اس مرتبہ خیمگاہ سے نکل آئیں
تو کیا دیکھا آہ آہ دیکھا کہ سر اقدس مظلوم کربلا کا خاک و خون آلودہ
نیزہ پر بلند ہی اور خون ٹپک رہا ہی الا لعنۃ اللہ علی القوم
الظالمین ۵

مجلس بست و ہشتم

قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہ حُبُّ عَلِیٍّ یَأکُلُ الذُّنُوبَ
کَمَا تَأکُلُ النَّارُ الحَطَبَ وَمَن اَحَبَّ عَلِیّاً غَفَرَ اللہُ ذُنُوبَہُ وَلَو کَانَت
بِعَدَدِ قَطَرَاتِ المَطَرِ کتاب روضہ وغیرہ میں منقول ہی فرمایا
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ دوستی علی بن ابیطالب کی
گناہوں کو اسطرح سے کھاتی ہی کہ جسطرح آگ لکڑی خشک کو کھاتی ہی
اور جو بندہ مومن محبت رکھے علی بن ابیطالب سے تو حق سبحانہ تعالے
گناہ اُس مومن کے بخشدیتا ہی اگرچہ کثرت اُسکے گناہوں کی مثل قطرات

باران کے ہو آور مجالس المتقین وغیرہ مین منقول ہی کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بروز قیامت سوار ہوکر کوئی عرصۂ محشر مین
نہ آئیگا مگر چار شخص سوار ہونگے فرماتے ہین کہ مین براق پر سوار ہونگا اور
صالح پیغمبر اُس ناقۂ جنت پر سوار ہونگے جسے اُنکی قوم نے پے کیا اور فاطمہ زہرا
بیٹی میری ناقہ عضبا پر سوار ہوگی اور علی بن ابیطالب علیہ السلام وصی
وخلیفہ وجانشین بھائی میرے ایک ناقہ پر ناقہائے جنت سے سوار ہونگے
اور وہ ناقہ نور کا ہوگا اور کتاب تفضیل امیر المؤمنین علیہ السلام مین
ابن عباس سے منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
جب روز قیامت ہوگا تو اُس روز علی بن ابیطالب ایک ناقہ پر ناقہائے
جنت سے سوار ہوکے آوینگے اور اُس ناقہ کے نور سے تمام محشر نورانی
ہوگا اور اُن حضرت کے سر پر ایک تاج ہوگا مرصع زبرجد و یاقوت سے
پس یہ شان وشوکت اور عظمت وصولت دیکھکر ملائکہ کہینگے کہ یہ ملک
مقرب ہی اور انبیا کہینگے کہ یہ نبی مرسل ہی پس ایک منادی تحت عرش سے
ندا کریگا کہ یہ صدیق اکبر وصی پیغمبر جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہین
پس پشت جہنم پر آکر کھڑے ہونگے اور اپنے محبون اور دوستون کو بچا لینگے
بعد اسکے دروازہ ہاے جنت پر آوینگے اور اُسمین اپنے شیعون کو بغیر
حساب داخل کرینگے اور حق الیقین مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نقل
کرتے ہین کہ جناب رسول خدا ۱۲ اور باجازت اُن حضرت کے جناب
علی مرتضی اور فاطمہ زہرا اور باقی ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام بروز قیامت

واسطے دور ہونے عذاب فساق شیعہ کے شفاعت فرمائینگے اگرچہ انھون نے
گناہ کبیرہ کیے ہون اور اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ علما و صلحائے
شیعہ بھی شفاعت کرینگے پس مومنین انشاء اللہ سب حضرات ائمہ ہدیٰ
علیہم السلام اپنے شیعون اور دوستون اور محبون کو بچائینگے اور شفاعت
کرینگے مگر شیعہ اور محب ہونا شرط ہی چنانچہ حافظی علیہ الرحمہ کہتے ہین

جعفری باش گر خدا خواہی	ورنہ در ہر طریق گمراہی
بعلی ولی تولا کن	وز ہمہ دشمنان تبرا کن
دوستدار علی عالی باش	شیعہ و مومن و موالی باش

اور آقا سید حسین یزدی واعظ نے بیان کیا کہ جو اشخاص از جاے دوستی
کرکے نماز و روزہ مین تساہلی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب سید الشہدا
ہماری شفاعت کرینگے وہ نہین جانتے ہین کہ ان حضرت نے فرمایا ہی کہ
مین نے اپنا حلق خشک نماز کے قائم ہونے کے لیے کٹایا ہی پس جو شخص نماز
نہ پڑھے تو گویا اسنے مجھے ذبح کیا اور یہ امر خلاف حکم خدا و رسول کیونکر
ہو سکتا ہی حالانکہ آیات قرآن و احادیث سے ثابت ہی جو شخص کہ عمداً
نماز کو ترک کرے وہ کافر ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
مَن تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ چنانچہ ارشاد القلوب وغیرہ
مین بسند معتبر منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے
کہ جو شخص نماز کو عمداً ترک کرے پس تحقیق کہ وہ کافر ہی اور اسی کتاب مین
منقول ہی کہ جو شخص عمداً نماز کو ترک کرے تو گویا اسنے ستر قرآن کو جلا دیا

اور ستر ملک کو قتل کیا اور ستر باکرہ سے زنا کیا اب حضرات جس شخص کی یہ
جسارت ہو تو اسکا ایمان کیونکر باقی رہا اور جب ایمان نہ رہا تو وہ لائق
شفاعت نہیں ہی کیونکہ خدا عادل ہی اُسنے جنت کو واسطے مومنین کے خلق
کیا ہی اور تمام علامت مومن ہی اور مومن کو بعد معرفت وحدانیت خدا
اور اقرار رسالت سرور انبیا اور ولایت امیر المومنین وصی اور خلیفہ
بلا فصل سید المرسلین ضرور ہی کہ اور اُن حضرت کے اوصیا کا بے کم و زیاد
اعتقاد بدل و زبان کرے اور اُنکے علم و فضل اور عصمت کا اور جانب خدا
و رسول سے منصوص ہونے کا اعتقاد کرے اور اُنکی پیروی ہر امر میں کرے
کیونکہ اطاعت اُنکی خلائق پر واجب و لازم ہی اور اعتقاد کرے کہ امام عصر
مثل حضرت خضر و الیاس اور عیسیٰ کے زندہ اور موجود ہیں اور جب حکم خدا
ہو گا ظاہر ہونگے اور ادیان باطلہ پر غالب ہونگے اور عدل و انصاف سے
عالم کو پُر فرمائینگے کیونکہ بدون اسکے ایمان کامل نہیں ہی اور جب ایمان نہیں ہی
تو عبادت کب مقبول ہی بس عمدہ یہ ہی کہ فرائض کو بعمل لائے اور محرمات سے
پرہیز کرے اور افعال و اقوال اور اخلاق نیک اختیار کرے اور بیزاری
کرنا دشمنان خدا اور رسول اور دشمنان و معاندین آل رسول سے مثل ثلثہ
و معاویہ کے اور بنی امیہ اور بنی عباسیہ سے جنھوں نے دعوائے خلافت
ناحق کیا اور بیزاری کرنا طلحہ و زبیر وغیرہ سے اور نفرت کرنا یزید لعین اور
ابن زیاد اور عمر بن سعد اور سنان بن انس اور شمر وغیرہ سے اور اُن
اشقیا سے کہ جنھوں نے جناب امیر المومنین اور حسنین علیہم السلام سے

جنگ وجدال کیا اور جنھون نے زہر دیا اور قتل کیا اور اُن حضرات اور آنکی
ذریت پر ظلم وستم کیا اور مومن کو اعتقاد خوبی اصحاب مثل جناب سلمان اور
ابو ذر اور مقداد اور عمار رضی اللہ عنہم کا چاہیے اور حلال ہونا متعہ اور طواف
نسا اور حج تمتع کا اور اذان واقامت مین کہنا حی علی خیر العمل کا اور مسح
کرنا وضو مین بطور شریعت اہل بیت اطہار کے اور سنت نہونا الصلوٰۃ
خیر من النوم کا اذان صبح مین اور سنت نہونا تراویح کا اور خوب اور
سنت ہونا جلسہ استراحت کا بعد سجدہ دوم کے بلکہ سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ
اسکو واجب جانتے ہین اور مومن کو اعتقاد چاہیے مستحب ہونے زیارت
چہاردہ معصومین علیہم السلام کا اور بعض علما قائل بوجوب زیارت امام
حسین علیہ السلام ہوے ہین یہی وجہ ہے کہ پہلی مرتبہ زائر کو بہ نیت قربت
زیارت پڑھنی چاہیے اور تعظیم وتعمیر ضرائح اور مشاہد مشرفہ اُن حضرات کی
بلکہ سنت ہونا زیارت اکابر دین اور صلحاے شیعہ اور خویشان مومنین کی
اور حرام ہونا گوشت سگ وخوک اور تمام درندون اور گزندون کا اور
حضرات بندگان الہی اپنے فعل مین مجبور نہین ہین بلکہ فاعل مختار ہین اور
مکلف کو عبادت خدا کی کسیوقت ساقط نہین ہی اور جو امر کہ ظاہر ہونا
اسکا دین اسلام یا اسلام وایمان مین ایک مرتبہ پر پہونچا ہو کہ اُس دین
مین داخل ہولین اسکو ضروریات اُس دین سے جاننا چاہیے اور انکار
کرنا اُس سے مستلزم انکار صاحب دین کا ہی اور انکار کرنا اُس سے
سبب خارج ہونے اُس دین سے ہوتا ہی مثلاً گریہ وبکا کرنا مصائب

حضرات ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام خصوصاً مصائب مظلوم کربلا پر کہ احادیث وروایات کتب فریقین سے ثابت ہی کہ ثواب عظیم رکھتا ہی اور وسیلۂ اعظم نجات وبخشش کا ہی چنانچہ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا میرے جد مظلوم جناب امام حسین علیہ السلام نے اَنَا قَتِیلُ الْعَبْرَةِ مَاذُکِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکیٰ وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِیْ مین وہ کشتۂ گریہ وبکا ہون کہ نہ لیا جائیگا نام ہمارا آگے کسی مومن کے مگر یہ کہ آنکھ سے اُسکی آنسو میری مصیبت پر جاری ہونگے اور دل اُس مومن کا میرے مصائب پر ضرور مغموم ومحزون ہوگا علامۂ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین یا شاید یہ مراد ہوا اُس جناب کی کہ مجھے اعدا رُلا رُلا کر شہید کرینگے آہ مومنین وہ جناب روز عاشورا کبھی مفارقت اصحاب وانصار پر روتے تھے اور کبھی جدائی اقربا اور جوانانِ ہاشمی پر گریہ وبکا کرتے تھے اور کبھی لاش حضرت عباس پر روتے تھے اور فرماتے تھے وَااَخَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ اے بھائی عباس اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور کبھی اپنے فرزند نوجوان شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر کی لاش پر روتے تھے اور فرماتے تھے یَابُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَكَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہی اس دنیا اور زندگی دنیا پر اور کبھی فرزند شیر خوار علی اصغر کی تشنہ لبی اور شہادت پر زار زار روتے تھے اور کبھی عبد اللہ کی بیکسی پر گریہ وزاری کرتے تھے اور کبھی اہل حرم اور بچون کی بیکسی اور تشنہ لبی اور غریب الوطنی پر روتے تھے الغرض جب

آواز هل من مبارز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی تو اُسوقت حضرت اہل بیت سے
وداع و رخصت آخری ہوئے اِس مقام پر صاحب **محرق القلوب**
علیہ الرحمہ عجب مضمون لکھتے ہین کہ اُسوقت تمام اہل حرم اور کنیزون نے
حلقہ کرکے گرد اُس جناب کے رونا اور پیٹنا شروع کیا حضرت نے بعد
کلمات تسلی اور تشفی کے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمسے حیا آتی ہے اسلیے کہ تم سب
بسبب میری ہمراہی کے مبتلا بلا ہوئین یہانتک کہ پانی بھی تمپر بند ہوا
حضرات سنا آپنے کہ اتنی تکلیف اہل بیت کی حضرت کو ناگوار تھی ہا ہا
افسوس کیا صدمہ ہوا ہوگا روح اقدس پر اُن حضرت کی کہ جب دختران
رسول خدا دربار ابن زیاد اور یزید لعین مین رسن بستہ بے مقنع و چادر
لائی گئین اور اُن اشقیا نے کلمات طعن آمیز کہے آہ مومنین وہ کلمات
سنکر بیمار کربلا کا کیا حال ہوا ہوگا کیونکہ شاعر کہتا ہے ؎

ولا یلتام ما جرح اللسان		جراحات السنان لها التیام

زخم سنان و نیزہ کا علاج ہو سکتا ہے مگر زخم زبان و طعنہ کا کوئی علاج
نہین ہے اسلیے کہ طعنہ سوہان روح و جگر ہے الا لعنۃ اللہ علے
القوم الظالمین

مجلس بست و نہم

قال الصادق علیه السلام للمرء المسلم ثلثة اخلاء فخلیل یقول
انا معک حتی تموت وهو ماله فاذا مات صار للورثة
خلاصۃ المصائب وغیرہ مین منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ

السلام نے کہ مرد مسلم کے لیے تین دوست ایسے ہین کہ وقت احتضار کے مجسم ہوکر آتے ہین پس ایک دوست کہتا ہی کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری حیات تک اور جب تو مرجائیگا تو مین تجھ سے جدا ہو جاؤنگا وہ دوست مال اُسکا ہی جو محنت و مشقت سے جمع کیا ہی وَخَلِیلٌ یَقُولُ اَنَا مَعَكَ اِلٰی بَابِ قَبْرِكَ وَهُوَ وُلْدُهُ وَخَلِیلٌ یَقُولُ اَنَا مَعَكَ حَیًّا وَ مَیِّتًا وَهُوَ عَمَلُهُ اور ایک دوست کہتا ہی کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری قبر تک وہ دوست اولاد اُسکی ہی جو دفن کر کے چلے جاتے ہین اور ایک دوست کہتا ہی کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری حیات و ممات مین وہ دوست عمل اُسکا ہی اور ظاہر مین جو کچھ کہ محتضر پر گذرتا ہی منجملہ اُسکے کتب معتبرہ مین یون لکھا ہی چنانچہ سعد السعود مین سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ صحف ادریس علیہ السلام مین لکھا دیکھا کہ ای ادریسؑ قریب ہی کہ مرگ تجھپر نازل ہو اور نالہ و فریاد تیری شدید ہو اور عرق موت کا تیری پیشانی پر آئے اور دونون لب تیرے کھنچ جائین اور زبان تیری بجس ہوکر بند ہو جاے اور لعاب دہن تیرا خشک ہو جاے اور سفیدی چشم کی سیاہی پر غالب ہو جاے اور دہن تیرا کف سے پر ہو اور تمام بدن کو لرزہ ہو اور شدائد اور تلخیان اور دشواریان موت کی تجھے گھیرین اُسوقت ہر چند تجھے پکارین لیکن تو نہ سُنے اور ورمیان اپنے اہل و عیال کے مردہ پڑا ہو اور تو عبرت ناظرین ہو جائے پس عبرت کر مرگ سے کہ البتہ تجھپر نازل ہووگی ہر چند عمر تیری دراز ہو مگر جلد فنا ہوگی

اور جو آیندہ ہی وہ نزدیک ہی اور احوال قیامت اور وہان کی بازپرس سے
موت بہت آسان ہی یعنے ہول قیامت سخت تر ہی موت سے حق سبحانہ
تعالے بحق محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کل مومنین و مومنات پر سہل و
آسان فرمائے پس حضرات سنت ہی کہ جب کوئی مومن رحلت کرے
تو برادران ایمانی کو خبر کرین کہ تا وہ شریک جنازہ ہون کیونکہ ثواب
تشییع جنازہ اور نماز جنازہ کا بہت ہی چنانچہ زینت العبا د حجۃ الاسلام
جناب شیخ مین منقول ہی کہ احادیث و اخبار معتبرہ مین اجر و ثواب
مشایعت کرنے والے کا بکثرت وارد ہی منجملہ اسکے یہ ہی کہ اسکے لیے
بعوض ہر قدم کے لاکھ حسنے لکھے جاتے ہین اور لاکھ گناہ محو ہوتے ہین
اور لاکھ درجے بلند ہوتے ہین اور اگر وہ نماز جنازہ تک شریک رہے
اور واپس نہ جائے تو لاکھ ملائکہ اسکے لیے استغفار کرتے ہین اور اگر
وہ وقت دفن تک حاضر رہے تو لاکھ ملائکہ واسطے اُس مشایعت کرنے
والے کے مشغول استغفار رہینگے جبتک کہ وہ اپنے قبر سے نکلے اور
آداب مین اسکے یہ ہی کہ مشایعت کرنے والا پیادہ مشایعت کرے
اور بلا عذر سوار نہو اور جنازہ کو چار جانب سے اُٹھائین اور تربیع کرین
اسطور سے کہ ابتدا کرے جانب دست راست میت سے اور بعد اسکے
پائے راست اور بعد اسکے پائے چپ اور بعد اسکے دست چپ سے کہ تربیع
جنازہ باعث آمرزش چالیس گناہ کبیرہ کی ہوتی ہی بلکہ تربیع کرنے والا
آمرزیدہ ہوتا ہی اور گناہون سے ایسا پاک ہوتا ہی کہ گویا اُسی دن

پیدا ہوا اور نماز جنازہ واجب کفائی ہی کہ ہر مکلف پر واجب ہی لیکن اگر ایک شخص بعمل لادے تو اوروں سے ساقط ہی اور اجر و ثواب نماز میت کا بہت ہی منجملہ اسکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی کہ جو کوئی مومن کسی میت پر نماز پڑھے تو نماز پڑھتے ہین اسپر ستر ہزار ملائکہ اور تمام گناہ اس نماز پڑھنے والے کے آمرزیدہ ہوتے ہین اور ہرگاہ بعد نماز کے کھڑا ہو یہانتک کہ میت کو قبر مین اتارین اور دفن کردین تو بعوض ہر قدم کے مثل کوہ احد کے ثواب واسطے اسکے لکھا جاتا ہی بلکہ حدیث مین وارد ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ کوئی مومن نماز جنازہ نہین پڑھتا ہی مگر یہ کہ حق سبحانہ تعالے اسپر بہشت واجب کرتا ہی بشرطیکہ منافق اور عاق والدین نہو حضرات سنا آپنے مرتبہ تشییع جنازہ اور نماز جنازہ کا کہ کسقدر ثواب ہی پس آپکو تاسی اور پیروی اپنے ہادیان دین کی کرنی چاہییے کہ تا یہ ثواب حاصل ہو چنانچہ حدیقۂ سلطانیہ اور بحر المصائب مین منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فاطمہ بنت اسدؓ کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور اپنی ردائے مبارک کا کفن دیا اور دفن کیا اور جناب حمزہ سید الشہدا کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور دفن کیا اسیطرح جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب رسول خداؐ اور جناب سیدہ کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور دفن کیا اور جناب حسنین علیہما السلام نے جنازہ جناب امیر علیہ السلام کا اٹھایا اور غسل دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا اور جناب امام حسین علیہ السلام نے جنازہ امام حسن علیہ السلام کا اٹھایا

اور غسل دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر امام حسین علیہ السلام کے کہ اُس جناب کا نہ جنازہ اُٹھایا گیا اور نہ غسل دیا گیا اور نہ کفن ملا اور نہ کوئی متوجہ طرف دفن کے ہوا بلکہ لاش اطہر زمین گرم کربلا پر کئی روز تک پڑی رہی اور ریگ صحرا اُڑکر بدن انور پر جمتی جاتی تھی آخر تیسرے دن کچھ اہل قریہ و دیہات جمع ہوے اور رحم کھا کر لاش اقدس مظلوم کربلا کو دفن کیا ہاے کیا بیکسی ہی کہ وارث اُس جناب کے بیمار کربلا اسیر و مقید ہو کر طرف کوفہ کے روانہ ہوے تھے اور بروایتے ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے یوں نقل کیا ہی کہ اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام باعجاز کوفہ سے تشریف لائے اور لاشہاے شہدا پر نماز پڑھی اور دفن کر کے طرف قید خانہ ابن زیاد کے مراجعت فرمائی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی ام

فِی اَنوَارِ الھِدَایَۃِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَن سَرَّتہُ حَسَنَۃٌ وَّ سَاءَتہُ سَیِّئَۃٌ فَھُوَ مُؤمِنٌ انوار الہدایہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جس شخص کو خوش کرے کوئی نیکی اور غمگین کرے کوئی بدی پس وہ مومن ہی اور منہج الصادقین میں ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیر المومنین ع سے کہ اے علی مومن کے تین علامت و نشان ہین پڑھنا نماز کا اور رکھنا روزہ کا

اور وینا زکوۃ کا اور منافق کی بھی تین صفت ہین کذب قول مین اور خلف وعدہ مین اور خیانت امانت مین اور فرمایا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ ایمان ایک علامت ہی سفید دل پر پس جسقدر ایمان زیادہ ہوتا ہی وہ سفیدی بھی زیادہ ہوتی ہی اور نفاق ایک علامت ہی سیاہ دل پر پس جسقدر نفاق زیادہ ہوتا ہی وہ سیاہی بھی زیادہ ہوتی ہی وَفِی رَوَائِحِ الْقُرْاٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ نِ الْعَسْکَرِیِّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ عَلَامَاتُ الْمُؤْمِنِ خَمْسٌ صَلٰوۃُ اِحْدٰی وَخَمْسِیْنَ وَزِیَارَۃُ الْاَرْبَعِیْنَ وَالتَّخَتُّمُ بِالْیَمِیْنِ وَتَعْفِیْرُ الْجَبِیْنِ وَالْجَھْرُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور روائح القرآن مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ علامات مومن کے پانچ ہین اکاون رکعت نماز شبانہ روز مین پڑھنا مع فرائض ونوافل کے اور زیارت اربعین جناب امام حسین علیہ السلام کی پڑھنا اور انگشتری کا دست راست مین پہنا اور سجدہ شکر مین رخسارہ کا خاک پر رکھنا اور بسم اللہ کا نماز مین بآواز بلند پڑھنا اور آقا سید حسین موسوی واعظ کربلائی نے بیان کیا کہ عیادت مریض بھی علامت مومن ہی پس مومنین اجر وثواب بیماری اور اسپر صبر کرنے کا بہت ہی جیسا کہ زینت العبا مین منقول ہی کہ تپ ایک شب کی ستر برس کی عبادت کے برابر ہی بشرطیکہ مریض صبر کرے اور شکایت نہ کرے خصوصاً غیر مومن سے اور ایک حدیث مین یون ہی کہ تپ ایک شب کی گناہان گذشتہ اور

آیندہ کی کفارہ ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ جو مومن کسی مریض کی حاجت کے
لیے سعی و کوشش کرے مثل اسکے کہ حکیم کے پاس لیجائے یا دوا لادے یا اور
کوئی کام کرے پس وہ ساعی گناہون سے اسطرح پاک ہوتا ہی کہ گویا ابھی
روز پیدا ہوا ہی اگرچہ وہ حاجت مریض کی نہ نکلے اور عیادت مریض
مین بھی اجر و ثواب بہت ہی اور اسکے استحباب مین اکثر احادیث وارد
ہین یہانتک کہ وارد ہوا ہی کہ خداوند عالم بروز قیامت اپنے بندہ کو ملامت
کریگا کہ ای بندہ میرے تجھے کیا مانع ہوا کہ میری بیماری کے وقت تونے
عیادت میری نہ کی نہ مجھکو پانی دیا اور نہ کھانا دیا پس بندہ عرض کریگا
کہ بار الٰہا بیماری اور بھوک اور پیاس سے ذات اقدس تیری منزہ
اور پاک ہی پس درگاہ خداوند کریم و مہربان سے ارشاد ہوگا کہ ائے
بندہ میرے برادر مومن تیرا بیمار تھا قسم ہی مجھے اپنے عزت و جلال کی
کہ اگر تو اسکی عیادت کرتا یا پانی یا کھانا دیتا تو ہر آئینہ مجھے اسکے پاس
پاتا اور مین تیری حاجات کا کفیل ہوتا اور ایک حدیث مین ہی کہ جو
مومن صبح کو عیادت مریض کی کرے تو ستر ہزار ملائکہ شام تک اسکے
واسطے طلب رحمت کرتے ہین اور اگر شام کو عیادت بیمار کی کرے
تو صبح تک ستر ہزار ملائکہ واسطے اسکے طلب رحمت کرتے ہین اور مستحب ہی
کہ عیادت کرنے والا کوئی تحفہ مثل میوہ وغیرہ کے بیمار کے واسطے لیجائے
پس حضرات سنا آپنے مرتبہ بیمار اور عیادت بیمار کا مگر واسطے ہوا اشقیا
کوفہ و شام پر کہ جو دعوائے اسلام کرتے تھے انھون نے بعد شہادت

مظلوم کربلا کے اُنکے فرزند بیمار پر کیا کیا ظلم و ستم کیے اور عوض عیادت اور کھانے اور پانی کے اسباب اور فرش اور خیمہ تک لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور گلوے انور میں طوق آہنی اور پاے مبارک میں زنجیر ڈالکر اسیر و مقید کیا اور شتر لاغر پر سوار کرکے پاہاے مبارک اُسکے شکم سے باندھکر اُسیطرح طرف کوفہ کے لیچلے اور کچھ پاس و لحاظ خدا و رسول کا نہ کیا ہاے افسوس عوض تحفہ کے شمر تازیانہ ہاتھ میں لیے تھا اب کس زبان سے بیان کروں کہ وہ لعین کیا ظلم و بے ادبی کرتا تھا فی اکسیر العبادات فَلَمَّا رَاَتْ زَیْنَبُ بَکَتْ وَقَالَتْ وَیْلَكَ یَا شِمْرُ رِفْقًا بِیَتِیْمِ النُّبُوَّةِ وَسَلِیْلِ الرِّسَالَةِ وَحَلِیْفِ التُّقٰی وَتَاجِ الْخِلَافَةِ چنانچہ اکسیر العبادات میں منقول ہی کہ جب یہ ظلم و ستم جناب زینب نے دیکھا تو زار زار اُس بیمار کے حال پر روئیں اور فرمایا کہ واے ہو تجھپر اى شمر نرمی اور رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصہ دودمان رسالت پر کہ یہ بیمار یگانہ اور متقی اور سرا و ار تاج خلافت رسول خدا ہی بعد اپنے پدر بزرگوار کے یعنے اى شمر اس سر اقدس پر تاج خلافت زیبا تھا نہ تازیانہ تیرا بس اے ظالم ذرا خوف خدا کر بس وہ ستم دیدہ ایسے کلمات فرماتی تھیں یہانتک کہ اُس ظالم اظلم کو اس ظلم سے باز رکھا الا لعنة اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی و نہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ یَکُوْنُ مِنْ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ

خَلِیْفَةً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
کہ بعد میرے بارہ خلیفہ اور امام ہونگے کہ وہ سب قریش سے ہونگے اور
کتاب مودت مین بجاے کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ کے کُلُّھُمْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ ہے
کہ وہ بارہ خلیفہ اور امام بنی ہاشم سے ہونگے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَةً
جَاھِلِیَّةً اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص تمام عمر
اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے تو موت اُسکی مثل موت کافرون کے ہوگی
وَرَوٰی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّہٗ قَالَ
قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَمْلِکُ مِنْ وُلْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ
خَلِیْفَةً ثُمَّ یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ وُلْدِیْ یُصْلِحُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَمْرَہٗ فِیْ لَیْلَةٍ
وَاحِدَةٍ اور احمد حنبل نے کہ علماے اہل سنت سے ہی عباس بن عبد المطلب سے
روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے کہ اے چچا حق سبحانہ تعالی مالک کریگا میرے فرزندون سے بارہ
خلیفہ اور ظہور کریگا میرے فرزندون سے مہدی اور حق تعالی ایک
شب مین سرانجام امور اُسکا کریگا اور حق الیقین مین علامہ مجلسی علیہ
الرحمہ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ ایک روز مین
خدمت بابرکت جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین حاضر ہوا ا
چاہتا تھا کہ اُن حضرت سے سوال کرون کہ بعد آپکے امام اور ہادی
خلق کون ہوگا پس حضرت نے میرے سوال سے قبل فرمایا کہ اے ا

حق تعالیٰ نے جس دن سے کہ حضرت آدم ع کو پیدا کیا ہے اب تک زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں رکھا اور اسیطرح تا روز قیامت خالی نہ رکھیگا کوئی نہ کوئی خلق پر حجت خدا ہوگا کہ اُسکی برکت سے اہل زمین کی بلیات و آفات کو دفع کرے اور اُسکے سبب سے آسمان سے باران برسائے اور برکتہاے زمین کو رو ئیدہ کرے یہ سُنکر مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ بعد آپکے خلیفہ اور امام کون ہوگا پس حضرت کھڑے ہوے اور دولتسرا مین تشریف لیگئے اور پھر برآمد ہوے تو ایک صاحبزادہ دوش مبارک پر مانند ماہ تابان کے تین برس کا دکھائی دیا حضرت نے مجھسے فرمایا کہ اے احمد بعد میرے یہ امام ہے اور اگر یہ بات نہوتی کہ تو نزدیک خدا اور اُسکی حجتون کے گرامی ہے تو مین اس فرزند کو تجھے نہ دکھاتا پس آگاہ ہو کہ اس فرزند کا نام اور کنیت موافق نام اور کنیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہے اور زمین کو پُر از عدل کریگا بعد اُسکے کہ ظلم وجور سے بھر جائے اے احمد مثل اس فرزند کی اس امت مین مثل حضرت خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کے ہے قسم بخدا یہ فرزند غائب ہوگا جیسا کہ غائب ہونا چاہیے کہ نجات نہ پائے اُسکی غیبت مین ہلاک اور گمراہ ہونے سے مگر وہ شخص کہ حق تعالےٰ اُسکو ثابت رکھے اور قائل ہو اُسکی امامت کا حق سبحانہ تعالےٰ اُسکو توفیق دے کہ جو اُسکی خوشی کی تعجیل کی دعا کرے جیسا کہ شیخ بہار الدین علیہ الرحمہ آخر قصیدہ مین لکھتے ہین ؎

اَ اَمِینَ اللہِ یَا شَمْسَ الْھُدیٰ	یَا اِمَامَ الْخَلْقِ یَا بَحْرَ النَّدیٰ

عجلن عجل فقد طال المدی		واضمحل الدین واستولی الضلال

اے امین خدا اے آفتاب ہدایت اے پیشوائے خلق اے دریائے جود و سخاوت تعجیل و جلدی فرمائیے اپنے ظہور موفور السرور میں کہ اب آپ کی غیبت کو بہت طول ہوا ہے اور دین اسلام مضمحل ہوا اور ضلالت و گمراہی غالب ہوئی ہے پس مومنین آپ بھی اسطرح سے دعا کیجیے اللّٰھم عجل فرجه وسھل مخرجه غرضکہ احمد کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے عرض کیا کہ کوئی معجزہ اور علامت ظاہر ہو سکتی ہے کہ دل میرا مطمئن ہو پس اُس صاحبزادے نے بزبان عربی فصیح فرمایا کہ میں ہوں بقیۃ حجت خدا زمین میں اور اُسکے دشمنوں سے انتقام لینے والا پس بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ بعد انکے دیکھنے کے اب کسی سے خبر کی طلب نہ کر احمد کہتے ہیں کہ میں شاد و خوشحال اُن حضرت کی خدمت بابرکت سے باہر آیا اور دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میں نے کہ یا ابن رسول اللہ اُس چیز سے کہ آپنے مجھپر انعام فرمائی سرور میرا بہت ہوا اب ارشاد فرمائیے کہ سنت حضرت خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کہ جو اُس حجت میں ہوگی وہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے احمد وہ طول غیبت ہے میں نے عرض کیا کہ غیبت اُنکی طول کو پہونچے گی فرمایا کہ ہاں بخدا اسقدر طول ہوگا کہ پھر جائینگے اکثر لوگ دین سے کہ جو قائل اُسکی امامت کے ہونگے اور باقی نہ رہیگا دین حق پر مگر وہ شخص کہ خدا نے عہد ہماری ولایت کا اُس سے روز میثاق لیا ہوا اور اُسکے دلمیں قلم صنعت سے ایمان کو لکھا ہوا اور

اُسکو مؤید ساتھ روح ایمان کے کیا ہو آئی احمد یہ امر امور غریبہ خدا مین سے ہی
اور ایک راز ہی راز ہاے پنہان خدا سے اور ایک غیبت ہی غیبت ہاے
خدا مین سے پس لے جو کچھ تجھکو مین نے عطا کیا اور مخفی رکھ اور جملہ شکر کنندگان
مین ہوتا تو بروز قیامت علیین مین رفیق ہمارا ہو آہ مومنین اُس
صاحبزادے کو اعدا نے صغرسن مین یتیم کیا چنانچہ جلاء العیون وغیرہ
مین منقول ہی کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو بنی عباسیہ نے بظلم وستم
قید کیا آخر معتمد عباسی شقی نے زہر دیا جسکے سبب سے رحلت فرمائی پس
یہ خبر سنکر اہل سرمن راے گریان و نالان جمع ہوے اور اُن حضرت کو
غسل دیا اور تجہیز وتکفین کیا اور اُس شاہزادے نے اپنے پدر بزرگوار کے
جنازہ پر نماز پڑھی اور لوگون نے اُس امام مسموم کو دفن کیا اور وہ صاحبزادہ
حجرہ مین تشریف لیگیا حضرات سُنا آپنے کہ اُس صاحبزادے نے
اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھی اور لوگون نے دفن کیا آہ افسوس ہی حال
بیمار کربلا کے کہ اُس یتیم کو بعد شہادت اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام
اہل کوفہ وشام نے طوق وزنجیر مین اسیر ومقید کیا اور اتنی مہلت نہ دی
کہ اپنے پدر مقتول ومذبوح کو دفن کرتے ہاے افسوس کئی روز تک لاش اطہر
اُن حضرت کی ریگ گرم کربلا پر تمازت آفتاب مین پڑی رہی اور خاک صحرا
اُڑکر اُس بدن انور پر جمتی جاتی تھی کیونکہ مومنین اصل صاحب تعزیت
اپنے جد بزرگوار کے تو امام عصر ہین اُن حضرت کے قلب اقدس پر کیا
صدمہ ہوتا ہوگا جب زیارت مین فرماتے ہونگے اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ

بِدَمِ الجِرَاحِ اَلسَّلَامُ عَلَے المُجَرَّعِ بِکَاسَاتِ الرِّمَاحِ سلام ہو اُس
شہید راہ خدا پر کہ جو اپنے زخموں کے خون مین نہلایا گیا اور سلام ہو اُس
تشنہ لب پر کہ جسے جام نیزہ ہاے آبدار سے سیراب کیا اَلسَّلَامُ عَلَے
المَنحُورِ فِے الوَرٰے اَلسَّلَامُ عَلَے مَن تَوَلّٰے دَفنَہٗ اَھلُ القُرٰے
سلام ہو اُس فرزند رسول پر کہ جو خلق اللہ مین نحر کیا گیا اور سلام ہو اُس
مظلوم وبیکس پر کہ جسے اہل قریہ نے رحم کھا کر دفن کیا آہ مومنین لاش
اطہر مظلوم کربلا کی تو بعد تین روز کے دفن ہوئی اور حال سر اقدس کا کس
زبان سے بیان کرون مگر معصوم فرماتے ہین وَ دُفِعَ عَلَے القَنَاۃِ رَاسُکَ
ای جد مظلوم سر انور آپکا نیزۂ طویل پر بلند کیا گیا آہ آہ اسپر بھی اعداے دین نے
اکتفا نہ کی اُس سر اقدس کو بازار کوفہ و شام مین پھرایا الا لعنۃ اللہ
عَلَے القَومِ الظَّالِمِین

مجلس سی و دوم

فِی الدُّرِّ المَنثُورِ عَن اَحمَدَ عَن زَیدِ بنِ ثَابِتٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللہِ صَلَّے اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ اِنِّی تَارِکٌ فِیکُم خَلِیفَتَینِ کِتَابُ اللہِ
حَبلٌ مَمدُودٌ مَا بَینَ السَّمَآءِ وَالاَرضِ وَعِترَتِے اَھلُ بَیتِے وَاِنَّھُمَا
لَن یَتَفَرَّقَا حَتّٰے یَرِدَا عَلَے الحَوضِ تفسیر در منثور مین جلال الدین سیوطی نے
احمد سے اور اُسنے زید بن ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے فرمایا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے بطور وصیت کے تحقیق کہ مین چھوڑے
جاتا ہون درمیان تمھارے دو خلیفہ ایک کتاب اللہ یعنے قرآن مجید

کہ وہ رسن مستحکم و دراز ہی درمیان آسمان و زمین کے دوسرے عترت طاہرہ اہل بیت میرے اور وہ دونون جدا نہونگے یہانتک کہ دونون میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے آپ مومنین تصور کیجیے کہ آیا اُمّت نے اس حدیث اور وصیت پر عمل کیا یا نہین افسوس ہزار افسوس اشقیائے امت نے بعد اُن حضرت کے کتاب خدا کو ترک کیا اور اسپر مطلق عمل نہ کیا اور عترت طاہرہ اہل بیت اُن حضرت پر دست ظلم و ستم دراز کیا آہ آہ بعوض طلب ہدایت کے اعدا نے بعض کو زہر دیا اور بعض کو قتل کیا اور فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو تو اشقیائے کوفہ و شام نے مہمان بلاکر عالم غربت و بیکسی مین مع اصحاب و اقربا اور اولاد خرد سال کے تشنہ لب ذبح کیا اور بعد شہادت مظلوم کربلا کے لباس و سلاح لوٹ لیا ہائے افسوس کوئی عمامہ لیگیا اور کوئی کرتہ لیگیا اور کسینے ردا لے لی اور لاش اطہر کو بے لباس کے زمین گرم پر چھوڑ دیا اور اہل بیت کو اُن حضرت کے اسیر و مقید کر کے طرف کوفہ کے بھیجے قَالَ الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ وَالسَّیِّدُ بْنُ طَاؤُسٍ وَمَوْلَانَا الطَّبَرِیُّ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ بَعَثَ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ ع فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَا مَعَ خَوْلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ الْاَصْبَحِیِّ وَحُمَیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اِلٰی ابْنِ زِیَادٍ چنانچہ شیخ مفید اور سید بن طاؤس اور مولانا ابوجعفر طبری علیہم الرحمہ نے روایت کی ہی کہ جب جناب سید الشہدا روز عاشورا شہید ہوچکے اور اشقیائے کوفہ و شام خیام اہل بیت خیر الانام

جلانے اور لوٹنے سے بھی فراغ پا چکے اُسی روز عمر سعد نے سر اقدس امام حسینؑ
علیہ السلام کا نیزہ پر رکھکر سپرد خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے
کرکے عبید اللہ بن زیاد لعین کے پاس روانہ کیا وَاَمَرَ بِرُؤُسِ الْبَاقِیْنَ
مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ فَقُطِعَتْ وَسَرَّحَ بِهَا مَعَ شِمْرِ بْنِ ذِی
الْجَوْشَنِ وَقَیْسِ بْنِ اَشْعَثَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَجَّاجِ فَاَقْبَلُوْا بِهَا اِلَی
الْكُوْفَةِ بعد اُسکے عمر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ باقی شہدا کے سر بھی تن سے
جدا کرو پس بموجب حکم اُس بیرحم کے سر شہدا کے کاٹ کر سامنے اُس
شقی کے لائے اور بنا بر روایت محرق القلوب کے اُسنے اُن سروں کو
قبائل عرب پر تقسیم کیا اور شمر بن ذی الجوشن اور قیس بن اشعث اور
عمرو بن حجاج کو اُن سروں کے ہمراہ کرکے بطرف کوفہ روانہ کیا
وَاَقَامَ ابْنُ سَعْدٍ بَقِیَّةَ یَوْمِ عَاشُوْرَا وَالْیَوْمَ الثَّانِیْ اِلٰی زَوَالِ
الشَّمْسِ اور خود ابن سعد بقیہ روز عاشورا اور دوسرے روز بھی تا
زوال آفتاب کربلا میں مقیم رہا فَجَمَعَ قَتْلَاهُ وَصَلّٰی عَلَیْهِمْ وَدَفَنَهُمْ
وَتَرَكَ الْحُسَیْنَ ع وَاَنْصَارَهٗ مُتَشَحِّطِیْنَ فِیْ دِمَائِهِمْ وَلَمْ یَتَوَجَّهْ
اِلٰی دَفْنِهِمْ وَكَفْنِهِمْ اور وجہ توقف اُس ملعون کی گیارھویں تاریخ تک
یہ تھی کہ اپنے لشکر کے کشتہائے نجس کو ایک جگہ جمع کیا اور انھیں نماز
پڑھکے دفن کیا اور لاش اطہر امام حسینؑ کی مع لاشہائے اصحاب و اقربائے
اُن حضرت کے اُسیطرح غلطان بخاک و خون بے غسل و کفن ریگ تپاں
گرم پر چھوڑ کر چلا گیا ثُمَّ اَذِنَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ بِالرَّحِیْلِ وَاَمَرَ بِحَمْلِ النِّسَاءِ

من بنات الحسین و اخواته علی اقتاب الجمال بغیر وطاءٍ مکشفات
الوجوه بین الاعداء وهن ودائع خیر الانبیاء بعد اسکے عمر سعد نے
حکم دیا کہ بیٹیوں اور بہنوں کو امام حسین کی مقید کرکے آج ہی لشکر اہل کوفہ
و شام کوچ کر جائے چنانچہ اہل بیت اطہار کو کہ جو امانت رسول خدا تھے
شتران لاغر اور بے کجاوہ و عماری پر کہ جنپر بجز پالان کے اور کچھ نہ تھا
بے مقنع و چادر مجمع اعدا میں سوار کیا و شدّوا سید الساجدین
بسلسلة من الحدید وقیدوه بقید شدید وحملوه علی
جمل بغیر وطاء وعبروا وهو عنادا علی مصارع الشهداء اور
ان اشقیا نے جناب سید الساجدین کو کہ وہ حضرت نہایت ہی بیمار
و علیل تھے گلوے انور میں طوق آہنی اور دست و پاے اقدس میں
زنجیریں ڈالکر شتر برہنہ پر سوار کیا اور بسبب ظلم و عناد کے ناقہاے
اہل بیت اطہار کو مقتل شہدا پر سے لیچلے تاکہ دل ان شکستہ دلوں کے
زیادہ درد میں آئیں اور لاشے اپنے اقربا کے دیکھکر بشدت روئیں
فلما نظرت النسوة الی القتلی صحن وضربن وجوههن قال
والله لا انسے زینب بنت امیر المؤمنین وهی تنوح بقلب کئیب
وتبکی بدمع سکیب پس جب نظر مخدرات عصمت کی مقتل شہدا پر پڑی
تو فریاد کی اور لاشہاے اقربا کو آلودہ بخاک و خون مثل گوسفندان قربانی
دیکھکر سب نے منہ اپنے پیٹ لیے اور روتے روتے سب بیکسوں کو
غش آگیا لیکن راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا نہیں بھولتا مجھے حال جناب

زینب دختر امیر المومنینؑ کا لاش پر اپنے بھائی کی کہ وہ مظلوم زار زار
روتی تھیں اور بین کرتی تھیں دھے تنادیہ وا محمّداہ صلّی علیک
ملائکۃ السماء وھذا حسینؑ مرمّل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتک
تسبیٰ کالاماء حواسرا فالی اللہ المشتکی اور وہ معظمہ مدینہ کیطرف
متوجہ ہوکر فرمایا کرتی تھیں کہ اے نانا رسول خداؐ آپکو حق سبحانہ تعالیٰ نے
تمام انبیا سے افضل و اشرف کیا اور آپ پر صلوات بھیجی اور سب
ملائکۂ آسمان نے آپکے جنازہ پر نماز پڑھی مگر افسوس ہے کہ یہ فرزند دلبند آپکا
حسین مظلوم جسے آپنے اپنی آغوش مبارک میں بناز و نعمت پالا تھا اور
جسکے بدن اطہر پر آپ لباس جنت آراستہ کرتے تھے آج وہی حسین
خون آلودہ ریگستان گرم پر بے غسل و کفن پڑا ہے اور بدن اطہر اُس مظلوم کا
تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اور کوئی آپکی اُمت سے متوجہ طرف
کفن و دفن اُس مقتول کے نہوا اور بیٹیاں آپکی مثل لونڈیوں کے
بے نقاب مقید ہوکر طرف کوفہ کے جاتی ہیں پس شکایت اِس
ظلم کی خدا سے ہے قربان جان ہماری اُن اعضائے
نورانی پر جنپر حضرت خدا سلام کرتے ہیں السلام علی الاعضاء المقطعات
سلام ہو اُن اعضائے اقدس و نورانی پر جو پارہ پارہ کیے گئے اور بعد
چند فقرات کے فرماتے ہیں السلام علی النسوۃ البارزات سلام ہو
اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور بظلم و ستم خیموں سے
نکالی گئیں غرضکہ جناب زینب فرماتی ہیں بابی من عسکرہ فی یوم

الاثنین فیا بابی من فسطاطہ مقطع العریٰ فدا ہو باپ میرا اُس
مظلوم پر کہ لشکر قلیل جس سید جلیل کا روز دوشنبہ لوٹا گیا یعنے حسین مظلوم
سب عزیز و اقربا اور اصحاب باوفا ایک دن مین قتل ہوے اور
فدا ہو باپ میرا ایسے شہید راہ خدا پر کہ جسکے خیمون کی طنابین کاٹ کر
گرا دی گئین اور اہل حرم جسکے لوٹے گئے بابی من لا ھو غائب فیرتجی
ولا جریح فیداوی فدا ہو باپ میرا اُس بیکس پر کہ جو ہمسے جدا ہو کر
کہین سفر کو نہین گیا ہی کہ ہمین اُسکے پھر آنے کی توقع ہو فدا ہو باپ میرا
اُس مظلوم پر کہ جو ایسا زخمی نہین ہی کہ ہمین توقع اسکی ہو کہ ہماری دوا
اور مرہم سے اچھا ہو جائیگا بابی المھموم حتی قضی بابی العطشان
حتی مضی فدا ہو باپ میرا اُس صابر پر کہ جو انواع و اقسام کے رنج و الم
مفارقت اقربا کے اُٹھا کر اس جہان سے رحلت کر گیا اور قربان ہو
باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر کہ جو تشنہ لب کمال بیکسی مین قتل ہوا اور
جسنے وقت آخر تک ایک قطرہ پانی کا نہ پایا فابکت واللہ کل عدو
وصدیق حتی رأینا دموع الخیل تنحدر علی حوافرھا راوی
کہتا ہی کہ قسم بخدا یہ بین جگر خراش اُس معظمہ کے سنکر ہر دوست و دشمن
روتا تھا یہانتک کہ تمام جانور وہ آواز دردناک سنکر اسقدر روتے تھے
کہ آنسو انکی آنکھون سے نکلکر سمون پر گرتے تھے ثم اعتنقت
سکینۃ بنت الحسین جسد ابیھا وزعمتہ حیا فنادتہ
ابت فلما لم تسمع منہ شیئا فاضطربت وبکت بکاء شدیدا

آہ بعد اسکے جناب سکینہ دختر امام حسین ؑ قریب لاش اقدس اپنے پدر مظلوم کے آئیں اور اُس لاش اطہر سے لپٹ گئیں اور بسبب صغر سن کے اُس شاہزادی نے جانا کہ باپ میرا زندہ ہے کئی مرتبہ ای بابا ای بابا کہا جب لاش اطہر سے کچھ جواب نہ سنا نہایت بیقرار ہو کر رونے لگیں اور کہتی تھیں کہ ای پدر حالیو قار یہ بیٹی شیفتہ دیدار کیا یتیم ہوئی اور آپ شہید ہوے ہاے ای پدر مظلوم اب بعد آپکے کون ایسا شفیق ہے کہ جو سرپرستی اور حمایت میری کریگا فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَجَرُّوْهَا عَنْ جَسَدِ اَبِيْهَا وَهِيَ تَبْكِيْ پس اُسوقت چند اعراب بیرحم کہ سرگروہ اُنکا شمر لعین تھا جمع ہوئے اور اُس یتیمہ کو بظلم و ستم کھینچکر لاش پدر سے جدا کیا ہر چند کہ وہ بیکس رو کر کہتی تھیں کہ مجھے ابھی میرے باپ سے نہ چھڑاؤ اور جی بھر کے رونے دو مگر کسی بے رحم نے التجا اُس یتیمہ کی نہ سُنی الغرض محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب اسیران اہل بیت رسالت لاشہاے اقربا سے بظلم و ستم جدا کیے گئے اور طرف کوفہ کے روانہ ہوے تو اُسوقت جناب زینب بشدت روئیں اور زمین کربلا کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا اِنّیْ اَوْدَعْتُكِ یَا اَرْضَ کَرْبَلَا جِسْمَ الْحُسَیْنِ ؑ ای زمین کربلا میں تجھے سونپتی ہوں جسم اطہر فرزند رسول الثقلین امام حسین ؑ کا میرے برادر مظلوم سے خبردار رہنا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و سوم

فِی الْکَافِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ

ابرار وکیل حر ہے کافی میں شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے
جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے
بہترین تصدقات سے ذکر نا ہے اُس جگر کا کہ جو بسبب شدت تشنگی کے
گرم ہوا ہو وقال علیہ السلام من سقی الماء فی موضع یوجد فیہ
الماء کان کمن اعتق رقبۃ اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
جس شخص نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ وہاں پانی میسر آتا ہو تو
حق سبحانہ تعالے اُسے ثواب عطا کریگا برابر اُس شخص کے کہ جسنے ایک
بندہ راہ خدا میں آزاد کیا ہو ومن سقی الماء فی موضع لا یوجد فیہ
الماء کان کمن احیا نفسا ومن احیا نفسا فکانما احیا الناس جمیعا
اور فرمایا اُس جناب نے جس کسی نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ
کہ جہاں پانی میسر نہ آتا ہو پس اُس شخص نے گویا زندہ کیا ایک بندہ خدا کو
اور جسنے ایک بندۂ خدا کو زندہ کیا یعنے جان اُسکی بچائی پس اُس شخص نے
گویا تمام بندگان خدا کو زندہ کیا اور سبکی جان بچائی پس حضرات
جبکہ یہ مراتب ہوں کسی پیاسے کو سیراب کرنے میں تو وائے ہو اُن اشقیا
کہ جنھوں نے فرزند ساقی کوثر کو نہر فرات پر مع اصحاب و اقربا کے
شہید کیا اور بوقت آخر بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا فی محرق القلوب
عن سکینۃ بنت الحسین انھا قالت قد سمعت من ابی
یقول ہیہات چنانچہ محرق القلوب میں ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ نے
سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ تیمیہ

فرماتی ہین کہ جب مین قتلگاہ مین پہونچی اور لاش پدر بزرگوار سے لپٹ کر رونے لگی اُسوقت گلوے بریدۂ اُن حضرت سے سنا مین نے کہ بطور وصیت کے فرماتے ہین ؎

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی ۔ او سمعتم بغریب او شہید فاندبونی

انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی ۔ وبجرد الخیل بعد القتل عمداً سحقونی

اے شیعوا اور دوستو میرے جب کبھی تم پانی سرد و خوشگوار پیو تو اُسوقت مجھ تشنہ لب کی پیاس ضرور یاد کر لینا اور جب سنو تم کہ کوئی شخص غریب الوطن مبتلا کسی بلا مین ہوا یا کوئی بیگناہ شہید ہوا تو میری غربت و بیکسی پر رونا اور میرا اس بیکسی و مظلومی سے قتل ہونا یاد کر لینا اسلیے کہ مین فرزند رسول خدا بیجرم و خطا مثل گوسفند قربانی کے ذبح ہوا ہون اور اسپر بھی اشقیائے اُمت نے میری لاش کو پامال سم اسپان کیا ہے ؎

لیتکم فی یوم عاشور جمیعا تنظرونی ۔ کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

وسقوه سہم بغی عوض الماء المعین ۔ یا لرزء ومصاب ہد ارکان الحجون

اے دوستو میرے کاش تم سب روز عاشورا کربلا مین ہوتے اور میری غربت اور بیکسی کو دیکھتے کہ مین کس مظلومی سے واسطے اپنے طفل شیرخوار علی اصغر کے اُن بیرحمون سے پانی مانگتا رہا مگر اُن اشقیا نے ایک قطرہ پانی کا اُس بچہ کو نہ دیا بلکہ عوض پانی کے ایسا تیر اُسکے حلق نازنین پر مارا کہ وہ بچہ تشنہ لب شہید ہو گیا پس یہ مصیبت میری وہ مصیبت عظمٰے ہے کہ جسکے غم مین پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ؎

وَلَهُمْ قَدْ جَرَحُوا قَلْبَ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ		فَالْعَنُوْهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ شِيْعَتِيْ فِيْ كُلِّ حِيْنٍ

وائے ہو اُن اشقیا پر کہ اُن بیرحموں نے قلب اقدس جناب رسالتمآب کو زخمی کیا پس اے دوستو میرے تمھیں لازم ہے کہ ہر وقت میں جسقدر کہ تمسے ہو سکے لعنت و نفرین کرو اُن لوگوں پر کہ جنھوں نے حق ہمارا غصب کیا اور جن اشقیا نے مجھ مظلوم پر یہ ظلم عظیم کیا ہے حضرات واقعی جو ظلم و ستم مظلوم کربلا پر گذرے ہیں وہ ابتدائے خلقت حضرت آدمؑ سے ابتک کسی نبی یا وصی پر نہیں گذرے ہیں چنانچہ اُن مصیبتوں کو معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں فَسَارَعُوْكَ الْقِتَالَ وَعَاجَلُوْكَ النِّزَالَ اے جد مظلوم پس جلدی کی اُس قوم اعدا نے لڑائی میں آپ سے اور جلد چاہا کہ آپ سے جنگ وجدال کریں وَرَشَقُوْكَ بِالسِّهَامِ وَالنِّبَالِ اور مثل باران کے آپ پر تیر و نیزے برسائے وَاَمَرَ اللَّعِيْنُ جُنُوْدَهٗ فَمَنَعُوْكَ الْمَاءَ وَوُرُوْدَهٗ اور حکم کیا اُس لعین نے اپنے لشکر کو پس آپ پر پانی بند کردیا اور اُسکے کنارے پر اُترنے بھی نہ دیا وَبَسَطُوْا اِلَيْكَ اَكُفَّ الْاِصْطِلَامِ اور اُن اشقیا نے ہاتھ ظلم و ستم کے آپکی طرف کشادہ کیے وَاَنْتَ مُقْدِمٌ فِي الْهَبَوَاتِ وَمُحْتَمِلٌ لِلْاَذِيَّاتِ اور آپ اُن اعدا پر دلیری اور حمیت و غیرت میں سابق رہے یہانتک کہ آپ گرد و غبار کارزار میں در آئے اور آپ نے بڑی بڑی اذیتوں کا تحمل کیا قَدْ عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوٰتِ فَاَحْدَقُوْا بِكَ مِنْ كُلِّ الْجِهَاتِ تحقیق آپ نے ایسا صبر و تحمل کیا کہ ملائکہ سمٰوات نے آپکے صبر سے تعجب کیا

بس اعدائے دین نے آپکو ہر طرف سے گھیر لیا وَلَمْ يَبْقَ لَكَ نَاصِرٌ وَأَنْتَ
مُحْتَسِبٌ صَابِرٌ اور آپکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہ رہا اور آپ راضی
برضا رہے اور صبر کیا تَذُبُّ عَنْ نِسْوَتِكَ وَأَوْلَادِكَ حَتّٰى نَكَسُوكَ
عَنْ جَوَادِكَ ای جدِ مظلوم آپ دفع کرتے رہے ان اشقیا کو اپنے
اہل حرم اور اولاد سے یہانتک کہ ان اعدا نے آپکو زخمی کرکے منھ کے
بھل ذوالجناح سے گرا دیا فَهَوَيْتَ إِلَى الْأَرْضِ جَرِيحًا تَطَأُكَ الْخُيُولُ
بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا پس ای جد بزرگوار آپ کثرت
زخموں سے ناتوان ہوکے مرکب سے زمین پر تشریف لائے اور اپنے سموں سے
گھوڑے بے ادبی کرتے تھے اور وہ اشقیا تلواریں کھینچے ہوئے آپکے قتل
کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِينُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْانْقِبَاضِ
وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِينُكَ اور اسوقت آپکی پیشانی النور پر عرق موت
آگیا تھا اور اس حالت ایذا میں آپ کبھی دست و پاہائے اطہر سمیٹ
لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی داہنی طرف اور بائیں طرف
کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح اس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی
تُدِيرُ طَرْفًا خَفِيًّا إِلَى رَحْلِكَ وَبَيْتِكَ وَقَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِكَ
عَنْ وُلْدِكَ وَأَهَالِيكَ اور اسوقت آپ گوشۂ چشم پھرا پھرا کے نگاہ
حسرت چشم نیم وا سے اپنی اولاد اور اہل حرم کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ
وہ وقت ایسا نازک تھا کہ آپکو وقت اخیر تھا اور محل خیال و پاس اولاد
و اہل حرم کا نہ تھا وَأَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا إِلَى خِيَامِكَ قَاصِدًا

مچھایا گیا اور اسی حال مین جلدی کی آپکے اسپ باوفا نے کہ آپکے خیمگاہ کیطرف باواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فلما رأین النساء جوادک مخزیا ونظرن سرجک علیہ ملویا پس جب ان مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے برزن من الخدور ناشرات الشعور تو یہ حال دیکھکر سو پریشان خیمگاہ سے گریان و نالان وا عطشاہ واحسیناہ کہتی ہوئین نکل آئین الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و چہارم

فی مقتل ابی مخنف عن طرماح بن عدی انہ قال قد کنت من الذین قتلوا مع الحسین ؑ فی طف کربلا وقد بقی فی رمق من الحیوۃ مقتل ابو مخنف مین طرماح بن عدی سے منقول ہے کہ کہا اُسنے جب روز عاشورا کربلا مین عمر سعد اور امام حسین ؑ سے لڑائی ہوئی تو اُس روز مین بھی انصار سے اُن حضرت کے تھا اور اعدا سے مین اسقدر لڑا کہ زخمی ہوکر زمین پر ایک گوشہ کیطرف گر پڑا اور بیہوش ہوگیا اور بمشیت ایزدی مجھ مین ایک رمق حیات سے باقی تھی اور کسی جلاد نے سر میرا جدا نہین کیا تھا فلما ارتحل عسکر ابن سعد مع رؤس الشہداء والنساء الی الکوفۃ حصلت لی الافاقۃ فرأیت عشرین فارسا فی مصرع الشہداء پس جب لشکر عمر سعد مع سرہائے شہدا اور اہل بیت اطہار طرف کوفہ کے کوچ کر گیا اُس وقت مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا مین نے

کہ بیس سوار اُس صحرا مین نمودار ہوے وَعَلَیْهِمْ ثِیَابٌ بِیضٌ تَفُوحُ مِنْهَا
رَائِحَةُ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ وَهُوَ نُورٌ شَعْشَعَانِيٌّ كَنُورِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
فَقُلْتُ فِي نَفْسِي هٰذَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ قَدْ أَقْبَلَ يَطْلُبُ
جَسَدَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيُمَثِّلَ وَمَا كَفَاهُ جَزُّ رَأْسِهِ
اور دیکھا مین نے کہ وہ سب کے سب لباس سفید و نورانی پہنے ہین اور خوشبو
اُنسے بہتر خوشبوے مشک وعنبر سے آتی ہی اور چہرہ ہاے نورانی اُنکے ایسے
روشن و درخشان ہین کہ جیسے ماہ شب چہار دہ روشن ہوتا ہی پس
اُسوقت مین نے اپنے دلمین کہا کہ شاید ابن زیاد مع رفقا کے کوفہ سے
اسلیے آیا ہی کہ تا جسم اقدس امام حسین علیہ السلام کو بھی کسیطرح تکلیف و ایذا دے
اگرچہ سر اطہر تن اقدس سے جدا کر کے اُسکے پاس لیگئے تھے لیکن اُس
دشمن خدا کو وہ کافی نہوا اور دل اُسکا ظلم و ستم سے سادات کے ابھی سیر
نہین ہوا ہی فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ جَلِيلٌ شَيْخٌ نَبِيلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ جَسَدِ
الْحُسَيْنِ عَ وَبَكَى بُكَاءَ الثَّكْلَى فَاجْلَسَهُ وَسَنَدَهُ بِصَدْرِهِ پس
اس اثنا مین ایک مرد جلیل القدر کہ اُن سب مین سے جو با عظمت و
رفعت تھے آگے بڑھے اور قریب جسد مظلوم کربلا کے زمین پر بیٹھ گئے
اور مثل عورت فرزند جوان مردہ کے بشدت رونے لگے اور لاش مبارک
امام حسین علیہ السلام کو زمین سے اُٹھایا اور اپنے سینہ سے لگا کر بٹھایا
ثُمَّ أَوْمَى بِيَدِهِ نَحْوَ الْكُوفَةِ وَإِذَا بِالرَّأْسِ قَدْ أَقْبَلَ فَرَكِبَ عَلَى
جَسَدِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ طَارَ عَقْلِي وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَيْسَ هٰذَا ابْنُ زِيَادٍ

فتاملتہ و عرفت انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بیمار اسکے
اُن مرد جلیل القدر نے اشارہ طرف کوفہ کے کیا پس ساتھ ہی اشارہ کے
سر انور امام حسین علیہ السلام کا باعجاز وہین پہونچا اور اُن حضرت نے
اُس سر اقدس کو بقدرت خدا تن اطہر سے ملا دیا اور امام حسین علیہ السلام بیٹھے
پس دیکھتے ہی اسکے میرے حواس یکبارہ رہے اور مین نے اپنے دلمین کہا
کہ قسم بخدا وہ گمان میرا غلط تھا اسلیے کہ ابن زیاد کو یہ قدرت کب ہی
بلکہ یہ اعجاز مختص با انبیا و اوصیا ہی پس بغور و تامل دیکھا اور پہچانا یہ
کہ جناب رسالت مآب صلعم تشریف رکھتے ہین اور اپنے فرزند کو اپنی آغوش
اقدس مین لیے ہوے رو رہے ہین و یقول یا ولدی یا قرۃ عینی
اور فرماتے ہین کہ ای فرزند دلبند میرے ای نور چشم میرے

یعز علی ان اراک مرضضا	عفیر انحیر ابالدماء مغسلا
فدبنک لا نعشا ولا کفنا اری	ولا غاسلا یاتی الیک یغسلا

چنانچہ شاعر بزبان حال اُن حضرت کے یون کہتا ہی کہ ای میوہ دل میرے
بہت دشوار ہی تیرے نانا پر کہ تجھے پامال سم اسپان دیکھے اور تو مثل
گوسفند قربانی ذبح ہوا اور اپنے خون مین لوٹے افسوس ہی ای فرزند
کہ تجھے کسینے کفن نہ دیا نہ جنازہ اُٹھایا اور نہ غسل دیا اور نہ لاش تیری
دفن کی فدا ہوون مین تجھپر ای فرزند آیا تو نے اُن اشقیا کو اپنے حسب
نسب سے بھی آگاہ کیا تھا فبکی الحسین و قال یا جداہ اخبرتھم
ذلک لکنھم قالوا نحن نعرفک ولکنا نقتلک و نذبحک فبکی

رسول اللہ وقال یا ابی آدم صفی اللہ ویا نوح نبی اللہ ویا ابراہیم
خلیل اللہ هل رایتم ما فعلت امتی بذریتی بعدی فبکوا
کلھم امام حسین علیہ السلام نے عرض کی کہ اے جد بزرگوار مین نے ہر ایک سے
اپنا حسب ونسب بیان کیا تھا لیکن ان سب نے کہا کہ ہم تمہارے
حسب ونسب سے خوب واقف ہین مگر تمھین ضرور قتل وذبح کرینگے
پس یہ سنکر جناب رسالتمآب بہت روئے اور حضرت آدم اور
حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور سب انبیا سے کہ جو ہمراہ حضرت کے
تھے فرمایا کہ دیکھا تمنے کہ میری امت جفاکار نے میری اولاد سے بعد
میرے کیا ظلم کیا ہے یہ سنکر تمام انبیا رونے لگے اور اسطرف رسول خدا
اور سید الشہدا روتے تھے حتی غشی علیہ فبکیت ووقعت مغشیا
علی الارض فلما افقت ما وجدتہم الا وجد الحسین مطروحا
علی الارض یہانتک کہ جناب رسول خدا کو غش آگیا پس یہ دیکھکر مین
اسقدر رویا کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور دیر تک بیہوش پڑا رہا جب
بعد اسکے مجھے غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا مین نے کہ ان حضرات مین سے
کوئی وہان نہین ہے فقط لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کی بے سر
غلطان خاک وخون مین پڑی ہے وفی بحار الانوار عن رجل اسدی
انہ قال کنت زارعا علی نہر علقمۃ فبعد ارتحال عسکر بن سعد
رایت عجائب من اجساد الشہداء لا اقدر احکی الا عن بعضہا
بحار الانوار مین ایک شخص اسدی سے منقول ہے کہ کہا اسنے مین

کنارہ نہر علقمہ پر جو فرات سے لائی گئی تھی زراعت کیا کرتا تھا جب لشکر عمر سعد کا طرف کوفہ کے کوچ کر گیا تو میں نے لاشوں سے شہدا کی جو صحرائے کربلا میں بیدفن پڑی تھیں اسقدر امور عجیب و غریب مشاہدہ کیے کہ مجھ سے بیان اُن سبکا ممکن نہیں ہو سکتا لیکن بعضے امر اُنمیں سے بیان کرتا ہوں مِنْهَا اَنَّهُ اِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ تَمُرُّ عَلَىٰ نَفَحَاتٍ كَنَفَحَاتِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ وَلَوْ اَدُلُّ اَرَىٰ نُجُومًا تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ جب ہوا اُن لاشوں پر سے گذر کرکے مجھ تک آتی تھی تو اُس ہوا سے دماغ میرا معطر ہو جاتا تھا اور خوشبو مشک و عنبر کی آتی تھی اور دیکھتا تھا میں کہ متصل ستارے آسمان سے اُس جگہ نازل ہوتے تھے اور بہت سے ستارے وہاں سے آسمان پر صعود کرتے تھے وَاَنَا مُنْفَرِدٌ مَعَ عِيَالِي فِي تِلْكَ الصَّحْرَاءِ فَلَا اَرَىٰ اَحَدًا حَتَّىٰ اَسْئَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ اور میں اُس بیابان میں مع اپنے عیال کے اکیلا رہتا تھا اور کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ میں اُس سے سبب اُن عجائبات کا پوچھتا وَاَيْضًا اَرَىٰ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ اَسَدًا مُقْبِلًا مِنَ الْقِبْلَةِ فَاُوَلِّي مِنْهُ اِلَىٰ مَنْزِلِي اور اسیطرح سے دیکھا میں نے کہ وقت غروب آفتاب کے ہر شب ایک شیر جانب قبلہ سے آتا تھا پس اُسے آتا دیکھکر میں اپنے گھر کو چلا جاتا تھا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ ذَهَبْتُ مِنْ مَنْزِلِي اَرَاهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ذَاهِبًا پس جب صبح ہوتی تھی اور آفتاب طلوع کرتا تھا اور میں اپنے گھر سے آتا تھا تو دیکھتا تھا کہ وہی شیر

طرف قبلہ کے پھر چلا جاتا ہے فقلت فی نفسی قد سمعت ان ھؤلاء
خوارج قد خرجوا علی عبید اللہ بن زیاد فامر بقتلہم وانی
ادری منھم عجائب ما الموارھا من القتلی ابدا پس مین نے اپنے
دل مین کہا کہ مین لوگون سے سنتا تھا کہ یہ سب مقتول کہ جو اس صحرا مین
قتل ہوئے ہین معاذ اللہ یہ سب خوارج تھے کہ عبید اللہ بن زیاد پر خروج
کیا تھا پس ابن زیاد نے لشکر بھیجکر ان سب کو قتل کیا اور لاشے سبکے
بے غسل وکفن اور بے دفن چھوڑ دیے ہین پس جس صورت مین کہ کہنا
ان لوگون کا سچ ہے تو پھر جائے تعجب ہے کہ مین ان لاشون سے ایسے امور
عجائب وغرائب کیون دیکھتا ہون کہ مین نے کبھی کسی مقتول سے ایسے
امور عجیب نہ دیکھے تھے فقلت واللہ لا ابالی فی ھذہ اللیلۃ من الساھر
لانظر ان الاسد الذی تقبل الیھا یاکل من ھذہ الاجساد
لحومھم ام لا پس مین نے قسم کھائی کہ آجکی شب مین ضرور اس صحرا مین
جاگتا رہونگا تا معلوم کرون کہ یہ شیر شب کو آکر آیا گوشت ان لاشونکا
کھاتا ہے یا نہین فعند غروب الشمس رایت ذلک الاسد قد
اقبل من القبلۃ فخطر ببالی انکان مرادہ لحوم بنی آدم فلو رانی
یقتلنی وانا فیہ اذ دخل ذلک الاسد علی تلک الاجساد
الطاھرۃ پس جب شام ہوگئی اور آفتاب غروب کر گیا تو موافق
معمول کے پھر وہ شیر جانب قبلہ سے نمودار ہوا اور مجھے اس وقت یہ
خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ یہ شیر مجھے دیکھ لے اور مار ڈالے مین اسی فکر مین تھا

کہ وہ شیر آیا اور داخل قتلگاہ ہوا لیکن کچھ مجھ سے متعرض نہوا وَهُوَ يَتَخَطَّى الْقَتْلَىٰ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ كَأَنَّهُ يَقْصُدُ مِنْهُمْ قَتِيلًا حَتَّىٰ وَقَفَ عَلَىٰ جَسَدٍ كَأَنَّهُ الشَّمْسُ الطَّالِعَةُ فِي كَبِدِ السَّمَاءِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ مَنْحَرَهُ وَيَشُمُّ رَائِحَتَهُ وَيَبْكِي پس جب وہ شیر داخل قتلگاہ ہوا دیکھا مین نے کہ وہ ہر ایک لاش پر جاتا ہے اور ہر ایک کی اُن لاشوں سے بو سونگھتا ہے اور ہٹ جاتا ہے جیسے کوئی کسیکی تلاش کرتا ہے آخر کار وہ شیر ایک لاش پر پہونچا کہ نور اُس سے مانند آفتاب نصف النہار کے تابان تھا اور منھ اپنا گلوے بریدہ پر اُس صاحب لاش کے ملنے لگا اور بو اُسکی سونگھنے لگا اور روتا تھا فقلت سُبْحَانَ اللهِ مَا هٰذِهِ إِلَّا أُعْجُوبَةٌ حَتَّىٰ اعْتَكَرَ الظَّلَامُ فَرَأَيْتُ شُمُوعًا مُعَلَّقَةً وَالْأَرْضَ مَمْلُوَّةً مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ پس یہ دیکھکر مین کمال متعجب ہوا اور کہا مین نے کہ سبحان اللہ ایسا امر عجیب و غریب نہ کبھی دیکھا تھا اور نہ کبھی سُنا تھا پس جب آفتاب غروب کرچکا اور رات ہوئی اور تاریکی پھیلی تو دیکھا مین نے کہ خود بخود اُس صحرا مین بہت سے شمع و چراغ روشن ہوگئے اور وہ میدان مرد و عورت سے مملو ہوگیا وَإِذَا بُكَاءٌ وَنَحِيبٌ وَلَطْمٌ فَقَصَدْتُ تِلْكَ الْأَصْوَاتَ فَإِذَا هِيَ تَحْتَ الْأَرْضِ اور اُسوقت ہر طرف سے آواز رونے اور پیٹنے اور نوحہ و ماتم کی بلند ہوئی اور بعد تامل کے معلوم ہوا کہ وہ آواز نیچے سے زمین کے آتی ہے فَفَهِمْتُ صَوْتًا نَاعٍ

مِنْهُمْ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاسَيِّدَاهُ پس مین نے چاہا کہ سنون مین وہ سب کیا کہکر روتے ہین اور کیا بین کرتے ہین پس مین ایک رونے اور بین کرنے والے کی آواز کو اُنمین سے سمجھا کہ وہ یہ کہکر روتا ہی اور کہتا ہی واحسیناہ واسیداہ واسظلوماہ افسوس آپ تشنہ لب شہید ہوئے فَاقْشَعَرَّ جِلْدِيْ وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِيْ مِنْهُ فَقَرُبْتُ بِاَحَدٍ مِنْهُمْ وَاَقْسَمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهٗ يَا هٰذَا بِاللّٰهِ عَلَيْكَ مَنْ اَنْتُمْ وَمَا يُبْكِيْكُمْ پس سنتے ہی اُس صدائے دردناک کے رونگٹے میرے بدن کے کھڑے ہوگئے اور تمام بدن میرا اُس آواز خوفناک سے کانپنے لگا اور واسطے دریافت اس امر عجیب کے قریب ایک کے اُنمین سے گیا اور اُس سے کہا مین نے کہ ای شخص قسم ہی تجھے خدا کی مجھے آگاہ کرو کہ تم سب کون ہو اور سبب تمھارے رونے اور پیٹنے کا کیا ہی فَقَالَتْ لِيْ يَا هٰذَا نَحْنُ نِسَاءُ بَنِي الْجَانِّ نَبْكِيْ بِاَمْرِ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ عَلَى الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ فَقُلْتُ مَا اسْمُهٗ قَالَتْ هُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ اُسنے مجھے جواب دیا کہ ای شخص ہم سب عورات جنات ہین اور بحکم خدا ہر شب از شام تا صبح کام ہمارا رونا ہی اُس مظلوم اور مقتول پر کہ جس بکین پر کوئی رونے والا نہین ہی اور ہر شب نوحہ و بکا کرتے ہین اُس شہید راہ خدا پر کہ جسے شدت تشنگی مین مثل گوسفند قربانی اُمت جفا کار نے ذبح کیا ہی یہ سنکر پوچھا مین نے کہ وہ ایسا مظلوم و بیکس کون ہی اور نام اُسکا کیا ہی اُسنے کہا کہ وہ سید غریب و مظلوم امام حسین

فرزند رسول الثقلین ہے فَقُلْتُ لَهَا اَیْنَ جَسَدُهُ الشَّرِیْفُ قَالَتْ هُوَ الَّذِیْ یَبْکِیْ عِنْدَهُ الْاَسَدُ پس مین نے اُس سے کہا کہ مجھے آگاہ کرو لاش اطہر امام حسینؑ مظلوم کربلا کی اِن لاشون مین کونسی ہے اُسنے کہا کہ لاش اُن حضرت کی وہ ہے کہ جسکے قریب وہ شیر بیٹھا رو رہا ہے اور اُسکا معمول یہ ہے کہ ہر شب قتلگاہ مین آکر شام سے صبح تک اِس لاش پر نوحہ وزاری کرتا ہے فَبَکَیْتُ وَلَطَمْتُ وَجْهِیْ وَرَجَعْتُ بَاکِیًا اِلٰی مَنْزِلِیْ پس یہ سنکر مین بشدت رویا اور بیکسی پر امام حسین علیہ السلام کی منھ اپنا پیٹا اور روتا ہوا اپنے گھر کیطرف واپس آیا واقعی مومنین مصیبت مظلوم کربلا کی وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ جن وانس پر کیا موقوف ہے جانوران صحرا اس غم مین روئے جیسا کہ سنا آپنے بلکہ ماہیان دریا روئین اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا جوش وخروش مین آئے اور آفتاب وماہتاب روئے اور خانۂ کعبہ اور چاہ زمزم اور منبر معظم رویا اِس غم مین کیونکہ وہ بعد شہادت سید الشہداؑ کے بے رونق ہو گئے تھے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی ویکم

رَوٰی صَاحِبُ رَوْضَةِ الْعُلَمَاءِ الْمَعْرُوْفُ بِالزَّنْدَوْسِیْ اَنَّهُ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَظْلَمَتِ الْاٰفَاقُ وَالْاَرْجَاءُ وَاَغْبَرَّتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَا اَکَلَتْ وَمَا شَرِبَتْ نَاقَتُهُ الْعَضْبَاءُ صاحب روضۃ العلماء معروف بزندوسی نے کہ علمائے اہل سنت سے ہے

روایت کی ہی کہ حبیب جناب رسالت مآبؐ نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی اور تمام عالم از مشرق تا مغرب اس مصیبتِ عظمٰی مین تیرہ و تاریک ہوگیا اور آسمان اس ماتم و غم مین غبار آلودہ ہوا اُسیوقت سے ناقہ نے اُن حضرت کے کہ نام اُسکا عضبا تھا دانہ اور چارا کھانا ترک کیا بلکہ پانی تک بھی نہ پیا اذ خرجت فاطمۃ فِی اللَّیلِ وَہِیَ بَاکِیَۃٌ فَقَالَتِ النَّاقَۃُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰہِ مَا سَاغَ لِیْ عَلَفٌ مُنْذُ تُوُفِّیَ اَبُوْكِ وَقَدْ حَضَرَ اَجَلِیْ پس کسی نے جناب سیدہ فاطمۂ زہرا علیہا السلام کو اُس حالت گریہ و بکا مین کہ مفارقت اپنے پدر بزرگوار مین شبانہ روز رو یا کرتی تھین خبر دی کہ ای سیدۂ عالم کئی روز سے ناقہ عضبا نے غم و الم مین جناب رسالت مآبؐ کے نہ دانہ کھایا ہی اور نہ پانی پیا ہی یہ سنتے ہی وہ معصومہ بوقت شب اُس ناقہ کے پاس تشریف لائین اور اُسکے سامنے دانہ اور چارا رکھا اور بہت چاہا کہ کچھ اُسمین سے وہ کھائے لیکن اُس ناقہ نے کسی شئے کیطرف رغبت نہ کی اور بقدرت خدا گویا ہوکر بزبان فصیح جناب سیدہؑ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ای دختر رسول خدا جب سے کہ آپکے پدر عالی مقدار نے دنیا سے رحلت فرمائی ہی اُسیوقت سے تمام عالم میری نظر و نمین تیرہ و تاریک ہوگیا ہی اور میرے حلق سے آب و دانہ نہین اُترتا ہی پس امیدوار ہون کہ آپ مجھے اس امر مین معاف فرمائین اور اب اجل میری قریب آپہونچی ہی وَاَنَا ذَاہِبَۃٌ

اِلَی اَبِیْکِ فَصْلٌ مِّنْ اَمْرٍ اَوْ رِسَالَۃٍ فَبَکَتْ فَاطِمَۃُ وَاعْتَنَقَتْ بِرَاسِہَا
وَوَضَعَتِ النَّاقَۃُ وَجْہَہَا فِیْ حِجْرِہَا وَبَکَتْ حَتّٰی تَغَیَّرَتْ حَالُہَا
اور ای خاتون مخترات قریب ہی کہ میں خدمت میں جناب سید النبیین کے
حاضر ہوں اگر کوئی پیام آپکو اپنے پدر بزرگوار کو دینا ہو تو مجھسے ارشاد
ہو کہ میں اسے آپکی طرف سے حضرت کی خدمت میں عرض کروں پس
سنتے ہی اس کلام حسرت کے اس معصومہ نے ہاتھ اپنے اسکی گردن میں
ڈالدیئے اور اسنے منھ اپنا اس مخدومہ کی آغوش مبارک میں رکھدیا
اسطرف وہ مخدومہ کونین روتی تھیں اور اسطرف وہ ناقہ رسول
الثقلین روتا تھا یہانتک کہ حال اس ناقہ کا متغیر ہوا حضرات
تصور کیجیے کہ اور بھی کسی ستم رسیدہ نے کسی حیوان کی گردن میں ہاتھ
ڈالدیئے ہیں آہ وہ جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ ہیں جب ذوالجناح
جناب امام حسین کا روز عاشورا خون آلودہ زین جھکا ہوا خالی سواری سے
در خیمہ پر آیا اور اہل بیت اطہار کو شہادت فرزند رسول مختار سے
مطلع کیا اسوقت اس مظلومہ نے ہاتھ اسکی گردن میں ڈالدیئے اور
رو کر فرمایا کہ ای ذوالجناح میرے برادر مظلوم امام حسین کو کہاں
چھوڑ آیا ہے فَاسْتَنَارَتْ فَاطِمَۃُ بِنَحْرِہَا فَکَرِہَتْ وَلَمْ تَرْضَ بِذٰلِکَ
حَتّٰی مَاتَتِ النَّاقَۃُ فَبَکَتْ وَعَمَدَتْ اِلٰی کَرَابِیْسِہَا وَجَعَلَتْہَا
فِیْ حُفَیْرَۃٍ وَسَوَّتْ عَلَیْہِ التُّرَابَ الغرض جب وہ ناقہ باوفا
قریب بمرگ پہونچا اسوقت لوگوں نے جناب سیدہ کی خدمت میں

عرض کی کہ اے سیدۂ کونین اگر آپ اجازت دین تو ہم اس ناقہ کو
نحر کرین یہ سنکر اس مخدومہ نے فرمایا کہ مجھے گوارا نہین ہے کہ جس ناقہ کو
پدر بزرگوار میرے دوست رکھین اور مین اُسکے نحر کرنے پر راضی
ہون پس جب وہ ناقہ بہشتی طرف جنت کے رحلت کر گیا اُسوقت جناب
معصومہ نے اُس ناقہ کو ایک پارچۂ سفید مین لپٹوایا اور ایک گڑھا بجائے
قبر کھدواکر اُسمین اُسے دفن کرا دیا چنانچہ ایک روایت مین وارد
ہوا ہے کہ جناب سیدہ بروز قیامت اسی ناقہ پر سوار ہونگی آہ یہ مقام
حسرت ہے کہ جناب فاطمہ زہرا بخیال اسکے کہ جناب رسول خدا
اُس ناقہ کو دوست رکھتے تھے نحر کرنے پر اُسکے راضی نہوئین بلکہ بر عایت
محبت جناب رسول خدا بعد مرنے اُس ناقہ کے اُس حیوان بیزبان کو
کفن دیکر دفن کیا اور اُسکے مرنے سے کمال مغموم و محزون ہوئین اور
بشدت روئین پس حضرات وائے ہو اُس قوم بیحیا پر کہ جسنے پارۂ جگر
رسول خدا اور نور چشم فاطمہ زہرا کو جو سردار جوانان اہل بہشت تھے
اور جناب رسول خدا کو کیسی الفت و محبت اُس دلبند کی تھی ہائے
افسوس اعدائے مہمان بلا کر صحرائے کربلا مین تشنہ لب تلوار و نیزہ اور
تیر سے ذبح و نحر کیا اور افسوس صد افسوس کہ اُس مظلوم کو بعد قتل کے
پامال سم اسپان کیے ڈالتے تھے اور لاش مطہر کو اُس جناب کی
ریگستان گرم پر آلودہ بخاک و خون چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی متوجہ
طرف دفن اُس مظلوم کے سوائے الجنازۃ وما یکے علیہ احد

اِلَّا الْوُحُوْشُ فِی الْفَلَا وَالطُّیُوْرُ فِی الْھَوَا بَلْ کَھِیَ تَظِلُّ عَلَیْہِ بِاَجْنِحَتِھَا
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کوئی ایسا نہ تھا کہ لاش پر اُس مظلوم کی روتا کیونکہ اُن حضرت کے اہل بیت تو قید ہوکر روانۂ کوفہ ہوئے تھے پس مصیبت پر سلیمان کربلا کی جانوران وحشی اُس صحرا کے اور جن ویری نوحہ و بکا کرتے تھے اور بآواز بلند روتے تھے بلکہ جانوران پرند اُس تن بےسر پر اُس دھوپ میں اپنے پرونکا سایہ کرتے تھے اور بنابر روایت بعض کتب مقاتل کے اپنے پرونکو آب فرات سے تر کرکے وہ پانی لاش اطہر پر ٹپکاتے تھے اور روتے تھے وَفِی الْمَقْتَلِ وَغَیْرِہٖ فَلَمَّا مَضَتْ ھٰکَذَا عَلٰی جَسَدِ الْاِمَامِ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ خَرَجَ قَوْمٌ مِّنْ بَنِیْ اَسَدٍ مِّنْ نَیْنَوٰی وَمَعَھُمْ نِسَاءُھُمْ بَاکِیَاتٍ حَاسِرَاتٍ نَاعِیَاتٍ قَائِلَاتٍ چنانچہ مقتل ابومخنف اور محرق القلوب میں منقول ہی کہ جب تین شبانہ روز اسیطرح لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کی صحرائے کربلا میں بےغسل وکفن اور بےدفن پڑی رہی اور ایک قوم بنی اسد کی اہل غاضریہ و نینوے سے اس خبر سے مطلع ہوئی سب زن و مرد اُس قوم کے کمال محزون و مغموم ہوئے لیکن بسبب خوف ابن زیاد کے کسی کو جرأت دفن وکفن جناب سید الشہدا کی نہوئی اور سب مردوں کو تامل ہوا مگر عورات اُنکی کہ معرفت بحق رکھتیں یہ حال اپنے مردونکا دیکھکر بہت روئیں اور کہا وائے ہو تم پر آج تم لوگ خوف سے اپنے جان و مال کے بیزار رہنا لاش فرزند فاطمہ زہرا کا

بیدفن گوارا ہوا کل بروز قیامت ہم خاتون محشر کو کیا منھ دکھلائینگے
اور اگر عرب تمسے سوال کرینگے کہ تمنے فرزند رسول خدا کی نصرت
و مدد نہ کی باوجودیکہ وہ جناب تمھاری سرزمین پر وارد تھے
تو تم انکو کیا جواب دوگے پس اب اٹھو اور لاشہاے شہدا کو دفن
کرو اور اس ننگ و عار کو دفع کرو راوی کہتا ہی کہ جب یہ کلام
عورات کا مردان بنی اسد نے سنا سب آمادۂ دفن لاشہاے شہدا
ہوے اور آگے آگے وہ سب مرد اور پیچھے انکی عورات سر و پا برہنہ
روتی اور نوحہ کرتی ہوئین روانۂ قتلگاہ ہوئین وھن تنوح ولعلہ
مقول من لسان حال الحسین اور وہ سب عورات یہ نوحہ کرتی تھین
چنانچہ شاعر بزبان حال انکے کہتا ہے

اسفا علی نفس القتیل بلا کفن	اسفا علی سبط الرسول المؤتمن
اسفا علی المقتول فی حر الظماء	اسفا علی الجسد المغسل بالدماء

افسوس ہی حال پر ایسے مظلوم کے کہ جسکی لاش اقدس کئی روز سے
بیدفن وکفن اس صحراے کربلا مین پڑی رہی افسوس ہی بیکسی پر امام
حسین فرزند رسول الثقلین کے کہ جسے کئی روز تک ایک قطرہ پانی کا
اعداے دین نے نہ دیا اور شدت تشنگی مین اسے مثل گوسفند قربانی
ذبح کیا حسرت ہی مصیبت پر نور چشم فاطمہ زہرا کے کہ جسکا غسل خون سے
اسکے ہوا فجمعوا اعضاء المتفرقة وصلوا علیهم وحفروا السید
الانس والجان حفرة حیث قبره الان فوجدوا قبرا

مَحْفُوْرًا مَسْتُوْرًا اِلَى اللَّوْحِ كُتِبَ عَلَيْهِ هٰذَا قَبْرُ الْحُسَيْنِ الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ فَدَفَنُوْهُ فِيْهِ پس جب وہ سب زن و مرد قتلگاہ میں پہونچے اُن سعادتمندوں نے تمام اعضاے متفرقہ کو جمع کیا اور مع لاش اطہر کے اُنپر نماز پڑھی اے مومنین اعضاے متفرقہ کون اعضا ہیں آہ شاید وہ دو ہاتھ ہیں جو کمربند کے لیے جمال لعین نے قطع کیے اور وہ انگشت متورم ہی جو بجدل لعین نے انگشتری کے واسطے قطع کی اگر سر انور تو ساتھ جسم اطہر کے دفن نہوا بلکہ اعدا نے نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرایا غرضکہ بنی اسد نے واسطے جناب سید الشہدا کے قبر کھودی کچھ مٹی محل قبر سے ہٹائی تھی کہ ناگاہ ایک لوح اُنھین نظر پڑی دیکھا کہ اُسپر لکھا ہی کہ یہ قبر تیار کی گئی ہی واسطے امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین کے کہ جو مظلوم پیاسا اِس صحرا مین شہید ہوگا پس جب اُس لوح کو ہٹایا دیکھا کہ قبر مطہر حضرت کی پاکیزہ اور معطر و مصفا تیار ہی یہ دیکھکر اُس قوم بنی اسد نے لاش اقدس کو اُسی قبر مین کہ جس جگہ ایک نشان قبر اطہر کا موجود و آبادہی دفن کیا وَدَفَنُوْا اِبْنَهٗ عَلِيًّا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَحَفَرُوْا لِلْجَمِيْعِ اَهْلِهٖ وَاَنْصَارِهٖ حَوْلَ رِجْلَيْهِ حُفْرَةً عَمِيْقَةً فَدَفَنُوْهُمْ فِيْهَا جَمِيْعًا وَلَيْسَ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ اَثَرٌ ظَاهِرٌ بعد اسکے پائین پا حضرت کے جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر کو دفن کیا اور قریب پائین پا اُن حضرت کے ایک گڑھا عمیق کھود کر سب شہدا اقربا و انصار کو اُس مظلوم کے اُسی گڑھے مین یکجا دفن کیا اور اِسی لیے

نشان کسی شہید کی قبر کا علحدہ گنج شہدا سے ظاہر نہین ہی سواے حبیب ابن
مظاہر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ بسبب ہم قوم ہونے بنی اسد کے اُنکی لاش کو
پہچانتے تھے اسلیے قبر اُنکی علحدہ بنادی اور جناب عباس کو کہ وہ حضرت
نہر علقمہ پر شہید ہوے تھے اُسی جگہ علحدہ سب شہدا سے دفن کیا اور ملا
آقا دربندی علیہ الرحمہ نے بروایتے یون نقل کیا ہی کہ اُسوقت امام زین
العابدین علیہ السلام قیدخانہ کوفہ سے باعجاز طی الارض فرماکے کربلا
تشریف لائے اور لاشہاے شہدا پر نماز پڑھی اور دفن کرکے پھر بسمت
کوفہ تشریف لیگئے پس حضرات لاش اطہر مظلوم کربلا کی تیسرے دن
دفن ہوئی اَمَّا رَاْسُ سَیِّدِ الشُّهَدَاۤءِ فَلَمْ یُدْفَنْ مَعَ جَسَدِهٖ فِیْ
اَرْضِ کَرْبَلَا بَلْ کَانَ مَرْفُوْعًا عَلَی الرِّمَاحِ تَضْحَرُهُ الشَّمْسُ وَتَسْفِیْ
عَلَیْهِ الرِّیَاحُ لیکن سر انور سید الشہدا کا ساتھ جسم اطہر کے دفن نہین ہوا
بلکہ اشقیاے کوفہ و شام نے سر اقدس کو تن اطہر سے جدا کرکے نیزہ بلند پر
رکھکر مدت تک دھوپ اور شبنم اور ہواے تند مین عریان دیار بدیار
پھرایا اور ہوا سے ریش اقدس کو کبھی داہنی جانب اور کبھی بائین جانب
حرکت وجنبش ہوتی تھی وَوَضَعُوْهُ تَارَةً فِی التَّنُّوْرِ وَصَلَبُوْهُ اُخْرٰی
عَلٰی اَبْوَابِ الدُّوْرِ وَعَلَّقُوْهُ تَارَةً عَلٰی غُصُوْنِ الْاَشْجَارِ
وَرَمَوْهُ اُخْرٰی بِالْمَدَرِ وَالْاَحْجَارِ اور کبھی اُس سر پرنور کو نیزہ سے
اُتار کر تنور مین رکھا اور کبھی اُسے دروازہاے بلند پر لٹکایا اور کبھی اُس
سر اطہر کو کہ جو آغوش خاتون محشر مین رہتا تھا شاخہاے درخت پر

معلق کیا اور سر سید جلیل کو کہ جیسے جبرائیل و میکائیل گہوارہ جنبانی کر کے جھولے میں سلاتے تھے سنگ و کلوخ سے مجروح کیا چنانچہ صاحب بحر المصائب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد ثقہ نے ایک راوی سے نقل کیا ہی کہ کہا اُسنے جن ایام میں اشقیائے کوفہ و شام سر اقدس امام حسین عم کا دیارِ شام میں لیگئے تھے اُنھیں ایام میں مجھے اتفاق سفرِ شام کا ہوا پس میں اثنائے سفر میں ایک قریہ پر سے ہو کر گذرا دیکھا میں نے کہ نیچے ایک درخت کے بہت سے اطفال اشقیا کے جمع ہیں اور ہر ایک طفل اُس درخت پر پتھر مارتا ہی جب میں قریب اُس درخت کے گیا دیکھا میں نے کہ بالائے درخت ایک سرِ پُر نور و ضیا مثل آفتاب کے لٹکتا ہی پس یہ دیکھکر میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کسکا سر ہی کہ جو اس مذلت سنگسار ہو رہا ہے قَالَ هٰذَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ قُلْتُ مَنِ الْحُسَيْنُ قَالَ حُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ فَلَطَمْتُ وَجْهِيْ وَبَكَيْتُ بُكَاءً شَدِيْدًا پس اُس شخص نے کہا کہ یہ سر ہی امام حسین عم کا میں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون حسین عم ہی اُسنے کہا کہ یہ وہ حسین ہی کہ ماں جنکی فاطمہ زہرا دختر رسول خدا صلعم ہیں راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر میں نے منھ اپنا پیٹا اور اسقدر رویا کہ مجھے غش آگیا فَاُهْدِيَ بِهٖ اِلٰى اَشَرِّ الْخَلَائِقِ يَزِيْدَ وَطُرِحَ بَيْنَ يَدَيْهِ مُحَقَّرًا ذٰلِكَ الرَّاْسُ الْمَجِيْدُ فَقَرَعَ بِالْمِخْصَرِ اَسْنَانَهٗ وَاَمَرَ بِالسِّجْنِ حَرِيْمَهٗ وَصِبْيَانَهٗ پس بعد ان سب مصائب کے اُس سر انور کو بطریق ہدیہ سامنے یزید لعین کے لیگئے اور بکمال مذلت زیر تخت سامنے

اُسکے رکھا جب اُس شقی نے اُس سر اطہر کو نیچے تخت کے رکھا دیکھا ہائے
افسوس اُسوقت بکمال فرحت و سرور چھڑی سے لب و دندان
انور کھولتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین آپ بہت ہی جلد
پیر و ضعیف ہوگئے اِس مقام پر جناب سلطان العلما علیہ الرحمہ نے
بعض کتب اہل سنت سے عجب فقرہ جگر خراش نقل کیا ہے کہ اُسوقت
بکمال عداوت یزید ملعون سر اطہر سے خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی
چشم نحس مین لگاتا تھا کہ تا آنکھین خنک ہون اور بعد اُسکے اُس نے
اہل بیت اطہار کو زندان مین مقید کیا الا لعنۃ اللہ علے
القوم الظالمین ؕ

مجلس سی و ششم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَبَكَىٰ لِمَا أَصَابَنَا
وَلِمَا أَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ
زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار مین منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ
السلام نے کہ جو مومن سُنتے ہمارے مصائب کو اور روئے اُن جور و ستم پر
جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت رسول مختار کو پہونچے ہین تو حق سبحانہ
تعالیٰ تمام گناہ اُسکے بخشے گا اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہون لہٰذا
حضرات یاد کیجیے اُن مصائب کو کہ جو ہاتھ سے اعدائے دین کے
اہل بیت طاہرین پر گذرے ہین اور گریہ و زاری کیجیے اُن حضرات پر
خصوصاً مظلوم کربلا غریب نینوا پر کہ تا حق سبحانہ تعالے تمام گناہ عفو

چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا شہید ہو چکے اور اشقیائے کوفہ و شام خیمہائے اہل بیت اطہار کے لوٹنے اور جلانے سے فراغ پا چکے تو اُسی روز عمر سعد نے افسران لشکر کو مع سرہائے شہدا روانہ کوفہ کیا اور خود وہ ملعون وقت زوال روز یازدہم محرّم تک کربلا میں مقیم رہا اور اپنے لشکر کے کشتوں کو دفن کیا اور لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کو مع اصحاب و اقربا کے ریگ گرم کربلا پر چھوڑ کر چلا گیا اور کوئی متوجہ طرف دفن اُن شہدا کے نہوا پس جب عمر سعد مع اسیران اہل بیت رسالت کے کوچ کر گیا تو بعد اُسکے بنی اسد جمع ہوئے اور لاشہائے شہدا کو دفن کیا جیسا کہ معصومؑ فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُرٰی سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر کہ جسے رحم کھا کر کچھ اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا پس حضرت خدا نے اُس مقام کو شرف و بزرگی عطا فرمائی رَوٰی اِسْحٰقُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَوْضِعُ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُنْذُ یَوْمٍ دُفِنَ فِیْہِ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ چنانچہ اسحاق بن عمار نے جناب صادق علیہ السلام سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے جائے قبر میرے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی ایک روضہ ہے ریاض جنت سے جس روز سے کہ وہ جناب وہاں دفن ہوئے ہیں وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا بَیْنَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ اِلَی السَّمَآءِ مُخْتَلَفُ الْمَلٰٓئِکَۃِ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ قبر منور

امام حسین علیہ السلام سے آسمان تک آمد و رفت ملائکہ ہی الغرض دفن
ان حضرت مین محدثین و مورخین مین اختلاف ہی کہ کسنے دفن کیا اور
نماز جنازہ پڑھی مگر ہمارے بعض علمانے یون لکھا ہی فی اکسیر العبادات
نقلا عن مدینۃ العلم عن رجالہ عن عبد اللہ الاسدی
انہ قال کان الی جنب العلقمی حی من بنی اسد فمشت
نساء ذلک الحی الی المعرکۃ فرأوا جثث اولاد الرسول
واولاد حسنا بنۃ الزہراء البتول وامیر المومنین فحل
الفحول چنانچہ اکسیر العبادات مین کتاب مدینۃ العلم سے نقل کیا ہی
کہ عبد اللہ اسدی کہتا ہی نہر علقمہ کی جانب ایک جماعت بنی اسد سے
رہتی تھی پس انکی عورتون کا ایک مرتبہ مقتل شہدا کیطرف گذر ہوا تو
ان عورات نے دیکھا کہ جسد ہاے انوار اولاد رسول اور جگر گوشہ ہاے
بتول اور امیر المومنین کے اس خاک گرم صحرا پر پڑے ہین وجثث
اولادہم فی تلک الاصحار وہاتیک القفار تشخب الدماء
من جراحاتہم کانہم قتلوا فی تلک الساعۃ اور جسد ہاے
نورانی انکی اولاد و اقربا کے اس صحرا و بیابان مین اسطور سے
پڑے ہین کہ خون انکے زخمون سے جاری ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی
وہ سب حضرات شہید ہوے ہین فتداخل النساء من ذلک المقام
العجب فابتدرن الی حیہن وقلن لازواجہن ما شاہدن
پس وہ عورتین اس مقام سے گذرین اور یہ مصیبت عظمی دیکھکر انکو نہایت

تعجب ہوا اور اپنے قوم و قبیلہ کیطرف جلد روانہ ہوئین اور جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ
سب اپنے مردون سے بیان کیا ثُمَّ قُلْنَ لَهُمْ بِمَا ذَا تَعْتَذِرُوْنَ
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
اِذَا اَوْرَدُتُمْ عَلَيْهِمْ حَيْثُ اَنَّكُمْ لَمْ تَنْصُرُوْا اَوْلَادَهُ وَلَادَافَعْتُمْ
عَنْهُمْ بِضَرْبَةِ سَيْفٍ وَلَا بِطَعْنَةِ رُمْحٍ وَلَا بِحَذْفَةِ سَهْمٍ
یعنی اسکے اُن عورات نے کہا کہ تم لوگ جناب رسول خدا اور علی مرتضی اور
فاطمہ زہرا علیہم السلام سے فردائے قیامت کو کیا عذر کروگے کہ تمنے انکی
اولاد امجاد کی نصرت و مدد نہ کی اور تمنے انکی طرف سے کفار ستم شعار کو
نہ کوئی تلوار لگائی اور نہ کوئی نیزہ مارا اور نہ کوئی تیر لگایا فَقَالُوْا اِنَّا
اِنَّا نَخَافُ مِنْ بَنِیْ اُمَيَّةَ وَقَدْ لَحِقَتْهُمُ الذِّلَّةُ وَشَمِلَتْهُمُ النَّدَامَةُ
مِنْ حَيْثُ لَا تَنْفَعُهُمْ یہ سنکر مردان بنی اسد نے جواب دیا کہ ہم
بنی امیہ سے خائف و ترسان ہین راوی کہتا ہے کہ اُسوقت حالت
بنی اسد کی یہ تھی کہ نہایت نادم و شرمسار اور مذلت مین گرفتار تھے
اسوجہ سے کہ نصرت و مدد سے اہلبیت رسالت کی محروم رہے تو ایسی
حسرت و ندامت سے کچھ حاصل نہ تھا وَبَقِيْنَ النِّسْوَةُ يَجُلْنَ حَوْلَهُمْ
وَيَقُلْنَ لَهُمْ اِنْ فَاتَتْكُمْ نُصْرَةُ تِلْكَ الْعِصَابَةِ النَّبَوِيَّةِ وَالذَّبُّ
عَنْ هَاتِيْكَ الشِّنْشِنَةِ الْعَلِيَّةِ الْعَلَوِيَّةِ فَقُوْمُوْا الْاٰنَ اِلٰى
اَجْسَادِهِمُ الزَّكِيَّةِ فَوَارُوْهَا اور وہ عورات اسدیہ حیران و پریشان
گرد انکے پھرتی تھین اور کہتی جاتی تھین کہ اگر تم نصرت و مدد سے اہلبیت

عصمت وطہارت اور سلالۂ بیت النبوت ورسالت سے محروم رہے اور حمایت
وحفاظت ان جوانان علویہ بلند مرتبت کی نہ کر سکے پس اب اٹھو اور متوجہ ہو
طرف ان جسد ہائے پاکیزہ کے اور ان بدنہائے طاہرہ کو دفن کرو فَاِنَّ
اللَّعِیْنَ ابْنَ سَعْدٍ قَدْ وَارٰی اَجْسَادَ مَنْ اَرَادَ مُوَارَاتَهٗ مِنْ
قَوْمِهٖ فَبَادِرُوْا اِلٰی مُوَارَاتِ اَجْسَادِ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص وَارْفَعُوْا
عَنْكُمْ بِذٰلِكَ الْعَارَ یعنی تحقیق کہ ابن سعد نے اپنی قوم کے کشتہائے نجس سے
جسکو چاہا دفن کر دیا اور اولاد رسول خدا کو ریگ گرم صحرا پر مذبوح ومقتول
چھوڑ دیا پس اب تم بھی اجساد اولاد رسول کے دفن کرنے مین جلدی کرو اور
اسکو وسیلہ قرار دو اس امر کا کہ تم سے ننگ وعار برطرف ہو شاید مطالب
عورات بنی اسد کا یہ ہو کہ یہ ننگ وعار کا امر ہے کہ تمنے اولاد رسول خدا اور
فرزندان بتول عذرا کی حمایت وحفاظت اور نصرت ومدد نہ کی اور اس
سعادت ابدی سے تم محروم رہے پس اب انکے اجساد طاہرہ کو جلد دفن کرو
تاکہ شاید عوض اس امر کا ہو جائے اور یہ ننگ وعار اور مذلت تمسے برطرف ہو
فَمَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِذْ قَالَتِ الْعَرَبُ لَكُمْ اِنَّكُمْ لَمْ تَنْصُرُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّكُمْ
مَعَ قُرْبِهٖ وَحُلُوْلِهٖ بِنَادِیْكُمْ فَقُوْمُوْا وَاغْسِلُوْا بَعْضَ الْعَارِ عَنْكُمْ
کیونکہ جب عرب تمسے سوال کرینگے کہ تمنے فرزند رسول خدا کی نصرت ومدد
نہ کی باوجودیکہ وہ جناب تمہاری طرف تشریف لائے تھے اور تمہاری زمین پر
وارد ہوئے تھے تو تم انکو کیا جواب دوگے پس اٹھو اور ننگ وعار اور
اس مذلت کو دفع کرو قَالُوْا نَفْعَلُ ذٰلِكَ فَاَتَوْا اِلَى الْمَعْرَكَةِ وَصَارَتْ

هَمَّهُمْ أَوَّلًا أَنْ يُوَارُوا جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ الْبَاقِينَ
پس مردان بنی اسد ان لاشہائے بےسر کے دفن کرنے پر آمادہ و مستعد ہوئے
اور کہا کہ اب ہم جاتے ہیں تاکہ ان شہدا کو دفن کردیں یہ کہکر وہ سب دیندار
مقتل میں آئے اور قصد انکا یہ ہوا کہ پہلے جسد اطہر امام حسین علیہ السلام کو دفن کریں
بعد اسکے اور شہدا کو دفن کرینگے فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ الْجُثَثَ فِي الْمَعْرَكَةِ
فَلَمْ يَعْرِفُوا جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْنِ تِلْكَ الْجُثَثِ لِأَنَّهَا
بِلَا رُؤُوسٍ وَقَدْ غَيَّرَتْهَا الشُّمُوسُ پس بنی اسد ان جسد ہائے طاہرہ کو
دیکھنے لگے اور تلاش کرتے تھے کہ ان اجساد میں جسد اطہر امام حسین علیہ السلام کا
کون ہے آہ مومنین بنی اسد نے جسد اطہر سلطان کربلا کو نہ پہچانا اور کیونکر پہچانتے
کہ وہ اجساد طاہرہ بے سروں کے خاک و خون میں غلطان ریگ گرم صحرا پر
پڑے تھے اور بسبب تمازت آفتاب کے متغیر ہوگئے تھے اور اعدا نے لباس تک
اتار لیا تھا اب کونسی علامت ظاہری تھی کہ وہ پہچان لیتے فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ
وَإِذَا بِفَارِسٍ أَقْبَلَ إِلَيْهِمْ حَتَّى إِذَا قَارَبَهُمْ قَالَ أَنَّى بِكُمْ فَقَالُوا إِنَّا أَتَيْنَا
لِنُوَارِيَ جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجُثَثَ وُلْدِهِ وَأَنْصَارِهِ
وَلَمْ نَعْرِفْ جُثَّةَ الْحُسَيْنِ ع پس اسی حالت میں تھے یکایک ایک سوار
سامنے انکے جانب کوفہ سے کہ کربلا کی جانب قبلہ واقع ہے نمودار ہو کر بنی اسد
طرف متوجہ ہوا یہانتک کہ انکے قریب آپہونچا اور پوچھا کہ تم یہاں کسلیے آئے
ان دینداروں نے جواب دیا کہ ہم لاش اقدس امام حسین فرزند رسول الثقلین
اور ان حضرت کے اولاد و انصار کے دفن کرنے کے لیے آئے ہیں مگر ابھی تک

لاش اطہر حضرت کی ہمکو نہین ملی فلما سمع ذلک حن وان وجعل ینادی
وا ابتاہ وا اباعبد اللہ لیتک حاضرا وترانی اسیرا ذلیلا کبن جب
یہ کلام بنی اسد کا اُس سوار نے سنا تو آہ پُر درد کھینچی اور پکار کر کہنے لگے کہ اے پدر
مظلوم اے اباعبد اللہ کاش آپ وہان موجود ہوتے اور مجھ بیمار کو اسیر ومقید
اور باین ذلت دیکھتے ثم قال لھم انا ارشدکم الی فنزل عن جوادہ
وجعل یتخطی القتلی فوقع نظرہ علی جسد الحسین علیہ السلام
فاحتضنہ وھو یبکی ویقول بعد اسکے اُس سوار نے بنی اسد سے کہا کہ مین تمکو
اپنے پدر بزرگوار کی لاش اطہر بتادونگا پس وہ بیمار اپنے مرکب سے اُترکے لاشہاے
شہدا کو تلاش کرنے لگے کہ یکایک نظر آپکی لاش اقدس امام حسین علیہ السلام پر
پڑی پس اُس لاش اطہر کو اپنی آغوش مین لیا اور زار زار روتے جاتے تھے
اور کہتے تھے یا ابتاہ بقتلک قرت عیون الشامتین یا ابتاہ بقتلک
فرحت بنو امیۃ یا ابتاہ بعدک طال حزننا یا ابتاہ بعدک طال
کربنا اے پدر بزرگوار آپکے قتل ہونے سے آنکھین دشمنون کی ٹھنڈی ہوئین
اے پدر نامدار آپکے قتل ہونے سے بنی امیہ خوش ومسرور ہوے اے پدر مظلوم
بعد آپکے حزن وغم ہمارا طولانی ہوا اے بابا بعد آپکے کرب ورنج ہمارا بہت
دراز ہوا اور ہم مدت العمر آپکی مصیبتون کو یاد کرکے رویا کرینگے ثم قال
انہ مشی قریبا من محل جثتہ فاھال یسیرا من التراب فبان قبر
محفور ولحد مشقوق فنزل جثتہ الشریفۃ وواراھا فی ذلک
المرقد الشریف کما ھو الان راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے بیمار کربلا جس جگہ

لاش سید الشہدا کی تھی اُس مقام سے چند قدم آگے چلے اور کچھ مٹی وہان کی ہٹائی اور ایک قبر کھُدی ہوئی اور ایک لحد تیار نکلی پس اُس بیمار نے جسد اطہر امام حسین علیہ السلام کو اُسمین اُتارا اور اُس مرقد شریف مین اپنے ہاتھ سے دفن کر دیا جہان کہ ابتک موجود و آبادہی اور اس مقام پر ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ لکھتے ہین فَاِنَّ الْاِمَامَ لَا یَلِیْ اَمْرَهٗ اِلَّا الْاِمَامُ بتحقیق کہ امام نہین متولی ہوتا ہی اُسکی نماز جنازہ اور دفن کا بجز امام کے یعنے امام و حجت خدا کو بدون امام کے نماز جنازہ نہین پڑھ سکتا ہی اور نہ دفن کرسکتا ہی قَالَ ثُمَّ اَنَّهٗ جَعَلَ یَقُوْلُ هٰذَا فُلَانٌ وَهٰذَا فُلَانٌ وَالْاَسَدِیُّوْنَ یُوَارُوْهُمُ الْغَرَضُ راوی کہتا ہی کہ بعد اُسکے بیمار کربلا فرماتے تھے کہ یہ فلان دیندار ہی اور یہ فلان وفادار ہی اور یہ سُنکر بنی اسد اُن لاشہاے شہدا کو دفن کرتے جاتے تھے فَلَمَّا فَرَغَ مَشٰی اِلٰی جُثَّةِ الْعَبَّاسِ بْنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ع فَانْحَنٰی عَلَیْهَا وَجَعَلَ یَنْتَحِبُ وَیَقُوْلُ یَا عَمَّاهُ لَیْتَكَ تَنْظُرُ حَالَ الْحَرَمِ وَالْبَنَاتِ وَهُنَّ تُنَادِیْنَ وَاعَطْشَاهُ وَاغُرْبَتَاهُ پس جب اُن لاشہاے شہدا کے دفن سے فارغ ہو چکے تو لاش اقدس حضرت عباس فرزند امیر المومنین کیطرف متوجہ ہوے اور اُسپر جھُک گئے اور آہ پُر درد کھینچکر نالہ و فریاد فرماتے تھے کہ اے چچا جان کاش آپ حال اہل حرم اور دختران ستم رسیدہ کا دیکھ لیتے کہ وہ کسطرح سے صداے واعطشاہ و اغربتاہ بلند کرتی تھین ثُمَّ اَمَرَ بِحَفْرِ لَحْدِهٖ وَوَارَاهُ هُنَاكَ ثُمَّ عَطَفَ عَلٰی جُثَثِ الْاَنْصَارِ وَحَفَرَ حُفَیْرَةً وَاحِدَةً وَوَارَاهُمْ فِیْهَا اِلَّا حَبِیْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ حَیْثُ اَبٰی بَعْضُ

بنی عمہ ذالک فدفنہ ناحیۃ عن الشہداء بعد اسکے ارشاد کیا کہ
حضرت عباس کے لیے قبر کھودیں جب قبر تیار ہوئی تو اُسی قبر میں لاش اطہر
پارہ پارہ اُن حضرت کی کنارہ نہر پر دفن کردی پھر جسد ہائے شہدا کیطرف متوجہ
ہوئے اور ایک گڑھا کھودا اور سب شہدائے اعوان و انصار اور اقربا کو
اُن حضرت کے اُسمیں دفن کردیا سوائے حبیب بن مظاہر علیہ الرحمہ کے
کہ اُنکے بعض بنی اعمام راضی نہ ہوئے اسوجہ سے اُنکو علیحدہ شہدا سے دفن کیا
فلما فرغ الاسدیون من مواراتہم قال لہم ہلموا لنواری جثۃ
الحر الریاحی جب بنی اسد شہدا کو دفن کرچکے تو اُس سوار نے کہا چلو تاکہ
لاش حر ریاحی کو بھی دفن کردیں قال فمشی وہم خلفہ حتی وقف
علیہ فقال اما انت فقد قبل اللہ توبتک و زاد فی سعادتک
ببذلک نفسک امام ابن رسول اللہ راوی کہتا ہے کہ پس وہ سوار
آگے آگے ہوا اور بنی اسد پیچھے پیچھے اُنکے جاتے تھے یہانتک کہ لاش پر حر کی پہونچے
پس اُس سوار نے وہ لاش دیکھکر فرمایا کہ اے حر توبہ تیری درگاہ باری میں
مقبول ہوئی چونکہ تمنے جان اپنی فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام پر
نثار کی اسوجہ سے سعادت تمہاری زیادہ ہوئی فاراد الاسدیون
حملہ الی محل الشہداء فقال لا بل فی مکانہ واروہ قال فلما فرغ
من مواراتہ رکب ذلک الفارس جوادہ کہ پس بنی اسد نے چاہا کہ
حر کو بھی مقام دفن شہدا میں لیجاکر دفن کریں لیکن اُس سوار نے منع کیا اور
فرمایا کہ حر کو یہیں دفن کرو راوی کہتا ہے کہ جب حر کو بھی دفن کرچکے تو وہ

سوار اپنے گھوڑے پر سوار ہوا فتعلق بہ الاسدیون فقالوا لہ بحق من واریتہ بیدک من انت فقال انا حجۃ اللہ علیکم انا علی بن الحسین المظلوم الشہید جئت لاواری جثۃ ابی ومن معہ من اخوتی واعمامی واولاد عمومتی وانصارھم الذین بذلوا مھجھم دونہ والان انا راجع الی سجن ابن زیاد پس اسوقت بنی اسد اس سوار کے دامن سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ آپکو قسم ہے اس مظلوم کی کہ جسکو آپنے اپنے ہاتھ سے دفن کیا آپ کون ہیں اور نام آپکا کیا ہے یہ سنکر اس سوار نے فرمایا کہ میں حجت خدا ہوں تمپر میں علی فرزند امام حسین مظلوم اور شہید کا ہوں میں اپنے پدر مقتول و مذبوح کے اور جو لوگ کہ ہمراہ اُن حضرت کے تھے برادران ذیشان اور اعمام اور بنی عمات اور اعوان و انصار سے اُنکے کہ جنھوں نے روز عاشورا جان اپنی فرزند رسول خدا پر فدا و نثار کی اِن سب شہدائے راہ خدا کے دفن کرنے کے لیے آیا تھا اور اب کوفہ قیدخانہ ابن زیاد کیطرف واپس جاتا ہوں واما انتم فھنیئا لکم لاتجزعوا اذ تضاموا فینا فودعھم وانصرف عنھم واما الاسدیون فانھم رجعوا مع نسائھم الی حیھم لیکن تمکو گوارا ہو محبت ہماری بیقراری نہ کرنا حیب ہماری محبت میں تمپر ظلم و ستم ہو پس یہ فرماکر امام زین العابدین علیہ السلام نے اُنکو رخصت و وداع کرکے باعجاز طرف کوفہ کے مراجعت فرمائی اور مرد و عورات بنی اسد روتے ہوئے اپنے قوم و قبیلہ کیطرف واپس آئے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ہفتم

یا معشر المومنین اعلموا ان للمیت لا بد من ستة اشیاء الغسل والقطن والکافور والاکفان والنعش والقبر آگاہ ہو اے گروہ مومنین و دوستداران حضرات ائمہ طاہرین واسطے میت کے چھ چیزیں ضرور ہیں غسل اور پنبہ اور کافور اور پارچہائے کفن اور جنازہ اور قبر ولکن تیلیسر لمولانا الحسین علیہ السلام شیء من ہذہ الاشیاء کما فی الزیارة المفجعة لیکن افسوس ہے کہ کوئی چیز ان میں سے ہمارے آقا مظلوم کربلا غریب نینوا امام حسین علیہ السلام کو میسر نہ ہوئی جیسا کہ ان فقرات زیارت مفجعہ سے ظاہر ہے السلام علیک یا من دمہ غسلہ و شیبتہ قطنة والتراب کافورہ ونسج الریاح اکفانہ والقناة الخطی نعشہ وفی قلوب من والاہ قبرہ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اسکے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی اور بعوض پارچہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو اڑ اڑ کے اس جناب کی لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دلہائے مومنین کے قبر اس شہید راہ خدا کی ہوئی حضرات یہی وجہ ہے کہ جب ذکر اس مظلوم ہوتا ہے تو دل مومنین کا بیتاب ہوتا ہے اور مقام غور ہے دستور عالم ہے کہ جب کوئی مسلمان انتقال کرتا ہے تو اسکے عزیز و اقربا یا احباب غسل و کفن دیتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھ کے دفن کرتے ہیں اور اگر وہ مسلم غریب الوطن اور مسافر ہے

کہ کوئی اُسکے نام و نشان سے بھی واقف نہین ہی تو اہل شہر یا قریہ وہان کے لوگ غسل و کفن دیتے ہین اور نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے ہین چنانچہ مشاہد مشرقہ حجاز و عراق مین منادی ندا کرتا ہی مَاتَ الْغَرِیْبُ الصَّلٰوۃ مسافر نے انتقال کیا ہی اُسکی نماز جنازہ پڑھو آہ آہ اب کیا حاجت بیان ہی کہ اشقیاے امت نے فرزند رسول کو ذبح و نحر کیا بعد اُسکے کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ اور دفن کے نہوا نہ کسی نے ندا دی کہ ایک مسافر نے انتقال کیا ہی اُسکی نماز جنازہ پڑھو چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوْحِ مِنَ الْقَفَا سلام ہو اُس سید جلیل پر جو پس گردن سے ذبح کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُرٰی سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا اور سلام ہو اُس مظلوم و بیکس پر کہ جسکے حال پر رحم کھا کر زمینداران قریہ و دیہات نے دفن کیا حضرات لاش اقدس مظلوم کربلا کی بعد شہادت اُن حضرت کے تیسرے دن دفن ہوئی خدا جزاے خیر دے اُس جماعت بنی اسد اہل غاضریہ و نینوا کو جنھون نے لاشہاے شہدا کو دفن کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر سر انور کے کہ بدن اطہر کے ساتھ دفن نہوا بلکہ اشقیاے کوفہ و شام نے نیزۂ بلند پر رکھکر شہر بشہر پھرایا اور کبھی شاخہاے درخت پر لٹکایا اور کبھی تنور مین رکھا اور کبھی صندوق مین بند کیا اور کبھی دروازہاے بلند پر نصب کیا اور کبھی طشت طلا مین رکھکر سامنے ابن زیاد اور یزید کے بطور ہدیہ لیگئے فِی بَحْرِ الْمَصَائِبِ ثُمَّ اخْتَلَفَتِ الْاَخْبَارُ فِیْ رَأْسِہٖ بَعْدَ مَا جَرٰی عَلَیْہِ مِنْ اَیْدِی الْکُفَّارِ فَقِیْلَ اِنَّہٗ دُفِنَ فِیْ دِمَشْقَ بَعْدَ مُرُوْرِ الدُّھُوْرِ

حین صار عظماً یسطع منه النور چنانچہ بحر المصائب مین منقول ہی کہ پس
رکھنا اُس سر انور کا نوک نیزہ پر اور آنا اُسکا کربلا سے تا کوفہ اور کوفہ سے
تا شام سامنے یزید کے باتفاق محدثین و مورخین کے ثابت ہی لیکن بعد اسکے امر
دفن مین اُس سر اطہر کے روایات مختلفہ وارد ہوئی ہین چنانچہ عوالم اور بحار
وغیرہ مین منقول ہی کہ بعد ایک مدت بعید کے وہ سر انور ایک استخوان سفید ہی
رہگیا تھا اور نور اُس سے ساطع تھا پس وہ سر اطہر شہر دمشق مین دفن کیا گیا
ثم نبش من تلک الترب وجاء به بعض موالیه الی ارض کربلا و قیل
انه دفن فی دمشق فی مقابر المسلمین و قیل دفن فی دار الامارة
من دمشق من غیر ذکر موضع منها علی التعیین اور بعد اسکے ایک
شخص نے دوستداران اہل بیت رسالت سے اس سر اقدس کو دمشق سے
کھود کر کربلا مین لاکر دفن کیا اور بعض لکھتے ہین کہ وہ سر انور دمشق مین مقابر
مسلمین مین دفن ہوا اور یہ بھی وارد ہوا ہی کہ وہ سر اطہر دار الامارۂ دمشق مین
دفن ہوا لیکن تعیین جگہ اور مکان کی نہین ہی و قیل انه دفن فی مصر تسمیه
بمشهد الکریم و هو مزین بالذهب و یزوره الناس فی الموسم بالاکرام
و التعظیم اور بعضون نے لکھا ہی کہ سر اقدس حضرت کا شہر مصر مین دفن ہوا
اور نام اُس جگہ کا مشہد کریم ہی اور ایام ماتم و غم ماہ محرم مین تمام مرد و زن
واسطے زیارت اُس مشہد کے جمع ہوتے ہین اور انواع و اقسام کی زینت سے
وہ مشہد آراستہ اور تمام مطلا ہی و عن الصادق علیه السلام ان رجلا من
شیعته سرقه و دفنه فی النجف عند راس ابیه امیر المؤمنین ع

وَلِذَا اسْتُحِبَّتْ زِیَارَتُہٗ عِنْدَ رَاسِ اَبِیْہِ اور جناب صادق علیہ السلام سے یون منقول ہی کہ ایک شخص شیعہ نے اُس سر اقدس کو دمشق سے مخفی کر کے نجف اشرف مین لیجا کر بالین سر اطہر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دفن کیا ہی اسلیے بالین سر اُن حضرت کے پڑھنا زیارت امام حسین علیہ السلام کا مستحب ہی وَعَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ جَمْہُوْرٍ اَنَّ رَاسَہٗ کَانَ مُدَّۃً فِیْ خِزَانَۃِ یَزِیْدَ لَعَنَہُ اللّٰہُ فِیْ جُوْفَۃٍ حَمْرَآءَ وَھُوَ مَخْضُوْبٌ بِالْحِنَاءِ فَبَعْدَ السِّنِیْنَ وَالْاَعْوَامِ لَفَّہُ الْخَازِنُ فِیْ ثَوْبٍ وَدَفَنَہٗ بِدِمَشْقَ عِنْدَ بَابِ الْفَرَادِیْسِ اور منصور بن جمہور سے یون منقول ہی کہ وہ سر اقدس مخضّب بحنا ڈبیہ سرخ مین بکمال حفاظت مدت تک خزانہ یزید مین رکھا رہا پس بعد کئی سال کے خزانہ دار یزید نے اُس سر انور کو ایک پارچہ سفید مین لپیٹ کر دمشق مین قریب باب الفرادیس کے دفن کیا وَقِیْلَ اِنَّ یَزِیْدَ لَعَنَہُ اللّٰہُ اَرْسَلَہٗ اِلٰی اٰلِ عُثْمَانَ فَسَرُّوْا بِہٖ فَدَفَنُوْہُ فِیْ دَارٍ مِنْ دُوْرِھِمْ اور بعضے لکھتے ہین کہ یزید ملعون نے اُس سر اقدس کو بطریق ہدیہ اولاد عثمان کے پاس بھجوایا پس وہ سب اُس سر پر نور کو دیکھکر نہایت ہی خوش و مسرور ہوے اور ایک گھر مین اپنے گھرونسے اُسے دفن کیا وَقِیْلَ اِنَّہٗ رُدَّ مَعَ اَھْلِبَیْتِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَالزُّوَّارِ وَدُفِنَ عِنْدَ اُمِّہٖ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ وَقِیْلَ اِنَّہٗ دُفِنَ بِالْمَدِیْنَۃِ بِمَسْجِدِ الرِّقَّۃِ اور بعض نے یون لکھا ہی کہ سر اقدس اُس امام ابرار کا ہمراہ اہلبیت اطہار کے دمشق سے مدینۂ منورہ مین پہونچا اور وہان قریب اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا کے دفن ہوا اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ مدینہ

مسجد رقہ میں مدفون ہوا وفی التہذیب انہ بعد مدۃ مدیدۃ
وازمنۃ بعیدۃ لما نہبت خزانۃ یزید بدمشق وجد رجل
فیہا سفطا فظن انہ فیہ شیء ثمین اور تہذیب الاحکام میں یوں
منقول ہے کہ بعد مدت دراز کے جب خزانہ یزید لعین کا دمشق میں لٹا تو اُس
لوٹ میں ایک شخص نے ایک دست بقچہ پایا کہ اُسمیں سربستہ پٹاری تھی پس
اُس شخص نے گمان کیا کہ اُسمیں کوئی بیش بہا اور قیمتی چیز ہے جس سے وہ نہایت
ہی مسرور ہوا فذہب بہ وفتحہ فی الطریق فوجد فیہ راسا ملفوفا
بالحریر مکتوبا علیہ ہذا راس الحسین بن محمد رسول الثقلین
فحفر حفیرۃ بجفن سیفہ فی الطریق ودفنہ فیہ اور اُس
پٹاری کو لیکر بکمال سرور خزانہ سے باہر نکلا اور بخیال جواہرات کے راہ میں
اسکو کھولا دیکھا کہ اندر اُسکے ایک سر اطہر پارچہ ریشمی سے لپٹا ہوا رکھا ہے اور
اُسپر یہ لکھا ہے کہ یہ سر اقدس ہے امام حسین فرزند رسول الثقلین کا پس اُس
شخص نے اُس جگہ نوک تلوار سے ایک گڑھا کھودا اور وہاں اُس سر اطہر کو
دفن کر دیا حضرات افسوس ہزار افسوس کیا مصیبت گذری ہے
سر انور پر ہمارے آقا مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام کے کہ جسکی حد و انتہا
نہیں ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ہشتم

فی کتاب الروضۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ انا مدینۃ
العلم وعلی بابہا فمن اراد المدینۃ فلیات من الباب کتاب روضۃ

منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ مین شہر علم ہون اور
علی بن ابیطالبؑ دروازہ اسکا ہی پس جو شخص ارادہ اُس شہر علم کا کرے تو اُسے
چاہیے کہ دروازہ سے آوے وَفِیهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلْفَ بَابٍ مِّنَ الْعِلْمِ فَفُتِحَ لِیْ
مِنْ کُلِّ بَابٍ اَلْفُ بَابٍ اور اُسی کتاب مین ابن عباس سے منقول ہی
کہ کہا اُسنے فرمایا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے ہزار باب علم سے ایسے تعلیم فرمائے کہ ہر
باب سے ہزار باب علم کے میرے لیے مفتوح ہوے وَرَوَی الْعَاصِمِیُّ فِیْ
زَیْنِ الْفَتٰی عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیًّا اَلْفَ کَلِمَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ مِنْ
کُلِّ کَلِمَةٍ اَلْفُ کَلِمَةٍ اور ابو محمد عاصمی نے زین الفتیٰ مین روایت کی ہی کہ جناب
رسول خداؐ نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کو تعلیم فرمائے ہزار کلمے
کہ ہر کلمے سے اُنکے واسطے ہزار کلمے اور منکشف ہوے وَفِی الْاَمَالِیْ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ خَمْسًا وَاَعْطٰی
عَلِیًّا خَمْسًا اَعْطَانِیْ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَاَعْطٰی عَلِیًّا جَوَامِعَ الْعِلْمِ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا
وَجَعَلَهٗ وَصِیًّا وَاَعْطَانِیَ الْکَوْثَرَ وَاَعْطَاهُ السَّلْسَبِیْلَ وَاَعْطَانِیَ
الْوَحْیَ وَاَعْطَاهُ الْاِلْهَامَ وَاَسْرٰی بِیْ اِلَیْهِ وَفَتَحَ لِعَلِیٍّ اَبْوَابَ
السَّمٰوٰتِ وَالْحُجُبَ حَتّٰی نَظَرَ اِلَیَّ وَنَظَرْتُ اِلَیْهِ اور امالی مین
عبداللہ بن عباس سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ سنا مین نے جناب رسالتمآب
سے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھکو پانچ چیزین دین

عطا کین اور علی بن ابیطالبؑ کو بھی عوض مین اُسکے پانچ چیزین عطا کین مجھکو جوامع کلم عطا کیا اور علیؑ کو جوامع علم اور گردانا مجھکو نبی اور علیؑ کو وصی میرا اور مجھکو کوثر عطا کیا اور علیؑ کو سلسبیل اور مجھے وحی عطا کی اور علیؑ کو الہام اور مجھے آسمانون کی سیر کرائی اور معراج سے سرفراز کیا اور علیؑ کے واسطے دروازہاے آسمان کھول دیے اور حجاب اُسکے اُٹھا دیے یہانتک کہ علیؑ نے مجھے دیکھا اور مین نے علیؑ کو دیکھا اور باہم کلام کیا وَعَنِ النَّبِيِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا عَلِيُّ اُعْطِيْتَ ثَلٰثًا لَوْ اُعْطِيْهَا مِثْلَهٗ اُعْطِيْتَ صِهْرًا مِثْلِيْ وَاُعْطِيْتَ مِثْلَ زَوْجَتِكَ وَاُعْطِيْتَ مِثْلَ وَلَدَيْكَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور جناب رسول خدا سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے کہ یا علیؑ تمکو حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسی تین چیزین عطا فرمائین کہ مثل اُنکے مجھکو عطا نہین کین تمکو داماد سید المرسلین خاتم النبیین گردانا اور مثل فاطمہ زہرا دختر رسول خدا اُنکے زوجہ عطا کی اور مثل دو سردار جوانان اہل جنت میرے نور عین حسنینؑ کے فرزند عطا کیے حضرات سنا نے شمہ فضائل و مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام کا مگر افسوس ہزار افسوس ایسے عالم علوم ربانی اور برگزیدہ باری کو حالت نماز مین ابن ملجم لعین نے اُنیسوین ۱۹ ماہ رمضان کو تلوار زہر آلودہ سر اقدس پر ماری جسکے صدمہ سے اکیسوین تاریخ ماہ رمضان کو رحلت فرمائی اور بعد انتقال کے بھی روح اقدس کو اُن حضرت کی غم مین اُنکے فرزندون کے اعدا نے بیچین کر دیا آہ مومنین ازبسکہ وہ تلوار زہر آلودہ تھی لیس میراث اُس

تلوار کی حسنین علیہما السلام کے حصہ میں آئی کہ اشقیائے اُمت نے ایک شاہزادہ کو
زہر سے شہید کیا اور جنازہ پر تیر لگائے اور دوسرے شاہزادہ کو پیاسا ذبح کیا اور
سرِ انور کو بدنِ اطہر سے جدا کرکے نیزہ پر بلند کیا اور اسباب لوٹ لیا اور
خیموں میں آگ لگائی اور اُنکے اہل بیت کو اسیر و مقید کیا حضرات مقام
تصور ہے کہ اگر ابن ملجم ملعون جناب امیر المومنینؑ کو قتل نہ کرتا تو معاویہ کی
یہ مجال کب تھی کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دلواتا اور مروان لعین کو
یہ قدرت کب تھی کہ باغوائے عائشہ جنازہ پر اُن حضرت کے تیرباران کرتا
آہ مومنین اگر حیدر صفدر شہید نہوتے تو شمر لعین کی یہ مجال کہاں تھی کہ
گلوئے خشک امام حسین علیہ السلام کو خنجر آبدار سے ذبح کرتا اور اشقیائے
کوفہ و شام کو یہ قدرت کہاں تھی کہ امام زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر
میں اسیر کرتے اور جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کی مقنعہ و چادریں چھین لیتے
اور سکینہؑ خاتون کے گوشوارے اُتار لیتے چنانچہ ان مصیبتوں کو مولانا
سید محمد مہدی صاحب لکھتے ہیں ؎

حُسَیْنٌ عَلٰی وَجْهِ التُّرَابِ مُعَفَّرٌ	وَاَوْلَادُهٗ صَرْعٰی اَخُوْهُ مُقَتَّلُ

آہ آہ امام حسین فرزند رسول الثقلین زمین گرم کربلا پر خاک آلودہ تھے
اور سب اقربا اور اولاد اور بھائی اُن حضرت کے مقتول اور کشتہ پڑے تھے
اور خاک صحرا انپر اُڑکے گرتی تھی ہائے افسوس اُن شہدا کا کوئی دفن
کرنے والا نہ تھا ؎

فَمَا فَوْقَهُمْ ظِلٌّ سِوَی الشَّمْسِ بِالْفَلَا	وَمَا دِثْرُهُمْ اِلَّا الْكَدِيْدُ الْمُرَمَّلُ

ہائے کیا بیکسی ہی کہ اُن شہدائے راہ خدا پر اُس بیابان و صحرا میں کوئی سایہ سوائے دھوپ کے نہ تھا اور اُن شہدا کا سوائے زمین سخت کے کہ جو شگافتہ سم اسپان سے تھی کچھ فرش نہ تھا افسوس وہ جسد ہائے انور سنگریزہ ہائے گرم پر پڑے تھے ؎

لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تُرْبٌ وَقَسْطَلٌ		وَاٰلُ زِیَادٍ فِی الْخِیَامِ وَفِی الْخِبَا

افسوس کیا انقلاب ہی کہ اولاد زیاد تو خیموں اور سایہ میں آسایش سے ہوں اور اولاد رسول خدا کے واسطے خاک صحرا اور غبار ہوں ؎

اَفَاطِمُ قَدْ شُدَّتْ وَاَبْنَاءُكِ عَنْوَةً		وَمَا لِلسَّبَایَا الْحَاسِرَاتِ مُعَوَّلُ

اَے فاطمہ زہرا تحقیق کہ اعدانے آپکی بیٹیوں کو بظلم و ستم اسیر و مقید کیا اور اُن اسیران سر برہنہ کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا افسوس اعدانے مقنعہ و چادریں چھین لی چنانچہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں یُسَاقُوْھُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمَسْبِیَّاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ اور اُن ستم رسیدوں کو مثل کنیزوں کے اسیر و مقید کرکے اعدا زمین ناہموار و صحرا میں لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْھَھُنَّ حَرُّ الْھَاجِرَاتِ آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْھِنَّ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ ہائے افسوس ہاتھ اُن بیگناہوں کے گردنوں سے مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِھِنَّ بِھَا ذِہِ الْمَذَلَّةِ فِی الْاَسْوَاقِ آہ اعدائے دین اُن بیکسوں کو با این ذلت بازاروں میں پھراتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس سی و نہم

فی المجدی وات ان یھودیاً اتی الی علی بن ابیطالب علیہ السلام فقال
لہ یا علی علمنی ای عدد لہ نصف وثلث وربع وخمس وسدس
وسبع وثمن وتسع وعشر من غیر کسر جدوات میں میر باقر علیہ الرحمہ نے
نقل کیا ہے کہ ایک یہودی خدمت بابرکت جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام میں حاضر ہوا اُسوقت کوفہ میں حضرت وعظ فرماتے تھے پس
سوال کیا کہ یا علی آپ مجھے بتائیے کہ وہ کون عدد ہے کہ کسور عشرہ پر تقسیم کرنے
بلاکسر پورا تقسیم ہوجاوے فقال علی علیہ السلام ان اعلمتک تسلم
قال نعم قال علیہ السلام اضرب ایام جمعتک فی شہرک وما حصل
اضربہ فی ایام سنتک یکن المطلوب ففعل ووجد ما طلب
اسئلہ الیہودی پس یہ سنکر جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے
فرمایا کہ اگر میں تجھے بتادوں تو تو اسلام لائیگا اُس یہودی نے عرض کیا ہاں
میں اسلام لاؤنگا پس جب وہ یہودی اقرار مسلمان ہونے کا کرچکا اُسوقت
حضرت نے فرمایا کہ ایام ہفتہ یعنے سات کو ایام ماہ یعنے تیس میں ضرب کر
اور حاصل ضرب کو ایام سال یعنے تین سو ساٹھ میں ضرب دے کہ مطلب
حاصل ہوگا اور خلاصۃ الحساب میں شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے
یوں نقل کیا ہے کہ حضرت نے یہ فرمایا اضرب ایام اسبوعک فی
سنتک ایام ہفتہ کو ایام سال میں ضرب دے بہرحال اُس یہودی نے
ضرب دیا اور کسور عشرہ پر تقسیم کیا تو سب عدد صحیح بلاکسر نکلے اور شکل اسکی

حل ہو گئی بعد اُسکے وہ یہودی مسلمان ہوا حضرات سنا آپنے کہ عدارت علم
اُن حضرت کی دیکھکر یہودی مسلمان ہوا مگر واے ہو اُن اشقیا پر کہ جو دعوا ے
اسلام کرتے تھے ہاے افسوس اُن بےرحمون نے اُس رکن دین کو حالت نماز میں
شہید کیا اور بعد شہادت کے اُنکی روح اقدس کو غم مین فرزندون کے بیچین کر دیا
آہ ایک صاحبزادہ کو زہر دیا اور دوسرے صاحبزادہ کو کس ظلم و ستم سے قتل کیا
اور بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اعدا ہجوم کرکے بے محابا خیمگاہ میں
در آئے کوئی اسباب لوٹتا تھا اور کوئی خیمون مین آگ لگاتا تھا اور کوئی
بیمار تین دن کے تشنہ لب کے قتل کرنے پر آمادہ تھا رَوَی الْمُفِیدُ رَحِمَہُ
اللہُ قَالَ حَمِیدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَانْتَھَیْنَا اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ
وَھُوَ مُنْبَسِطٌ عَلٰی فِرَاشٍ شَدِیْدِ الْمَرَضِ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
روایت کی ہے کہ حمید بن مسلم نے کہا کہ جب ہم لوگ لوٹتے ہوئے امام زین العابدین
علیہ السلام تک پہونچے تو وہ مظلوم اُسوقت شدت مرض سے بستر بیماری پر
لیٹے تھے وَمَعَ شِمْرٍ جَمَاعَۃٌ مِنَ الرَّجَّالَۃِ فَقَالُوْا لَہٗ اَلَا نَقْتُلُ ھٰذَا الْعَلِیْلَ
فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللہِ اَنَقْتُلُ الصِّبْیَانَ اِنَّمَا ھٰذَا صَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لِمَا بِہٖ فَلَمْ
اَزَلْ حَتّٰی دَفَعْتُھُمْ اور اُسوقت شمر لعین کے ہمراہ ایک جماعت پیادون کی تھی
پس اُن اشقیا نے شمر سے کہا کہ آگاہ ہو ہم اس مریض کو بھی قتل کرتے ہین
حمید کہتا ہے کہ یہ سنکر مین نے کہا سبحان اللہ کیا اب ہم ایسے لڑکون کو بھی قتل
کرین یعنی یتیم تو ابھی لڑکا ہے اور ایسا بیمار ہے کہ وہی بیماری اُسکی ہلاکت کو
کافی ہے تم لوگ کیون اس مریض کے درپے آزار ہون بس مین برابر

ان اشقیا کو اُس مظلوم کے پاس سے ہٹا تا جاتا تھا الغرض بعد لوٹ اور
غارت خیام کے اعدا نے اہل بیت رسالت کو اسیر کیا اور مقتل شہدا پر سے چلے
اور وہان کچھ لوگ ایک نشان پشتِ اقدس مظلوم کربلا پر دیکھکر متحیر تھے
رَوٰی شُعَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُزَاعِیُّ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا وُجِدَ فِیْ ظَھْرِہٖ اَثَرٌ فَسُئِلَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْھِمَا السَّلَامُ عَنْ ذٰلِکَ الْاَثَرِ الَّذِیْ فِیْ ظَھْرِہٖ مَا ھٰذَا الَّذِیْ تَرَاہُ
فِیْ ظَھْرِ اَبِیْکَ چنانچہ شعیب بن عبدالرحمن خزاعی نے روایت کی ہے کہ جب
امام حسین علیہ السلام روز عاشورا صحراے کربلا مین شہید ہوے چونکہ شمر لعین نے
سر انور اُن حضرت کا حالت سجدہ مین جدا کیا تھا اسوجہ سے سینۂ اقدس زیر پر تھا
اور اعدا لباس تک لوٹ لے گئے تھے صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جسکے کمر بند
کے لیے جمال لعین نے دست اقدس قطع کیے تو اسوقت لوگون نے پشت اقدس
پر حضرت کی ایک نشان دیکھا یہ دیکھکر وہ متحیر تھے کہ ایسا نشان حمالون کی
پشت پر ہوتا ہے اور حضرت تو سلطان مکہ و مدینہ تھے سبب اِس نشان کا
کیا ہے پس جب اہل بیت رسالت اسیر ہوکر مقتل شہدا پر پہونچے تو لوگون نے
امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپکے پدر بزرگوار کی پشت اقدس کی
نشان کیسا ہے فَبَکٰی طَوِیْلًا وَقَالَ ھٰذَا اَثَرٌ مِمَّا کَانَ یَحْمِلُ قُوْتًا عَلٰی ظَھْرِہٖ
اِلٰی مَنَازِلِ الْفُقَرَآءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ پس یہ سنکر
بیمار کربلا دیر تک بشدت روئے اور فرمایا کہ یہ نشان وہ ہے کہ پدر مظلوم
میرے ہر قسم کا کھانا اپنی پشت اقدس پر اُٹھاتے تھے اور فقرا و مساکین کے

گھروں پر پہنچاتے تھے اور بیوہ زنوں اور یتیموں کو دیتے تھے وانه کان
یحمل طعاما فی جراب ویحمله العبد ودهو طول لیلة وکانت
صدقته سرا ولا جهرا الان صدقة السر تطفی غضب الرب اور
تحقیق کہ پدر بزرگوار میرے ہمیشہ کھانا رات کو درباک فقرا و مساکین کے
گھروں پر تقسیم کرتے پھرتے تھے اور رات کو مخفی خیرات کرتے تھے اور ظاہر
لوگوں کو نہ دیتے تھے اسلیے کہ پوشیدہ خیرات کرنا آتش غضب الٰہی کو
بجھا دیتا ہے اور جد بزرگوار میرے جناب امیر المومنین علیہ السلام بھی صدقہ
مخفی دیتے تھے اسیطرح پدر مظلوم میرے اپنے پدر بزرگوار کے طریقہ پر عمل کرتے
تھے پس حضرات سنا آپنے حال ایتام پروری امام حسین علیہ السلام کا آہ
افسوس بعد شہادت اُن حضرت کے انکے ایتام کو بعوض خبرگیری اور
تسلی و تشفی اور ماتم پرسی کے اشقیاے کوفہ و شام نے کیا کیا ظلم و ستم کیے اور
کسطرح انکو اسیر کرکے لیجاتے تھے فی اکسیر العبادات ثم ارکبوا الامام
علی بعیر اعجف فلم یتمالک الرکوب من شدة الضعف چنانچہ
اکسیر العبادات میں ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ جب اعدا
اہل بیت رسالت کو اسیر کر چکے تو امام زین العابدین علیہ السلام کو ایک
شتر لاغر پر سوار کیا اور وہ یتیم و مظلوم بسبب شدت ضعف و ناتوانی کے
ناقہ پر سنبھل نہ سکتے تھے فاخبروا بذلک عمر بن سعد فقال شدوا
رجلیه من تحت الناقة ففعلوا ذلک وساروا بهم علی تلک
الحالة الی الکوفة پس اعدا نے عمر سعد کو اس امر کی اطلاع کی افسوس

ہزار افسوس اُس شقی نے حکم دیا کہ دونوں پائے اقدس اس بیمار کے زیر شکم ناقہ کے مستحکم باندھ دو پس اسیطرح اُن اشقیا نے باندھا اور اسی حال سے طرف کوفہ کے لیچلے آہ آہ جب گذر اہل بیت کا مقتل شہدا پر ہوا تو اُسوقت گویا قیامت بپا ہوئی اور سب بیبیاں زار زار روتی تھین اور جناب سکینہ کا عجب حال تھا دوی ابو مخنف تُو اَنَّ سُکَینَۃَ اَعتَنَقَت جَسَدَ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ فَاجتَمَعَت عِدَّۃٌ مِّنَ الاَعرَابِ حَتّٰی جَرُّوھَا عَنہُ چنانچہ ابو مخنف نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ جب جناب سکینہ نے لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تو بیتاب ہو کر لاش بیسر سے لپٹ گئیں اور زار زار رونے لگین تب چند اعراب سنگدل جمع ہوے کہ سرکردہ انکا شمر لعین تھا اور اُسکے ہاتھ مین تازیانہ تھا آہ آہ اب کس زبان سے بیان کروں کہ اُن بیرحموں نے کس ظلم و ستم سے اُس یتیمہ کو کھینچکر لاش پدر سے جدا کیا

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس چہلم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقُولُوا لِمَن یُّقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ بَل اَحیَاءٌ وَّلٰکِن لَّا تَشعُرُونَ ۝ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے نہ کہو تم اُنکے تئین جو قتل کیے جاتے ہین راہ خدا مین کہ مُردہ ہین بلکہ وہ زندہ ہین لیکن تم نہین جانتے ہو وَفِی رَوضَۃِ المُتَّقِینَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ اَلمُؤمِنُ اِذَا مَاتَ وَتَرَکَ وَرَقَۃً وَاحِدَۃً عَلَیہَا عِلمٌ اور روضۃ المتقین شرح من لا یحضرہ مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اگر کوئی مومن مرجائے اور ایک ورق ایسا کہ جس پر علم دین
لکھا ہو چھوڑ جائے تَکُوْنُ تِلْکَ الْوَرَقَۃُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سِتْرًا فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ
النَّارِ تو ہوگا یہ ورق بروز قیامت پردہ درمیان اُس مومن اور آتش جہنم کے
وَاَعْطَاہُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی بِکُلِّ حَرْفٍ مَکْتُوْبٍ عَلَیْہَا مَدِیْنَۃً
اَوْسَعَ مِنَ الدُّنْیَا سَبْعَ مَرَّاتٍ اور حق سبحانہ تعالیٰ بعوض ہر حرف کے
جو اُس ورق پر لکھا ہوگا ایک شہر اسقدر وسیع عنایت فرمائیگا کہ تمام دنیا سے
سات مرتبہ کرکے زیادہ اور بڑا ہوگا وَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ مِنْ جِہَۃِ التِّمْثَالِ اَکْفَاءُ	اَبُوْہُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

اور مجالس علویہ میں منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علی بن
ابیطالب علیہ السلام نے کہ سب لوگ صورت میں یکسان ہیں اسواسطے
کہ باپ اُنکا حضرت آدم اور ماں اُنکی حضرت حوا ہیں۔

وَاِنْ یَّکُنْ لَّہُمْ مِّنْ اَصْلِہِمْ شَرَفٌ	یُفَاخِرُوْنَ بِہٖ فَالطِّیْنُ وَالْمَاءُ

اور اگر اُنکی اصل میں کوئی شرف وبزرگی ہوتی تو فخر اُنکو زیبا اور شایان تھا
حالانکہ اصل اُنکی آب وخاک ہے جو آخر کو خاک ہونے والا ہے۔

ای برادر چو عاقبت خاک است	خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی
فَاِنْ اَتَیْتَ بِفَخْرٍ مِّنْ ذَوِیْ نَسَبٍ	فَاِنَّ نِسْبَتَنَا جُوْدٌ وَّعَلْیَاءُ

اور اگر تو ذکر کرے صاحبان نسب کا ازراہ فخر کے تو ہمارا نسب تو جود
وکرم ہی ہے یعنی سب سے زیادہ ہم اہل بیت رسالت کو فضائل میں بوجہ
جود وکرم کے فخر ہے۔

عَلَی الْهُدٰی لِمَنِ اسْتَهْدٰی اَدِلَّاءُ		وَمَا الْفَخْرُ اِلَّا لِاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ

اور کوئی مقام فخر کسیکو نہیں ہے مگر واسطے اہل علم کے البتہ جائے فخر ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ جو انسے طالب ہدایت کرے طرف راہِ راست کے تو وہ ہدایت کرتے ہیں ۵

فَالنَّاسُ مَوْتٰی وَاَهْلُ الْعِلْمِ اَحْيَاءُ		فَقُمْ بِعِلْمٍ وَلَا تَبْغِ بِهٖ بَدَلًا

پس تحصیل علم میں مصروف رہو اور اسکے عوض میں کسی چیز کو پسند نہ کرو واسطے کہ سب آدمی مردہ ہیں مگر اہل علم ہمیشہ زندہ ہیں پس حضرات مثنا آپنے مرتبہ اہل علم کا اور اہل بیتِ رسالت کا تو افضل و اشرف ہونا از روے علم اور نسب اور جود و کرم کے قرآن و احادیث سے ثابت ہے پس ائمہ ہدا سے علیہم السلام کے لیے بدرجہ اولی حیات جاویدہے علاوہ اسکے وہ سب حضرات راہِ خدا میں کوئی تلوار سے کوئی زہر سے شہید ہوے اور شہداے راہ خدا کے لیے بھی حیات جاوید ہے آہ ہوئیں اشقیاے امت نے اُن ہادیانِ دین پر بعوض طلب ہدایت کے انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ ایسا آوارہ وطن کیا کہ ایک جگہ بھی دفن نہوے چنانچہ شاعر کہتا ہے ۵

مِنْ ذِكْرِهِمْ وَمِنَ الصَّلٰوةِ الْمَسْجِدُ		اَسَفًا عَلٰی بَيْتِ الرِّسَالَةِ قَدْ خَلَا
قُتِلُوْا وَبَعْضٌ بِالسُّمُوْمِ اسْتُشْهِدُوْا		اَسَفًا عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ فَاِنَّهُمْ

افسوس ہے کہ خاندان رسالت اور دودمان نبوت ایسا برباد و تباہ ہوا کہ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ و برباد نہوا ہے اور نہو گا وہ گھر جو مہبط جبرائیل اور سجدہ گاہ میکائیل و اسرافیل تھا اور ہر وقت جس گھر سے صدا تکبیر

وتہلیل کی بلند تھی افسوس کہ اُس گھر سے ذکر خدا بالکلیۃ معدوم ومفقود ہوگیا اور وہ مساجد کہ جنسے ہر آن صدائے تلاوت قرآن آتی تھی اب اُن مساجد سے آواز نماز و اذان کی کسی کے کان مین نہین آتی ہی اور زیادہ تر مقام حسرت یہ ہی کہ مالک اُس گھر کے یعنے اولاد رسول خدا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اور ذریت جناب علی مرتضی کہ جو بہترین خلق خدا اور باعث ایجاد ہر دو سرا تھے بعض اُنمین سے مقتول بسیف جفا ہوے اور بعضے اُنمین سموم ستم دغا ہو کر راہی دار البقا اور شہید راہ خدا ہوے ۵

وَقُبُوْرُهُمْ شَتّٰى بِكُلِّ مَحَلَّةٍ	وَبُيُوْتُهُمْ لِلْبُوْمِ فِيْهَا مَرْقَدُ
فَبِاَرْضِ سَامَرَّا وَبَغْدَادٍ ثَوٰى	بَعْضٌ وَبَعْضٌ فِي الْغَرِيِّ مُلْحَدُ

پس بعضے اولاد جناب رسول خدا سے جناب امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام ہین کہ وہ دونون امام بیکس ومظلوم زہر ستم سے شہید ہو کر زمین سامرہ مین دفن ہوے کہ جو مقام ویران تھا اور بعضے اولاد امجاد جناب رسالت مآب سے جناب امام موسی کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام ہین کہ ان دونون ہادیان دین دلبند سید المرسلین کو آوارہ وطن کرکے ایک مدت دراز تک مقید بقید شدید رکھا اور آخر اشقیائے بنی عباسیہ نے زہر دغا سے شہید کیا پس قبرین انکی بغداد مقابر قریش مین بنائی گئین جو اب کاظمین مشہور ہی اور وقت رحلت امام محمد تقی علیہ السلام کے سن شریف صرف پچیس برس کا تھا افسوس اس مدت قلیل مین کیا کیا مصائب اُٹھائے اور بعضے اُن پیشوایان دین سے جناب سید الوصیین۔

امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں کہ ابن ملجم شقی نے ماہ رمضان میں ان حضرت کو مسجد کوفہ میں شمشیر زہر آلودہ سے قتل کیا اور لاش اقدس ان حضرت کی نجف اشرف میں دفن کی گئی ہے

قبر بطوس والبقیع وطیبۃ ۔ وبکربلا ابتص الذین استشہدوا

اور ایک ان ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے مسموم بستم جفا غریب الغربا جناب امام رضا علیہ السلام ہیں کہ ماموں رشید ملعون نے مدینۂ منورہ سے بمکر و دغا شہر طوس میں بلا کر زہر سے شہید کیا اور لاش اطہر انکی طوس میں دفن کی اور چار معصوم انہیں سے یعنے جناب امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام مدینہ طیبہ میں زہر سے شہید ہوئے اور مزار بقیع میں وہ حضرات دفن ہوئے ہائے افسوس ابتک انکی قبروں سے مظلومی ظاہر ہے کیونکہ برائے نام چند قندیلیں قبہ انور میں آویزاں ہیں مگر اکثر شبکو کوئی چراغ بھی روشن نہیں کرتا ہے اور بعضے اولاد رسول الثقلین سے جناب امام حسین علیہ السلام ہیں کہ مصیبت جنکی عظیم ترین مصائب ہے وہ حضرت مع سترہ جوانان علوی و عقیلی و جعفری اور حسنی او رحسینی کے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا روز عاشورا تین دن کے پیاسے مثل گوسفندان قربانی زمین کربلا پر ذبح ہوئے اور لاشہائے مقدسہ انکی بے غسل و کفن بعد کئی روز کے ایک جگہ دفن ہوئیں جو مشہور بگنج شہدا ہے اور کسی کی قبر کا انمیں سے علیحدہ نشان نہیں ہے سوائے جناب امام حسین علیہ السلام اور جناب علی اکبر اور جناب عباس علیہما السلام کے کہ ان حضرات کو بنی اسد نے علیحدہ علیحدہ دفن کیا حضرات کیونکہ

ایک دن مین نیچے اٹھارہ بنی ہاشم گھر سے کہ جس گھر
ویران و برباد ہو وہ گھر کہ سب حضرات ائمہ ہدیٰؑ بعد
خاک کے پنہان ہوگئے مومنین سنا آپنے کیسا لاش انور سے جدا نہ رہا افسوس
شہادت کے دفن ہوے اور سر اقدس کیساتھ جسم اطہر کے دفن ہوا بلکہ اشقیاے کوفہ
ہی سر انور مظلوم کربلا کے کہ وہ ساتھ
و شام نے تن اطہر سے جدا کرکے نیزہ بلند پر رکھا اور دیار بدیار پھرایا اور
کبھی وہ سر انور تنور مین رکھا گیا اور کبھی صندوق مین بند کیا گیا کبھی دروازہ پر
نصب کیا گیا اور کبھی طشت مین رکھکر سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے
رکھا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و یکم

قال اللہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ حق سبحانہ
تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ جس امر کو تم نہین جانتے ہو پس اہل ذکر اور
اہل علم سے سوال کرو اور نادانستہ اپنی طرف سے بیان نہ کرو چنانچہ تفسیر یوسف
بن قحطان نے ابو سفیان ثوری سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہی کہ مین ایک روز
عہد کرامت مہد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ مین عمر کے پاس بیٹھا
تھا ناگاہ کعب بن اشرف اور حی بن اخطب اور مالک بن یوسف کہ یہ
اشخاص رؤساے یہود سے تھے آئے اور اس سے پوچھا کہ قرآن مجید مین
واقع ہی وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ جب ایک جنت
عرض و وسعت مثل عرض و وسعت زمین و آسمان کے ہی تو پھر دوزخ یا
اور جنتین کہان رہینگی پس یہ سنکر اسنے تھوڑی دیر تامل کیا بعد اسکے کہا کہ

بہت جانتا ہوں یہ کلام ہو رہا تھا کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب تشریف لائے پس اُن یہودیوں نے پھر یہ مسئلہ پوچھا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ جب رات ہوتی ہی تو دن کہاں رہتا ہی اور جب دن ہوتا ہی تو رات کے لیے کونسا مقام معین ہی اُن یہودیوں نے عرض کیا کہ دن و رات علم الٰہی میں رہتے ہیں حضرت نے فرمایا اسیطرح جنتین بھی علم الٰہی میں ہینگی بعد اسکے جناب امیر المومنین علیہ السلام خدمت بابرکت جناب رسول خدا میں آئے اور یہ قصہ عرض کیا اسوقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝ اور ہدایت العوام وغیرہ مین منقول ہی کہ ایام حکومت ابوبکر مین راس الجالوت نام ایک شخص مدینہ منورہ مین آیا اور ابوبکر سے پوچھا کہ تو جانشین رسول خدا ہی بتلا کہ اصل اشیا کی کیا ہی اور وہ دو جو کہ ہمیشہ ایک جگہ رہتے ہین اور کبھی آپسمین بات نہین کرتے ہین کون ہین اور وہ پانی کہ زمین و آسمان سے نہ تھا کونسا ہی اور وہ چیز کہ جو بے روح کے سانس لیتی ہی کونسی ہی اور وہ قبر کہ مع صاحب قبر کے سیر کرتی تھی کونسی قبر ہی یہ سنکر ابوبکر حیران ہوا اور عمر سے بلا کر پوچھا اسنے بعد فکر و تامل کے کہا کہ یہ مغالطہ ہی اور قابل جواب کے نہین ہی یہ سنکر راس الجالوت متبسم ہوا پس اسکے تبسم سے وہ دونوں شرمندہ ہوے اتفاقاً اسوقت جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب ع واسطے زیارت مرقد مطہر جناب رسول خدا کے تشریف لائے اور یہ ماجرا سنکر فرمایا کہ اے راس الجالوت آگاہ ہو اصل ہر چیز کی پانی ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالے

فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ہمنے ہر شیٔ زندہ کو پانی سے خلق کیا
اور وہ دو جو کہ ایک جگہ رہتے ہیں اور باہم کلام نہیں کرتے ہیں شب و روز
ہیں اور وہ پانی کہ آسمان و زمین سے نہ تھا وہ عرق گھوڑے کا تھا جو روز
جنگ حضرت سلیمان کو شیشہ میں بھر کے بلقیس نے انکے پاس امتحاناً بھیجا
تاکہ علم اُن حضرت کا دریافت کرے اور وہ چیز کہ بغیر روح کے دم لیتی ہے
وہ صبح ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اور وہ قبر
کہ جسنے مع صاحب قبر کے سیر کی وہ بطن حوت ہے کہ قبر حضرت یونس کی ہو
اور جبتک حکم خدا تھا بحر عظیم میں پھرایا کی یہ سنکر راس الجالوت مسلمان
ہوا اور وہ اصحاب شرمندگی سے نکلے مگر یہ عجیب ہے کہ سائل تو مسلمان ہوا
اور مسئول عنہ اپنی حالت پر باقی رہے اور اسیطرح عہد حکومت عمر میں
دو عورتوں میں نزاع ہوئی ایک عورت کہتی تھی کہ پسر میرا ہے اور دختر
اسکی ہے اور دوسری عورت کہتی تھی کہ لڑکا میرا ہے اور لڑکی اُسکی ہے آخر کار
عمر سے فریاد کی اُسنے بعد تامل کے کہا اَیْنَ مُفَرِّجُ الْکَرْبِ اَیْنَ اَبُوالْحَسَنِ ع
کہاں ہیں برطرف کرنے والے غم اور محنتوں کے کہاں ہیں ابوالحسن علی
بن ابیطالب ع اور اُن عورتوں کو امر بصبر کیا یہانتک کہ حضرت تشریف
فرما ہوے پس عمر نے انکا قصہ عرض کیا یہ سنکر جناب امیر المومنین علیہ السلام
دو شیشیاں منگا کے وزن کیا بعد اسکے حکم فرمایا کہ دونوں عورتیں شیر
اپنا جدا جدا ایک ایک شیشی میں بھریں جب دونوں نے ایسا کیا تو دونوں
شیشیوں کا وزن کیا پس جسکا شیر وزنی تھا فرمایا لڑکا اسکا ہے اور جسکا سبک تھا

اول اُسکے حوالہ کی اور انس بن مالک سے روایت ہی وہ کہتا ہو کہ عہد حکومت
عمر مین ایک فقیر نے اپنے گوسفند کو واسطے عیال کے ذبح کیا اُسکی کھال نکالنے
مین اُسکو دقت ہوئی پس گھر سے باہر نکلا تا کسیکو بلا کر اُسکی کھال نکلوائے
اتفاقاً اُسکو حاجت پیشاب کی ہوئی اور واسطے رفع ضرورت کے ایک
خرابہ مین گیا وہان ایک مقتول پڑا تھا یہ فقیر اُسکو دیکھکر حیران کھڑا تھا
لوگون نے آکر دیکھا کہ یہ کھڑا ہی اور کارد خون آلودہ اُسکے ہاتھ مین ہی اور
ایک شخص مردہ پڑا ہی پس وہ لوگ فقیر کو گرفتار کرکے عمر کے پاس لیگئے
اُسنے اُس بیچارہ کے قتل کا حکم دیا جب لوگ جمع ہوے اور جلاد نے
اُسکے قتل کا ارادہ کیا تو اُسوقت ایک شخص لوگون کو ہٹا کر سامنے آیا اور
کہا کہ اِس بیگناہ کو چھوڑ دو قاتل اُس مردہ کا مین ہون یہ خبر عمر کو پہنچی
اُسنے اِس شخص کے قتل کا حکم دیا جب اُسکو واسطے قتل کے لیگئے تو اُسوقت
ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے آکر منع کیا حاکم نے
کہا سبحان اللہ وہ شخص خود قتل کرنے کا مقر ہی علی بن ابیطالبؑ کس وجہ سے
اُسکو رہائی دیتے ہین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت تشریف فرما ہوے سب
لوگ واسطے تعظیم کے اُٹھے اور سبب منع کا پوچھا حضرت نے فرمایا اگرچہ اِس
شخص نے اُسکو قتل کیا ہی لیکن باعث حیات ایک شخص کا بھی تو ہوا ہی
اور حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی وَمَنْ اَحْیَا نَفْساً فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعاً
جو شخص زندہ کرے ایک نفس کو ایسا ہی کہ اُسنے گویا زندہ کیا تمام لوگون کو
پس اُسکا قتل کرنا لازم نہین ہی یہ سنکر ہر طرف سے آواز تکبیر کی بلند ہوئی

اور عمر نے کہا لولا علی لہلک عمر اگر علی ابن ابیطالب نہوتے تو ہر آئینہ عمر
ہلاک ہوتا چنانچہ ہدایت العوام وغیرہ مین منقول ہی کہ یہ کلمہ اسیطرح ہتر
مرتبہ اُسکی زبان سے جاری ہوا ہی اور ایسا مشہور ہی کہ کتب نحویہ مین بھی
مثالاً فریقین مین مروج ہی اور شرح ابن ابی الحدید وغیرہ مین منقول ہی
کہ عہد حکومت عثمان مین ایک تاجر نے اپنے لڑکے کو واسطے تجارت کے
روانہ کیا اور غلام کو ہمراہ اُسکے کیا اور وہ دونون سن اور صورت اور
رنگ اور قد و قامت مین بقدرت خدا مساوی تھے اور غلام کو حکومت
اسکی خوش نہ آتی تھی اور اُس سے رنجیدہ رہتا تھا ایک روز لباس
اپنے آقازادہ کا پہنکے مسند پر بیٹھا اور اُس سے کہا کہ تو میرا غلام ہی یہ بیچارہ
حیران ہوا اور رجوع حاکم سے کی بس جسکے پاس گیا کسینے فرق درمیان
آقا اور غلام کے نہ کیا آخر کار جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا یہ سنکر حضرت نے قنبر کو حکم فرمایا
کہ دیوار مین دو سوراخ و بیچ کرا اُسنے فوراً سوراخ بنائے اور اُن
دونون کو حکم ہوا کہ اپنی اپنی گردن ایک ایک سوراخ مین سے نکالیں
اُسوقت حضرت نے تلوار قنبر کو دی اور فرمایا کہ غلام کی گردن پر لگا بس
جب قنبر نے تلوار اُٹھائی غلام نے بسبب خوف کے گھبرا کر گردن سوراخ
دیوار سے نکال لی اور وہ لڑکا بدستور کھڑا رہا اُسوقت سب پر ظاہر ہوا
کہ یہ غلام ہی اور وہ آقا حضرت نے غلام کو تادیب فرمائی اور توبہ کرائی
کہ دوبارہ ایسی حرکت اپنے آقازادہ سے نہ کرے اسیطرح عہد حکومت

معاویہ میں اُسکے پاس قیصر روم کیطرف سے ایک شخص چند سوال لیکر آیا اُنمین سے ایک یہ ہی کہ وہ شی جو لاشی ہی کون ہی یہ سُنکر معاویہ عاجز ہوا اور عمرو عاص نے کہ وزیر اُسکا تھا کہا ای معاویہ میرے نزدیک مصلحت یہ ہی کہ ایک راہوار قیمتی لشکر علی ابن ابیطالبؑ مین بھیجدے اور جو کوئی قیمت اُسکی پوچھے تو کہین کہ قیمت اِسکی شی لاشی ہی شاید یہ خبر اُن حضرت کو پہونچے اور کچھ اُسکے جواب مین فرماوین اور یہ مسئلہ حل ہوجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اِسکی خبر پہونچی تو اُس گھوڑے کو منگوایا اور اُسکے بایع سے فرمایا کہ اِسکی قیمت کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ شی لاشی ہی یہ سُنکر حضرت نے قنبر کو حکم دیا کہ اِس مرکب کو لیلے اور وقت شب جا اِس شخص کو صحرا مین لیجاکر سراب کہ آب نما ہی دکھا دے اور کہدینا کہ شی لاشی یہ ہی لیلو اگر تجھسے دلیل اسکی پوچھے تو کہنا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سورۂ نور مین فرمایا ہی وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا جو لوگ کہ کافر ہوئے ہین اعمال اُنکے مانند سراب صحرا کے ہین پیاسا اُسکو پانی سمجھتا ہی جب اُسکے پاس جاتا ہی تو نہین پاتا ہی اُسکو کوئی چیز پس یہ دیکھکر اور سنکر وہ فرستادہ معاویہ واپس چلا گیا اور اُس سے بیان کیا اور معاویہ نے یہی جواب قاصد روم کو دیا اور اسیطرح عبداللہ بن طاوس نے اپنے باپ سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ مین عہد خلافت جناب امیر المومنین علیہ السلام مین کوفہ مین حاضر مجلس اُن حضرت کے تھا کہ ایک جوان واسطے استغاثہ کے آیا

اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا باپ ایک جماعت کے ہمراہ مال فراواں
لیکر سفر کو گیا تھا وہ لوگ واپس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ تیرا مر گیا اور
کچھ اُسکے پاس نہ تھا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ صبر کر انشاء اللہ آج میں حکم
مشابہ حکم داؤد پیغمبر کے کرونگا پس اُن لوگوں کو جو ساتھ اُسکے گئے تھے
طلب فرمایا اور اُنکو متفرق کر کے علیحدہ علیحدہ لیجا کر حال بیماری اور مقام
فوت اُس شخص کا پوچھا اور ہر ایک کا بیان و اظہار تحریر لکھتا جاتا تھا
پس دو شخص کا بیان موافق نہ پڑا اُسوقت ایک شخص کو تخویف کی اور
ڈرایا پس اُسنے اقرار کیا کہ میں نے اُس شخص کو قتل کیا ہے اور سب معترف
ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مال مقتول کا حاضر کرو پس جب مال حاضر کیا
تو وہ اُس جوان کو دیا اور اُسنے برضا و رغبت خود اُس قاتل کو خون باپ کا
عفو کیا لیکن حضرت نے اُس جماعت کو عقوبت بلیغ کی بعد اُسکے بیان حکم
داؤد پیغمبر کا فرمایا کہ ایک روز داؤد علیہ السلام نے اثنائے راہ چند
لڑکوں کو دیکھا کہ کھیل میں مشغول ہیں اور ایک لڑکے کو مات الدین کہکے
پکارتے ہیں یعنے دین مردہ ہے کوئی پرسان نہیں ہے یہ سنکر داؤد پیغمبر نے
پوچھا کہ یہ نام تیرا کسنے رکھا ہے اُسنے عرض کیا کہ میری ماں نے پس داؤد
علیہ السلام اُس لڑکے کو ہمراہ لیکر اُسکی ماں کے پاس تشریف لیگئے اور
سبب اِس نام کا پوچھا اُس ضعیفہ نے عرض کیا کہ اس لڑکے کا باپ ہمراہ
ایک جماعت کے سفر کو گیا تھا جب وہ لوگ واپس آئے تو مجھ سے کہا
کہ وہ مر گیا میں نے پوچھا کہ کچھ مال چھوڑا ہے اور کچھ وصیت کی ہے پس

انھون نے جواب دیا کہ ہان تو کچھ نہ تھا مگر یہ وصیت کی ہی کہ زوجہ اُس شخص کی حاملہ ہو اُس سے کہدینا کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اُسکا نام مَاتَ الدِّیْنُ رکھے پس یہ بچہ اُسکے باپ کی وصیت پر عمل کر کے یہ نام رکھا ہی یہ سنکر داؤد علیہ السلام نے اُس جماعت کو طلب کیا اور متفرق کر کے علٰحدہ علٰحدہ ہر ایک سے اسیطرح دریافت کیا ظاہر ہوا کہ باپ اُس لڑکے کا قتل کیا گیا ہی اُسوقت مال اُس مقتول کا اُنسے لیکر اُس لڑکے کو دیا اور اُسکی مان سے فرمایا کہ اب اس لڑکے کا نام عَاشَ الدِّیْنُ رکھنا کیونکہ تب دین مردہ تھا اب تو زندہ ہوا یہ بیان جناب امیر علیہ السلام سے سنکر حاضرین مجلس نے صلوات بھیجی محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اور ان حضرت کو دعا دی پس مومنین آپ بھی صلوات پڑھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنے خدا وندا رحمت و درود اور تحیت و ثنا بھیج حضرت محمد و آل محمد پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدہ اور بارہ امام ہین ۵

گفتہ پیغمبر باصحاب از خواص و از عوام ‖ شہر علمم من امیر المومنین او را در ست

اب کچھ فضائل عید الشجاع کے سنیے چنانچہ زاد المعاد مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث طولانی اِس عید کی فضیلت مین لکھی ہی منجملہ اُسکے چند فقرات کا ترجمہ یہ ہی کہ احمد بن اسحاق قمی کہ خاص اصحاب جناب امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام مین تھے اور جناب صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت بابرکت مین بھی پہونچے تھے پس وہ کہتے ہین کہ ایک روز مین ساتھ ایک جماعت کے اپنے برادران مومنین سے خدمت باسعادت مین اپنے آقا اور مولا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی سر من رائے مین گیا

دیکھا میں نے کہ حضرت اُس روز اعمال عید میں مشغول ہیں پس میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ کیا آج اہل بیت رسالت کی کوئی نئی خوشی ہوئی ہے حضرت نے فرمایا کہ حرمت اِسکی نزدیک اہل بیت کے عظیم تر ہے تحقیق کہ خبر دی ہے مجھکو میرے پدر بزرگوار نے کہ حذیفہ بن یمان نویں تاریخ ربیع الاول کو میرے جد امجد جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہا اُسنے کہ دیکھا میں نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب اور حسنین علیہم السلام کو کہ اُن حضرت کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے اور حضرت اُنکا منھ دیکھکر مسکراتے تھے اور حسنین علیہما السلام سے فرماتے تھے کہ کھاؤ گوارا ہو تمکو برکت اور سعادت اس روز کی بتحقیق یہ وہ روز ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اور تمھارے جد کے دشمن کو ہلاک کریگا اور اس روز تمھاری والدہ کی دعا مستجاب کریگا اور یہ وہ روز ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اعمال تمھارے شیعوں اور محبوں کے قبول کرتا ہے اور یہ وہ روز ہے کہ راستی قول خدا کی ظاہر ہوتی ہے کہ فرماتا ہے فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا یعنے یہ وہ گھر ہیں کہ بسبب اُنکے ستموں کے خالی ہوئے ہیں اور یہ وہ دن ہے کہ شوکت دشمن کی اور اُسکے یاری کنندوں کی شکستہ ہوتی ہے کہ جو تمھارے جد اور تمسے دشمنی رکھتے ہیں اور یہ وہ دن ہے کہ فرعون میرے اہل بیت کا اور ستم کنندہ اور غاصب حق اُنکا ہلاک ہوگا اور یہ وہ دن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ عمل تمھارے اعدا کا باطل کرتا ہے حذیفہ کہتے ہیں یہ سنکر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپکی امت میں کوئی ہوگا کہ ہتک اِن حرمتوں کی کریگا حضرت نے فرمایا کہ اے حذیفہ ایک بت پرست منافقین میں سے اُنپر سرگروہ ہوگا اور اُنمیں

دعوے ریاست کا کریگا اور لوگون کو طرف اپنے دعوت کریگا اور تازیانہ ظلم و ستم کا اپنے شانہ پر لیگا اور آدمیون کو راہ خدا سے منع کریگا اور قرآن کی تحریف اور میری سنت کو تغیر کریگا اور میرے فرزندون کی میراث کا تصرف کنندہ ہوگا اور اپنے تئین پیشوا آدمیون کا کہیگا اور میرے وصی علی بن ابیطالبؑ پر زیادتی کریگا اور مالہائے خدا کو ناحق اپنے نفس پر حلال کریگا اور غیر طاعت خدا مین صرف کریگا اور مجھکو اور میرے بھائی اور جانشین علی بن ابیطالبؑ کو جھوٹا کہیگا اور میری پارہ جگر فاطمہ زہرا کو اسکے حق سے محروم کریگا پس بیٹی میری اسکو بد دعا کریگی تو حق سبحانہ تعالی اسکی بد دعا کو اس دن قبول کریگا یہ سنکر حذیفہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ بد دعا کیون نہین کرتے ہین تا حق سبحانہ تعالی اسکو آپکی حیات مین ہلاک کرے حضرت نے فرمایا کہ ای حذیفہ مین دوست نہین رکھتا ہون کہ قضا و قدر الہی پر جرات کرون اور اس سے طلب کرون تغیر ہونا ایسے امر کا کہ اسکے علم مین گذرا ہی الغرض حذیفہ کہتے ہین کہ جو کچھ حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا وہ سب بعد ان حضرت کے اس حاسد و فسادی سے بظہور آیا اب چند اشعار شعرائے دیندار کے سنیے کہ جو اس فرعون ثانی کی شان مین مشہور و معروف ہین چنانچہ مرزا محمد رحمہ اللہ معروف بہ نعمت خان عالی کہتے ہین

ایکہ ہستی از ازل مردود رب العالمین ‌ ‌ آسمان کید و مکر و فتنہ بیداد و دین
مرتد ہر چار دفتر راندہ ہر ہشت خلد ‌ ‌ کافر ہر شش جہت یعنی لعین ابن لعین
غول صحرائے ضلالت خرس کہسار نفاق ‌ ‌ قاطع نفس نبی سرکردہ ناراستین
ای عذاب را کہ از بہر تو مہیا کردہ اند ‌ ‌ ہست گرد خرمنت شیطان ملعون خوشہ چین

کردہ کاری کہ فرعون در زمانِ خود نکرد	شد قلم شرمندہ در دستِ کرام کاتبین
بانیٔ کفر و ضلالت باعثِ شرک و نفاق	دیدہ عقل کسے چیز تو ندیدہ بر زمین

اور نظیری بمحاورہ زبان دری انکی سخاوت بے نظیر سرسری کہتے ہین جسکا سبب قاموس کے حاشیہ پر لکھا ہے

کان و زر و سیم داد ہمت او خلق را	دادن کان بودہ است عادت احسان او

اور شہابی نے بھی اس عید کی خوب شہادت دی ہے وہ کہتے ہین

عجب روز عید است ای دوستان	عیان را چہ حاجت بشرح و بیان
کہ از دستِ بابا شجاعِ جوان	بسوی فلک آن شقی شد روان

حضرات چونکہ مضامین کہن کو طرز نو سے ادا کرنے مین لذت جدید ہوتی ہے تو مناسب مقام اب یہ لطیفہ سنیئے کہ باتفاق صرفیانِ فریقین حروف علت تین ہین چنانچہ شاعر کہتا ہے

حرف علت نام کردم واو و الف یاے را	ہر کرا دردے رسد ناچار گوید واے را

اور لفظِ واے مین تینون حرف جمع ہوے ہین اسکو مثلِ سہ حرفی کہتے ہین جیسا کہ شرح شافیہ وغیرہ مین لکھا ہے پس ایسے کلمہ کی کسی صرفی نے ایسی تعلیل نہین کی کہ تینون بدل یا حذف ہوتے بلکہ جدا جدا البتہ عطف کی ہے مگر ایجاد نے تو عجب ایجاد کی ہے کہ تینون لپیٹ مین آگئے چنانچہ وہ کہتے ہین

حق عطا کرد درین قطعہ بما طرز نوے	مرحبا من قرأ او سمع من اخیہ
ہر کہ بر آلِ نبی دست ستم کرد دراز	قطع اللہ یدیہ و یدایہ و یدیہ
نام ظالم چہ ضرور است کہ اظہار کنم	لعنۃ اللہ علیہ و علیہ و علیہ

ہمچو شاگرد کہ در خدمت استاد بود　　کان ابلیس لدیہ ولدیہ ولدیہ
بلکہ راجع بود ایجاد بگوہر سہ ضمیر　　قال واللہ الیہ والیہ والیہ

اب اور ایک لطیفہ سنئیے کہ یہ یادگار زمانہ ہی ایک خلیفہ نے خلفاے جور سے ابو لؤلؤ کو آسیا بنانے پر مامور کیا تھا چونکہ یہ روایت طولانی ہی اسلیے چند اشعار متفرقہ باذل علیہ الرحمہ بہ اختصار مدنظر ہی وہ کہتے ہین ؎

خلیفہ بفرمود اے کاردان　　بساز آسیاے برایم چنان
کہ گردد بہ نیروی آن آسیا　　ولیکن کند دانہ را توتیا
زدستش چو پر بد دل آن غلام　　بجوشیدش از جوش دل آن کلام
کہ یا الراس والعین منت بجان　　برائے تو اے مقتداے زمان
بسازم چنان آسیاے بطور　　کہ آن تا قیامت نیفتد ز دور

الغرض ابو لؤلؤ آسیا تیار کرکے اُس اجل گرفتہ کے پاس لایا دیکھا کہ وہ تنہا اپنے اعمال سنت کے ادا پر آمادہ ہی جس ریاکار وسکار کی شان مین قول سعدی صادق آتا ہی ؎

کلید در دوزخ است آن نماز　　کہ در چشم مردم گذاری دراز

بہرحال باذل کہتے ہین ؎

ابو لؤلؤ آن وقت تا بو یافت　　لسان اجل دشنہ در کف گرفت
رسید و زد آن دشنہ را بیدرنگ　　بزوری کہ بودش بباز و و چنگ
دریدش شکم خالی از کم و کاست　　ز پہلوے چپ تا بہ پہلوے راست
چو آن کہنہ گرگ بصورت شبان　　بغلطید از ان ضربت جانستان

پس وہ مرد ہوشیار حسب فرادا اپنے کار نمایاں کرکے وہاں سے فوراً روانہ ہوا اُس وقت
آواز دردناک اُس شکم دریدہ کی اُسکے اتباع خفتگان گروہ میش نے سنی ؎

بجستند از جاے آن خفتگان	برفتند سوے خلیفہ دوان
بدیدند او را دریدہ شکم	جدا گشتہ احشاے بطنی زہم
چنان کردہ او کار را استوار	کہ از مرہم و بخیہ بگذشتہ کار

اسی ردیف و قافیہ میں سعدی شیرازی نے کیا خوب مناسب مقام کہا ہے

نماند ستمگار بد روزگار	بماند برو لعنت پایدار

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس چہل و دوم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَے النَّبِیِّ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ بتحقیق خدا اور ملائکہ اُسکے صلوات بھیجتے ہیں رسول خدا پر بعد اُسکے مومنین سے خطاب کرکے فرماتا ہے کہ اے وہ گروہ کہ ایمان لائے ہو صلوات بھیجو نبی خدا پر اور سلام کرو اُنپر ایسا سلام کہ لائق اُنکے ہے اور تمکو زیبا اور سزاوار ہے و فی الکافی عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا ذُکِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَلْفَ صَلٰوۃٍ فِیْ اَلْفِ صَفٍّ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَلَمْ یَبْقَ شَیْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اِلَّا صَلّٰی عَلَی الْعَبْدِ لِصَلٰوۃِ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَصَلٰوۃِ مَلٰٓئِکَتِہٖ اور کافی میں شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے

جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے جسوقت ذکر کیا جائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا تو اکثار کرو صلوات بھیجنے میں یعنے بکثرت درود بھیجو اُن حضرت پر تحقیق کہ جو شخص ایک مرتبہ اُس جناب پر صلوات بھیجتا ہی تو عوض میں اُسکے حق سبحانہ تعالیٰ اُس شخص پر ہزار مرتبہ صلوات بھیجتا ہی اور ساتھ اُسکے ہزار صفیں ملائکہ کی بھی اُس شخص پر صلوات بھیجتی ہیں اور کوئی شئی مخلوقات الٰہی سے باقی نہیں رہتی ہی مگر یہ کہ صلوات بھیجتی ہی اُس بندہ پر بسبب صلوات بھیجنے خدا اور اُسکے ملائکہ کے اور مقباس المصابیح میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے صلوات بھیجنا محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر کہ مراد آلِ رسول سے جناب سیدہ اور بارہ امام درمیان نماز ظہر و عصر کے ثواب اُسکا برابر ہی ساتھ ستر رکعت نماز کے اور کفعمی نے اُن حضرت سے روایت کی ہی کہ جو مومن بعد نماز صبح اور ظہر کے کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَھُمْ تو نہ مریگا جبتک کہ قائم آل محمدؐ کی زیارت کرے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کوئی دعا بدون صلوات بھیجے مستجاب نہیں ہی اور فوائد صلوات کے بہت ہیں منجملہ اُنکے باعث روائے حاجات اور سبب دفع شیاطین ہی اور دوا ہی مرض نفاق کی مومنین سنا آپنے تتمہ فضائل صلوات کا اب شمہ فضائل عید غدیر کا کہ ہیجدہم ماہ ذیحجہ ہی سنیے

خدا کرد دین خود امروز کامل	کہ فرمود اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ نازل
بشان علی روز عید غدیرش	نبی شد بمن کنت مولاہ قائل

چنانچہ زاد المعاد میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث طولانی

لکھی ہی منجملہ اُسکے چند فقرات کا ترجمہ یہ ہی کہ فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے
جب روز قیامت ہوگا تو ان چار دن عید و دن کو بزینت و آرایش سامنے
عرش الٰہی کے حاضر کرینگے اسطرح سے کہ جیسے عروس کو زینت دیتے ہین عید
اور عید فطر اور عید جمعہ اور عید غدیر اور ان سب مین روز عید غدیر ایسا
ہوگا جیسے ستارون مین ماہ تابان ہوتا ہی کیونکہ یہ وہ دن ہی کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو آگ سے نجات دی اُن حضرت نے روزہ شکر
رکھا اور اسی روز خدا نے دین کو کامل کیا اسطرح کہ جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ و آلہ نے بحکم خدا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو
واسطے خلافت کے نصب کیا اور فضیلت اُن حضرت کی اور وصی ہونا خلق
اللہ پر ظاہر کر دیا اور آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم اسی روز نازل ہوئی
اور اسدن اعمال شیعون کے مقبول ہوتے ہین اور اعمال مخالفون کے باطل
ہوتے ہین اور اسدن خداوند عالم جبرئیل کو حکم فرماتا ہی کہ کرسی کرامت الٰہی
سامنے بیت المعمور کے نصب کرے اور جبرئیل اُس کرسی پر جاتے ہین اور
ملائکہ سب آسمانون کے اُنکے سامنے جمع ہوتے ہین اور مدح و ثنا کرتے ہین
اور صلوات بھیجتے ہین محمد و آل محمد علیہم السلام پر اور واسطے شیعیان اور
محبان امیر المومنین اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے استغفار کرتے ہین
اور اسدن خدا حکم کرتا ہی کاتبان اعمال کو کہ قلم اُٹھالین محبان اہلبیت
رسالت سے تین دن تک یعنی عید غدیر سے تین دن تک خطا اور گناہ اُنکے
نہ لکھے جائین شاید مراد یہ ہو کہ تین دن تک جنابت تو یہ ہی کہ جو واجب ہی

یا یہ کہ مومن ان دنون مین مشغول بذکر فضائل اور عبادت خدا رہیگا گناہ کیطرف
متوجہ و ملتفت نہوگا تو پھر کاتبان اعمال کیا بُرائی لکھین گے اور ثواب اُنکا
تو اسقدر ہوگا کہ سوائے خدا کے کوئی شمار نہین کر سکتا ہی غرضکہ کاتبان اعمال
ان دونون حالتون مین فارغ ہوجائینگے اور اسدن خدا مال اُسکا زیادہ
کرتا ہی جو اس روز عبادت خدا کرے اور جو اِسدن اپنے اہل وعیال اور
بھائیون پر وسعت دے تو خدا اُسکو نار جہنم سے آزاد کرتا ہی اور اسدن خدا
غم والم شیعون کے زائل کرتا ہی اور یہ دن بخشش وعطا کا ہی اور عید اکبر ہی اور
دن دعا قبول ہونے اور عمدہ لباس پہننے کا ہی اور اسدن صلوات محمد وآل
محمد علیہم السلام پر بہت بھیجنا چاہیئے اور یہ دن ترک کبائر کا ہی اور یہ دن
عبادت خدا کا ہی اور یہ دن روزہ دارون کے روزہ افطار کرانیکا ہی
پس جو مومن اِس روز کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے تو مثل اسکے ہی کہ
دس فیام کو کھانا کھلایا اور ایک فیام لاکھ آدمیون کا ہوتا ہی تو کل دس
لاکھ ہوئے اور یہ دن تہنیت اور مبارکباد کا ہی پس جو مومن ایک دوسرے
ملاقات کرے وہ اسطرح تہنیت کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّکِیْنَ
بِوِلَایَةِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِیْنَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اور یہ دن
تبسم کا ہی منھ مومنون کا دیکھکے پس جو مومن اپنے برادر مومن کا منھ دیکھکر
بروز عید غدیر تبسم کرے تو خداوند عالم بروز قیامت اُسپر نظر رحمت کریگا اور
ہزار حاجتین اُسکی برلائیگا اور ایک قصر مروارید سفید کا اُسکے واسطے بہشت مین
بنائیگا اور اُسکے منھ کو نورانی کریگا اور یہ دن زینت کرنے کا ہی پس جو زینت کرے

تو خدا اُسکے گناہان صغیرہ یا کبیرہ کو کہ جو ہوئے ہین بخشیگا اور خدا طرف اُسکے
کئی ہی فرشتے بھیجیگا کہ تا واسطے اُسکے حسنات لکھین اور سال آیندہ کی
عید غدیر تک واسطے اُسکے درجے بلند کرین اور اگر اس اثنا مین رحلت کرے
تو شہید مریگا اور ثواب شہدا کا رکھتا ہوگا اور اگر زندہ رہے تو بسعادتمندی
زندگی کریگا اور جو مومن کسی برادر مومن کو اسدن کھانا کھلاوے ایسا ہے
کہ تمام پیغمبرون اور صدیقون کو کھانا دیا اور جو مومن کسی برادر مومن کو
اسدن دیکھنے جائے اور ملاقات کرے تو حق سبحانہ تعالے اُسکی قبر مین ستر
نور داخل کریگا اور قبر اُسکی کشادہ کریگا اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اُسکی قبر
مین زیارت کرینگے اور اُسکو بہشت کی بشارت دینگے اور مشکوۃ مین صحیح
ترمذی اور احمد حنبل سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نے کہ دوست نرکھیگا علی بن ابیطالب ع کو منافق اور دشمن
نرکھیگا علی بن ابیطالب ع کو مومن اور دوسری حدیث مین فرمایا یا علی دوست
نرکھیگا تمکو مگر مومن اور دشمن نرکھیگا تمکو مگر منافق اور جابر انصاری کہتے ہیں
کہ ہم نہین پہچانتے تھے منافقون کو زمانہ رسول خدا مین مگر ساتھ بغض وعناد
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اور صواعق محرقہ مین ابن حجر نے دارقطنی سے
روایت کی ہے کہ کہا اُسنے ایک روز ابوبکر منبر جناب رسول خدا ص پر تھا
کہ شاہزادہ جناب امام حسن ع تشریف لائے اور اُس سے کہا کہ میرے
پدر بزرگوار کی جگہ سے اُتر آ پس اُسنے کہا کہ ای شاہزادے سچ کہتے ہو قسم ہے
خدا کی مین آپکو تہمت نہین لگاتا ہون اور اُٹھا کر اُس شاہزادے کو آغوش

بٹھایا اور رو دیا اور اُسی کتاب مین منقول ہی کہ اسیطرح ایک روز عمر منبر
رسول خدا پر تھا کہ دوسرا شاہزادہ یعنے جناب امام حسینؑ تشریف لائے اور
اُس سے کہا کہ میرے پدر نامدار کی جگہ سے اُترآ اُسنے اُس شاہزادہ کو اُٹھاکر
اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ آپ ہی کے باپ کا منبر ہی میرے باپ کا نہین ہی
اور ہمارے سرون کے بال تو آپ ہی کے باپ نے اُگائے ہین یعنے یہ مرتبہ
اور درجہ مین نے اُنھین کی برکت سے پایا ہی پس اُسوقت حضرت علی
بن ابیطالبؑ نے فرمایا کہ ہمنے یہ حسینؑ کو نہین سکھایا ہی عمر نے جواب دیا
کہ مین آپکو اسکی تہمت نہین لگاتا ہون حضرات سُنا آپنے شمہ فضائل صلوات
اور عید غدیر اور علامت ونشان منافق کا اب کچھ حال مختصر چند حاسدین
اور دشمنان خاندان رسالت کا سنیے چنانچہ حافظ ابو نعیم اور ابن ابی الحدید
نے کہ علمائے اہل سنت سے ہین لکھا ہی کہ جب عائشہ مع طلحہ و زبیر بصرہ کو
روانہ ہوئی اور مقام حوأب مین پہونچی تو وہان کے سگہائے ابلق کے
چلانے کی آواز سنکے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہی لوگون نے کہا کہ نام اسکا
حوأب ہی یہ سنکر بصرہ جانے سے پشیمان ہوئی اور کہا کہ مین نے خود رسول خدا صلعم سے
سُنا ہی کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ ایک زوجہ میری میرے ازواج سے
ناحق علی بن ابیطالبؑ سے جنگ کریگی اور جب حوأب مین پہونچیگی تو وہان
کے کتے اُسکو دیکھکر چلائینگے پس جہد کراہی عائشہ کہ وہ عورت تو نہو طلحہ و
زبیر نے جب دیکھا کہ قصد واپس جانیکا ہی تو پچاس شخصون سے گواہی
دلوائی کہ یہ وہ مقام نہین ہی اور آمادۂ بصرہ کیا اور اُسکی سواری کیواسطے

ایک شتر لائے کہ نام اُسکا عسکر تھا جب یہ نام اُس جمل کا سُنا تو پشیمان ہوئی اور کہا کہ رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ ای عائشہ اجتناب و پرہیز اور احتیاط کرنا جمل عسکر نام پر سوار ہوکے علی بن ابیطالبؑ سے لڑنے جانے سے یہ سُنکر طلحہ و زبیر نے نام اُس جمل کا بدل دیا اور پوشش وغیرہ کو بھی تبدیل کیا اور عائشہ کو فریب دیکر آمادہ جنگ کیا یہ خبر سنکر مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے ایک نامہ اُسکو اس مضمون کا لکھا کہ ای عائشہ خوف خدا کر کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے ازواج جناب رسولخدا کو فرمایا ہی کہ اپنے گھروں میں رہیں پس اُن حضرت کو بدنام نکرا اور کمال عیب ہی کہ ازواج رسول لشکر میں جاویں اور جنگ کریں پس عائشہ نے اُنکے جواب میں کہا کہ چونکہ مالک اشتر کو عثمان سے عداوت ہی اور اُسکے قتل میں ساعی تھا اسلیے مجھے منع کرتا ہی میں یہ ہرگز نہ مانونگی پس وہ شتر پر سوار ہوکر گئی اور جناب امیر علیہ السلام سے لڑی چنانچہ صاحب ہدایت العوام لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ ایسے بلوے کی عادی تھی اسوجہ سے باغوائے مروان مع جماعت بنی امیہ دوبارہ جناب امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ کو بھی مدینہ میں قاطر پر سوار ہوکر نکلی اور امام علیہ السلام کے دفن سے روضہ رسول خدا میں مانع ہوئی اُسوقت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بقولے جناب محمد حنفیہ نے اُسکی طرف مخاطب ہوکے فرمایا ؎

تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت
لک التسع من الثمن و بالکل تطمعت

شتر و قاطر پر تو تو سوار ہوچکی اور اگر چندے تیری حیات باقی ہی تو شاید ہاتھی پر بھی سوار ہوگی اسلیے کہ میراث رسول خدا سے تیرا حصہ آٹھویں حصہ میں سے نواں حصہ تھا اور تو نے کل کی طمع کی الغرض ضیاء العابدین وغیرہ میں یوں

منقول ہی کہ عائشہ نے خون عثمان بن عفان کی تہمت جناب امیر مومنان پر کی
اور شتر پر سوار ہوکر ہمراہ طلحہ و زبیر کے اُن حضرت سے لڑنے آئی اور خلاف حکم
رسول خدا کے کیا کہ اُن حضرت نے فرمایا تھا جو عورت میری امت سے زین پر
سوار ہو وہ ملعونہ ہی اور فرمایا تھا کہ یا علی ایک زوجہ میری بعد میرے تمسے منحرف
ہوجائیگی اور زین پر سوار ہوکر تمسے لڑنے آئیگی اور سگہاے ابلق اُسکے پیچھے چلاتے ہونگے
وہ ملعونہ ہی اور یا علی تم اُسے طلاق دینا کہ تمہارا طلاق دینا بمنزلہ میرے طلاق
دینے کے ہی پس جب عائشہ روانہ بصرہ ہوئی تو مقام حوأب مین اُسے شتر پر سوار
دیکھکر سگہاے ابلق چلائے یہ سنکر وہ خائف ہوئی اور حکم جناب رسول خدا کا یاد آیا
اور قصد واپس جانے کا کیا اُسوقت طلحہ و زبیر اور ابوہریرہ نے ستر نفر کو گواہ
گذرانا کہ یہ وہ مقام نہین ہی اور نہ یہ حدیث تیرے باب مین ہی پس پہلی گواہی
دروغ اسلام مین یہی گذری ہی مناسب مقام جناب مفتی صاحب فرماتے ہین

طلحہ زبیر دونون بڑے نابکار تھے	دشمن علی کے عائشہ کے دوستدار تھے

یہانتک کہ اُسکی دوستی مین سنہ سینتیس ہجری کو اُس لڑائی مین وہ قتل ہوئے
حالانکہ اکثر اس حدیث کو سُن چکے تھے قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلّے اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ
لِعَلِیٍّ عَلَیہِ السَّلَامُ یَا عَلِیُّ لَحمُکَ لَحمِی وَدَمُکَ دَمِی وَحَربُکَ حَربِی
ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہ یا علی گوشت و پوست تمہارا
میرا گوشت و پوست ہی اور خون تمہارا میرا خون ہی اور حرب و جنگ تمہاری
میری حرب و جنگ ہی باوجود اسکے اپنے نفاق سے باز نہ رہے اور ابوہریرہ تو

ایسا حریص و طامع تھا کہ عائشہ اور حفصہ کے طمع دینے سے ابوبکر اور عمر کی فضیلت
مین احادیث وضع کرتا تھا اور اپنے نفع اور عوام الناس کے فریب کے لیے
جناب رسول خدا م پر بہتان باندھکر بیان کرتا تھا منجملہ اسکے یہ نقل مشہور ہی کہ
ایک بقال اہل عکہ سے پیاز مدینہ مین لایا اور وہ پیاز نہ بکتی تھی ایک مقام پر [illegible]
مذکور اسنے ذکر کیا کہ مجھے اس سال پیاز مین نقصان معلوم ہوتا ہی لوگون نے
کہا کہ تو ابوہریرہ کو کچھ دینے کا وعدہ کر تو سب پیاز تیری بک جائیگی اور نفع کثیر
ہوگا یہ سنکر اس بقال نے ابوہریرہ سے اپنا مطلب بیان کیا اور طمع دی یہانتک
کہ اسنے بر سر منبر کہا اَیُّھَا النَّاسُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم مَنْ اَکَلَ بَصَلَ عَکَّۃَ
عَکَّۃَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ایہا الناس جناب رسول خدا م نے فرمایا ہی کہ جو
شخص پیاز عکہ کی مکہ مین کھاوے تو وہ شخص داخل جنت ہوگا پس یہ سنکر ازدحام
اور ہجوم مشتریان ہوا اور تمام پیاز بک گئی اور اس بقال کو فائدہ ہوا جب یہ
خبر عائشہ کو پہونچی تو اسنے کہلا بھیجا کہ یہ حدیث رسول خدا نے کب فرمائی تھی اسنے
کہلا بھیجا کہ جب تیرے باپ کی خلافت کے بارے مین فرمایا تھا اور یہ بھی مشہور ہی
کہ جب یہ خبر معاویہ نے سنی تو ابوہریرہ کو لکھا کہ رسول خدا نے یہ حدیث کب
فرمائی ہی کہ جو تو بیان کرتا ہی اسنے جواب دیا کہ جب تمہاری خلافت کے بارے
فرمایا تھا پس اس پتے سے وہ خاموش ہوئے حضرات یہ اصل اور کیفیت
تھی خلافت ثلثہ اور بنی امیہ کی اور جو لقب امیر المومنین کا خاص جناب
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے لیے تھا وہ اپنے نام ایسا جاری کیا جسکا اثر
ابتک روم شام مین باقی ہی چنانچہ سنہ ۱۱ گیارہ ہجری سے سنہ ۳۶ چھتیس تک

پچیس[۲۵] برس حکومت ثلثہ کی تھی بعد اسکے خلافت ظاہری حضرت امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ہوئی اور سنہ اکتالیس[۴۱] ہجری سے سنہ ایک سو
اکتیس[۱۳۱] تک نوے[۹۰] برس بقولے چورانوے[۹۴] برس معاویہ بن سفیان سے مروان
حمار بن محمد بن مروان حکم تک چودہ[۱۴] حاکم بنی امیہ نے بجور و جفا حکومت کی بعد
اسکے سنہ ایک سو بتیس[۱۳۲] ہجری سے سنہ چھ سو چھپن[۶۵۶] تک پانچ سو چوبیس[۵۲۴] برس ابو عباس
سفاح عبداللہ بن محمد سے ابواحمد مستعصم بن مستنصر منصور جعبدی تک سینتیس[۳۷] یا بقولے
اڑتیس[۳۸] حاکم بنی عباسیہ نے بجور و جفا حکومت کی اور آخری حاکم انکا بغداد میں
ہلاکو خان کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ خود قابض و متصرف سلطنت ہوا اور
ان حکام عرب نے القاب سلاطین کو پسند نہ کیا بلکہ القاب اور کنیت اور
اسمار خلفا کے اپنے نام جاری کیے کہ تا امیر المومنین کہلائیں بلکہ ابتک سلاطین
قسطنطنیہ اسی لقب سے ملقب ہیں اور اہل حجاز وغیرہ انکے نام کا خطبہ
عیدین اور جمعہ میں پڑھتے ہیں کہ ہزاروں حجاج اور زائرین سنتے ہیں حالانکہ
انکے قلمرو میں اکثر اثبات امامت میں مناظرے ہوئے ہیں اور مشہور و معروف
ہیں منجملہ انکے کافی اور امالی وغیرہما میں یونس بن یعقوب سے روایت
کی ہی کہ ایک روز خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام میں چند
اصحاب حاضر ہوئے مثل حمران بن اعین اور ہشام بن سالم اور محمد بن طیار
وغیرہ کے اور کچھ اصحاب اُن حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور انمیں
ہشام بن حکم علیہ الرحمہ نوجوان بھی موجود تھے پس حضرت نے اُنسے فرمایا کہ
ای ہشام اُنھوں نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ای فرزند رسول خدا

مین حاضر ہون حضرت نے فرمایا کہ کیونکر تمنے عمر بن عبید کو ساکت اور بند کردیا تھا
ہشام رحمہ اللہ نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر مجھے حیا آتی ہے
اور زبان میری یارا ے ذکر نہین رکھتی ہے کہ آپکے سامنے بیان کرون حضرت نے
فرمایا کہ جسوقت ہم تم لوگون سے کسی چیز کا حکم کرین تو اُسکی تعمیل کیا کرو اسوقت
ہشام نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ مین نے حال عمر بن عبید کا سنا کہ وہ
مسجد بصرہ مین بیٹھتا ہے اور یا وہ گوئی کرتا ہے اور لوگ گرد اُسکے جمع ہوتے ہین اور
اُسکی طرف رجوع کرتے ہین یہ بات مجھپر دشوار ہوئی پس مین بھی وہان گیا اور
روز جمعہ مسجد بصرہ مین پہونچا تو دیکھا مین نے کہ ایک جماعت حلقہ کیے ہوے اُس سے
سوال کرتے ہین پس مین ہجوم عام کے درمیان سے گذر کے صف آخر مین جا کر
بیٹھا اور اُس سے کہا کہ اے عالم مین مرد غریب و مسافر ہون آیا تو مجھے اجازت
دیتا ہے کہ تجھ سے مسئلہ پوچھون اُسنے کہا جو تیرا جی چاہے سوال کر اسوقت مین نے
کہا کہ آیا تو آنکھ رکھتا ہے یہ سنکر وہ کہنے لگا کہ اے فرزند یہ کیا سوال ہے جو تو کرتا ہے
مین نے کہا کہ سوال میرا تو ایسا ہی ہے اُسنے کہا پوچھ اگرچہ سوال تیرا سفیہانہ ہے پس
دوبارہ مین نے پوچھا کہ آیا تو آنکھ رکھتا ہے اُسنے کہا ہان مین نے کہا اُس سے کیا کام
کرتے ہو اُسنے کہا ہر قسم کے رنگ اور لوگون کو دیکھتا ہون مین نے کہا کہ آیا تو
ناک رکھتا ہے اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُس سے کیا کام کرتے ہو کہا ہر قسم کی بو سونگھتا
ہون مین نے کہا کیا زبان رکھتے ہو اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُس سے کیا کام
کرتے ہو جواب دیا کہ اُس سے کلام کرتا ہون مین نے کہا آیا کان رکھتے ہو اُسنے کہا
ہان مین نے کہا اُس سے کیا کام کرتے ہو جواب دیا کہ اُس سے ہر قسم کی آواز سنتا

ہون مین نے کہا کیا ہاتھ رکھتے ہو کہا ہان مین نے کہا اُنسے کیا کام کرتے ہو جواب دیا
کہ اُنسے ہر چیز اُٹھاتا ہون اور سخت و نرم کی شناخت کرتا ہون مین نے کہا آیا پانون
رکھتے ہو اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُنسے کیا کام کرتے ہو کہا اُنسے چلتا پھرتا ہون
مین نے کہا کیا منھ بھی رکھتے ہو کہا ہان مین نے کہا اُس سے کیا کام کرتے ہو کہا
اُس سے کھاتا پیتا ہون اور ہر قسم کے طعام کی لذّت پاتا ہون مین نے کہا آیا
دل رکھتے ہو اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُس سے کیا کام کرتے ہو جواب دیا جو چیز
اِن اعضا اور جوارح مذکورہ پر وارد ہوتی ہی اُسکو اپنے دل سے تمیز کر لیتا ہون
مین نے کہا کیا یہ اعضا اور جوارح استغنا دل سے نہین رکھتے ہین جواب دیا کہ
بے نیاز نہین ہین سب دل کے محتاج ہین مین نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ
یہ سب اعضا صحیح و سالم ہین کہا ای فرزند جسوقت یہ اعضا کسی چیز مین اُن چیزون سے جنکے
کہ سنا یا دیکھا یا چکھا یا سونگھا ہو شک کرین تو واسطے تمیز کے قلب کیطرف رجوع
کرتے ہین پس بگواہی قلب اُسمین یقین حاصل کرتے ہین اور شک باطل ہوتا ہی
حضرات دیکھیے ہشام علیہ الرحمہ نے اِس امر کو دل ہی پر توڑ کیا ہی وہ کہتے ہین
کہ مین نے کہا پس حق سبحانہ تعالیٰ نے دل کو واسطے رفع شک کے کہ ان اعضا پر
وارد ہوتے ہین قائم فرمایا ہی اُسنے کہا ہان ایسا ہی ہی مین نے کہا پس اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ دل کا ہونا ضرور ہی ورنہ اعضا کو یقین کسی چیز پر حاصل نہوگا
اُسنے کہا ہان ضرور ہی پس یہ سنکر مین نے کہا سبحان اللہ ای شخص تیرے فہم وانصاف سے
عجب ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اعضا و جوارح انسان کو نہ چھوڑا ایسا نہ تھا کہ
اُنکا امام و پیشوا قرار دیا کہ صحت و باطل ہونے کو اپنے شک کے دریافت کرین

اور اس خلق کثیر اور جم غفیر کو حالت حیرت اور شک اور اختلاف مین چھوڑ دیا
اور کوئی امام و پیشوا انکے واسطے نصب نہ فرمایا کہ تا واسطے رفع اپنے شک و
اختلاف کے طرف اُسکے رجوع کر سکین اور تیرے اعضا کے لیے تو امام اور حاکم
قرار دیا کہ اپنے شک و اختلاف کو اُس سے عرض کرین اور اپنے بندون کو
بدون ہادی کے چھوڑ دے یہ کب ہو سکتا ہی پس یہ سُنکر عمر بن عبید کہ ادعای
علم رکھتا تھا ساکت ہوا اور میری طرف ملتفت ہوا اور کہا کیا تو ہی ہشام ہی
مین نے کہا نہین اُسنے کہا تم کہان کے باشندہ ہو مین نے کہا کہ اہل کوفہ سے ہون
پس کہنے لگا کہ تو ہی ہشام ہو بعد اسکے مجھ سے بغلگیر ہوا اور اپنے پاس بٹھایا اور
جبتک مین اُسکے پاس رہا کوئی بات یا وہ گوئی کی زبان پر نہ لایا تب
الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا هِشَامُ مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ
اللّٰهِ جَرىٰ عَلىٰ لِسَانِيْ یہ سنکر جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ای ہشام
کسنے تجھکو یہ تعلیم کیا مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میری زبان پر اسطرح
جاری ہوا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا هِشَامُ هٰذَا وَاللّٰهِ مَكْتُوبٌ فِي صُحُفِ
اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ پس جناب صادق علیہ السلام نے
فرمایا قسم بخدائے عزوجل ای ہشام اسطرح صحف حضرت ابراہیم و موسے
علیہما السلام مین دلیل اثبات امامت مین لکھا ہی مومنین صلوات
بھیجے حضرت محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر کہ انھین حضرات کی برکت
و طفیل اور نصرت و مدد سے مومنین اپنے دشمن اور مخالفین پر غالب ہیے
ہین الحمد للہ علیٰ ذلک الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و سوم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ○ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہی کہ نہیں ہی صاحب اختیار اور اولی تمھارے امور میں یعنے حاکم تمھارا مگر خدا اور رسول اُسکا اور وہ کہ جو ایمان بخدا و رسول لائے ہیں اور مشغول بنماز ہین اور براہ خدا مین زکوۃ اور تصدیق دیتے ہین حالت رکوع مین شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور ثعلبی مفسرین فریقین نے اس آیہ شریفہ کا سبب نزول یون لکھا ہی کہ ایک روز جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نماز مین مشغول تھے کہ حالت نماز مین ایک سائل نے اُن حضرت سے سوال کیا پس حضرت نے انگشتری اپنی کہ قیمت اُسکی برابر خراج چار سالہ ملک مین کے تھی حالت نماز مین اُس سائل کو عطا فرمائی پس اُسوقت جبرئیل بحکم رب جلیل یہ آیہ لیکر خدمت جناب رسول خدا مین حاضر ہوئے پس حضرات باتفاق مفسرین یہ آیہ کریمہ شان مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ہی وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ زینت دو اپنی مجلسون کو ساتھ ذکر علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اور کتاب روضہ مین منقول ہی کہ جس جگہ ذکر محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ ہوتا ہی تو اُس جگہ ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہین اور شیاطین دور ہوتے ہین وَقَالَ عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَالْحَقُّ یَدُوْرُ مَعَ عَلِیٍّ حَیْثُ دَارَ اور باتفاق محدثین فریقین

نقل شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ثعلبی وغیرہ کے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ علی ہمراہ حق کے ہی اور حق ہمراہ علی کے ہی اور حق اُسی طرف ہی جس طرف علی ہی
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ معرفۃ آلِ محمدٍ براءۃٌ من النار
وحبُّ آلِ محمدٍ امانٌ من العذاب ومن مات علی حبِّ آلِ محمدٍ
مات شہیدًا اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے معرفت آلِ
محمد کی باعث نجات دوزخ ہی اور دوستی آلِ محمد کی امان ہی عذاب آخرت سے
اور جو مسلم ومحب مرتا ہی محبت و دوستی آلِ محمد مین وہ شہید مرتا ہی یعنے مرتبہ
اُسکا شہید کا ہوتا ہی اگرچہ اپنے فرش خواب پر انتقال کرے وقال حبُّ علیٍّ
یاکلُ الذنوبَ کما تاکلُ النارُ الحطبَ اور کتاب روضہ مین منقول ہی
کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے محبت علی بن ابیطالب کی گناہون کو کھا
جاتی ہی اسطرح سے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہی وفی الصواعق قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ علیٌّ منّی بمنزلۃ الرأس من بدنی اور صواعق
مین ابن حجر نے کہ علماے اہل سنت سے ہی روایت کی ہی فرمایا جناب رسول خدا نے
کہ علی بن ابیطالب مجھسے بمنزلہ سر کے ہین میرے بدن سے ثم قال یا علی انت
قسیمُ النارِ والجنۃِ یومَ القیمۃِ بعد اسکے فرمایا اُن حضرت نے کہ یا علی
تم بروز قیامت قاسم نار وجنت ہوگے یعنے اپنے دوستون کو داخل جنت
کرینگے اور اپنے دشمنون کو داخل دوزخ کرینگے جیسا کہ شاعر کہتا ہی ؎

حُبُّہٗ مبدءُ خُلدٍ ونعیمٍ	بغضُہٗ مبدءُ نارٍ وسقر
خوشا ما خوشا دین ودنیاے ما	کہ ہیچون علی ہست مولاے ما

پس حضرات جس بزرگوار کی مدح وثنا خدا ورسول کریں تو اب کیا مجال ہی
بشر کی کہ بیان فضائل اُن حضرت کا کرسکے چونکہ اُس جناب کے ذکر سے دل کو
سرور ہوتا ہی پس اب بعض معجزات اُن حضرت کے سُنیے چنانچہ صاحب تحفۃ
المعجزات علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ صفار نے بسند معتبر حارث اعور سے روایت
کی ہی کہ ہم جماعت اصحاب ایک روز ہمراہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے
منزل عاقول پر پہنچے ایک درخت خشک کے پہونچے کہ شاخ و برگ اُسکے بالکل
گر گئے تھے پس حضرت نے اُسپر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ بحکم خدا تو اپنی
ہیئت اصلی پر ہو جا راوی کہتا ہی دیکھا میں نے کہ فوراً بقدرت خدا وہ درخت
شاداب اور سر سبز ہوا اور میوہ دیا اور میوہ اُسکا امرود تھا اور جب صبح کو
پھر دیکھا تو وہ درخت سبز تھا اور میوہ اُسکا درست تھا اور اُسی کتاب میں
منقول ہی کہ عہد خلافت اُن حضرت میں کوفہ میں پانی بہت بڑھا اور ایسی
زیادتی کی کہ اہل کوفہ غرق ہونے سے خائف و ترساں ہوئے اور حضرت کی
خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر جزع و فزع اور فریاد کی پس جناب امیر
المومنین علیہ السلام اشتر جناب رسول خداؐ پر سوار ہو کر کوفہ سے باہر
تشریف لائے اور اہل کوفہ نہر فرات تک ہمراہ رکاب تھے پس حضرت
مرکب سے اُترے اور وضو کیا اور تنہا نماز پڑھی اور چند دعائیں پڑھیں
کہ لوگ سنتے تھے پس نزدیک فرات کے تشریف لائے اور وہ جریب کہ
دست مبارک میں تھی پانی پر ماری اور فرمایا کہ باذن اللہ کم ہو پس پانی
وہ پانی ایسا کم ہوا کہ تہ نہر سے ماہیان دریا نمودار ہوئیں اُنمیں سے اکثروں نے

اِسطرح سے سلام کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور چند صنف کی ماہیان
دریا نے کلام نہین کیا مثل جرّی اور مار ماہی کے۔ یہ دیکھکر لوگون نے تعجب کیا
اور حضرت سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہی بعض نے کلام کیا اور بعض ساکت رہین
حضرت نے فرمایا کہ جو ماہیان دریا پاک اور حلال تھین اُنکو حق سبحانہ تعالیٰ نے
گویا کیا اور جو حرام تھین اُنکو ساکت کیا حضرات اِن معجزات کا کیا ذکر ہی
اِبتک اعجاز و کرامات اُن حضرت کے نجف اشرف مین ظاہر ہوتے ہین کہ مخالف
و موافق بچشم خود دیکھتے ہین چنانچہ اٹھارھوین ماہ صفر سنہ بارہ سو ننانوے ۱۲۹۹
ہجری شبکو ایک جماعت زائرین اہل عرب سے صحن مبارک سے قبل طلوع فجر کے
بقصد زیارت اربعین کربلاے معلّے کیطرف روانہ ہوے اور شہر پناہ کے دروازہ
کلان کو مقفل اور بند پایا ہرچند دربانون سے بمنت و عاجزی اصرار کیا مگر
اُنھون نے کچھ سماعت نہ کی اور دروازہ نہ کھولا آخر کار اُن زائرون نے اپنے
آقا امیر المومنین مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی درگاہ
مین التجا کی تو یکایک دیکھا کہ مشعل کیطرح سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور اُس
دروازہ سے ملحق ہوئی اُسکی برکت سے دروازہ کھل گیا اور وہ زائرین بسلامت
روانہ کربلا ہوے پس بعض مخالفین نے اس اعجاز سے انکار کیا تو بعد چند شبانہ
روز کے زائرین اہل عجم کربلاے معلّے سے نجف اشرف کیطرف آئے چونکہ
شب ہوئی تھی وہ دروازہ بزرگ شہر پناہ کا بند تھا پس دیر تک شدت سرما
اور ہواے تند مین باہر بیٹھے رہے اور دربانون سے بمنت و عاجزی اصرار کیا
مگر اُن روبیان بیرحم نے کچھ سماعت نہ کی آخر کار ناچار ہوکر زائرین نے نعرہ

یا علی بلند کیا تو یکایک ایک روشنی مثل پہاڑ کے ظاہر ہوئی اور دروازہ سے ٹکرانے لگی یہانتک کہ اسکے صدمہ سے دروازہ کی محراب اور ستون منہدم ہوئے اور دروازہ کھل گیا ہر چند دربانوں نے چاہا کہ بند کریں مگر ممکن نہوا اور زائرین بسلامت اور مسرور یا علی کہتے ہوئے داخل شہر ہوئے پس اس اعجاز سے کسیکو مجال انکار نہوئی چنانچہ نجف اشرف میں مخالفین اور موافقین نے تین شب پے درپے چراغان کیا پس بعد چندروز کے ایک مخالف نے جو بغداد سے مقبرہ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کرکے جہاز پر اپنے وطن کو واپس آتا تھا ایک شیعہ زائر امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا سبب ہی جو بخلاف مدینہ منورہ کے جہاں خود رسول خداؐ مدفون ہیں نجف اشرف میں اسقدر معجزات ظاہر ہوتے ہیں یہ سنکر اس شیعہ دیندار نے جواب دیا کہ نجف اشرف میں امیرالمومنین یعسوب الدین ابن عم سید المرسلین اور وصی و جانشین برحق اور وزیر اُن حضرت کے مدفون ہیں اور اعاظم مخالفین سے وہاں کوئی دفن نہیں ہی اسلیے ظہور معجزات نجف اشرف سے ہوتا ہی یعنے اگر مدینہ منورہ سے ہوتا تو لوگ گمان اپنے اعاظم کیطرف کرتے یہ سنکر وہ شخص ساکت ہوا مومنین اب کچھ فضائل نوروز کے سنیے جو روز کہ آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے کا ہی چنانچہ زادالمعاد میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے معلے بن خنیس سے کہ اصحاب خاص جناب صادق علیہ السلام سے تھے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں بروز نوروز خدمت بابرکت اُن حضرت میں حاضر ہوا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تو اس روز کو پہچانتا ہی پس میں نے

عرض کی کہ یابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر یہ وہ روز ہی کہ عجم اسکی تعظیم
کرتے ہین اور باہم ہدیہ بہیجتے ہین یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ قسم کہاتا ہون
مین خدا کی کہ یہ تعظیم و شرف واسطے اس امر قدیمی کے ہی کہ جو مین بیان کرتا ہون
تاکہ اسکو سمجھے مین نے عرض کی کہ اے سید و آقا میرے جاننا اسکا آپکی برکت سے
میرے نزدیک میرے مردون کے زندہ ہونے اور میرے دشمنون کے مرنے سے
بہتر ہی پس حضرت نے فرمایا کہ اے معلے نوروز وہ روز ہی کہ حق سبحانہ تعالی نے
اس روز بندون کی ارواح سے روز الست مین اقرار لیا ہی کہ اسکو یگانہ
سمجھین اور کسیکو عبادت مین شریک اسکا قرار نہ دین اور پیغمبرون اور
رسولون اور اماموں اور پیشوایان دین اور حضرات ائمہ معصومین
علیہم السلام کا ایمان لائین اور یہ پہلا روز ہی کہ اسمین آفتاب نے طلوع
کیا ہی اور ہوائین درخت مین میوہ پیدا کرنے والی چلی ہین اور پہول اور شگوفے
زمین سے پیدا ہوئے ہین اور کشتی حضرت نوح نے بعد طوفان کے کوہ جودی پر
قرار لیا ہی اور یہ وہ دن ہی کہ خدا نے کئی ہزار آدمیون کو زندہ کیا کہ جو
طاعون سے بھاگے اور ان سب کو مار ڈالا بعد مدتون کے کہ استخوان رہگئے
تھے ایک پیغمبر پیغمبران خدا سے ان استخوان پر پہونچے اور درگاہ الہی مین
سوال کیا کہ انکو دکھا دے کہ کیونکر ان استخوان بوسیدہ کو زندہ کرتا ہی پس
خدا نے طرف انکے وحی بھیجی کہ ان ہڈیون پر جس جگہہ پر کہ ہین پانی ڈال دو
جب ایسا کیا تو سب بقدرت خدا زندہ ہوئے پس حضرات اسی سبب سے
سنت ہوا کہ اس روز ایک دوسرے پر پانی ڈالین یا پانی اپنے اوپر ڈالین

اور غسل کریں نہ یہ کہ تشبیہ ہنود کا کرکے رنگ پاشی کریں سبحان اللہ یہ شرف و بزرگی ہے نوروز کی مگر دشمنان خاندان رسالت و امامت نے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس فضیلت کا بھی کتمان چاہا اور عکس بیان کیا چنانچہ عالمگیر بادشاہ دہلی کے ایک رقعہ کے یہ فقرے ہیں ایں عید از اعیاد مجوس است و باعتقاد کفار ہند روز جلوس بکرماجیت لعین و مبدأ تاریخ ہند میں بعد جشن نوروزی بفعل نیاید حضرت یہ بدعت اُس سے بعید نہیں ہے کیونکہ اپنے پیرون کی پیروی کی ہے فِی تَفْسِیرِ الْکَبِیرِ وَغَیْرِہِ اِنَّ عُمَرَ قَالَ خُطْبَتِہٖ مُتْعَتَانِ کَانَتَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اُحَرِّمُهُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَیْهِمَا چنانچہ تفسیر کبیر اور نیشاپوری میں منقول ہے کہ تحقیق عمر نے مجمع عام میں منبر پر اپنے خطبہ میں بیان کیا کہ متع حج اور متع زن دونوں عہد رسول خدا میں حلال اور مباح و جاری تھے اور میں نے اُن دونوں کو حرام کیا اور اُنکے فاعل کو عمل میں لانے پر عذاب کرونگا اور جامع الصفوی میں منقول ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ بروز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے تو مؤذن اذان جمعہ کہتا تھا اور اذان سابق جو قبل منبر پر جانے کے ہو وہ اذان دوم ہے کہ عہد عثمان اور بقولے عہد معاویہ سے حادث ہوئی ہے اور وہ بدعت ہے اور تعصب اور خودی اُنکی اظہر ہے بلکہ بوالہوسی دماغ میں سمائی تھی کہ اپنے بڑے بیٹے کو جہین پور خلافت لکھا حالانکہ خلافت کیلیے معصوم ہونا ضرور ہے چنانچہ کشف الحق میں علامہ حلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ علمائے اثنا عشری کا قاطبۃً یہ قول ہے کہ انبیا و اوصیا معصوم ہیں گناہان کبیرہ و صغیرہ سے اور منزہ ہیں معاصی سے قبل نبوت اور بعد رسالت و خلافت کے

پس کسی وقت کوئی گناہ انسے عمداً و سہواً صادر نہیں ہوتا ہے اور عماد الاسلام مرحوم جناب غفران مآب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مذہب حق علمائے امامیہ کا یہ ہے کہ تمام انبیا اور اوصیا عصیان سے معصوم و محفوظ ہیں پس حضرات واسطے ہوا اور کے لوگو تیرچہ برعایت اپنے ہوسے پیشواؤں کے بعض انبیا کو گناہگار قرار دیتے ہیں الغرض اکبر مومنین اس عداوت کی بھی کچھ حد و انتہا نہیں ہے بلکہ انکے اسلاف سے چلی آتی ہے چنانچہ ثعلبی کہ مفسرین اہل سنت سے ہے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں لکھتا ہے سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ جب واقعہ خم غدیر ہر شہر و دیار میں مشہور ہوا پس حارث بن نعمان نے سنا تو شتر پر سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اپنے ناقہ سے اُترکے خدمت جناب رسول خدا میں حاضر ہو کر بحث کرنے لگا اور بولے اور بانہ کہا ای محمد تمنے ہمکو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا ہمنے قبول کیا نماز پنجگانہ کا حکم دیا ہمنے قبول کیا ایک مہینے کے روزوں کا حکم دیا ہمنے قبول کیا تم ان امور پر راضی نہوے یہانتک کہ ہاتھ اپنے ابن عم علی بن ابیطالب کے بلند کیے اور انکو ہمپر تفضیل دی اور کہا مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ جسکا میں مولا ہوں پس اسکا علی بھی مولا ہے آیا یہ کام اپنی طرف سے کیا یا جانب خدا سے یہ سنکر ان حضرت نے فرمایا قسم بخدا جانب رب العزت سے تھا اُسوقت حارث نے پشت پھیر کے اپنے ناقہ کیطرف رخ کیا اور کہتا تھا کہ خداوندا جو کچھ کہ محمد نے کہا اگر حق ہے تو مجھپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب دردناک نازل کر راوی کہتا ہے کہ ہنوز وہ حاسد اپنے ناقہ تک نہ پہونچا تھا کہ ایک پتھر آسمان سے اُسکے سر پر گرا اور دُبر سے باہر نکلا اُسوقت آیہ مذکورہ نازل ہوا الغرض دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ اس روز

حق خلافت جناب امیر المومنینؑ کو مارا اور دوبارہ بعد قتل ثالث کے لوگون نے اُن حضرت سے پچیس برس کے بعد بیعت کی مومنین سُنا آپنے کہ اِسدن کس ناصب پر تیر شہاب گرا ہی اور بعد اُسکے لوگون نے دوبارہ کس مقبول بارئی بیعت کی ہی اگرچہ بظاہر درمیان مین تین نحس تارے آگئے تھے مگر آفتاب وماہتاب کے آگے بے نور و بے اصل تھے بقول جناب مُفتی صاحب کے ؎

صحابہ گرچہ جملہ کالنجوم اند ۔۔۔ ولے بعضے کواکب نحس و شوم اند

اور نظیری نے بھی مثال بے نظیر دی ہی وہ کہتے ہین ؎

مہر کند چون غروب بادہ نماید طلوع ۔۔۔ بعد نبی مرتضےٰ ست ماہمہ قربان او

اور ایک شاعر نے طرز نو ہی کیا خوب لکھی ہی ؎

روز نوروز است بلبل میکند مدح علیؑ ۔۔۔ در گلستان ولایت ہم خفی و ہم جلی

جانشین مصطفےٰ امروز پیدا کرد کیست ۔۔۔ سرحق اسرار حق مشکلکشا یعنی علیؑ

اور حماۂ حیدری مین مرزا رفیع باذل علیہ الرحمہ نے اُس جناب کی منقبت نیز یون لکھا ہے ؎

بمدح علیؑ تا سر میکنم ۔۔۔ زمین تا فلک پر گہر میکنم

علیؑ درۃ التاج فرق وجود ۔۔۔ علیؑ مالک الملک اقلیم جود

علیؑ صاحب اختیار جہان ۔۔۔ علیؑ صاحب حکم بر آسمان

روانست تا عرش فرمان او ۔۔۔ ملائک چو حجاب دو دربان او

وصی نبی جفت پاک بتول ۔۔۔ فروزندہ شمع دین رسول

نگارندۂ پاک سر سبز دین ۔۔۔ برآرندۂ تیغ کفر از زمین

شنیده سند اِتما — رسانند و ما بمطلوب ما

خدار ا ثبات تزایجا داو — نبی را تظاہر ز ا مذا دا و

بدان تا نگردد نمازش قضا — خدا باز گرداند خورشید را

ببین نزد حق حشمتش را ببین — گران قدری طاعتش را ببین

برش مهر و مه را چه وزن و وقار — که گر خواهد آن صاحب اقتدار

بگرداند این طارم چنبری — بانگشت کهتر چو انگشتری

ندانی خدا مر علی را ولی — ندانی خدا تا ندانی علی

مومنین اب اس مقام پر اور چند اشعار سنیے جو مناسب آج کے ہین کیونکہ ہمکو اس مسئلہ سے کیا بحث ہی کہ بکر کا عمر نے گلا دبایا تو زید نے کہ پسر اکبر ہے خالد کے سنہ چونتیس ۳۴ ہجری مین بموقع بدلہ کسطرح سے لیا العاقل یکفیہ الاشارہ

بقول باذل علیہ الرحمہ کے ع

محمد همیرفت پیش از همه — که بودش بدل کینه بیش از همه

یکے دسته تیر در چنگ داشت — کز الماس پیکان او ننگ داشت

چو چشمش بروے خلیفه فتاد — قدم تند برداشت مانند باد

رسانید خود را باو بیدرنگ — بریش کثیفش بیازید چنگ

بدو گفت اے نغل نابکار — چه بسیار ماندی تو در روزگار

ز بدعت نمودی جهان را خراب — فگندی بدین نبی انقلاب

بگفت این و ریش پلیدش کشید — خلیفه شد آندم ز خود نا امید

بزاری باو گفت ای نوجوان — ندانی که هستم امام زمان

مباش اینقدر در بلا کم دلیر	گرفتم گناہے بود بس کبیر
محمد چو بشنید از و این خطاب	ز دینداری خویشتن در جواب
ہمان آیہ را او بگوشش رساند	کہ جبریل در غرق فرعون خواند
پس آن دستۂ تیر پیکان چو آب	بزد از عقب بر رخِ آن جناب
وزان پس کنانہ بنامی رسید	کہ بودش عمود ے بکف از حدید
زدان گرز را بر سر پیشوا	کہ از صدمہ او در آید ز پا
پس آن لاشہ را جملہ کینہ وران	گرفتند از چار سو در میان
بضرب دم خنجر و تیغ و تیز	نمودند اندام او ریز ریز
خلیفہ بغلطید بر روئے خاک	رخے پارہ پارہ تنِ پاک چاک

اس مقام پر قول سعدی شیرازی بھی دلچسپ ہے

تہ ابلیس بد کرد نیکی ندید	برِ پاک ناید ز تخم پلید

الا لعنة الله على القوم الظالمين وسيعلم الذين ظلموا
اى منقلب ينقلبون ؕ

تمام شد حصہ چہارم نہر المصائب

حصہ پنجم
نہر المصائب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی عظم اجور الباکین علی رزایا عترة سید المرسلین
والصلوٰة علی نبیه الذی حثنا بابقاء ذکرهم سلام الله علیه وعلیهم
اجمعین ولعنة الله علی اعدائهم الی یوم الدین اما بعد مخفی نرہے
کہ یہ ملخص و منتخب بحر المصائب مجلد دوم کا حصہ پنجم ہے اور مشتمل ہے اوپر حال ترتیبی
بعد شہادت جناب سید الشہدا روحی له الفداء یعنے روانگی اہل بیت اطہار طرف
کوفہ و شام کے اور حال رہائی اہل بیت رسالت و داخلہ مدینہ منورہ تک اور
اس حصہ کے آخر میں باقی حضرات معصومین علیہم السلام کی ولادت و فضائل
و شہادت ہے کہ تفصیل اسکی فہرس بالا سے ظاہر و ہویدا ہے و بالله التوفیق

مجلس اول

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ ذَکَرَنَا عِنْدَهُ فَبَکٰی لِمُصَابِنَا وَلِمَا اَصَابَنَا
مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهُ وَلَوْ کَانَتْ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار
میں منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن سنے ہمارے مصائب کو
اور روئے ان جور و ستم پر کہ جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت اطہار کو پہنچے ہیں
تو بخشیگا حق سبحانہ تعالے گناہ اس مومن کے اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا کے

ہوں وفی الکافی عن داؤد الرقی انہ قال انی کنت اسمع ابا عبد اللہ علیہ السلام اکثر ما یلح فی الدعاء علی اللہ بحق الخمسۃ یعنی محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین سلام اللہ علیہم اور کافی میں شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے میں نے سنا جناب صادق علیہ السلام کو کہ اکثر الحاح و زاری کرتے تھے دعا میں اور واسطہ حق پنجتن پاک یعنے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ اور جناب علی مرتضی اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبی اور حسین سید الشہدا صلوات اللہ وسلامہ علیہم کا دلاتے تھے کیونکہ مومنین جن حضرات کے واسطہ سے درگاہ الٰہی میں دعا مستجاب ہو آیا انصاف ہے اسکو یہ سزاوار تھا کہ انکو بظلم وستم زہر دیں اور قتل کریں اور انکے اہل بیت کو طوق و زنجیر میں جکڑ کے اسیر و مقید کریں اور شہر بشہر پھرائیں اور انکے حال زار کو دیکھکر مسرور ہوں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیں فی البحار عن مسلم الجصاص انہ قال دعانی ابن زیاد لعنہ اللہ لاصلاح دار الامارۃ بالکوفۃ چنانچہ بحار الانوار میں مسلم گچکار سے منقول ہے کہ کہا اسنے ایک مرتبہ ابن زیاد نے واسطے مرمت قلعہ کوفہ کے کہ وہ جائے حکومت تھا مجھے بلایا پس میں موافق حکم اُس لعین کے مرمت مکانات میں مشغول تھا فبینما انا اجصص الابواب واذا بالزعقات قد ارتفعت من جنبات الکوفۃ فاقبلت علی خادم کان معی وقلت لہ ما لی اری الکوفۃ تضج پس میں ایک روز مرمت دروازہ قلعہ کی کر رہا تھا کہ ناگاہ آواز شور وغل کی کوچہ ہائے کوفہ سے بلند ہوئی پس وہ شور عظیم سنکر میں نے اُس مزدور سے

کہ جو میرے پاس تھا پوچھا کہ اسوقت یہ شور وغل کوفہ مین کیسا برپا ہے آہ مومنین
کیسی عداوت تھی اُن اشقیا کو اولاد رسول سے کہ نام لینا ناگوار تھا قَالَ السَّاعَةَ
اَتَوا بِرَاسِ خَارِجِيٍّ خَرَجَ عَلٰى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ مَنِ الْخَارِجِيُّ
قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بلکہ اُس مزدور نے جواب دیا کہ سبب اسکا یہ ہے کہ
ایک شخص خارجی نے زمین عراق پر یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا پس لشکر یزید نے
اُسے مع اُسکے اصحاب اور اقربا کے قتل کیا اور سر اُنکے کاٹ کر اسوقت کوفہ مین
لاتے ہین اور تمام زن و مرد شہر کے واسطے تماشے کے جمع ہوئے ہین پس مین نے
اُس مزدور سے مکرر پوچھا کہ نام اُس دشمن یزید کا کیا تھا اُسنے جواب دیا کہ نام
اُنکا حسین بن علی تھا قَالَ فَتَرَكْتُ الْخَادِمَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ عِنْدِيْ فَلَطَمْتُ
وَجْهِيْ حَتّٰى خَشِيْتُ عَلٰى عَيْنَيَّ اَنْ تَذْهَبَا وَغَسَلْتُ يَدَيَّ مِنَ الْجِصِّ
وَخَرَجْتُ مِنْ ظَهْرِ الْقَصْرِ وَاَتَيْتُ اِلَى الْكُنَاسِ مسلم کہتا ہے کہ جب وہ
مزدور باہر گیا مین بہت رویا اور منہ اپنا اسقدر پیٹا کہ مجھے خوف پھوٹ جانے
آنکھون کا ہوا پس مین ہاتھ اپنے دھو کر پشت قصر سے اُتر کر محلہ کناس مین آیا
فَبَيْنَمَا اَنَا وَاقِفٌ وَالنَّاسُ يَتَوَقَّعُوْنَ وُصُوْلَ السَّبَايَا وَالرُّؤُسِ اِذَا
اَقْبَلَتْ نَحْوَ اَرْبَعِيْنَ شُقَّةً تُحْمَلُ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ جَمَلًا فِيْهَا الْحُرَمُ وَالنِّسَاءُ
پس مین وہان کھڑا تھا اور تمام مرد و زن کوفہ کے منتظر پہونچنے سرہاے شہدا اور
قیدیون کے تھے کہ ناگاہ چالیس اونٹ پر محملہاے جامہ بستہ کہ اُنمین عورات
و اطفال سوار تھے سامنے سے نمودار ہوئے وَاِذَا بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلٰى
بَعِيْرٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَاَوْدَاجُهُ تَشْخُبُ دَمًا وَهُوَ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ اور کہتا

مین دیکھا ایک شتر بے فرش و بے کجاوہ پر جناب امام زین العابدین علیہ السلام سوار ہین اور گلوے اقدس مین ایک طوق آہنی ایسا بھاری اور تنگ پڑا ہی کہ رگہائے گردن نازنین سے خون جاری ہی اور وہ حضرت اسوقت زار زار روتے ہین

اور فرماتے ہین ع

یا امۃ السوء لا سقیا لربعکم	یا امۃ لم تراع جدنا فینا
لو اننا و رسول اللہ یجمعنا	یوم القیمۃ ما کنتم تقولونا

ای بدترین امت بدکردار خداوند تمکو اپنے ابر رحمت سے سیراب نہ کرے کہ تمنے مطلق لحاظ ہمارے جد امجد کی حرمت کا ہمارے بارے مین نہ کیا ای امت جفا شعار جب بروز قیامت ہم اپنے نانا کی خدمت مین حاضر ہونگے اور وہ حضرت تمسے اس ظلم عظیم کا سوال کرینگے کہ آیا یہی اجر و عوض تھا میری نبوت و رسالت کا کہ جو تمنے بعد میرے میری اولاد سے کیا تو اسوقت تم کیا جواب

دوگے رسول خدا کو ع

تسیرونا علی الاقتاب عاریۃ	کانا لم نشید فیکم دینا
تصفقون علینا کفکم فرحا	وانتم فی فجاج الارض تسبونا
الیس جدی رسول اللہ ویلکم	اھدی البریۃ من سبل المضلینا

ای امت جفا کار کیا غضب ہی کہ تمنے دختران رسول خدا کو سر برہنہ اونٹون پر بٹھایا ہی اور مجھے شتر برہنہ پر سوار کرکے مثل بندیان ترک و دیلم کے مقید کرکے دیار بدیار پھراتے ہو گویا کہ ہم بانی بنائے دین اسلام کے نہین ہین اور علاوہ ان سب جور و ستم کے پر اور یہ ظلم عظیم ہی کہ ہماری اس ذلت پر خوش اور مسرور ہو

ہاتھ اپنے بجاتے ہو اور ہمین زمین پست و بلند اور ننگا پھاتے جبل مین قیدی بناکر
کھینچے پھرتے ہو کیا جد امجد ہمارے جناب رسول خدا نہین ہین کہ جن حضرت نے
تمام خلق کو راہ ضلالت و گمراہی سے پھیر کر طرف راہ راست کے ہدایت کی ہی
فَصَارَ نِسَاءُ هُمْ يُنَاوِلُونَ الْاَطْفَالَ الَّذِيْنَ عَلَى الْمَحَامِلِ التَّمْرَ وَالْخُبْزَ
وَالْجَوْزَ فَصَاحَتْ بِهِمْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ اِنَّ الصَّدَقَةَ
عَلَيْنَا حَرَامٌ وَصَارَتْ تَاْخُذُهَا مِنْ اَيْدِى الْاَطْفَالِ وَاَفْوَاهِهِمْ
وَتَرْمِىْ بِهَا اِلَى الْاَرْضِ یعنی جب اہل حرم قریب عورات اہل کوفہ کے کہ وہ سب
کوٹھو نپر واسطے تماشے کے جمع تھین آپہونچے تو اُن عورات سے حال زار اہل بیت
اطہار کا نہ دیکھا گیا سب رونے لگین اور ہر ایک عورت اُن قیدیون پر خرما
اور روٹیان اور جوز یعنے اخروٹ بطور تصدق کے پھینکنے لگین اُسوقت جناب
ام کلثوم نے اُن عورات سے بآواز بلند فرمایا کہ ای اہل کوفہ گو ہم اہل بیت رسالت
مقید ہو کر پھرائے جاتے ہین لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے صدقہ اولاد رسول خدا پر
حرام کیا ہی پس اُن معظمہ نے وہ خرما اور روٹیان اور جوز منھ اور ہاتھون سے
بچون کے لیکر پھینکدیئے حضرات افسوس ہزار افسوس اس روایت سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ بچے نہایت بھوکے تھے اور کیونکر یہ حال نہوتا کہ ساتوین محرم
اعدائے پانی تک بند کیا تھا ہائے افسوس یتیمان امام حسین پر کیا مصیبت گذری
قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ وَالنَّاسُ يَبْكُوْنَ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ اَطْلَعَتْ
رَاْسَهَا مِنَ الْمَحْمِلِ غرضکہ راوی کہتا ہی کہ وہ عورات اور تمام لوگ روتے تھے
مصیبت پر انکی بعد اُسکے جناب ام کلثوم نے سر اپنا محمل سے نکالا وقالت لھم

صِحْهِ یَا اَهْلَ الْکُوْفَةِ تَقْتُلُنَا رِجَالُکُمْ وَتَبْکِیْ عَلَیْنَا نِسَائُکُمْ فَالْحَاکِمُ بَیْنَنَا
وَبَیْنَکُمُ اللّٰهُ یَوْمَ فَصْلِ الْقَضَاءِ اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ عجب ہے کہ تمہارے
مردوں نے ہمارے وارثوں کو قتل کیا اور عورتیں تمہاری ہمارے اس حال پر
روتی ہیں پس جب وہ روز آئیگا کہ جس روز تمام قضایا عالم کے فیصل ہونگے
اُس روز خداوند قہار درمیان ہمارے اور تمہارے حکم بحق کریگا فَبَیْنَا کَذٰلِکَ
اِذَا بِصَیْحَةٍ قَدِ ارْتَفَعَتْ وَاِذَا بِهِمْ اَتَوْا بِالرُّؤُسِ یَقْدُمُهُمْ رَاْسُ
الْحُسَیْنِ وَهُوَ رَاْسٌ زُهَرِیٌّ قَمَرِیٌّ اَشْبَهُ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم
کہتا ہے کہ اسی اثنا میں ایک شور عظیم بلند ہوا اور یکایک بہت سے سر نیزوں پر
رکھے ہوئے نمودار ہوئے جب وہ قریب میرے آئے دیکھا میں نے کہ آگے ان سب
سروں کے سر انور امام حسین علیہ السلام کا ہے اور وہ سر مقدس مثل چاند کے
تابان ہے کہ وہ مشابہ تر ہے صورت میں رسول خدا سے لیے آتے ہیں وَلِحْیَتُهٗ
کَسَوَادِ السَّبَجِ قَدِ انْتَصَلَ بِهَا الْخِضَابُ وَوَجْهُهٗ دَارَةُ قَمَرٍ طَالِعٍ اور ریش
اُنکی مخضب ہے اور چہرہ پرنور انکا مثل ماہ تمام کے تابان و درخشان ہے وَالرِّیْحُ
تَلْعَبُ بِهَا یَمِیْنًا وَشِمَالًا وَیَقْرَاُ سُوْرَةَ الْکَهْفِ فَالْتَفَتَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ
عَلِیٍّ اِلٰی رَاْسِ اَخِیْهَا وَرَاَتْهُ عَلَی الرُّمْحِ فَنَطَحَتْ جَبِیْنَهَا بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ
حَتّٰی رَاَیْنَا الدَّمَ مِنْهُ کَالسَّیْلِ یَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ قِنَاعِهَا اور ہوا سے داہنے
اور بائیں اُس ریش مقدس کو حرکت و جنبش ہوتی تھی اور وہ سر انور سورہ
کہف کی تلاوت کرتا تھا پس یہ دیکھکر متوجہ ہوئیں جناب زینب دختر امیر المومنین
اور اُن معظمہ نے سر اٹھا اپنے بھائی امام حسین کا نیزہ پر دیکھا بیتاب ہوگئیں

اور سر اپنا چوب محمل پر زور سے مارا یہانتک کہ ہمنے دیکھا کہ خون تحت مقنع سے مثل
سیل کے جاری ہوا ہائے افسوس اس سے ظاہر ہی کہ پیشانی اطہر ان معظمہ کی شق
ہو گئی وَصَرَخَتْ وَاَوْمَتْ اِلَیْہِ وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ اور اس حالت بیقراری
مین ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اشارہ کیا طرف سر اقدس کے اور
بحسرت و یاس یہ بین کرتی تھین ع

یا ہلالاً لما استتم کمالا	غالہ خسفہ فابدا غروبا
ما توہمت یا شقیق فؤادی	کان ہذا مقدراً مکتوبا

ہائے ای چاند فلک امامت کے جو ابھی ماہ کامل ہوا تھا کہ دفعۃً اُسے گہن لگ گیا
اور غروب کر گیا ای پارہ جگر یہ امر مطلق میرے وہم مین نہ تھا کہ تقدیر مین ہماری
یون لکھا ہی کہ سر انور تمہارا نیزہ پر ہو اور ہم ستمدیدہ قید ہو کر شہر بشہر پھرائی جائے

یا اخی فاطمۃ الصغیرۃ کلمہا	فقد کاد قلبہا ان یذوبا
یا اخی قلبک الشفیق علینا	ما لہ قد قسی وصار صلیبا

ای برادر مظلوم اس اپنی بیٹی فاطمہ صغری سے کچھ باتین کیجیے کہ آپکے سکوت سے
قریب ہی کہ وہ بچی مر جائے ای بھائی تمہین تو ہمسے ایسی محبت تھی کہ ہمارے
ادنے رنج والم سے آپکو نہایت ہی رنج وغم ہوتا تھا اور ہماری مصیبت کو ایک
آن بھی نہ دیکھ سکتے تھے اب معلوم نہین کہ آپ ہمسے کیون ناراض ہو گئے ہین
کہ ہمپر انواع واقسام کی مصیبتین گذرتی ہین اور ہاتھ مین ان دشمنون کے گرفتار
ہین اور آپ دیکھتے ہین اور ہماری حمایت نہین کرتے ع

یا اخی لو تری علیاً لدی الاسر	مع الیتیم لا یطیق وجوبا

بِذُلٍّ تَفِيضُ دُمُعًا سَكُوبًا	كُلَّمَا أَوْجَعُوهُ بِالضَّرْبِ نَادَاكِ

ای برادر مظلوم اگر آپ دیکھتے مصیبت کو اپنے فرزند دلبند زین العابدینؑ کی کہ وہ مظلوم ایک تو بیمار دوسرے یتیم و ناچار کہ چلنے کی طاقت بھی نہین رکھتا ہے اور گراں تر تاہی اسیران بیرحمون نے اُس علیل کو بقید سخت گرفتار کیا ہے اور وہ ایسا ناتوان ہوگیا ہے کہ تحمل ان مصائب شدیدہ کا اُس سے دشوار ہے اور زیادہ ان سب مصائب سے یہ مصیبت ہے کہ اس ضعف و بیماری پر اسے تازیانے لگاتے ہین اور اس حالت بیکسی مین کوئی فریادرس اُسکا نہین ہے پس وہ مظلوم بار بار آپکو اس حالت کرب و تکلیف مین پکارتا ہے اور زار زار روتا ہے ؎

وَسَكِّنْ فُؤَادَهُ الْمَرْعُوبَا	يَا أَخِي ضُمَّهُ إِلَيْكَ وَقَرِّبْهُ
بِأَبِيهِ وَلَا يَرَاهُ مُجِيبَا	مَا أَذَلَّ الْيَتِيمَ حِينَ يُنَادِي

ای بھیا فرزند بیمار آپکا ظلم سے ان ظالموں کے نہایت خائف و ترسان ہے پس آپ فرزند علیل کو اپنے سینہ سے لگا لیجیے کہ یہ باعث اُسکی تسکین کا ہوگا اور کمال تاسف ہے حال پر ایسے یتیم کے کہ جو وقت مصیبت کے اپنے باپ سے فریاد کرے اور وہ اُسکی فریاد کو نہ پہونچے اور نہ کچھ اُسے جواب دے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

مجلس دوم

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے اور ترتیل تلاوت قرآن کر اور علین السیات مین ہے کہ

مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کہ ترتیل خیال رکھنا وقف کا ہے اور ادا کرنا حروف کا اور ایک
حدیث میں یون ہے کہ اُن حضرت سے تفسیر ترتیل کی پوچھی فرمایا کہ حروف کو خوب
ظاہر کرو اور جلد نہ پڑھو جسطرح کہ عرب شعر پڑھتے ہین اور آیتین جدا نہ کرو حرفون کو
مانند اُس ریت کے جو جھڑکتے ہین اور چاہیے متوجہ قرآن کے معانی پر ہونا اور
ساتھ رقت و خشوع کے پڑھنا اور جب آیہ رحمت پر پہونچے تو خدا سے طلب
رحمت کرے اور جب آیہ عذاب پر پہونچے تو خدا سے پناہ مانگے اور حضرت
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن ساتھ حزن کے نازل ہوا ہے پس
اُسکو حزن سے پڑھو اور ثواب ختم قرآن اور تلاوت آیہ قرآن کا کتب احادیث
مین بکثرت ہے منجملہ اُسکے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے
کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن ایک شب مین دس آیہ پڑھے اُسکو
غافلون مین نہ لکھین گے اور اگر ایک شب مین پچاس آیہ پڑھے تو اُسکو ذاکرین
مین لکھین گے اور اگر سو آیہ پڑھے تو اُسکو قانتین مین لکھین گے اور اگر دو سو
آیہ پڑھے اُسکو خاشعین مین لکھین گے اور اگر تین سو آیہ پڑھے اُسکو رستگار
اور فائزین مین لکھین گے اور اگر پانچ سو آیہ پڑھے اُسکو اُس جماعت مین
لکھین گے جو عبادت خدا مین بہت کوشش و سعی کرتے ہون اور اگر ہزار آیہ
پڑھے تو اُسکے واسطے ایک قنطار حسنات و نیکی سے لکھین گے کہ ہر قنطار پندرہ
ہزار مثقال طلا سے ہو اور ہر مثقال چوبیس ہزار قیراط ہو اور ہر قیراط کا خرد
ترین مانند کوہ اُحد کے ہو اور بزرگترین اُسکا مثل مابین زمین و آسمان کے ہو

اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
جو مومن ایک حرف قرآن مجید کا سُنے بے اسکے کہ پڑھے تو حق سبحانہ تعالی اُسکے
واسطے ایک ثواب لکھیگا اور ایک گناہ محو کریگا اور ایک درجہ آخرت مین
اُسکے واسطے بلند کریگا اور فرمایا اُن حضرت نے مین یہ نہین کہتا ہون کہ موافق
ہر آیہ کے اُسکو یہ ثواب دیتے ہین بلکہ موافق ہر حرف کے درگاہ الٰہی سے یہ
ثواب دیتے ہین اور حفظ قرآن مجید کا بھی ثواب بکثرت ہی چنانچہ عین الحیات
مین بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
جس مومن کا حافظہ کم ہو اور قرآن مجید کو مشقت سے حفظ کرے تو حق سبحانہ
تعالی اُسکو دونا اجر کرامت فرماتا ہی اور فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ و آلہ نے کہ حق سبحانہ تعالی عذاب نہین فرماتا ہی اُس دل کو جو کہ قرآن
حفظ کرے حضرات حفظ کرنا کئی طرح کا ہی حفظ کرنا صرف الفاظ کا اور
حفظ کرنا الفاظ کا مع معنے کے اور حفظ کرنا الفاظ و معنے دونون کا اور اُسپر
عمل کرنا کہ یہ نسبت ایک دوسرے کے افضل ہی اور احادیث مین ہر سورہ
کی فضیلت اور خواص اور اجر و ثواب پڑھنے اور حفظ کرنے کا وارد ہی چنانچہ
سورہ کہف کے بارے مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہی
کہ جو مومن اس سورہ کو پڑھے وہ داخل جنت ہوگا اور حضرت صادق
علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن سورہ کہف کو
ہر شب پڑھے تو وہ شہید مریگا یعنے مرتبہ شہادت کا پائیگا حضرات یہ مرتبہ
تو حالِ حیات مین پڑھنے کا مومن کو حاصل ہوگا اور اگر خاصان خدا سے

کوئی بزرگوار بعد شہادت کے بحزن و رقت اور بخشوع پڑھے تو اسکا کیا
مرتبہ پیش خدا ہوگا جیسا کہ سر اقدس مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم
وجفا اسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہداء ؏

اور یگانہ دریاے مجمع البحرین	بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام نے سورہ کہف کی نیزہ طویل پر ترتیل تلاوت فرمائی ہے دو
ابومخنف عن ابن حبیب انہ قال فوقفوا بباب خزیمۃ ساعۃ فسمعت
من راس الحسین علیہ السلام انہ یقرء سورۃ الکہف چنانچہ
ابومخنف نے ابن حبیب سے روایت کی ہے کہ کہا اُسنے جب اشقیاے کوفہ و شام
مع سرہاے شہدا اور اہل بیت رسالت کے داخل کوفہ ہوے اسوقت وہ سب
ملعون ایک ساعت دروازۂ خزیمہ پر ٹھہرے رہے پس سر اقدس امام حسین
علیہ السلام سے جو مثل آفتاب کے تابان تھا سنا مین نے کہ حضرت سورۂ کہف
کی تلاوت فرماتے ہیں الی ان بلغ قولہ تعالی ام حسبت ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا ۝ فبکیت وقلت واللہ
ہذا امر فظیع اللہم انک علی کل شیء قدیر ففرغ راسہ من السورۃ
یہانتک کہ آیۂ کریمہ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کی تلاوت کی کہ
خداوند عالم فرماتا ہے تحقیق کہ حکایت اصحاب کہف اور رقیم کی ہماری آیات
عجیبہ سے ہے ابن حبیب کہتا ہے کہ یہ سنکر مین بہت رویا اور کہا مین نے بار الہا
تو ہر چیز پر قادر و توانا ہے کہ یہ سر انور جو تن اطہر سے جدا ہے تلاوت قرآن مجید
کرتا ہے پس کہا مین نے قسم بخدا اے فرزند رسول مختار قصۂ اصحاب کہف او

رقیم سے قصہ آپکا زیادہ تر عجیب ہی اسلیے کہ قیامت یہ ہی سر فرزند رسول کا کاٹ کر
نیزہ پر رکھا ہی اور دختران فاطمہ زہرا مقید ہیں اور بکمال مذلت بازاروں میں
پھرائی جاتی ہیں پس اُن حضرت نے تمام سورہ کہف کی تلاوت فرمائی و فی
المُقتَلِ عَن زَیدِ بنِ اَرقَمَ اَنَّہٗ قَالَ فَلَمَّا اَتَوا بِرَاسِ الحُسَینِ فِی الکُنَاسَۃِ
وَ دُیِّرَ بِہٖ فِی سِکَکِہَا کُنتُ جَالِسًا فِی غُرفَۃٍ وَکَانَ لَہَا رَوشَنٌ مُحَاذِیًا
بِالسُّوقِ اور مقتل ابو مخنف میں زید بن ارقم سے یوں منقول ہی کہ کہا اُسنے جبکہ سر اطہر
جناب امام حسینؑ کا اشقیا نے داخل شہر کوفہ کیا اور ہر کوچہ و بازار میں اُس شہر کے
پھرانے لگے اُسوقت میں ایک کھڑکی میں کہ آگے اُسکے برآمدہ تھا بیٹھا تھا وَاِذَا
بِاَعلَامٍ وَطُبُولٍ اَمَامَ الرَّاسِ فَاَشرَفتُ عَلَیہِم وَاِذَا بِالرَّاسِ عَلٰی قَنَاۃٍ
وَالنُّورُ یَسطَعُ مِنہُ کَنُورِ رَسُولِ اللّٰہِ ص پس وقت دیکھا میں نے کہ آگے آگے
بہت سے نشان کشادہ و پرچم ہیں اور ساتھ اُنکے طبل اور نقارے بجتے آتے ہیں
اور پیچھے اُنکے بہت سے سر ہیں یہ دیکھکر میں نے سر اپنا باہر کھڑکی کے نکالکر دیکھا کہ
ایک سر اقدس نیزہ بلند پر رکھا ہوا ہی اور نور اُس سر اطہر سے مثل نور چہرۂ انور
رسول خدا کے درخشاں ہی فَاذَابَ بِہٖ قَلبِی فَلَمَّا حَاذَانِی سَمِعتُ اَنَّہٗ
یَقرَءُ سُورَۃَ الکَہفِ بِصَوتٍ حَسَنٍ وَتَرتِیلٍ لَطِیفٍ اَنَّ اَصحَابَ
الکَہفِ وَالرَّقِیمِ کَانُوا مِن اٰیَاتِنَا عَجَبًا پس یہ دیکھکر دل میرا کمال مغموم
و محزون ہوا جب وہ سر اطہر اُس برآمدہ کے برابر آیا تو سُنا میں نے کہ وہ سر انور
آیۂ وافی ہدایہ اَنَّ اَصحَابَ الکَہفِ وَالرَّقِیمِ کی ایسی آواز حسین اور ترتیل لطیف سے
تلاوت فرماتا ہی کہ صاف حروف معلوم ہوتے ہیں فَاَطَمتُ وَجہِی وَنَادَیتُ

یا ابن رسول اللہ حمل راسك وقتلك اعجب من قصۃ اصحاب
الکھف زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب اس آیہ کو سنا تو مین نے منہ اپنا پیٹ لیا
اور کہا مین نے کہ اے فرزند رسول خداؐ حکایت آپکے قتل کی اور قصہ آپکے سر اطہر کے
نیزہ پر رہنے کا قصہ اصحاب کہف سے بمراتب اعجب ہے فاقبلت النساء
علی اقتاب الجمال فی حجورھن الاطفال وھن فی نوح وعویل پس وہ
اشقیا سر انور کو لیکر وہان سے کچھ آگے بڑھے تھے کہ دیکھا مین نے کہ پیچھے پیچھے عورات
مخدرات شتران بیکجاوہ پر سوار ہین جنپر کچھ فرش و پردہ نہ تھا بجز پالان کے
اور گود مین انکی اطفال خردسال ہین اور وہ سب عورات اپنے حال زار کو
بحسرت و یاس نوحہ کرکے یہ کہتی ہین واجداہ وا محمداہ لیتك تنا ھذا
بھذہ الحال عراۃ علی اقتاب الجمال یا رسول اللہ یا جداہ کاش اسوقت
آپ ہمارے اس حال کو ملاحظہ کرتے کہ ہم کسطرح سے شتران بیکجاوہ پر ننگے
سوار ہین اور کوئی اسوقت بیکسی مین ہمارا فریادرس نہین ہے قال فازداد
حزنی وبکائی فسمعت ھاتفا ینادی

راس ابن بنت محمد ووصیہ	یا للرجال علی قناۃ یرفع
والمسلمون بمنظر وبمسمع	لا جازع منھم ولا متوجع

زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب یہ مصیبت اہلبیت اطہار کی مین نے دیکھی اور بھی
حزن والم میرا زیادہ ہوا اور اسی حالت مین سنا مین نے کہ ایک ہاتف غیب
یہ آواز دیتا ہے ہائے افسوس کہ یہ امت جفا کار سر اطہر اپنے نبی کے نواسے کا
نیزہ پر رکھکر جابجا پھراتے ہین اور مقام تاسف ہے کہ جو لوگ اپنے تئین مسلمان

کہتے ہین وہ سب واسطے تماشا دیکھنے سر انور کے جمع ہوے ہین اور کوئی اُنمین ایسا نہین ہی کہ دل اُسکا بیکسی پر اولاد رسول خدا کی مغموم ہو بلکہ ہر ایک مسرور وخوش ہو کے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہے ؎

مَنَعُوا زُلَالَ المَآءِ اٰلَ مُحَمَّدٍ	وَغَدَتْ ذِئَابُ البَرِّ فِیْهِ تَکَرَّعُ
عَیْنٌ عَلَاهَا الکُحْلُ فِیْهِ تَفَقَّئَتْ	وَیَدٌ نُصَافِحُ فِی البَرِیَّةِ تُقْطَعُ

اور مقام تاسف ہی کہ جس پانی سے جانور تک سیراب ہون وہ پانی اولاد رسول خدا پر کئی روز تک بند رہے اور فرزندان ساقی کوثر کو ایک قطرہ پانی کا میسر نہو یہانتک کہ تشنہ لب قتل ہون پس نابینا ہون وہ آنکھین کہ جو بعد ایسی مصیبت عظمیٰ کے بخوشی سُرمگین ہون اور قطع ہون وہ ہاتھ کہ جو مصائب اولاد رسول خدا پر مصافحہ بسرور کرین زید بن ارقم کہتے ہین کہ یہ آواز ہاتف کی سُنکر مین روتے روتے بیہوش ہوگیا آہ مومنین کیا انقلاب ہی ایک زمانہ وہ تھا کہ جناب امیر المومنین سلطان کوفہ اور حجاز تھے اور جناب زینبؑ و امّ کلثوم شاہزادیان کہلاتی تھین آہ آہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے وہی شاہزادیان عالم کی اسیر و مقید ہو کر بلا ردا سے عام میں بے نقاب بازار کوفہ مین پھرائی جاتی تھین اور بنی اُمیہ اُنکے حال زار پر مسرور تھے

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

مجلس سوم

فِی البِحَارِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ اِسْتَقْرَضَ مِنْ یَهُوْدِیٍّ شَعِیْرًا فَاسْتَرْهَنَهٗ شَیْئًا فَدَفَعَ اِلَیْهِ مُلَائَةَ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ رِهْنًا وَکَانَتْ مِنَ الصُّوْفِ

بحار الانوار مین منقول ہو کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ
السلام نے ایک یہودی سے کچھ جو بطور قرض کے طلب فرمائے اُسنے عرض کیا کہ
کوئی چیز گرو کر دیجیے تو مین جو حاضر کرون یہ سنکر حضرت دولتسرا مین تشریف لائے
چونکہ مال دنیا سے وہان کچھ نہ تھا لاچار چادر جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی کہ
لیف خرما کی تھی اُس یہودی کے پاس رہن رکھی فَادْخَلَهَا الْيَهُودِيُّ اِلٰى
دَارِهٖ وَوَضَعَهَا فِي بَيْتٍ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ دَخَلَتْ زَوْجَتُهُ الْبَيْتَ
الَّذِي فِيهِ الْمُلَاءَةُ بِشُغْلٍ فَرَأَتْ نُورًا سَاطِعًا فِي الْبَيْتِ اَضَاءَ بِهِ
كُلُّهُ پس اُس یہودی نے اُس چادر کو لیکر ایک حجرہ مین اپنے گھر کے رکھا جب
رات ہوئی تو اُسوقت زوجہ اُس یہودی کی اس حجرہ مین کسی ضرورت سے داخل
ہوئی جہان وہ چادر تھی پس دیکھا اُسنے کہ ایک ایسا نور ساطع و بلند ہو کہ اُسکی
ضیاء اور روشنی سے تمام گھر منور ہے فَانْصَرَفَتْ اِلٰى زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ بِاَنَّهَا
رَأَتْ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ ضَوْءًا عَظِيمًا فَتَعَجَّبَ الْيَهُودِيُّ زَوْجُهَا
وَقَدْ نَسِيَ اَنَّ فِي بَيْتِهٖ مُلَاءَةَ فَاطِمَةَ فَنَهَضَ مُسْرِعًا وَدَخَلَ الْبَيْتَ
فَاِذَا ضِيَاءُ الْمُلَاءَةِ يَنْتَشِرُ شُعَاعُهَا كَاَنَّهُ يَشْتَعِلُ مِنْ بَدْرٍ مُنِيرٍ يَلْمَعُ
مِنْ قَرِيبٍ یہ دیکھکر وہ اپنے شوہر کے پاس آئی اور اُسکو خبر دی اُس روشنی
عظیم سے کہ جو حجرہ مین دیکھی تھی پس وہ یہودی شوہر اُسکا متعجب و متحیر ہوا اسلیے
کہ وہ فراموش کر گیا تھا کہ اُس حجرہ مین چادر جناب سیدہ کی ہو پس یہ سنکر
فوراً اُٹھا اور داخل حجرہ ہوا یکایک دیکھا کہ ایک شعاع اور روشنی قریب
اُس چادر کے مانند ماہ کامل کے تابان و درخشان ہو فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ

فَانْظُرُوا النَّظَرَ فِي مَوْضِعِ الْمُلَاءَةِ فَعَلِمُوا اَنَّ ذٰلِكَ النُّوْرَ مِنْ مُلَاءَةِ فَاطِمَةَ فَخَرَجَ الْيَهُوْدِيُّ يَعْدُوْا اِلٰى اَقْرِبَائِهَا فَاجْتَمَعَ ثَمَانُوْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ فَرَاَوْا ذٰلِكَ فَاَسْلَمُوْا كُلُّهُمْ پس یہ کرامت دیکھکر وہ یہودی متعجب ہوا اور بغور اُس چادر کے مقام کو دیکھا اور معلوم کیا کہ یہ نور ساطع اور درخشان چادر جناب سیدہ کا ہے پس وہ یہودی باہر آیا اور اپنے قوم و قبیلہ کے لوگون کو بلایا اور اسی یہود جمع ہوئے اور یہ کرامت ظاہرہ مشاہدہ کرکے سب مشرف باسلام ہوئے حضرات سنا آپنے کہ یہود تو چادر جناب سیدہ کی یہ کرامت و شرف دیکھکر مسلمان ہون وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر کہ جو مدعی اسلام تھے ہائے افسوس اُن بیحیاؤن نے بعد شہادت مظلوم کربلا کے جناب سیدہ کی بیٹیون کو بے مقنعہ و چادر شتران بیکجاوہ و عماری پر سوار کرکے شہر بشہر پھرایا اور کچھ رعایت جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا علیہما السلام کی نہ کی۔ فی الانوار النعمانیہ عن رجل من شیعۃ امیر المؤمنین علیہ السلام اَنَّهٗ قَالَ قَدْ اَخْطَيْتُ خَطِيْئَةً وَجَنَيْتُ جِنَايَةً وَلَوْ لَمْ تُغْفَرْ لِيْ لَمَا شَكَكْتُ اَنِّيْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ چنانچہ انوار نعمانیہ مین ایک شخص شیعہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کہا اُسنے مجھ سے وہ گناہ سرزد ہوا ہے کہ اگر خداوند غفار وہ گناہ میرا نہ بخشے تو بے شبہ مین اہل نار سے ہون۔ لِاَنِّيْ كُنْتُ بِالْكُوْفَةِ وَنَفْسِيْ مُسْتَوْحِشَةٌ مِمَّا اَرٰى مِنْ تَغَيُّرِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بضرورت مجھے چند روز اتفاق اقامت کوفہ کا ہوا اور وہ ایام ایسے وحشتناک تھے کہ خود بخود دل میرا محزون

مغموم رہتا تھا اور رنگ دن و رات کا ایسا متغیر نظر آتا تھا کہ اُس تغیر کو دیکھکر
دل خوف سے کانپتا تھا لانّی رأیتُ جدران الکوفۃِ کانّھا مطلیّۃٌ بدمٍ
عبیطٍ والنّاسُ فی دھشۃٍ وحیرۃٍ شدیدۃٍ ایسے کہ جس در و دیوار
کوفہ کو میں دیکھتا تھا اُسپر خون تازہ چھڑکا ہوا نظر آتا تھا اور ہر شخص باشندگان
کوفہ سے نہایت حیرت و وحشت میں تھا وھُم لا یعلمون من سببہٖ فبینا
انا کنتُ واقفًا متحیّرًا فی السّوقِ فسمعتُ تکبیرَ العسکرِ اور اُنمیں سے
کسی کو سبب اسکا معلوم نہوتا تھا جب کئی روز اسی حال میں مجھے گذرے ایک
روز میں بازار میں مغموم و محزون کھڑا تھا ناگاہ ایک جانب سے آواز تکبیر
اہل فوج کی میرے کان میں آئی فنظرتُ الی الجھۃِ الشّرقیّۃِ فرأیتُ
الرّؤسَ مرفوعًا علی الرّماحِ والنّساءَ باکیاتٍ راکباتٍ علی الجمالِ
پس جب میں نے جانب مشرق نگاہ کی دیکھا کہ آگے بہت سے سر نیزوں پر
رکھے ہیں اور پیچھے اُنکے بہت سی عورات اور بچّے اونٹوں پر سوار ہیں اور وہ
سبکے سب روتے ہوے آتے ہیں وبینھنّ بناتٌ صغارٌ ووجوھھنّ کالاقمارِ
ورأیتُ شابًّا مریضًا مقیّدًا بقیدِ الحدیدِ علی جملٍ ورجلیہ
مشدودین من تحتِ بطنِ النّاقۃِ والدّمُ یسیلُ من ساقیہ اور
اُن عورات میں کئی صاحبزادیاں بہت کمسن مثل ستارہاے تاباں ہیں اور
دیکھا میں نے کہ ایک نوجوان نہایت بیمار و ناتوان ایک شتر لاغر پر سوار اور
گلے میں اُسکے طوق آہنی ہی اور ہاتھ اُسکے زنجیر سے بندھے ہیں اور دونوں پانوں
اُس مریض کے شکم سے اونٹ کے اِس بیرحمی سے کھینچکر باندھے ہیں کہ صدمہ سے

رسیونکے دونون پنڈلیان اُنکی زخمی ہوکر اُنسے خون جاری ہی حضرات تصور کیجیے
کہ علاوہ اس اذیت کے جب تمازت آفتاب سے وہ طوق و زنجیرہاے آہنی
گرم ہوتے ہونگے تو اُس بیمار کو کیا صدمہ ہوتا ہوگا وَھُوَ یَتَأَوَّہُ مِنَ الأذٰی
فَدَنَوْتُ اِلیٰ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ لِاَسْئَلَھَا مِنْ حَالِھَا غرضکہ راوی کہتا ہی
اُس حالت مین سنا مین نے کہ وہ بیمار و ناتوان بسبب تکلیف شدید کے آہ آہ
کرتا ہی پس مین بقصد اسکے کہ کسی سے اُن عورات مین سے پوچھون کہ یہ سر کسکے ہین
اور تم کون ہو پس مین اُنمین سے قریب ایک کے گیا فَلَمَّا رَفَعْتُ رَاسِیْ وَ
نَظَرْتُ اِلَیْھَا صَرَخَتْ عَلَیَّ صَرْخَۃً عَظِیْمَۃً وَقَالَتْ یَا ھٰذَا اَمَا تَسْتَحْیِیْ
مِنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ تَنْظُرُ اِلَیْنَا پس جب مین قریب ایک اونٹ کے گیا تو مین نے
سر اُٹھا کر اُس معظمہ کیطرف نگاہ کی اور چاہتا تھا کہ کچھ پوچھون کہ دفعتہ اُسنے
با آواز ہیبت ناک ایسا غصہ سے جھڑکا کہ حواس میرے بجا نہ رہے اور کہا مجھ سے
کہ اے شخص آیا تجھے حیا اور کچھ خوف خدا و رسول کا نہین ہی کہ تو ہم بیبیون کیطرف
دیکھتا ہی فَسَقَطْتُ عَلیٰ وَجْھِیْ مَغْشِیًّا عَلَیَّ فَلَمَّا اَفَقْتُ مِنْ غَشْوَتِیْ اِذَا ھُمْ
قَدْ بَعُدُوْا عَنِّیْ فَقُمْتُ اَعْدُوْا حَتّٰی وَصَلْتُ قَرِیْبًا مِنَ الْکَرِیْمَۃِ الَّتِیْ
قَدْ نَھَتْنِیْ پس ہیبت سے اُس آواز کی مجھے غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا
مین نے کہ وہ قطار اونٹون کی مجھ سے بہت دور ہو گئی ہی پس اُس حالت مین
دوڑا مین اور قریب ناقہ اُسی معظمہ کے کہ جنھون نے مجھے جھڑکا تھا پہونچا
فَنَادَیْتُ بَیْنَ یَدَیْھَا وَاَطْرَقْتُ رَاسِیْ حَیَاءً مِنْھَا وَبَکَیْتُ وَھِیَ
مَشْغُوْلَۃٌ بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ پس مین بکمال ادب دست بستہ سر جھکا کر سامنے

انکے گھرا ہوا اور مارے ندامت کے رونے لگا اور وہ معظمہ اس حالت مین مشغول
بگریہ و بکا تھین فالتفتت الیّ وقالت لی ما یبکیک قلت بکائی علیکم
وعلی ما اصابکم فانی اری لکم ھیبۃ عظیمۃ وشانا جلیلا وفوادی
ینصدع من رؤیتکم وعینی تدمع من حزنی علیکم پس مجھے روتا دیکھکر
وہ مخدومہ میری طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی اور کیون
روتا ہی مین نے عرض کی کہ ای مخدومہ کونین مین آپکو اس مصیبت عظمی مین
مبتلا دیکھکر روتا ہون اور دل میرا آپکی بیکسی پر شق ہوتا ہی اور آپکی اس عظمت
وجلالت شان سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کسی خاندان عالی سے ہین وما
رایت سبیا کسبیکم ولا مقتولا مثل مقتولکم لکنی لو اعرفکم فاطرقت
راسها حیاء منی وقالت یا ھذا اتعرف محمدا ن المصطفی قلت کیف لا
وھو نبیی وشفیعی یوم القیمۃ اور جو جلالت قدر و منزلت آپ سے اوران
سرون سے مشاہدہ کرتا ہون مین نے کبھی ایسے قیدی اور مقتولین نہین دیکھے
ہین یہ سنکر اس مخدومہ نے حیا سے سر اپنا جھکا لیا اور فرمایا کہ ای شخص آیا تو
جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ کو جانتا ہی مین نے کہا کہ مین انکو کیونکر نہین
جانتا ہون کہ وہ حضرت میرے نبی ہین اور شفیع ہین میرے اور تمام گناہگاران
امت کے بروز قیامت فقالت لی اما تعرف علیا قلت کیف لا وھو
امامی وسیدی قالت یا ھذا انی زینب بنت علی وھذہ سبایا
بنات رسول اللہ وذلک الراس المرفوع علی الرمح راس اخی
الحسین علیہ السلام لقد قتلوہ فی طف کربلا بلا جرم وجنایۃ

پھر مجھ سے فرمایا کہ ای شخص آیا تو جناب علی مرتضیٰ سے بھی واقف ہو مین نے کہا کہ وہ حضرت میرے امام اور پیشوا اور وصی رسول خدا ہین آہ یہ سنکر فرمایا کہ اے سعاد تمند مین زینب دختر جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب ہون اور یہ سب قیدی بیبیان ہین جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کی اور یہ سر اقدس جو نیزہ پر بلند ہی یہ سر ہی میرے بھائی امام حسین علیہ السلام کا کہ ان ظالمون نے بیجرم و خطا اُس مظلوم کو زمین کربلا پر تشنہ لب قتل کیا ہی فقلت یا سیدتی عرفتک وعرفت الراس لکن اخبرینی من هذا الصبی المقید المشدود جه ساقاه من بطن الناقة فقالت خلیفة الماضین وثمال الباقین امام بعد ابیه علی بن الحسین پھر مین نے عرض کی کہ ای شاہزادی میری اسم مبارک سے آپکے اور اس سر اقدس کے حال سے تو مین واقف ہوا لیکن یہ طفل بیمار و علیل کہ جو زنجیر و طوق سے جکڑا ہوا ہی اور جسکے پانؤن مین رسیان باندھکر شکم سے اونٹ کے باندھ رکھا ہی یہ کون ہی بس جناب زینب بہت روئین اور فرمایا کہ ای شیخ یہ یادگار ہے اپنے سب بزرگونکا اور یہ حامی و سرپرست ہی ہم سب بیوون اور یتیمون کا اور یہ امام ہی خلق کا بعد اپنے باپ امام حسین کے اور نام اسکا علی ہی فلما تم کلامها عرفت راسی بحجر حتی انکسر و مزقت ثیابی وخدشت وجهی وقلت یا سیدتی قلع الله عینا تنظر الیکم بحیا نه انا من محبیکم وعبیدکم وعزیز علی ما اصابکم یہ سنکر مین نے سر اپنا اس زور سے پتھر پر دے مارا کہ شق ہو گیا اور گریبان اپنا اس غم مین چاک کیا اور منہ اپنا

استقدر رو جا اور پیٹا کہ خون جاری ہوا اور عرض کی مین نے کہ ای مخدومۂ عالم
نابینا ہو جائین وہ آنکھین جو بنگاہ خیانت آپکی طرف دیکھین اور مین غلام
آپکے شیعون سے ہون اور بہت دشوار ہی مجھپر کہ مین آپکو اس مصیبت عظمی مین
مبتلا دیکھون فقالت لی اذا کنت محبا لنا فلو لا نصرتنا فقلت یاسیدتی
سوء حظی اخرنی عن نصرتکم

بذلت نفسي وهذا جل مقدوري		ولو شهدت غداة الطف شيعتهم

پس اُن معظمہ نے فرمایا کہ ای شخص اگر تو ہمارے شیعوں اور دوستون سے ہی تو پھر
کیون تونے ہماری نصرت اور مدد نہ کی مین نے عرض کی کہ ای شاہزادی
میری بدطالعی میری نے ایسی سعادت دارین سے مجھے محروم رکھا افسوس
صد افسوس کہ مین روز عاشورا معرکۂ کربلا مین حاضر ہوا اگر مین اُس روز
حاضر ہوتا تو ضرور جان عزیز اپنی قدم مبارک پر اپنے آقا کے فدا کرتا کہ سوا
جان نثار کرنے کے اور مجھ سے کیا نصرت ہو سکتی تھی مگر افسوس کہ مین بسبب
اپنی بدقسمتی کے اس سعادت ابدی سے محروم رہا الا لعنة الله علی
القوم الظالمین

مجلس چہارم

قال الصادق علیه السلام من بکی علی الحسین او ابکی او تباکی
وجبت له الجنة بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا جناب صادق
علیه السلام نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین
علیه السلام کی یا کسیکو رلائے یا اپنے تئین بتکلف رلائے بہشت ان سب پر

واجب ہو وقال علیہ السلام کُلُّ عینٍ باکیۃٌ یومَ القیمۃ الّا عینٌ بکت علی الحسین علیہ السلام فانہا ضاحکۃٌ مستبشرۃٌ بنعیم الجنّۃ
اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے تمام آنکھیں اہل محشر کی گریان ہونگی مگر جو آنکھ کہ دار دنیا مین روئی ہوگی مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی پس صاحب اسکا اُس روز خندان و فرحناک ہوگا بسبب نعماے جنت کے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہو گریہ کنندگان مظلوم کربلا کا پس تصور کیجیے اُن مصائب کو کہ جو اُس جناب پر گذرے ہین اور گریہ و بکا کیجیے اُن حضرات اہل بیت کے حال پر کہ بعد شہادت امام حسین ؑ کے مقید ہو کر کیسی کیسی مصیبتوں مین مبتلا رہے فی مقتل ابی مخنف وغیرہ انّہ لمّا دخل الکفرۃ اللئام برأس الحسین علیہ السلام واھلبیتہ علی ابن زیاد وھو فی مجلس عامٍّ وقد غصّ مکانہ بالخواصّ والعوامّ جنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہو کہ جب اشقیاے کوفہ و شام مع سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت اطہار کے سامنے ابن زیاد کے پہونچے اُسوقت وہ لعون مجمع عام مین مسند حکومت باطلہ پر بیٹھا تھا اور وہ دار الحکومت لوگون سے بھرا ہوا تھا واقیم سیّد الساجدین مکتوف الیدین بین یدیہ فقال الملعون منہ ما اسمک ومن انت قال انا علیّ بن الحسین ؑ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو کہ دونون ہاتھ اُنکے زنجیرون سے بندھے تھے سامنے اُس ملعون کے کھڑا کیا پس وہ شقی

طرف اُس مظلوم کے متوجہ ہوا اور کمال بے ادبی کہا کہ تو کون ہی اور نام تیرا
کیا ہی حضرت نے فرمایا مین فرزند ہون حسین بن علی کا اور نام میرا علی ہے
قَالَ اَلَیْسَ قُتِلَ عَلِیٌّ فِی طَفِّ کَرْبَلَا قَالَ هُوَ کَانَ اَخِی اَصْغَرُ مِنِّی قَتَلَهُ
رِجَالُكَ سَتَقِفُ وَسَیَقِفُوْنَ وَتُسْئَلُوْنَ وَاَنْتُمْ بِاَیِّ جَوَابٍ تَرُدُّوْنَ
پس اُس ملعون نے کہا کیا علی بن الحسین معرکہ کربلا مین قتل نہین ہوا ہی حضرت نے
فرمایا کہ وہ علی مقتول بھائی میرا مجھ سے چھوٹا تھا کہ اُسے تیری فوج نے بجرم
وخطا روز عاشورا قتل کیا ہی پس قریب ہی کہ اس خون ناحق ریختہ سے تو
اور تیرے تابعین واقف ہونگے اور تجھ سے اور اُن سب قاتلون سے سوال
اُس خون ناحق کا کیا جائیگا مگر مجھے یقین ہی کہ تجھ سے اور تیرے ملازمون سے
کچھ جواب اس ظلم کا نہو سکے گا فَسَکَتَ وَنَظَرَ اِلَی النِّسَآءِ فَقَالَ مَنْ
هٰؤُلَاءِ وَهُمْ تَعْرِضُوْنَ عَلَیْهِ بِاَسْمَآئِهَا وَکَانَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ
حَاسِرَةً بَیْنَ الْمَلَاءِ وَعَلَیْهَا اَذَلُّ ثِیَابِهَا پس یہ سنکر وہ ملعون چپ ہوگیا
بعد اُسکے طرف عورات مخدرات کے نگاہ کی اور اپنے ملازمون سے کہا کہ
یہ کون کون ہین ملازمون نے اُسکے نام ونشان ہر ایک معظمہ کا اُس سے
بیان کیا آہ اُسوقت جناب زینب دختر علی بن ابیطالب بے مقنع وچادر
بالباس بوسیدہ وکہنہ غم برادر مین چاک گریبان مجمع عام مین سر جھکائے
کھڑی تھین وَهِیَ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِشُعُوْرِ رَاْسِهَا وَحَفَّتْ بِهَا اِمَائُهَا
فَقَالَ ابْنُ زِیَادٍ لِبَعْضِ حُجَّابِهِ مَنْ هٰذِهٖ اور اُن معظمہ نے چہرہ انور
اپنا بسبب حیا کے سر کے بالون سے چھپایا تھا اور کنیزون نے یہ اہتمام کیا تھا

کہ اس شاہزادی کے گرد حلقہ کیے کھڑی تھیں پس ابن زیاد نے ایک دربان سے
پوچھا کہ اس عورت کا کیا نام ہے فَقَالَ لَهُ الْحَاجِبُ يَا أَمِيرُ هٰذِهِ زَيْنَبُ بِنْتُ
عَلِيٍّ فَقَالَ لَهَا يَا زَيْنَبُ بِحَقِّ جَدِّكِ رَسُولِ اللّٰهِ كَلِّمِينِي پس اس دربان نے
بیان کیا کہ ای امیر یہ دختر علی بن ابیطالب زینب خاتون ہے یہ سنکر اس بیحیا نے
جناب زینب سے خطاب کیا اور کہا کہ ای زینب تجکو قسم ہے اپنے جد امجد رسول خدا
کی کہ مجھ سے تو کلام کر قَالَتْ زَيْنَبُ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ مَا تُرِيدُ مِنِّي قَدْ فَضَحْتَنَا
وَهَتَكْتَنَا بَيْنَ الْأَنَامِ وَنَحْنُ بَنَاتُ خَيْرِ الْأَنَامِ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ كَيْفَ
صَنَعَ اللّٰهُ بِأَخِيكِ پس یہ سنکر جناب زینب نے فرمایا کہ ای دشمن خدا تو نے
کوئی دقیقہ ہماری تفضیح و تذلیل میں باقی نہیں رکھا ہے حالانکہ ہم سب دختران
رسول خدا ہیں اور ہم وہ صاحب عصمت ہیں کہ جنکے گھر میں فرشتہائے مقربین
مثل جبرائیل و میکائیل اور عزرائیل کے بدون اجازت نہ آسکتے تھے پس بعد
اس تذلیل کے اب اس ہمکلام ہونے سے میرے تجھے کیا مقصود ہے اس شقی نے
بطور طعن کے کہا کہ ای زینب دیکھا تو نے کہ خدا نے تیرے بھائی سے کیا کیا وَهُوَ
يُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَ الْخِلَافَةَ مِنْ يَزِيدَ فَقَطَعَ اللّٰهُ رَجَاءَهُ وَخَيَّبَ اللّٰهُ
أَمَلَهُ اور ای زینب تمہارے بھائی حسین نے چاہا تھا کہ یزید بن معاویہ سے
خلافت چھینیں کہ آپ مسند نشین حکومت ہوں لیکن خدا نے امید انکی قطع کی
اور آرزو انکی بر نہ لایا فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَأَنَّهَا يَنْطِقُ مِنْ لِسَانِ أَبِيهَا
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ زِيَادٍ إِنْ طَلَبَ أَخِي الْخِلَافَةَ فَهُوَ مِيرَاثُهُ
مِنْ آبَائِهِ وَأَمَّا أَنْتَ فَأَخَذْتَ الْخُصُومَةَ لِنَفْسِكَ راوی کہتا ہے

کہ جناب زینب نے جواب اُسکا اس فصاحت و بلاغت سے دیا کہ صاف معلوم
ہوتا تھا کہ گویا جناب امیر المومنین علیہ السلام کلام فرماتے ہیں فرمایا کہ ای
ابن زیاد و اے ہو تجھپر اگر بھائی میرے امام حسین طالب خلافت تھے تو وہ
حضرت اپنے میراث اور حق آبائی کے طالب تھے لیکن جو کچھ تو نے ظلم و ستم اُن
حضرت پر اور اُنکے اہل بیت پر کیے ہیں وہ سب خصومت اور عناد کیا ہی تو نے
اپنے نفس پر اور اپنے ہاتھ سے تو مبتلا بعذاب خدا ہوا ہی کہ تو نے ناحق یہ ظلم
اولاد پر اپنے نبی کے کیے فیا عدو اللہ فاستعد للہ جوابا اذا کان القاضی
ہو اللہ الواحد القہار والسجن جہنم والخصم جدی سید الابرار
پس ای بیحیا جو ظلم کہ تجھے کرنا تھا وہ کر چکا لیکن اب تو آمادہ و مستعد رہ جواب
خدا کا اُس روز کہ جس روز حاکم خداوند قہار قاضی بعدل و انصاف ہوگا اور
دوزخ سی جالے عذاب قید خانہ کفار ہوگی اور اُس روز مدعی اس خون ناحق
ریختہ امام حسین کا جد بزرگوار میرے سید الانبیا ہونگے لیکن کب جواب اسکا تجھسے
دیا جائیگا فغضب الملعون واستشاط کانہ ہم بہا فقال لہ عمر بن
حریث ایہا الامیر ہذہ امرأۃ وہی لا تواخذ من منطقہا وخطائہا
پس یہ کلام سنکر وہ لعین غضبناک ہوا اور پریشان ہو کر مثل مار سیاہ کے پیچ و تاب
کھا کر چاہا کہ اُس مخدومہ کو قتل کرے کہ دفعۃً عمر بن حریث اُس مجلس سے کہنے لگا
کہ ای امیر یہ عورت ہی اور کوئی شخص سخت گوئی اور خطاے عورات پر مواخذہ
نہیں کرتا ہی پس تجھے مناسب یہ ہی کہ اس امر سے درگذر پس وہ لعین قتل سے
اُس مظلومہ کے باز رہا و فی روایۃ اُخریٰ فقال سید الساجدین

علیٰ عمتہ لہتک حرمتہا فاسودت الدنیا فی عینیہ واستعلیٰ بہ مرارۃ
الموت لدیہ فقال یا ابن مرجانۃ لعنک اللہ اما تغض بطرفک بنات
رسول اللہ ۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب جناب سید الساجدین
علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ شقی درپے ہتک حرمت ہے اور اپنے ظلم و ستم سے باز نہیں
آتا ہے تو مارے غیرت کے تمام عالم نظر انور میں تیرہ و تاریک ہو گیا اور حلاوت
زندگی تلخ و ناگوار ہو گئی اُسوقت اُس ملعون سے فرمایا کہ ای ابن مرجانہ خدا لعنت
ونفرین کرے تجھپر آیا تو آنکھیں اپنی بند نہیں کرتا ہے اور تجھے حیا و شرم نہیں آتی ہے کہ
دختران رسول مختار کیطرف دیکھتا ہے ایہا الشقی اتہتک عمتی وہی بنت
فاطمۃ الزہراء وتعرف بہا من لا یعرفہا فغضب الملعون وامر
لجلاد زنیم خذوہ واضربوا عنقہ فاسرع الیہ الجلاد وجذبہ
اے بیحیا تجھے مطلق خوف خداوند قہار کا نہیں ہے کہ تو درپے ہتک حرمت ہے اس
محمد و سید دوسرا کے کہ جو دختر فاطمہ زہرا مریم کبرے ہیں اور ہر کس و ناکس کو انکے
نام و نسب سے آگاہ کرتا ہے تاکہ واقف ہوں اس مذلت سے انکی وہ اشخاص بھی
کہ جو خوب واقف نہیں ہیں پس یہ سنکر وہ لعین ایسا غضبناک ہوا کہ چہرہ بخبر
اُسکا مثل شب تاریک کے سیاہ ہو گیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس بیمار کو
قتل کر دو پس فوراً جلاد بحکم ابن زیاد اُس جناب کو کھینچکر واسطے قتل کے لیچلا فلما
راتہ عمتہ زینب تصدع قلبہا وتہمر لبہا فاسرعت
وتعلقت بابن اخیہا فجذبوہا عنہ جبرا وبعدوہا منہ قہرا
وہی تنظر الیہ وتبکی وتقول یا علی یا نور عینی این ترید ہل لنا

فَبَکَوا سِوَاکَ جب جناب زینب نے یہ ظلم و ستم اُس جلاد سے مشاہدہ کیا تو دیکھتے ہی
اس ستم کے قریب ہوا کہ قلبِ اطہر اُس دختر خاتون محشر کا شق ہوجائے آہ بیتاب
ہوکر بسرعت دامن فرزند برادر مظلوم سے لپٹ گئیں پس ملازمان ابن زیاد نے
اُس بیکس و مضطر کو بجبر و قہر دامن اُن حضرت سے چھڑایا اور قریب اُنکے جانے
نہ دیا اُسوقت اُس معظمہ نے عجب حسرت و یاس سے طرف اس بیمار و یتیم کے نگاہ کی
اور وہ بیکس رو کر یہ کہتی تھیں کہ ای پارۂ جگر ای نور نظر ای فرزند برادر یا علی ہم
بیوارثوں کو کسپر چھوڑے جاتے ہو اب بعد تمہارے کون ہماری حمایت و سرپرستی
کریگا فَبَکیٰ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَقَالَ یَا عَمَّتَاہُ اِصْبِرِیْ عَلیٰ رِضَاءِ الرَّبِّ
الْحَمِیْدِ فَاِنَّہٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَاَنَا اَمْشِیْ اِلَی الْقَتْلِ پس
یہ سنکر امام زین العابدین علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا کہ ای پھوپھی جان
یہ مقید و بیمار ناچار قتل ہونے جاتا ہی ازبسکہ آپ دختر صابرین اور اہل بیت
طاہرین سے ہیں آپکو لازم ہی کہ ہر مصیبت و بلا میں صبر کریں اور رضاے خداکو
مقدم جانیں کہ جو نزدیک اُسکے اپنے بندوں کے لیے بہتر اور اصلح ہی وہ کرتا ہی
فَبَکَتْ زَیْنَبُ وَنَادَتْ یَا بْنَ زِیَادٍ اَمَا کَفَاکَ قَتْلُ اَخِیْ وَسَیِّدِیْ
الْحُسَیْنِ حَتّٰی اَرَدْتَ بِقَتْلِ هٰذَا الْعَلِیْلِ وَنَحْنُ اُسَارٰی بِیَزِیْدٍ لَکَ
بِلَا کَفِیْلٍ پس یہ کلماتِ حسرت سنکر جناب زینب کو تاب ضبط باقی نہ رہی
بہت روئیں اور آواز دی کہ ای ابن زیاد کیا قتل سے میرے بھائی امام حسین کے
تو ابھی تک سیر نہیں ہوا ہی کہ تو نے حکم دیا واسطے قتل کرنے اس مریض کے
حالانکہ جانتا ہی تو کہ ہم سب عورات بے حامی و مددگار غریب الوطن مقید گرفتار

تیرے سامنے بیکس و بے بس ہین اور سوا ابن تمیم اور علیل و بیمار کے کوئی محرم ہمارا
اس زمانہ غدار نے باقی نہین رکھا ہی فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ لَکَ مِنْ قَتْلِہٖ فَاقْتُلْنِیْ
قَبْلَہٗ فَنَدِمَ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ عَجَبًا لِلرَّحِمِ وَاللّٰہِ اِنَّہَا وَدَّتْ اَنْ اَقْتُلَہَا
دُوْنَہٗ فَامْہِلُوْہُ وَدَعُوْہُ لَہَا یعنی اگر قصد تیرا اس بیمار کے قتل کا ضرور ہی تو
پہلے اُس سے مجھے قتل کر کہ تا مین قتل ہونا اسکا نہ دیکھون راوی کہتا ہی کہ یہ
اضطراب اور بیتابی جناب زینبؑ کی دیکھکر وہ سنگدل پچھتا دم ہوا اور اپنے
ملازمون سے کہنے لگا کہ تعجب ہی ایسی محبت و الفت سے کہ جوانکو اپنے بھتیجے سے ہی
قسم بخدا کہ اس مخدومہ کو کمال تمنا ہی کہ مین عوض اس بیمار کے قتل ہون لیکن
یہ مریض بچ جائے پھر جلادونکو اُس بدنہاد نے حکم دیا کہ بپاس خاطر زینب کے اس
بیمار کو چھوڑ دے اور قتل نہ کرا اور ایک روایت مین یون ہی کہ اُسوقت حاضرین
دربار زار زار رونے لگے اور ابن زیاد کو خوف فساد کا ہوا یس حکم دیا کہ اس
مریض کو قتل نہ کرو حضرات یہ سب اعجاز و کرامات ہی امام زین العابدین علیہ
السلام کا اور خداوند عالم کو نسل آل رسول کو باقی رکھنا منظور تھا ورنہ ابن زیاد
لعین سا شقی قتل سے باز آتا الغرض بعد اسکے اہل حرم اور امام زین العابدین
علیہ السلام کو زندان مین قریب مسجد اعظم کوفہ کے مقید کیا الا لعنۃ اللہ
علے القوم الظالمین

مجلس پنجم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ ○ حق سبحانہ تعالے
قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ نہین ایمن و بیخوف ہوتا ہی عذاب خدا سے مگر قوم زیانکار

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ستفرق امتی بعدی علی ثلثۃ
وسبعین فرقۃ منھا واحدۃ ناجیۃ والباقون فی النار
منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ عنقریب متفرق ہوگی
میری امت بعد میرے تہتر فرقون پر ایک فرقہ اُس امت مین سے نجات پائیگا
اور باقی سب داخل نار ہونگے پس حضرات اشقیائے کوفہ وشام تو باوجود
دعوائے اسلام کے ایسے ایمن ہوئے عذاب وقہر خداوند قہار سے کہ کچھ خوف
عذاب نار کا نہ کیا اور دین واسلام سے منحرف ہوکر ذریت وعترت رسول
مختار پر کیا کیا ظلم وستم کیے فی الامالی عن حاجب ابن زیاد انہ قال لما
فرغ الملعون من ذلک امر ان یغل ویحمل مع النسوان الی السجن
چنانچہ امالی مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے دربان سے ابن زیاد کے روایت کی ہے
کہ کہا اُسنے جب ابن زیاد ملعون دریافت نام ونسب اہل بیت رسالت سے
فارغ ہوچکا اور کمال مسرور ہوا پس حکم دیا کہ اس بیمار کو بطوق وزنجیر مقید
کرکے مع اہل حرم کے داخل زندان کرین قال کنت معھم فواللہ ما وردنا
بزقاق الا وجدنا ملأ رجال ونساء یضربون وجوھھم ویبکون
علی مصائب آل الرسول پس موافق حکم اُس ملعون کے نوکر اُسکے امام
زین العابدین علیہ السلام کو طوق وزنجیر مین جکڑکے ہمراہ اہل حرم کے
طرف زندان کے لیچلے وہ حاجب کہتا ہے کہ جب وہ اسیر طرف زندان کے
چلے تو اُسوقت مین بھی ہمراہ اُنکے تھا قسم بخدا کہ جس کوچہ اور گلی سے وہ
سب قیدی گذرتے تھے وہ مقامات زن ومرد سے بھرے نظر آتے تھے اور

حال پر آل رسول کے سب شہر اپنے پیٹتے تھے اور روتے تھے حتیٰ دخلوا فی السجن
الی جنب المسجد الاعظم فطبق علیھم وقالت زینب لا یدخلن
علینا عربیة من اشراف الکوفة الا ام ولد او مملوکة یا ھن سبین
وقد سبینا یس اولاد رسول خدا کو جہاںتک کو فہ مین پھرا کر ایک زندان
مین کہ قریب مسجد اعظم کے تھا سبکو اسمین داخل کرکے دروازہ اسکا مقفل کیا
حضرات مقام تصور ہی کہ قریب مسجد کے قبر حضرت مسلم کی ہی یس قبر کو اس
مظلوم کی دیکھکر ان بیکسون کا کیا حال ہوا ہوگا غرضکہ جناب زینب نے
فرمایا کہ ہم نظرون مین اہل کوفہ کی ایسے ذلیل ہوے تھے کہ جبتک ہم
کوفہ مین مقید رہے اس روز تک کوئی عورت عربیہ اشراف سے حال
پرسی کو ہمارے پاس نہ آئی البتہ اگر کوئی آئی تو وہ ام ولد یا کنیز کسیکی تھی
وہ بھی اس مناسبت سے آتی تھین کہ جیسے ہم قیدی تھے وہ بھی کسیکی قید
مین وفی مقتل ابی مخنف انہ ثم دعا ابن زیاد براس الحسین
فانزلوہ من فوق السنان ووضعوہ فی طست من الذھب
فوضعہ بین یدیہ اور مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب ابن زیاد
اہل بیت رسول کو مقید بزندان ستم کر چکا یس حکم دیا کہ سر امام حسین ؑ کا
میرے سامنے لاؤ چنانچہ حسب الحکم اس ملعون کے سر انور نوک نیزہ سے
اتار کر ایک طشت طلائین رکھکر روبرو اس ملعون کے رکھا فجعل
یدق ثنایاہ ویفرق بین شفتیہ ویلعب بالنرد ثم دعا خولی
بن یزید وقال لہ احفظ ھذا الراس عندک حتی اسئلک عنہ

پس جب اُس لعین نے سر اطہر اُن حضرت کا اپنے سامنے دیکھا بہت مسرور ہوا
اور چھڑی کو دندان اطہر پر رکھتا تھا اور اُس سے لبہائے انور فرزند سیّد البشر
بار بار کھولتا تھا اور نرد بازی میں مشغول تھا بعد اُسکے خولی بن یزید اصبحی
ملعون سے کہا کہ اس سر کو بکمال حفاظت تو اپنے پاس رکھ اگر یہ ضایع ہوگا
تو مواخذہ اُسکا تجھ سے کرونگا فَاَخَذَہٗ وَغَطَّاہُ بِمَنْدِیْلٍ وَمَضٰی بِہٖ نَحْوَ
مَنْزِلِہٖ فَلَمَّا دَخَلَ بِہٖ مَنْزِلَہٗ اَشْرَقَ مِنْہُ النُّوْرُ فَقَالَتْ لَہٗ زَوْجَتُہٗ
مَا مَعَکَ قَالَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ بْنِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ پس خولی ملعون نے
سر انور کو ایک رومال میں لپیٹا اور اُسے لیکر اپنے گھر میں داخل ہوا از بسکہ نور
اُس سر اقدس سے مثل آفتاب کے روشن تھا تمام خانۂ تاریک اُسکا منور
ہوگیا زوجہ خولی کہ دوستدار خاندان رسالت تھی اُس نور کو دیکھکر نہایت
متعجب ہوئی اور اُس شقی سے پوچھا کہ یہ رومال میں کیا چیز ایسی نورانی ہے
کہ جسکے نور سے تمام گھر میرا روشن ہوگیا ہے اُس بیحیا نے جواب دیا کہ یہ سر ہے
امام حسین فرزند فاطمہ زہرا دختر رسول خدا کا فَبَکَتْ وَقَالَتْ یَا عَدُوَّ
اللّٰہِ اَبْشِرْ بِسُخْطِ اللّٰہِ وَعَذَابِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ جَدَّہٗ رَسُوْلَ
اللّٰہِ خَصْمُکَ فَمَنْ تَرْجُوْ شَفَاعَتَہٗ غَدًا پس یہ سنکر وہ سعادتمند بہت
روئی اور کہا کہ ای دشمن خدا خوشخبری ہو تجھے ساتھ غضب خداوند قہار کے
کہ تو بروز قیامت بعذاب سخت معذب اور گرفتار ہوگا کیا تو نہیں
جانتا ہے کہ جد امجد اُس مظلوم کے جناب سیّد البشر شافع روز حشر تیرے
دشمن ہونگے پس اور کون ایسا ہے کہ بروز جزا تیرا شفاعت خواہ ہوگا اور

تجھے اب کس سے امید شفاعت کی باقی رہی ہو واللہ ما انا لک بزوجۃ وما
انت بِبَعلٍ اِذھب من منزلی وکان بجنبھا میل ھاون فاخذتہ
ودقت بہ راسہٗ فولّیٰ ھاربا الیٰ زوجتہ الثعلبیۃ اور اُس سوزنیہ
کہا کہ ای شقی قسم بخدا آج سے نہین تیری زوجہ ہون اور نہ تو میرا شوہر ہو بس
دُور ہوا ور نکل میرے گھر سے یہ کہکر ہاون دستہ اٹھاکر اُس کافر کے سر پر مارا کہ
سر پھٹ گئے ہوے وہان سے بھاگا اور اپنی دوسری زوجہ ثعلبیہ کے پاس گیا
قال الراوی فلما نظرت زوجتہ الثانیۃ الی الراس الشریف تعجبت
من حسنہ وبھائہ ثم جلست باکیۃ حزینۃ الیٰ ان جنّھا اللیل
راوی کہتا ہو کہ جب زوجہ ثانیہ نے اُسکی سر اطہر کو مشاہدہ کیا اور نور جمال سے
گھر اپنا روشن اور منور پایا نہایت متعجب ہوئی اور محزون ومغموم بیٹھی اور اُس وقت
غم والم اُس برگزیدۂ باری کا دل پر اُسکے ایسا طاری ہوا کہ آنکھون سے
اُسکی اشک جاری ہوے یہانتک کہ شب ہو گئی فوضعہ الملعون فی التنور
ونام وزوجتہ یقظانۃ اذسمعت من الراس الشریف یقرء القراٰن
وکان اٰخر قراءتہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
فوقعت مغشیۃ علی الارض پس جب شب ہوئی خولی ملعون نے اُس
سر اقدس کو کہ آغوش فاطمہ زہرا مین پلا تھا تنور مین رکھدیا اور خود سو رہا
مگر زوجہ اُسکی اُسی قلق اور فکر مین رہی اور اُسے نیند نہ آئی کہ ناگاہ سنا اُسنے
کہ وہ سر اطہر قرآن مجید پڑھ رہا ہی اور آخر تلاوت اُسکی وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ہو یعنے قریب ہی کہ واقف ہونگے وہ لوگ کہ جنہون نے

ظلم وستم کیا ہی اس سے کہ بازگشت انکی کہان ہی اور کس عذاب سخت مین
گرفتار ہونگے پس وہ زن نیک اعتقاد یہ اعجاز اُس سر اطہر سے دیکھا بہت
روئی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی قالت فبینا کذلک اذ سمعت
صوت سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء صلوات اللہ علیہا وھی تبکی
وتقبل ثنایا الحسین وتقول واحسیناہ وا ابناہ وامقتولاہ قتلوک
ومن شرب الماء منعوک چنانچہ وہ صالحہ کہتی ہی اسی اثنا مین سنا مین نے
کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا دختر رسول خدا وہان رو رہی ہین اور سر اپنے
فرزند مظلوم کا اپنی آغوش مین لیے ہوے لب و دندان امام حسین ع کے
بوسے لیتی ہین اور بکمال حسرت و یاس یہ فرماتی ہین کہ ہاے ای حسین دلبند
میرے ہاے حسین نور نظر میرے ہاے فرزند سید البشر افسوس صد افسوس کہ
تجھ سے معصوم و بیگناہ اور غریب الوطن کو قتل کیا اور کئی روز تک پانی سے
محروم رکھا اور مثل گوسفند قربانی کے تشنہ لب ذبح کیا اور کوئی تیری فریاد کو
نہ پہونچا پس وہ مومنہ کہتی ہی کہ یہ نوحہ اور بین سنکر مجھے روتے روتے غش آگیا
اور جب مجھے غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا مین نے کہ فقط سر اطہر فرزند سید البشر کا
تنور مین رکھا ہوا اور نور اُس سے ساطع ہی اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا وہان
نہین ہین پس جب صبح ہوئی تو خولی ملعون اُس سر انور کو لیکر ابن زیاد کے
پاس چلا گیا آہ مومنین یہ مقام حسرت ہی کہ جو سر انور آغوش رسول خدا
اور فاطمہ زہرا مین پلا ہوا اور جسکے گیسوے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے
دھوتے ہون افسوس ہزار افسوس وہ سر اطہر تنور مین رکھا جائے اور وہ گیسو

خاک

خاک آلودہ ہوں ہائے کیا انقلاب ہے کہ وہ سر انور نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرایا جاوے ہائے افسوس جن لب و دندان انور کے جناب رسول خدا بوسے لیتے تھے انپر ابن زیاد و شمر اسیخوار چھڑی لگاتا تھا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ششم

فِی اَنْوَارِ الْھِدَایَۃِ عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ فَوْقَ الْاِسْلَامِ بِدَرَجَۃٍ وَالتَّقْوٰی فَوْقَ الْاِیْمَانِ بِدَرَجَۃٍ وَالْیَقِیْنَ فَوْقَ التَّقْوٰی بِدَرَجَۃٍ وَمَا قُسِّمَ فِی النَّاسِ شَیْءٌ اَقَلَّ مِنَ الْیَقِیْنِ انوار الہدایہ میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے تحقیق کہ ایمان ایک درجہ اسلام سے فوق ہے اور تقوی ایک درجہ ایمان سے فوق ہے اور یقین ایک درجہ تقوی سے بالا ہے اور کوئی شے لوگوں میں تقسیم نہیں کی گئی کہ جو کمتر ہو یقین سے فَقُلْتُ اَیُّ شَیْءٍ اَلْیَقِیْنُ قَالَ اَلتَّوَکُّلُ عَلَی اللّٰہِ وَالتَّسْلِیْمُ لِلّٰہِ وَالرِّضَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَالتَّفْوِیْضُ اِلَی اللّٰہِ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یقین کیا شے ہے حضرت نے فرمایا کہ توکل کرنا خدا پر اور راضی رہنا ساتھ اس چیز کے کہ جو اُس سے واقع ہو اور مفوض کرنا اپنے امور کا طرف حق سبحانہ تعالی کے وَفِیْہِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اَلْاِسْلَامُ عُرْیَانٌ فَلِبَاسُہُ الْحَیَاءُ وَزِیْنَتُہُ الْوَقَارُ وَمُرُوَّتُہُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ وَعِمَادُہُ الْوَرَعُ وَلِکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اور اسی کتاب میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ اسلام عریان و برہنہ ہے پس لباس اُسکا حیا و شرم

اور زینت اسکی وقار اور مروت اسکی عمل صالح اور عماد اسکا ورع ہے اور
واسطے ہر شی کے ایک اساس و بنیاد ہی پس اساس اسلام کی محبت و مودت
ہم اہل بیت رسالت کی ہے حضرات یہی باعث ہے کہ مسلم دیندار اور محب
و دوستدار اہل بیت اطہار اپنے آقا و مولا کی نسبت کلام خلاف شان انکے نہیں
سن سکتا ہے اور انکی مصیبت سنکر بیتاب و بے اختیار ہو جاتا ہے فِی المُقتَلِ اَنَّہٗ
لَمَّا اَصبَحَ عُبَیدُ اللّٰہِ بنُ زِیَادٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَسُیِّرَ بِرُؤیَۃِ رَاسِ الحُسَینِ اُتِیَ
بِہٖ خَرَجَ اِلَی الجَامِعِ وَرَقَی المِنبَرَ وَسَبَّ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ وَالحَسَنَ
وَالحُسَینَ عَلَیہِمُ السَّلَامُ مجملاً مقتل ابومخنف میں منقول ہے جب ابن زیاد
سر اطہر فرزند سید البشر کا سامنے اپنے طشت میں رکھوا کر خوش ہوا اور لب
و دندان انور انکے چھڑی سے کھولکر مسرور ہوا پس وہ لعین مسجد جامع میں داخل
ہوا اور بالائے منبر جا کر مجمع عام میں جناب امیر المومنین اور فرزند انکے امام
حسن اور امام حسین علیہم السلام کی شان میں کلمات نامناسب اپنی زبان
نجس پر جاری کیے فَقَامَ اِلَیہِ عَبدُ اللّٰہِ بنُ عَفِیفٍ الاَزدِیُّ وَھُوَ
کَانَ مِن خِیَارِ الشِّیعَۃِ وَزُھَّادِھَا وَکَانَت عَینُہُ الیُمنٰی ذَھَبَت
فِی یَومِ الجَمَلِ وَالاُخرٰی فِی یَومِ صِفِّینَ وَکَانَ یُلَازِمُ المَسجِدَ
الاَعظَمَ پس دفعۃً عبد اللہ بن عفیف ازدی کھڑے ہوے اور وہ مومن
پاک شیعیان خاص سے جناب امیر علیہ السلام کے تھے اور عابد اور زاہد و دیندار
کہ روز و شب مسجد اعظم کوفہ میں مصروف بعبادت رہتے تھے اور اکثر جہاد
میں ہمراہ جناب امیر المومنین کے حاضر رہتے تھے چنانچہ انکی داہنی آنکھ جنگ

جمل مین اور بائین آنکھ معرکہ صفین مین جاتی رہی تھی اور نابینا ہو گئے تھے سنتے ہی
اُن کلمات کے غضبناک ہو کر قریب ابن زیاد کے پہونچے وَقَالَ لَهٗ اُسْکُتْ
اَیُّهَا اللَّعِیْنُ ابْنُ اللَّعِیْنِ اَمَا کَفَاكَ مَا صَنَعْتَ بِالْحُسَیْنِ علیہ السلام حَتّٰی تَقُوْمَ
مَقَامَ الصَّالِحِیْنَ وَتَسُبَّ اَوْلَادَ النَّبِیِّیْنَ اور فرمایا کہ ای لعین بن لعین
زبان بحس اپنی اس بیہودہ گوئی سے بند کر ای شقی کیا تجھے قتل کرنا امام حسین علیہ السلام کا
کافی نہوا کہ اُسپر تو شان اولاد مرسلین مین کلماتِ ناسزا کہہ رہا ہی اور تجھے جرأت
اسکی ہوئی کہ تو منبر پر بیٹھکر کہ وہ جاے انبیا اور اوصیا اور صالحین اور مقام
صدیقین ہی آلِ عبا کو برا کہے فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اَبَاكَ وَاُمَّكَ
وَاَخَاكَ وَجَعَلَ اللّٰهُ جَهَنَّمَ مَثْوَاكَ ای کاذب ابن کاذب خدا تیرے
منھ کو توڑے اور لعنت خدا تجھپر اور تیرے مان باپ اور بھائی اور تیرے
اتباع پر اور تجھے خدا داخل جہنم کرے کہ تو ائمۂ ہدیٰ کی شان مین ایسی
بے ادبی کرتا ہی فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَاَمَرَ لِجَلَاوِزَتِهٖ خُذُوْهُ فَبَادَرُوْا
اِلَیْهِ لِیَاخُذُوْهُ فَنَادٰی لِقَوْمِهٖ فَقَامَتِ الْاَشْرَافُ مِنَ الْاَزْدِ
فَخَلَّصُوْهُ مِنْ اَیْدِیْهِمْ وَانْطَلَقُوْا بِهٖ اِلٰی مَنْزِلِهٖ پس یہ سنکر وہ ملعون
غضب مین آیا اور مثل مار سیاہ کے پیچ و تاب کھا کر اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ
اس شخص کو پکڑ لاؤ پس جب پیادے اُس شقی کے واسطے پکڑنے اُس سعادتمند کے
دوڑے عبداللہ بن عفیف نے اپنی قوم کے لوگون کو کہ قبیلۂ ازد سے وہان
جمع تھے آواز دی کہ میری مدد کرو چنانچہ سینے ملکر عبداللہ کو ہاتھ سے ملازمان
ابن زیاد کے چھڑا کر اُنکے گھر مین پہونچا دیا قَالَ فَلَمَّا جَنَّ اللَّیْلُ دَعَا ابْنُ زِیَادٍ

لخولی الملعون وضم الیہ جماعۃ کثیرۃ فقال علی بالشیخ راوی کہتا ہے
کہ جب سب اپنے گھر چلے گئے اور شب ہو گئی اُسوقت ابن زیاد شقی نے
خولی بن یزید اصبحی کو بلایا اور ہمراہ اُسکے بہت سے پیادے اور سوار کیے اور
کہا کہ تو عبد اللہ بن عفیف کو پکڑ کر میرے پاس لا فلما بلغ ذلک الازد
اجتمعوا واجتمعت منہم قبائل الیمن لیمنعوہ حتی بلغ ذلک
ابن زیاد فجمع عسکرا عظیما وضمہم الی محمد بن الاشعث وامر
بقتال القوم پس جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہونچی سب مسلح ہو کر جمع ہوئے اور ہمراہ
اُنکے بہت سے اشخاص قبائل یمن سے آمادہ جنگ ہوئے یہانتک کہ یہ خبر
ابن زیاد کو پہونچی اُس لعین نے لشکر عظیم ہمراہ محمد بن اشعث لعین کے کر کے
واسطے اُنکے مقابلہ کے روانہ کیا آہ مومنین یہ وہ شقی ہے جو جناب مسلم سے
کارزار کو آیا تھا اور اُنکو پاس ابن زیاد کے زخمی کر کے لایا تھا اور معرکہ
کربلا میں بھی شریک تھا فوقع القتال بین المجاہدین والکفار وقتلوا
کثیرا من المخالفین والاخیار فمضی اصحاب ابن زیاد الی دار
عبد اللہ رحمہ اللہ وکسروا الباب الغرض مجمع مجاہدین اور مخالفین
میں باہم ایسا قتال وجدال واقع ہوا کہ اکثر کفار راہی سقر ہوئے اور
بہت سے مومن دیندار شہید ہوئے پس اکثر نابکار طرف گھر عبد اللہ بن
عفیف کے روانہ ہوئے اور دروازہ گھر کا توڑ کر اندر داخل ہوئے
فصاحت بنتہ یا ابی اتاک القوم قال لا علیک ناولینی سیفی
وقولی عن امامک وخلفک وعن یمینک ویسارک فلما ناولتہ

بِسَیْفِہٖ صَاحَ عَلَیْہِمْ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا قَوْمِ لَوْ کُنْتُ بَصِیْرًا لَضَاقَ بِکُمُ
الْفَضَاءُ وَقَتَلْتُ مِنْکُمْ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی پس وہ ہجوم دیکھکر دختر عبداللہ
رحمہ اللہ نے آواز دی کہ اے پدر بزرگوار آگاہ ہو کہ یہ لوگ آپکو گرفتار کرنے
آئے ہیں پس یہ سنکر اُس مرد دیندار نے فرمایا کہ اے بیٹی تو خوفناک نہو لیکن
تلوار میری مجھے دے اور جو شخص کہ میرے قریب آئے تو کہتی جانا کہ وہ آگے ہے
یا پیچھے یا داہنے ہے یا بائیں تاکہ میں اُسی نشان سے اُسے قتل کرون پس اُس
دختر سعیدہ نے تلوار لاکر اپنے باپ کو دی جب شمشیر آبدار ہاتھ میں عبداللہ
کے آئی اُسے کھینچ لیا آواز بلند بطور رجز کے پکارے کہ اے فرقہ اشرار افسوس ہے
کہ آج میں نابینا ہون ورنہ یہ تمام وسعت میدان تم پر تنگ کر دیتا اور
بیشمار کفار کو قتل کرتا فَجَعَلَ یَضْرِبُ فِیْہِمْ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا حَتّٰی قَتَلَ
مِنْہُمْ رِجَالًا کَثِیْرَۃً فَہُمْ یَدُوْرُوْنَ حَوْلَہٗ وَلَمْ یَقْدِرُوْا عَلَیْہِ
وَکُلَّمَا جَاؤُوْا قَرِیْبًا مِّنْہُ نَادَتِ الْبِنْتُ یَا اَبَتِ جَاؤُوْا مِنْ جِہَۃِ
کَذَا حَتّٰی تَکَاثَرُوْا عَلَیْہِ وَاَحَاطُوْا بِہٖ پس جب اُس دلیر نے معلوم
کیا کہ وہ اشقیا قریب میرے آپہونچے اور چاہتے ہین کہ مجھے پکڑ لین ایک تیغ تیز
تلوار انداز سے ہر طرف مارنا شروع کیا ہر چند کہ وہ ملعون فکر گرفتاری
عبداللہ مین گرد پھرتے تھے لیکن خوف سے اُس شیر کے دست انداز
نہو سکتے تھے اور جس سمت سے جمع ہو کر قریب اُنکے آتے تھے وہ دختر نیک اختر
اُنکو آواز دیتی تھی کہ اے پدر عالی مقدار خبردار ہو کہ یہ سب اشقیا داہنے
یا بائین جانب سے قریب آپکے آئے ہین پس موافق بیان اُس مومنہ کے

عبداللہ اُن کفار ستم شعار پر حملہ کرتے تھے یہانتک کہ بہت سے منافقین واصل
جہنم کیے پس جب وہ اعدا گرفتاری عبداللہ سے عاجز ہوئے سکے سب ایک مرتبہ
اُس بیکس و تنہا پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور سینے اُس دیندار کو گھیر لیا
فَنَادَتْ بِنْتُهُ وَاغَوْثَاهُ يُحَاطُ اَبِيْ وَلَيْسَ لَهُ نَاصِرٌ وَلَا مُعِيْنٌ فَرَمَوْهَا
بِسَهْمٍ فَخَرَّتْ عَلَى الْاَرْضِ مَيِّتَةً وَاَخَذُوْهُ وَاَوْثَقُوْهُ كِتَافًا
وَمَضَوْا بِهِ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ جب دختر عبداللہ نے دیکھا کہ اُن سب اشقیانے
میرے باپ پر ہجوم کیا اور قریب ہے کہ اُنکو گرفتار کریں یہ دیکھکر رونے لگی اور
کمال حسرت و یاس فریاد کی کہ افسوس صد افسوس کہ پدر بزرگوار میرا زمرۂ
کفار میں گھر گیا ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اسوقت بیکسی میں نصرت امداد میرے
باپ بیکس و تنہا کی کرے راوی کہتا ہے کہ چلانا اور رونا اُس مومنہ کا اعدا کو
ناگوار ہوا پس ایک بیرحم نے ایسا تیر اُس سعیدہ کے مارا کہ وہ مظلومہ زمین پر
گری اور روح پاک اُسکی طرف جنت کے راہی ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے اشقیا نے
عبداللہ کو ہر طرف سے گھیر کر پکڑ لیا اور ہاتھ اُنکے باندھکر روبرو ابن زیاد کے
لیگئے فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْمٰی عَيْنَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
رَحِمَهُ اللّٰهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَتَحَ عَيْنَيْكَ وَاَعْمٰی قَلْبَكَ پس ابن زیاد نے
دیکھکر کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا کہ جسنے تجھے ذلیل کیا اور آنکھیں تیری اندھی کیں
عبداللہ نے جواب دیا کہ لائق حمد و ثنا ہے وہ خداوند جلیل کہ جسنے تیری آنکھیں
بظاہر روشن اور بینا کیں اور دل تیرا سیاہ اور نابینا کیا فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ
مَا تَقُوْلُ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَا عَبْدَ بَنِيْ عِلَاجٍ

یابن مرجانة ما انت وعثمان ان اساء ام احسن واصلح ام افسد
والله تعالى ولي خلقه يقضي بينهم وبين عثمان بالعدل پس ابن زیاد نے
کہا کہ بیان کر حال عثمان بن عفان کا کہ وہ کیسا تھا اور اسنے اپنی خلافت
مین خلق خدا سے نیکی کی یا بدی عبداللہ نے جواب دیا کہ ای شقی ای غلام
بنی علاج ای ابن مرجانہ تجھے عثمان اور نیکی اور بدی عثمان سے کیا کام ہو اسنے
اچھا کیا یا برا کیا یا صلح کی یا فساد کیا حق سبحانہ تعالی مالک و مختار ہو اپنے
مخلوقات کا درمیان عثمان اور خلق کے وہ حکم کریگا کہ جو عین حق اور عین
عدل و انصاف ہو حضرات یہ اس بدکار نے اس دیندار کے قتل کا حیلہ
گردانا تھا کہ تا اسکے حق مین برا کہینگے پس حاضرین دربار غضبناک ہو کر
اسکے قتل پر راضی ہونگے ولكن اسئلني عن ابيك وعن امك وعن
يزيد وعن ابيه وجده قال ابن زياد والله لا اسئلك عن شيء
او تذوق الموت پس عبداللہ نے کہا کہ ای ابن زیاد اگر پوچھتا ہو تو
تو پوچھ حال اپنے باپ اور ماں کا اور اپنا اور حال یزید لعین اور اسکے
باپ اور دادا کا کہ تم سب کیسے ہو اور تمنے وہ ظلم کیے ہین کہ عالم مین کسی ظالم نے
ابتک یہ ظلم نہین کیے ہین پس یہ سنکر ابن زیاد غضبناک ہوا اور کہا قسم بخدا کہ
مین تجھسے کچھ نہین پوچھتا ہون مگر یہ کہ تجھے قتل کرونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا
فقال عبد الله الحمد لله رب العالمين اني لكنت اسأل الله ربي
ان يرزقني الشهادة قبل ان تلدك امك وان يجعل ذلك
على يدي ابغض الناس والعنهم پس عبداللہ نے کہا کہ مین شکر کرتا ہون

حق سبحانہ تعالی کا کہ جو رب ہی تمام عالم کا مین ایک مدت دراز سے کہ تیری ماز
رے جیجی تجھے جبتک نہ جنا تھا اپنے پروردگار سے طلبگار شہادت تھا اور امیدوا
ر اسکا تھا کہ یہ سعادت ابدی مجھے حاصل ہو اسطرح سے کہ مجھے شہید کرے ایسا
شقی کہ مثل اپنا شقاوت مین نہ رکھتا ہو اور وہ مطرود ولعن ہو تمام مخلوقات کا
فَلَمَّا كُفَّ بَصَرِي يَئِسْتُ عَنِ الشَّهَادَةِ فَالْآنَ أَحْمَدُ اللهَ الَّذِي
رَزَقَنِيهَا بَعْدَ الْيَأْسِ مِنْهَا فَغَضِبَ ابْنُ زِيَادٍ وَقَطَعَ شَعْرَهُ
وَسَلُّوا بِأَمْرِهِ لِسَانَهُ مِنْ قَفَاهُ پس اے ابن زیاد جب مین نابینا ہو گیا
تو اپنی شہادت سے مجھے یاس ہو گئی تھی لیکن اب شکر کرتا ہون اُس خدا کا
کہ جسنے میری دعا قبول کی اور بعد یاس اور ناامیدی کے امید میری
بر لایا شاید مطلب عبداللہ کا یہ ہو کہ اے ابن زیاد تمام عالم مین ملعون
اور دشمن خدا و ائمہ ہدی کوئی مثل تیرے نہین ہی اور تو مجھے قتل کرتا ہے
پس مجھے محبت اہل بیت رسول خدا مین اپنے قتل ہونے کی کمال خوشی ہے
آہ آہ اُسوقت بیکسی مین یاد آیا عبداللہ کو حال جناب سید الشہدا علیہ
السلام کا اور روتے تھے اور افسوس کرتے تھے قتل ہونے پر جناب امام حسین
علیہ السلام کے کہ اُس دلبند رسول جگر گوشہ بتولؑ کو کہ جسکے خدمتگذار
جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہون اور جسکے لیے رب جلیل نے میوہ ہاے بہشت اور
لباس جنت بھجوائے ہاے افسوس اعدائے ایسے برگزیدۂ باری کو بالب
تشنہ اور شکم گرسنہ مثل گوسفند قربانی کے قتل کیا اور لاش اطہر اُن حضرت
کی بے دفن و کفن ریگ گرم کربلا پر چھوڑ کر چلے گئے الغرض یہ سنکر وہ لعین

ازحد غضبناک ہوا اور گفتگو اُنسے موقوف کی اور حکم دیا کہ زبان اُنکی پس گردن سے کھینچی جائے چنانچہ موافق حکم اُس ملعون کے جلّادون نے زبان اُس سعادتمند کی گُدّی سے کھینچ لی وَرَبَطُوا رِجْلَهُ حَبْلًا وَجَعَلُوا يَدُورُونَ بِهِ فِي الْأَزِقَّةِ وَيَرْجُمُونَهُ بِالْأَحْجَارِ وَهُوَ يُنَادُونَ أَلَا كُلُّ مَنْ ذَكَرَ الْحُسَيْنَ ع فُعِلَ بِهِ هٰكَذَا اور ایک رسّی اُس شہید راہ خدا کے پانوئین باندھکر تمام کوچہ کوچون مین پھرایا اور اہل شہر لاش اطہر پر اُنکی پتھر مارتے تھے اور منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جو شخص دوستداران حسین بن علی بن ابیطالب سے ہوا اور اُنکا ذکر بخیر کریگا اُس شخص کا یہی حال کیا جائیگا اور اسی ذلّت سے قتل ہوگا حضرات تصور کیجیے کہ اور بھی یہ ظلم و ستم اہل کوفہ نے کسی بزرگوار پر کیا ہی آہ آہ وہ مظلوم و بیکس حضرت مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور عبداللہ یقطر ہین افسوس ہزار افسوس اب کس زبان سے بیان کرون کہ بعد قتل کے اُنکی لاشون پر کیا کیا ظلم و ستم ہوے آخرکار قبیلۂ مذحج نے بعد کشت و خون کے لاش حضرت مسلم اور ہانی کو قریب مسجد جامع کوفہ کے دفن کیا اور اب تک روضۂ انور اُنکے وہان موجود ہین قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ لَمَّا فَرَغَ الْجَلَّادُ مِنْ قَتْلِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَلَّتْ يَدَاهُ وَيَبِسَ رِجْلَاهُ وَعَمِيَتْ عَيْنَاهُ وَانْعَقَدَ لِسَانُهُ وَبَقِيَ مُقْعَدًا بِطُولِ حَيَاتِهِ لَا رَحِمَهُ اللهُ الْغَرَضْ ابومخنف لکھتا ہی کہ جب جلاد قتل سے عبداللہ رحمۃ اللہ کے فارغ ہوا اُسیوقت دونون ہاتھ اُس شقی کے شل ہوگئے اور دونون پانون اُس ملعون کے خشک ہوگیے

اور آنکھیں اُسکی کور ہوگئیں اور زبان اُس بے ایمان کی بند ہوگئی اور
مدت دراز تک وہ لعین اسی عذاب میں مبتلا رہا اور بعد اسکے داخل جہنم ہوا

الا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس ہفتم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا لِلْآخِرَةِ
وَمَنْ تَرَكَ آخِرَتَهُ لِلدُّنْيَا ۔ ابواب الجنان وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا
جناب صادق علیہ السلام نے نہیں ہے ہم سے وہ شخص جو بسبب اشتغال امور
آخرت کے ہاتھ معاملہ دنیا سے اُٹھائے یعنے جو حلال دنیا کو ترک کرے اور
وہ شخص جو امور آخرت سے چشم پوشی کرکے تحصیل دنیا ہی میں مصروف رہے
یعنے جو پروا حلال و حرام کی نہ کرے یا محض حرام اختیار کرے پس حضرات
ظاہر ہے کہ مراد اس مقام پر حب جاہ اور مال و منال ہے کیونکہ حب دنیا
راس ہر خطا ہے نہ مراد ترک قوت لایموت ہے اسلیے کہ ائمہ معصومین علیہم
السلام نے اوقات یومیہ کو تین حصے فرمائے ہیں اور حکم دیا کہ ثلث یوم میں
تحصیل علم دین کرو اور ثلث میں تحصیل معاش اور ثلث میں عبادت خدا
مگر وائے ہو حال پر اُن لوگوں کے جو امور آخرت سے غافل ہو کر بندہ دنیا
ہوئے جیسا کہ اشقیائے کوفہ و شام نے بامید انعام ابن زیاد اور یزید لعین نے
عترت خیر الانام پر کیسے کیسے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ امام حسین علیہ السلام کو
شہید کرکے اُن حضرت کے اہل بیت کو اسیر و مقید کیا اور شہر بشہر پھرایا
رَوَى السَّيِّدُ ابْنُ طَاوُسٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُ ابْنَ زِيَادٍ

اِلیٰ یَزِیدَ مُتَضَمِّنَۃً بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَوُصُولِ السَّبَایَا وَالرُّؤُسِ اِلَی الْکُوفَۃِ
فَسَرَّ بِذٰلِکَ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے لہوف میں روایت کی ہے
کہ جب عرضی عبید اللہ بن زیاد کی متضمن قتل امام حسین علیہ السلام اور کوفہ میں
پہونچنے سرہائے شہدا مع اہل حرم کے یزید کے پاس پہونچی تو وہ ملعون اُسے
پڑھ کے بہت مسرور ہوا وَکَتَبَ اِلَیْہِ یَابْنَ زِیَادٍ صَدَّقْتَ ظَنِّیْ فِیْکَ
فَعَلَیْکَ بِاِرْسَالِ رَأْسِ الْحُسَیْنِ مَعَ رُؤُسِ اَقْرِبَائِہٖ وَاَنْصَارِہٖ
وَاَهْلِهٖ وَاَثْقَالِهٖ اِلَیَّ بِالْاِسْتِعْجَالِ اور اُس شقی نے جواب میں اُسکے لکھا
کہ مضامین مندرجہ عرضی پر میں مطلع ہوا اور یہ فتح عظیم کہ تیری تدبیر سے ہوئی ہے
اسنے مجھے کمال خوش و مسرور کیا اور جو گمان میرا تیرے خیر خواہ ہونے میں
تھا وہ راست اور درست ہوا پس اب تجھے لازم ہے کہ پہونچتے ہی اس
حکم نامہ کے سر امام حسینؑ کا مع سرہائے اقربا و انصار اور اسیران اہل بیت
اطہار کے بکمال حفاظت جلد میرے پاس روانہ کر فَدَعَا ابْنُ زِیَادٍ مُحَضِّرَ
بْنَ ثَعْلَبَۃَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَسَلَّمَ السَّبَایَا وَالرُّؤُسَ اِلَیْہِ پس بموجب اس
حکم کے ابن زیاد ملعون نے اسیوقت محضر بن ثعلبہ شقی کو کہ وہ کمال عداوت
خاندان رسالت سے رکھتا تھا اپنے سامنے طلب کیا اور اسیروں کو مع
سرہائے شہدا کے اسکے ہمراہ کرکے روانہ دمشق کیا تاکہ بکمال حفاظت اُن
سبکو یزید کے پاس پہونچائے وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اِنَّ ابْنَ زِیَادٍ عَلَیْہِ اللَّعْنَۃُ اَسْنَدَ
شِمْراً وَخَوْلِیْ وَعُمَرَ بْنَ الْحَجَّاجِ وَشَبَثَ بْنَ رِبْعِیٍّ الَّذِیْ مِنَ الْاَرْبَعَۃِ
الَّذِیْنَ بَنَوْا اَرْبَعَ مَسَاجِدَ فَرَحاً لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَضَمَّ

اِلَیۡھِمۡ خَمۡسَمِائَةَ فَارِسٍ وَاَمَرَھُمۡ بِالۡعُلُوفَةِ وَالزَّادِ مِنۡ کُلِّ بِلَادٍ وَاَمَرَھُمۡ
بِحَمۡلِ الرُّؤُسِ وَالسَّبَایَا اِلٰی یَزِیۡدَ اور ابو مخنف یون روایت کرتا ہے
کہ جب حکمنامہ یزید کا بنام ابن زیاد کے متضمن ارسال سر اقدس امام حسین
علیہ السلام اور اہل حرم کے پہونچا اسیوقت اُس شقی نے شمر بن ذی الجوشن
اور خولی بن یزید اصبحی اور عمر بن حجاج اور شیث بن ربعی کو کہ یہ سب دشمنان
اہل بیت رسول خدا سے تھے روبرو اپنے طلب کیا اور بنا بر روایت تہذیب
الاحکام اور مقتل ابو مخنف کے شیث بن ربعی اُن چار اشقیا سے ہی کہ جو
بسبب فتحیاب ہونے یزید کے اور قتل ہونے امام حسین علیہ السلام کے مسرور
اور خوش ہوئے اور شکریہ مین اسکے چار کافرون نے چار مسجدین کوفہ مین
بنائین غرضکہ بعد اسکے ابن زیاد نے بنا بر روایت محرق القلوب پانچ ہزار
سوار اور بروایتے پانچسو سوار ہمراہ انکے کیے اور سرہاے شہدا اور اہل بیت
رسول خدا انکے سپرد کیے اور انھین حکم دیا کہ ان سب سرون کو مع قیدیون کے
بکمال حفاظت یزید کے پاس پہونچانا اور جو شہر کہ اثناے راہ مین واقع ہو
رئیس کو وہان کے حکم دینا کہ آب و دانہ اور گھانس وغیرہ واسطے لشکر کے
مہیا کرے اور زن و مرد وہان کے قتل ہونے امام حسین کی خوشی کرین فَسَارُوْا
یَوْمَھُمْ وَبَاتُوْا بِالْجُصَّاصَةِ وَعَبَرُوْا عَلٰی تَکْرِیْتَ وَکَتَبُوْا اِلٰی صَاحِبِھَا
اَنْ تَلَقَّانَا فَاِنَّ مَعَنَا رَاْسَ الْحُسَیْنِ پس وہ ملعون مع سر اقدس اور
اہل حرم کے اُسی روز روانہ شام ہوے اور اول شب جصاصہ پر کہ وہ
قریب تھا قیام کیا اور وہان سے اُٹھکر منزل تکریت کے قریب پہونچے اور

وہان کے باشندون کو لکھا کہ تم سب ہماری ملاقات کو شہر سے باہر آؤ اور دیکھو
کہ ہم سر حسینؑ کا امیر شام کے پاس بطریق ہدیہ لیے جاتے ہین فَلَمَّا قَرَأَ وَالْكِتَابَ
أَمَرُوا بِالْأَعْلَامِ فَنُشِرَتْ وَزَيَّنُوا مَدِيْنَتَهُمْ وَاقْبَلُوا إِلَيْهِمْ بِالزِّيْنَةِ
وَالْاِسْتِعْدَادِ وَكَانَ اِلٰى جَنْبِ بَلَدِهِمْ صَوْمَعَةُ نَصَارٰى فَسَئَلُوْهُمْ
عَنْ ذٰلِكَ پس جب اہل تکریت نے وہ نامہ پڑھا نہایت ہی مسرور ہوے
اور حکم دیا کہ تمام شہر آراستہ کرین اور سب زن و مرد زینت کرین اور آمادہ
و مستعد رہین اور پرچم علمون کے کہ وہ بھی علامت خوشی کی ہی کھولے جاوین
چنانچہ تمام شہر آراستہ او مزین ہوا اور بکمال زینت و سرور واسطے ملاقات
اُن اشقیا کے باہر شہر کے نکلے اور سر اقدس کو مع اسیران اہل بیت رسالت
دیکھکر کمال مسرور ہوے راوی کہتا ہی کہ قریب اُسکے ایک دیر تھا نصاری کا
جب قوم نصارے نے یہ حال مشاہدہ کیا نہایت متعجب ہوے اور اُنسے پوچھا
کہ سبب تمھارے اسقدر سرور کا کیا ہی فَقَالُوْا لَهُمْ قَدْ خَرَجَ خَارِجِيٌّ عَلٰى
يَزِيْدَ فَقَتَلَهُ وَهٰذِهٖ رُؤُسُهُمْ وَسَبْيُهُمْ فَقَالُوْا مَا اسْمُهٗ قَالُوْا
حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالُوْا مَا اسْمُ اُمِّهٖ قَالُوْا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
پس اُس فرقہ اشرار نے جواب دیا کہ ایک شخص نے یزید بن معاویہ پر
خروج کیا تھا پس ہمنے بحکم یزید اُس شخص کو مع اقربا و انصار کے قتل کیا اور
اُنکے عیال و اطفال کو مقید کر کے یزید کے پاس لیے جاتے ہین اور یہ سر نیزون پر
اُنھین کے سر ہین اور یہ سب قیدی اُنھین کے اہل حرم ہین نصارے نے
پوچھا کہ نام اُس شخص کا کیا تھا اُن اشقیا نے کہا کہ نام اُنکا حسین بن علی تھا

پھر اُن سبنے پوچھا کہ نام اُنکی مان کا کیا تھا اُن بچیاؤن نے بیان کیا کہ مان
اُنکی جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہین قالوا هل هی بنت نبیکم
قالوا نعم قالوا لعنکم اللہ قتلتم ابن بنت نبیکم وسبیتم عیالہ وحرمہ
وفرحتم علیہ الحمد للہ نحن لسنا منکم پس نصرانیون نے پوچھا کہ آیا
وہ حسین کہ جو نواسا ہی تمھارے نبی کا اُسکو تمنے قتل کیا ہی اُن بچیاؤن نے کہا
کہ ہان یہ سنکر اُن نصرانیون نے کہا کہ لعنت خدا تمپر اور تمھارے دین پر
تم کیسے مسلمان ہو کہ تمنے اپنے نبی کے فرزند کو قتل کیا اور دختران رسول خدا کو
مقید کیا اور اُنکے سرون کو مع اہل حرم کے لیے پھرتے ہو اور اسپر فخر ومباہات
کرتے ہو شکر کرتے ہین ہم خدا کا کہ ہم اِس امت بدکردار سے نہین ہین یہ کہکر
وہ سب اپنے دیر مین گئے اور دروازہ دیر کا بند کرکے حال پر امام حسین علیہ
السلام کے روتے رہے ثم انھم ساروا علی طریق وادی النملة
فسمعوا بکاء بنی الجان علی الحسین العطشان وهذه نوحتهم

ابواہ من علیا قریش جدہ خیر الجدود		مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود

راوی کہتا ہی کہ جب وہ اشقیا منزل تکریت سے کوچ کرکے راہ پر وادی
نملہ کے پہونچے سنا اُن سبنے کہ اُس صحرا سے آواز گریہ وبکا جن اور پری کی ماتم
سلیمان کربلا امام حسین مین بلند ہی اور نوحہ اُنکا یہ تھا مقام تاسف ہی کہ
قتل ہوا وہ امام مظلوم کہ جسے جناب رسول خدا نے اپنی آغوش مبارک
مین پرورش کیا اور اُسکی پیشانی انور کے ہمیشہ بوسے لیتے تھے اور پیار
کرتے تھے اور افسوس صد افسوس کہ شہید کیا ایسے برگزیدہ باری کو کہ

جسکی پیشانی اطہر سے نور مثل آفتاب تابان کے روشن و درخشان ہی اور بمقام حسرت
کہ ناحق قتل کیا ایسے اشرف و افضل کو کہ جو ہاشمی اور قریشی بہترین عرب و عجم تھا
اور آبا اور اجداد جسکے افضل عالم بلکہ بہترین نسل آدم تھے ثُمَّ رَحَلُوا مِنْ وَادِي
النَّمْلَةِ إِلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا مَرْشَادُ فَخَرَجَتِ الْمُخَدَّرَاتُ مِنْ خُدُورِهِنَّ
وَالْمَشَائِخُ وَالشُّبَّانُ يَنْظُرُونَ إِلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بعد
اسکے وہ سب ملعون وادی نملہ سے کوچ کرکے قریب ایک قریہ کے کہ اُسے
مرشاد کہتے تھے پہونچے اور وہان مقام کیا پس جب اہل قریہ وردو لشکر پر مطلع
ہوے سب عورات اور مرد جوان و پیر اپنے گھرون سے باہر نکلے اور جب
سر انور امام حسین علیہ السلام پر نگاہ اُنکی پڑی دیکھا کہ نور اُس سر اطہر سے
ساطع ہی فَصَلَّوْا عَلَيْهِ وَعَلَى جَدِّهِ وَأَبِيهِ وَأُمِّهِ وَأَخِيهِ وَيَلْعَنُونَ مَنْ
قَتَلَهُ وَسَبَى حَرِيمَهُ وَيَقُولُونَ لَعَنَكُمُ اللهُ يَا قَاتِلِي أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ پس جب
اہل قریہ نے سر اقدس مظلوم کربلا سے یہ اعجاز مشاہدہ کیا سب رونے لگے اور
اُن حضرت پر اور اُنکے جد امجد جناب محمد مصطفےٰ اور پدر بزرگوار اُنکے علی مرتضیٰ
اور والدہ ماجدہ اُنکی فاطمہ زہرا اور برادر عالی مقدار اُنکے حسن مجتبیٰ علیہم
السلام پر صلوات بھیجنے لگے اور لعنت کرنے لگے اُن اشقیا پر کہ جنھون نے
قتل کیا اُس امام مظلوم کو اور اُنکے اہل حرم کو مقید کرکے لیے پھرتے ہین اور
اہل لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ لعنت خدا تمپر کہ تم سب قاتل ہو اولاد
انبیائکے وَفِي مَقْتَلِ أَبِي مِخْنَفٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ
إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا الْحُسَيْنُ وَأَخَذْتُ

مَعِیَ اَلْفَ دِیْنَارٍ وَسِرْتُ مِنَ الْکُوْفَةِ اُرِیْدُ الشَّامَ اور مقتل ابو مخنف
مین سہل بن سعد سے یون منقول ہی کہ جن ایام مین جناب امام حسین علیہ
السلام دست ظلم اہل کوفہ و شام سے شہید ہوے تھے انھین ایام مین مین
ہزار دینار واسطے مصارف راہ کے لیکر بقصد زیارت بیت المقدس
کوفہ سے طرف شام کے روانہ ہوا فَبَیْنَا اَنَا فِی الْمَسِیْرِ اِذْ رَاَیْتُ عَسْکَرًا
مَعَ الرُّؤُسِ وَالسَّبَایَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْاَطْفَالِ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ
مُکَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَیْنَ الْفُسَّاقِ وَالْاَرْذَالِ سہل کہتے ہین کہ اثناے
راہ کوفہ و شام مین دیکھا مین نے کہ ایک لشکر اسیطرف سے بسمت شام
جاتا ہی اور انکے محاصرہ مین بہت سے سر نیزہ و نیزہ ہین اور بیچ مین انکے کچھ
بچے خورد سال اور عورات مخدرات مقید بے مقنعہ و چادر بلباس بوسیدہ
پریشان حال شتران بے فرش و بے پردہ پر درمیان فساق ارذال کے
سوار ہین فَسَاَلْتُ عَنْ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ اَنْتُمْ وَلِمَنْ هٰذِهِ الرُّؤُسُ
وَهٰذِهِ السَّبَایَا قَالَ بَعْضُهُمْ مِنِّیْ اَمَا تَعْرِفُ نَحْنُ عَسْکَرُ یَزِیْدَ
بْنِ مُعَاوِیَةَ وَهٰذِهِ الرُّؤُسُ رَاْسُ الْحُسَیْنِ وَاَعْوَانِهٖ وَهٰذِهِ
السَّبَایَا حَرِیْمُهٗ پس یہ دیکھکر مین نے ایک لشکری سے پوچھا کہ تم سب
کسکی فوج ہو اور یہ سب سر کسکے ہین اور یہ سب قیدی عورات اور
اطفال کسکے اہل حرم ہین اُسنے مجھے جواب دیا کہ ای شخص کیا تو واقف
نہین ہی کہ ہم سب ملازم یزید بن معاویہ امیر شام کے ہین اور یہ سر امام
حسینؑ اور انکے اقربا و انصار کے ہین اور یہ اسیر مقید انھین کے اہل حرم

ہین کہ انکو یزید کے پاس لیے جاتے ہین فَقُلتُ لَہٗ مَنِ الحُسَینُ قَالَ بنُ عَلِیٍّ قُلتُ مَا اسمُ اُمِّہٖ قَالَ اُمُّہٗ فَاطِمَۃُ الزَّھرَاءُ بِنتُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدِنِ المُصطَفٰیؐ مین نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون حسین تھا کہ جسے تمنے مع عزیز و اقربا کے قتل کیا اور قتل بھی اُسکا تمھین کافی نہوا اور اُسکے اہل حرم کو کہ یہ بیگناہ ہین مقید کیا اُسنے مجھے جواب دیا کہ وہ حسین فرزند علی کے تھے کہ اُنھون نے یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا مین نے کہا کہ اُنکی مان کا کیا نام تھا اور وہ کس قوم و قبیلہ سے ہی اُسنے کہا کہ مان اُنکی فاطمۂ زہرا بیٹی تھین ہمارے نبی رسول خدا کی فَبَکَیتُ وَقَرُبتُ مِنَ السَّبَایَا فَسَمِعتُ اُمَّ کُلثُومٍ بِنتَ اَمِیرِالمُؤمِنِینَ وَھِیَ تَبکِیْ وَتُنشِدُ بِھٰذِہٖ سہل کہتے ہین کہ یہ سنکر مین بہت رویا اور اُسی حالت مین قریب با قہاے اہل بیت رسالت کے گیا سنا مین نے کہ جناب ام کلثوم دختر امیرالمومنین علیہ السلام اس کرب و قلق سے روتی ہین کہ دل ہر ایک شخص کا وہ بین سنکر شق ہوتا ہی اور یہ نوحہ کرتی ہین ترجمہ اُسکا یہ ہی کہ افسوس صد افسوس وارث ہم بیکسون کے مرگئے اور زمانۂ غدار نے سب مردون اور وارثونکو ہمارے باقی نہ رکھا اور ہم بیوون کو انواع و اقسام کے مصائب مین مبتلا کیا کیا قیامت ہی کہ اشقیاے امت نے ہم بیوارثون پر وہ ظلم و ستم کیا کہ کوئی بیرحم یہود اور نصارے سے کبھی گناہگار پر بھی ایسا ظلم نہین کرتا ہے حالانکہ یہ سب اپنے تئین مسلمان امت رسول خدا سے جانتے ہین اور ہمین خوب جانتے ہین کہ ہم دختران حیدر کرار اور ذریت رسول مختار ہین

کہ جنکو حق سبحانہ تعالی نے واسطے ہدایت خلق کے مبعوث کیا ہی آہ بعد اسکے
مدینہ کیطرف متوجہ ہوکر فریاد کی کہ یا جداہ یا رسول اللہ کیا بیان کریں ہم
بیکس حال اپنا کہ ہم سب اہل بیت آپکے بے مقنعہ و چادر شتران بے پردہ پر
ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں مثل بندیان ترک و دیلم کے پھرائے جاتے
ہیں قَالَ فَلَطَمْتُ وَجْهِي وَقُلْتُ يَا اللّٰهُ لِمَ لَا تَخْسِفُ بِنَا الْاَرْضُ
وَلِمَ لَا تَنْشَقُّ السَّمَاءُ فَبَكَيْتُ حَتّٰى وَقَعْتُ مَغْشِيَّةً عَلَى الْاَرْضِ
وَالْقَوْمُ سَارُوْا مَعَ الرُّؤُسِ اِلَى الشَّامِ سہل کہتے ہیں کہ یہ بین جگر خراش
اُن مخدومہ سے سنکر میں نے منہ اپنا پیٹ لیا اور کہا میں نے کہ خداوندا
جب وہ خاصان خدا کہ جو باعث ایجاد عالم ہیں ایسے مصائب عظمے میں
مبتلا ہوں تو پھر کیوں زمین و آسمان شق نہیں ہوتے ہیں پس میں اسقدر
رویا کہ غش کھا کر زمین پر گرا اور وہ اعدا مع سرہائے شہدا اور اہل بیت
اطہار کے آگے بڑھ گئے اور راہی شام ہوئے الا لعنۃ اللہ علی
القوم الظالمین

مجلس ہشتم

فِي الْمَنَاقِبِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلٰى نَبِيِّهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِبْنِ لِيْ مَسْجِدًا طَاهِرًا لَا يَسْكُنُهُ اِلَّا مُوْسٰى وَهَارُوْنُ وَابْنَا هَارُوْنَ
وَاِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ اَبْنِيَ مَسْجِدًا طَاهِرًا لَا يَسْكُنُهُ اِلَّا اَنَا وَعَلِيٌّ
وَابْنَا عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مناقب ابن مغازلی میں عدی بن ثابت سے

منقول ہی وہ کہتا ہی کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت موسےٰ علیہ السلام پر وحی کی تھی اور اُنکو حکم فرمایا تھا کہ ای موسےٰ ہماری عبادت کیواسطے ایک پاک وپاکیزہ ایسی مسجد بناکر و کہ جسمین سوائے موسیٰ وہارون اور ہارون کے دو فرزند شبر وشبیر کے اور کوئی نہ رہے اور میرے پاس حق سبحانہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ مین ایسی پاک وپاکیزہ ایک مسجد بناؤن کہ اُسمین سوائے میرے اور علی بن ابیطالب اور علی کے دونون فرزند حسن وحسین کے اور کوئی شل گھر کے مقیم نہ رہے وَعَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّے اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَوَّلُ مَنِ اتَّخَذَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخًا مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ ثُمَّ مَلَكُ الْمَوْتِ وَاِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَتَرَحَّمُ عَلٰے مُحِبِّیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا يَتَرَحَّمُ عَلٰے الْاَنْبِيَآءِ اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ کہا اُسنے فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اہل آسمان مین سے اوّل جسنے علی بن ابیطالب علیہ السلام سے اُخوت وبرادری کی ہی وہ حاملان عرش الٰہی ہین بعد اُنکے رضوان خزانہ دار جنت ہی اور بعد انکے ملک الموت ہی اور تحقیق کہ ملک الموت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے شیعون اور دوستون پر ایسا ترحم کرتے ہین جسطرح کہ انبیا پر کرتے ہین ۔

خوشا ما خوشا دین ودنیاے ما	کہ ہمچون علی ہست مولاے ما

حضرات یہ مقام تصور ہی کہ جس برگزیدۂ باری کا یہ مرتبہ ہو اُسپر اعدا نے

انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ انکی اولاد کو شہید کیا اور انکے اہل بیت کو
اسیر و مقید کرکے شہر بشہر بلواے عام مین پھرایا فی مقتل ابی مخنف ثم انھم
رحلوا من منزلھم مرشاد و نزلوا الی مکان یقال لہ الکحیل و
کتبوا الی اھل الموصل ان تلقونا بالزاد والعلوفۃ فان معنا
راس الحسین ؑ چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب اشقیاے
کوفہ و شام مع اہل بیت خیر الانام منزل مرشاد سے کوچ کرکے مقام کحیل کو
پہونچے وہان ٹھہر کر ایک نامہ بنام اہل موصل کے اِس مضمون کا روانہ کیا
کہ ہم مع سر امام حسین ؑ کے تمہارے قرب مین پہونچے ہین تمہین لازم ہی کہ
تم سب مع دانہ و گھانس وغیرہ کے ہمسے یہان آکر ملاقات کرو وکان
امیرھا خالد بن المشیط فامر بالاعلام فنشرت و زینت المدینۃ
وخرجوا للقاء القوم فقالوا لھم لمن ھذا الراس قالوا الخارجی خرج
علی عبید اللہ بن زیاد فقتلہ پس جب وہ نامہ انکا خالد بن نشیط کے
پاس کہ وہ والی موصل کا تھا پہونچا اُسنے حکم دیا کہ علم اور نشان لشکر کے نکالے
جائین اور شہر بہار آراستہ ہو چنانچہ بحکم اسکے تمام شہر کو آراستہ کرکے اہل شہر
باہر نکلے اور اُس لشکر اشقیا سے ملاقات کی جب نظر انکی سرہاے شہدا اور
اسیرون پر پڑی پوچھا کہ یہ سر اور یہ اہل حرم کسکے ہین آہ مومنین کیسی
عداوت تھی اعدا کو آل رسول سے کہ نام لینا ناگوار تھا بلکہ ان اشقیانے
کہا کہ ایک شخص خارجی نے عبید اللہ بن زیاد سے سرتابی کی تھی پس ابن زیاد نے
لشکر عظیم بھیجکر مع اعوان و انصار کے اُس سردار کو قتل کیا اور اسباب

اُنکا غارت کیا اور اہل بیت انکے قید کیے اور بحکم ابن زیاد کے اب یزید امیر شام کے پاس لیے جاتے ہیں فَقَالُوا مَا اسْمُهُ قَالُوا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالُوا الْحُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ نَبِيِّنَا قَالُوا نَعَمْ قَالُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى اَمِيْرِكُمْ لَا وَاللّٰهِ لَيْسَ لَكُمْ سَبِيْلُ الدُّخُوْلِ فِيْ مَدِيْنَتِنَا فَارْحَلُوْا عَنَّا پس اہل موصل نے پوچھا کہ نام اُسکا کیا تھا اُن اشقیا نے کہا کہ نام اُنکا حسین بن علی تھا پس یہ سُنکر اُن لوگوں نے پوچھا کہ آیا حسین بن فاطمہ زہرا دختر رسول خدا کو تمنے قتل کیا ہی اُن کفار نے جواب دیا کہ ہاں اُسی حسین کو ہمنے قتل کیا ہی پس یہ سُنتے ہی تمام اہل موصل مستعد بجنگ ہوے اور کہا کہ اے قوم نابکار لعنتِ خدا تمپر اور تمھارے امیر ابن زیاد اور یزید بن معاویہ پر کہ تم سب قاتل ہوا اولاد انبیا کے پس دور ہو ہمسے اور یہان ارادہ آنیکا نہ کرو فَانْصَرَفُوْا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ بَعْدَ مَا قُتِلَتْ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ فَارِسًا وَاَتَوْا اِلٰى رَحْبَةِ السَّرَاجِيْنَ وَنَصَبُوْا فِيْهِ الرَّاْسَ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ وَتِلْكَ الرَّحْبَةُ مَشْهُوْرَةٌ بِاَنَّ مَنْ مَرَّ بِهَا لَمْ تُقْضَ لَهٗ حَاجَتُهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ پس اُن اشقیا نے کوچ کرنے میں کچھ تاخیر کی تھی کہ اہل موصل تلوار مدین کھینچکر اُنپر ٹوٹ پڑے اور ستر سوار اُنکے راہی سقر کیا اور چاہا کہ ایک کو بھی اُن بیحیاؤں سے باقی نہ چھوڑین اور سرہاے شہدا اور اہل حرم کو اُنسے چھین لین لیکن وہ تاب مقاومت نلاسکے اور جلد وہانسے بھاگ کر رحبہ سراجین مین ٹھہرے اور سر اقدس جناب امام حسین علیہ السّلام کا تین ساعت تک وہان نصب کیا چنانچہ

مدت دراز تک وہ جگہ ایسی نحوست مشہور رہی کہ جو شخص صاحب حاجت
اُس طرف سے ہو کر گذرتا تھا اُس روز حاجت اُسکی ہرگز نہ برآتی تھی قَالَ
اَبُو مُخنَفٍ فَبَاتُوا تِلْکَ اللَّیلَةَ خَصِبِینَ فِی الْخَمرِ وَاللَّحمِ ثُمَّ سَارُوا
اِلیٰ مَدِینَةِ الخَزِّ وَکَانَ فِیهَا خَلقٌ کَثِیرٌ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الخَبَرُ اَغلَقُوا
الاَبوَابَ ابو مخنف لکھتا ہے کہ اُن اشقیا نے شراب اور کباب سے پیٹ
اپنا بھر کر تمام شب اُسی جگہ سویا کیے جب صبح ہوئی وہان سے کوچ کر کے
زیر حصار شہر خز کے کہ وہ شہر بسبب کثرت خلق کے بہت آباد تھا ہونچے
اور اہل شہر کو اپنے آنے سے مطلع کیا جب اہل خز نے اطلاع پائی
دروازے اپنے شہر کے بند کرلیے وَصَعِدُوا الصُّورَ وَجَعَلُوا یَلعَنُونَهُم
وَیَسُبُّونَهُم وَیَرمُونَهُم بِالنِّبَالِ وَیَقذِفُونَهُم بِالحِجَارَةِ وَیَقُولُونَ لَهُم
اِرحَلُوا عَنَّا یَا قَتَلَةَ اَولَادِ الاَنبِیَاءِ فَارتَحَلُوا اِلیٰ بَعضِ القُریٰ
فَاستَعبَرَت اُمُّ کُلثُومٍ وَاَنشَأَت تَقُولُ پس وہ اہل شہر بالائے
حصار چڑھ گئے اور باآواز بلند اُن اشقیا پر لعنت کرنے لگے اور ساتھ سب
وشتم کے تیرباران کیا اور پتھر پھینکتے تھے اور کہتے تھے کہ ای قوم نابکار اسیوقت
جلد ہمارے شہر سے دور ہو کہ تم سب قاتل ہو اولاد انبیا کے ایسا نہو کہ ہم بھی
بسبب تمھارے عذاب خداوند قہار مین معذب و گرفتار ہون پس اُن
اعدا نے شہر خز سے فرار کر کے ایک قریہ مین کہ وہان سے چند فرسخ تھا
مقام کیا آہ مومنین اہل بیت رسول مختار ایسے مصائب عظمےٰ مین گرفتار
تھے کہ حال اُنکے مصائب کا احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے مگر سبحان اللہ

اس قید شدید اور تکلیف سفر پر تحمل و صبر سوائے عترت طاہرۂ سید البشر کے
کسی سے ممکن نہین ہی چنانچہ جناب ام کلثوم جب اُس قریہ مین پہونچین تو
اُسوقت چند اشعار حسب حال انشا کیے اور فرماتی تھین اور ترجمہ اُنکا
یہ ہی اے بدترین امم سابقہ حق سبحانہ تعالے تم سبکو بعذاب سخت مبتلا کریے
جیسا کہ تمنے ہمارے جگر سوختہ کیے ہین آیا اس ظلم و ستم کی تمہارے کچھ انتہا بھی ہے
کب تک ہم بیکسون کو شتران بے پردہ پر سوار کیے بطور کنیزان ترک و دیلم کے
گرفتار کرکے جا بجا لیے پھروگے حالانکہ ہم عترت جناب محمد مصطفے سید المرسلین
اور دختران علی مرتضے امیر المومنین علیہما السلام کی ہین ثُمَّ اَتَوْا اِلٰی بَلْدَۃِ
النُّعْمَانِ فَتَلَافٰی بِهِمْ اَهْلُهَا بِالشَّرَابِ وَالطَّعَامِ یعنی وہ لشکر اُس
قریہ سے کوچ کرکے شہر نعمان مین پہونچا باشندے وہان کے آنے سے اُن
اشقیا کے سب زن و مرد مسرور ہوئے اور اُن کفار کے واسطے اُس
فرقۂ اشرار کے شراب و طعام مہیا کیا قَالَتْ زَیْنَبُ مَا هٰذِهِ الْبَلْدَةُ
قَالُوْا بَلْدَةُ النُّعْمَانِ قَالَتْ اَبَادَ اللّٰهُ خَضْرَاءَهُمْ وَسَلَّطَ عَلَیْهِمْ مَنْ
لَا یَرْحَمُهُمْ پس جب جناب زینبؑ نے اسباب سرور کو اہل شہر کے اُس
لشکر سے ملاحظہ فرمایا پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے لوگون نے عرض
کی کہ اس شہر کو بلدۂ نعمانیہ کہتے ہین اُن معظمہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے
ویران و برباد کرے آبادی کو اس شہر کی اور مسلط کرے اُنپر ایسے شخص کو
کہ جو اُنپر ہرگز رحم نہ کرے ثُمَّ اَتَمُّوْا رِحَالَهَا وَنَزَلُوْا بِالتَّارِیْ فَقَالُوْا لَهُمْ
مَا مَعَکُمْ قَالُوْا رَاْسُ الْحُسَیْنِ وَسَبَایَاهُ فَقَامُوْا اِلَیْهِمْ بِالسُّیُوْفِ

والرماح وهم هو فیس وہ اشقیا وہان سے کوچ کرکے قریب شہر تکریت کے
اُترے اہل شہر نے اُنسے پوچھا کہ تمھارے ساتھ کیا ہی اُن اعدا نے جواب دیا
کہ سر حسین بن علی اور اُنکے اعوان و انصار کے ہین اور یہ سب عورات و
اطفال مقید اُنکے اہل حرم ہین راوی کہتا ہی سنتے ہی اس نام کے سب
اہل شہر تلوارین اور نیزے ہاتھ مین لیکر آمادہ قتل اُس فرقہ اشرار کے ہوئے
یہانتک کہ وہ اشقیا تاب مقاومت نہ لا سکے اور وہان سے بھاگ گئے
قال ابو مخنف ثم انهم رحلوا بالرؤس والسبايا حتى اتوا الى مدينة
قرطان وهي كانت حصنا صغيرا فاغلقوا الابواب على وجوههم
ابو مخنف لکھتا ہی کہ وہان سے بھاگ کر قریب شہر قرطان کے وارد ہوئے
اور چاہا کہ داخل شہر ہون لیکن چونکہ باشندگان شہر بدکرداری سے اُس
فرقہ غدار کے قبل سے واقف ہو چکے تھے اسلیے داخل ہونا اُنکا شہر مین اپنے
گوارا نہ کیا اور دروازے شہر کے کہ بطور قلعہ کوچک کے تھا بند کر لیے فاتاهم
خولى بن يزيد وقال الستم في حكمنا قالوا نعم ولكنكم لا تدخلوا
مدينتنا لانكم قتلتم اولاد نبينا اُسوقت خولی ملعون نے آواز دی
کہ اى اہل قرطان کیا تم تابع ہمارے اور امیر شام کے نہین ہو کہ ہمسے بمقابلہ
پیش آتے ہو اُن سبنے جواب دیا کہ ہان ہم محکوم یزید کے تو ہین لیکن تمہارا
داخلہ اس شہر مین ہمین گوارا نہین ہی اسلیے کہ تم سب قاتل اولاد رسول
مختار کے ہو ثم انهم عدلوا عنها واتوا الى حماة فوجدوا ابوابها
مغلقة ثم انهم رحلوا واتوا الى حمص فنزلوا قريبا من صومعة

رَاهِبٍ فَلَمَّا جَنَّهُمُ اللَّيْلُ سَمِعَ الرَّاهِبُ دَوِيًّا كَدَوِيِّ الرِّيحِ
الْعَاصِفِ وَرَاٰى نُوْرًا سَاطِعًا حبیب وہ سب نامرد و وشہر قرطان
مین نہ جا سکے اُسکی صبح کو وہان سے وہ سب روسیاہ ایک منزل پر کہ
اُسے حماۃ کہتے تھے پہونچے وہان کے باشندون نے بھی دروازے اپنے
شہر کے بند کر لیے اور اندر شہر کے آنے نہ دیا پس وہان سے بھی خائف کوچ
کر کے منزل حمص پر پہونچے اور باہر شہر کے قریب ایک دیر نصاریٰ کے اُترے
جب شب ہوگئی پیر دیرانی نے سنا کہ خود بخود آواز مثل آواز ہوا کے
تند کے آتی ہی اور دیکھا کہ ایک شُقّہ نور از زمین تا آسمان بلند ہی فَاَخْرَجَ
الرَّاهِبُ رَاْسَهٗ مِنْ صَوْمَعَتِهٖ وَنَظَرَ اِلَى الرَّاْسِ عَلَى الرُّمْحِ
اَنَّ النُّوْرَ يَخْرُجُ مِنْهُ وَالْمَلَائِكَةُ تَنْزِلُ عَلَيْهِ كَتَائِبَ وَهُوَ يُنَادُوْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَظْلُوْمُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَعْصُوْمُ پس وہ آواز سنکر اور تمام دیر اپنا
منور دیکھکر وہ پیر دیرانی متعجب ہوا اور سر اپنا دیر سے باہر نکالکر دیکھا
کہ ایک سر کسی مظلوم کا نیزہ پر رکھا ہی اور نور اُس سر انور سے مثل آفتاب کے
درخشان ہی اور گروہ گروہ ملائکہ آسمان سے اُس سر اقدس کے قریب
نازل ہوتے ہین اور بکمال تعظیم و تکریم یون سلام کرتے ہین کہ سلام ہو
آپ پر یا ابا عبد اللہ سلام ہو آپ پر اے بیکس و مظلوم سلام ہو
آپ پر اے سید معصوم فَفَزِعَ الرَّاهِبُ فَزَعًا شَدِيْدًا وَبَاتَ لَيْلَةً
قَلِقًا مُتَمَلْمِلًا فَلَمَّا اَصْبَحُوْا وَهَمُّوْا بِالرَّحِيْلِ اَشْرَفَ عَلَيْهِمُ الرَّاهِبُ

مِن صَومَعَتِہٖ پس یہ اعجاز اُس سر اقدس سے دیکھکر پیر دیرانی بہت
خائف ہوا اور وہ تمام شب تڑپکر کاٹی جب صبح طالع ہوئی اور اُن اشقیانے
قصد کوچ کا کیا اُس پیر دیرانی نے غرفہ دیر سے سر اپنا نکالا و نادٰے
یَامَعشَرَ النَّاسِ مَن ھُوَ رَئِیسُ عَسکَرِکُم فَاشَارُوا اِلیٰ خَولِیِ بنِ یَزِیدِ
الاَصبَحِیِ لَعَنَہُ اللہُ فَقَالَ لَہٗ لِمَن ھٰذَا الرَّاسُ قَالَ ھُوَ رَاسُ
مَن خَرَجَ عَلٰی ابنِ زِیَادٍ فَقَتَلَہٗ پس اُس نصرانی نے آواز دی
کہ ایہا الناس رئیس لشکر تم سب مین کون ہی سبنے اشارہ طرف خولی
بن یزید اصبحی کے کیا نصرانی نے پوچھا کہ ای شخص یہ سر نیزہ پر کس برگزیدہ
باری کا ہی اُس بیحیا نے جواب دیا کہ یہ سر ہی اُسکا جسنے خروج کیا تھا
ابن زیاد پر پس ہمنے بحکم ابن زیاد اُسے قتل کیا اور اہل حرم اُسکے مقید
کیے فَقَالَ لَہٗ مَا اسمُہٗ قَالَ الحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ فَقَالَ لَہٗ ابنُ بِنتِ
نَبِیِّکُم قَالَ نَعَم فَبَکَی الرَّاھِبُ بُکَاءً شَدِیدًا وَقَالَ وَیلٌ لَکُم
بَعُدتُم مِن رَحمَۃِ اللہِ وَلٰکِنِ انکَشِفُ لِی عَن ھٰذَا الرَّاسِ
لِانظُرَ اِلَیہِ پس اُس راہب نے پوچھا کہ نام اُس دشمن کا کیا تھا جو
شقی نے کہا کہ نام اُسکا حسین بن علی تھا پیر دیرانی نے کہا کہ کیا وہ امام
حسین جو نواسا تھا تمھارے پیغمبر کا اُس ملعون نے کہا کہ ہان اُسی حسین کو
ہمنے قتل کیا ہی یہ سنکر وہ نصرانی بہت رویا اور کہا کہ ای فرقۂ اشرار وای ہو
تمپر اور تمھارے دین پر بہت دور ہوے تم رحمت الٰہی سے کہ تمنے نواسے کو
اپنے نبی کے قتل کیا اور سر انور اُنکا کاٹ کے باین ظلم و ستم نیزہ پر رکھکر مع

اُنکے اہل حرم کے لیے پھرتے ہو اور اس رسوائی دین و اسلام کو باعث فخر و مباہات اپنا جانتے ہو پس میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ اس سر انور کو کھولکر مجھے دکھا دے کہ تا میں بھی اس سر پر نور کی زیارت سے مشرف ہوں فقال له الخولی لے مَا اَنَا اَكْشِفُهُ اِلَّا بَيْنَ يَدَیِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ لِاٰخُذَ مِنْهُ الْجَائِزَةَ الْعُظْمٰى قَالَ الرَّاهِبُ وَكَمِ الْجَائِزَةُ قَالَ عَشَرَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ خولی نے کہا کہ ای نصرانی یہ سر راہ میں نہ کھلے گا بلکہ اس سر کو روبرو یزید بن معاویہ کھولونگا تاکہ وہ مسرور ہو اور مجھے بہت سا انعام دے اُس سعادتمند نے پوچھا کہ ای بندۂ زر کسقدر انعام لینے کی تجھے اپنے امیر سے توقع ہے اُسنے کہا کہ دس ہزار درہم کی فَقَالَ اَنَا اُعْطِيْكُمْ وَسَلَّمَهُمُ الدَّرَاهِمَ وَاَخَذَ مِنْهُمُ الرَّاْسَ وَوَضَعَهٗ عَلَى السَّجَّادَةِ وَكَشَفَ عَنْهُ وَقَبَّلَهٗ وَرَشَفَ شَفَتَيْهِ وَيَبْكِیْ وَيَنُوْحُ پس اُس دیرانی نے کہا کہ اگر اسقدر زر ملنے کا تجھے خیال ہے تو مجھ سے لے مگر تھوڑی دیر کے لیے مجھے یہ سر انور دے پس وہ سگ دنیا اسپر راضی ہوا اور اُس پیر دیرانی نے دس ہزار درہم اُن اشقیا کو اسیوقت دیے اور وہ سر پر نور اُنسے لیکر اپنے دیر میں لیگیا اور رومال کھولا اور سر اطہر کو گلاب سے صاف کرکے مصلّے پر رکھا اور کمال ادب و تعظیم اُسے آنکھوں سے لگایا اور بار بار اُسکے بوسے لیتا تھا اور منھ اپنا لبہائے انور سر اقدس پر رکھکر روتا تھا اور یہ نوحہ کرتا تھا شعر

يَعِزُّ عَلَىَّ اَسَفًا اَنْ اَرَاكَ	ذَبِيْحًا بَيْنَ اَعْدَاءِ الْكِلَابِ
يَدُوْرُ بِرَاْسِكَ الْمَلْعُوْنُ خَوْلِیْ	وَلَمْ يَخْشَ مِنَ اللّٰهِ الْعَذَابِ

ای فرزند رسول مختار بہت دشوار ہی مجھپر کہ مین آپکو ہاتھ سے ان سگہاے
ناپاک کے مقتول و مذبوح دیکھون اور سر اقدس آپکا خولی ملعون نوک
نیزہ پر رکھکر باین ظلم و ستم دیار بدیار لیے پھرے اور اہل حرم آپکے اسیر ہوکر
پھرائے جائین اور اُن اشقیا کو مطلق عذاب خدا وند قہار سے خوف نہو
یَا سَیِّدِی لَوْ حَضَرْتُ مَحْضَرَكَ وَقَیْتُكَ بِنَفْسِی وَكُنْتُ شَهِیْدًا بَیْنَ
یَدَیْكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اَرْفَعُ وَجْهِیْ حَتّٰی تَعِدَنِیْ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ ای آقا میرے افسوس صد افسوس کہ مین روز عاشورا حاضر خدمت
باسعادت نہوا قسم بخدا اگر مین اُسوقت حاضر ہوتا تو آپکی نصرت کرتا اور جان
اپنی آپ پر فدا کرتا کمال حسرت ہی کہ مین اس سعادت ابدی سے محروم
رہا اور اب بجز ندامت کے کچھ مجھے حاصل نہین ہی یابن رسول اللہ مین
سر اپنا حضرت کے سامنے سے نہ اُٹھاؤنگا جبتک کہ آپ وعدہ میری
شفاعت کا بروز قیامت نہ کرلینگے فَقَالَ سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ یَا هٰذَا
اِنْ كُنْتَ تَرْجُوْ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْجَزَاءِ فَارْجِعْ اِلٰی دِیْنِ جَدِّیْ مُحَمَّدِنِ
الْمُصْطَفٰی پس باعجاز سر اقدس سید الشہدا نے جواب دیا کہ ای سعادتمند
اگر تو آرزومند ہی میری شفاعت کا بروز جزا پس اختیار کر تو دین میرے
جد امجد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کا کہ وہ جناب سید المرسلین اور خاتم
النبیین ہین فَقَالَ الرَّاهِبُ یَا سَیِّدِیْ اِشْهَدْ لِیْ عِنْدَ جَدِّكَ وَ
اَبِیْكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَبَاكَ وَاَخَاكَ حُجَجُ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ پس راہب نے

یہ ارشاد سنکر عرض کی کہ اے آقا میرے آپکو گواہ کرتا ہون اسکا کہ مین گواہی دیتا ہون اور اقرار کرتا ہون بوحدانیت خدا اور برسالت جناب محمد مصطفے اور بولایت و امامت جناب علی مرتضی اور حسن مجتبی علیہم السلام کے کہ وہ حضرات حجت خدا تمام خلقت پر ہین فبینا کذلک اذ نادی القوم بالرحیل وطلبوا منہ الرأس الشریف وضیقوا علیہ فلما رای الدیرانی انہم یتشدون علیہ کالکلاب وھو لا یقدر علی دفعھم فبکے بکاءً شدیداً پس جب صبح طالع ہوئی لشکر اعدا مین آواز الرحیل کی بلند ہوئی اور اکثر ملعون دروازۂ دیر پر آئے اور اُس پیر دیرانی سے طالب سر اقدس ہوے اُس سعادتمند نے حوالہ کرنے مین سر اطہر کے کچھ دیر کی تھی کہ اُن اشقیا نے تمام دیر کو گھیر لیا اور ہر طرف سے شل سگہائے درندہ کے اُس پیر دیرانی پر شدت شروع کی جب اُس سعادتمند نے دیکھا کہ وہ بیدین آمادۂ فساد ہین اور مجھ سے دفع کرنا اُنکا کسیطرح ممکن نہین ہے اپنی ناچاری پر بہت رویا اور سر اطہر امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ اے سید میرے مجھپر بہت دشوار ہی مفارقت آپکی اور افسوس ہی کہ ان اشقیا کے دفع کرنے کی مجھے قدرت نہین ہو فعطرہ بالمسک وماء الورد وغطاہ ودفعہ الی خولے وقال لھم یا ویلکم استحوذ علیکم الشیطان حتی انساکم ذکر الرحمان پس اُس مرد دیندار نے اُس سر اطہر کو مشک و گلاب سے معطر کیا اور ایک پارچۂ نفیس مین لپیٹ کر حوالہ خولی ملعون کے کیا اور کہا کہ اے قوم جفا کار وائے ہو تمپر اسقدر شیطان

تم پر مسلط ہوا ہو کہ ذکر خدا اُسنے تمہارے دلون سے بھلا دیا ہو لکن باللہ
علیکم ان لا تقتلوا ہذا اما فعلتم بہ قبل ذلک فاخذوہ منہ
ولم یسمعوا کلامہ ورفعوہ علی الرمح وجعلوا یقسمون الدراہم
لیکن اُس قوم بدکردار نے واسطے خدا اور رسول کے اب سر اقدس کو بے ادبی سے
نیزے پر نہ رکھنا کہ یہ سر ہے فرزند رسول مختار اور جگر گوشہ حیدر کرار کا
آہ مومنین ہرچند کہ وہ مرد دیندار اُنکو منع کرتا رہا لیکن اُن اشقیائے
مست او بر زاری پر اُسکی مطلق نظر نہ کی اور اُسیوقت سامنے اُسکے سر
اطہر امام حسین علیہ السلام کو نیزہ بلند پر رکھا اور وہ درہم باہم تقسیم کر لیے
فلما بعدوا من الدیر میلین راوھا قد احتالت خزفا مکتوبا
علیہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فقالوا
لاصحابہم اکتموا ہذا والا اہلکم الناس اجمعون پس جب
وہان سے کوچ کر کے دو میل نکل گئے اُسوقت دیکھا سبنے کہ وہ درہم
ٹھیکریان ہو گئے ہین اور اُنپر وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون لکھا
یہ اعجاز سید الشہداء کا دیکھکر سبنے آپسمین مشورہ کیا کہ اس امر عجیب کو
کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ تمام آدمی جمع ہو کر ہمین قتل کرینگے اور باعث
رسوائی کا بھی ہو گا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نہم

روی اسماعیل بن مسلم عن الصادق علیہ السلام انہ قال
اوحی اللہ عزوجل الی نبی من انبیائہ من لا یحضر من یقول

کہ اسماعیل بن مسلم نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ فرمایا
اُن حضرت نے حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ طرف ایک نبی کے اپنے انبیا کے
یہ وحی فرمائی قُل لِلمُؤمِنِینَ لَا یَلبَسُوا لِبَاسَ اَعدَآئِی وَلَا یَطعَمُوا مَطَاعِمَ
اَعدَآئِی وَلَا یَسلُکُوا مَسَالِکَ اَعدَآئِی فَیَکُونُوا اَعدَآئِی کَمَا هُم
اَعدَآئِی کہد و اپنی امت کے مومنین سے کہ لباس نہ پہنین مثل میرے اعدا کے
اور نہ کھانا کھائین مثل میرے اعدا کے اور نہ طریقون پر چلین میرے اعدا کے
پس جو ایسا کرینگے تو وہ میرے دشمن ہونگے جیسے کہ وہ لوگ میرے دشمن ہین
ثُمَّ قَالَ فَاَمَّا لِبسُ السَّوَادِ لِلتَّقِیَّةِ فَلَا اِثمَ فِیهِ بعد اسکے ابن بابویہ
علیہ الرحمہ فرماتے ہین لیکن لباس سیاہ پہننا بضرورت تقیہ کے پس اسمین
کوئی گناہ نہین ہو پس حضرات شریعت بہین حضرت سیّد المرسلینؐ مین لباس
سیاہ مین نماز مکروہ ہی مگر عمامہ اور ردا اور موزا سیاہ مستثنیٰ ہین کہ انمین نماز
مکروہ نہین ہی جیسا کہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ روز عاشورا حضرت
امام حسین علیہ السلام کا عمامۂ اقدس گلابی تھا اور ردا اُن حضرت کی
سیاہ اور بروایتے سُرخی تھی جو میراث مین اپنے جد امجد جناب رسولخدا سے
پائی تھی اب مومنین تصور کیجیے کہ کربلا مین وہ کیا ہوئی فِی البِحَارِ عَن
هِلَالِ بنِ نَافِعٍ ثُمَّ اَقبَلُوا عَلٰی سَلبِهٖ فَاَخَذَ قَمِیصَهُ اِسحَاقُ بنُ
حَوِیَّةَ الحَضرَمِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ جیسا کہ بحار الانوار مین ہلال بن نافع سے
منقول ہی وہ کہتا ہی کہ جب شہزادہ مظلوم کربلا بسبب زخمہاے کاری کے ذوالجناح
سے ریگ گرم صحراے کربلا پر گر پڑے تو اسوقت اعدا طرف لوٹنے لباس

اُن حضرت کے متوجہ ہوئے پس کرتہ اسحاق بن حویہ حضرمی لعین نے
اُتار لیا وَاَخَذَ عِمَامَتَهُ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ وَاَخَذَ قَطِيفَتَهُ قَيْسُ
بْنُ اَشْعَثَ لَعَنَهُمَا اللّٰهُ اور عمامہ سر اقدس سے اخنس بن مرثد لعین نے
لیا اور ردا اُن حضرت کی قیس بن اشعث ملعون لیگیا اور جسم اطہر کو
بے لباس ریگ گرم پر چھوڑ دیا اور سر انور کو جدا کرکے مع اُن حضرت کے
اہل بیت کے طرف کوفہ و شام کے لیگئے اور شہر بشہر پھرایا فِی الْمُنْتَخَبِ
عَنْ اَبِی سَعِیدِ نِ الدِّمَشْقِیِّ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
حَمَلُوا الرُّؤُسَ وَالسَّبَايَا اِلٰى دِمَشْقَ چنانچہ منتخب میں ابوسعید دمشقی سے
منقول ہے کہ کہا اُسنے جب ابن زیاد نے سر اطہر فرزند خیر البشر کا مع اسیران
اہل بیت رسالت کے ہمراہ ایک قوم کے طرف دمشق کے روانہ کیا تو میں
بھی ایک اُس جماعت سے تھا فَلَمَّا وَصَلُوا اِلٰى دَيْرِ النَّصَارٰى فَوَقَعَ
بَيْنَهُمْ اَنَّ نَصْرَ الْخُزَاعِیَّ قَدِ اجْتَمَعَ عَسْكَرًا عَظِيمًا يُرِيدُ اَنْ
يَهْجُمَ عَلَيْهِمْ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقْتُلَهُمْ وَيَاْخُذَ مِنْهُمُ الرُّؤُسَ
وَالسَّبَايَا پس جب ہم بعد چند منزل کے قریب ایک دیر نصارٰے کے
کہ راہ میں تھا پہونچے اُسوقت لشکر میں یہ مشہور ہوا کہ نصر خزاعی نے
گروہ دوستداران اہل بیت رسالت سے ہی لشکر کثیر جمع کیا ہے اور قصد
اُسکا یہ ہے کہ آج نصف شب کو گھیر کے سبکو قتل کرے اور سر ہائے شہدا
اور اسیروں کو چھین لیجائے فَقَالَ الرُّؤَسَاءُ مِنْ عِظَمِ اضْطِرَابِهِمْ
اَنْ نَلْجَأَ اللَّيْلَةَ اِلَى الدَّيْرِ وَنَجْعَلَهُ كَهْفًا لَنَا لِاَنَّهُ مُسْتَحْكَمٌ پس روسائے

لشکر نے بوجہ اپنے اضطرار کے کہا کہ ہمارے نزدیک یون مناسب ہی کہ اِس دیر نصارا کے کو جو قریب ہمارے ہی آجکی شب اسکے اندر پناہ لین تاکہ بسبب استحکام اِس دیر کے لشکر دشمن کا ہمپر غالب نہ آسکے فوقف الشمر مع اَصحَابِہٖ علٰی بابِ الدَّیرِ وَنَادٰی یَا اَھلَ الدَّیرِ فَجَاءَ ھُوَ القِسِّیسُ الکَبِیرُ وَرَاَی العَسکَرَ فَقَالَ مَن اَنتُم وَمَا تُرِیدُونَ مِنَّا پس راہب

افسران لشکر کی سینے بسند کی اور شمر لعین ساتھ اپنے رفقا کے دروازہ دیر کے آیا اور مالک دیر کو آواز دی یہ سنکر پیر دیرانی قریب اُنکے آیا اور دیکھا کہ گرد دیر کے لشکر عظیم ہی متعجب ہوکر پوچھا کہ تم سب کون ہو اور ہمسے تمھیں کیا مقصود ہی فَقَالَ الشِّمرُ نَحنُ عَسکَرُ یَزِیدَ بنِ مُعَاوِیَۃَ نَسِیرُ اِلَی الشَّامِ قَالَ القِسِّیسُ لِاَیِّ غَرَضٍ قَالَ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ عَلٰی یَزِیدَ فَقَتَلنَاہُ وَمَعَنَا رَاسُہٗ وَحَرِیمُہٗ فَنُرِیدُ اَن نَلجَأَ اِلٰی دَیرِكَ

شمر نے جواب دیا کہ ہم سب لشکری ملازم یزید بن معاویہ کے ہین اور قصد ہمارا طرف شام کے ہی دیرانی نے پوچھا کہ شام کیون جاتے ہو اُس ملعون نے کہا کہ ایک شخص نے حکم یزید سے سرتابی کی تھی ہمنے اُسے بحکم حاکم زمین عراق قتل کیا اور اہل حرم اُنکے مقید کیے چنانچہ سر اُنکے مع قیدیون کے یزید کے پاس لیے جاتے ہین اور آجکی شب ہمین خوف شبخون کا ہی لہٰذا اسلیے ہم چاہتے ہین کہ آج تیرے دیر مین پناہ لین تاکہ اِس آفت سے محفوظ رہین فَنَظَرَ القِسِّیسُ اِلٰی رَاسِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ فَرَاٰی مِنہُ النُّورَ یَلمَعُ اِلَی السَّمَاءِ فَوَقَعَ فِی قَلبِہٖ ھَیبَۃٌ مِنہُ پس یہ سنکر اُس

مالک دیر نے طرف سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے نگاہ کی دیکھا کہ ایک
تیغ نور اُس سر انور سے تا آسمان بلند ہے یہ دیکھتے ہی ایک ہیبت عظیم دل پر
اُس نصرانی کے طاری ہوئی فقال للشمر یا ھذا ان دیری لا یسعکم لکنکم
ادخلوا الرؤس والسبایا فی ھذا الدیر وانتم تحافظوھم من خارج
فاذا دھمکم عدو فقاتلوہ پس دیرانی نے کہا کہ اے شمر یہ دیر میرا گنجائش
لشکر کی نہیں رکھتا ہے لیکن ان سروں اور قیدیوں کو میرے دیر میں جگہ دو
اور لشکر تمہارا گرد دیر کے تمام شب محافظت کرے اور اگر کوئی دشمن اتفاقاً
تمہارے اوپر آپڑے تو تم سب اُس سے مقابلہ کرو فاستحسنوہ ووضعوا راس
الحسین فی الصندوق وقفلوہ وادخلوہ مع النساء الی داخل
الدیر پس افسران لشکر نے رائے اُس مرد پیر کی پسند کی اور سر اقدس امام
حسین علیہ السلام کا ایک صندوق میں مقفل کر کے مع سرہائے شہدا اور اہل حرم
اندر دیر کے سپرد اس نصرانی کے کیا فجعلھم الدیرانی فی مکان یلیق
بھم والراس الشریف فی حجرۃ علیحدۃ فلما مضی من اللیل شیء
اراد ان یری الراس الاقدس پس اُس دیرانی نے اہل بیت رسالت
کو ایک مکان مناسب و لائق میں جگہ دی اور سر اقدس کو علیحدہ ایک
حجرہ میں رکھا جب کچھ شب گذر گئی اُسوقت اُس دیرانی نے چاہا کہ کسیطرح
سر اقدس کو قریب سے دیکھوں چونکہ وہ حجرہ بسبب تاکید اشقیا کے مقفل کر دیا
تھا اسلیئے اندر حجرہ کے جانا ممکن نہوا فنظر راسہ فی روزنۃ لھا فرای
ان النور یسطع منہ وسقف البیت قد انشق وھو دجا من نور

نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ وَحَوْلَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ یَصِحْنَ طَرِّقُوْا طَرِّقُوْا
فَاِنَّ حَوَّا تَخْرُجُ مِنْهُ پس سراپا رو شمدان مین اُس حجرہ سے نظر کیا
کہ نور اُس صندوق سے تا آسمان تابان ہے اور دیکھا کہ دفعتہً بیت اُس
حجرہ کی شق ہوگئی اور ایک عماری نورانی آسمان سے نازل ہوئی اور گرد
اُسکے بہت سی حورین ہین اور بعضی اُنمین سے باہم آواز دیتی ہین کہ راہ دو
راہ دو کہ جناب حوا اُم البشر عماری سے باہر تشریف لاتی ہین ثُمَّ نَزَلَ
هَوْدَجٌ اٰخَرُ مِنَ السَّمَآءِ مَعَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الْحُوْرِ وَهُنَّ تُنَادِیْ طَرِّقُوْا
فَاِنَّ اٰسِیَةَ وَمَرْیَمَ اُمَّ عِیْسٰے وَکُلْثُوْمَ اُخْتَ مُوْسٰی یَخْرُجْنَ مِنَ
الْهَوْدَجِ بعد اُسکے دیکھا کہ ایک اور عماری نور کی آسمان سے ساتھ جماعت حوران
بہشت کے وہان نازل ہوئی اور اُنمین سے بھی بعضی حورین باہم آواز
دیتی ہین کہ راہ دو اور ہٹ جاؤ کہ آسیہ زن فرعون اور حضرت مریم
مادر عیسیٰ اور کلثوم ہمشیرہ حضرت موسیٰ عماری سے نکلتی ہین ثُمَّ نَزَلَ
هَوْدَجٌ اٰخَرُ مِنْ نُوْرٍ وَحَوْلَهٗ کَثِیْرَۃٌ مِّنَ الْحُوْرِ یَبْکِیْنَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ
وَیَقُلْنَ اَیُّهَا النَّصْرَانِیُّ غُضَّ اَبْصَارَكَ فَاِنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءَ
بِنْتَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰے ثُمَّ تَخْرُجُ مِنْهُ بعد اُسکے ایک اور عماری نور کی زمین پر
نازل ہوئی اور بہین ویسا ر اُسکے بہت سی حورین جلودار نوحہ اور بین کرتی
ہوئین یہ کہتی ہین کہ اے نصرانی جلد اپنی آنکھین بند کر کہ خاتون محشر دختر
سید البشر فاطمہ زہرا واسطے زیارت سر اقدس اپنے فرزند سید الشہدا کے
تشریف لاتی ہین فَعِنْدَ ذٰلِكَ غُشِیَ صَاحِبُ الدَّیْرِ فَلَمَّا اَفَاقَ مِنْ

غشوته سمع صوت معظمة تنوح بحرقة ونحيب وتبكي بدمع سكيب
وتنادي السلام عليك ايها المظلوم السلام عليك ايها المعصوم
پس سنتے ہی اس آواز کے اُس پیر دیرانی کو غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا
سنا اُنسے کہ ایک معظمہ کی گریہ وزاری اور نوحہ وبیقراری کی آواز اُس حجرے سے
بلند ہے اور اس کرب سے روتی ہے کہ دل ہر ایک سننے والے کا شق ہوتا ہے
اور وہ معظمہ یہ کہتی ہے کہ سلام ہو تمپر اے قتیل امت جفاکار سلام ہو تمپر
اے ذبیح امت بدکردار سلام ہو تمپر اے فرزند مظلوم سلام ہو تمپر اے دلبند
معصوم فداك امك لا يتداخلك همّ وغمّ فان الله سيفرّج
عني وعنك ويأخذ بثارك في قتيل الرأس ويبكي ويبكين
معها ازواج الانبياء اور فرماتی ہیں کہ اے نور نظر فدا ہو تمپر ماں تیری
تو مغموم ومحزون ہو کہ عنقریب حق سبحانہ تعالی منتقم حقیقی اس غم والم کو تیرے
مبدل بفرحت وسرور کریگا اور اس خون ناحق ریختہ کا عوض لیگا پس
وہ مظلومہ اسطرح کے کلمات جگر خراش فرماتی تھیں اور روتی تھیں اور
اُس سر اقدس کے بوسے لیتی تھیں اور ہمراہ اُن مخدومہ کے سب ازواج
انبیا گرد سر انور کے بین کرتی تھیں اور روتی تھیں فاندهش الديراني
ووقع مغشياً على الارض فلما افاق لم يرا اثراً منهن فدخل الحجرة
وكسر قفل الصندوق واخرج منه الراس وغسله بالمسك
والعنبر ووضعه على السجادة پس یہ بین سنکر وہ سعادتمند اسقدر
رویا اور خائف ہوا کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا جب اُسے غش سے افاقہ

ہوا دیکھا کہ ان خواتین معظمہ سے اُس حجرہ میں کوئی نہیں ہے فقط وہ صندوق مقفل وہاں رکھا ہے اسوقت دروازہ حجرہ کا کھولکر اندر گیا اور قفل صندوق کا توڑکر سر اطہر امام حسین علیہ السلام کا نکالا اور اُس سر اطہر کو مشک و عنبر سے معطر کرکے سجادہ پر رکھا وَجَلَسَ عِنْدَہٗ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ یَا رَاْسَ رُؤُسِ بَنِیْ اٰدَمَ وَیَا سَیِّدَ اَصْفِیَاءِ الْعَالَمِ لَا رَیْبَ اَنَّکَ مِنَ الَّذِیْنَ مَدَحَھُمُ اللّٰہُ الْجَلِیْلُ فِی التَّوْرٰیۃِ وَالْاِنْجِیْلِ لِاَنَّ خَوَاتِیْنَ الْاَنْبِیَاءِ یَبْکِیْنَ عَلَیْکَ اور بکمال ادب دست بستہ سامنے بیٹھا اور بیکسی پر اُس بیکس کی بہت رویا اور عرض کی کہ ای سردار اولاد آدم اور ای افسر برگزیدگان عالم مجھے یقین ہوا اسکا کہ آپ ان مقربان باری سے ہیں کہ جنکی جناب احدیت نے توریت و انجیل میں مدح و ثنا کی ہے اور آپ ایسے مخصوصان خداوند جلیل سے ہیں کہ تمام ازواج انبیا اور خواتین اوصیا آپکی زیارت کو آئی ہیں اور آپکے مصائب پر روتی ہیں فَبِاللّٰہِ عَلَیْکَ عَرِّفْنِیْ مِنْ اِسْمِکَ وَنَعْتِکَ فَتَکَلَّمَ الرَّاْسُ یَا رَاہِبُ اَنَا الْمَظْلُوْمُ الْمَغْمُوْمُ اَنَا الْمَقْتُوْلُ الْمَھْمُوْمُ اَنَا الَّذِیْ قُتِلَ عَطْشَانًا اَنَا الَّذِیْ ذُبِحَ ظَمْاٰنًا پس ای سر اطہر قسم ہے آپکو اُس خداے جلیل کی کہ جسنے آپکو اپنے مقربان درگاہ سے کیا ہے مجھے اپنے نام و نسب سے آگاہ کیجیے راوی کہتا ہے کہ اسوقت سر اقدس نے بقدرت خدا اور باعجاز و کرامت ارشاد فرمایا کہ ای راہب کیا پوچھتا ہے تو حال میرا میں ہوں مظلوم آوارہ وطن میں ہوں مغموم بے گور و کفن میں ہوں وہ بیکس کہ جو کئی روز کا تشنہ لب شہید ہوا میں ہوں وہ ناچار

و مذبوح کہ جسے شمل کو سفند قربانی کے پیاسا ذبح کیا فبکی الراھب وقال
یاسیدی زدنی من نعتک واخبرنی من اسمائک ونسبک فقال
یاھذا انا الحسین بن محمد المصطفی انا ابن علی المرتضی پس یہ
سنکر وہ سعادتمند بہت رویا اور عرض کی کہ ای سید و آقا میرے اور کچھ اپنے
نام و نسب سے فرمایئے تا مجھے تسکین ہو پس سر اقدس سے آواز آئی کہ ای
راہب آگاہ ہو کہ مین ہون حسین فرزند محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا کا مین ہون
دلبند علی مرتضےٰ سید الاوصیا کا کہ مجھے اس امت جفاکار نے بیجرم و خطا زمین
کربلا پر پیاسا قتل کیا فلما سمع الراھب ذلک بکی بکاء شدیدا وکذا
تلامذتہ کانوا سبعین رجلا ورموا بعمائمھم وکسروا الزنانیر
والنواقیس واسلموا جمیعا وقصدوا القتال لکن الامام منعھم
منہ پس جب وہ راہب نام و نسب سے حضرت کے آگاہ ہوا بشدت رویا
اور ساتھ اُسکے تابعین اُسکے کہ ستر نفر تھے بہت روئے اور پیٹے اور عمامے
سرون سے زمین پر پھینکدیے اور گریبان اپنے چاک کیے اور زنّار و ناقوس
سب آلات کفر کے توڑ ڈالے اور خدمت بابرکت حجت خدا میں بیمار کربلا مین
حاضر ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور قصد اُنکا یہ ہوا کہ اسیوقت
اُس قوم اعدا سے لڑکر شہید ہون لیکن جناب امام زین العابدین علیہ
السلام نے اس امر سے منع فرمایا پس جب صبح ہوگئی سر اقدس کو وہ ملعون
مع اہل بیت اطہار کے دیر سے نکالکر طرف دمشق کے کوچ کرگئے بگر حال
اُن سعادتمندون کا یہ تھا کہ سر اپنا زمین پر پٹکتے تھے اور دوست آہ ...

ملتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس ہزار افسوس ہم سعادت شہادت سے محروم رہے اور جان اپنی فرزند رسول خداؐ پر فدا نہ کی حضرات افسوس ہی کہ نصرانی حال سر انور مظلوم کربلا اور اسیران اہل بیت رسول خدا کا دیکھ کر رو ئیں اور مسلمان ہوں اور جان دینے پر آمادہ ہوں وائے ہو اُن اشقیا پر کہ جنھوں نے فرزند رسول خداؐ کو شہید کیا اور سر انور کو نوک نیزہ پر بلند کر کے شہر بشہر پھرایا حالانکہ وہ بے ایمان اپنے تئیں مسلمان جانتے تھے باوجود اسکے کچھ لحاظ و پاس اولادِ رسول کا نہ کیا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس دہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عُنْوَانُ صَحِیْفَۃِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ مناقب مرتضوی وغیرہ میں منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ سرنامہ دیوان اعمال مومن کا محبت و دوستی علی بن ابیطالب علیہ السلام کی ہی وَفِے الصَّوَاعِقِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ الرَّاْسِ مِنْ بَدَنِیْ اور صواعق محرقہ میں ابن حجر نے نقل کیا ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ علی بن ابیطالب علیہ السلام بمنزلہ میرے سر کے ہیں میرے بدن سے وَفِیْہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور یہ بھی صواعق میں منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ یا علی تم تقسیم کرنے والے ہو جنت و نار کے بروز قیامت یعنے وہ جناب اُس دن اپنے دوستوں کو داخل جنت فرمائیں گے اور اپنے دشمنوں کو

داخل دوزخ کرینگے وفیہ قال رسول اللہ ص لا یجوز احدٌ الصراط
الا من کتب لہ علی ع الجواز اور یہ بھی صواعق مین منقول ہے فرمایا جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کوئی شخص صراط محشر سے گذر نہ کرسکے گا
جبتک کہ علی بن ابیطالب علیہ السلام کا نوشتہ اجازت اسکے پاس نہو گا
حضرات سنا آپنے مرتبہ امیر المومنین وصی اور خلیفہ بلافصل سید المرسلین
جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کا بس وائے ہو ان حاسدین غدار پر
جنھون نے اُن حضرت اور اُنکی اولاد ابرار پر کیا کیا ظلم وستم کیے آہ آہ جناب
امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کو کس بیکسی سے
قتل کیا اور بعد شہادت اُن حضرت کے اُنکے اہل بیت اطہار کو اسیر ومقید
کرکے دیار بدیار پھیرے آور ریاض الشہادت مین عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہین جب جناب رسالت مآب ص نے
جانا کہ خیبر سے مراجعت فرمائین تو ارشاد کیا مجھے خبر پہونچی ہے کہ صفیہ خواہر
بادشاہ خیبر کی اسیرون مین آئی ہے پس اُسکو اسیرون سے علیحدہ پردے مین
بعزت واحترام لیجائین یہ سنکر بعض اصحاب نے اُسکو کمال مہربانی سے
پردے مین بٹھایا یہ احترام کیا جناب رسول خدا ص نے حالانکہ وہ اہل اسلام
نہ تھی جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

صفیہ کہ از قوم کفار بود	نہ اولاد اصحاب و انصار بود
چنین احترامے کہ کردش رسول	کہ تا او بخاطر نگردد ملول
نہ اورا دمے با اسیران گذاشت	کہ بازمرہ سروران نام داشت

آہ اب کیا حاجت بیان ہی کہ دختران رسول خدا بعد شہادت اپنے بھائی مظلوم کربلا غریب نینوا ے مقتول ظلم وجفا مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہداءؑ کے کس ظلم وستم اور بیرحمی سے اسیر ومقید کی گئین اور بلواے عام مین بے پردہ ہوئین چنانچہ شاعر کہتا ہی ؎

اگر دختران رسول خدا ۔ بعاشور در عرصۂ کربلا
نہ برقع نہ چادر بسر داشتند ۔ نہ فریادرس در نظر داشتند
اذیت رسان قوم کفار بود ۔ بپاے رسیمان آل اطہار بود

فِي الْمُنْتَخَبِ اَنَّهٗ لَمَّا وَصَلَ الْقَوْمُ مَعَ الرُّؤُسِ وَالسَّبَايَا اِلَى عَسْقَلَانَ وَكَانَ اَمِيْرُ ذٰلِكَ الْبَلْدَةِ يَعْقُوْبُ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي حَرْبِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَمَرَ اَنْ يُزَيِّنَ الْبَلَدُ چنانچہ **منتخب** وغیرہ مین منقول ہی کہ جب لشکر ابن زیاد کا مع سرہاے شہدا اور اسیران اہل بیت اطہار قریب شہر عسقلان کے جو کنارۂ دریاے شام پر واقع ہی پہونچا اور یعقوب عسقلانی حاکم وہان کا دشمن خاندان رسالت تھا اور واسطے جدال و قتال امام حسین علیہ السلام کے کربلا مین موجود تھا اُسنے اہل شہر کو حکم دیا کہ تمام شہر مین سامان زینت وآراستگی اور سرور کا ہو آہ سو شین یہ سرور اس امر کا تھا کہ فرزند رسول مختار اور جگر گوشۂ حیدر کرارؑ کو مع اعوان وانصار کے قتل کیا اور سر اُنکے نیزون پر نصب کرکے ہمراہ اپنے لائے ہین وَيَضْرِبُوْنَ الطُّبُوْلَ وَالْعُوْدَ وَيَشْرِبُوْنَ الْخَمْرَ لِاَنَّ الْيَوْمَ خَيْرُ الْاَعْيَادِ اور اُسنے حکم دیا کہ ہر کوچہ وبازار مین صدا نوبت ونقارہ کی

بلند ہوا در جا بجا ہر شخص شرابخواری میں مشغول ہو کہ مثل آج کے کوئی دن عید
اور خوشی کا نہیں ہے فبعد ذلک دخل العسکر مع الرؤس والسبایا
فی البلد وقد دخل فی ذلک الوقت فی سوقه رجل تاجر یقال له
زریر الخزاعی یرید التجارة فرای الناس مجتمعین فرحین معانقین
والرؤس علی الرماح والسبایا علی الجمال پس بعد آراستگی شہر کے لشکر
سرہاے شہدا اور اسیران اہل بیت رسالت لیکر داخل شہر ہوا اتفاقاً اسی وقت
ایک مرد تاجر کہ اسے زریر خزاعی کہتے تھے بقصد تجارت بازار عسقلان میں
پہونچا دیکھا اسنے کہ تمام بازار کثرت تماشائیوں سے بھرا ہے اور ہر شخص انواع
واقسام کی زینت سے آراستہ ہے اور باہم معانقہ بسرور کرتے ہیں اور بہت سے
سر نیزوں پر نصب ہیں اور بہت سے اسیر عورات اور بچے بحال پریشان
اونٹوں پر سوار ہیں فسأل عن بعضهم منه فقیل له اغریب
انت قال نعم قالوا یا هذا قد خرج رجل فی العراق علی یزید
فقتله عسکره مع اعوانه وانصاره وهذه رؤسهم وهذه
السبایا نساءهم پس زریر نے یہ حال دیکھکر بکمال تعجب اہل شہر سے
پوچھا کہ آج تمام شہر میں کیوں یہ سرور اور خوشی ہے اور یہ نیزوں پر کن بیکسوں کے
سر ہیں اور یہ عورات کس مظلوم کے اہل حرم ہیں اُن لوگوں نے جواب دیا
کہ اے شخص کیا تو مرد مسافر تازہ وارد ہے کہ تجھے اس حال سے اطلاع نہیں ہے
زریر نے کہا کہ ہاں میں مسافر بطریق تجارت اس شہر میں وارد ہوا ہوں
اُن لوگوں نے کہا کہ اے شیخ ایک شخص نے یزید بن معاویہ امیر شام سے

زمین عراق میں سرتابی کی تھی پس لشکر یزید نے انکو مع اصحاب کے قتل کیا اور
یہ سر بالائے سنان انھیں کے سر ہیں اور یہ عورات اور بچے انکے اہل حرم ہیں
پس بسبب اس فتح عظیم کے تمام شہر آج خوش و مسرور ہیں فقال لھم زریر
اھؤلاء کانوا مسلمین ام مشرکین قالوا یا ھذا ھؤلاء کانوا ھداة
الدین وسادات المسلمین اما رئیسھم یدعی الخلافۃ پس
زریر خزاعی نے پوچھا کہ کیا وہ لوگ اہل اسلام سے تھے یا کافر اہل شہر نے
جواب دیا کہ وہ سب مسلم بلکہ ہادی دین اور سادات مسلمین تھے مگر رئیس
اس جماعت کا مدعی خلافت تھا ویقول انا احق بالخلافۃ ابا و اخا
فقال زریر ما اسمہ وما اسم ابیہ وامہ واخیہ قالوا اسمہ
حسین بن علی بن ابیطالب واخوہ الحسن المجتبی وامہ
فاطمۃ الزھراء بنت محمد ن المصطفی زریر نے کہا کہ نام اس سردار اور
انکے والدین اور انکے بھائی کا کیا تھا ان لوگوں نے بیان کیا کہ نام
اس رئیس کا حسین بن علی بن ابیطالب تھا اور مان انکی فاطمہ زہرا دختر
رسول خدا ہیں اور نام انکے بھائی کا حسن مجتبیٰ ہے فلما سمع ذلک زریر
لطم وجھہ وبکی بکاء شدیدا وقال ویل لکم ان ھذا الفرح
والسرور لقتل ابن رسول اللہ لیت السماء انطبقت علی الارض
پس جب زریر نے یہ اسمائے مقدسہ سنے یقین ہوگیا کہ فرزند رسول الثقلین
جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہے اسیوقت منہ اپنا پیٹ لیا اور
بہت رویا اور کہا وائے ہو تمپر کہ تمنے فرزند رسول خدا کو ناحق قتل کیا اور

سر اطہر دلبند علی مرتضی کو نیزہ پر نصب کیا اور دختران فاطمہ زہرا کو مثل بندیان
ترک و روم کے مقید کیا آہ آہ اسپر یہ قیامت ہی کہ بجاے گریہ و بکا اور عوض
ماتم و عزا کے ہر گھر سے صداے مبارکباد بلند ہوا اور ہر زن و مرد قتل فرزند
رسول سے خوش و مسرور ہین کاش آسمان شق ہو کر زمین پر گر پڑتا فَجَاءَ
زُرَیرٌ بَاکِیًا عِندَ سَیِّدِ السَّاجِدِینَ وَسَلَّمَ عَلَیهِ فَرَدَّ الاِمَامُ
وَقَالَ لَهُ یَا هٰذَا مَالِی اَرَاکَ بَاکِیًا عَلَینَا وَالنَّاسُ یَفرَحُونَ فَمَن
اَنتَ پس اُس حالت بیتابی مین زریر روتا ہوا خدمت باسعادت
سید الساجدین علیہ السلام مین حاضر ہوا اور بکمال تعظیم سلام کیا پس حضرت نے
جواب سلام دیکر فرمایا کہ ای سعادتمند عجب ہی کہ تمام اہل شہر ہمارے حال پر
مسرور و خوش ہوتے ہین اور تو ہماری مصیبت پر روتا ہی پس تم کون ہو
کہ ہمین اِس آفت مین مبتلا دیکھکر مغموم ہوتے ہو قَالَ زُرَیرٌ یَا سَیِّدِی
اَنَا رَجُلٌ تَاجِرٌ غَرِیبٌ دَخَلتُ هٰذَا البَلَدَ وَرَاَیتُ اَهلَهُ
مَسرُورِینَ فَرِحِینَ فَسَاَلتُ مِنهُم عَن سُرُورِهِم فَقَالُوا نَحنُ
نَفرَحُ عَلٰی قَتلِ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ زریر نے عرض کی کہ ای آقا
میرے یہ فدوی مرد مسافر تاجر ہی اس شہر مین بقصد تجارت وارد ہوا تھا
دیکھا مین نے کہ تمام اہل شہر بکمال مسرور و خوش ہین پس یہ حال دیکھکر
مین نے سبب اسکا پوچھا لوگون نے مجھ سے بیان کیا کہ ای شخص آج اِس
شہر مین عید اسکی ہی کہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہی اور سر اقدس
انکا مع سرہاے شہدا کے نیزونپر نصب کرکے داخل شہر ہوے ہین

فَلَطَمْتُ وَجْہِیْ وَبَکَیْتُ بُکَاءً شَدِیْداً وَقُلْتُ وَا اَسَفَاہُ اَنَا بَعِیْدٌ عَنِ الْاَوْطَانِ وَالْاَقْرَانِ وَغَرِیْبٌ فِی الْبُلْدَانِ وَاِلَّا قَاتَلْتُ مِنْہُمْ
پس دریافت سے اس حال کے مجھ مین طاقت ضبط کی نہ رہی مین نے منھ اپنا پیٹ لیا اور بہت رویا اور کہا مین نے ہاے افسوس کہ مین اپنے قوم و قبیلہ سے دور ہون اور اس شہر مین یکہ و تنہا غریب الوطن ہون اگر کوئی شخص بھی میری مدد کو ہوتا تو مین ان اشقیا سے لڑکر جان اپنی آپ پر فدا کرتا فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ یَا ھٰذَا جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً تَاتِیْ مِنْکَ رَائِحَۃُ الْمَحَبَّۃِ قَالَ زُرَیْرٌ یَا سَیِّدِیْ فَاْمُرْنِیْ بِمَا یَلِیْقُ بِیْ حَتّٰی اُخَذِمَکَ پس یہ کلمات سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای سعادتمند عوض اسکے حق سبحانہ تعالی تجھے جزاے خیر عطا کرے کہ تجھ سے بوے محبت آتی ہی زریر نے عرض کی کہ ای سید و آقا میرے اگر کوئی خدمت لائق اس غلام کے ہو تو ارشاد فرمائیے کہ مین اُسے بجالاؤن اور سعادت ابدی حاصل کرون قَالَ الْاِمَامُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا زُرَیْرُ قُلْ لِحَامِلِ الرَّاْسِ اَنْ یَتَقَدَّمَ عَلَی النِّسَاءِ لِیَشْتَغِلَ النَّاظِرُوْنَ بِالنَّظَرِ اِلَی الرَّاْسِ عَنِ النِّسَاءِ حضرت نے فرمایا کہ ای زریر اگر تمسے ہوسکے تو اس نیزہ دار کو کہ جو سر اطہر لیے ہی کسیطرح راضی کرکے عورات کی ہمراہی سے آگے بڑھا دے کہ یہ لوگ تماشائی دیکھنے مین سر اقدس کے مشغول ہون اور دختران رسول مختار نگاہ ناظرین سے محفوظ رہین فَمَضٰی زُرَیْرٌ اِلٰی حَامِلِ الرَّاْسِ وَاَعْطَاہُ خَمْسِیْنَ مِثْقَالاً مِنَ الذَّہَبِ حَتّٰی اَعْتَزَلَ ہُوَ وَتَقَدَّمَ بِہٖ مِنَ

النِّسَاءِ فَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاءُ مِنْ مَدِّ النَّظَرِ إِلَيْهِنَّ پس زریر حسب
الارشاد اُس نیزہ دار کے پاس آیا اور اُس ملعون کو پچاس مثقال سونا
دیا اور اُسے بہت سی منتوں سے درمیان سے عورات کے آگے بڑھا دیا
پس سب تماشائی سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے دیکھنے میں مشغول
ہوئے اور اہل حرم نگاہ سے نامحرموں کی فی الجملہ محفوظ رہے ثُمَّ أَتَى زُرَيْرٌ
عِنْدَ الْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا سَيِّدِي هَلْ لَكَ حَاجَةٌ
أُخْرَى قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَا زُرَيْرُ إِنْ كَانَ فِي
رِحَالِكَ ثِيَابٌ زَائِدَةٌ فَأْتِنِي بِهَا لِلنِّسَاءِ پس زریر پھر خدمت بابرکت
امام زین العابدین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای آقا میرے
اور جو خدمت کہ لائق اس فدوی کے ہو ارشاد ہو کہ تا میں اُسے بھی
بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ای سعادتمند اگر تیرے اسباب میں کچھ کپڑا تیری
حاجت سے زائد ہو تو اُسے میرے پاس لے آ کہ تا میں اُسے اہل حرم پر تقسیم
کروں آہ مومنین اس روایت سے ظاہر ہے کہ وہ سب اہل بیت عصمت
وطہارت بلوائے عام میں بے مقنعہ و چادر تھے فَأَتَى زُرَيْرٌ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ
مِنَ النِّسَاءِ ثَوْبًا وَلِلْإِمَامِ عِمَامَةً وَفَرْجِيَّةً وَفِي هَذِهِ الْحَالِ قَامَ
صِيَاحٌ وَزَعَقَاتٌ فِي السُّوقِ پس جب زریر نے یہ سنا اُسوقت ہر ایک
معظمہ کے واسطے ایک ایک چادر اور واسطے بیمار کربلا اپنے آقا مظلوم کے
ایک عمامہ اور ایک جامہ بطور پیراہن کے حاضر کیا پس اسی اثنا میں
بازار سے شور و غل بلند ہوا قَالَ زُرَيْرٌ فَتَأَمَّلْتُ ذَلِكَ وَإِذَا هُوَ الشِّمْرُ

لعنہ اللہ فجئت الیہ وشتمتہ ومسکت لجام فرسہ وقلت لہ لعنک اللہ یا شمر راس ابن رسول اللہ علی الرمح ونسائہ سبایا

زبیر کہتا ہی کہ بعد تامل کے معلوم کیا مین نے کہ شمر ملعون اپنے مرکب پر سوار چلا آتا ہی پس جب وہ شقی قریب میرے آیا مجھسے ضبط نہو سکا مین نے آگے بڑھکے لگام اُسکے گھوڑے کی پکڑکے اُسکو ملامت کی اور کہا مین نے کہ اے شمر لعنت وتفرین خدا تجھپر کیا ستم کیا ہی کہ سر اقدس فرزند رسول خدا اور جگر گوشہ علی مرتضی کا نیزہ پر نصب کیا ہی اور دختران فاطمہ زہرا مثل کنیزون کے بے نقاب اور بے مقنعہ و چادر مقید کی ہین یعنے یہ ظلم وستم آل رسول پر کب زیبا ہی فصاح الشمر اضربوہ فاحاطوا بہ وضربوہ وطعنوہ واجتمعوا علیہ اہل البلد بالاحجار حتی وقع مغشیا علی الارض ظنوا انہ مات وترکوہ ومضوا

یہ کلمات سنکر شمر لعین غضبناک ہوا اور اپنے ہمراہیون کو آواز دی اور حکم دیا کہ اسکو مار ڈالو پس سنتے ہی حکم اُس ملعون کے تمام لشکر نے اُس سعادتمند کو گھیر لیا اور ہر طرف سے تلوارین اور نیزے مارنے لگے اور اُنھین دیکھکر اہل شہر نے بھی جمع ہوکر اُس یکہ وتنہا پر اسقدر پتھر مارے کہ وہ بیکس غش کھاکر زمین پر گر پڑا پس شمر ملعون نے زبیر کو مردہ گمان کر وہین چھوڑ دیا اور خود مع اپنے رفقا کے آگے بڑھ گیا اے حضرات مقام حسرت وغور ہی کہ آیا وہ لباس اہل بیت تک پہونچا یا نہین اور اگر انکے پاس پہونچا تو شمر لعین نے باقی رکھا یا نہین آہ آہ حجت خدا زیارت ناحیہ

مقدسہ مین فرماتے ہین وَسُبِیَ اَہلُکَ کَالعَبِیدِ وَصُفِّدُوا فِی الحَدِیدِ
ای جد مظلوم اہل بیت کو آپکے اعدا نے مثل غلام اور کنیزون کے اسیر مقید
کیا اور طوق و زنجیرون مین جکڑ دیا یُسَاقُونَھُنَّ کَالاِمَاءِ المُسبِیَاتِ
فِی البَرَارِیِ وَالفَلَوَاتِ آہ ان بیکسون کو اعدا اسیر و مقید کرکے
زمین ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلفَحُ وُجُوہَھُم حَرُّ الھَاجِرَاتِ
افسوس انکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے
اَیدِیھِم مَغلُولَۃٌ اِلَی الاَعنَاقِ یُطَافُ بِھِم بِھٰذِہِ المَذَلَّۃِ فِی
الاَسوَاقِ آہ آہ اعدا نے بکمال ظلم و ستم ہاتھ ان بیگناہون کے گردنون سے
مستحکم باندھے تھے اور باین ذلت بازارون مین پھراتے تھے الا لعنۃ
اللہ علی القوم الظالمین

مجلس یازدہم

فِی البِحَارِ عَن مَالِکِ بنِ دِینَارٍ اَنَّہٗ قَالَ رَاَیتُ فِی مَوضِعِ الحَجِّ اِمرَاَۃً
ضَعِیفَۃً عَلٰی دَابَّۃٍ نَحِیفَۃٍ وَالنَّاسُ یَنصَحُونَھَا لِتَنکُصَ وَھِیَ
لَا تَنکُصُ بحار الانوار مین مالک بن دینار سے منقول ہے کہ کہا اسنے ایک
سال مین بقصد حج گھر سے چلا جب اس جگہ پہونچا کہ جہان حاجیون کو
وداع کرتے ہین تو دیکھا مین نے ایک ضعیفہ کو کہ وہ مرکب لاغر پر سوار ہے
اور گرد اسکے لوگ جمع ہین اور ہر ایک شخص اس ضعیفہ کو سمجھاتا ہے کہ تم
اپنے گھر پھر چلو اور قصد سفر کا نہ کرو اسلیے کہ مرکب تمہارا اس مسافت
دور و دراز کو طی نہ کر سکے گا لیکن وہ ضعیفہ کسیکا کہنا نہ مانتی تھی آخرکار

ہمراہ قافلہ حجاج کے جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئی فَلَمَّا تَوَسَّطْنَا الْبَادِيَةَ كَلَّتْ دَابَّتُهَا فَعَزَلَتْهَا فِي اَثْنَائِهَا پس جب قافلہ صحرا میں پہونچا تو مرکب اُس ضعیفہ کا کہ نہایت ہی لاغر تھا چلتے چلتے گر پڑا فَرَفَعَتْ رَاْسَهَا اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ يَا رَبِّ لَا فِي بَيْتِي تَرَكْتَنِي وَلَا اِلَى بَيْتِكَ حَمَلْتَنِي فَوَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَوْ فَعَلَ بِي هٰذَا غَيْرُكَ لَمَا شَكَوْتُهُ اِلَّا اِلَيْكَ پس اُسوقت اُسنے سر اپنا طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب اقدس الٰہی میں عرض کی کہ ای پروردگار میرے تو نے نہ مجھے میرے گھر میں رہنے دیا اور نہ مجھے اپنے گھر میں آنے دیا قسم ہی مجھے تیرے عزت و جلال کی کہ اگر کوئی اور شخص مجھ سے اسطرح پیش آتا تو میں شکوہ اُسکا سوا‌ے تیرے کسی سے نہ کرتی لیکن شکوہ تیرا کس سے کرون بجز اسکے کہ تجھ ہی سے عرض کرون قَالَ فَاِذَا شَخْصٌ اَتَاهَا مِنَ الْقَفَاءِ وَفِي يَدِهٖ زِمَامُ نَاقَةٍ فَقَالَ لَهَا ارْكَبِي فَرَكِبَتْ وَسَارَتِ النَّاقَةُ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ مالک کہتا ہے کہ وہ ضعیفہ جناب باری میں ابھی یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ ایک شخص مہار ناقہ کی پکڑے ہوے پس پشت سے اُسکے نمودار ہوا اور سامنے اُسکے ناقہ کو بٹھایا اور کہا کہ ای ضعیفہ سوار ہو پس وہ ضعیفہ اُسپر سوار ہوئی دیکھا میں نے کہ وہ ناقہ ایک چشم زدن میں مثل برق نظر سے غائب ہو گیا فَلَمَّا بَلَغْتُ الْمَطَافَ رَاَيْتُهَا تَطُوفُ فَحَلَفْتُهَا فَقَالَتْ اَنَا شُهْرَةُ بِنْتُ مُسْكَةَ فِضَّةُ خَادِمَةُ الزَّهْرَاءِ پس جب میں مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور واسطے طواف خانہ کعبہ کے گیا

تو دیکھا مین نے کہ وہی ضعیفہ مشغول طواف ہی یہ دیکھکر تعجب میرا زیادہ ہوا اور
اُسی حال مین مین نے اُس سے کہا کہ اے مقبول بارگاہ الٰہی قسم ہی تجھین اُس
خدا کی کہ جسنے آپکو یہ رتبہ عطا کیا ہی اپنے نام و نسب سے مجھے مطلع کرو اُسنے
جواب دیا کہ اے شخص مین شہرہ بنت مسکہ ہون اور نام میرا مشہور بفضہ ہی
اور مین خادمہ ہون جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اور ایک
روایت مین یون وارد ہے کہ وہ شخص مظہر العجائب جناب امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے کہ جس بزرگوار نے فضہ کنیز فاطمہ زہرا کو
آکر سوار کیا اور اُس عالم مسافرت و بیکسی مین بھی نامحرم کا سوار کرنا ناگوارا
ہوا آب حضرات مقام حسرت ہی کہ جنکی کنیزون کا یہ رتبہ ہو انھین کی
بیٹیان بعد شہادت جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کے بے نقاب دیار بدیار
اونٹون پر سوار کرکے پھرائی جائین اور بروز روشن بلوائے عام مین شہر
دمشق مین لائی جائین کہ بنا بر مشہور کے وہ پہلی تاریخ ماہ صفر سنہ اکسٹھ ہجری
کی تھی فِی الْاَمَالِی وَالْمَقْتَلِ وَاللُّهُوفِ اَنَّهٗ لَمَّا قَرُبَ الْكُفَّارُ مِنْ
دِمَشْقَ وَاَرَادُوْا اَنْ يَدْخُلُوْا فِيْهِ بِالرُّؤُسِ وَالنِّسَاۤءِ بِالنَّهَارِ
مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَيْنَ الْاَعْدَاۤءِ عَظُمَ ذٰلِكَ عَلٰى بَنَاتِ مُحَمَّدٍ
الْمُصْطَفٰى چنانچہ امالی اور مقتل ابو مخنف اور لہوف مین منقول ہی کہ جب
اشقیائے کوفہ و شام مع سرہائے شہدا اور اہل بیت جناب رسول خدا
طی منازل کرتے ہوئے کوفہ سے قریب شہر دمشق کے پہونچے وہان شب باش
ہوئے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ صبح کو بروز روشن داخل شہر ہون اور اہل بیت

عصمت و طہارت کو بے مقنعہ و چادر بکمال مذلت سر بازار پھراتے ہیں پس جب یہ خبر دختران رسول خدا نے سنی نہایت بیقرار و مضطر ہوئیں وَتَضَاعَفَت بِهِ حَسَرَاتُهَا وَتَضَاعَفَت بِهِ زَفَرَاتُهَا فَتَوَجَّهَت اُمُّ كُلثُومٍ اِلَى الشِّمرِ وَقَالَت لَهُ يَا هٰذَا اِلَيكَ حَاجَةٌ وَاَنَا ابنَةُ فَاطِمَةَ الزَّهرَاءِ اور ہر ایک مظلومہ کا رنج و الم دوچند ہوا اور اپنی بیکسی پر بہت روئیں پس اُس حالت اضطرار میں جناب ام کلثوم متوجہ ہوئیں طرف شمر ملعون کے اور فرمایا کہ ای شمر مجھ بیکس کی تجھ سے ایک حاجت ہی اگر تو بلحاظ اسکے کہ میں دختر فاطمۂ زہرا ہوں اُسے قبول کرے تو بعید از حمیت عرب نہوگا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَت اِذَا دَخَلتَ بِنَا البَلَدَ فَاحمِلنَا فِي دَربٍ قَلِيلِ النَّظَّارَةِ وَقُل لِحَامِلِ الرُّؤُسِ اَن يُخرِجُوا مِن بَينِ النِّسَاءِ فَقَد خُزِينَا مِن كَثرَةِ النَّظَرِ اِلَينَا پس یہ سنکر اُس شقی نے کہا کہ حاجت تمھاری کیا ہی اُس مظلومہ نے فرمایا سنا ہی ہمنے کہ صبح کو لشکر تمھارا ہم بیوارثوں کو لیکر داخل شہر ہوگا اور اہل شہر ہم بیکسوں کے تماشے کو جمع ہونگے ای شمر جیسے کہ ہمنے یہ خبر سنی ہی بسبب حیا کے ہمارا غیر حال ہی اور کمال شناعت ہیں کہ ہم بیٹیاں فاطمۂ زہرا کی آج مثل دختران کفار کے نظلم و ستم مقید و گرفتار ہوں اور ہمیں نامحرم باوجود اسکے عام میں بے نقاب دیکھیں اور مستور رہوں پس میں تجھ سے اتنا چاہتی ہوں کہ تو ہمیں ایسی راہ سے لیچل کہ جسطرف مجمع تماشائیونکا کم ہو اور جو نیزہ دار کہ سر شہدا اسکے لیے ہیں انھیں بھی حکم دے کہ وہ سب ہم اہل حرم کے درمیان سے آگے

بڑھ جائین کہ تا تماشائی دیکھنے مین سرون کے مشغول ہون اور ہم عورات
نظر سے نامحرمون کی محفوظ رہین فسکت ولم یجبھا فلما اصبح امر الملعون
ان یجعل الرؤس فی اوساط النساء فساروا مع السبایا بامر دوحی
کثیر النظارۃ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر وہ ملعون ساکت رہا اور جواب نہ دیا
پس جب صبح ہوئی از راہ کفر و عناد کے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ مع سرہاے
شہدا داخل شہر ہون اور اُسطرف سے ہوکر گذرین کہ جہان مجمع تماشائیونکا
بہت ہوتا ہر ایک شخص اہل بیت رسول مختار کو بے مقنعہ و چادر بحال ذلت
اونٹون پر سوار دیکھے اور جو نیزہ دار کہ سر شہدا کے لیے ہوے ہین وہ سب
وسط مین عورات کے رہین اور کوئی اُنمین سے آگے نہ بڑھے پس موافق حکم
اُس ملعون کے اسیطرح سے لشکر داخل شہر ہوا اور سر بازار مجمع عام مین ہوکر
گذرے قال سھل وقائل یقول الراس یدخل من ھذا الباب
فوقفت ھناک وکنت اشد حزنا لفرحھم چنانچہ سہل بن سعد
کہتا ہے کہ ایک منادی ندا کرتا تھا کہ سر اقدس اس دروازہ سے داخل
شہر ہوگا یہ سنکر مین اُسی جگہ کھڑا رہا اور مین بسبب اُن اشقیا کے فرح و سرور کے
نہایت رنجیدہ اور غمگین تھا واذا براس الحسین علیہ السلام والنور
یسطع منہ کنور رسول اللہ فلطمت وجھی وعلا بکائی ونحیبی
یکایک سر انور فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کا سامنے نمودار
ہوا کہ نور اُس سے مانند نور جناب رسول خدا کے ساطع و بلند تھا پس یہ
دیکھکر مین نے منھ اپنا پیٹا اور بے اختیار آواز گریہ و بکا میری بلند ہوئی

وَقُلْتُ وَاحُزْنَاہُ لِلْاَیْدِیْ اَنِ السَّلِیْبَۃِ النَّازِحَۃِ عَنِ الْاَوْطَانِ الْمَدْفُونَۃِ بِلَا اَکْفَانٍ وَاحُزْنَاہُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ وَالشَّیْبِ الْخَضِیْبِ اور مین نے کہا افسوس ہے اُن بدنہاے طاہرہ پر جو عالم غربت مین بے لباس کیے گئے اور اپنے وطنون سے جدا کیے گئے اور بغیر کفن کے دفن کیے گئے ہاے افسوس اُن رخسار ہاے انور پر جو خاک آلودہ ہوے اور افسوس ہے اُس ریش سفید و نورانی پر جو خون بدن سے خضاب ہوئی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْتَ عَیْنَاکَ تَرٰی رَاْسَ الْحُسَیْنِ فِیْ دِمَشْقَ یُطَافُ بِہٖ فِی الْاَسْوَاقِ وَبَنَاتُکَ مُشَہَّرَاتٌ عَلَی النِّیَاقِ مُشَقَّقَاتُ الذُّیُوْلِ وَالْاَزْیَاقِ یَنْظُرُ اِلَیْہِنَّ اَشْرَارُ الْفُسَّاقِ یارسول اللہ کاش کہ آپ بچشم خود دیکھیے اسوقت سر انور اپنے فرزند حسین مظلوم کا کہ کسطرح بازار دمشق مین پھرایا جاتا ہی اور بیٹیان آپکی شتران بے کجاوہ پر چاک گریبان بالباس کہنہ سر عریان پھرائی جاتی ہین اور اشرار فساق بکمال سرور اُنکو دیکھتے ہین یَا ابْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُرِّ اُکَرُّ عَلٰی ہٰذِہِ الْحَالَۃِ ثُمَّ بَکَیْتُ وَبَکٰی لِبُکَائِیْ مَنْ سَمِعَ صَوْتِیْ مِنْہُمْ ہاے افسوس کہان ہین جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کہ آپکے سرہاے خاک و خون آلودہ اور اپنی دختران ستم رسیدہ کو اس حال زار سے دیکھین راوی کہتا ہی کہ بعد اسکے مین رویا اور میرے رونے سے وہ لوگ بھی روئے کہ جنھون نے میری آواز سنی وَمُنَادٍ یُنَادِیْ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ ؎

ہٰذِیْ سَبَایَا مِنْ بَنَاتِ مُحَمَّدٍ	یُشْہَرْنَ مَا بَیْنَ الْقَبَائِلِ وَالْمَلَا

راسُ الحُسینِ علٰی قناۃٍ یُرفَعُ		والجسمُ مِنہُ بالتُّرابِ یُرمَّلُ

پس یکایک ایک منادی اُن کفار سے آگے آگے سرہاے شہدا اور اہل بیت اطہار کے باواز بلند یہ آواز دیتا جاتا تھا کہ آگاہ ہو اے اہل شام یہ اسیر دختران رسول خدا ہین آج یہ مخدرات عصمت باین ذلت مقید ہو کر مجمع عام مین پھرائی جاتی ہین اور آج محل سرور ہے کہ سر امام حسین کا نوک نیزہ پر رکھکر بطریق ہدیہ واسطے یزید امیر شام کے لائے ہین اور جسم اطہر انکا بے غسل وکفن بیدفن زمین کربلا پر پڑا ہے فبعد ذٰلک بلغوا الی باب قصر یزید لعنہ اللہ وھو کان جالسًا علی السریر منتظرًا للسبایا والرؤس مع کثیرٍ من المشائخ من اھل الشام فی مجمع الخواص والعوام راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے وہ کفار دروازہ قصر یزید پر پہونچے اور اُسوقت وہ ملعون بکمال شوکت وشان تخت سلطنت پر منتظر ہو نے سرہاے شہدا اور قیدیون کا بیٹھا تھا اور گرد اُس تخت کے بہت سے اُمراے شام بیٹھے تھے بلکہ مشہور ہے کہ سات سو اُنمین کرسی نشین تھے اور مجمع خاص وعام سے وہ تمام دار الامارہ بھرا ہوا تھا وطوے بساط التھے والامر وصد بساط الخمر والزمر وامر باحضار الراس فجعل خولی اللعین قد غسل راس الحسین ووضعہ فی طست من الذھب وغطاہ بمندیلٍ دیبقیٍّ لئلا یتنفر منہ یزید الشقی فدخل معہ فی مجلسہ والقاہ محتقرًا تحت سریرہ اور اُس ملعون نے بسبب داخل ہونے سر اطہر امام حسین علیہ السلام کے حکم دیا کہ آج تمام

کار و بار مملکت کے موقوف رہیں اور ہر شخص ارکان سلطنت سے مشغول برقص و قمار بازی اور مصروف بشرابخواری ہو اسلیے کہ آج روز خوشی و سرور رہیگا اور حکم دیا کہ سر اقدس سامنے اُس شقی کے لاؤ پس خولی ملعون نے سر اطہر کو دھویا اور ایک طشت طلائیں رکھا اور اُسپر رومال دیبا ڈھانپا آہ مومنین اُس لعین کو ان تکلفات سے تعظیم سر اقدس کی منظور نہ تھی بلکہ مقصود اُس سے یہ تھا کہ کسیطرح یزید نظارہ سر فرزند خیر البشر سے نفرت نہ کرے پس خولی ملعون اُس طشت کو سامنے اُسکے لیگیا ہائے افسوس اب کس زبان سے بیان کروں کہ اُس ملعون نے سر اقدس کو کس حقارت سے زیر تخت یزید کے رکھا کہ اُسکے سبب سے عرش و کرسی کانپنے لگے ہونگے قَالَ اَبُو الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاللهِ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ مِنْ اِلْقَاءِ رَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ ابو القاسم بن محمد کہتا ہے کہ قسم بخدا میں نے کسی چیز ذلیل کو بھی اس حقارت سے کسیکو پھینکتے نہیں دیکھا تھا کہ جس حقارت سے سر اقدس امام حسینؑ کا خولی کو اُسوقت مجلس یزید میں پھینکتے دیکھا فَلَمَّا نَظَرَ يَزِيدُ لَعَنَهُ اللهُ سُرَّ بِهٖ وَنَكَتَ شَفَتَيْهِ بِقَضِيْبِ خَيْزُرَانٍ وَيَضْحَكُ وَيَقُولُ لَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْمَضْحَكِ يَا حُسَيْنُ وَلَقَدْ اَسْرَعَ بِكَ الشَّيْبُ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ پس جب خولی شقی نے رومال طشت طلا سے اُٹھایا اور سر انور کو یزید ملعون نے زیر تخت رکھا دیکھا کمال ہی مسرور ہوا آہ اُسوقت وہ ملعون لعین شراب پیتا تھا جو بچتی تھی وہ نیچے پھینکدیتا تھا اسلیے کہ وہ ملعون

جاتا تھا کہ یہ امر حضرت کو نہایت ناگوار تھا اور ہیبت سے لب و دندان انور حضرت کے کھولتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسینؑ کسقدر لب و دندان آپکے خوبصورت و خوشنما ہیں اور کمال تعجب ہی کہ آپ بہت ہی جلد پیر وضعیف ہوگئے اِس مقام پر جناب سلطان العلما علیہ الرحمہ نے بعض کتب اہل سنت سے نقل کیا ہی کہ اُسوقت بکمال سُرور یزید لعین اُس سر اقدس سے خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی آنکھوں مین لگاتا تھا کہ تا خنک ہون ہاے افسوس کیسی عداوت تھی بنی امیہ کو آل رسول سے کہ بعد قتل کرنے کے بھی اپنے عناد سے باز نہ رہے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس دوازدہم

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّے اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَاهَدَ نِىْ رَبِّىْ اَنْ لَّا يَقْبَلَ اِيْمَانَ عَبْدٍ اِلَّا بِمَحَبَّتِهٖ اَهْلَبَيْتِىْ اکسیر العبادات مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ عہد و پیمان کیا ہی مجھسے میرے پروردگار عالم نے یہ کہ قبول نہ کریگا ایمان کسی بندہ کا مگر بمحبت و مودت میرے اہل بیت کے پس حضرات کیا حال ہوگا اُن لوگونکا کہ جنھون نے اول اقرار کیا وحدانیت خدا اور رسالت سرور انبیا اور ولایت و محبت ائمہ ہدے علیہم السلام کا بعد اُسکے مرتد ہوگئے اور اہل بیت رسالت سے بظلم و عناد پیش آئے بعض کو زہر سے شہید کیا اور بعض کو عالم غربت مین قتل کیا جیسا کہ جناب سید الشہدا کو مہمان بلاکر

صحرائے کربلا مین مع اعوان و انصار پیاسا شہید کیا اور جسم اقدس ریگستان گرم پر چھوڑ دیا اور سر انور بدن اطہر سے جدا کرکے یزید شرابخوار کے پاس بطور ہدیہ لیگئے چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہے کہ جب سر انور مظلوم کربلا کا زیر تخت یزید نے رکھا دیکھا اُسوقت وہ ملعون بکمال خوشی و سرور چھڑی سے لب و دندان انور کھولتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین کسقدر لب و دندان آپکے حسین و خوبصورت ہین اور تعجب ہے کہ آپ بہت ہی جلد پیر و ضعیف ہوگئے فِی الْخَرَائِجِ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی یَزِیْدَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَرَاَی الرَّاسَ فِی الطَّسْتِ وَھُوَ یَضْرِبُ بِالْقَضِیْبِ عَلٰی اَسْنَانِہٖ چنانچہ خرائج مین منقول ہے کہ اُسوقت زید بن ارقم داخل مجلس یزید ہوا دیکھا کہ سر انور سید الشہدا کا طشت مین رکھا ہے اور یزید لعین چھڑی دندان انور پر لگاتا ہے فَقَالَ کُفَّ عَنْ ثَنَایَاہُ فَطَالَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ یُقَبِّلُھَا فَقَالَ یَزِیْدُ لَعَنَہُ اللّٰہُ لَوْلَا اَنَّکَ شَیْخٌ کَبِیْرٌ خَرِفْتَ لَقَتَلْتُکَ پس زید بن ارقم نے کہا کہ اے یزید باز رہ اس بے ادبی سے کہ جو تو ان دندانہائے انور سے کر رہا ہے کیونکہ مین نے مکرر دیکھا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ اِن دانتون کے بکمال محبت بوسے لیتے تھے پس یہ سنکر یزید نے کہا کہ اگر تو مرد پیر نہوتا اور عقل تیری زائل نہوئی ہوتی تو تجھکو مین ضرور قتل کرتا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ اَبُوْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیُّ وَقَالَ لَہٗ وَیْحَکَ یَا یَزِیْدُ قَطَعَ اللّٰہُ یَدَیْکَ اَتَنْکُتُ ثَغْرَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور دوسری روایت مین یون ہے کہ یہ ظلم و ستم یزید کا دیکھکر

ابوبردہ اسلمی بیتاب ہوگیا اور آواز بلند اُس سے کہا کہ ای یزید وائے ہو تجھ پر
خداوند قہار دونوں ہاتھ تیرے قطع کرے ہائے کیا غضب کرتا ہی کہ لب و دندان
امام حسینؑ پر چھڑی رکھتا ہی وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَرْشُفُ ثَنِيَّتَهُ
وَثَنِيَّةَ اَخِيْهِ وَيَقُوْلُ لَهُمَا اَنْتُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَتَلَ اللهُ
مَنْ يَقْتُلُكُمَا وَلَعَنَهُ اللهُ مَنْ يَظْلِمُكُمَا وَاَعَدَّ لَهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ
مَصِيْرًا قسم بخدا میں نے بچشم خود دیکھا ہی کہ جناب رسالت مآب لب و دندان
امام حسینؑ اور اُنکے بھائی امام حسنؑ کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم
دونوں نور چشم میرے سردار ہو جوانان اہل بہشت کے خدا قتل کرے
اُس شقی کو کہ جو تمکو قتل کرے اور خدا لعنت کرے اُس ملعون پر کہ جو تمپر
ظلم کرے اور حق سبحانہ تعالی اُس ملعون کو داخل جہنم کرے کہ وہ بدترین
جاے سکونت کفار ہی فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ لَوْلَا ذَهَبَ عَقْلُكَ
وَلَوْ لَكُنْ شَيْخًا لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ فَاَخْرَجَهُ مِنْ مَجْلِسِهِ پس یہ سنکر وہ
ملعون غضبناک ہوا اور کہا کہ اگر عقل تیری زائل ہوئی ہوتی اور تو مرد پیر
نہوتا تو تجھے ابھی قتل کرتا پس یہ کہکر یزید نے اُس سعادتمند کو کمال ذلت
اپنی مجلس سے نکلوا دیا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنُصِبَ
عَلٰى بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَالْتَفَتَ اِلَى النِّسَاءِ وَاسْتَفْسَرَ عَنْ
اَسْمَائِهِنَّ فَقَالُوْا لَهُ يَا اَمِيْرُ هٰذِهٖ زَيْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ
هٰذِهٖ فَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ بَنَاتُ عَلِيٍّ وَهٰذِهٖ بَنَاتُ الْحُسَيْنِ بعد
اسکے اُس شقی نے حکم دیا کہ سر اقدس امام حسینؑ کا جاے بلند پر واسطے

عبرت خلق کے لٹکا دو پس موافق حکم اُس بے حیا کے سر اطہر اُن حضرت کا دروازہ
مسجد جامع دمشق پر نصب کیا گیا اور پھر وہ بے حیا متوجہ طرف اہل بیت رسالت کے
ہوا اور اپنے ملازموں سے پوچھا کہ یہ عورات کون کون ہیں آہ ملازمان
یزید نے بیان کیا کہ ای امیر وہ زینب ہی اور وہ ام کلثوم اور وہ فاطمہ اور
وہ رقیہ دختران علی بن ابیطالب ہیں اور وہ سکینہ اور وہ فاطمہ اور
زینب یہ سب بیٹیاں ہیں حسین بن علی کی قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اِنَّ يَزِيدَ رَقَّ لَنَا وَ اَلْطَفَنَا فَبَيْنَا كَذَالِكَ اِذْ قَامَ
اِلَيْهِ رَجُلٌ اَحْمَرُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَ قَالَ لَهٗ يَا اَمِيرُ هَبْ لِي هٰذِهِ
الْجَارِيَةَ وَ اَشَارَ اِلَيَّ پس جناب فاطمہ دختر جناب سید الشہدا فرماتی ہیں
کہ جب یزید نے ہم اہل بیت رسول خدا کو بحال پریشان اپنے سامنے مقید
دیکھا متاسف ہوا اور بالتفات ہم سے کلام کر رہا تھا کہ اسی اثنا میں ایک
شخص شامی سرخ رنگ سامنے یزید کے آیا اور میری طرف اشارہ کر کے
کہا کہ ای امیر یہ لڑکی ان اسیروں میں سے مجھے عنایت کر کہ مجھے حاجت
پرستار کی ہی وَكُنْتُ جَارِيَةً فَفَزِعْتُ وَ ظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَفْعَلُ ذَالِكَ
فَاَخَذْتُ ثِيَابَ عَمَّتِي زَيْنَبَ فَقَالَتْ لَهٗ كَذَبْتَ وَ اللّٰهِ لَعِنْتَ بِهِ
مَا ذَالِكَ لَكَ وَ لَهٗ وہ صاحبزادی فرماتی ہیں کہ میں کم سن تھی التماس
اُس شامی کی سنکر مجھے گمان ہوا کہ یزید سا ظالم موافق التماس اُس شقی کے
مجھے حوالہ اُسکے کر دیگا پس میں بسبب خوف اُس ملعون کے دامن سے
اپنی پھوپھی زینب خاتون کے لپٹ گئی اور اُنسے طالب حمایت ہوئی

جب اُن معظمہ نے مجھے اسقدر مضطر دیکھا مجھسے کلمات تسکین کے ارشاد کیے اور
اُس ملعون سے فرمایا کہ ای بیدین کاذب اور لعین ہی تو اس امر مین قسم بخدائے
عز و جل ہرگز مجال تیری اور اُسکی نہین ہی کہ دختران رسول خدا کو کنیز اپنی
بناسکے فغضب یزید وقال لھا بل کذبت واللہ لو شئت لفعلتہ
قالت لا واللہ ما جعل اللہ ذلک لک الا ان تخرج عن ملتنا
یہ سنکر یزید غضبناک ہوا اور اُن معظمہ سے کہا کہ یہ شامی ہرگز کاذب نہین ہی
بلکہ تم کاذبہ ہو قسم بخدا اگر مین چاہون تو اس لڑکی کو ابھی اسے حوالہ کردون
جناب زینب نے فرمایا کہ ہرگز تجھے قدرت اسپر نہین ہی کہ ہمپر اسطرح کا ظلم
کرے مگر یہ کہ تو ملت نبوی اور اسلام ظاہری سے بھی خارج ہو جاوے
فغضب وقال ایای تستقبلین بھذا انما خرج من الدین ابوک
واخوک فقالت بدین اللہ وبدین ابی واخی وجدی اھتدیت
انت وابوک فغضب اللعین وھو یھایس یہ سنکر وہ بیدین اور
زیادہ غضبناک ہوا اور کہا کہ ای زینب کیا تمکو مطلق خوف اپنی جان کا
نہین ہی کہ مجھسے یہ سخت کلامی پیش آتی ہو بعد اسکے اُس ملعون خارجی نے
نسبت خروج کی دین سے معاذ اللہ طرف اُن معظمہ کے بزرگون کے کی
جناب زینب نے فرمایا کہ ای بیدین عجب بیحیا ہی تو کہ تو نے اور تیرے باپ
معاویہ نے دین خدا اور میرے بزرگون کے دین جناب محمد مصطفےٰ ص اور
علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ اور حسین شہید کربلا علیہم السلام سے ہدایت پائی اور
انھین کی رہنمائی سے تو نے اسلام اختیار کیا اب اُن پیشوایان دین نہین

لیطرف نسبت خروج کی کرتا ہی پس یہ سنکر وہ شقی نہایت غضبناک ہوا اور
چاہا کہ اُن معظمہ کو قتل کرے قَالَتْ یَا اَمِیْرُ تَشْتُمُ ظُلْماً وَ تَقْهَرُ بِسُلْطَانِکَ
فَکَاَنَّهُ اسْتَحْیٰی وَ سَکَتَ وَ عَادَ الشَّامِیُّ مِنْ مَقَالَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ یَزِیْدُ
اُعْزُبْ وَهَبَ اللّٰهُ لَکَ حَتْفاً قَاضِیاً اُسوقت جناب زینب نے
فرمایا کہ ای یزید آج تو مسند آرائے تخت سلطنت و حکومت ہی اور ہم اہل بیت
رسالت مقید و ناچار تیرے سامنے بیکس و بے بس ہین بس جو چاہے تو
ہم بیکسون کو کہہ لے اور ہم پر ظلم و ستم کر راوی کہتا ہی کہ یہ کلمات حضرت
سنکر وہ لعین گویا نادم ہو کر ساکت ہوا لیکن وہ شامی پھر یزید سے طالب
اُسی امر محال کا ہوا یزید نے اُس سے کہا کہ ای بیحیا دور ہو یہان سے خدا
تجھے عوض اس تمنا کے موت دے اور داخل جہنم کرے وَفِیْ رِوَایَةٍ
اُخْرٰی اَنَّهٗ قَالَتْ لَهٗ اُمُّ کُلْثُوْمٍ اُسْکُتْ یَا لُکَعَ الرِّجَالِ قَطَعَ اللّٰهُ
لِسَانَکَ وَ اَعْمٰی عَیْنَیْکَ وَ اَیْبَسَ یَدَیْکَ وَ جَعَلَ النَّارَ مَثْوَاکَ
اِنَّ اَوْلَادَ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَکُوْنُ خَدَمَةً لِاَوْلَادِ الْاَدْعِیَاءِ اور دوسری
روایت مین یون وارد ہوا ہی کہ جب اُس شامی نے مکرر واسطے طلب
اُس امر محال کے یزید سے التماس کی اُسوقت جناب ام کلثوم نے فرمایا
کہ ای مرد لئیم چپ ہو خداوند قہار تیری زبان کو قطع کرے اور تجھے نابینا کرے
اور ہاتھ اور پانون تیرے خشک کرے اور تجھے داخل جہنم کرے ای بیحیا
اولاد انبیا ہرگز پرستار اولاد کفار کے نہین ہو سکتے ہین قَالَ وَاللّٰهِ
مَا اسْتَتَمَّ دُعَاؤُهَا حَتّٰی قَطَعَ اللّٰهُ لِسَانَهٗ وَ اَعْمٰی عَیْنَیْهِ وَ اَیْبَسَ

یلما یجرّ و رجلیہ و اماتہ وجعل النار ماواہ ومثواہ راوی کہتا ہی کہ
قسم بخدا ہنوز دعا اُس مخدومہ کی تمام نہوئی تھی کہ اسیوقت جناب احدیت نے
زبان اُس بے ایمان کی قطع کی اور اُس ملعون کو اندھا کر دیا اور ہاتھ اور
پانون اسکے خشک کر دیے اور اُسکو داخل جہنم کیا و روی السیّد رحمہ
اللہ انہ لما سمع الشامی کلام زینب بنت علی و رای النور من
وجوہ النساء ساطعا تعجب بہ وقال یا یزید من ھذہ السبایا
اور سید ابن طاوس رحمہ اللہ نے یون روایت کی ہی کہ جب اُس شامی نے
کلام جناب زینب دختر امیر المومنین کا سُنا کہ وہ معظمہ مثل اپنے پدر بزرگوار
تکلم فرماتی ہین اور شان و شوکت اُن مخدرات عصمت و طہارت سے
مشاہدہ کی اور نور اُنکے چہرون کا مثل آفتاب ساطع کے روشن و تابان پایا
نہایت متعجب ہوکر اُس لعین سے پوچھا کہ ای یزید یہ اسیر کسکے اہل حرم ہین
قال یزید ھذہ زینب وھذہ ام کلثوم وھذہ رقیۃ بنات
علی بن ابیطالب وھذہ سکینۃ وھذہ فاطمۃ بنات الحسین
بن علی یزید ملعون نے جواب دیا کہ یہ زینب اور یہ ام کلثوم اور یہ رقیہ
دختران علی بن ابیطالب ہین اور یہ سکینہ اور یہ زینب اور یہ فاطمہ
یہ سب بیٹیاں ہین حسین بن علی کی کہ بعد قتل کرنے حسین کے انھین مقید
کرکے میرے سامنے لائے ہین قال الشامی اقتلت حسین بن فاطمۃ
بنت نبیک قال نعم قال الشامی لعنک اللہ یا یزید قتلت
عترۃ نبیک وسبیت ذریتہ فخرجت عن الدین والاسلام

اُس شامی نے پھر پوچھا کہ ای یزید کیا قتل کیا ہی تونے امام حسین فرزند فاطمہ زہرا بنت رسول الثقلین کو اور یہ سب اسیر دختران فاطمہ زہرا ہین یزید نے جواب دیا کہ ہان اُسی حسین کو مین نے قتل کیا ہی اور یہ سب اسیر اُسکے اہل حرم ہین پس یہ سنکر اُس شامی نے کہا کہ ای یزید لعنت خدا تجھپر کہ تونے فرزند رسول خدا کو قتل کیا اور دختران فاطمہ زہرا کو مقید کیا ہی اے ملعون وہ ظلم وستم کیا ہی تونے کہ جس سے تو دین اسلام سے خارج ہوا وَاللّٰہِ مَا تَوَهَّمْتُ اِلَّا اَنَّهُمْ سَبَایَا الرُّوْمِ فَغَضِبَ یَزِیْدُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَمَرَ بِقَتْلِهٖ فَقُتِلَ وَاَمَرَ لِلنِّسَآءِ اَنْ یَدْخُلْنَ فِی السِّجْنِ ای ملعون قسم بخدا کہ مجھے گمان اسکا نہ تھا کہ تونے شاہزادیون کو کونین کی مقید کیا ہی بلکہ مجھے یقین تھا کہ یہ اسیران ترک وروم سے ہین اور اسی خیال سے مین تجھ سے طالب کنیز ہوا تھا راوی کہتا ہی کہ اِس کلام سے اُس شامی کے وہ ملعون غضبناک ہوا اور اُسیوقت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ابھی اس شامی کو قتل کرو پس موافق حکم اُس شقی کے وہ سعادتمند اُسیوقت قتل ہوا اور بعد اِسکے یزید ملعون نے اہل بیت اطہار کو ایک خرابہ مین کہ جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا کمال ظلم وستم مقید کیا اور وہ بیکس مدت تک اُسی جگہ مقید رہے الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

مجلس سیزدہم

فِیْ بَحْرِ الْمَصَائِبِ عَنِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ

اِعلَمُوا وَتَیَقَّنُوا اَنَّ لَنَا مَعَ کُلِّ وَلِیٍّ اَعیُنًا نَاظِرَۃً لَا یُشبِہُ اَعیُنَ النَّاظِرِینَ وَفِیھَا نُورٌ مِن نُورِ اللہِ وَحِکمَۃٌ مِن حِکَمِ اللہِ لَیسَ لِلشَّیطَانِ فِیھَا نَصِیبٌ وَکُلُّ بَعِیدٍ مِنھَا قَرِیبٌ بحر المصائب میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا اُس جناب نے ایہا الناس یقین جانو اس امر کو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں واسطے دیکھنے ہر ایک دوست کے ایسی چشم بینا عطا کی ہی کہ ہرگز چشمہائے انسانی کو اُنسے کچھ مشابہت نہیں ہی اور چشمہائے نورانی ہماری نور اقدس الٰہی سے منور ہیں اور حکمت الٰہی سے مملو ہیں اور جو چیز کہ تمھاری نظروں سے بعید ہی وہ چیز ہمارے پیش نظر ہی اور وہ ہمسے نزدیک و قریب ہی وَلَیسَ عَلَینَا یَخفٰی مِن اَعمَالِکُم وَاَقوَالِکُم وَاَفعَالِکُم لِقَولِہٖ تَعَالیٰ فَسَیَرَی اللہُ عَمَلَکُم وَرَسُولُہٗ وَالمُؤمِنُونَ وَلَو لَم یَکُن کَذٰلِکَ فَمَا کَانَ لَنَا عَلَی النَّاسِ فَضلٌ اور فرماتے ہیں کہ ایہا الناس کوئی چیز تمھارے اعمال و افعال اور اقوال سے ہمپر مخفی نہیں ہی بلکہ ہر ایک قول و فعل سے تمھارے ہم اہل بیت رسالت کو اطلاع ہی اور مصداق ہمارے اِس قول کا کلام مجید ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ خدا عالم ہی تمھارے اعمال کا اور رسول اُسکا اور ائمہ ہدٰے واقف ہیں اُس سے کہ جو تم کرتے ہو اور اگر ہم بھی مثل تمھارے محتاج ہوں طرف بصارت ظاہری کے تو پھر ہم میں اور تم میں کیا فرق رہے اور ہم تمسے کس امر میں افضل و ممتاز ہوں پس مومنین در صورتیکہ حضرات ائمہ ہدے علیہم السلام

ناظر ہیں ہمارے اعمال اور افعال و اقوال کے تو چاہیئے ہم سبکو کہ گریہ وزاری اور بیقراری کریں مصیبت امام حسین پر خاص کر اس مصیبتِ عظمیٰ پر کہ دختران جناب فاطمہ زہرا بعد شہادت جناب سید الشہدا کے آوارہ وطن مثل کنیزوں کے شتران بے پردہ پر سوار ہر شہر و دیار میں پھرائی گئیں اور کوئی شخص اُمت جفاکار سے حامی و مددگار اُنکا نہ تھا اور اُنکے اس حال زار پر کسی بیرحم کا دل درد میں نہ آتا تھا بلکہ اُن بیکسوں کو اس مصیبت عظمےٰ میں مبتلا دیکھکر مسرور ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا تھا یہانتک کہ اسیطرح اعدا بازار دمشق میں لائے اور بنا بر مشہور کے وہ پہلی تاریخ ماہ صفر سنہ اکسٹھ ہجری کی تھی فِی البِحَارِ وَالْمَقْتَلِ عَنْ زَیْدٍ عَنْ آبَائِہٖ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّہٗ قَالَ خَرَجْتُ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ حَتّٰی تَوَسَّطْتُ الشَّامَ چنانچہ بحارالانوار و مقتل ابومخنف میں زید سے اور اُسنے اپنے آبا سے اور اُنھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ سہل کہتا ہے کہ میں بارادۂ زیارت بیت المقدس اپنے گھر سے روانہ ہوا یہانتک کہ ملک شام میں پہونچا فَوَصَلْتُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ الْمُسَمَّاۃِ بِدِمَشْقَ فَوَجَدْتُھَا مُطَّرِدَۃَ الْاَنْھَارِ کَثِیْرَۃَ الْاَشْجَارِ وَرَاَیْتُ الْاَسْوَاقَ مُعَطَّلَۃً وَالدَّکَاکِیْنَ مُغْلَقَۃً وَعُلِّقَ الْحُجُبُ وَالسُّتُوْرُ وَاَھْلَھَا فِیْ فَرَحٍ وَسُرُوْرٍ یعنی میں داخل شہر دمشق ہوا دیکھا میں نے کہ اُس شہر میں بہت باغ سرسبز ہیں اور درخت میوہ دار بکثرت ہیں اور جا بجا نہریں جاری ہیں اور دکانیں اُس شہر کی بند ہیں اور جا بجا پردے پڑے ہیں اور اہل شہر

خوش و مسرور پھرتے ہیں وَهُمْ بِأَنْوَاعِ الزِّينَةِ مُزَيَّنُونَ وَبِالدُّفُوفِ
وَالطُّبُولِ لَاعِبُونَ فَتَقَدَّمْتُ عَلَى الشَّيْخِ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَسَأَلْتُ
عَنْ اِسْمِهِ اور دیکھا میں نے کہ ہر زن و مرد وہاں کے انواع و اقسام کی
زینت سے آراستہ ہیں اور ہر طرف دف و نقارے بج رہے ہیں پس یہ
دیکھکر میں نہایت ہی متعجب ہوا اور قریب ایک شخص کے گیا کہ اُسکی شان سے
بزرگی نمایاں تھی اور میں نے سلام کرکے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہے فَرَدَّ عَلَيَّ
السَّلَامَ وَقَالَ اسْمِي سُلَيْمَانُ فَقُلْتُ لَهُ يَا شَيْخُ مَالِي أَرَى النَّاسَ
مُجْتَمِعِينَ فَرِحِينَ وَكُلٌّ مِنْهُمْ يُعَانِقُ مَعَ الْآخَرِ وَيَقُولُ هَذَا
يَوْمٌ مُبَارَكٌ أَلَكُمْ عِيدٌ لَا يَعْرِفُهُ الْمُسْلِمُونَ پس اُس شخص نے مجھے
جواب سلام دیا اور کہا کہ نام میرا سلیمان ہے میں نے کہا کہ ای شیخ کیا سبب ہے
کہ بازار اس شہر کا بند ہوا اور کثرت تماشائیوں سے تمام راہیں بھری ہیں
اور اہل شہر مسرور ہوکر ایک دوسرے سے معانقہ کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ آج
روز مبارک ہے کیا آج کوئی روز عید مخصوص باین شہر ہے کہ اس عید سے
اور اہل اسلام واقف نہیں ہیں فَأَخَذَ بِيَدِي وَعَدَلَ بِي إِلَى
نَاحِيَةٍ عَنِ النَّاسِ وَقَالَ لِي يَا هَذَا أَمَا لَنَا عِيدٌ ثُمَّ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا
پس اُس سعادتمند نے یہ سنکر ہاتھ میرا پکڑ لیا اور مجمع تماشائیوں سے مجھے
علیحدہ لیگیا اور آہستہ کہا کہ ای شخص آج کوئی عید نہیں ہے پس وہ اتنا کہنے
پایا تھا کہ جوش رقت سے اور کچھ بیان نہ کرسکا اور بشدت رونے لگا فَقُلْتُ
لَهُ يَا شَيْخُ حَدِّثْنِي رَحِمَكَ اللهُ فَمَسَحَ عَيْنَيْهِ وَهُوَ فَزِعٌ فَقَالَ لِي مَا لَنَا

عِيدٌ بَلِ النَّاسُ يَفْرَحُونَ عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سہل کہتے ہیں
کہ یہ حال اُسکا دیکھکر مین نے کہا کہ ای شیخ رحمت خدا تجھپر مجھے جلد آگاہ کر کہ تو
کیون روتا ہی اور اہل شہر کیون مسرور ہین پس اُس مرد پیر نے بکمال دشواری
ضبط کیا اور آنکھین اپنی پونچھکر بکمال خوف و ترس مجھسے کہا کہ اے شخص آج
کوئی روز عید نہین ہی بلکہ یہ سب لوگ خوشی قتل ہونے امام حسین کی کرتے ہیں
قُلْتُ مَنِ الْحُسَيْنُ قَالَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قُلْتُ لَهُ مَا اسْمُ اُمِّهٖ قَالَ
فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ پس یہ
سنکر مین نے پوچھا کہ کس حسین کو قتل کیا اُس مرد پیر نے کہا کہ حسین بن علی
علیہما السلام کو قتل کیا پھر پوچھا مین نے کہ مجھے نام سے اُنکی مان کے بھی آگاہ کر
تاکہ مجھے اطمینان حاصل ہو اُسنے جواب دیا کہ ای شخص والدۂ ماجدہ اُنکی
جناب فاطمۂ زہرا دختر رسول خدا ہین فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ لَطَمْتُ
وَجْهِيْ وَاشْتَدَّ قَلَقِيْ وَبَكَيْتُ اَنَا وَذٰلِكَ الشَّيْخُ حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ
فَلَمَّا اَفَاقَ سَئَلْتُ عَنْهُ مَا جَرٰى عَلَى الْحُسَيْنِ فَبَكَى الشَّيْخُ وَقَالَ لِيْ
سہل کہتے ہین کہ یہ سنتے ہی مجھ مین طاقت ضبط باقی نہ رہی بیتاب ہو کر مین نے
منھ اپنا پیٹ لیا اور بشدت رونے لگا اور وہ سعادتمند اسقدر رویا کہ
بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پس جب اُسکو غش سے افاقہ ہوا پوچھا مین نے
کہ ای شخص کیا حال گذرا امام حسین پر اور کیونکر وہ جناب شہید ہوئے
پس وہ سعادتمند بہت رویا اور بکمال دشواری اتنا کہا کہ ای سہل بہر گز
مجھسے ممکن نہین ہی کہ حال پر ملال مصائب سادات کرام کا تجھسے

بیان کرسکون بعد اسکے چند شعر پڑھے کہ حاصل اُنکا یہ ہی جب مین تصور کرتا ہون
قتل ہونے اولاد رسول خدا کو کہ کس بیکسی سے وہ مظلوم مثل گوسفندان
قربانی لب تشنہ زمین کربلا پر ذبح کیے گئے اور اعضاے نورانی اُنکے پارہ پارہ
ریگستان گرم پر متفرق بے غسل وکفن پڑے رہے ساتھ ہی اِس تصور کے
ہوش وحواس میرے پراگندہ ہوجاتے ہین اور کثرت رنج والم سے ایسا
دل تنگ ہوجاتا ہون کہ زندگی اپنی ناگوار معلوم ہوتی ہی افسوس صد
افسوس کہ خون بی بی فاطمہ کا ناحق زمین کربلا پر بہایا گیا وَاِذَا بِاَرْبَعِیْنَ شُقَّةً
تُحْمَلُ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ جَمَلاً وَالنِّسَاءُ وَالْاَطْفَالُ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ بِغَیْرِ
وِطَاءٍ مُکَشَّفَاتِ الْوُجُوہِ بَیْنَ الْاَرْذَالِ سہل کہتے ہین کہ ابھی یہ کلام
تمام ہوا تھا کہ ناگاہ قطار چالیس اونٹون کی کہ ہر ایک اونٹ پر نشان
فوج کا پرچم کشادہ نصب تھے مجھے اسطرف آتے نظر آئے اور دیکھا مین نے
کہ پیچھے اُنکے اور اونٹ بے فرش وپردہ کے کہ جنپر بچہ پالان کے اور کچھ نہ تھا
چلے آتے ہین اور اُنپر چند اطفال وعورات بے نقاب اسیر ومقید محاصرہ
مین اُن اشقیا کے سوار ہین وَالرُّؤُسُ عَلَی الرِّمَاحِ وَرَاْسُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ کَالْبَدْرِ الطَّالِعِ بِیَدِ خَوْلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ الْاَصْبَحِیِّ وَھُوَ
یُنَادِیْ اَنَا صَاحِبُ الرُّمْحِ الطَّوِیْلِ اَنَا قَتَلْتُ اَعْدَائَنَا اَجْمَعِیْنَ
اور دیکھا مین نے کہ ہمراہ اُن اونٹون کے بہت سے سر نیزون پر نصب
ہین اور آگے اُن سرون کے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نیزہ
بلند پر مانند بدر طالع کے رکھے ہوے خولی بن یزید اصبحی بکمال سرور

یہ کہتا چلا آتا ہے کہ آگاہ ہو اے اہل شام آج میں حاملِ نیزۂ طویل اور قاتلِ
اولادِ رسول جلیل ہوں اور تمام دشمن ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے اور سر
اُنکے سردار کا بطریق ہدیہ واسطے یزید کے لائے اور اہل بیت اُسکے سرباز
شتران بے کجاوہ وعماری پر سوار پھرائے جاتے ہیں قال سھل فبکیت
ولطمت وجہی وعجبت کیف لم تخسف بنا الارض فسمعت
صوت بکاء معظمة علی الجمل بغیر وطاء وغطاء سہل کہتے ہیں کہ یہ
دیکھکر میں بیتاب ہوگیا اور منھ اپنا میں نے پیٹ لیا اور بے اختیار رونے لگا
اور میں کمال متعجب تھا کہ کیوں زمین شق نہیں ہو جاتی ہے پس جب قطار
اونٹوں کی میرے قریب آئی دیکھا میں نے کہ چند شاہزادیاں شتران
بے کجاوہ وعماری اور بے پردہ پر سوار ہیں اور ایک شاہزادی اُنمیں سے
باحال پریشان ایک اونٹ پر اس کرب سے روتی ہے کہ دل سننے والیکا
شق ہوتا ہے وھی تنوح مرة علی الشیخ الکبیر وتارة علی الطفل
الصغیر وتقول ولعلہ مقول من لسان حالہا اور وہ مخدومہ
کبھی کسی پیر و جوان کا نام لیکر روتی ہے اور کبھی کسی بچے کو یاد کرکے نوحہ
کرتی ہے چنانچہ شاعر بزبان حال اُس مظلومہ کے کہتا ہے

یا قاسم یا جعفر یا عون یا	عباس یا ابن ابی علی واخوتی
یا طفلی المفطوم قبل فطامہ	من نصل سھم نابت فی لبتہ

افسوس اے قاسم اور اے عون وجعفر افسوس ہے اے عباس فرزند
امیر المومنین اور اے علی اکبر شبیہ پیغمبر کہ تم سبکے سب شہید ہوئے اے در ہم

[illegible]

[illegible]		[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]		[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہَا سہل کہتے کہ جب یہ میں جگر خراش
مین نے اُس مخدومہ سے سُنے مین بیتاب ہوکر بہت رویا اور معلوم ہوا مجھے کہ
وہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام ہین
بس مین قریب اُس اونٹ کے گیا جسپر وہ سوار تھین اور سر جھکا کر بکمال
تعظیم مین نے اُس مخدومہ کو سلام کیا فَرَدَّتْ عَلَیَّ السَّلَامَ وَقَالَتْ
لِیْ مَنْ اَنْتَ یَرْحَمُکَ اللہُ لَمْ یُسَلِّمْ عَلَیْنَا اَحَدٌ غَیْرُکَ مُنْذُ قُتِلَ
اَخِیْ وَسَیِّدِیْ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بس اُن معظمہ نے مجھے جواب
سلام دیکر فرمایا کہ اے شخص تو کون ہی کہ تو نے ہم بیکسون پر سلام کیا حق سبحانہٗ
تعالے عوض اِسکے تجھپر اپنی رحمت نازل کرے اے سعادتمند جس روز سے
کہ سردار اور بھائی میرے امام حسینؑ کو اہل کوفہ و شام نے قتل کیا ہی اور
ہمین مقید کرکے کربلا سے یہانتک لائے اُس روز سے آجتک سوا تیرے
کسی مسلمان نے ہم اہل بیت رسول خدا کو سلام تک نہین کیا ہی آہ مومنین
یہ انقلاب زمانہ تھا کہ ذریت رسول خدا کو کوئی مسلمان سلام نہ کرتا تھا
تو ماتم پرسے کا کیا ذکر ہی فَقُلْتُ لَہَا یَا سَیِّدَتِیْ اَنَا سَہْلُ بْنُ سَعْدٍ
رَاَیْتُ جَدَّکِ رَسُوْلَ اللہِ قَالَتْ لِیْ یَا سَہْلُ اَمَا تَرٰی اِلٰی
مَا فَعَلَتْ بِنَا اُمَّةُ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللہِ ؐ الغرض سہل کہتا ہی مین نے
عرض کی کہ اے مخدومۂ عالم نام اس غلام کا سہل بن سعد ہی مین اکثر اوقات
خدمت مین آپکے جد امجد جناب رسالت مآب ؐ کی مشرف ہوا ہون
اُن معظمہ نے فرمایا کہ اے سہل دیکھتا ہی تو کہ اس امت جفاکار نے

ہم اہل بیت رسول مختار سے کیا سلوک کیا یا سہل اِذَا وَصَلْتَ اِلٰے
مَرْقَدِ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَاقْرَءْ مِنَّا السَّلَامَ
وَقُلْ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ رَاَیْتُ بَنِیْکَ بَنَاتِکَ مُطَرَّدِیْنَ
عَنِ الْاَوْطَانِ شَاسِعِیْنَ فِی الْبُلْدَانِ بہران معظمہ نے مجھ سے
فرمایا کہ اے سہل اگر تو مرقد مطہر جد بزرگوار ہمارے رسول خدا پر واسطے زیارت
حاضر ہو تو پہلے ہماری طرف سے بعد سلام کے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ
مین بچشم خود دیکھ آیا ہون کہ بیٹیان آپکی آوارہ وطن مقید مثل کنیزون کے
شتران بے کجاوہ اور عماری پر بے نقاب سوار ہر شہر و دیار مین پھرائی جاتی
ہین فَقُلْتُ لَہَا سَمْعًا وَّطَاعَةً یَا سَیِّدَتِیْ ہَلْ لَّکِ حَاجَةٌ اُخْرٰی
قَالَتْ لِیْ یَا سَہْلُ اِنْ کَانَ مَعَکَ بَعْضُ الثِّیَابِ فَاْتِہَا لِہٰذِہٖ
الاُدَاصِلِ پس مین نے عرض کی کہ اے شاہزادی میری اگر مین زیارت مرقد
مقدس رسول خدا سے مشرف ہونگا تو بسر و چشم ضرور یہ شکایت خدمت
بابرکت اُن حضرت مین مفصل عرض کرونگا لیکن اب اور حاجت اپنی
ارشاد ہو کہ مین اُسے بجالاؤن یہ سنکر جناب ام کلثوم نے فرمایا کہ اے سہل
اگر چند چادرین تیرے پاس ہون تو ہمین لا دے کہ تا ہم سب بیوہ بیکس
اُن چادرون سے منھ اپنے نامحرمون سے چھپا لین وَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ
صَاحِبِ الرَّاْسِ اَنْ یَّتَقَدَّمَ بِہٖ اَمَامَ الْمَطَایَا فَقَدْ خَزِیْنَا
مِنْ کَثْرَةِ النَّظَرِ اِلَیْنَا اور اے سہل شفاعت کر تو ہماری اس ملعون سے
جو سر اقدس امام حسین کا نیزہ پر لیے ہوے ہے اس بے حیا کو کسیطرح

سمجھا کہ ہمارے درمیان سے آگے بڑھا دے کہ تا یہ مجمع تماشائیوں کا دیکھنے میں
سر اطہر کے مشغول ہو اور نہیں نظر نامحرموں سے راحت ملے کیونکہ بسبب حیا کے
حال ہمارا غیر ہے فَاَتَیْتُ اِلَیْہَا بِثِیَابٍ کَانَتْ مَعِیَ وَدَفَعْتُہَا عَلَی
الاَرَامِلِ وَلَوْ اعْتَقَدَ اَنَّہَا صَدَقَۃٌ بَلْ ہَدِیَّۃٌ سہل کہتے ہیں کہ
حسب الارشاد اُن معظمہ کے میں نے اپنے اسباب میں سے کچھ چادریں
نکالیں نہ بطریق تصدق کے بلکہ بطور ہدیہ کے میں نے اُن بیووں پہ
تقسیم کیں وَتَقَدَّمْتُ اِلٰی صَاحِبِ الرَّاْسِ وَاَعْطَیْتُہٗ مِائَتَیْ
دِیْنَارٍ وَاَمَرْتُہٗ اَنْ یَّتَقَدَّمَ بِالرَّاْسِ مِنْ بَیْنِ النِّسَاءِ فَفَعَلَ
وَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاءُ اور آگے بڑھکر اُس ملعون کو کہ جو سر انور امام
حسین علیہ السلام کا لیے تھا اُسے دو سو دینار دیکر میں نے درمیان سے
اہل حرم کے نکال کر آگے بڑھا دیا پس سب تماشائی طرف دیکھنے سر
اقدس کے متوجہ ہوئے اور اہل حرم کو نظر نامحرموں سے فی الجملہ راحت
ملی قَالَ سَہْلٌ وَکَانَ مَعِیَ رَجُلٌ نَصْرَانِیٌّ یُرِیْدُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ
مُتَقَلِّدًا سَیْفًا تَحْتَ ثِیَابِہٖ فَرَاَی رَاْسَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَھُوَ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ سہل کہتے ہیں کہ اُس روز ایک شخص نصرانی بھی بقصد
زیارت بیت المقدس میرے ہمراہ تھا اور نیچے لباس کے تلوار مخفی تھی
پس جب نظر اُسکی سر اقدس امام حسین علیہ السلام پر پڑی اور دیکھا
اُسنے کہ وہ حضرت تلاوت قرآن مجید فرماتے ہیں کَشَفَ اللّٰہُ عَنْ
بَصَرِہٖ فَقَالَ عِنْدَ الرَّاْسِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ

الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و انتضی بسیفہ و شد
علی القوم و قتل منہم رجالا و نکس منہم فرسانا پس
بسبب مشاہدہ اس اعجاز کے ظلمت کفر قلب نصرانی سے مبدل بنور ہوئی
اور قریب سر انور کے آکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ شاہد رہین
کہ مین اسلام لایا یہ کہکر کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور تلوار کھینچکر
اُس قوم نابکار پر حملہ کیا اور بہت سے پیادہ اور سوار کو قتل کیا فعلت
الصیحۃ فتکاثروا علیہ و قطعوہ بالسیوف رحمہ اللہ فقالت
ام کلثوم ما ھذہ الصیحۃ فحکیت لہا قصۃ پس جب شور
وغوغا ہر طرف سے بلند ہوا اُن اشقیا نے اُس یکہ و تنہا کو گھیر کر تلوارون سے
ٹکڑے ٹکڑے کیا یہ سنکر جناب اُم کلثوم نے مجھ سے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے
مین نے حکایت اُس نصرانی کی مفصل عرض کی قالت واعجباہ
النصرانی یحتشمون لدین الاسلام و امۃ محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ یفعلون باھلہ کما تری پس یہ سنکر جناب ام کلثوم بہت
روئین اور فرمایا مجھ سے کہ اے سہل نہایت عجب ہے کہ نصرانی بیگانہ دین
و اسلام سے ہم اہل بیت رسول خدا کی محبت مین قتل ہوا اور امت
رسول خدا اُنکی اولاد کو قتل کرے اور اُنکی بیٹیون کو بے مقنعہ و چادر
پھرائین فاتیت الی علی بن الحسین علیہما السلام و سلمت علیہ
فرد علی السلام و قال لی یا سہل حشرک اللہ معنا یوم
القیمۃ اما تری الی ما فعل بی سہل بعد اسکے اُن مخدومہ سے

رخصت ہو کر خدمت با سعادت جناب سید الساجدین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور سلام کیا پس اُن حضرت نے مجھے جواب سلام دیا اور فرمایا مجھ سے کہ اے سہل حق سبحانہ تعالیٰ تجھے ہمارے ساتھ محشور کرے دیکھا تو نے کہ اس امت جفا کار نے ہم اہل بیت رسول خدا کے ساتھ کیا سلوک کیا آہ ہنوز میں اسوقت حال بیمار کربلا کا یہ تھا کہ طوق آہنی گلوے انور میں پڑا تھا اور رگہاے گردن سے خون جاری تھا اور فرماتے تھے ؎

اُقَادُ ذَلِيلًا فِي دِمَشْقَ كَأَنَّنِي	مِنَ الزَّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيرُ
وَجَدِّي رَسُولُ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ	وَشَيْخِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمِيرُ

اے سہل آج مجھے اس ذلت سے اس شہر میں مقید کر کے لائے ہیں کہ جسطرح کوئی شخص کسی غلام حبشی کو قید کر کے لاتا ہے اور غلام بھی وہ غلام کہ جسکا آقا مر گیا ہو اور کوئی ناصر اُسکا نہو حالانکہ تمام عالم جانتا ہے کہ جد امجد میرے جناب محمد مصطفٰی سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ اور جد بزرگوار میرے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سید الوصیین ہیں ؎

فَيَا لَيْتَ لَمْ أَبْلُغْ دِمَشْقَ وَلَمْ أَكُنْ	يَرَانِي يَزِيدُ فِي الْبِلَادِ أَسِيرُ

کاش کہ میں بھی ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے کربلا میں شہید ہو تا کہ آج دمشق میں نہ ہوتا اور اس ذلت سے اسیر یزید شرابخوار مجھے سامنے اپنے نہ دیکھتا قَالَ سَهْلٌ فَبَيْنَا كَذٰلِكَ إِذَا نَظَرْتُ إِلٰى رَوْشَنٍ عَلَيْهِ خَمْسُ نِسَاءٍ وَفِيهِنَّ عَجُوزٌ كَبِيرَةُ السِّنِّ قَدِ احْدَوْدَبَ ظَهْرُهَا سہل کہتے ہیں کہ حضرت مجھ سے اسطرح کے کلمات حسرت و یاس کے فرما رہے تھے کہ ناگاہ نگاہ

میری طرف ایک بالاخانہ کے جا پڑی کہ بطور برآمدہ کے تھا دیکھا مین نے
کہ اُس پر پانچ عورتین تماشائی بیٹھی ہین مگر اُنمین سے ایک عورت خبیثہ کبیرالسن
خمیدہ پشت نہایت ضعیفہ آمادہ بظلم وستم ہے فَلَمَّا صَارَ الرَّاسُ الشَّرِیفُ
مُحَاذِیاً لِلرَّوْشَنِ وَثَبَتِ الْعَجُوزُ اِلَی الْحَجَرِ فَاَخَذَتْہُ بِیَدِھَا وَضَرَبَتْ
بِہٖ رَاسَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَجَرَحَتْ بِہٖ وَجْھَہُ الْاَنْوَرَ یعنی
جب سر اطہر برابر اُس بالاخانہ کے پہونچا دیکھتے ہی سر انور کے وہ خبیثہ طرف
اُٹھانے پتھر کے جھکی ہرچند کہ بسبب کبرسن کے نشست وبرخاست سے وہ
ملعونہ عاجز تھی لیکن بباعث بغض وعناد اہل بیت امجاد کے پشت خمیدہ
اپنی باندھکر دوڑی اور ایک پتھر اُٹھایا اور اِس زور سے طرف سر اقدس
جناب سید الشہدا کے پھینکا کہ صدمہ سے اُس پتھر کے چہرۂ نورانی حضرت کا
زخمی ہوگیا قَالَ سَھْلٌ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ لَطَمْتُ وَجْھِیْ وَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ
بِحَقِّ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی اَھْلِکْ ھٰذِہِ الْمَلْعُوْنَۃَ الظَّالِمَۃَ
السَّاعَۃَ مَعَ مَنْ مَعَھَا سہل کہتے ہین کہ دیکھتے ہی اس ظلم وستم کے مین
بیتاب ہوگیا اور مین نے منھ اپنا پیٹا اور بہت رویا اور درگاہ خداوند
قہار مین یہ دعا کی کہ بار الہا بحق محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ ابھی اِس ملعونہ
خبیثہ ظالمہ کو مع ساتھیون کے واصل جہنم کر قَالَ فَوَاللّٰہِ مَا اسْتَتَمَّ
دُعَائِیْ لَقَدْ رَاَیْتُ اَنَّ ذٰلِکَ الرَّوْشَنَ سَقَطَ وَھَلَکَتْ تِلْکَ
الْمَلْعُوْنَۃُ وَمَنْ مَعَھَا وَمَنْ تَحْتَہٗ فَسَجَدْتُ شُکْرًا لِلّٰہِ سہل کہتے ہین
کہ قسم بخدا ابھی دعا میری تمام بھی نہوئی تھی کہ دفعۃً وہ برآمدہ گر پڑا اور

وہ ملعونہ مع اُن عورات کے کہ جو ہمراہ اُسکے تھین اور مع اُن تماشائیون کے کہ جو نیچے اُس بالاخانہ کے تھے اُسیوقت ہلاک ہوے پس شکریہ مین قبول ہونے اس دعا کے مین سجدۂ باری مین مشغول رہا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ۞

مجلس چہاردہم

فِی الْبِحَارِ عَنْ زُرَارَۃَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ لِی اَبُوعَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا زُرَارَۃُ اِنَّ السَّمَآءَ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ بحار الانوار مین زرارہ سے منقول ہی کہ کہا اُسنے فرمایا مجھسے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای زرارہ تحقیق آسمان رویا مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی چالیس روز تک خون وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ وَاِنَّ الشَّمْسَ بَکَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالْکُسُوْفِ وَالْحُمْرَۃِ اور ای زرارہ بتحقیق کہ زمین روئی اُس مظلوم پر چالیس روز تک سیاہی اور آفتاب رویا اُس بیکس پر چالیس روز تک ساتھ کسوف و سرخی کے یعنے چالیس دن تک اُسکو گہن رہا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اور جب طلوع کرتا تھا تو نہایت سرخ نکلتا تھا وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ای زرارہ یہ مصیبت وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ پہاڑ اس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوے اور دریا جوش و خروش مین آئے

اور ملائکہ روئے امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز تک حضرات ائمہ
آئے کہ ہر شئی اور ہر موجودات نے بکا کی ہی مصائب مظلوم کربلا پر اور کیونکر
بکا نہ کرتے کہ مصیبت اُن حضرت کی عظیم ترین مصائب ہی ہر چند کہ تمام
انبیاء و اوصیا اور اولیا اس دار دنیا مین مبتلا ببلا رہے مگر اُنکی مصیبت
بمقابل مصیبت مظلوم کربلا کے مثل اسکے ہی کہ جیسے دریا سے ایک قطرہ آہ
آہ خاتمہ مصیبت کا خامس آل عبا پر ہوا کہ اُن حضرت کو اہل کوفہ و شام نے
مہمان بلا کر صحرائے کربلا مین ہر طرف سے محاصرہ کر کے بیا سامع اصحاب
و اقربا اور اولاد خرد و سال کے شہید کیا اور بدن اطہر اُس فرزند رسول کا
ریگ گرم پر خاک و خون آلودہ تمازت آفتاب مین تین روز تک پڑا رہا
اور سر انور اُس مظلوم کا نیزہ بلند پر رکھا گیا اور شہر بشہر پھرایا گیا اور
اہل بیت اُن حضرت کے اسیر و مقید کیے گئے اور دیار بدیار پھرائے گئے
فِی المنتخب و غیرہ عن علی بن الحسین علیہما السلام انہ
قَالَ لَمّا وَفَدْنَا عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ اَتَوا بِحِبَالٍ وَ رَبَّقُوْنَا مِثْلَ
الاَغْنَامِ چنانچہ منتخب اور مقتل ابو مخنف مین جناب امام زین العابدین
علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جب ہم اہل بیت رسالت
کو اشقیائے کوفہ و شام نے چاہا کہ سامنے یزید بن معاویہ کے لیجائین تو
اُس وقت وہ اشقیا کچھ رسیان لیکر آئے اور ہم سب اولاد رسول خدا کو
مثل اغنام کے مستحکم باندھا وَ نَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَهْلِبَیْتِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ص اور ہم بارہ نفر اہل بیت رسول خدا سے تھے وکان

الحبل یعنقی وعنق ام کلثوم وبکتف زینب وسکینۃ والبنات وساقونا وکلما قصرنا عن المشی ضربونا حتی اوقفونا بین یدی یزید لعنہ اللہ وھو علی سریر مملکتہ آہ آہ آیات رسیمان ظلم وستم گلو میرا اور گلو ام کلثوم کا باندھا اور بازو زینب خاتون اور سکینہ اور فاطمہ اور رقیہ اور زینب اور باقی دختران ستم دیدہ کا باندھا اور اسی حال سے وہ اشقیا ہمیں لیچلے اور اگر ہم میں سے کوئی بوجہ اذیت وتکلیف کے چلنے میں کمی کرتا تھا تو وہ اعدا ہمیں تازیانے مارتے تھے یہانتک کہ ہمیں سامنے یزید شقی کے لیجا کر دربار عام میں ٹھہرایا اسوقت وہ لعین تخت سلطنت پر بکمال تکبر وغرور بیٹھا تھا وقال الشعبی ثم امر ان یدخل علیہ بعلی بن الحسین فادخل والنسوۃ من خلفہ اور شعبی یوں نقل کرتا ہے کہ بعد اسکے یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا پس بیمار کربلا قریب اسکے تشریف لائے اور تمام اہل حرم پیچھے پیچھے اُن حضرت کے تھے فقال یزید من انت فقال لہ یا یزید انت اعرف الناس بی انا علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہما السلام پس یزید بیحیا نے بے ادبی سے پوچھا تم کون ہو اور نام تمھارا کیا ہے بیمار کربلا نے فرمایا کہ اے یزید تو خوب واقف ہے کہ میں علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہما السلام ہوں قال یزید الیس قد قتل علی بن الحسین قال ذاک اخی علی الاوسط یہ سنکر یزید لعین نے کہا کیا علی بن الحسین

روز عاشورا قتل نہین ہوا حضرت نے فرمایا کہ وہ بھائی میرا علی اوسط تھا
جو روز عاشورا معرکہ کربلا مین شہید ہوا قَالَ یَزِیْدُ وَاِلَی الْقَتْلِ اُوْتِیَ
بِکَ یَا عَلِیُّ ثُمَّ اَمَرَ بِقَتْلِہٖ فَاُخْرِجَ یہ سنکر یزید ملعون نے کہا کہ ای علی
تم بھی قتل کیے جاؤگے یہ کہکر اُس سنگدل نے حکم قتل کا دیا پس جلاد حضرت
کو واسطے قتل کرنے کے لیچلے فَصَاحَتْ زَیْنَبُ اِلَی اَیْنَ یُرَادُ بِکَ
قَالَ اِلَی الْقَتْلِ فَصَاحَتْ زَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَحَسْبُکَ یَا یَزِیْدُ
مِنْ دِمَائِنَا نَنْشُدُکَ اللہَ اِنْ قَتَلْتَہٗ فَاقْتُلْنَا فَاَمَرَ بِرَدِّہٖ آہ یہ
مصیبت عظمیٰ دیکھکر جناب زینب بکارین اور فرمایا کہ ای فرزند کہان
جاتے ہو بیمار کربلا نے فرمایا کہ ای پھوپھی جان مین طرف قتل ہونے کے
جاتا ہون یہ سنکر جناب زینب وام کلثوم دختران امیر المومنین علیہ
السلام نے فریاد کی اور طرف یزید کے خطاب کیا اور فرمایا کہ ای یزید
کیا تجھے قتل کرنا ہم اہل بیت رسالت کا کافی نہین ہوا اور ابھی اولاد
رسول کے خون سے سیر نہین ہوا کہ تو اس فرزند رسول خدا اور ہم
بیکسون کے حامی و سرپرست اور بیمار کے قتل پر بھی آمادہ ہی پس ای
یزید اگر تیرا یہی ارادہ ہی تو پہلے ہم سبکو قتل کر یہ سنکر وہ شقی اس ارادۂ
فاسدہ سے باز رہا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو تو قَالَ یَا عَلِیُّ
اَرَادَ اَبُوْکَ اَنْ یَدَّعِیَ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَطَعَ اللہُ شَافَتَہٗ
وَمَنَعَنِیْ عَنَاقَکُمْ فَاَخَذْتُ اَمْوَالَکُمْ وَقَتَلْتُ رِجَالَکُمْ وَسَبَیْتُ
نِسَائَکُمْ وَاَبْطَلْتُ اُحُدُوْ وَتَنَکَّرَ بعد اسکے اُس مغرور نے کلمات

طعن کے اپنی زبان پر جاری کیے آہ آہ یزید نے کہا کہ یا علی تمہارے باپ نے دعوئے خلافت کا کیا اور چاہا کہ امیر المؤمنین کہلائیں پس قطع کی خدا نے اصل انکی اور عطا کر دیں مجھکو گردنیں تمہاری اور قادر کر دیا تمہارے قتل پر پس میں نے لوٹ لیا تمہارے اموال کو اور قتل کیا تمہارے مردان اہل بیت کو اور اہل حرم کو تمہارے مقید و اسیر کیا اور میں نے باطل کر دیا تمہارے احکام کو آہ مومنین یہی تو سبب تھا کہ اسلام مضمحل ہو گیا تھا اور حلال و حرام کی تمیز باقی نہ رہی تھی فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ پس یہ کلام بیہودہ یزید کا سنکر امام زین العابدین علیہ السّلام نے بسم اللہ پڑھکے آیۂ کریمہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ کی تلاوت فرمائی کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے نہیں پہونچی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ نفسوں میں تمہارے مگر یہ کہ ثابت ہے لوح محفوظ میں قبل اسکے کہ ہم پیدا کریں انکو تحقیق کہ یہ امر خدا پر آسان ہے شاید مقصود حضرت کا اس آیہ کے پڑھنے سے ممانعت یزید کے غرور و تکبر اور سرور سے ہو کہ جو آیہ مابعد لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ سے مستفاد ہوتا ہے فَرَفَعَ یَزِیْدُ لَعَنَہُ اللّٰہُ رَاْسَہٗ اِلَیْہِ وَاَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِہٖ فَاُخْرِجَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ پس یہ سنکر یزید لعین نے سر نحس اپنا بلند کیا اور حکم دیا کہ اس بیمار کا سر جدا کرو پس حسب الحکم اس شقی کے

سامنے سے اسکے جلاد بیمار کربلا کو لیچلے فصاحت به ام کلثوم الی این
یا حبیبی قال لها الی السیف یا عمته تب یہ ظلم عظیم دیکھکر جناب
ام کلثوم پکاریں اور کہا کہ اے فرزند کہاں جاتے ہو بیمار کربلا نے فرمایا
کہ اے پھوپھی جان یہ جلاد مجھے واسطے قتل کرنے کے لیے جاتے ہیں فصاحت
واغوثاه یا الله عزوجل وابقیته من لا یبقی یا سلالة نبی الهدی
یا بقیة ابن علی المرتضی پس اسوقت اس ستم دیدہ نے آواز
بلند فرمایا کہ فریاد کرتی ہوں میں خدائے عزوجل سے کہ وہی فریادرس
مظلومان ہے اے یادگار گذشتگان اے خلاصۂ خاندان رسول خدا
اے بقیۂ اولاد علی مرتضی و فاطمۂ زہرا علیہم السلام اے فرزند ہم بیکسوں
بے محرم کے نہ چھوڑ و قال فضج الناس بالبکاء فقال رجل من القوم
یا یزید رد الغلام والا انت مقتول فرده راوی کہتا ہے کہ یہ
کلمات جگرخراش سنکر حضار مجلس میں شور گریہ و بکا کا بلند ہوا پس
اسوقت ایک شخص نے اہل قوم سے یزید کے کہا کہ اے یزید اس صاحبزادہ
بیمار کے قتل سے باز رہ ورنہ تو ابھی قتل کیا جائیگا یہ سنکر وہ لعین قتل سے
بیمار کربلا اسیر رنج و بلا کے باز رہا ثم اوقف بین یدیه فقال له
علی بن الحسین علیهما السلام ویلک یا یزید ان کان لابد
من قتلی فاحضر لی ثقة حتی اوصیه وصیة بعد اسکے امام
زین العابدین علیہ السلام کو سامنے یزید کے کھڑا کیا پس حضرت نے
فرمایا کہ اے یزید وائے ہو تجھپر اگر تیرا قصد میرے قتل کرنے کا مصمم ہو تو کسی

شخص امین کو میرے پاس بلوا دے تا کہ میں اُس سے ایک وصیت کروں قال وما الذی توصی بہ قال اوصی الیہ برد الحرم الی مدینۃ الرسول یہ سنکر یزید لعین نے کہا کہ وہ کیا وصیت ہی جو آپ اُس شخص سے کرینگے بیمار کربلا نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں اُس سے کہ اہل بیت رسالت کو باعزاز انکے وطن مدینۂ رسول میں پہونچا دے قال یزید ما یردھن سواک وارادیذلک ھذا والناس یہ سنکر یزید نے کہا کہ یا علی ان اہل حرم کو سوا آپکے کوئی مدینۂ منورہ نہیں لیجائیگا اور اس کلمہ سے مطلب اُس ملعون کا یہ تھا کہ شور و غل لوگوں کا فرو ہو جائے کیونکہ اُسوقت یزید کو خوف اپنی ہلاکت کا ہوا تھا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس یازدہم

قال الصادق علیہ السلام من ذکرنا او ذکرنا عندہ فخرج من عینیہ دمع ولو مثل جناح البعوضۃ غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد البحر بحار الانوار میں منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ السلام کہ جو مومن بیان کرے یا سنے اُن مصائب کو کہ جو ہم اہل بیت رسالت پر گذرے ہیں اور انکھوں سے اسکی آنسو نکلے اگرچہ برابر پر پشہ کے ہو تو خدا وند عفار تمام گناہ اُسکے بخشدیتا ہی اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہوں وقال علیہ السلام ان الحسین لما مضی بکت علیہ السموات السبع والارضون السبع وما بینھن اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام کہ جب میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اُسوقت مصیبت پر

ان حضرت کی روئے ساتون آسمان اور ساتون طبقات زمین کے اور جو چیز
کہ درمیان انکے تھی وَبَکَتْ عَلَیْہِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ وَمَنْ خَلَقَ رَبُّنَا مَا یُریٰ
وَمَا لَا یُریٰ اِلَّا الْبَصْرَۃَ وَدِمَشْقَ وَآلَ عُثْمَانَ اور روئے ماتم مین اُس
امام مظلوم کے بہشت و دوزخ اور جو چیز کہ پروردگار عالم نے خلق کی ہے
خواہ وہ چیز دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے مگر اہل بصرہ و دمشق اور آل عثمان
کہ وہ اس مصیبت عظمی پر نہ روئے بلکہ یہ سب مسرور و خوش ہوئے حتیٰ
اُس روز کہ جس روز سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا مع سرہائے شہدا
اور اہل بیت رسالت داخل دمشق ہوئے پس وہ روز واسطے اہل دمشق کے
گویا روز عید تھا فِی الْمُنْتَخَبِ وَالْمَقْتَلِ وَالْبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا قَرُبَ الْاَعْدَاءُ
مَعَ الرُّؤُسِ وَالسَّبَایَا مِنْ دِمَشْقَ تَقَدَّمَ الْبَرِیْدُ اِلیٰ یَزِیْدَ چنانچہ
مقتل ابومخنف اور منتخب اور بحار الانوار مین منقول ہے کہ جب اعدائے
دین مع سرہائے شہدا اور اہل بیت طاہرین کے قریب شہر دمشق کے کہ وہ
جائے حکومت اور پائے تخت یزید لعین تھا پہونچے اُسوقت افسران لشکر
شقاوت اثر نے ایک قاصد تیز رو کو نامہ ابن زیاد کا دیکر مع اپنے عرائض کے
کہ متضمن طلب اجازت داخلہ کے تھے یزید کے پاس روانہ کیا فَلَمَّا دَخَلَ
الْبَرِیْدُ بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ وَجَدَہٗ مَوْعُوْکًا مُعَصَّبَ الرَّاْسِ
وَاضِعًا رِجْلَیْہِ فِیْ طَسْتٍ مِنْ مَاءٍ حَارٍّ وَالطَّبِیْبُ لَدَیْہِ وَجَمَاعَۃٌ
مِنْ اَصْحَابِہٖ یُحَدِّثُوْنَہٗ پس جب وہ قاصد یزید کے پاس پہونچا دیکھا کہ
وہ ملعون عارضہ تپ مین مبتلا و گرفتار ہے اور طبیب سامنے اُسکے حاضر ہے اور

سر نحس اُسکا رومال سے بندھا ہی اور دونون پانون اُسکے طشت مین کہ وہ پانی گرم سے مملو تھا رکھے ہین اور گرد اُس شقی کے بہت سے اشقیاے بنی امیہ ندما اُسکے اُس لعین کو باتون مین بہلا رہے ہین فَقَالَ اَلْبَرِیْدُ یَا یَزِیْدُ اَقَرَّ اللّٰہُ عَیْنَیْكَ بِوُرُوْدِ رَاْسِ الْحُسَیْنِ پس اُس قاصد نے اُس مجمع عام مین باواز بلند کہا کہ ای یزید بشارت ہو تجھے کہ سر اطہر امام حسینؑ کا قریب دمشق کے آپہونچا فَنَظَرَ یَزِیْدُ اِلَیْهِ شَزْرًا وَاَخَذَ مِنْهُ کِتَابَتِ ابْنِ زِیَادٍ وَقَرَئَهٗ فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَیْهِ عَضَّ عَلٰى اَنَامِلِهٖ وَكَادَ اَنْ یَقْطَعَهَا وَاسْتَرْجَعَ اُسوقت یزید آواز سے اُس قاصد کی نہایت بد دماغ ہوا اور بنگاہ غضب اُسکی طرف دیکھا اور ہاتھ سے اُسکے نامہ ابن زیاد کا لیکر پڑھنے لگا جب وہ نامہ پڑھ چکا اور مطالب سے اُسکے آگاہ ہوا اُسوقت وہ مکار ابن مکار بظاہر خبر قتل فرزند حیدر کرار کی معلوم کرکے نہایت متاسف ہوا اور بمقام تاسف مین اُنگلیان اپنی دانتون سے کاٹنے لگا اور کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ زبان نحس پہ جاری کیا وَاَمَرَ بِاِحْضَارِ السَّبَایَا وَالرُّؤُسِ مِنْ جَادَّةِ الطُّرُقِ وَالْاَسْوَاقِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَیْنَ الْكُفَّارِ وَالْفُسَّاقِ آہ مومنین یہ صرف مکر تھا واسطے تالیف قلوب حاضرین دربار کے پس جب اُسنے مطمئن ہوا تو اُسوقت اُس دشمن خدا نے ازراہ کفر و عناد کے حکم دیا کہ سرہاے شہدا مع اسیران اہل بیت رسالت بے مقنعہ و چادر سر بازار داخل شہر ہون اور اُس راہ سے اہل حرم کو ہم تک لائین کہ جس راہ مین کثرت و مجمع عام ہو وَاَمَرَ لِلْجَیْشِ عِشْرِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ اَنْ تَعَبَّرُوْا بِالسَّبَایَا

مِنَ الْبَابِ الْاَوْسَطِ مِنْ دِمَشْقَ فَدَخَلُوْا مِنْ بَابِ جَابِرُوْنَ مَعَ
رَاْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَنَصَبُوْهُ هُنَالِكَ سَاعَةً فَسَقَطَ فَبَنَوْا
مَوْضِعَهُ مَسْجِدًا شُکْرًا لِلّٰهِ اور حکم دیا کہ بیس ہزار سوار ہمراہ سرہائے
شہدا اور قیدیوں کے ہوں اور دروازہ اوسط دمشق سے داخل شہر ہوں
ہائے افسوس پس موافق حکم اُس شقی کے وہ لشکر کفار اسیران اہل بیت اطہار کو
شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے مع سرہائے شہدا کے کہ نیزوں پر نصب تھے
دروازہ اوسط سے داخل شہر ہوئے اور اُن اشقیا نے اُس دروازہ پر
سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نصب کیا کہ تا ہر شخص سر انور کو دیکھے
منزلت ہو پس بعد ایک ساعت کے مع سر اطہر امام حسین علیہ السلام آگے
بڑھے اور وہ دروازہ جب گرا تو اُن اشقیا نے اُسی جگہ شکر یہ میں اُسکے ایک
مسجد بنا لی فَاَدَارُوْهُ اِلٰی بَابِ الْفَرَادِیْسِ وَلَمْ یَکُنْ هُنَالِكَ بَابٌ
بَلْ اِنَّمَا کَانَ تَلُّ تُرَابٍ بعد اُسکے وہ اشقیا مع اہل بیت اطہار اور سر
اقدس کے پھراتے ہوئے دروازہ فرادیس پر پہنچے اور اُس جگہ بھی خلق کثیر
واسطے تماشے کے تھی اور قبل اسکے اُس جگہ دروازہ نہ تھا بلکہ وہاں ایک
تودہ بلند خاک کا تھا ثُمَّ اَدَارُوْهُ اِلٰی بَابِ السَّاعَاتِ وَهُوَ کَانَ
مَوْقِفَ السَّبَایَا اَلزَّنْجِ وَالرُّوْمِ فَنَصَبُوْهُ هُنَالِكَ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ بعد اُسکے
سب سروں کو مع اہل حرم کے دروازہ فرادیس سے پھراتے ہوئے باب
باب ساعات تک کہ وہ جگہ ٹھہرانے بندیان حبش و روم کی تھی پہونچے
اور وہاں پہونچکر سر اقدس کو تین ساعت تک دروازہ ساعات پر

نصب کیا اور مشہور ہی کہ وہین سر انور حضرت مسلمؑ کا بھی آویزان تھا آہ آہ
اُسوقت اہل بیت کا کیا حال ہوا ہوگا جب اُس سر اقدس کو دیکھا ہوگا
وَاَقَامُوْا اَهْلَ بَيْتِ سَيِّدِ الْاَنَامِ كَالْعَبِيْدِ وَالْاِمَاءِ فِیْ ذٰلِكَ الْمَقَامِ
بَيْنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ وَصَاحَ صَائِحٌ مِنْهُمْ يَا اَهْلَ الشَّامِ هٰذِهٖ
السَّبَايَا بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَنَامِ اور دختران فاطمہ زہرا اور
ذریت رسول خدا کو مانند غلام اور کنیزان حبش کے تین ساعت تک اُسی جگہ
بے مقنعہ و ردا در مجمع عام مین ٹھہرایا اور ایک اُس قوم اعدا سے باواز بلند پکارتا تھا
کہ ای اہل شام آگاہ ہو کہ یہ سب اسیر دختران جناب رسول خداؐ اور علی
مرتضیٰ علیہما السلام ہین وَكَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَعَ النِّسَاءِ
مَغْلُوْلًا عَلٰى بَعِيْرٍ وَرِجْلَاهُ مَشْدُوْدَتَانِ مِنْ بَطْنِ النَّاقَةِ وَالدَّمُ
يَسِيْلُ عَنْ سَاقَيْهِ اور اُسوقت جناب سید الساجدین علیہ السلام ہمراہ
اہل حرم کے ایک شتر بے فرش پر سوار تھے اسطرح سے کہ طوق و زنجیر مین
جکڑے ہوئے اور دونون پانون اُس امام مظلوم کے شکم سے اونٹ کے
اس زور سے ان اشقیا نے باندھے تھے کہ ساقہائے قدم سے خون جاری تھا
قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَنٰى مِنْهُ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ رَجُلٌ لَكَعُ
الرِّجَالِ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَلْحَةَ وَقَالَ لَهٗ يَا عَلِیُّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ
لَقَدْ جِئْتَ نَادِمًا مُنْهَزِمًا اَسِيْرًا جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ اُسی حالت مین ایک ملعون بدترین
خلق کہ اُس شقی کو ابراہیم بن طلحہ کہتے تھے اور وہ جنگ جمل مین لشکر جناب

امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا پس وہ کمال عداوت قریب بیمار کربلا کے آیا
اور طرف اُن حضرت کے دیکھکر کہنے لگا کہ یا علی شکر ہی خدا کا کہ آج تم شرمندہ
اور مغلوب ہوکر اسیر و مقید یہانتک پہونچے فَقَالَ لَہٗ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَیُّھَا الْمَلْعُوْنُ اِذَا سَمِعْتَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ فَارْجِعْ
اِلٰی نَفْسِکَ مَنْ غَلَبَ وَمَنْ عَلٰی دَرَجَتُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ پس اُن حضرت نے
استفسار بیجا اُس ملعون دیکھکر فرمایا کہ ای شقی جب موذن اذان اور
اقامت کہے اور تو آواز اذان کی سُنے اُسوقت بنظر انصاف تو تامل کر پس
تجھے بخوبی منکشف ہو جائیگا کہ کون غالب ہی اور کون مغلوب ہی اور کسکا
درجہ تا قیامت بلند ہی قَالَ فَلَمَّا وَصَلُوْا اِلٰی بَابِ قَصْرِ یَزِیْدَ اِسْتَاْذَنَ
مِنْہُ فَاَذِنَ بِرَاسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کہتا ہی کہ پس وہ سب
ملعون مع سرہاے شہدا اور اہلبیت اطہار کے دروازہ قصر یزید پر پہونچے
وہاں توقف کیا اور طالب اجازت ہوے پس اُس ملعون نے حکم دیا کہ سر
اطہر امام حسین علیہ السلام میرے سامنے لاؤ فَکَانَ الرَّاسُ الشَّرِیْفُ بِیَدِ
خَوْلِیِّ اللَّعِیْنِ فَغَسَلَہٗ وَمَسَحَہٗ وَوَضَعَہٗ فِیْ طَسْتٍ مِّنَ الذَّھَبِ
وَغَطَّاہٗ بِمِنْدِیْلٍ دَبِیْقِیٍّ فَدَخَلَ بِہٖ وَوَضَعَہٗ تَحْتَ سَرِیْرِ یَزِیْدَ
پس سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا کہ سپرد خولی ملعون کے تھا اُسنے سر اطہر کو
دھویا اور پونچھا اور ایک طشت طلا میں رکھکر رومال دیبا سے ڈھانک کر
زیر تخت یزید کے رکھدیا وَھُوَ کَانَ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَۃِ الْخِلَافَۃِ وَمُتَوَسِّدًا
عَلٰی وِسَادَۃِ الضَّلَالَۃِ وَاضِعًا عَلٰی رَاْسِہٖ تَاجَ السَّلْطَنَۃِ وَحَوْلَہٗ

كَثِيرٌ مِنْ شُيُوخِ الشَّامِ وَالْكُوفَةِ فَلَمَّا رَأَى الْمَلْعُونُ الرَّأْسَ تَحْتَ سَرِيرِهِ
سُرَّ بِذٰلِكَ وَتَبَسَّمَ اور اُسوقت وہ ملعون تاج شاہی سر پر رکھے ہوے
تخت سلطنت اور مسند ضلالت پر بیٹھا تھا اور گرد اُس لعین کے بہت سے
ارکان دولت اور عمائد مملکت اہل کوفہ و شام سے بیٹھے تھے پس جب اُس
لعین نے سر اقدس حضرت کا زیر تخت رکھا دیکھا نہایت ہی مسرور و متبسم ہوا
اور سر انور سامنے رکھوا کے شطرنج بازی اور شراب خواری میں مشغول رہا
اسلیے کہ وہ ملعون جانتا تھا کہ یہ امر حضرت کو نہایت ناگوار تھا فَجَعَلَ
يَنْكُتُ ثَغْرَهُ بِقَضِيبٍ كَانَ بِيَدِهِ وَيَضْحَكُ وَيَقُولُ لَقَدْ كُنْتَ
حَسَنَ الْمَضْحَكِ يَا حُسَيْنُ وَلَقَدْ أَسْرَعَ بِكَ الشَّيْبُ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ
پس وہ ملعون چھڑی سے لب و دندان انور امام حسین علیہ السلام کے کھولتا تھا
اور ہنستا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین لب و دندان آپکے کسقدر حسین اور
خوبصورت ہیں اور کمال تعجب ہے کہ آپ بہت ہی جلد ضعیف ہو گئے ثُمَّ
أَقْبَلَ إِلَى أَصْحَابِهِ وَقَالَ ؎

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ　　عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

اور اسی حالت سرور میں طرف اپنے اصحاب و رفقا کے متوجہ ہوا اور اُسنے
بکمال فخر کہنے لگا کہ مقام شکر اور جائے سرور ہے کہ آج ہمنے زیر کیا اُن سرکشوں کو
کہ جو اپنے تئیں ہمسے افضل جانتے تھے اور مدعی خلافت کے تھے اور ہمپر یہ لوگ
بہت گران تھے آہ آہ مومنین وہ ظالم کہتا ہے کہ وہ سب قاطع ارحام
و ظالم تھے أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا الْمَقْتُولَ كَانَ يَفْتَخِرُ عَلَيَّ وَيَقُولُ

إِنَّ أَبِي خَيْرٌ مِنْ أَبِيكَ وَأُمِّي خَيْرٌ مِنْ أُمِّكَ وَجَدِّي خَيْرٌ مِنْ جَدِّكَ وَأَنَا خَيْرٌ مِنْكَ أَيُّهَا النَّاسُ یہ مقتول معرض فخر میں کہا کرتا تھا کہ باپ میرا بہتر اور افضل ہے پدر یزید سے اور ماں میری افضل ہے مادر یزید سے اور جد میرے افضل و بہتر ہیں جد یزید سے اور میں افضل ہوں یزید سے فَأَمَّا قَوْلُهُ بِأَنَّ أَبِي خَيْرٌ مِنْ أَبِ يَزِيدَ فَلَا وَأَمَّا قَوْلُهُ بِأَنَّ أُمِّي خَيْرٌ مِنْ أُمِّ يَزِيدَ فَلَقَدْ صَدَقَ فَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أُمِّي یعنی اے گروہ حضار یہ کہنا اُنکا کہ باپ میرا باپ سے یزید کے بہتر ہے یہ امر غلط ہے لیکن کہنا انکا کہ ماں میری بہتر ہے ماں سے یزید کی البتہ یہ امر سچ ہے اسلیئے کہ ماں اُنکی فاطمہ زہرا بنت رسول خدا افضل ہیں میری ماں سے وَأَمَّا جَدُّهُ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَقُولُ بِأَنَّهُ خَيْرٌ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَمَّا قَوْلُهُ بِأَنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي فَلَعَلَّهُ لَمْ يَقْرَأْ هٰذِهِ الْآيَةَ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ یعنی اور کہنا اُنکا کہ جد میرے افضل ہیں جد یزید سے یہ امر بھی راست و درست ہے اسلیئے کہ جد امجد اُنکے سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ ہیں اور کون شخص ایسا عالم میں ہوگا کہ ایمان بخدا اور روز قیامت لایا ہو اور یہ کہے معاذ اللہ کہ کوئی بہتر و افضل ہے رسالت مآبؐ سے مگر یہ کہ بے ایمان ہو جائے اور یہ کہنا اُنکا کہ میں بہتر ہوں یزید سے پس یہ کہنا بھی اُنکا غلط ہے شاید آیۂ وافی ہدایۂ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ کی اس مقتول نے تلاوت نہیں کی ہے کہ خدا اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ تو کہہ اللہ مالک ہے تمام ملک کا جسکو چاہتا ہے حاکم اور بادشاہ ملک کا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت ملک

وسلطنت کی چھین لیتا ہی حضرات یہ غلط کہا اُس سگ ناپاک نے اور
تکبر اور تجبر کیا مثل ابلیس لعین کے اور قیاس کیا سلطنت باطنی کو سلطنت
وبادشاہی ظاہری پر حالانکہ حضرت امیرؑ بادشاہ باطنی تھے اور اسیطرح
امام حسینؑ بادشاہ دین و دنیا تھے اور وہ بادشاہت اُنکو خدا نے دی تھی
اور تا روز قیامت منتزع نہوگی تا ورود لب حوض کوثر وہ سلطنت بعد
جناب رسول خداؐ کے انھین حضرات کی باقی رہیگی اور بعد اُسکے بمعیت
جناب رسول خداؐ تمامی اہل محشر پر حکومت ہوجاویگی اسلیے کہ خود حضرت
امیرؑ قسیم الجنۃ والنار ہونگے اور ظالم اُس روز اپنے افعال و اقوال
بد کی سزا پاوینگے حضرات چونکہ ذکر کوثر کا ذمناً آگیا ہے

اَسَفاً لَہٗ عِنْدَ الشَّرِیْعَۃِ یَشْتَکِیْ	ظَمَأً وَ وَالِدُہٗ وَلِیُّ الْکَوْثَرِ

ہائے افسوس حال پر اُس مظلوم کربلا شہید جفا تشنہ نینوا کے جو لب نہر
فرات پر شکایت تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار اُنکے مالک وساقی
کوثر ہین آہ مومنین مقام غور ہی کہ یزید لعین نے امام حسین علیہ السلام
اور اپنے نفس خبیث مین مساوات بیان کی ہی حالانکہ یہ کسی طرح
ممکن نہین ہے

بَخِلُوْا بِمَآءٍ وَّ ھُوَ جَادَ بِنَفْسِہٖ	لَیْسُوْا سَوَآءً اَیُّھَا السُّفَھَآءُ

وہ بخیل اور لئیم تو ایسے خسیس اور رذیل تھے جنھون نے پانی سی چیز کے
دینے مین بخل کیا باوجود اسکے کہ وہ نہر جاری اُنکے ملک سے نہ تھی اور
مظلوم کربلا ایسے جواد و کریم ابن کریم تھے کہ اُنکے پدر بزرگوار نے اپنے

دشمن و قاتل کا تشنہ لب رہنا گوارا نہ کیا اور خود سید الشہدا نے توراۃ
خدا میں جان و فرزند عزیز کے تراب خطاب ہی اُن حمقا اور سفہا سے
جو سید الشہدا ؑ اور یزید میں از روے ریاست کے مساوات گمان
کرتے ہیں کہ آیا امام حسین ؑ سے کریم ابن کریم اور یزید سے لئیم ابن لئیم میں
کسی طرح برابری ہو سکتی ہی جیسا کہ عبد القادر جیلانی اور اُسکے اتباع نے
گمان کیا ہی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شانزدہم

فِي الْمُنْتَخَبِ وَغَيْرِهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَلْعَبَانِ فِي بَيْتِي فَنَزَلَ جَبْرَئِيلُ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ
إِنَّ أُمَّتَكَ تَقْتُلُ ابْنَكَ هٰذَا مِنْ بَعْدِكَ وَأَوْمَى إِلَى الْحُسَيْنِ
وَأَتَاهُ تُرْبَةً فَشَمَّهَا ثُمَّ قَالَ رِيحُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ منتخب وغیرہ میں جناب
ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا سے منقول ہی وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ
ایک روز دونوں شاہزادے حسنین ؑ بوجہ صغر سن کے میرے گھر میں
کھیل رہے تھے بس اسی اثنا میں جبرئیل بحکم خداوند جلیل خدمت بابرکت
میں جناب رسول خدا کی نازل ہوے اور عرض کی کہ یا نبی اللہ اُمت
جفاکار آپکی بعد آپکے اس فرزند دلبند کو قتل کریگی اور اشارہ کیا طرف
امام حسین ؑ کے اور ایک مشت خاک اُٹھا کر دی اور اُن حضرت نے
اُس خاک کو لیکر سونگھا بعد اُسکے فرمایا کہ اس سے بوے کرب و بلا
آتی ہی وقال یا ام سلمۃ اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمي

اِنَّ ابْنِیْ قَدْ قُتِلَ فَجَعَلْتُھَا فِیْ قَارُوْرَۃٍ اور فرمایا کہ ای ام سلمہ جسوقت
یہ خاک خون ہو جاوے اور جوش مارنے لگے اُسوقت یہ یقین جاننا کہ یہ فرزند
دلبند میرا شہید ہو گیا جناب ام سلمہ فرماتی ہین کہ یہ سنکر مین نے اُس خاک کو
ایک شیشہ مین بحفاظت رکھا آہ مومنین جب وہ زمانہ آیا جسکی خبر
جبرئیل نے جناب رسول خدا کو دی تھی اور اُن حضرت نے جناب ام سلمہ کو
مطلع فرمایا تھا یعنے جب اعدائے دین نے بظلم و ستم اس پارۂ جگر رسول کو
مدینۂ منورہ اور روضۂ رسول خدا سے جدا کیا اور مہمان بلا کر صحرائے
کربلا مین روز عاشورا تشنہ لب ذبح کیا تو جناب ام سلمہ فرماتی ہین کہ
ہر روز مین اُس شیشہ کو دیکھی تھی اور بدستور پاتی تھی مگر دسوین ماہ
محرم یعنے روز عاشورا جب مین نے بعد نماز ظہر کے اُسکی طرف نگاہ کی تو
دیکھا کہ اُس سے خون تازہ جوش مارتا ہی اُسوقت مجھے یقین ہوا کہ فرزند
رسول الثقلین امام حسینؑ شہید ہوے پس مجھے روتے روتے غش آگیا اور بعد
افاقہ کے مین نے عورات ہاشمیہ کو اِس حال سے آگاہ کیا اُسوقت خانۂ
رسول خدا مین ماتم بپا ہوا اور شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی
آہ مومنین یہ حال تو مدینہ مین عورات ہاشمیہ کا تھا اور کربلا مین بعد
شہادت امام حسینؑ کے اعدا نے خیمون مین آگ لگا دی اور اسباب لوٹ لیا
اور اہل حرم کی چادرین چھین لین اور بلوائے عام مین اسیر و مقید کیا
جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی
النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا مین

بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں وفی البحار نقلا عن
مناقب القدیم عن محمد الباقر عن ابیه انه قال لما قتل الحسین
بن علی جاء غراب فوقع فی دمه ثم تمرغ ثم طار در بحار الانوار
مین مناقب قدیم سے یون نقل کیا ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے اور
انحضرت نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین سے کہ فرمایا انحضرت نے
جب پدر مظلوم میرے امام حسین دست ظلم اعداء سے شہید ہو چکے تو اسوقت
ایک طائر آیا اور خون اطہر سید الشہدا مین لوٹا اور بعد اسکے پرواز کر گیا
فوقع بالمدینة علی جدار فاطمة بنت الحسین وهی الصغری
فرفعت راسها فنظرت الیه فبکت بکاء شدیدا وانشات
تقول پس وہ طائر مدینہ منورہ مین گیا اور فاطمہ صغری دختر امام حسین کے
مکان کی دیوار پر بیٹھا پس اس یتیمہ مرسینہ نے سر اپنا اٹھا کر اس طائر کیطرف
بحسرت دیکھا اور بشدت روئین اور یہ اشعار پڑھتی تھین

تنعاه ویلک یا غراب	نعب الغراب فقلت من

آواز خبر مرگ دی طیر نے پس مین نے کہا کہ اے طائر وائے ہو تجھ پر تو کسکی
خبر مرگ سناتا ہے

قال الموفق للصواب	قال الامام فقلت من

اس طائر نے کہا کہ اپنے امام کی خبر مرگ سناتا ہون مین نے یہ سنکر کہا
کہ کون امام اسنے کہا کہ جو توفیق دیا گیا ہے واسطے ہر جواب کے

بین الاسنة والضراب	ان الحسین بکربلا

بتحقیق کہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام تیر و نیزہ اور شمشیر سے
ظالمان پر دغا کے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے

فَاَبْکِی الْحُسَیْنَ بِعَبْرَۃٍ | | تَرْجِی الْاِلٰہَ مَعَ الثَّوَابِ

پس ای فاطمہ گریہ و بکا کرو اور آنسو بہاؤ مصیبت امام حسین علیہ السلام پر
اور بسبب اسکے امید اجر و ثواب کی خدا سے رکھو

فَقُلْتُ الْحُسَیْنُ فَقَالَ لِی | | حَقًّا لَقَدْ سَکَنَ التُّرَابَ

پس یہ سنکر میں نے کہا کہ کیا پدر بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام قتل کیے گئے
اُس طائر نے کہا کہ ہاں وہ جناب زیر خاک پنہان ہوگئے

ثُمَّ اسْتَقَلَّ لَہُ الْجَنَاحُ | | فَلَمْ یَطِقْ رَدَّ الْجَوَابِ

آہ آہ پس یہ کہکر وہ طائر پرواز کر گیا مگر ایسا بے حال تھا کہ طاقت جواب
دینے کی نہ رکھتا تھا اور کمال محزون و مغموم تھا

فَبَکَیْتُ مِمَّا حَلَّ بِیْ | | بَعْدَ الدُّعَاءِ الْمُسْتَجَابِ

وہ یتیمہ مریضہ فرماتی ہیں کہ پس میں اِس مصیبت تازہ پر زار زار روئی
آہ اُن دعاؤں سے کہ جو میں مانگا کرتی تھی اور امید اپنے اقربا کے آنے کی
لگائے ہوئے تھی نا امید ہوگئی ہائے افسوس اب زیارت سے اپنے پدر
نامدار اور بھائیوں کی محروم ہوئی قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ
فَنَعَتْہُ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالُوْا قَدْ جَائَتْنَا بِسِحْرِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ اَنْ جَائَھُمُ الْخَبَرُ لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ
امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ صغریٰ نے خبر شہادت

اپنے پدر مظلوم امام حسینؑ کی اہل مدینہ سے بیان کی پس اُنھون نے نسبت سحر کی دی
اور کہا کہ یہ سحر خاندانِ عبد المطلب کا قدیم ہی پس کچھ مدت نہ گذری تھی کہ
خبر شہادت امام حسینؑ کی مدینۂ منورہ مین آئی اور صدق فاطمۂ صغریٰؑ کا
ظاہر ہوا آہ ہو مومنین بعوض ماتم پُرسی کے وہ کلمات طعن کے سنکر اُس
یتیمہ کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا کیونکہ دل یتیم کا نازک ہوتا ہی آہ آہ اُس
یتیمہ کو مدینہ مین کئی صدمہ پہونچے بیماری اور قلق جدائی کا ایک طرف اور
در یتیمی اور شماتت اعدا ایک طرف اسیر کمال بیکسی تھی الا لعنۃ اللہ
علی القوم الظالمین

مجلس ہفتدہم

روی محمد بن یعقوب الکلینی عن علی بن الحسین علیہما السلام
قال فیما وعظ اللہ بہ عیسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ انک مسئول فارحم
الضعیف کرحمتی ایاک ولا تقھر الیتیم شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب
کلینی علیہ الرحمہ نے بسند معتبر جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے حق سبحانہ تعالیٰ نے خطاب و وعظ کیا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو ای عیسیٰ بتحقیق کہ تو سوال کیا جائیگا پس رحم کر ضعیف
و ناتوان پر جیسا کہ مین نے تمپر رحم کیا اور یتیم پر قہر نہ کرو قال اللہ تعالےٰ
فاما الیتیم فلا تقھر اور حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا کہ ای
حبیب ہمارے لیکن یتیم پس قہر نہ کرو اُسپر حضرات سُنا آپنے کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے انبیا سے تاکید فرمائی ہی کہ ضعیف و ناتوان پر رحم کرو اور یتیم پر

پھر نہ کرو مگر واے ہو اشقیاے کوفہ و شام پر کہ جو ادعاے اسلام کرتے تھے اُنھون نے عوض رحم کے یتیمانِ امام حسین ع پر اور بیمار کربلا پر کہ کیسے ضعیف اور ناتوان تھے کیا کیا ظلم و ستم کیے ہاے افسوس طوق و زنجیرین مقید کر کے شہر بشہر پھرایا اور اسیطرح مع سرہاے شہدا اور اہل حرم کے سامنے یزید لعین کے لائے اور اُن اشقیا مین سے کسی نے پاس و لحاظ خدا و رسول کا نہ کیا مگر غیر اقوام کو وہ حال دیکھکر دل درد مین آیا فِی البحار عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ فَحَضَرَ فِی مَجْلِسِ یَزِیْدَ رَسُوْلُ مَلِكِ الرُّوْمِ وَهُوَ کَانَ مِنْ اَشْرَافِ الرُّوْمِ وَ عُلَمَائِهِمْ چنانچہ بحار الانوار مین جناب سید الساجدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جب سر اقدس میرے پدر بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام کا روبرو یزید لعین کے طشت مین رکھا گیا اُسوقت اتفاقاً وکیل بادشاہ روم کا دربار یزید مین حاضر ہوا اور وہ اشراف و علماے روم سے تھا فَلَمَّا رَاٰی رَاْسَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ لَهٗ یَا مَلِكَ الْعَرَبِ هٰذَا رَاْسُ مَنْ فَقَالَ لَهٗ یَزِیْدُ مَا لَكَ وَلِهٰذَا الرَّاْسِ پس جب اُس وکیل نے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا روبرو یزید کے دیکھا پوچھا کہ اے بادشاہ عرب یہ کس شخص کا سر ہی یزید نے کہا کہ تجھے استفسار حال سے اس صاحب سر کے کیا کام ہی فَقَالَ اِنِّیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی مَلِکِنَا وَهُوَ یَسْئَلُنِیْ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ رَاَیْتُهٗ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُخْبِرَهٗ بِقِصَّةِ هٰذَا الرَّاْسِ وَصَاحِبِهٖ حَتّٰی یُشَارِكَكَ فِی الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ وکیل

بافہم نے جواب دیا کہ جب مین ان بلاد و امصار سے پھر کر اپنے بادشاہ کی
خدمت مین جاؤنگا تو وہ تمام اشیا جو میری نظر سے گذرے ہین ضرور پوچھیگا
اسلیے مین چاہتا ہون کہ اگر نام و نسب اور حال سے اس صاحب سر کے
واقف ہون تو حکایت اسکی بھی اپنے بادشاہ سے نقل کرون تا کہ وہ
بمقتضاے اتحاد تیری خوشی اور سرور مین شریک ہو فقال لہ یزید
هٰذَا رَاسُ الحُسَینِ بنِ عَلِیِّ بنِ اَبیطَالِبٍ فَقَالَ الرُّومِیُّ وَمَن اُمُّهٗ
فَقَالَ فَاطِمَةُ بِنتُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰہِ پس یزید نے کہا کہ ای شخص نام صاحب
سر کا حسین فرزند علی بن ابیطالب ہی اس رومی نے کہا کہ ای یزید نام سے
اس مقتول کے اور انکے باپ کے مین واقف ہوا لیکن یہ بتا کہ نام انکی
مان کا کیا ہی یزید نے کہا کہ مان انکی فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہین
فَقَالَ النَّصرَانِیُّ تَبًّا لَكَ وَلِدِینِكَ یَا یَزِیدُ لِی دِینٌ اَحسَنُ مِن
دِینِكَ اِنَّ اَبِی مِن حَوَافِدِ دَاؤُدَ النَّبِیِّ وَبَینِی وَبَینَهٗ آبَاءٌ کَثِیرَةٌ
وَالنَّصَارٰی یُعَظِّمُونَنِی وَیَاخُذُونَ مِن تُرَابِ قَدَمِی تَبَرُّکًا بِی
یہ سنکر اس نصرانی نے کہا کہ ای یزید حیف ہی تجھپر اور تیرے دین پر دین میرا
تیرے دین سے بہتر و افضل ہی اسلیے کہ باپ میرا ذریت حضرت داؤد
پیغمبر علیہ السلام سے ہی اور کئی پشت کا فاصلہ مجھ مین اور حضرت داؤد
مین ہو چکا ہی باوصف اسکے تمام نصارے میری تعظیم کرتے ہین اور خاک
میرے قدم کی لیکر بطور تبرک کے اپنی آنکھون سے لگاتے ہین وَاَنتُم
تَقتُلُونَ ابنَ بِنتِ رَسُولِ اللّٰہِ وَمَا بَینَهٗ وَبَینَ نَبِیِّکُم اِلَّا اُمٌّ وَاحِدَةٌ

فَاَیَّ دِیْنٍ دِیْنُکُمْ اور تم کیسے مسلمان ہو کہ تمنے تو اسے کو اپنے پیغمبر کے قتل کیا حالانکہ کچھ فاصلہ درمیان اُنکے اور تمھارے پیغمبر کے نہین گذرا ہی بلکہ مان انکی دختر رسول خدا ہین پس اس راہ سے کیا بدتر ہی دین تمھارا وَاعْلَمْ یَا یَزِیْدُ اَنَّ بَیْنَ عُمَانَ وَالصِّیْنِ بَحْرٌ مَسِیْرَۃُ سَنَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا مَعْمُوْرَۃٌ اِلَّا بَلَدَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِیْ وَسْطِ الْمَآءِ مَا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ بَلَدَۃٌ اَکْبَرُ مِنْھَا وَمِنْھَا یُحْمَلُ الْکَافُوْرُ وَالْیَاقُوْتُ وَھِیَ فِیْ اَیْدِی النَّصَارٰی اب آگاہ ہو اے یزید درمیان عُمان اور چین کے ایک دریا ہی کہ طول اُسکا بقدر مسافت ایک سال کے ہی اور درمیان مین اُسکے مطلق آبادی نہین ہی سوا ایک شہر کے کہ وہ بیچ مین اُس دریا کے ہی اور اسقدر طولانی ہی کہ کوئی اور شہر روے زمین پر اتنا بڑا نہین ہی اور اُسی شہر سے کافور و یاقوت جابجا جاتا ہی اور وہ شہر ابتک قبضہ نصاریٰ مین ہی وَفِیْھَا کَنِیْسَۃُ الْحَافِرِ فِیْ مِحْرَابِھَا حُقَّۃُ ذَھَبٍ مُعَلَّقَۃٌ فِیْھَا حَافِرٌ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ ھٰذَا حَافِرُ حِمَارٍ کَانَ یَرْکَبُہٗ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفِیْ کُلِّ عَامٍ عُلَمَآءُ النَّصَارٰی یَزُوْرُوْنَھَا وَیَقْصِدُوْنَھَا وَیَطُوْفُوْنَھَا وَیُقَبِّلُوْنَھَا وَیَرْفَعُوْنَ حَوَائِجَھُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اور درمیان اُس شہر کے ایک کنیسۂ حافر ہی کہ محراب مین اُسکے ایک حقۂ طلائی معلق ہی اور اُسمین ایک سُم ہی اُس حمار کا کہ جسپر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے پس ہر سال تمام علما نصاریٰ کے راہ ہاے دور و دراز سے واسطے زیارت اُس معبد کے آتے ہین اور طواف اُسکا کرتے ہین اور حاجت اپنی اس جگہ جناب احدیت سے

طلب کرتے ہین وَاَنتُم تَقتُلُونَ ابنَ بِنتِ نَبِیِّکُم فَلَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیکُم وَلَا فِی
دِینِکُم اور تم لوگ اپنے تئین اُمتِ رسول خدا سے جانتے ہو اور اُن حضرت کے
نواسے اور پارہ جگر کو قتل کرکے مسرور ہوتے ہو پس خدا برکت نہ دے تمکو
اور تمہارے دین کو اور اپنی رحمت سے دور کرے فَقَالَ المَلعُونُ اُقتُلُوا
ھٰذَا النَّصرَانِیَّ لِئَلَّا یُفَضِّحَنِی فِی بِلَادِہٖ پس یہ سنکر یزید لعین نے حکم دیا کہ
جلد اس نصرانی کو قتل کرو تاکہ اپنے ملک مین جاکر مجھے بدنام اور فضیحت نہ کرے
فَلَمَّا اَحَسَّ النَّصرَانِیُّ بِذٰلِکَ قَالَ لَہٗ یَا یَزِیدُ اَتُرِیدُ اَن تَقتُلَنِی
قَالَ نَعَم اَقتُلُکَ قَالَ یَا لَعِینُ مَا اَنَا اَفضَلُ مِنِ ابنِ رَسُولِ اللّٰہِ
لَمَّا قَتَلتَہٗ فَاقتُلنِی مَعَہٗ پس جب اُس نصرانی نے معلوم کیا کہ یہ شقی مجھے
قتل کیا چاہتا ہے پوچھا کہ اے یزید آیا قصد تیرا میرے قتل کا مصمم ہے اُس بیحیا نے
جواب دیا کہ البتہ مین ابھی تجھے قتل کرتا ہون نصرانی نے کہا کہ اے شقی جس
صورت مین تو نے خباثتِ نفس سے فرزند رسول کو قتل کیا تو مجھے اپنے
قتل ہونے کا کیا تاسف ہے اسلیے کہ مین کسیطرح اُن حضرت سے افضل و بہتر
نہین ہون بلکہ مین آرزومند اسکا ہون کہ مجھے ضرور ساتھ اُن حضرت کے
قتل کرو اِعلَم یَا یَزِیدُ اِنِّی رَاَیتُ البَارِحَۃَ نَبِیَّکُم فِی المَنَامِ وَھُوَ یَقُولُ
لِی یَا نَصرَانِیُّ اَنتَ مِن اَھلِ الجَنَّۃِ فَتَعَجَّبتُ مِن کَلَامِہٖ اور آگاہ ہو
اے یزید شب کو مین نے تمہارے نبی کو خواب مین دیکھا کہ وہ حضرت تشریف
رکھتے ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ اے نصرانی تو اہل جنت سے ہے پس مین
خواب سے بیدار ہوا اور شب سے اسوقت تک متعجب تھا کہ مین نصرانی ہون

تو اسصورت مین ان حضرت کے نزدیک کیونکر مین اہل جنت سے ہونگا
فَعَلِمْتُ الْاٰنَ اَنَّہٗ کَانَ لِیْ بِشَارَۃٌ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس اب مجھے
معلوم ہوا کہ وہ میرے لیے بشارت تھی واسطے قبول کرنے دین اسلام کے
پس مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ کوئی معبود بجز خدا کے لائق پرستش
نہین ہے اور گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ بیشک برگزیدہ خدا اور سید انبیا ہین ثُمَّ وَثَبَ اِلَی رَاْسِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ فَضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَجَعَلَ یُقَبِّلُہٗ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ یَا اَبَا
عَبْدِ اللہِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ
اَنَّ جَدَّکَ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَاَنْتَ اَبُوْکَ وَاَخُوْکَ وَبَنُوْکَ
اَوْلِیَاءُ اللہِ پس یہ کہکر وہ مرد نیک انجام سر اقدس امام حسین علیہ السلام
قریب آیا اور اُس سر اطہر کو طشت طلا سے اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور
منھ اپنا منھ پر اُس امام مظلوم کے ملتا تھا اور بے اختیار روتا تھا اور یہ
کہتا تھا کہ ای فرزند رسول مختار آپ گواہ ہون کہ مین اقرار کرتا ہون
اسکا کہ کوئی معبود بجز خدا کے لائق عبادت نہین ہے اور جد امجد آپکے
رسول خدا ہین اور پدر بزرگوار آپکے جناب علی مرتضیٰ اور بھائی آپکے
حسن مجتبیٰ اور باقی اولاد آپکے سب اوصیاے رسول خدا اولیاء اللہ
ہین فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ قَتَلَہٗ یَزِیْدُ الْمَلْعُوْنُ وَرَاْسُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ حِجْرِہٖ پس وہ مرد دیندار ہنوز حضرت سے اپنے

اعتقادات بیان کر رہا تھا کہ جلاد نے بحکم یزید لعین اُس سعادتمند کو قتل کیا اُسوقت
سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھا اور لہوف
وغیرہ میں منقول ہے کہ اسیطرح ایک سو چھتیس شخص نے جان اپنی فرزند
رسول خدا پر وہان فدا و نثار کی مگر حضرات مقام افسوس ہے کہ نصاریٰ
تو حال زار سر انور اور اہل بیت اطہار کا نہ دیکھ سکیں اور جان عزیز اپنی
نثار کریں وائے ہو اُن اشقیا پر کہ جو مدعی اسلام تھے اور دختران خیر الانام
کو بے نقاب بلوائے عام میں رسن بستہ سامنے یزید ملعون کے لائے اور مطلق
پاس و لحاظ حرمت رسول خدا کا نہ کیا اور اُس سر انور کو نیزہ پر بلند کر کے
شہر بشہر پھرایا کبھی دروازہ ہائے بلند پر نصب کیا کبھی صندوق میں بند
کیا اور کبھی تنور میں رکھا اور خاک آلودہ ہوا الا لعنۃ اللہ علی

القوم الظالمین

مجلس ہجدہم

فی البحار عن ابراهیم بن ادهم انه قال کنت اسیر مع القافلة
فی البادیة فعرضت لی حاجة فتنحیت عنها بحار الانوار
میں ابراہیم ادہم سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک سال میں ہمراہ قافلہ
حجاج کے واسطے حج کے اپنے گھر سے چلا جاتا تھا ایک منزل میں بسبب
ضرورت کے میں قافلہ سے جدا ہو گیا فاذا انا بصبی یمشی فقلت
سبحان الله بادیة بیداء و صبی واحد یمشی فدنوت منه
وسلمت علیه فرد علی السلام پس اُس صحرا میں یکایک دیکھا

مین نے کہ ایک صاحبزادہ صغیر سن مثل ماہ منیر تنہا پیادہ پا چلا آتا ہی اُسے دیکھکر مین نہایت متعجب ہوا اور اپنے دل مین کہا مین نے کہ سبحان اللہ کہان یہ صحرای بے آب و گیاہ اور کہان یہ لڑکا صغیر یکہ و تنہا یہ امر بھی اسرار خدا سے ہے دریافت کرنا اِسکا ضرور ہی پس مین قریب اُس صاحبزادہ کے گیا اور مین نے سلام کیا اُسنے جواب سلام ارشاد فرمایا فقلت لہٗ الیٰ این قال اُرِیدُ بیتَ ربّی فقلت لہٗ یا حبیبی اِنّک صغیرٌ این الزّادُ والرّاحلۃُ مین نے عرض کی کہ ای حبیب کہان کا قصد ہی اور کسکے پاس جاتے ہو اُن حضرت نے فرمایا کہ قصد میرا یہ ہی کہ حاضر ہون در دولت پر اُسکے کہ جسنے مجھے پیدا کیا اور میری پرورش کی ہی عرض کی مین نے کہ سفر ایسا دُور و دراز اور سن آپکا ایسا صغیر اسپر نہ کچھ زاد آپکے ساتھ معلوم ہوتا ہی اور نہ آپکے پاس کوئی سواری ہی قال لی زادی تقوای و راحلتی رجلای وقصدی مولای فرمایا مجھ سے کہ زاد میرا تقوی ہی اور راحلہ میرا پانون میرے ہین اور مقصود مجھے حاضر ہونا ہی خدمت مین اپنے آقا کی فقلت لہٗ ما اریٰ شیئًا من الطّعام معک قال لی ھل تستحسن ان تسیر الی دعوۃٍ فتحمل من بیتک الطّعام پس عرض کی مین نے کہ قطع نظر زاد اور راحلہ کے مین کچھ قسم طعام سے بھی کہ جو ایک دو روز آپ اُسے تناول فرمائیں آپکے پاس نہین دیکھتا ہون فرمایا کہ ای شیخ اگر کوئی شخص تجھے اپنے گھر بلائے اور تو مدعو اُسکا ہو آیا یہ امر تجھے پسند ہی کہ تو کھانا اپنے گھر سے لیکر اُسکے گھر جائے قلت لا فقال الّذی دعانی الیٰ بیتہٖ ھو یطعمنی ویسقینی

یہ سنکر مین نے عرض کی اگر مین کسی کا مدعو ہون تو مین ہرگز کھانا اپنے ہمراہ نہ لونگا
فرمایا کہ ای شیخ پس جسنے کہ مجھے اپنے گھر طلب کیا ہی وہی مجھے کھانا اور پانی
عطا کریگا مجھے فکر اُسکی کیا ضرور ہی فَقُلْتُ لَہٗ اِرْفَعْ رِجْلَکَ حَتّٰی تُدْرِکَ
الْقَافِلَۃَ فَقَالَ عَلَیْہِ الْاِبْلَاغُ اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ
جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ یہ سنکر
مین نے عرض کی کہ آپ چلنے مین تعجیل فرمائیے کہ تا قافلہ سے ملحق ہون ایسا
نہو کہ راہ بھول جائین ارشاد فرمایا کہ ای شخص پہونچانا منزل مقصود پر بھی
اُسیکے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جسکے گھر جاتے ہین آیا تونے آیۂ وافی ہدایۂ وَالَّذِیْنَ
جَاهَدُوْا فِیْنَا کی تلاوت نہین کی ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو لوگ
جہاد کرتے ہین ہماری راہ مین پس ہم انکو ضرور راہ راست سے آگاہ کرتے
ہین اور مطلب پہونچا دیتے ہین اور خداوند سبحان ہمراہ ہی سب محسنین او
نیکوکارون کے قَالَ فَبَیْنَا نَحْنُ کَذٰلِکَ اِذْ اَقْبَلَ شَابٌّ حَسَنُ
الْوَجْهِ عَلَیْهِ ثِیَابٌ بِیْضٌ حَسَنَةٌ فَعَانَقَ الصَّبِیَّ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ
وَرَجَعَ ابراہیم کہتا ہی کہ ابھی ہم آپسمین ہمکلام تھے کہ یکایک ایک نوجوان
حسین و باشان اور لباس سفید و نورانی پہنے ہوے اُس صحرا مین نمودار
ہوا اور قریب اُس صاحبزادہ کے آکر بعد سلام کے معانقہ اور مصافحہ کیا
اور پھر سلام کرکے رخصت ہو گیا فَاَقْبَلْتُ عَلَی الشَّابِّ وَقُلْتُ لَهٗ
اَسْئَلُکَ بِالَّذِیْ حَسَّنَ خِلْقَتَکَ مَنْ هٰذَا الصَّبِیُّ فَقَالَ اَمَا
تَعْرِفُهٗ قُلْتُ لَا قَالَ هٰذَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ پس

میں نے اُس جوان کا تعاقب کیا اور قریب اُسکے ہو کر کہا کہ اے برگزیدۂ خدا قسم ہے آپکو اُس صانع بے عدیل کی کہ جسنے تجھے یہ صورت پاکیزہ عطا فرمائی ہے مجھے آگاہ کیجیے کہ یہ صاحبزادہ کہ جسے آپ نے بکمال تعظیم سلام کیا یہ کون ہے اور نام انکا کیا ہے اُسنے مجھ سے کہا کہ کیا تو اسسے واقف نہیں ہے میں نے کہا کہ میں ابتک واقف نہیں ہوں پس اُس بزرگوار نے کہا اسم مبارک اِس شاہزادہ کا علی ہے یہ فرزند ہیں حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کے فترکت الشاب واقبلت علی زین العابدین علیہ السلام وقلت له یا سیدی اسئلك بآبائك الطاهرین من هذا الشاب قال هذا اخی الخضر یاتینا کل یوم یسلم علینا پس یہ سنکر میں اُس نوجوان سے رخصت ہو کر خدمت باسعادت جناب سید الساجدین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے آپکو اپنے آبائے طاہرین کی یہ ارشاد ہو کہ یہ نوجوان جسنے حضرت سے معانقہ کیا اور بکمال تعظیم تسلیم کر کے رخصت ہوا یہ بزرگوار کون تھے مومنین خیال کیجیے کہ ان حضرت نے کیا ارشاد کیا فرمایا کہ اے ابراہیم یہ حضرت خضر پیغمبر بھائی میرے ہیں معمول سے انکے یہ ہے کہ ہر روز میرے پاس تشریف لاتے ہیں اور اسطرح سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہیں پس حضرات اب مقام تصور ہے کہ جس امام عالی مقام کے یہ مراتب عالیہ ہوں کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر روز واسطے سلام کے انکی خدمت میں حاضر ہوں وہ معصوم بے جرم وگناہ مقید بقید شدید ہاتھ پاؤں رسن ظلم وستم سے بندھے ہوئے مانند

اسیران ترک و روم کے سامنے یزید کے کھڑا ہوا آہ آہ کیونکر حضرت خضر نے
اُس روز مصافحہ کیا ہوگا فی البحار و غیرہ عن الباقر علیہ السلام انہ
قال سألت ابی عن حمل یزید لہ فقال لی حملنی علی بعیر بغیر
وطاء و راس ابی علی علم و نسوتنا خلفی علی بغال وحولنا بالرماح
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام
فرماتے ہین مین نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ بعد شہادت جد بزرگوار میرے
امام حسین علیہ السلام کے اہل کوفہ و شام آپکو مع اہل حرم کسطرح سے یزید کے
پاس مقید کرکے لیگئے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند بعد شہادت میرے
پدر مظلوم کے اُن بیرحمون نے مجھے ایک شتر برہنہ پر مقید کرکے سوار کیا اور
سر اقدس میرے باپ کا ایک نیزہ طویل پر رکھا اور عورات مخدرات کو
ہماری قاطرون پر سوار کرکے ہمارے پیچھے لاتے تھے اور وہ سب اشقیا
نیزہ بکف گرد ہمارے تھے ان دمعت من احد نا عین قرع راسہ
بالرمح فادخلنا بدمشق فصاح صائح بین ایدینا یا اھل الشام
ھؤلاء الاسارٰی بنات رسول اللہ اور اے فرزند باوصف اس
جور و ستم کے وہ بیدین یہ ظلم کرتے تھے کہ اگر بسبب ان مصائب عظمیٰ کے
ہم اہل بیت طہارت سے کوئی روتا تھا تو وہ ملعون اُسیوقت نوک نیزہ
اُسکے سر پر لگاتے تھے اور رونے سے منع کرتے تھے یہانتک کہ اسی مصیبت سے
ہمین شہر دمشق مین داخل کیا جب ہم مجمع عام مین پہونچے اُسوقت ایک
شخص آگے ہمارے یہ آواز دیتا جاتا تھا کہ اے اہل شام آگاہ ہو کہ یہ سب

قیدی دختران رسول خدا ہیں فَاُدْخِلْنَا بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَهْلِبَیْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ مَغْلُوْلُوْنَ فَقُلْتُ لَهٗ یَا یَزِیْدُ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُکَلِّمَكَ پس ہم سب اہلبیت رسالت کو باین مذلت سامنے یزید کے ٹھہرایا اور ہم بارہ نفر خاص اہلبیت رسول خدا رسنہائے ظلم وستم سے بندھے ہوئے تھے اور اسوقت یزید تخت پر بیٹھا تھا پس میں نے اُس اشقی سے کہا کہ اے یزید اگر تو مجھے اجازت دے تو میں تجھ سے کچھ کہوں فَقَالَ یَزِیْدُ قُلْ وَلَا تَقُلْ هُجْرًا فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا یَزِیْدُ اِنِّیْ وَقَفْتُ مَوْقِفًا لَا یَنْبَغِیْ لِمِثْلِیَ الْهُجْرُ فَمَا ظَنُّكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ یَرَانَا عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ فَبَکٰی وَبَکَی الْحَاضِرُوْنَ پس اُس مغرور نے بکمال بے ادبی جواب دیا کہ کہو کیا کہتے ہو لیکن کوئی بات نامناسب نہ کہنا حضرت نے فرمایا کہ اے یزید میں باین بیکسی اسیر ومقید تیرے سامنے کھڑا ہوں مجھے کب زیبا ہے کہ کلام نامناسب کہوں لیکن تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا گمان ہے تیرا کہ اگر جناب رسالت مآب ہمیں باین مذلت رسن بستہ مقید تیرے سامنے کھڑا دیکھتے تو تیرے حق میں کیا فرماتے یہ سنکر وہ مکار رونے لگا اور جو لوگ وہاں حاضر دربار تھے بشدت روئے وَقَالَ السَّیِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَغَیْرُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِالْحِبَالِ فَقُطِعَتْ ثُمَّ اِنَّ یَزِیْدَ کَانَ یَسْئَلُ عَنْ کُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ بِعَیْنِهَا چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی کہ اُسوقت بعد تامل کے یزید نے حکم دیا کہ رسیان ان قیدیوں کی کھول دو پس ملازمان یزید نے چاہا کہ ان رسیوں کو کھول دیں لیکن اُن اشقیا نے بکمال عداوت وہ رسیان اپنا

استحکام سے باندھی تھین کہ کسیطرح انکی گرہین کھولتے سے نہ کھلین آخر کار وہ
رسنہاے ستم کاٹ کر بازو اور گلو اہل بیت کے کھولے گئے بعد اسکے یزید ملعون نے
کہا کہ نام و نسب سے ان عورات کے مجھے مطلع کرو کہ یہ سب کون کون ہین
فَقَالُوا لَہُ ھٰذِہٖ زَیْنَبُ وَھٰذِہٖ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَھٰذِہٖ رُقَیَّۃُ وَھٰذِہٖ
اُمُّ ھَانِی بَنَاتُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ وَھٰذِہٖ اَزْوَاجُ الْحُسَیْنِ وَبَنَاتُہٗ
پس ملازمان یزید نے ایک ایک خاتون معظمہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ
اے یزید یہ معظمہ زینب خاتون ہے اور یہ مخدومہ ام کلثوم ہے اور یہ رقیہ اور
یہ ام ہانی دختران علی بن ابیطالب ہین اور یہ سب ازواج مطہرات ہین
حسین بن علی کی اور یہ فاطمہ اور زینب اور سکینہ اُن حضرت کی بیٹیان
ہین آہ مومنین اُسوقت اُن بیکسون کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا خدا
نہ کرے کہ عالم غربت مین کسی کے اہل حرم بے حامی و سرپرست کے ہون
اب ایک فقرہ زیارت ناحیہ کا سنیے اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُتِکَتْ حُرْمَتُہٗ
سلام ہو اُس صاحب عزت پر جسکی ہتک حرمت کی گئی مگر مومنین شاید
یہ ہتک حرمت ظاہری مُراد ہو کیونکہ اُنکی عزت و حرمت خداداد تھی
اُنھین کے بزرگون کو چادر تطہیر عطا ہوئی تھی چنانچہ جناب زینب نے
ایک نوحہ مین اسی مطلب کو ادا فرمایا ہے جیسا کہ بحار الانوار مین منقول ہے
کہ وہ مظلومہ حالت بیکسی مین فرماتی تھین

لَئِنْ اُبْرِزْنَ کَرْھًا مِنْ حِجَابٍ	فَھُنَّ مِنَ التَّعَفُّفِ فِی الْحِجَابِ

اگرچہ دختران رسول خدا بظاہر بجبر و ستم باہر نکالی گئین اور بے پردہ ہوئین

مگر اُنکے لیے پردہ عصمت وطہارت باطنی کا کافی ہوے

مُعَبَّرَۃ الذُّیُولِ مُکَشَّفَاتٍ | کَسَبْیِ الرُّوْمِ دَامِیَۃَ الْکِعَابِ

آہ آہ حال اُن ستم رسیدوں کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے نقاب تھیں اور پاہاے اطہر اُنکے بپیادہ روی سے زخمی ہوگئے تھے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نوزدہم

فِی الْمَنَاقِبِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُعَمَّرٍ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَتْ فَاطِمَۃُ عَلَیْہَا السَّلَامُ حَلَفَتْ اُمُّ اَیْمَنَ اَنْ لَا تَکُوْنَ بِالْمَدِیْنَۃِ مناقب میں بسند معتبر علی بن معمر سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اس دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی تو اُسوقت ام ایمن نے کہ وہ خادمہ اُس معصومہ کی تھی قسم کھائی کہ اب میں شہر مدینہ میں رہونگی اسلیے کہ مکان جناب سیدہ کا اُس سے خالی نہیں دیکھا جاتا تھا فَخَرَجَتْ اِلٰی مَکَّۃَ فَاَصَابَہَا عَطَشٌ شَدِیْدٌ فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ حَتّٰی خَافَتْ عَلٰی نَفْسِہَا پس ام ایمن مدینۂ منورہ سے طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئی اثناے راہ میں تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اور پانی اُس جگہ ممکن نہوا یہانتک کہ نوبت ہلاکت پہونچی فَرَفَعَتْ رَاْسَہَا اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَتْ یَا رَبِّ اَتَقْتُلُنِیْ عَطْشَانًا وَاَنَا خَادِمَۃُ بِنْتِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس اُسوقت سر اپنا طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب احدیت الٰہی میں عرض کی کہ بارالٰہا میں بسبب شدت تشنگی کے جان بلب ہوں

آیا تجھے گوارا ہی کہ روح میری حالت تشنگی مین بدن سے مفارقت کرجائے
حالانکہ مین خادمہ ہون جناب فاطمہ زہرا دختر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ کی قَالَ الرَّاوِیُّ فَنَزَلَ دَلْوٌ مِّنَ السَّمَآءِ مِنْ مَاءِ الْجَنَّةِ فَشَرِبَتْ
وَلَمْ تَحْتَجْ اِلَی الشَّرَابِ وَالطَّعَامِ وَکَانَ النَّاسُ یَبْعَثُوْنَهَا فِی الْیَوْمِ
الشَّدِیْدِ الْحَرِّ فَمَا یُصِیْبُهَا عَطَشٌ راوی کہتا ہی کہ ہنوز دعا ام ایمن کی
تمام نہوئی تھی کہ ایک ظرف پُر از آب بہشت آسمان سے نازل ہوا اور
ام ایمن نے وہ پانی پیا اور شکر خدا بجالائی بعد اُسکے سات برس تک
اُسکو خواہش آب وطعام نہوئی ہر چند اہل مکہ امتحاناً ام ایمن کو شدت گرما
مین جابجا کار وبار کے لیے بھیجتے تھے لیکن مطلق اُسکو پیاس معلوم نہوتی تھی
افسوس صد افسوس کیا انقلاب ہی کہ جنکی کنیزون کا یہ رتبہ ہوا اُنھین کی
بیٹیان مثل بندیان ترک و دیلم کے بے مقنعہ وچادر کوچہ وبازار مین پھرائی
جائین اور رسن بستہ سامنے یزید پلید کے مجمع عام مین بظلم وستم کھڑی کیجائین
فِی الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِیَّةِ وَغَیْرِهٖ اَنَّ یَزِیْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَقْبَلَ اِلَی الصَّبِیَّةِ
الَّتِیْ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِزَنْدِهَا وَقَالَ مَنْ هٰذِهِ الْجَارِیَةُ قَالُوْا لَهٗ
هٰذِهٖ سُکَیْنَةُ بِنْتُ الْحُسَیْنِ چنانچہ انوار نعمانیہ اور محرق القلوب
مین منقول ہی کہ جب اسیران اہل بیت رسالت دربار یزید مین پہونچے اور
وہ ملعون ہر ایک کا نام ونسب دریافت کرچکا بعد اُسکے اُس شقی نے
پوچھا کہ بیان کرو یہ لڑکی کہ جو مُنھ اپنا اپنے ہاتھ سے دھانپے ہی یہ کون ہے
لوگون نے کہا کہ ای یزید یہ سکینہ دختر امام حسین علیہ السلام ہی قَالَ لَهَا

یا صبیۃ انت سکینۃ بنت الحسین فسالت دموعہا علی خدیہا فقال لہا ما یبکیک یہ سنکر یزید متوجہ ہوا طرف اُس یتیمہ کے اور کہا کہ ای لڑکی کیا نام تیرا ہی سکینہ دختر حسین ہی سنتے ہی اسکے بے اختیار اشک اُس ستم رسیدہ کے جاری ہوے اور زار زار رونے لگین یزید نے پوچھا کہ ای سکینہ سبب تیرے اسقدر رونے کا کیا ہی آہ مومنین دل یتیم کا نازک ہوتا ہی تصور کیجیے کہ اُس یتیمہ نے کیا فرمایا قالت لہ کیف لا تبکی من لیس لہا ساتر تستر وجہہا وراسہا عنک وعن جلسائک جواب دیا کہ ای یزید کیونکر نہ روئے وہ مظلومہ کہ جو مجمع نامحرمون مین بے نقاب کھڑی ہوا اور کچھ قسم لباس سے ایسا پاس اُسکے نہو کہ جس سے منھ اور سر اپنا تجھ سے اور تیرے رفیقون سے چھپائے فقال یا سکینۃ قصی علی ما جری علیک من المحن قالت یا یزید انی لو انوم منذ قتل ابی الحسین علیہ السلام یزید نے کہا کہ ای سکینہ کچھ حال اپنا کہ جو رنج والم تمپر گذرا ہی بیان کر اُس شاہزادی نے فرمایا کہ ای یزید جو مصائب کہ مجھپر اور میری مان بہنون اور سب اہل حرم پر گذرے ہین وہ بے حد و حصر ہین ادنے اُنمین سے یہ ہے کہ جب سے باپ میرا امام حسین علیہ السلام شہید ہوے ہین اُس روز سے مین نہین سوئی ہون لانی لو اتمکن من الرکوب علی ظہر بعیر ادبر اعجف بغیر وطاء وکلما عثر نی بقہرنی ہذا زجر بن قیس یوشحنی بالسوط ولو ارمن یخلصنی منہ فلعنہ یزید وجلسائہ اور ای یزید وجہ میرے نہ سونے کی یہ ہی کہ جب بعد شہادت میرے باپ کے

تیرے ملازمون نے ہمین مقید کیا اور چاہا کہ کربلا سے کوچ کرین اُسوقت سب
اہل حرم کو شتران بے فرش و بے پردہ پر سوار کیا اور مجھے ایک ایسے شتر
مجروح و لاغر پر بٹھایا کہ جو نہایت ہی ضعیف تھا پس وہ بسبب ضعف کے
ہر جگہ ٹھوکرین کھاتا تھا اور مین اُسپر سے گر پڑتی تھی اور اگر بسبب خوف
گر پڑنے کے پیادہ پا چلتے چلتے تھک کر زمین پر گر پڑتی تھی تو یہ شخص بیرحم
زحر بن قیس کہ سامنے تیرے کھڑا ہی مجھے تازیانہ سے اذیت پہونچاتا تھا اور
کوئی شخص ایسا رحیم بجز دشمنون کے وہان نظر نہ آتا تھا کہ مجھے ظلم سے اس
شقی کے بچاتا یہ سنکر یزید اور جلسانے اُسکے اُس ملعون کو ملامت اور نفرین
کی وَاَمَّا اَخِیْ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اَرَادُوْا قَتْلَهٗ فَدَفَعَهُمْ مِنْهُ عِلَّتُهٗ لِاَنَّهٗ
كَانَ مَكْبُوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ فَسَلَبُوْا ثِيَابَهٗ وَقَيَّدُوْهُ بِقَيْدٍ شَدِيْدٍ وَ
رَكَبُوْهُ عَلٰى بَعِيْرٍ اَدْبَرَ اَعْجَفَ اور بنابر دوسری روایت کے فرمایا کہ ای یزید
ہمارے وارثون سے کوئی باقی نہ رہا تھا مگر برادر بیمار میرے زین العابدین
علیہ السلام کہ یہ بسبب شدت مرض کے غش مین منھ کے بھل زمین پر پڑے
تھے پس تیرے ملازمون نے چاہا تھا کہ انھین بھی قتل کرین لیکن بسبب
شدت مرض کے یہ جناب قتل سے بچ گئے اور اُسپر بھی ان اشقیا نے
انپر یہ ظلم کیا کہ اس حالت غشی مین لباس بدن کا اُتار لیا اور مقید بطوق
و زنجیر کرکے شتر برہنہ پر کہ جو نہایت ہی لاغر اور مجروح تھا سوار کیا
وَشَدُّوْا رِجْلَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَطْنِ النَّاقَةِ وَاِذَا بِفَخِذِهٖ يَسِيْلُ
قَيْحًا وَدَمًا وَهُوَ يَبْكِيْ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَبْكِيْ عَلَيْهِ از بسکہ میرے بھائی کو

بیماری مین طاقت اسکی نہ تھی کہ ناقہ پر بیٹھ سکین اسلیے ناقہ سے نیچے گر پڑتے تھے
پس ان بیرحمون نے یہ ظلم کیا کہ دونون پانؤن مین انکے رسی باندھ کر
شکم سے ناقہ کے ایسا کھینچ کر باندھا تھا کہ صدمہ سے اُس ریسمانِ ستم کے
ساق پا انکے زخمی ہوگئے اور اُنسے خون وغیرہ متصل جاری تھا اور یہ حضرت
ہمارے حال کو دیکھکر روتے تھے اور ہم انکی بیکسی پر روتے تھے اور کوئی
فریاد و استغاثہ ہمارا نہ سنتا تھا یہانتک کہ اس ذلت سے ہم یزید کے سامنے
پہونچے قَالَ الرَّاوِیُ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ یَزِیْدُ بَکیٰ وَکَذٰلِکَ اَصْحَابُہٗ
وَقَالَ لَعَنَ اللہُ بْنَ مَرْجَانَۃَ مَا اَقْوٰی قَلْبَہٗ عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ راوی
کہتا ہے کہ جب یزید نے یہ تمام حال جور و ستم اُس ظالم سے سنا پس وہ مکار
بظاہر بہت رویا اور تمام اصحاب اور رفقا اُس ملعون کے بیکسی پر اہل بیت
رسول خدا کی باواز بلند رونے لگے پس اُس بیحیا نے سب حضار مجلس سے
کہا کہ لعنت خدا ابن مرجانہ ابن زیاد پر کہ مطلق اُسے رحم نہ آیا اولاد رسول
مختار پر ثُمَّ وُضِعَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَرَاٰہُ عَلِیُّ
بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَلَمْ یَاْکُلْ رَاْسَ الطَّعَامِ مُدَّۃَ عُمْرِہٖ حُزْنًا
عَلَیْہِ پس بعد اسکے سر اقدس جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک طشتِ
طلا مین رکھکر سامنے اُس شقی کے رکھا گیا اور جب جناب امام زین العابدین
علیہ السلام نے وہ سر اطہر زیر تخت یزید رکھا دیکھا اُسوقت تمام عالم نظر
انور مین تیرہ و تاریک ہوگیا اور اپنی بیکسی اور شہادت اُن حضرت پر
بہت روئے اور جبتک کہ وہ حضرت زندہ رہے کبھی کلہ گوسفند تناول

نہ فرمایا اور ہمیشہ اس مصیبت عظمیٰ میں محزون و مغموم رہے وَاَمَّا زَیْنَبُ
بِنْتُ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا رَاَتْ رَاْسَ اَخِیْهَا
تَحْتَ سَرِیْرِهٖ بِاَرْذَلِ الْاَحْوَالِ اَهْوَتْ اِلٰی جَیْبِهَا فَشَقَّتْهُ وَنَادَتْ
بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ تُقْرِحُ الْقُلُوْبَ وَبَکَتْ بِقَلْبٍ کَئِیْبٍ پس جب
نظر جناب زینب دختر امیر المومنینؑ کی سر اطہر پر اپنے بھائی کے پڑی اور
اُس سر اقدس کو بکمال مذلت زیر تخت یزید رکھا دیکھا تو گریبان اپنا
غم برادر میں چاک کیا اور ایک آہ ایسی کی کہ دل سننے والوں کے شق ہونے
لگے اور زار زار کرب و سوزش قلب سے روئیں وَهِیَ تُنَادِیْ وَا اَخَاهُ
وَاحُسَیْنَاهُ وَاحَبِیْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَا ابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَیِّدَةِ
النِّسَاءِ یَا مُهْجَةَ قَلْبَاهُ اور وہ معظمہ باواز حزین یہ بین جگر خراش کرتی تھیں
کہ ہائے ای بھائی میرے ہائے حسین ماں جائے میرے ہائے فرزند رسول خدا
ہائے نور نظر فاطمہ زہرا ہائے دلبند علی مرتضیٰ علیہم السلام بِنَفْسِیْ عَلٰی رَاْسِكَ
الشَّرِیْفِ یَا اَخِیْ بِالْاَمْسِ یُنَاغِیْكَ فِیْ مَهْدِكَ جَبْرَائِیْلُ وَیَهُزُّ
مَهْدَكَ مِیْکَائِیْلُ اَلْیَوْمَ مَوْضِعُ رَاْسِكَ مُعَفَّرًا بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ
فدا ہوں میں اس سر اطہر پر ہائے ای برادر مظلوم کل کی بات ہے کہ آپ کو
جبرئیل و میکائیل گہوارہ جنبانی کر کے براحت و آرام جھولے میں سلاتے
تھے اور ماں میری فاطمہ زہراؑ اس سر اقدس کو اپنے سینہ پر رکھتی تھیں
تب نیند آتی تھی افسوس صد افسوس کہ آج وہی سر انور بحقارت سامنے
یزید کے رکھا ہے وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ وَلَعَلَّهٗ مَقُوْلٌ مِنْ لِسَانِ حَالِهَا

پس یہ ظلم عظیم دیکھکر جناب زینب بیتاب ہوگئیں اور سر اقدس اپنے برادر مظلوم کا طشت سے اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور لب و دندان انور کے بوسے لیتی تھیں اور زار زار روتی تھیں اور یہ بین جگر خراش کرتی تھیں چنانچہ شاعر بزبان حال ان مظلومہ کے کہتا ہے

بنفسی شفاھا ذابلات من الظما	ولم تحظ من ماء الفرات بقطرة
بنفسی عیونا غائرات سواھرا	الی الماء منھا نظرة بعد نظرة

فدا ہوں یہ بہن ان لبہائے انور پر جو شدت تشنگی سے مثل برگ گل کے پژمردہ ہیں اور فدا ہو بہن ان لبوں پر کہ جن لبوں تک تین شبانہ روز ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا فدا ہو بہن ان چشمہائے انور پر کہ جنھیں بسبب شدت تشنگی اور بیابی آپ کے حلقے پڑگئے تھے اور قربان ہو بہن ان آنکھوں پر جو شدت تشنگی میں بحسرت و یاس آب فرات کو دیکھا کیں اور وقت آخر تک بھی ایک قطرہ پانی کا میسر نہ آیا اور قربان ہو بہن ان آنکھوں پر جو راتوں کو عبادت خدا میں بیدار رہیں ہیں

اخی یا ھلالا غاب قبل کماله	ومن فقده اضحی نھاری کلیلة
اخی یا اخی ای المصائب اشتکی	فراقک ام ھتکی وذلی وغربتی

ای بھائی ای چاند فلک امامت کے ہزار افسوس کہ ابھی آپ ماہ کامل ہونے پائے تھے کہ ہماری نظروں سے غائب ہوکر غروب کر گئے افسوس ہے کہ آپکے چھپ جانے سے روز روشن ہمارا مانند شب کے تاریک ہوگیا ای بھائی یہ بہن آفت رسیدہ کون کون سی مصیبت اپنی آپ سے بیان

کرے اور کس کس ظلم وستم کی شکایت کرے آیا مین یہ مصیبت آپ سے بیان
کرون کہ یہ بہن بیکس اس سفر غربت مین آپ سے چھوٹ گئی اور بے حامی
و سرپرست ہو گئی آیا یہ مصیبت اپنی آپ سے بیان کرون کہ بعد آپ کے
یہ بہن ستم رسیدہ ظلم اعداے دین سے بے نقاب ہر شہر و دیار مین پھرائی گئی
اور تمام کوفہ و شام مین میری ہتک حرمت ہوئی راوی کہتا ہے کہ بین سے
زینب خاتون کے دوست و دشمن روتے تھے اور دل سب سننے والونکے
شق ہوتے تھے آہ اسوقت یزید نے حکم دیا کہ ان اسیرون کو قیدخانہ مین
لیجا کر مقید کرو چنانچہ لہوف وغیرہ مین منقول ہے کہ پس اعدا نے اہل بیت
رسالت کو ایسے مکان مین قید کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے
محفوظ نہ تھا اور نہ آب و طعام سے کوئی خبرگیران تھا اور اسیطرح اُس
قیدخانہ مین مقید رہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بستم

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ
اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَبَدًا کِتَابَ اللہِ وَعِتْرَتِیْ
حدیقہ سلطانیہ اور صحاح ستہ کتب فریقین مین منقول ہے کہ جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے اپنی امت سے مکرر بطور وصیت کے
فرمایا مین درمیان تمہارے دو چیزین نفیس و بزرگ چھوڑے جاتا ہون
اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو کبھی بعد میرے گمراہ نہوگے
ایک قرآن مجید دوسرے اولاد و عترت طاہرہ میری ہے پس حضرات

اس ارشاد سے اُن حضرت کے ظاہر و ہویدا ہی کہ اپنی عترت طاہرہ کو ثانی قرآن مجید قرار دیا ہی کہ فی الحقیقت حامل و مفسر بلکہ قرآن ناطق ہیں اور اجر رسالت مودت اہل بیت رسالت ہی اور مرجع کل خلائق کا تمامی امور دین و دنیا کا کیا ہی اور حکم اُنکے تمسک کا فرمایا ہی اسلیے کہ بسبب ائمہ اثنا عشر کے کمال علم و حکمت اور عصمت کے ہدایت و رہنمائی ہی اور وہ سب حضرات حجج اللہ اور اوصیاے رسول خدا ہین اور بحکم خدا و رسول واجب الطاعت ہین اور سواے اُنکی پیروی کے ضلالت و گمراہی ہی وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَثَلُ اَھْلَبَیْتِی کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا فَقَدْ نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ وَھَوٰی اور فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ مثال میرے اہل بیت کی اس امت مین مثال کشتی نوح علیہ السلام کی ہی پس جو اُس کشتی پر سوار ہوا بتحقیق کہ اُسنے نجات پائی اور جسنے خلاف کیا وہ طوفان ضلالت و بلا مین غرق ہوا کیون مومنین باوجود تصریح ایسے احادیث متواترہ مسلمہ فریقین کے اشقیاے امت اور اُنکے اتباع اہل کوفہ و شام نے قرآن اور آل رسول کو ترک کیا اور عوض طلب ہدایت کے اہل بیت رسالت پر دست ظلم و ستم کشادہ کیے یہانتک کہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کو مہمان بلا کر صحراے کربلا مین کنارہ نہر علقمہ پر مع اصحاب و اقربا اور اطفال خرد سال کے تشنہ لب شہید کیا آہ آہ اسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بعد اسکے اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی اور اہل بیت رسالت کو

اسیر و مقید کرکے بلوائے عام مین شہر بشہر پھرایا نہایت تاب کہ وارد شام ہوئے حضرات یاد کیجیے وہ مصائب عظمے کہ جو سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت طاہرین پر بعد قتل اُن حضرت کے شام مین گذرے ہین جیسا کہ وقار کہتے ہین

از کوفہ شان حدیث کنم یا ز شام شان	بسیار بود غم شنوم از کدام شان
از حالتِ اسیریٔ ایشان بکربلا	یا بیکسی و خستگی راہِ شام شان
یک قصہ از مصیبتِ شان کی شود تمام	گر صد ہزار نامہ نویسیم بنامِ شان

ازانجملہ اُن مصائب کے ایک مصیبت یہ ہی فی مقتلِ ابی مخنف ثم اِنَّ یزید امر بِان یصلب راس الحسین علیہ السلام علیٰ بابِ دارِہٖ وامر باھلبیتہٖ ان یدخلوا دارہٗ چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب یزید لعین بشاہدہ سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اسیران اہل بیت اطہار سے مسرور ہو چکا اُسوقت حکم دیا کہ اس سر کو دروازہ پر اُس شقی کے نصب کرو اور اہل بیت رسالت گھر مین اُس لعین کے داخل ہون فلما دخلن النسوۃ دار یزید لم یبق من آل معاویۃ وال ابی سفیان احد الا استقبلن بالبکاء والصراخ والنیاح علی الحسین علیہ السلام پس جب مخدرات عصمت داخل خانۂ یزید ہوئین تو تمام عورات آل معاویہ اور ابو سفیان واسطے استقبال اُن خاصان ذوالجلال کے دروازہ تک آئین اور سینہ پیٹنا اور رونا اور نوحہ و بکا ماتم و عزائے امام حسین علیہ السلام مین شروع کیا و القین

مَا عَلَيْهِنَّ مِنَ الثِّيَابِ وَالْحُلِيِّ وَاَقَمْنَ الْمَاتَمَ عَلَى الْاِمَامِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
اور سب عورات نے چادریں اپنی سروں سے پھینکدیں اور زیور اتار کے
صف ماتم بچھا کر تین شبانہ روز ہمراہ اہل بیت اطہار کے ماتم مظلوم کربلا میں
روتی رہیں فَخَرَجَتْ هِنْدُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ اِمْرَأَتُهٗ مِنْ دَارِهٖ فَشَقَّتِ
السِّتْرَ وَهِيَ حَاسِرَةٌ وَوَثَبَتْ اِلٰى يَزِيْدَ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ عَامٍّ [illegible]
ہند دختر عبد اللہ یعنی زوجہ یزید نے جناب زینب اور ام کلثوم اور سب
دختران رسول مختار کو با حال زار مشاہدہ کیا اور سر اقدس دلبند حیدر کرار کو
دروازہ پر اپنے محل کے نصب دیکھا اسیوقت چادر اپنی سر سے اتار کر زمین پر
پھینکدی اور گریبان اپنا چاک کیا اور بے تابل سر برہنہ محل سے باہر نکل آئی
اور روتی پیٹتی دربار عام میں سامنے یزید کے کھڑی ہوئی فَقَالَتْ يَا يَزِيْدُ
اَرَاْسُ ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَصْلُوْبٌ عَلٰى فِنَاءِ
بَابِيْ اور طرف یزید کے خطاب کر کے کہا کہ اے بیحیا کیا ظلم عظیم کیا تو نے کہ
سر اقدس پارۂ جگر فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کا کہ جسکی
گہوارہ جنبانی و خدمت گذاری میکائیل و جبرائیل فخر جانتے تھے آج انکا
سر انور میرے محل کے دروازہ پر تو نے نصب کیا ہے اے بیدین تجھے مطلق
خوف خدا نہوا اور کچھ حیا و شرم جناب رسول خدا سے نہ آئی کہ انکے فرزند کو
بیگناہ تو نے بکمال شقاوت قتل کیا اور سر اطہر انکا باین ذلت دروازہ
بلند پر لٹکایا ہے فَوَثَبَ اِلَيْهَا يَزِيْدُ وَغَطَّاهَا وَقَالَ لَهَا يَا هِنْدُ
فَاَعْوِلِيْ عَلَيْهِ وَابْكِيْ عَلٰى ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَلَا اُمْنَعُكِ مِنْ

البُکَاءِ عَلَیہِ عَجَّلَ اِلَیہِ بنُ مرجَانَة لَعَنَہُ اللہ پس جب یزید نے ہند کو سر برہنہ
مجمع عام مین دیکھا تو گھبرا کر کھڑا ہوا اور چادر سر پر ہند کے ڈالدی اور کہا کہ
ای ہند مین تجھے رونے سے منع نہین کرتا ہون جسقدر تو چاہے ماتم فرزند فاطمہ
زہرا مین گریہ و بکا کر لیکن سر برہنہ مجمع نامحرمون مین چلے آنا تجھے مناسب
نہین تھا کہ تو میری حرمت ہی اور قتل کرنا امام حسین کا مجھے ایسا جلد منظور
نہ تھا لیکن خدا نفرین کرے ابن مرجانہ پر کہ اُس ملعون نے اس امر مین
جلدی کی فقالت لہ یا یَزِید لعنک اللہ حَفِظتَ حُرمَتَکَ وَغَطّیتَ
رَاسِی وَضَیَّعتَ حُرمَةَ بَنَاتِ رَسُولِ اللہ وَسَلَبتَ رِدَاءَ هُنَّ
وَهُنَّ بَینَ یَدَیکَ حَاسِرَاتٌ مُذَلَّلَاتٌ پس اُسوقت ہند نے کہا کہ
ای یزید لعنت و نفرین خدا تجھپر کہ تجھے میرا بے پردہ ہونا اور سر برہنہ ہوکر
محل سے نکل آنا اتنا ناگوار ہوا اور بخیال اپنی عزت کے تو نے مجھے چادر
اُڑھادی وائے ہو تجھپر کہ ذریت رسول مختار اور عترت حیدر کرار کا تجھے
مطلق پاس نہوا کہ دختران فاطمہ زہرا کو از کربلا تا کوفہ و از کوفہ تا شام
بے نقاب اور بے مقنعہ و چادر ہر شہر و دیار مین مثل کنیزان حبش و زنگبار کے
پھرایا اور وہ مخدرات عصمت و طہارت با حال پریشان سامنے تیرے
کھڑی کی گئین اور مطلق تجھے خیال اُنکی حرمت کا نہوا بلکہ تو اُنکے اس حال زار پر
مسرور ہوا فَمِنَ الیَومِ لَا اَنتَ لِی بِبَعلٍ وَلَا اَنَا لَکَ بِاَهلٍ فَخَرَجَت اِلَی
الصَّحرَاءِ وَلَم یُرَ مِنهَا عَینٌ وَلَا اَثَرٌ پس ای ملعون آج سے نہ تو میرا شوہر
اور نہ مین تیری زوجہ ہون پس یہ کہکر ہند روتی اور پیٹتی طرف صحرا کے

نکل گئی ہر چند کہ یزید نے تفحص اسکا کیا لیکن نشان اُسکا نہ ملا ہو حسینؑ یہ حال سر اقدس اور اہل حرم کا دیکھکر ہند ایسی بیتاب ہوئی کہ سر برہنہ نکل گئی اور پھر یزید کی صورت نہ دیکھی ہائے افسوس کیا حال ہوتا اُسکا روز عاشورا جب اعدا مظلوم کربلا کو ہر طرف سے محاصرہ کرکے تیر و نیزہ اور شمشیر لگاتے تھے اور زخمی کرکے زمین گرم پر گرا دیا اور خاک و خون آلودہ ہوئے آہ آخر شمر لعین نے بارہ ضربت سے شدت تشنگی مین ذبح کیا اور اہل بیت اُن حضرت کے بے پردہ کیے گئے اور خیمون سے بظلم و ستم نکالے گئے اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و یکم

فِی المُنتَخَبِ عَن جَابِرِ الاَنصَارِیِّ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ لِی اَبُو عَبدِ اللّٰہِ عَلَیہِ السَّلَامُ یَا جَابِرُ کَم بَینَکُم وَ بَینَ قَبرِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ قَالَ قُلتُ یَومٌ اَو بَعضُ یَومٍ اٰخَرَ منتخب مین بسند معتبر جابر انصاری سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای جابر کیا مسافت ہی تمہارے گھر سے قبر اطہر امام حسین علیہ السلام تک جابر کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میرے گھر سے ایک دن کی راہ یا کچھ زائد ہی فَقَالَ لِی اَتَزُورُہٗ قُلتُ نَعَم قَالَ اَوَلَا اُفَرِّحُکَ بِثَوَابِہٖ قُلتُ بَلٰی جُعِلتُ فِدَاکَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ مِنکُم لَیَتَہَیَّأُ فَیَتَبَاشَرُ بِہٖ اَہلُ السَّمَاءِ حضرت نے فرمایا آیا تو اُن حضرت کی زیارت کرتا ہی مین نے عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ مین زیارت اس جناب کی بجا لاتا ہون

پس فرمایا کہ آیا مسرور نہ کروں اور بشارت نہ دوں تجھے ثواب زیارت سے
اُن حضرت کی میں نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ فدا ہوں میں آپ پر
کیوں نہیں بلکہ ضرور ارشاد فرمائیے کہ کیا ثواب ہی زیارت امام حسین علیہ
السلام کا حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مہیائے زیارت ہوتا ہی تو خوش
ہوتے ہیں اہل آسمان فَاِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهٖ رَاكِبًا اَوْ مَاشِيًا وَكَّلَ اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُوَافِيَ قَبْرَ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی جب زائر اُن حضرت کا اپنے گھر سے نکلتا ہی
پیادہ ہو خواہ سوار ہو تو خداوند عالم معین و مقرر فرماتا ہی چالیس ہزار
فرشتوں کو کہ صلوات بھیجتے ہیں اُس پر یہانتک کہ وہ زائر قبر مطہر امام حسین
علیہ السلام پر پہونچے وَثَوَابُ كُلِّ قَدَمٍ يَرْفَعُهَا كَثَوَابِ الْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهٖ
فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اور ثواب ہر قدم کا جو زائر اُٹھاتا ہی مثل ثواب اُس
شہید کے ہی کہ جو اپنے خون میں لوٹے جہاد راہ خدا میں حضرات جب زائر
باشتیاق تمام کسی معصوم و امام خصوصًا مظلوم کربلا کے روضۂ اقدس پر
پہونچتا ہی اور دروازہ پر جاکر اذن پڑھتا ہی جسکی وجہ سے چند دقیقہ توقف
ہوتا ہی تو بسبب کمال محبت کے اشک رخساروں پر جاری ہوتے ہیں
اور علمانے لکھا ہی کہ یہی علامت اذن ہی اُسوقت زائر داخل ہو مگر وائے
اُن اشقیا پر کہ جو بے اذن اور بے محابا اُنکے دولتسرا میں داخل ہوئے اور
دروازہ کو آگ سے جلا دیا افسوس ہزار افسوس آخر اثر اس ظلم و ستم کا کربلا تک
پہونچا کہ بعد شہادت سید الشہدا اُنکے اعدا داخل حرم سرا ہوئے اور اسباب

لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور اہل بیت کو بے پردہ کیا فَاِذَا اَسْلَمْتَ عَلَى الْقَبْرِ فَاسْتَلِمْهُ بِيَدِكَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ فِي اَرْضِهِ الغرض بعد اسکے جناب صادق علیہ السلام نے آداب زیارت تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ جب سلام کرے تو قبر شریف پر پس مس کر تو قبر اطہر کو سید الشہدا کی اور کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ فِي اَرْضِهِ سلام ہو آپ پر ای حجت خدا زمین میں ثُمَّ انْهَضْ اِلَى صَلٰوتِكَ فَاِنَّ اللهَ يُصَلِّي عَلَيْكَ وَمَلٰئِكَتُهُ حَتّٰى تَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِكَ بعد اسکے مہیا اور آمادہ واسطے نماز کے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور ملائکہ اسکے درود بھیجتے ہیں تجھ پر یہانتک کہ تو فارغ ہو اپنی نماز سے وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ تَرْكَعُهَا عِنْدَهُ لَكَ كَثَوَابِ مَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ اَلْفَ عُمْرَةٍ وَاَعْتَقَ اَلْفَ رَقَبَةٍ وَكَمَنْ وَقَفَ فِي سَبِيْلِ اللهِ اَلْفَ مَرَّةٍ مَعَ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ اور ثواب ہر رکعت کا نزدیک قبر منور اُن حضرت کے برابر ثواب اُس شخص کے ہی کہ جو حج اور عمرہ کرے ہزار مرتبہ اور راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کرے اور ہمراہ نبی مرسل کے ہزار بار کفار سے جہاد کرے فَاِذَا اَنْتَ قُمْتَ مِنْ عِنْدِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَادٰى مُنَادٍ وَلَوْ سَمِعْتَ مَقَالَتَهُ لَاَفْنَيْتَ عُمْرَكَ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ ؑ پس جب اُٹھے تو قبر اطہر امام حسین علیہ السلام سے تو ایک منادی ندا کرتا ہی اور اگر سُنے تو آواز اُسکی تو ہر آئینہ تو تمام عمر اپنی وہیں بسر کرے طُوْبٰى لَكَ اَيُّهَا الْعَبْدُ لَقَدْ غَنِمْتَ وَسَلِمْتَ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا سَلَفَ فَاسْتَانِفْ

الْعَمَلَ اور وہ منادی یہ کہتا ہے کہ خوشا حال تیرا اے بندہ خدا تحقیق کہ فائز
و رستگار اور سالم ہوا تو اور بخشدیے خداوند غفار نے گناہان گذشتہ تیرے
اب آیندہ عمل کو از سر نو درست کر قَالَ فَإِنْ مَاتَ فِي عَامِهِ أَوْ لَيْلَتِهِ
أَوْ فِي يَوْمِهِ لَمْ يَقْبِضْ رُوحَهُ إِلَّا اللهُ تَعَالَى جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ اگر وہ زائر اس سال یا اس شب یا اس روز مر جاوے تو
حق سبحانہ تعالی اپنے دست قدرت سے قبض روح اس بندہ کی فرماتا ہے
اور کسی فرشتے کے محول نہین کرتا ہے قَالَ وَتَقُومُ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ
وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُوَافِيَ مَنْزِلَهُ فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا عَبْدُكَ
وَافَى قَبْرَ وَلِيِّكَ وَقَدْ وَافَى مَنْزِلَهُ فَأَيْنَ نَذْهَبُ حضرت فرماتے
ہین کہ جب وہ زائر قبر اطہر مظلوم کربلا سے رخصت ہو کر اپنے گھر کیطرف جاتا ہے
تو وہ ملائکہ ہمراہ اسکے آتے ہین اور تسبیح خدا کرتے جاتے ہین اور صلوات
بھیجتے ہین اُس زائر پر یہانتک کہ وہ اپنے گھر مین پہونچتا ہے پس وہ ملائکہ
درگاہ باری تعالی مین عرض کرتے ہین کہ خداوندا یہ بندہ تیرے ولی کی
قبر کی زیارت کو گیا تھا اب اپنے گھر مین پھر آیا ہے ہم کو کیا ارشاد ہوتا ہے
اب ہم کہان جائین فَيَأْتِيهِمُ النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللهِ يَا مَلَائِكَتِي قِفُوا
بِبَابِ عَبْدِي فَسَبِّحُونِي وَقَدِّسُونِي وَهَلِّلُونِي وَاكْتُبُوا ذَلِكَ مِنْ
حَسَنَاتِهِ إِلَى يَوْمِ وَفَاتِهِ پس جانب رب العزت سے ندا آتی ہے کہ اے
ملائکہ میرے اس زائر حسین کے دروازہ پر میری تسبیح و تقدیس اور تہلیل
مین مصروف رہو اور ثواب اسکا اس بندہ کے نامہ اعمال مین لکھا

اسکے روز وفات تک فَاِذَا تُوُفِّیَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ شَهِدُوْا غُسْلَهٗ وَكَفْنَهٗ وَالصَّلٰوةَ عَلَيْهِ پس جب وہ زائر دنیا سے رحلت کرتا ہی تو وہ فرشتے وقت تغسیل وتکفین اور نماز جنازہ میں اسکے حاضر ہوتے ہیں اور شریک رہتے ہیں ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا وَكَّلْتَنَا بِبَابِ عَبْدِكَ وَتُوُفِّیَ فَاَيْنَ نَذْهَبُ فَيَاْتِيْهِمُ النِّدَاءُ يَا مَلَائِكَتِیْ قِفُوْا عَلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ فَسَبِّحُوْنِیْ وَقَدِّسُوْنِیْ وَهَلِّلُوْنِیْ وَاكْتُبُوْا ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ اِلٰی يَوْمِ يَاْتِيْنِیْ فِی الْقِيٰمَةِ پس وہ ملائکہ درگاہ الٰہی میں پھر عرض کرتے ہیں کہ بار الٰہا تو نے ہمیں اس زائر کے دروازہ پر موکل فرمایا اب اس بندہ نے وفات پائی ہمکو کیا حکم ہوتا ہی اب ہم کہاں جائیں پس درگاہ صمدیت سے ندا آتی ہی کہ ای ملائکہ میرے اب اس زائر کی قبر پر مقیم رہو اور میری تسبیح وتقدیس اور تہلیل کرو اور ثواب اسکا اس مومن کے نامۂ اعمال میں لکھو جبتک کہ یہ بندہ عرصہ محشر میں مجھ سے ملاقات کرے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی زائر مظلوم کربلا غریب نینوا ے فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کا کہ فرشتہائے مقرب اسکے دروازہ پر حاضر رہتے ہیں اور بعد وفات زائر کے غسل وکفن اور نماز اور دفن میں شریک رہتے ہیں اور پھر مجاور اسکی قبر کے قیامت تک رہتے ہیں حضرات تصور کیجیے کہ کسواسطے یہ فرشتے تجہیز وتکفین میں زائروں کی شریک رہتے ہیں سبب اسکا یہ ہی کہ یہ زائر ہیں اس شہید راہ خدا کے کہ جسکا جنازہ اٹھایا گیا نہ غسل دیا گیا نہ کفن ملا اور نہ کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ کے ہوا نہ قبر بنائی گئی آہ تین

روز تک اُس مظلوم کی لاش اطہر ریگستان گرم پر پڑی رہی اور خاک صحرا اُڑ اُڑ کر
لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی بلکہ عوض تجہیز و تکفین اور جنازہ اور دفن کے
اعدائے سر اقدس کو تن اطہر سے جدا کرکے نیزۂ طویل پر رکھا اور بعد شہادت
اُن حضرت کے اُنکے اہل حرم کو اسیر و مقید کیا جیسا کہ ان مصیبتون کو حجت خدا
زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَجْسَادِ الْعَارِیَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو اُن جسمہائے پاکیزہ پر جو
بے لباس کے پڑے تھے سلام ہو اُن بدنہائے مقدس پر جو تمازت آفتاب
مین متغیر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَی
الرُّؤُسِ الْمُشَالَاتِ سلام ہو اُن اعضائے نورانی پر جو پارہ پارہ کیے گئے
سلام ہو اُن سرہائے انور پر جو نیزون پر بلند کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ
الْبَارِزَاتِ یُسَاقُوْهُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَّاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ
سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور ظلم و ستم
خیمون سے نکالی گئین اور اُن ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید
کرکے اعدا زمین ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ
آہ آہ اُنکے رخسارے اور چہرے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے
اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِی الْاَسْوَاقِ
اور اعدائے بکمال ظلم و ستم ہاتھ اُن بیگناہون کے گردنون سے مستحکم باندھے تھے
باین ذلت بازارون مین پھراتے تھے غرضکہ جب اہل بیت رسالت
اسیر و مقید ہو کر بکمال ظلم و ستم اعدا وارد شام اور داخل دربار یزید ہوے

تو وہ لعین دیکھکر مسرور ہوا اُسوقت کے حال مین یون لکھا ہے رَوَی
السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللہُ ثُمَّ اَمَرَ بِهِم یَزِیدُ لَعَنَہُ اللہُ اِلٰی مَنزِلٍ لَا یُکِنُّهُم
مِن حَرٍّ وَلَا بَرْدٍ فَاَقَامُوا بِہٖ حَتّٰی تَقَشَّرَتْ وُجُوهُهُم چنانچہ سید ابن
طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ بعد اُسکے یزید ملعون نے اہل حرم کو
ایک ایسے قید خانہ مین بھجوایا کہ وہ اذیت و تکلیف گرما اور سرما سے محفوظ نہ تھا
یعنے اُن بیکسون کو اُس مکان مین دن کو حرارت آفتاب سے اذیت
ہوتی تھی اور رات کو شبنم اور سردی سے تکلیف ہوتی تھی پس اہل بیت
رسالت اُس قید خانہ مین مدت تک مقید رہے یہانتک کہ پوست چہرہاے
انور کے اُتر گئے تھے وَکَانُوا مُدَّةَ اِقَامَتِهِم فِی الْبَلَدِ الْمُشَارِ اِلَیْہِ
یَنُوحُونَ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور جناب وہ ستم رسیدہ اُس
قید خانہ شام مین محبوس و مقید رہے شب و روز عبادت خدا کرتے تھے
اور مصیبت امام حسین علیہ السلام پر نوحہ و بکا کرتے تھے اور زار زار
روتے تھے قَالَتْ سُکَیْنَةُ فَلَمَّا کَانَ فِی الْیَوْمِ الرَّابِعِ مِن مَقَامِنَا
رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ رُؤْیَا وَذَکَرَتْ مَنَامًا طَوِیلًا تَقُولُ فِی اٰخِرِہٖ رَاَیْتُ
اِمْرَاَةً رَاکِبَةً عَلٰی هَوْدَجٍ وَیَدُهَا مَوْضُوعَةٌ عَلٰی رَاْسِهَا چنانچہ
جناب سکینہ فرماتے ہین کہ جب چوتھا روز ہمکو اُس قید خانہ مین ہوا تو مین نے
ایک خواب طولانی دیکھا آخر اُسکا یہ ہے کہ دیکھا مین نے کہ ایک معظمہ ایک
ہودج و عماری پر بیٹھی ہین اور ہاتھ اپنے سر اطہر پر رکھے ہین فَسَاَلْتُ عَنْهَا
فَقِیلَ لِی هٰذِہٖ فَاطِمَةُ اُمُّ اَبِیکِ فَقُلْتُ وَاللہِ لَاَنْطَلِقَنَّ اِلَیْهَا

وَلَاخَبِّرَنَّ مَا صُنِعَ بِنَا پس مین نے ایک حوریہ سے پوچھا کہ یہ معظمہ کون ہین
اُسنے جواب دیا کہ یہ جناب فاطمہ زہرا مادر گرامی تمھارے پدر بزرگوار کی ہین
یہ سنکر مین نے کہا کہ قسم بخدا مین اُنکے پاس جاؤنگی اور جو کچھ کہ ہمسے اعدائے دین نے
سلوک کیا ہے اُس سے اپنی جدہ ماجدہ کو مطلع کرونگی فَسَعَيْتُ مُبَادِرَةً
نَحْوَهَا حَتّٰى لَحِقْتُ بِهَا وَوَقَفْتُ بَيْنَ يَدَيْهَا اَبْكِيْ وَاَقُوْلُ پس مین تعجیل
اُن معظمہ کیطرف گئی یہانتک کہ اُنکی خدمت مین پہونچی اور سامنے اُس
مخدومہ کے کھڑی ہوگئی اور مین زار زار روتی جاتی تھی اور اُنسے یہ شکایت
کرتی تھی یَا اُمَّتَاهُ جَحَدُوْا وَاللّٰهِ حَقَّنَا يَا اُمَّتَاهُ بَدَّدُوْا وَاللّٰهِ شَمْلَنَا
ای جدہ ماجدہ قسم بخدا کہ اعدانے ہم اہل بیت کے حق کا انکار کیا اور ہماری
جماعت کو متفرق و پریشان کر دیا یَا اُمَّتَاهُ اسْتَبَاحُوْا وَاللّٰهِ جَزَعَنَا
یَا اُمَّتَاهُ قَتَلُوْا وَاللّٰهِ الْحُسَيْنَ اَبَانَا ای مادر گرامی اعدانے ہمارے رونے
اور جزع اور فزع کو مباح کیا اور ہمارے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کو
تشنہ لب شہید کیا فَقَالَتْ لِيْ كُفِّيْ صَوْتَكِ يَا سُكَيْنَةُ فَقَدْ قَطَعْتِ نِيَاطَ
قَلْبِيْ هٰذَا قَمِيْصُ اَبِيْكِ الْحُسَيْنِ لَا يُفَارِقُنِيْ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى
پس یہ سنکر جناب سیدہ نے فرمایا کہ ای پارۂ جگر ای سکینہ چپ ہو کہ اس کلام سے
تونے میری رگ جان کو پارہ پارہ کیا اور یہ کرتہ تیرے پدر مظلوم و مقتول
امام حسین علیہ السلام کا ہے مین اسکو اپنے ساتھ رکھونگی جبتک کہ حق سبحانہ
تعالے سے ملاقات کرون آہ آہ گویا جناب سیدہ نے اس سے یہ اشارہ
کیا کہ مین ابتدائے اس ظلم و ستم سے آگاہ ہون اور فردائے قیامت کو

احکم الحاکمین سے فریاد کرو گی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و دوم

قال الصادق علیہ السلام من ذکرنا عندہ فبکی لمصابنا ولما
اصابنا من نوب الدھر غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد
البحر بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو
مومن سُنے ہمارے مصائب کو اور روئے اُن جور و ستم پر جو اس زمانہ غدار سے
ہم اہل بیت رسول مختار پر گذرے ہیں تو خداوند غفار تمام گناہ اسکے بخشے گا
اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہوں پس حضرات گریہ و بکا کیجیے اُن
مصائب پر کہ جو اہل بیت رسالت پر گذرے ہیں ہائے افسوس بعد شہادت
مظلوم کربلا کے اُنکے اہل بیت پر کیا کیا ظلم و ستم ہوئے فی المناقب وغیرہ
ثم ان یزید لعنہ اللہ امر بخطیب لیخبر الناس بمساوی الحسین
وابیہ علی بن ابیطالب علیہما السلام چنانچہ صاحب مناقب
وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ جب یزید ملعون دریافت کرنے نام و نسب اہل بیت
رسالت سے فارغ ہو چکا بعد اسکے اُس ملعون نے خطیب کو حکم دیا کہ منبر پر
جا کر مجمع عام میں کچھ عیب امام حسینؑ اور پدر بزرگوار اُنکے علی بن ابیطالب کے
بیان کر فصعد الخطیب علی المنبر واکثر الوقیعۃ فی علی والحسین
واطنب فی تقریظ معاویۃ ویزید لعنہما اللہ وذکرھما بکل جمیل
پس خطیب منبر پر گیا اور موافق حکم یزید کے شان جناب امیر المومنین علی ابن
ابیطالب اور امام حسین علیہما السلام میں بہت سے کلمات نامناسب بیان کیے

اور بعد اسکے اپنے زعم باطل مین مناقب معاویہ اور یزید لعین کے بیان کیے
اور اُسے طول دیا فصاح بہ علی بن الحسین علیہما السلام وقال
لہ ویلک ایہا الخطیب لقد اشتریت مرضات المخلوق بسخط
الخالق یہ سنکر جناب سید الساجدین علیہ السلام نے باواز بلند فرمایا کہ ای
خطیب وائے ہو تجھپر تونے واسطے خوشی بدترین مخلوق کے غضب خالق کو
مول لیا ای ملعون بازگشت تیری سوائے جہنم کے نہین ہے وقال لیزید
اتاذن لی ان اصعد المنبر واتکلم بکلمات فیہا رضی اللہ ولجمیع
جلسائک فیہن اجر اور پھر حضرت متوجہ طرف یزید کے ہوئے اور فرمایا
کہ ای یزید آیا مجھے اجازت ہے کہ مین منبر پر جاکر ایسے کلمات بیان کرون کہ جو
باعث رضائے پروردگار اور موجب اجر سامعین وحاضرین کے ہون
فابی الملعون علیہ فقال الناس یا امیر ائذن لہ فلعلنا نسمع منہ
شیئا پس یزید نے انکار کیا اور اُن حضرت کو اجازت نہ دی اسوقت
رفقائے یزید نے کہا کہ ای امیر ہم آرزومند ہین اسکے کہ کلام اہل حجاز سے
مستفید ہون کہ یہ فصحائے عرب مشہور ہین فقال انہ ان صعد لم ینزل
الا بفضیحتی وبفضیحۃ ال ابی سفیان فقیل لہ ھذا طفل لا یقدر
علی ذلک یزید نے جواب دیا کہ ایہا الناس اگر یہ منبر پر جائینگے تو ہرگز
منبر سے نہ اُترینگے جبتک کہ مجھے اور معاویہ اور ابوسفیان کو رسوا اور ذلیل
نہ کرلینگے سب رفقانے کہا کہ ای امیر ابھی یہ لڑکا ہے انکو ایسی قدرت کہانکی
کب حاصل ہے کہ آپ کے تئین فضیحت کرسکین فقال انہ من اھل بیت

النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَةِ قَدْ زُقُّوا الْعِلْمَ زَقًّا فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتّٰى اَذِنَ
لَهٗ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ یزید ملعون نے جواب دیا کہ تم انکے صغر سن سے یہ جانتے ہو
کہ یہ حسن بیان پر قادر نہین ہین بلکہ یہ خاندان نبوت اور دودمان رسالت سے
ہین علم انکا ہرگز تعلیم اور تعلم پر موقوف نہین ہی بلکہ ہر صغیر و کبیر انکا علم ربانی سے
مملو ہی ہرچند یزید نے چاہا کہ حضرت منبر پر نہ جائین لیکن اہل شام نے اسقدر
اصرار کیا کہ اُس ملعون نے اجازت دی پس حضرت بالاے منبر تشریف لیگئے
فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ حَتّٰى اَبْكٰى مِنْهَا الْعُيُوْنَ وَاَوْجَلَ مِنْهَا الْقُلُوْبَ
ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اُعْطِيْنَا سِتًّا الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالسَّمَاحَةَ وَالْفَصَاحَةَ
وَالشَّجَاعَةَ وَالْمَحَبَّةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ پس بعد حمد و ثناے اقدس الٰہی
اور نعت رسالت پناہی کے ایسا خطبہ بلیغ و فصیح پڑھا کہ بے اختیار چشم حضار سے
سلسل اشک جاری ہوئے اور دل ہر ایک سامع کا کانپنے لگا حضرات
وہ خطبہ بوجہ طول کے نہین لکھا بحارالانوار مین موجود ہی غرضکہ بعد اسکے حضرت نے
فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب رسول خدا اور انکے
اہلبیت کو افضل کیا تمام عالم سے ساتھ عطا کرنے اُن صفات کے کہ جو
اصول ہین تمام صفات حسنہ کے وہ چھ ہین ایہا الناس ہمین علم عطا فرمایا تمام
کان و مایکون کا جو کچھ کہ ابتداے خلقت عالم سے ابتک گذرا ہی اور جو کچھ کہ
گذرے گا وہ سب ہم پر منکشف ہی اور ہم مصداق ہین اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کے
اور ہم وہ صاحب جود و کرم ہین کہ مثل اور نظیر اپنا عالم مین نہین رکھتے ہین اور
ہمین حق سبحانہ تعالے نے افصح الفصحا کیا ہی اور بہت رئیس اور سردار کیا ہی

تمام شجاعان عرب و عجم کا اور ہماری محبت عطا کی اُن لوگوں کو کہ جو ایمان
بوحدانیت خدا اور برسالت جناب محمد مصطفےٰ صلعم اور بولایت علی مرتضیٰ علیہما
السلام لائے ہیں و فضّلنا اللہ تعالیٰ علیٰ خلقہ بانّ منّا النبیّ المختار
ومنّا الصدّیق ومنّا الطیّار ومنّا اسد اللہ و رسولہ اور جناب
اقدس الٰہی نے ہمیں افضل کیا ہے تمام عالم سے ساتھ ان فضائل کے کہ جد
بزرگوار ہمارے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو رسول مقبول اپنا
کیا اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو صدیق کیا اور
جعفر بن ابیطالب کو وہ شہپر زمرد کے عطا فرمائے کہ ہمراہ ملائکہ کے جنت
میں پرواز کرتے ہیں اور ہیں میرے جد بزرگوار جناب حیدر کرار ملقب بہ شیر خدا
اور اسد رسول ہیں فمن عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی
فانا انبأہ فانا ابن مکّۃ ومنیٰ وانا ابن زمزم والصفا انا ابن من حمل
الزکوٰۃ باطراف الرداء ایہا الناس جو شخص کہ مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے
اور جو نہیں جانتا ہے وہ اب آگاہ ہو کہ میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو مالک
مکہ و منیٰ ہیں میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو مالک چاہ زمزم اور صفا ہیں میں
ہوں فرزند اُنکا کہ جنھوں نے زکوٰۃ ردا میں اپنی باندھکر گھروں پر فقرا و
مساکین کے پہونچائی تھی انا ابن خیر من طاف وسعٰی انا ابن خیر
من حج ولبّٰی انا ابن من حمل علی البراق فی الھواء انا ابن من اسریٰ
بہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو
بہترین طواف کنندگان خانۂ کعبہ سے تھے اور بہترین حجاج و عمرہ کنندگان سے

تھے میں ہوں فرزند اُنکا کہ جنکی سواری کے لیے جناب احدیت نے براق عنایت
فرمایا کہ وہ ہوا پر چلا اور اُن حضرت کو سیر کرائی اُسنے مسجد الحرام سے مسجد
اقصے تک اَنَا ابنُ مَن بَلَغَ بِهِ جِبرَئِیلُ اِلیٰ سِدرَةِ المُنتَهےٰ اَنَا ابنُ مَن دَنیٰ
فَتَدَلّیٰ فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنیٰ میں ہوں فرزند اُس حبیب خدا کا
کہ جسکے ہمراہ جبرئیل امین زمین سے سدرة المنتہے تک پہونچکر ٹھہر گئے اور آگے
نہ جاسکے میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو درگاہ صمدیت سے اسقدر قریب ہوئے
کہ فقط فاصلہ دو کمان کا یا کمتر اُس سے باقی رہگیا اَنَا ابنُ مَن صَلّیٰ بِمَلَائِکَةِ
السَّمَاءِ اَنَا ابنُ مَن اَوحیٰ اِلَیهِ الرَّبُّ الجَلِیلُ مَا اَوحیٰ اَنَا ابنُ مَن ضَرَبَ
خَرَاطِیمَ الخَلقِ حَتّیٰ قَالُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں ہوں فرزند اُنکا کہ جس جناب کے
ہمراہ فرشتہاے آسمان نے نماز پڑھی میں ہوں فرزند اُنکا کہ جنپر جناب احدیت نے
وحی نازل کی میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو ناک کفار کی رگڑتے رہے جبتک
اُنھوں نے کلمہ لا اله الا الله زبان پر جاری نہ کیا اَنَا ابنُ مَن ضَرَبَ
بَینَ یَدَی رَسُولِ اللّٰهِ بِسَیفَینِ وَطَعَنَ بِرُمحَینِ وَقَاتَلَ بِبَدرٍ وَحُنَینٍ
وَلَم یَکفُر بِاللّٰهِ طَرفَةَ عَینٍ میں ہوں فرزند اُس بہادر و شجاع کا کہ جسنے
سامنے جناب رسالتمآب کے دو تلوار یعنی ذوالفقار دو زبان سے اور
دو نیزون سے جہاد کیا اور کفار کو قتل کیا روز جنگ بدر و احد اور حنین
میں ہوں فرزند اُنکا کہ جنھوں نے ایک چشم زدن بھی شرک بخدا نہیں کیا
اَنَا ابنُ صَالِحِ المُؤمِنِینَ وَوَارِثِ النَّبِیِّینَ وَقَامِعِ المُلحِدِینَ
وَیَعسُوبِ المُسلِمِینَ وَنُورِ المُجَاهِدِینَ وَزَینِ العَابِدِینَ وَتَاجِ البَکَّائِینَ

وَاصْبَرِ الصَّابِرِیْنَ میں ہون فرزند اُنکا کہ جو افضل و اشرف ہیں صالح و تقوے
میں سب مومنین سے اور وارث ہیں تمام انبیاے سابقین کے اور بیخ کنندہ
ہیں ملحدین کے اور سردار اور رئیس ہیں تمام اہل اسلام کے اور نور ہیں
تمام مجاہدین کے اور زینت ہیں تمام عابدین کے اور تاج ہیں اُنکے کہ جو
روتے رہے ہیں خوف خدا سے اور سردار ہیں سب صابرین کے اَنَا بْنُ
الْمُؤَیَّدِ بِجَبْرَائِیْلَ الْمَنْصُوْرِ بِمِیْکَائِیْلَ اَنَا بْنُ مِقْدَامِ ہُمَامٍ صَابِرٍ صَوَّامٍ
میں ہون فرزند اُس شیر خدا کا کہ جنکی نصرت و مدد کو بحکم خدا ہمیشہ
آتے تھے جبرائیل و میکائیل اور میں ہون فرزند اُنکا کہ جو جوان مرد اور
صاحب ہمت اور سخی اور نور خدا تابان و درخشان ہیں اور میں ہون
فرزند اُنکا کہ جو صاحب عقل سلیم اور صاحب فہم مستقیم اور زکی اور رضی
برضاے خدا اور صابر بلاہاے عظمے رہے ہیں اور سردار اور پیشوا ہیں خلق
اور جو قائم اللیل اور صائم النہار رہے ہیں اَنَا بْنُ قَامِعِ الْاَصْلَابِ
مُفَرِّقِ الْاَحْزَابِ مَکِّیٍّ مَدَنِیٍّ اُحُدِیٍّ بَدْرِیٍّ مُہَاجِرِیٍّ
مِنَ الْعَرَبِ سَیِّدُہَا فِی الْوَغَاءِ لَیْثُہَا میں ہون فرزند اُنکا کہ
جنھون نے اصلاب کفار کے قطع کیے اور لشکر ہاے فساق و فجار پراگندہ
کر دیے ہیں ہون فرزند اُنکا کہ جو مکی و مدنی اور بدری و اُحدی اور
مہاجر اور سردار عرب ہیں اور شیر جنگ و حرب ہیں اَنَا بْنُ وَارِثِ
الْمَشْعَرَیْنِ ذٰلِكَ جَدِّیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ اَبُو الْحَسَنَیْنِ
عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور میں ہون فرزند اُنکا کہ جو وارث مشعرین ہیں لیے

وہ موصوف بجمیع صفات مذکورہ جد بزرگوار ہیں میرے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب ع باپ حسنین ع کے ثم قال ایھا الناس انا ابن فاطمۃ الزھراء انا ابن سیدۃ النساء انا ابن مسلوب العمامۃ والرداء انا ابن مقطوع الراس من القفا انا ابن من کان ظما ناحتی مضی بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس میں ہوں فرزند فاطمہ زہرا دختر جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ کا کہ جس مخدومۂ عالم کو جناب احدیت نے سردار کیا تمام عورات عالم کا میں ہوں فرزند اُس مظلوم کا کہ جسے ظالموں نے شہید کیا اور بعد شہادت کے عمامہ سر اقدس سے اور ردا اور عبا دوش اطہر سے چھین لیگئے میں ہوں فرزند اُس شہید راہ خدا کا کہ سر اقدس جسکا پس گردن سے قطع کیا گیا میں ہوں فرزند اُس بیکس اور تشنہ لب کا کہ جسے کئی روز تک اشقیائے امت نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا فلم یزل یقول انا انا حتی ضج الناس بالبکاء والنحیب وخشی بہ یزید فامر المؤذن بالاذان راوی کہتا ہے کہ پس وہ جناب بکمال فصاحت و بلاغت وہ جور و ستم کہ جو انپر اور اُنکے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام پر ہاتھ سے اعدائے دین کے گذرے تھے متصل بیان فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ سب حضار مجلس بیتابانہ ہو کر رونے لگے اور آواز گریہ و بکا کی ہر طرف سے بلند ہوئی اور یزید کو خوف اسکا ہوا کہ میں قتل ہونگا پس اُس شقی نے موذن کو اشارہ کیا کہ جلد اذان کہے تاکہ سب حضار متوجہ طرف ارکان اذان کے

ہوں اور بیمار کربلا منبر سے اتر آئیں فَلَمَّا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ الْاِمَامُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا شَيْئَ اَكْبَرُ مِنْهُ پس جب موذن نے اللہ اکبر کہا جناب
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ راست و درست ہی یہ کلمہ حقہ
کہ کوئی شی مخلوقات سے اسکے اس سے بزرگ تر نہیں ہی بلکہ وہی ہر شی سے
بزرگ ہی سب صفات کمالیہ الٰہیہ میں فَلَمَّا قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ قَالَ الْاِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَهِدَ بِهَا شَعْرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ
پس جب موذن نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہا حضرت نے فرمایا کہ گواہی
دیتے ہیں ہوا سے بدن میرے اور گوشت و پوست اور استخوان میرے
اور خون میرا کہ کوئی معبود بحق نہیں ہی سوائے خدا کے کہ جو رب ہی تمام عالم کا
فَلَمَّا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِلْتَفَتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنْ فَوْقِ الْمِنْبَرِ اِلٰى يَزِيْدَ وَقَالَ لَهٗ يَا يَزِيْدُ اَمُحَمَّدٌ
هٰذَا جَدِّيْ اَمْ جَدُّكَ پس جب موذن نے اشہد ان محمدا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ کہا اسوقت امام زین العابدین علیہ السلام بالائے منبر سے
متوجہ ہوئے طرف یزید کے اور فرمایا کہ ای یزید آیا یہ جناب محمد مصطفٰےؐ کہ
جنکا اسم اقدس جناب احدیت نے داخل اذان کیا ہی یہ حضرت تیرے
جد ہیں یا میرے جد ہیں فَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّهٗ جَدُّكَ فَقَدْ كَذَبْتَ وَكَفَرْتَ
وَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّهٗ جَدِّيْ فَلِمَ قَتَلْتَ عِتْرَتَهٗ وَسَبَيْتَ ذُرِّيَّتَهٗ
پس اگر گمان کرے تو کہ وہ حضرت تیرے جد ہیں تو بیشک تو کاذب ہی
اور کلمہ کفر کہا تو نے اور اگر کہے تو کہ وہ جناب میرے جد امجد ہیں تو پھر

کیون تو نے انکی اولاد امجاد پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے اور انھین قتل کیا
اور انکے اہلبیت کو مقید کرکے تمام بلاد و امصار مین پھرایا چنانچہ بحر الغم
مین منقول ہی کہ یہ سنکر وہ ملعون ساکت ہوا اور کچھ جواب نہ دیسکا اور
ان حضرت کو مع اہلبیت کے قیدخانہ مین بھیجدیا آدمو نشین کیا سنگدل
تھا یزید لعین کہ ان ستم رسیدون کو ایسے قیدخانہ مین قید کیا کہ جو ہموار بھی
نہ تھا اور رات کی شبنم اور دن کی دھوپ مین چہرے اور رخسارے انکے
متغیر ہوگئے تھے اور آب و طعام سے بھی کوئی خبرگیران نہ تھا حالانکہ دستور
عالم ہی کہ اسیرون کے واسطے آب و طعام مقرر ہوتا ہی الا لعنۃ اللہ علے
القوم الظالمین

	مجلس بست و سوم	

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْبُكَاءَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يُحِطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
کہ گریہ و بکا کرنا مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کے گناہان کبیرہ کو
محو کرتا ہی پس حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب مظلوم کربلا پر کہ یہ شیا
یہ باعث نجات آخرت ہی اور تصور کیجیے کہ اس جناب پر کیا کیا ظلم و ستم
گذرے اور ذاکر کا کام صرف یاد دلانا ہی ایسی مصیبتون کا ان مصائب
عظیم سے کہ جو ان حضرت اور انکے اقربا پر ظلم و ستم اعدا سے گذرے ہین
جنکے سبب سے تمام اعدائے دین شاد و مسرور تھے فِی الْاَمَالِیْ وَالْبِحَارِ
اَنَّهٗ لَمَّا اُدْخِلَ رَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِیْ مَجْلِسِ يَزِيْدَ مَعَ اَهْلِهٖ

وحرمہ سر بذلک وکتب بقتلہ الی موالیہ فی الاقطار لیسر
بذلک اہل البلاد والامصار چنانچہ امالی اور بحار وغیرہ میں منقول ہے
کہ جب جناب امام حسین مظلوم کوفیان پر دغا سے شہید ہو چکے اور سر اقدس
اُن حضرت کا مع اسیران اہل بیت کے دربار عام میں سامنے یزید کے
رکھا گیا پس وہ لعین سر اقدس کو دیکھکر نہایت ہی مسرور ہوا اور اُسیوقت
منشیان دفتر کو اپنے سامنے طلب کر کے بہت سے خط باین مضمون لکھوا کر
بنام حکام بلاد روانہ کیے کہ جائے سرور ہے کہ ہمنے بکمال کوشش اپنے دشمن پر
فتح پائی اور اُنھیں مع انصار و اقربا کے قتل کیا اور سر اُنکے سردار کا مع
اہل حرم کے ہمارے سامنے لائے ہیں پس ہر ایک عمّال کو لازم ہے کہ بہونچتے ہی
اِس فتح نامہ کے اس خبر کو جابجا منتشر کریں تاکہ خیر خواہان آل ابوسفیان
مسرور اور شیعیان علی بن ابیطالب مغموم ہوں ثم التفت الی عبد
الملک السلمی وقال لہ خذ کتابی ہذا وانطلق حتی تاتی الی
عمر بن سعید بالمدینۃ بعد اسکے وہ ملعون طرف عبد الملک سلمی کے
متوجہ ہوا اور کہا اُس سے کہ یہ فتحنامہ میرا بکمال سرعت و تعجیل عمر بن سعید کے
پاس کہ وہ حاکم مدینہ ہے لیجا تاکہ وہ اِس خوشخبری سے مسرور ہو قال
عبد الملک فاخذت الکتابۃ ورکبت راحلتی وسرت نحو
المدینۃ فلقینی رجل من قریش وقال لی یا ہذا ما الخبر قلت
لہ والخبر عند الامیر تسمعہ عبد الملک کہتا ہے کہ میں وہ نامہ لیکر
طرف مدینہ کے راہی ہوا اثنائے راہ میں ایک مرد قرشی سے ملاقات ہوئی

اُسنے مجھے طرف مدینہ کے جاتا دیکھکر پوچھا کہ اے ناقہ سوار آیا تجھے کچھ خبر معلوم ہے کہ امام حسین اور اہل کوفہ میں کہ باہم جنگ تھی انجام اُسکا کیا ہوا مین نے اُسے جواب دیا کہ اے شخص مین قاصد ہون امیر شام کا اور واسطے سنانے اسی خبر کے حاکم مدینہ کے پاس جاتا ہون اگر تجھے دریافت کرنا اس خبر کا منظور ہے تو حاکم مدینہ کے پاس چل وہان تجھے معلوم ہو جائیگا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مِنِّي بَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَاسْتَرْجَعَ وَقَالَ وَا اَسَفَاهُ لَقَدْ قُتِلَ سَيِّدُنَا وَشَيْخُنَا الْحُسَيْنُ ؑ پس جب اُس مرد قرشی نے مجھ سے یہ سنا سنکے بہت رویا اور کہا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اے شخص حاجت حاکم مدینہ کے پاس جانے کی کیا ہے معلوم ہوا کہ رئیس و سردار قریش جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوے قَالَ فَتَرَكْتُهٗ بَاكِيًا وَسِرْتُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَدَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا وَرَائَكَ قُلْتُ مَا يَسُرُّ الْاَمِيْرَ عبد الملک کہتا ہے کہ مین اُسے روتا ہوا چھوڑکر طرف مدینہ کے راہی ہوا اور وہان پہونچکر سامنے عمر بن سعید کے گیا اور سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر پوچھا کہ بیان کر تو کیا خبر لایا ہے مین نے کہا کہ مین وہ خبر لایا ہون جس سے دل تیرا مسرور ہو جائے ثُمَّ اَعْطَيْتُهٗ كِتَابَ يَزِيْدَ فَقَرَاَهَا وَسُرَّ بِذٰلِكَ فَقَالَ لِيْ اُخْرُجْ وَنَادِ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فِيْ شَوَارِعِ الْمَدِيْنَةِ لِتُسَرَّ بِهٖ بَنُوْ اُمَيَّةَ وَتُكْمَدَ بِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ پس مین نے نامہ یزید کا اُسکو دیا اُسنے وہ نامہ پڑھا اور بہت بشاش ہوا پھر مجھ سے کہا کہ جا پکارتا ہوا مدینہ مین باواز بلند منادی کرتا کہ اس خبر بد کو سنکر بنی اُمیہ

خوش و مسرور ہوں اور دوستداران خاندان رسالت اور بنی ہاشم محزون
و مغموم قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَخَرَجْتُ وَنَادَيْتُ فِي الْمَدِينَةِ فِي السِّكَكِ
وَالْأَسْوَاقِ إِنَّ الْحُسَيْنَ إِمَامَ الْآفَاقِ قُتِلَ فِي طَفِّ كَرْبَلَا فِي شِدَّةِ
الظَّمَاءِ عبد الملک کہتا ہے کہ میں نے لاچار موافق حکم حاکم مدینہ کے کوچہائے
مدینہ اور بازاروں میں باواز بلند یہ کہنا شروع کیا کہ اے اہل مدینہ بتحقیق کہ
امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر شدت تشنگی میں قتل کیے گئے

قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِكَرْبَلَاءَ وَشَهَّرُوا	حَرَمَ النَّبِيِّ فِي سَائِرِ الْبُلْدَانِ
سَلَبُوا عِمَامَتَهُ بِنَزْعِ قَمِيصِهِ	وَالرَّأْسُ مِنْهُ فَوْقَ حَدِّ سِنَانِ

آگاہ ہو اے اہل مدینہ کہ بالاتفاق یزید نے بحکم اس لعین کے امام حسین کو مثل
گوسفند قربانی کے کربلا میں قتل کیا اور عمامہ اور ردا انکی بدن اطہر سے
اتار لی اور لاش اقدس کو غلطان بخاک و خون بیدفن و کفن چھوڑ کر
چلے آئے اور سر اقدس انکا نوک نیزہ پر رکھا مع انکے اہل حرم کے
ہر شہر و دیار میں پھرایا قَالَ فَلَمَّا دَخَلْتُ مَحَلَّةَ بَنِي هَاشِمٍ وَنَادَيْتُ
أَلَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَاءَ سَمِعْتُ وَاعِيَةَ بَنِي هَاشِمٍ مِنْ دُورِهِمْ
وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ عبد الملک کہتا ہے کہ جب میں محلہ بنی ہاشم
میں پہونچا اور میں نے باواز بلند یہ کہا کہ آگاہ ہو اے اہل مدینہ امام حسین
علیہ السلام مع تمام اقربا و اصحاب باوفا کے صحرائے کربلا میں شہید ہوئے
تو قسم بخدا کہ سنتے ہی اس آواز کے ہر گھر سے بنی ہاشم کے اس کرب سے
رونے کی آواز آئی تھی کہ میں نے ابتک کسی شخص کو اس کرب و قلق سے

روتے نہ سنا تھا وَھُم یَنُوحُونَ وَاحُسَینَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَاقُرَّۃَ عَینِ الرَّسُولِ وَاثَمَرَۃَ فُؤَادِ البَتُولِ قَتَلُوکَ وَمِن شُربِ المَاءِ مَنَعُوکَ اور ہر گھر سے یہ آواز نوحہ کی آتی تھی کہ ہائے ای حسین سردار کونین ہائے حسین نور چشم رسول الثقلین ہائے ای حسین دلبند علی مرتضیٰ ہائے ای حسین جگر گوشہ فاطمہ زہرا افسوس صد افسوس کہ آپکو اشقیائے امت نے تشنہ لب قتل کیا اور بے جرم وگناہ مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا وَبَعضُھُم یَقُولُ یَا بُنَیَّ یَعِزُّ عَلَیَّ اَن اَسمَعَ النَّاعِیَ لِقَتلِکَ وَاَنَا حَیٌّ اور کسی مخدومہ کی آواز آتی تھی کہ ای حسین فرزند میرے مقام افسوس ہی کہ تجھ سے پارہ جگر نور نظر کے مرنے کی خبر سننے کے لیے آج تک مین زندہ رہی اور قبل اسکے نہ مرگئی فَبَینَا کَذٰلِکَ اِذ خَرَجَت اُمُّ لُقمَانَ بِنتُ عَقِیلِ بنِ اَبِیطَالِبٍ حَاسِرَۃَ الرَّاسِ حَافِیَۃَ الاَقدَامِ وَمَعَھَا اُمُّ ھَانِی وَاَسمَاءُ وَرَملَۃُ وَزَینَبُ وَاَخَوَاتُھَا وَاُمُّ البَنِینَ اُمُّ عَبَّاسِ بنِ عَلِیٍّ بَاکِیَاتٍ نَادِبَاتٍ نَائِحَاتٍ سَاکِبَاتٍ پس محلہ بنی ہاشم مین گویا قیامت بپا ہو رہی تھی کہ اسی اثنا مین دیکھا مین نے کہ ایک معظمہ بیتابانہ روتی ہوئی باہر نکلی اور پیچھے اُنکے بہت سی مخدرات باحال پریشان با دیدہ گریان واحسیناہ گویان نوحہ کرتی ہوئین بے نقاب باہر نکلین پس اُسوقت مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ سب مخدرات کون ہین اہل محلہ نے کہا کہ ای شخص آنکھین اپنی بند کر کہ یہ وہ معظمات ہین کہ جنکی کنیزون کو بھی دروازہ تک آنا ننگ وعار تھا لیکن افسوس صد افسوس کہ آج خبر قتل

امام حسین علیہ السلام سے بیتاب ہوکے گھروں سے باہر نکلیں وہ معظمہ آگے
سکے جناب ام لقمان دختر عقیل بن ابیطالب ہیں اور یہ سب بہنیں انکی
ام ہانی اور اسما اور رملہ اور زینب ہیں اور یہ معظمہ جو گریاں و نالاں
نوحہ کرتی ہوئیں چلی جاتی ہیں ام البنین مادر عباس بن علی ہیں فَاَتَیْنَ
اِلٰی مَرْقَدِ الرَّسُوْلِ بَاکِیَاتٍ وَاَخَذْنَ حَوْلَ قَبْرِہٖ نَائِحَاتٍ سَاکِبَاتٍ
وَنَاجَیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ نَاعِیَاتٌ بِقَتْلِ فَرْخِکَ وَابْنِ فَرْخِکَ
الْحُسَیْنِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُتِلَ فَتَاکَ وَاسْتُبِیْحَ اَھْلُکَ وَحِمَاکَ پس
سب دختران عقیل بن ابیطالب اسیطرح روتی ہوئیں مرقد مطہر جناب
رسالتمآب پر پہونچیں اور گرد قبر مطہر کے حلقہ کرکے منہ اپنے پیٹنے لگیں
اور زار زار روتی ہوئیں اور یہ کہتی جاتی تھیں کہ یا رسول اللہ فرزند آپکا
امام حسین نور چشم فاطمہ زہرا زمین کربلا پر مثل گوسفند قربانی تشنہ لب قتل ہوا
اور بیٹیاں آپکی مثل بندیان ترک و روم کے مقید ہوکر پھرائی گئیں
یا رسول اللہ ہم بے حامی و سرپرست ہوگئے ہم اسلیے روتے پیٹتے حضرت تک
آئے ہیں تاکہ آپکو خبر مرگ آپکے نور عین امام حسین علیہ السلام کی سنائیں
اور آپ سے شکایت اپنی مصیبت کی کریں فَانْزَعَجَ بِہٖ مَرْقَدُ الرَّسُوْلِ
وَبَکٰی بِقَلْبِہِ الْمَھُوْلِ وَاَمَّا اُمُّ الْبَنِیْنَ اُمُّ عَبَّاسٍ زَوْجَۃُ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ تَبْکِیْ بِقَلْبٍ کَئِیْبٍ وَتَدْمَعُ بِدَمْعٍ سَکِیْبٍ وَتُنَادِیْ
وَاحُسَیْنَاہُ وَاَبْنَاہُ فَخَرَّتْ مَغْشِیَّۃً عَلَی الْاَرْضِ پس سنتے ہی
اس خبر کے قبر مطہر جناب رسول خدا کی کانپنے لگی اور روضۂ اقدس سے

آواز گریہ با دلِ محزون و مغموم اس مصیبتِ عظمیٰ میں آتی تھی اور بسبب
شور گریہ و بکا اُن مخدرات عقیلیہ اور ہاشمیہ کے روضۂ رسول خدا میں
گویا قیامت بپا تھی راوی کہتا ہے نہیں بھولتا مجھے رونا اور بین کرنا جناب
ام البنین مادر حضرت عباس ع کا کہ وہ معظمہ اس کرب و قلق سے بین
کرتی تھیں کہ گویا در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی اور وہ معظمہ یہ
نوحہ کرتی تھیں کہ ہائے ای حسین ع فرزند میرے ہائے حسین ع دلبند میرے افسوس
صد افسوس کہ تم تشنہ لب شہید ہوئے اور میں ستم رسیدہ اس پیرانہ سالی
میں تمہارے مرنے کی خبر سننے کو زندہ رہی کاش مجھے قبل اسکے موت آتی
کہ یہ خبر مرگ تمہاری نہ سنتی پس وہ معظمہ اسقدر روئیں کہ غش کھا کر
زمین پر گر پڑیں چنانچہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ جبتک جناب ام البنین زندہ رہیں ہمیشہ صبح سے اُٹھکر
قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتی تھیں اور کس حسرت و یاس سے
یہ کہکر روتی تھیں وَاحُسَیْنَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ وَاجَعْفَرَاہُ افسوس
تم سب قتل ہوگئے اور میں تمہاری خبر مرگ سننے کو زندہ رہی اور وہ
مخدومہ ہمیشہ اس کرب سے روتی تھیں اور بین کرتی تھیں کہ اہل مدینہ
اُنکے بین سننے کو جاتے تھے یہانتک کہ مروان لعین با وصف عداوت
خاندان رسالت کے قبرستان بقیع میں جا کر بین ام البنین کے سنتا تھا
اور روتا تھا الغرض محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جبتک وہ
سب عورات ہاشمیہ زندہ رہیں کسی نے نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی

اور نہ کسی نے آنکھون مین سرمہ لگایا نہ خضاب کیا اسی ماتم و غم مین دنیا سے
رحلت کی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و چہارم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَبَكَى لِمُصَابِنَا
وَلِمَا اَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ
زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ
السلام نے کہ جو مومن سنے ہمارے مصائب کو اور روئے اُن جور و ستم پر
کہ جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت رسول مختار کو پہونچے مین تو خدائے
غفار تمام گناہ اسکے بخشے گا اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا کے ہون آہ پس
حضرات گریہ و بکا کیجیے حال ذریت رسول خدا صلعم پر کہ بعد شہادت
مظلوم کربلا کے کیسے کیسے مصائب مین مبتلا رہے مقام تاسف ہی کہ وہ
دختران فاطمۂ زہرا جنکے دروازہ حرم سرا پر فرشتہاے مقرب طالب
اذن ہوتے تھے اور جنکی ماں کا جنازہ شب کو اٹھایا گیا کہ تا نظر نا محرم
کی جنازہ پر نہ پڑے آہ ایک دن وہ تھا کہ وہ سب مخدرات عصمت
بے مقنعہ و چادر پھرائی جاتی تھین کبھی اشقیاے امت جفا کار مثل
بندیان ترک و روم کے طرف صحرا کے لیے پھرتے تھے اور کبھی شہر اور
بازارون مین پھراتے تھے اور یہ مذلت بھی اُن بیکسون کی اعداے
دین کو کافی نہوئی بلکہ بکمال ظلم و ستم اسیر کرکے دیار شام مین لائے
وَفِي اللُّهُوفِ ثُمَّ حُبِسَ فِي بَيْتٍ رَمْلِيٍّ فِي الشَّامِ بِحَيْثُ لَا يُكِنُّهُمْ

مِن حَرٍّ وَلَا بَرْدٍ حَتّٰی تَقَشَّرَتْ وُجُوهُهُنَّ چنانچہ لہوف میں منقول ہی
کہ یزید اسکے ان بیرحموں نے دختران فاطمہ زہرا کو شہر دمشق میں ایسے مکان میں
مقید کیا کہ جو نہایت ہی بوسیدہ اور خراب تھا اور بسبب شدت دن کی دھوپ
اور رات کی شبنم کے ان سب بیکسوں کو یہ اذیت پہونچی تھی کہ پوست
چہرہ ہاے نورانید کے اُتر گئے تھے اور نوبت بگوشت و استخوان پہونچی تھی
باوجود اسکے محرق القلوب میں منقول ہی کہ ان ستم رسیدوں کو بجز عبادت
خدا اور گریہ و بکا کے کوئی شغل نہ تھا اور شب و روز مصائب امام حسین علیہ
السلام پر زار زار رویا کرتے تھے فِی الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِیَّةِ عَنْ مِنْهَالٍ اَنَّهٗ قَالَ
رَاَیْتُ سَیِّدَ السَّاجِدِیْنَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ فِیْ دِمَشْقَ اَنَّهٗ یَتَّکِئُ
عَلٰی عَصَاهُ وَرِجْلَاهُ کَاَنَّمَا قَصَبَتَانِ وَالدَّمُ یَسِیْلُ عَنْ سَاقَیْهِ
وَالصُّفْرَةُ قَدِ ازْدَادَتْ عَلَیْهِ چنانچہ انوار نعمانیہ میں منہال سے
منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ میں نے شہر دمشق میں جناب سید الساجدین امام
زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا اس حالت سے کہ وہ حضرت با جسم عیلیٰ
ایک عصا پر تکیہ کیے کھڑے ہیں جب نگاہ میری طرف قدم اطہر کے پڑی کہا
میں نے کہ پاہاے اقدس مانند نے کے خشک ہو رہے ہیں اور ہر ساق پاے
اقدس سے متصل خون جاری ہی اور چہرہ نورانی مثل زعفران کے زرد ہے
فَخَنَقَتْنِی الْعَبْرَةُ فَقُلْتُ لَهٗ کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَبَکٰی
وَقَالَ لِیْ کَیْفَ حَالُ مَنْ اَصْبَحَ اَسِیْرًا لِیَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ جب یہ
دیکھا مجھے تاب ضبط باقی نہ رہی میں اسقدر رویا کہ بسبب شدت بکا کے

حلق مین گرہ پڑ گئی پس مین نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کیسا ہی مزاج
مبارک آپکا اور کیا حال ہی پس یہ سنکر وہ حضرت بہت روئے اور فرمایا کہ
ای منہال کیا حال پوچھتا ہی تو اُس شخص کا کہ جو قیدی اور اسیر ہو یزید بن معاویہ
بے رحم کا وَعَمَّاتُهُ وَاَخَوَاتُهُ مَا يَشْبَعْنَ بُطُونُهُنَّ وَلَا كُسِيَتْ رُؤُسُهُنَّ
اِلَى الْآنَ وَهُنَّ نَائِحَاتٌ بَاكِيَاتٌ لَيْلًا وَنَهَارًا اور ای منہال کیا مزاج
پوچھتا ہی تو اُس مظلوم کا کہ جسکی ماں اور بہنین اور پھوپھیاں ابتک مقید
بقید ستم ہون اور آجتک اُن بیکسون کو کسی نے اسقدر کھانا نہ دیا ہو کہ جس
سیر ہوئے ہون اور نہ کسی نے اُن مخدرات عصمت وطہارت کو کوئی مقنعہ
و چادر دی کہ جس سے سر اپنے نامحرمون سے چھپائین اور دن و رات
اُنھین رونے اور نوحہ و بین مین گذرتا ہوا آہ مومنین اس روایت سے
معلوم ہوتا ہی کہ اُن بیکسون کا قید شام مین بھی کوئی خبر گیران آب و طعام
نہ تھا نہ کوئی نقاب میسر ہوا تھا یَا مِنْهَالُ اَمْسَتِ الْعَرَبُ يَفْتَخِرُ عَلَى
الْعَجَمِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُمْ وَاَمْسَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مَغْصُوبِيْنَ مَقْتُولِيْنَ
مُشَرَّدِيْنَ ای منہال کل کی بات ہی عرب فخر کرتے تھے عجم پر کہ ہم بہتر و افضل
ہین عجم سے اسلیے کہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ ہم مین سے ہین اور
قریش فخر و مباہات کرتے تھے تمام عرب پر کہ جناب رسول خدا ہم مین سے
ہین لیکن افسوس صد افسوس کہ اس امت جفا کار نے حقوق ہمارے
غصب کیے اور اولاد رسول مختار کو قتل کیا اور ذریت کو اپنے نبی کی
مثل بندیان ترک و دیلم کے مقید اور اسیر کر کے پھرایا مَا يَدْعُوْنَا

یزید الیہ مرۃ الا اظن القتل انا للہ وانا الیہ راجعون فقلت لہ
یا سیدی والی این یرید ای منہال یزید وہ ظالم و بیرحم ہی کہ جب
ملعون ہمین اپنے سامنے طلب کرتا ہی تو ہمین اُسوقت گمان اپنے قتل کا
ہوتا ہی آہ مومنین یزید شرابخوار بکمال عداوت و عناد بیمار کربلا اسیر
رنج و بلا کو اکثر اپنے سامنے طلب کرتا تھا کہ حضرت کو گمان اپنے قتل کا
ہوتا تھا اُسوقت فرماتے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون منہال کہتا ہے
کہ مین نے یہ سُنکر عرض کی یا ابن رسول اللہ اسوقت کہان تشریف
لیجانے کا قصد ہی قال لی یا منہال المحبس الذی نحن فیہ لیس لہ
سقف والشمس تصھرنا فیہ ولا نری فیہ الھواء فاخرج منہ
لضعف بدنی سویعۃ فارجع خشیۃ علی النساء حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ ای منہال سوا اس قیدخانہ کے کہ جسمین ہم مقید ہین اور
کہان جا سکتے ہین چونکہ یہ قیدخانہ نہایت جائے اذیت و تکلیف ہی
کہ بسبب نہونے سایہ سقف کے اس شدت گرما مین ہم سب دھوپ
مین جلتے ہین اور ایسی جگہ تنگ ہی کہ کسیطرف سے ہوا نہین آتی ہے
کہ اُسکے سبب سے فی الجملہ شدت حرارت مین تخفیف ہو اور بسکہ مین
بیمار و ناتوان ہون اسلیئے تھوڑی دیر کے لیے باہر آتا ہون تا کہ مجھے
کچھ راحت ملے لیکن یہان آکر یہ خیال آتا ہی کہ حال سب اہل حرم کا
بسبب تکالیف بیحد کے نہایت ہی متغیر تھا اور میرے وہان ہونے سے
سبکو تسکین تھی ایسا نہو کہ میرے چلے آنے سے کوئی گھبرا کر مر جائے لیس

قال منہال فبیناکذالک اسی خوف سے پھر اسی مجلس میں چلا جاتا ہوں قال منہال فبینا کذالک

اسی خوف سے پھر اسی مجلس میں چلا جاتا ہوں یا قرۃ عینی یا ثمرۃ فؤادے

قد سمعت صوت کریمۃ تنادی یا قرۃ عینی یا ثمرۃ فؤادی

یا علی این انت فترکنی ورجع الی المجلس یکایک منہال کہتے ہیں کہ ابھی

حضرت مجھ سے یہی فرما رہے تھے کہ یکایک ایک معظمہ کی آواز قیدخانہ سے

آئی کہ وہ مخدومہ بکمال اضطراب بیتاب ہوکر یہ فرماتی ہیں کہ اے

نور نظر اے پارۂ جگر یا علی تم کہاں ہو کہ مجھکو تمھاری اتنی بھی مفارقت

ناگوار ہے جلد اپنے تئیں مجھ تک پہونچاؤ بس یہ سنتے ہی وہ جناب بیتاب

ہوکر اسیوقت اس مجلس میں روتے ہوئے تشریف لیگئے فعرفت

انّھا کانت زینب بنت امیرالمؤمنین ع منہال کہتے ہیں کہ میں

متحیر تھا کہ یہ مخدومہ کون ہیں جسے ایک دم بھی جدائی امام زین العابدین

علیہ السلام کی ناگوار ہے پس معلوم کیا میں نے کہ وہ معظمہ جناب زینب

دختر امیرالمؤمنین علیہ السلام تھیں حضرات سنا آپنے کہ اتنی جدائی

بیمار کربلا کی اس مظلومہ کو گوارا نہ تھی ہائے افسوس کیا حال ہوا ہوگا

اس بیکس کا جب بحکم یزید مکرر امام زین العابدین ع کو جلاد واسطے

قتل کے لیچلے مگر حافظ حقیقی نے انکے شر سے محفوظ رکھا کہ تا نسل آل محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ باقی رہے اور زمانہ اُنسے خالی نہو الا لعنۃ اللہ علی

القوم الظالمین

مجلس بست و پنجم

قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ ۝

حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ حبیب ہمارا اپنی خواہش نفسانی سے
کلام نہین کرتا ہی اور جو کہتا ہی وہ یوحی ربانی کہتا ہی لپس مومنین جس
بزرگوار کی خود پروردگار نے مدح و ثنا فرمائی ہی انکا یہ کلام ہی فی اکسیر
العبادات عَنِ النَّبِیِّ صَلَّے اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ مَنْ اَکْرَمَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ
اَکْرَمَنِیْ وَمَنْ اَھَانَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ اَھَانَنِیْ چنانچہ اکسیر العبادات
مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ جو شخص بزرگ رکھے اور تعظیم کرے میری اولاد کی تحقیق کہ اُسنے تعظیم و
بزرگی کی میری اور جو شخص کہ اہانت کرے میری اولاد کی تحقیق کہ اُسنے
اہانت کی میری لپس افسوس ہی کہ بعد جناب رسول خدا کے اشقیا سے
امت نے اولاد و عترت پر اُن حضرت کے کیا کیا ظلم و ستم کیے حالانکہ
وہ حضرات خلق اللہ کو راہ خدا مین ہدایت کرتے تھے جیسا کہ زیارت
اربعین کے اِن فقرات سے بھی ظاہر ہے وَبَذَلَ مُھْجَتَہٗ فِیْکَ
لِیَسْتَنْقِذَ عِبَادَکَ مِنَ الْجَھَالَۃِ وَحَیْرَۃِ الضَّلَالَۃِ یا رالٰہا سلام
بیرا پہونچا اور رحمت اپنی نازل کر اُس فرزند رسول پر کہ جسنے تیری
راہ رضا مین قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیرے بندون کو جہالت اور
حیرت ضلالت سے بچائین فَجَاھَدَھُمْ فِیْکَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا
حَتّٰی سُفِکَ فِیْ طَاعَتِکَ دَمُہٗ وَاسْتُبِیْحَ حَرِیْمُہٗ لپس جہد
و کوشش تیری راہ مین انکو وعظ و نصیحت کی ورانحالیکہ وہ جناب
صابر و شاکر تھے یہانتک کہ خون انکا تیری راہ طاعت مین بہایا گیا

اور اہل حرم اگلے لوٹے گئے اور اسیر و مقید کرکے پھرائے گئے فی المنتخب
انہ لما قدم آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علی یزید
فی الشام افرد لھم دارا وکانوا مشغولین باقامۃ العزاء منتخب
منتخب میں منقول ہے کہ جب اسیران اہل بیت رسالت دربار یزید
لعین میں وارد شام ہوئے تو بعد دریافت نام و نسب کے اُن ستم
رسیدوں کے لیے ایک مکان خالی کیا اور وہ سب بیکس اُس مکان
میں شب و روز عبادت خدا اور ماتم و عزا اور گریہ و بکا میں مشغول تھے
وکانت لمولانا الحسین علیہ السلام بنت عمرھا ثلث سنین
من یوم استشہد الحسین بقیت ما تراہ فعظم ذلک
علیھا واستوحشت لابیھا اور اسی قیدخانہ میں جناب امام
حسین علیہ السلام کی ایک صاحبزادی کم سن کم عمر اُس یتیمہ کی تین
برس کی تھی مقید و اسیر تھیں اور جس روز سے پدر بزرگوار اُس
یتیمہ کے شہید ہوئے تھے اُس روز سے اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا اس
مفارقت حضرت کی اُس بچی پر بہت دشوار تھی اور واسطے دیدار
پدر کے بیتاب اور متوحش تھیں وکانت کلما طلبت اباھا
یقولون لھا غدا یاتی ومعہ ما تطلبین الی ان کانت
لیلۃ من اللیالی رأت اباھا بنومھا اور جب اُس بیتابی
میں اپنے پدر نامدار کو یاد کرتی تھیں اور رو رو کر پکارتی تھیں چونکہ بچہ کا
بہلانا مثل ان کلمات کے شریعت میں جائز ہے تو واسطے تسلی اور تسکین

اُن بچیا کے اہل حرم فرماتے تھے کہ کل تمھارے پدر بزرگوار تشریف لائینگے
اور تم جن چیزون کو طلب کرتی ہو وہ بھی اُنکے ساتھ ہونگی یہ سنکر چپ
ہوتی تھیں یہانتک کہ ایک شب کو اُن شبہاے مصیبت مین رونے
روتے آنکھ لگ گئی اور حالت خواب مین اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا
فَلَمَّا انْتَبَهَتْ صَاحَتْ وَبَكَتْ وَانْزَعَجَتْ فَهَجَّعُوهَا فَقَالُوا مَا هَذَا
الْبُكَاءُ وَالْعَوِيلُ پس جب وہ بچی خواب سے بیدار ہوئی آواز بلند
رونے لگی اور نہایت بیتابی کرتی تھی پس اہل حرم نے اُسے ہوشیار کیا
اور فرمایا کہ اے پارہ جگر کیا سبب ہے تمھارے رونے اور فریاد کرنے کا
فَقَالَتْ ایتُونِی بِوَالِدِی وَقُرَّةِ عَيْنِي فَكُلَّمَا هَجَّعُوهَا ازْدَادَتْ
حُزْنًا وَبُكَاءً پس اُس یتیمہ نے جواب دیا میرے باپ کو لا دو کہ
اُنھین کے دیدار و زیارت سے میری آنکھین خنک ہوتی ہین پس
جسقدر اُس یتیمہ کو ہوشیار کرتے تھے اُسقدر وہ جدیدہ زیادہ محزون
ہوتی تھی اور زار زار روتی تھی فَعَظُمَ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ
فَضَجُّوا بِالْبُكَاءِ وَجَدَّدُوا الْأَحْزَانَ پس یہ مصیبت اہل بیت پر
عظیم ہوگئی اور آواز بلند گریہ و بکا کیا اور حزن و ملال اور رنج و غم
اُنکا تازہ ہوگیا وَلَطَمُوا الْخُدُودَ وَحَثَوْا عَلَى رُؤُوسِهِمُ التُّرَابَ
وَنَشَرُوا الشُّعُورَ وَقَامَ الصِّيَاحُ اور اپنے رخسارون پر طمانچے
مارے اور خاک سر پر اُڑائی اور بال سرون کے کھولدیئے اور زار
زار رونے لگے یہانتک کہ آواز اُن بیکسون کی بلند ہوئی فَسَمِعَ يَزِيدُ

لعنه الله صیحتهم وبکائهم فقال ما الخبر قالوا ان بنت الحسین
الصغیرة رأت اباها بنومها فانتبهت وهی تطلبه وتبکی
وتصیح پس یزید ملعون نے یہ آواز گریہ و بکا سنکر اپنے ملازمون سے پوچھا
کہ یہ رونا پیٹنا کیسا ہے انھون نے جواب دیا کہ اے یزید اس قید خانہ مین
امام حسین علیہ السلام کی دختر خورد سال نے اپنے باپ کو خواب مین
دیکھا اور جیسے بیدار ہوئی ہے اپنے باپ کو طلب کرتی ہے اور رو کر فریاد
کرتی ہے فقال الملعون ارفعوا الیها رأس ابیها لتنظر الیه
وتتسلی به پس اس ملعون نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سر اسکے باپکا
اس یتیمہ کے پاس لیجاؤ کہ تا اسے دیکھکر تسلی و تسکین پاوے ملا آقا
دربندی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ گویا یہ حیلہ کیا اس مکار نے اس یتیمہ کی
ہلاکت کا کیونکہ اس بچی کے زار زار رونے سے اس لعین کو نیند نہین
آتی تھی یہ تاثیر تھی اس آواز و زاری کی فجاؤا بالرأس الشریف
الیها مغطی بمندیل دیبقی فوضع بین یدیها وکشفت الغطاء عنه
پس ملازمان یزید سر انور کو ایک رومال دیبا سے ڈھانپ کر قید خانہ
مین پاس اس بچی کے لائے اور سامنے اسکے رکھکر رومال اٹھا لیا
فقالت ما هذا الرأس قالوا راس ابیك فرفعته من الطشت
حاضنة له وهی تقول پس یہ دیکھکر اس ستم دیدہ نے پوچھا کہ یہ سر
پر نور کیسا ہے ملازمان یزید نے جواب دیا کہ یہ سر تمھارے باپ کا ہے
یہ سنکر اس مصیبت زدہ [illegible] نے سر انور کو طشت سے گود مین اٹھا لیا

اور سینہ سے لگا کر بین جگر خراش کرنے لگیں یا ابتاہ من ذا الذی خضبک بدمائک یا ابتاہ من للیتیمۃ حتی تکبر یا ابتاہ من للنساء الحاسرات یا ابتاہ من للارامل المسبیات ای پدر بزرگوار کس ظالم اور بیرحم نے آپکو آپکے خون میں رنگین کیا ای پدر نامدار اب کون ہی مجھ یتیمہ کا پرورش کرنے والا ای پدر مظلوم اب کون ہی ان اہل حرم مصیبت زدوں کا حمایت کرنے والا ای بابا اب کون حامی و مددگار ہی ان بیوونکا کہ جو اسیر و مقید کی گئی ہیں یا ابتاہ من للعیون الباکیات یا ابتاہ من للضایعات الغریبات یا ابتاہ من للشعور الناشرات ای بابا اب کون ہی کہ جو اہل حرم کو رونے سے باز رکھے اور انکو تسلی و دلاسا دے ای بابا اب کون خبر گیری کرنے والا ہی اہل حرم کا کہ جو عالم غربت و مسافرت میں ضایع و برباد ہوے ہیں ہاے ای بابا اب کون ہی کہ جو ترحم کرے ان بیکسون پر کہ جنکے بال سر کے کھلے ہوے ہیں یا ابتاہ من بعدک واخیبتاہ یا ابتاہ من بعدک واغربتاہ یا ابتاہ لیتنی کنت لک الفداء ای پدر مظلوم اب کون ہی بعد آپکے ہاے بے نصیبی ہماری بعد آپکے ای پدر نامدار افسوس ہی غربت و مسافرت اور بیکسی پر ہماری ای بابا کاش کہ میں آپ پر فدا ہو جاتی یا ابتاہ لیتنی کنت قبل ہذا الیوم عمیاء یا ابتاہ لیتنی وسدت الثری ولا اری شیبک مخضبا بالدماء ای پدر مظلوم کاش کہ میں قبل آپکے نابینا ہوتی

ای بابا کاش کہ مین پیوند خاک ہوتی کہ تا آپکی ریش مطہر خون سے رنگین
نہ دیکھتی ثُمَّ اَنَّهَا وَضَعَتْ فَمَهَا عَلٰی فَمِهِ الشَّرِيفِ وَبَكَتْ
بُكَاءً شَدِيدًا حَتّٰی غُشِيَ عَلَيْهَا فَلَمَّا حَرَّكُوهَا فَاِذَا قَدْ فَارَقَتْ
رُوحُهَا مِنَ الدُّنْيَا پس بعد اسکے اس یتیمہ نے سر انور
اپنے باپ کا سینہ سے لگاکر منہ اپنا دہن شریف پر حضرت کے رکھا او
بشدت روئین یہانتک کہ روتے روتے غش آگیا اور بیہوش ہوگئی
جب دیر تک اس یتیمہ سے آواز رونے کی نہ آئی اسوقت اہل حرم نے
شانہ پکڑکے ہلایا آہ آہ معلوم کیا کہ روح اس شیفتہ دیدار پدر کی اس
دنیاے فانی سے مفارقت کر گئی ہی اور وہ بھی جنت مین اپنے باپ سے
ملحق ہوئی فَلَمَّا رَاٰی اَهْلُ الْبَيْتِ مَا جَرٰی عَلَيْهَا اَعْلَنُوا بِالْبُكَاءِ
وَاسْتَجَدَّ ذَوُوا الْعَزَاءِ پس جب اہل بیت رسالت نے یہ حال دیکھا
باواز بلند رونا شروع کیا اور غم والم اور ماتم کو تازہ کیا آہ مومنین
اس عالم غربت ومسافرت اور بیکسی اور اسیری مین یہ مصیبت بہت
سخت گذری ہوگی کہ اس غریب الوطنی اور بے سامانی مین کیا کرتے
اسوقت جوانان ہاشمی شہداے کربلا یاد آگئے ہونگے کہ اگر وہ زندہ
ہوتے تو سامان دفن اس بچی کا مہیا کرتے آہ آہ وہ سب بزرگوار
خود بیغسل وکفن خاک گرم کربلا پر کئی روز تک پڑے رہے قَالَ
وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ حَضَرَ مِنْ اَهْلِ دِمَشْقَ فَلَمْ يُرَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ
اِلَّا بَاكٍ وَبَاكِيَةٌ غرضکہ راوی کہتا ہی کہ اسوقت گریہ وبکاسے ان

ستم رسیدون کے اُس قیدخانہ مین گویا قیامت بپا تھی اور اسیطرح سے
جتنے لوگ گرد و نواح اُس محبس کے اہل دمشق سے وہان موجود تھے وہ
زار زار روتے تھے یہانتک کہ ہر مرد و زن کو اس مصیبت مین گریان
پایا الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ششم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْبُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
یَحُطُّ الذُّنُوبَ الْعِظَامَ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ رونا
مصیبت امام حسین علیہ السلام پر گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہی پس حضرات
گریہ و بکا کیجیے مصائب پر امام حسین علیہ السلام اور مصائب دختران
سید المرسلین کے کہ وہ بیکس بعد شہادت اپنے برادر مظلوم کے انواع
و اقسام کے مصائب مین مبتلا ہوئین آہ مقید ہوکر شہر بشہر پھرائی گئین
اور مدت تک قیدخانہ شام مین محبوس رہین فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِهٖ
عَنْ هِنْدٍ زَوْجَةِ یَزِیْدَ اَنَّهَا قَالَتْ کَانَ اَهْلُ بَیْتِ سَیِّدِ
الْاَنَامِ مُدَّةً مَحْبُوْساً فِی الشَّامِ وَکَانَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ
السَّلَامُ فِیْ حُجْرَةٍ مُظْلِمَةٍ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین ہندہ زوجہ
یزید سے منقول ہی کہ کہا اُسنے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے
جب اہل بیت اُن حضرت کے مقید ہوکر داخل دمشق ہوے تو یزید
بیحیا نے اُن مخدرات عصمت و طہارت کو بعد دریافت نام و نسب کے
ایک مکان بوسیدہ اور خراب مین مدت تک مقید کیا اور سر اقدس

اُس امام کونین کا ایک حجرہ تاریک میں مقفل کیا وکنتُ لَواَزالُ باکِیَۃً
محزونۃً علیٰ مصابِھِم فرقدتُ لیلۃً علیٰ مضجعی فرأیتُ
ابوابَ السماءِ قد فُتِحَت والملائکۃ کتائب کتائب تنزل علیٰ
راسِ الحسین علیہ السلام اور جب اہل بیت رسالت مقید ہوکر
وارد شام ہوئے تھے اُس روز سے حال میرا نہایت ہی متغیر تھا اور
دن و رات مجھے اس مصیبت میں روتے اور پیٹتے گزرتا تھا بس ایک
شب میں روتے روتے اپنے فرش خواب پر سو گئی تھی کہ ناگاہ دیکھا
میں نے کہ دروازے آسمان کھل گئے اور گروہ گروہ ملائکہ آسمان سے
واسطے زیارت سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے اُس حجرہ میں
نازل ہوئے وقالوا السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک
یا ابن رسول اللہ فبینا کذٰلک اذ نزلت سحابۃ من السماء
وفیھا رجال تفوح منھم رائحۃ المسک والعنبر اور سارے
گروہ ملائکہ بکمال ادب اور تعظیم یہ کہتے ہیں کہ سلام ہو آپ پر یا ابا
عبد اللہ سلام ہو آپ پر یا ابن رسول اللہ بس وہ سب ملائکہ مصروف
بزیارت تھے ناگاہ میں نے کہ ایک لکہ ابر سفید آسمان سے اُس جگہ
نازل ہوا اور اُسمیں سے چند مرد نورانی باہر تشریف لائے کہ اُنسے خوشبو
بہتر از مشک و عنبر آتی تھی فاقبل منھم رجل کان دارۃ وجہہ کالقمر
لیلۃ البدر علیٰ ثنایا الحسین علیہ السلام ویقبلھما و یبکی
بعد اُسکے دیکھا میں نے کہ اُنمیں سے ایک مرد جلیل القدر کہ چہرہ انور اُنکا

مثل ماہِ کامل کے روشن تھا قریب سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے آئے اور منھ اپنا لب و دندان اُن حضرت پر رکھکر بوسے لیتے تھے اور روتے تھے وَیَقُوْلُ یَا وَلَدِیْ یَا نُوْرَ عَیْنِیْ اَنَا جَدُّکَ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی وَھٰذَا اَبُوْکَ عَلِیُّ نِ الْمُرْتَضٰی وَھٰذَا اَخُوْکَ حَسَنُ الْمُجْتَبٰی وَھٰذَا عَمُّکَ حَمْزَۃُ سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ فَبَکَا ئِہٖ یَبْکِیْ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ اور فرماتے تھے کہ ای فرزند دلبند میرے ای حسین میں ہون نانا تمھارا محمد مصطفےٰ ۱ اور یہ باپ تمھارا علی مرتضیٰ اور یہ بھائی تمھارا حسن مجتبیٰ اور یہ چچا تمھارا حمزہ سید الشہدا ہی یہ سب تیری مصیبت پر روتے ہین افسوس صد افسوس کہ تجھے اعدا نے بیگناہ پیاسا قتل کیا پس رسول خدا ۱ کے رونے سے یہ سب حضرات بیتاب تھے اور روتے تھے قَالَتْ فَانْتَبَھْتُ مِنْ نَوْمِیْ بَاکِیَۃً فَمَا وَجَدْتُ اِلَّا رَاَیْتُ نُوْرًا یَسْطَعُ مِنَ الْحُجْرَۃِ الَّتِیْ فِیْھَا رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ہند کہتی ہے کہ یہ دیکھتی ہی آنکھ میری کھل گئی اور مین فرش خواب سے روتی اور پیٹتی اُٹھی پس دیکھا مین نے کہ کوئی اُن حضرات سے وہان نہین ہی مگر وہ حجرہ کہ جسمین سر انور امام حسین علیہ السلام کا تھا وہ مملو ہی نور سے اور اُس حجرہ سے تا آسمان تک نور روشن ہی فَجَعَلْتُ اَطْلُبُ یَزِیْدَ فَمَا وَجَدْتُہٗ اِلَّا فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ قَدْ دَارَ وَجْھَہٗ اِلَی الْحَائِطِ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ مَالِیْ وَلِقَتْلِ الْحُسَیْنِ پس مین روتی ہوئی وہانسے اُٹھی اور یزید ملعون کو ہر چند اُن مکانون مین کہ جنمین وہ بیٹھا اکثر رہتا تھا تلاش کیا لیکن وہان نہ پایا پس بعد تجسس کے دیکھا مین نے

کہ ایک خانہ تاریک میں منھ اپنا طرف دیوار کے کیے بے اختیار رو رہا ہے
اور یہ کہتا ہے کہ ہائے کیا غضب ہو گیا کہ میں نے ناحق امام حسینؑ کو قتل کیا
حالانکہ وہ امام مظلوم بے گناہ تھے فَقَصَصْتُ رُؤیَایَ وَقُلْتُ لَہٗ
یَا لَعِیْنُ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَکَ مَا اَقَلَّ حَیَائَکَ قَتَلْتَ ابْنَ سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَسَبَیْتَ بَنَاتِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ پس میں اس ملعون کے
سامنے گئی اور کہا میں نے کہ اے شقی خدا تیرا رو سیاہ کرے کہ تو نے فرزند
رسول مختار کو ناحق قتل کیا اور دختران جناب امیر المومنینؑ کو مقید
کیا ہند کہتی ہے کہ میں نے خواب اپنا بیان اور کہا اے ملعون میں ابھی
دیکھ آئی ہوں کہ جناب رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ
علیہم السلام سر اقدس امام حسین علیہ السلام پر منھ اپنا رکھے رو رہے تھے
اور قاتل پر اپنے فرزند کے لعنت و نفرین کرتے تھے فَنَکِرَ فَلَمَّا اَصْبَحَ
اِسْتَدْعٰی حَرَمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنَ السِّجْنِ وَقَالَ لَھُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ
النُّبُوَّۃِ اَیُّمَا اَحَبُّ اِلَیْکُمُ الْمَقَامُ فِیْ دِمَشْقَ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ
ہند کہتی ہے جب اس ملعون سے میں نے خواب اپنا نقل کیا پس وہ
ملعون نادم ہوا اور اسکی صبح کو اہل بیت رسول خدا کو قید خانہ سے
بلایا اور عرض کی کہ اے اہل بیت نبوت جو امر شدنی تھا وہ ہوا اب
کونسا امر تمھیں پسند ہے آیا یہاں دمشق میں رہنا قبول ہے یا اپنے وطن
مدینہ کو جانا منظور ہے فَبَکَتِ النِّسَاءُ وَقُلْنَ یَا یَزِیْدُ نَحْنُ نُحِبُّ
اَوَّلًا اَنْ نَبْکِیَ وَنَنُوْحَ عَلٰی سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّہٗ

لو یتیسّر لنا البکاء علیہ پس یہ سنکر اہل بیت اطہار بہت روئے اور فرمایا کہ ای
یزید پلید اس سے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں تو اجازت دے کہ تا ہم نوحہ کریں اور روئیں
مصائب پر اپنے سید غریب امام حسین علیہ السلام کے اسلیے کہ جب سے تیری فوج
اُن حضرت کو قتل کیا اور ہمیں مقید کرکے اسطرف لائے ہیں ہمیں جی بھر کے رونے
نہیں دیا ہے اور اگر ہم میں سے کوئی اس مصیبت عظمیٰ پر روتا تھا تو وہ بیرحم ہمارے
سر پر نیزے مارتے تھے قَالَ یَا اَهْلَ بَیْتِ الرِّسَالَةِ فَافْعَلُوا مَا بَدَا لَکُمْ
فَخَلّٰی لَهُمْ دَارَ الْمَاتَمِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ پس یزید ملعون نے کہا کہ
اے اہل بیت رسالت تمہیں اجازت ہے جسقدر چاہو ماتم امام حسین میں گریہ
و بکا کرو کوئی تمہارا مانع نہیں ہے پس اُس بیحیا نے دمشق میں ایک مکان
وسیع واسطے مجلس ماتم کے خالی کردیا فَلَمْ یَبْقَ هَاشِمِیَّةٌ وَلَا قُرَشِیَّةٌ
فِی الشَّامِ اِلَّا وَلَبِسْنَ السَّوَادَ وَاجْتَمَعَتْ کُلُّهُنَّ بَاکِیَةً فِی ذٰلِکَ
الْمَکَانِ پس جب جابجا خبر مجلس عزاے امام حسین علیہ السلام اُس شہر میں
مشہور ہوئی تو یہ سنکر سب عورات ہاشمیہ و قرشیہ لباس ماتمی سیاہ پہنکر
بیٹھی اور روتی شریک مجلس ماتم ہوئیں آہ ہو مومنین اُسوقت اُن عورات
اہل بیت مظلوم کربلا کو کس کس عزیز کا پرسا دیا ہوگا کیونکہ اُنکے اٹھارہ بزرگوار
بنی ہاشم روز عاشورا تشنہ لب شہید ہوئے تھے وَفِی مُحْرِقِ الْقُلُوْبِ
اَنَّهُ لَمَّا اجْتَمَعَ الْمَجَالِسُ قُلْنَ النِّسَاءُ یَا یَزِیْدُ بِحَقِّ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَّا اَنْ
تُرْسِلَ اِلَیْنَا رَاْسَ الْحُسَیْنِ مَعَ رُؤُوْسِ الشُّهَدَاءِ حَتّٰی نُوَدِّعَهَا
ترجمہ محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب یہ مجلس ماتم و عزا برپا ہوئی

بِنتَ عَلِیٍّ لَمَّا رَاَت رَاسَ اَخِیھَا الحُسَینِ خَرَّت عَلَی الاَرضِ مَغشِیَةً فَاَخَذَتهُ وَضَمَّتهُ اِلٰی صَدرِھَا وَوَضَعَت فَمَھَا عَلٰی فَمِہٖ

راوی کہتا ہی کہ ہرچند اُسوقت مین سے اُن سب مخدرات کے گویا قیامت برپا تھی لیکن مجھے نہین بھولتا ہی حال جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام کا جسوقت اُن معظمہ نے سر اپنے بھائی کا دیکھا آہ آہ کی اور ہائے حسین کہا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑین جب غش سے افاقہ ہوا تو اُس سر انور کو اپنے سینہ سے لگالیا اور دہن اطہر کے بوسے لیے چنانچہ اُسوقت کے حال مین شاعر کہتا ہی ؎

تَنُوحُ وَدَمعُ العَینِ یَسبِقُ نُطقَھَا	وَفِی قَلبِھَا نَارُ المَصَائِبِ صَبَّتِ
اُخَیَّ یَا ھِلَالًا غَابَ قَبلَ کَمَالِہٖ	فَمِن فَقدِہٖ اَضحٰی نَھَارِی کَلَیلَةِ

آہ وہ مخدومہ عجیب کرب سے نوحہ کرتی تھین کہ دل ہر ایک شخص کا وہ بین سنکر شق ہوتا تھا اور ہرچند چاہتی تھین کہ کچھ کہون لیکن کثرت گریہ و بکا سے بات نہ کیجاتی تھی اور قلب انور مین آتش غم و الم مشتعل تھی اور سر اقدس کیطرف خطاب کرکے یہ بین کرتی تھین کہ ای بھائی ای چاند فلک امامت کے افسوس ہی کہ ابھی آپ ماہ کامل نہوے تھے کہ ہماری نظرون سے غائب ہوگئے اور ہمارا روز روشن آپکے نہونے سے مثل شب کے تیرہ و تاریک ہوگیا ؎

اَخِیَّ یَا اَخِیَّ اَیُّ المَصَائِبِ اَشتَکِی	فِرَاقَکَ اَم ھَتکِی وَذُلِّی وَغُربَتِی
اَخِیَّ بَعدَ ذَاکَ الصَّونِ فِی السَّترِ وَالحَیَا	یَلحَظُنَا الاَرذَالُ فِی دَارِ غُربَةِ

ای برادر مظلوم یہ بہن ستم رسیدہ کس کس مصیبت کا آپ سے شکوہ کرے
آیا یہ بیان کرون کہ آپسا حامی و سرپرست اس غریب الوطنی مین مجھ سے
چھوٹ کر شہید ہو گیا یا یہ بیان کرون کہ بعد آپکے ہتک حرمت میری
ہوئی اور مین بعد آپکے مذلت سے بے نقاب شہر بشہر پھرائی گئی حالانکہ
ہماری یہ عزت و آبرو تھی کہ فرشتہاے مقرب بھی ہمارے گھر مین بے اجازت
نہ آتے تھے اور ہماری کنیزون کے لیے بھی گھر سے باہر نکلنا ننگ و عار تھا آہ
بعد آپکے ہماری یہ نوبت پہونچی کہ ہم مثل کنیزون کے پھرائے گئے اور ہر ایک
شخص نے مجمع عام مین ہمین بے مقنعہ و چادر دیکھا فَاُقِیْمَ الْمَاتَمُ فِیْ دِمَشْقَ
سَبْعَةَ اَیَّامٍ ثُمَّ دَعَاهُنَّ یَزِیْدُ وَقَالَ لَهُنَّ یَا اَهْلَ بَیْتِ سَیِّدِ
الْاَنَامِ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکُمُ الْمُقَامُ بِدِمَشْقَ اَمْ لَا فَقُلْنَ لَهٗ یَا یَزِیْدُ
نَحْنُ نُحِبُّ زِیَارَةَ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الثَّامِنُ وَ
اِنْقَضَتِ التَّعْزِیَةُ دَعَاهُنَّ یَزِیْدُ وَعَرَضَ عَلَیْهِنَّ الْمُقَامَ
پس سات روز تک مجلس ماتم و عزاے مظلوم کربلا شہر دمشق مین بپا رہی
اور روز ہشتم پھر یزید ملعون نے اہل بیت رسالت کو سامنے اپنے بلا کر بلایا
اور عرض کی کہ ای اہل بیت رسول خدا آیا آپکو شہر دمشق مین سکونت
منظور ہے یا نہین یہ سنکر ان بیکسون نے فرمایا کہ ای یزید ہمین کسیطرح یہان
رہنا منظور نہین ہے بلکہ ہم مشتاق زیارت روضۂ منورۂ رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ کے ہین ہمین ہمارے وطن مین پہونچوا دے فَاَحْضَرَ لَهُنَّ
الْمَحَامِلَ وَزَیَّنَهَا بِاَنْطَاعِ الْاِبْرِیْسَمِ وَصَبَّ عَلَیْهَا الْاَمْوَالَ

وَقَالَ لِاُمِّ کُلْثُوْمٍ خُذِیْ هٰذَا الْمَالَ عِوَضَ مَا اَصَابَکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ
وَمَا اَصَابَ بِاَخِیْكِ الْحُسَیْنِ پس جب یزید نے دیکھا کہ اہل بیت
رسول مختار کسیطرح دمشق میں نہ رہیں گے اسوقت چند ناقہ مع ہودج
و عماری پردہ دار ریسمان ابریشم سے مستحکم کرکے واسطے سواری اہل بیت
اطہار کے حاضر کیے اور چند اونٹوں پر مال و اسباب بیش قیمت بار کرا کے
سامنے اہل حرم کے لائے اور جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام
سے عرض کی کہ ای ام کلثوم میں امید وار ہوں کہ جو کچھ قصور مجھ سے آپ
اہل بیت رسالت کی خدمت میں ہوا ہی اسے معاف کیجیے اور یہ مال
و اسباب کہ خون بہا ہی آپکے بھائی امام حسین علیہ السلام کا اسکے
قبول فرمائیے فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِكَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بَکَتْ وَقَالَتْ وَیْحَكَ
یَا یَزِیْدُ مَا اَقَلَّ حَیَائَكَ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ قَتَلْتَ سَیِّدِیْ
وَهَتَکْتَ عِزِّیْ وَتُعْطِیْنِیْ عِوَضَهٗ مَالًا مِنَ الدُّنْیَا پس یہ سنکر
جناب ام کلثوم بہت روئیں اور فرمایا کہ ای یزید وائے ہو تجھپر خدا تیرا
منھ سیاہ کرے تو نے دختران فاطمہ زہرا کو مثل بندیان ترک و روم کے
ہر شہر و دیار میں پھرایا اور امام حسین علیہ السلام کو ناحق قتل کیا پس
وہ ظلم عظیم ہی کہ جسکا کچھ عوض نہیں ہو سکتا ہی اور تو ہمیں عوض اسکا
یہ مال دنیا دیتا ہی وَاللّٰهِ لَوْکَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ کُلُّهٗ ذَهَبًا وَفِضَّةً
لَمْ یَکُنْ عِوَضًا لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقَامَتِ الْقِیَامَةُ
وَتُنَادِیْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بَاکِیَةً قسم بخدائے عز و جل اگر تمام روئے

زمین نقرہ و طلا ہو اور تو وہ سب خون بہا دے امام حسین علیہ السلام کا
تو ہرگز وہ عوض ان حضرت کے ایک قطرۂ خون کا نہین ہو سکتا ہی اے
بیحیا جب بروز قیامت عرصۂ محشر مین جناب فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ گریان و نالان تشریف لائینگی اور اس حالت کرب مین
زیر عرش با سر برہنہ ہونگی ؂

تعدی علی ابنی بعد قہر و قسرۃ	تقول یا عدل احکم بینی و بین من
و کم جال فیہم من سنان و شفرۃ	اجالوا علیہ بالصوارم و القنا

اور جناب اقدس الٰہی مین گویا اسطرح سے استغاثہ اور فریاد کرینگی کہ ای
مالک و عادل ای سید میرے حکم کر تو درمیان میرے اور ان ظالمون کے
کہ جن بیرحمون نے میرے نور نظر پارہ جگر حسین پر ظلم کیا اور میرے فرزند کو
تیر اور نیزہ و شمشیر و سنگ سے قتل کیا اور اس مظلوم کو خنجر سے ذبح کیا
یا یزید فاستعد للجواب و انی لک ذلک پس ای یزید اسوقت
جانب خداوند عادل سے تجھ سے اس خون ناحق کا سوال کیا جائیگا
پس تو آمادہ جواب ہو اور جواب اسکا تجھ سے کیا ہو سکے گا پس یہ سنکر
وہ ملعون سر جھکا کر رونے لگا لیکن یہ رونا اسکو اب کیا مفید ہوگا الا
لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ہفتم

فی الکافی عن حنان بن سدیر عن ابیہ انہ قال قال لی ابو عبد
اللہ علیہ السلام یا سدیر اتزور قبر الحسین علیہ السلام

فِی الجُمُعَۃِ خَمسَ مَرَّاتٍ وَفِی کُلِّ یَومٍ مَرَّۃً کافی مین حنان بن سُدیر سے منقول ہی وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ کہا اُسنے فرمایا مجھسے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای سدیر آیا تو پانچ مرتبہ روز جمعہ اور ایک بار ہر روز زیارت سے میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی مشرف ہوتا ہی قلت یَابنَ رَسُولِ اللّٰہِ جُعِلتُ فِدَاکَ بَینَنَا وَبَینَہٗ فَرَاسِخُ کَثِیرَۃٌ قَالَ اِصعَد فَوقَ سَطحِکَ ثُمَّ تَلتَفِتُ یُمنَۃً وَیُسرَۃً ثُمَّ تَرفَعُ رَاسَکَ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ تَنحُو نَحوَ القَبرِ وَتَقُولُ راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر مین نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہو جان میری آپ پر قبر اطہر اُن حضرت کی ہم لوگون سے بہت سے فرسخ دور ہی تو اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے کوٹھے پر جا اور چپ و راست نظر کر اور طرف قبر اقدس اُن حضرت کے متوجہ ہوکر کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا اَبَا عَبدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَابنَ رَسُولِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یُکتَبُ لَکَ لِکُلِّ زِیَارَۃٍ حَجَّۃٌ وَعُمرَۃٌ حضرت فرماتے ہین کہ جب تو اسطرح سے زیارت بجا لاویگا تو خداوند عالم بعوض ہر زیارت کے ثواب ایک حج و عمرہ کا تیرے نامۂ عمل مین لکھے گا وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ مَن زَارَنِی بَعدَ مَوتِی زُرتُہٗ یَومَ القِیٰمَۃِ وَلَو لَم یَکُن اِلَّا فِی النَّارِ فَاَخرَجتُہٗ اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو مومن بعد میری شہادت کے میری قبر کی

زیارت کو آئیگا تو مین بروز قیامت ضرور اُس سے ملاقات کرونگا اگرچہ وہ
شخص کسی وجہ سے اُس روز داخل دوزخ بھی ہوگا تو مین اُسے نکالونگا
سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی زائر مظلوم کربلا کا اب تصور کیجیے کہ بعد شہادت
اُن حضرت کے اوّل زائر اُس قبر النور کا کون تھا وہ جابر بن عبد اللہ انصاری
علیہ الرحمہ تھے جو مدینہ سے مع جماعت بنی ہاشم آئے تھے اور اُسی روز بیمار کربلا
اسیر رنج و ملا امام زین العابدین علیہ السلام بعد رہائی قید شام کے مع
اہل بیت خیر الانام وارد صحراے کربلا ہوے کہ وہ بیسوین تاریخ ماہ صفر سنہ
باسٹھ ہجری کی تھی جیسا کہ بعض مورخین نے لکھا ہی اور یہ جو مشہور ہی کہ اُسی
سال سنہ اکسٹھ ہجری مین بروز چہلم جس سال مظلوم کربلا شہید ہوے اہل بیت
اُن حضرت کے شام سے واپس آئے بعید معلوم ہوتا ہی کیونکہ آمد و رفت
بوجہ اسیری اختیاری نہ تھی کہ امام زین العابدین علیہ السلام تشریف
لاتے بلکہ وہ جناب تو مع اہل بیت بظلم و ستم اور بجبر اشقیاے امت اسیر
و مقید تھے علاوہ اسکے کتاب روضہ مین لکھا ہی کہ کوفہ سے شام تک دو سو
پچاس فرسخ کی مسافت ہی جسکے سات سو پچاس میل شرعی ہوتے ہین
پس آمد و رفت کی مسافت پندرہ سو میل کوہستان مین اونھون پر دو آخر
محرم سے بیسوین صفر تک طی نہین ہو سکتی ہی اور یہ اکثر روایات لہوف
و بحار سے ثابت ہی کہ اہل بیت امام حسین علیہ السلام مدت تک زندان
شام مین مقید رہے یہانتک کہ بسبب دن کی دھوپ اور رات کی شبنم کے
پوست چہرہ ہاے نورانیہ کے متغیر ہو گئے تھے آخر بنا بر روایت علامہ زمخشری

بعد ایک سال کے اُن ستم رسیدون نے رہائی پائی فِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّهٗ لَمَّا نَدِمَ یَزِیْدُ عَلٰی اَفْعَالِهٖ فَاسْتَدْعٰی بِحَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص وَقَالَ لَهُمْ یَا اَهْلَ بَیْتِ الرِّسَالَةِ اَیُّمَا اَحَبُّ اِلَیْکُنَّ الْمَقَامُ فِی الشَّامِ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ چنانچہ منتخب مین جو مشہور بہ بیاض فخری ہی فخر الدین بن طریح نجفی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ جب یزید ملعون اپنے افعال سے نادم و پشیمان ہوا اُسوقت اہل بیت رسالت کو طلب کیا اور اُنسے بہت سے عذر تقصیرات اپنے بیان کیے اور یہ عرض کی کہ اے اہل بیت رسالت آپکو اس شہر شام مین رہنا قبول ہی یا اپنے وطن مدینہ منورہ کو جانا منظور ہی فَقُلْنَ النِّسَاءُ یَا یَزِیْدُ نَحْنُ نُحِبُّ زِیَارَةَ رَوْضَةِ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لِعَلِیٍّ ع اُذْکُرْ حَاجَاتِکَ پس اہل بیت اطہار نے فرمایا کہ اے یزید ہمین مدت مدید گذری ہی کہ زیارت روضۂ جد امجد جناب رسول خدا سے محروم ہین اب ہم مشتاق زیارت اُس جناب کے ہین یہ سنکر یزید نے بیمار کربلا سے عرض کی یا علی جو کچھ حاجت آپکو درپیش ہو تو اُسے بیان کیجیے کہ مین بجالاؤن فَقَالَ عَلِیٌّ ع یَا یَزِیْدُ لَیْسَ لِیَ اِلَیْکَ حَاجَةٌ اِلَّا اَنْ تُرِیَنِیْ وَجْهَ سَیِّدِی الْحُسَیْنِ ع فَاُوَدِّعُهٗ وَاَنْ تَرُدَّ عَلَیْنَا مَا نُهِبَ مِنَّا پس یہ سنکر جناب سید الساجدین ع نے فرمایا کہ اے یزید مجھے کوئی حاجت دنیا طرف تیرے نہین ہی مگر اتنا چاہتا ہون کہ سر اقدس میرے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کا مجھے دے کہ تا اُس چہرۂ پر نور کی زیارت سے مشرف ہون اور حضرت سے

رخصت ہوتا ہون اور اگر تجھ سے ہو سکے تو جو اسباب ہمارا تیری فوج نے
لوٹا ہی وہ ہمین اُنسے دلا دے وَاِنْ عَزَمْتَ عَلٰى قَتْلِى فَوَجِّهْ مَعَ
هٰؤُلَاءِ النِّسْوَةِ مَنْ يَرُدُّهُنَّ اِلٰى حَرَمِ جَدِّهِنَّ اور اگر تجھے قتل کرنا
میرا بھی منظور ہی تو کسی شخص امین کو ہمراہ ان مخدرات عصمت کے کر
کہ تا وہ ان سب عورات کو روضہ رسول خدا پر با احتیاط پہونچا دے
فَقَالَ يَا عَلِىُّ اَمَّا وَجْهُ اَبِيكَ فَلَنْ تَرَاهُ اَبَدًا وَاَمَّا قَتْلُكَ فَقَدْ
عَفَوْتُ عَنْكَ فَلَا يُسَيِّرُ مَعَهُنَّ غَيْرُكَ وَاَمَّا مَا اُخِذَ مِنْكُمْ
فَاَنَا اُعَوِّضُكُمْ عَنْهُ یہ سنکر یزید نے جواب دیا کہ یا علی سر آپکے باپ کا آپکو
ہرگز نہ ملے گا مگر قتل سے تمہارے مین دست بردار ہوتا ہون اب سوائے تمہارے
کوئی ایسا امین نہین ہی کہ ان عورات کو مدینہ منورہ مین پہونچاوے اور
جو کچھ کہ آپنے واسطے اپنے اسباب کے فرمایا ہی اب پھرنا اسکا ممکن نہین ہے
لیکن جسقدر کہ اسباب آپکا لٹ گیا ہی عوض اُسکے مجھسے مال جسقدر
چاہیے لیجیے فَقَالَ عَلِىٌّ يَا يَزِيدُ اَمَّا مَالُكَ فَهُوَ مُوَفَّرٌ عَلَيْكَ وَاِنَّمَا
طَلَبْتُ مَا اُخِذَ مِنَّا لِاَنَّ فِيهِ مِغْزَلَ جَدَّتِى وَمِقْنَعَهَا وَقِلَادَتَهَا
وَقَمِيصَهَا حضرت نے فرمایا کہ ای یزید مال تیرا تیرے ہی لیے وافر ہے
اُسکی طرف ہمکو حاجت نہین ہی اور مین نے اسباب اپنا اسلیے طلب کیا ہی
کہ اُسمین چند تبرکات ہین میرے بزرگون کے چنانچہ اُسمین میری جدہ
ماجدہ جناب فاطمہ زہرا کا ایک مغزل اور مقنعہ اور گلوبند اور
پیراہن ہی فَاَمَرَ اللَّعِينُ بِرَدِّ ذٰلِكَ وَزَادَ عَلَيْهِ مِائَتَىْ دِينَارٍ

فَاَخَذَهَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَفَرَّقَهَا عَلَى الْمَسَاكِيْنِ آخر کار اُس لعین نے
کچھ اسباب لٹا ہوا اُن حضرت کو منگا دیا اور سوائے اُسکے دو سو دینار
بھی حاضر کیے راوی کہتا ہے کہ حضرت نے پھیرنا اُنکا مصلحت نہ جانا اُنھیں
قبول کیا لیکن اُسیوقت فقرا و مساکین پر تقسیم فرمائے فَاَمَرَ اللَّعِيْنُ
بِرَدِّهِمْ اِلٰى اَوْطَانِهِمْ فَسَارَ الْقَاعِدُ مَعَهُمْ اِلٰى اَرْضِ كَرْبَلَا
فَوَصَلُوْا اِلٰى مَصَارِعِ الشُّهَدَآءِ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ صَفَرٍ
بعد اُسکے اُس ملعون نے نعمان بن بشیر کو کہ وہ دوستدار خاندان رسالت
سے تھا ہمراہ اہل بیت اطہار کے کرکے روانہ مدینۂ منورہ کیا اُسنے بکمال
حفظ و احتیاط طی منازل کرتے ہوئے اُس قافلہ کو پہلے زمین کربلا پر
پہونچایا کہ وہ تاریخ بیسویں ماہ صفر کی تھی وَفِي اللُّهُوْفِ وَغَيْرِهٖ
لَمَّا رَجَعَ نِسَاءُ الْحُسَيْنِ وَعِيَالُهٗ مِنَ الشَّامِ وَبَلَغُوا الْعِرَاقَ
قَالُوْا لِلدَّلِيْلِ مُرَّ بِنَا عَلٰى طَرِيْقِ كَرْبَلَا فَوَصَلُوْا اِلٰى مَوْضِعِ الْمَصْرَعِ
اور لہوف وغیرہ میں یوں منقول ہے کہ جب اہل حرم اور عیال امام
حسین علیہ السلام نے قید شام سے رہائی پاکر مراجعت فرمائی اور طی منازل
کرتے ہوئے ملک عراق میں پہونچے اُسوقت نعمان بن بشیر سے فرمایا
کہ تو ہمکو کربلا کیطرف لیچل پس بموجب ارشاد کے اُسنے بمقتل شہدا میں
پہونچایا فَوَجَدُوْا هُنَالِكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ وَجَمَاعَةً
مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَتَلَاقَوْا فِيْ وَقْتٍ وَاحِدٍ فَاَخَذُوْا بِالنِّيَاحِ
وَالْبُكَاءِ عَلَى الشُّهَدَآءِ جب بیمار کربلا مع اہل حرم کے اُس صحرا میں

جناب سید الشہدا ہوئیں اور تین شبانہ روز اور بروایتے سات شبانہ روز مقتل شہدا پر ماتم بپا رہا کیونکہ مومنین عورات بنی اسد نے جناب زینب و ام کلثوم کو کس کس عزیز کا پرسا دیا ہوگا کیونکہ روز عاشورا اٹھارہ بزرگوار بنی ہاشم شہید ہوئے تھے فقال نعمان بن بشیر لعلی یا ابن رسول اللہ لو رأیت لرحلنا من ھنا فانہ غیر مامون پس جب کئی روز اس صحرا میں گذر چکے اسوقت نعمان بن بشیر نے خدمت باسعادت جناب سید الساجدین میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ الحمد للہ کئی روز آپکو اس صحرا میں بخیر گذرے چونکہ یہ جگہ خوف کی ہے اور مجھے آپکے دشمنوں سے اطمینان نہیں ہے اگر حضرت ارشاد فرمائیں تو یہاں سے کوچ کریں فرضی علی الرحیل و ودع قبر سید الشہداء و قبور الاقرباء بالنیاح والبکاء پس یہ سنکر امام زین العابدین علیہ السلام نے التماس بشیر کو قبول فرمایا اور بموجب روایت منتخب کے بائیسویں یا تائیسویں ماہ صفر کو طرف مدینہ منورہ کے روانہ ہوئے اور قبر جناب سید الشہدا اور قبور اقربا سے بکمال حسرت و یاس وداع ہوئے اور اسیطرح سب اہل بیت بزار و زاری مزار اقربا سے رخصت ہوئے اما زینب بنت امیر المومنین ع وھی لا ترقی دمعتھا وتندب علی اخیھا وکلما یسلیھا احد یزداد نحیبھا وبکاءھا لیکن جناب زینب دختر امیر المومنین کا یہ حال تھا کہ کسیطرح قبر مطہر امام حسین سے جدا ہونی نہ چاہتی

اشک چشم انور سے مثل ابر بہار کے متصل جاری تھے اور جگر اقدس آتش
غم والم سے بریان تھا اور جسقدر کوئی اُن معظمہ کو سمجھاتا تھا تو اور رنج
والم انکا زیادہ ہوتا تھا پس جب جناب سید الساجدین ع نے بہت سا
سمجھایا چونکہ اطاعت امام زمان کی ہر فرد بشر پر واجب ہے لاچار چلنے پر
آمادہ ہوئیں اور وقت رخصت کے قبر مطہر امام حسین علیہ السلام سے
لپٹ کر یہ بین کرتی تھیں اور روتی تھیں ع

دَخَلْنَا یَا اَخِیْ بِالرَّغْمِ مِنَّا	اَلَا فَانْظُرْ اِلٰی مَا حَلَّ فِیْنَا
اَلَا یَا کَرْبَلَا اَوْدَعْتُ جِسْمًا	بِلَا غُسْلٍ وَّلَا کَفَنٍ دَفِیْنَا

آگاہ ہو اے بھائی کہ یہ بہن ستمدیدہ چاہتی ہے کہ تا زیست اپنی اس قبر
مطہر سے جدا نہوں اور ہمیشہ مجاور اس مزار کی رہوں لیکن کیا کروں
کہ بناچاری اس قبر انور کو چھوڑتی ہوں اور آپکو اس صحرا میں چھوڑ کے
مدینہ جاتی ہوں بعد اسکے وہ معظمہ متوجہ طرف زمین کربلا کے ہوئیں
اور فرمایا کہ اے ارض کربلا خبردار رہنا اس جسم اطہر شہید راہ خدا سے
کہ جو بے غسل و کفن تجھ میں دفن ہوا ہے ع

اَلَا یَا کَرْبَلَا اَوْدَعْتُ نُوْرًا	لِبَارِی الْخَلْقِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا
اَلَا یَا کَرْبَلَا اَوْدَعْتُ کَنْزًا	وَذُخْرَ الْقَاصِدِیْنَ الزَّائِرِیْنَا
وَدَعْنَا فِیْکَ فِلْذًا مِنْ عَلِیٍّ	وَمِنْ زَهْرَا وَسِیِّتَ الْعَالَمِیْنَا

اور اے ارض کربلا میں تجھے بطور امانت سونپتی ہوں اُس نور خدا کو کہ
جو باعث ظاہر ہونے اور تحصیل سعادت دنیا و آخرت ہی واسطے

اُن سب لوگون سے کہ جو زیارت کو اُس نور کے آئینگے آگاہ ہو ای زمین
کربلا مین امانت سونپتی ہون اُس عالم علوم ربانی کو کہ جو مخزن اسرار
و حکمت الٰہی ہی اور ای زمین کربلا سپرد کرتی ہون مین تجھے پارۂ جگر علی مرتضیٰ
اور ناز پروردۂ فاطمہ زہرا کو جو بہترین عورات عالم ہین فَبَکَتْ
وَسَارَتْ بَاکِیَۃً اِلَی الْمَدِیْنَۃِ بعد اسکے قبر اطہر امام حسین علیہ السلام
ملکر بہت روئین اور ناچار گریان و نالان ہمراہ اہل حرم کے طرف
مدینہ منورہ کے روانہ ہوئین اور صاحب محرق القلوب علیہ الرحمہ
سکینہ خاتون یتیمۂ مظلوم کربلا کے حال مین یون لکھتے ہین کہ اُسوقت
اُس یتیمہ نے اپنے تئین قبر انور پر اپنے پدر مظلوم کے گرا دیا اور قبر سے
لپٹ کر زار زار روتی تھین اور بین کرتی تھین ای پدر بزرگوار کیا
سبب ہی کہ آپنے ہم سے کنارہ کشی اختیار کی ای پدر نامدار کیا باعث ہی
کہ آپکا دل اپنے اہلبیت کی محبت سے سیر ہو گیا ای پدر مظلوم آپکو تو
سوا میرے ایک دم قرار نہ تھا اب کیا وجہ ہی کہ آپنے تنہائی اختیار کی
ای بابا کیا آپکو نہین خبر ہی کہ بعد آپکے ہمپر کیا کیا ظلم و ستم ہوے آہ آہ جبکہ
آپ شہید ہوے تو ہم سب اہلبیت آپکے اسیر و مقید ہوے اور اہل کوفہ
و شام نے آپ ظلم سے منع کیا اور بے نقاب شتران بے پردہ پر
سوار کر کے کوفہ و شام مین لیے پھرے اور ہر شہر و دیار مین اشقیا
ہماری جانب نظر کرتے تھے ای بابا اب ہم مدینہ جاتے ہین ہاے افسوس
آپ اس صحرا مین آرام کرتے ہین راوی کہتا ہی کہ یہ بین اُس یتیمہ کے

سنکر شور گریہ و بکا بلند ہوا اور سب زار زار رونے لگے پس اہل حرم نے اُسے
تسلی و دلاسا دیا اور ہمراہ لیکر روانہ مدینہ ہوئے آہ مومنین اس مقام
یاد آگیا وہ روز کہ جس روز جناب سکینہ لاش پدر سے لپٹ کے زار زار
روتی تھین اور بین کرتی تھین افسوس ہزار افسوس اُسوقت چند اعراب
سنگدل جمع ہوئے کہ سرگروہ اُنکا شمر لعین تھا اب کس زبان سے بیان
کرون کہ اُس شقی نے کس ظلم و ستم سے لاش پدر سے جدا کیا اور رونے بھی
نہ دیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ہفتم

فِی البحار وغیرہ عن الصادق نایہ السلام انہ قال من ذکرنا عندہ
فبکی لما اصابنا ولما اصابنا من نوب الدھر غفر اللہ ذنوبہ ولو
کانت مثل زبد البحر بحار الانوار وغیرہ مین جناب صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن سُنے ہمارے
مصائب کو اور روئے اُن جور و ستم پر کہ جو گردش زمانۂ غدار سے ہم اہل بیت
رسول مختار کو پہونچے ہین تو خداوند غفار تمام گناہ اُسکے بخشے گا اگرچہ گناہ
اُسکے مثل کف دریا کے ہون پس حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب پر
ذریت و عترت جناب رسول خدا صلعم کے کہ یہ وسیلہ اعظم نجات آخرت کا ہے
اور تصور کیجیے اُن حضرات کی مصیبت کو کہ کس بیکسی اور غربت و مسافرت
مین مبتلا تھے اللہ اکبر کہان مدینہ اور کہان شام یہ مسافت کس مصیبت سے
طی ہوئی ہوگی فی المناقب وغیرہ قال بشیر بن جذلم فلما قربنا

مِنَ الْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَحَطَّ رَحْلَهُ وَضَرَبَ فُسْطَاطَهُ وَاَنْزَلَ نِسَائَهُ چنانچہ مناقب وغیرہ میں بشیر بن جذلم شاعر سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب ہم اہل قافلہ کربلا سے بعد طی منازل قریب شہر مدینہ کے پہونچے تو اسوقت امام زین العابدین علیہ السلام نے بیرون شہر قریب فدک کے مقام کیا اور خیمے بپا کیے اور اہل بیت کو اتروایا فَقَالَ لِيْ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا فَهَلْ تَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهُ قُلْتُ بَلٰى پس مجھ سے فرمایا کہ اے بشیر خداوند عالم رحمت اپنی نازل کرے تیرے باپ پر کہ وہ مرد شاعر تھا آیا تجھے بھی فن شعر میں دخل ہے میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اے بشیر مدینہ میں جا کر اہل شہر کو شہادت امام حسین علیہ السلام اور ہمارے ورود سے آگاہ کر بشیر کہتا ہے کہ موافق حکم ان حضرت کے میں سوار ہو کر داخل مدینہ ہوا اور مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں آواز بلند یہ کہا ؎

يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ بِهَا ۔۔۔ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَاَدْمُعِيْ مِدْرَارٌ

اے اہل یثرب اب یہ شہر قابل سکونت کے نہیں رہا اسلیے کہ رئیس اور مالک انکا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ مع اصحاب و اقربا بظلم و ستم اعدا زمین کربلا پر تشنہ لب مثل گوسفند قربانی ذبح ہوئے ؎

اَلْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ ۔۔۔ وَالرَّاْسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ يُدَارُ

آہ جسم اطہر فرزند سید البشر کا جو لباس جنت سے آراستہ ہوتا تھا اور

آغوش جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا میں پلا تھا خاک و خون آلودہ
ریگ گرم کربلا پر حرارت آفتاب میں کئی دن تک بے غسل و کفن پڑا رہا
اور سر انور اُس مظلوم کا نوک نیزۂ طویل پر رکھا گیا اور دیار بدیار پھرایا
گیا اور اہل بیت اُن حضرت کے بعد رہائی کے اب بیرون مدینہ وارد ہوئے
ہیں راوی کہتا ہے کہ یہ آواز سنکر تمام مرد و زن اہل مدینہ خصوصاً ہاشمی
روتے ہوئے خدمت بابرکت امام زین العابدین علیہ السلام میں حاضر
ہوئے اُسوقت شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی پس حضرت نے
اشارہ سے حکم سکوت فرمایا بعد اُسکے خطبہ پڑھا اور سبکو شہادت امام
حسین علیہ السلام اور حال اسیری اہل بیت سے مطلع کیا بعد اُسکے ہمراہ
قافلۂ اہل بیت مع اہل شہر کے روتے ہوئے طرف شہر کے روانہ ہوئے
آہ جب نظر جناب اُمّ کلثوم کی مکانات شہر پر پڑی تو اُسوقت اُس
مظلومہ نے طرف مدینۂ منورہ کے مخاطب ہوکے یہ نوحۂ جگر خراش پڑھا
جیسا کہ صاحب بحار الانوار لکھتے ہیں منجملہ اُسکے چند شعر یہ ہیں ؎

مَدِینَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِینَا	فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
خَرَجْنَ مِنْكِ بِالْاَهْلِینَ جَمْعًا	رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِینَا

اے شہر ہمارے نانا کے آج ہمارے آنے کو اپنے میں قبول نہ کر کہ ہم تجھ میں
بحسرت و یاس آتے ہیں جائے انصاف ہے کہ کیونکر گوارا ہو ہمیں اپنا
داخل ہونا شہر میں کہ ایک دن وہ تھا کہ ہم مع اقربا تجھ سے رخصت
ہوکر گئے تھے اور آج اس بیکسی سے تجھ میں داخل ہوتے ہیں کہ ہمارے

مردان اہل بیت اور اولاد سے کوئی ہمارے ساتھ نہیں ہے ۵

وکنا فی الخروج بجمع شمل	رجعنا حاسرین مسلبینا
وان رجالنا بالطف صرعی	بلا راس وقد ذبحوا البنینا

اور ہم وقت روانگی کے باجمعیت وسامان تھے اب ہم وقت واپسی کے بے نقاب اور بے مقنعہ وچادر اسیر بلا ہیں اور ہمارے مرد صحرائے کربلا میں خاک وخون میں بے سر غلطان کیے گئے اور اعدا نے ہمارے بچوں کو بھی ذبح کیا ۵

ومولنا الحسین لنا انیس	رجعنا والحسین بہ رھینا
الا اخبر رسول اللہ عنا	بانا قد فجعنا فی اخینا

اور اے مدینہ کیونکر پسند ہو ہمیں آج تجھ میں اپنا آنا کہ جس روز ہم یہاں سے چلے تھے تو عون و محمد اور جعفر اور فضل بن علی اور عبید اللہ اور محمد اصغر اور علی اصغر اور قاسم و علی اکبر شبیہ پیغمبر اور محمد بن جعفر طیار اور عباس ماہ بنی ہاشم اور امام حسین جوسا آقا ہمارے ساتھ تھے اور آج اس بیکسی اور تنہائی سے ہم پھر کر آئے ہیں کہ کوئی ان اٹھارہ بنی ہاشم سے ہمارے ساتھ نہیں ہی آہ آہ وہ سب کے سب صحرائے کربلا میں مثل گوسفندان قربانی روز عاشورا تشنہ لب ذبح ہو گئے اور ان سب کو اس صحرا میں سوتا چھوڑ کر ہم جیسے ہو وہ پھر کر آئی ہیں آور اس شہر ہمارے نانا کے ہمارے جد بزرگوار کو خبر کر کہ یا رسول اللہ تو نواسیاں آپکی ماتم میں اپنے بھائی کے روتی ہوئیں شہر میں داخل ہوتی ہیں ۵

وقد ذبحوا الحسین ولم یراعوا	جنابک یا رسول اللہ فینا
ورهطک یا رسول اللہ اضحوا	عراة بالطفوف مسلبینا

اور ای مدینہ خبر دے ہمارے نانا رسول خداؐ کو کہ آپکی امت جفا کار نے آپکے فرزند دلبند امام حسینؑ کو قتل کیا اور مطلق آپکا پاس و لحاظ ہمارے بارہ مین نہ کیا اور دختران فاطمہ زہراؑ کو بے نقاب اور بے مقنعہ و چادر روز روشن شہر بشہر اور بیابانون مین پھرایا اور کسی نے رعایت آپکی نہ کی ۵

فلو نظرت عیونک للاساری	علی اقتاب الجمال محملینا
رسول اللہ بعد الصون صارت	عیون الناس ناظرة الینا

یا رسول اللہؐ کاش دیکھتے آپ اپنی نواسیون کو کہ وہ مخدرات عصمت کہ جنکے گھر سے رواج پردہ داری کا عالم مین جاری ہوا وہ سب ستم رسیدہ شتران بے کجاوہ و عماری پر کہ جنپر بجز بالان کے کچھ فرش و پردہ نہ تھا مثل بندیان ترک و روم کے بلوائے عام مین پھرائی جاتی تھین کہ نا محرم ہمکو دیکھتے تھے ۵

افاطم لو نظرت الی الحیاری	ولو ابصرت زین العابدینا
افاطم لو رأیتنا سهاری	ومن سهر اللیالی قد عمینا

پس بعد اسکے وہ مخدومہ متوجہ ہوئین طرف روضہ جناب فاطمہ زہراؑ کے اور رو کر عرض کی کہ ای مادر گرامی ہم سوا آپکے کس سے فریاد و شکایت کرین اپنی مصیبت کی کہ جو ہم بیکسیون پر بعد شہادت امام حسینؑ کے گذری ہی کاش آپ دیکھتین کہ ہمین کس مذلت سے اونٹونپر

سوار کیا تھا اور زین العابدینؑ کو کہ نہایت ہی ناتوان اور بیمار تھے انھیں طوق و زنجیر میں مقید کرکے پھراتے تھے اور ہمیں اُس تمام مدت قید میں اُن بے رحموں نے ایک دم بھر سونے نہ دیا بیات تک کہ شب و روز کے جاگنے سے بینائی میں ہماری فرق ہوا ہے

فکاس الموت فیھو قد سقینا		فبعدھم علی الدنیا تراب

پس بعد اس ذلت اور قتل ہونے ایسے عزیزوں کے اب خاک ہی اس دنیا اور زندگی دنیا پر اور جبتک کہ ہم زندہ رہینگے زندگی ہماری بدتر از جام جہاں سے موت اور تلخ و ناگوار ہے

بنات نبی فی البلاد مشتتینا		افاطم لو نظرت الی السبایا
الی یوم القیمۃ تندبینا		فلو دامت حیوتک لم تزالی

اے مادر گرامی فاطمۂ زہرا اگر آپ دیکھتیں اپنی بیٹیوں کو کہ کسطرح اسیر ہوکر شہر و دیاروں میں متفرق و پریشان تھیں پس اگر آپکی حیات دار دنیا میں دوامی ہوتی تو ہمیشہ تا قیامت ہمارے اُس حال زار کو یاد کرکے نوحہ و بکا کیا کرتیں ہے

وفاطم والہ تبدی الانینا		وزینب اخرجوھا من خباھا
تنادی الغوث رب العالمینا		سکینۃ تشتکی من حر وجد

اور اے اماں جان آپکی پوتیوں کا کیا حال بیان کروں آہ آہ زینب دختر برادر مظلوم کو اعدائے ظلم و ستم خیمہ سے باہر نکالا اور فاطمہ کبریٰ حیران تھیں اور نالہ و فریاد کرتی تھیں اور سکینہ شدت حرارت و تشنگی کی

شکایت کرتی تھین اور فریاد و سوزش قلب کی اپنے فریادرس پروردگار سے
کرتی تھین آہ مومنین اس مصیبت کے بیان سے اُسوقت روح جناب
فاطمہ زہرا کو کیا صدمہ ہوا ہوگا اغلب کہ روضۂ انور کو تزلزل ہوا ہوگا
اور وہ معظمہ بے چین ہوگئی ہونگی خصوصاً جب جناب زینب وام کلثوم نوحہ
و بین کرتی ہوئین داخل روضۂ انور ہوئین اُسوقت شور گریہ و بکا سے
گویا قیامت بپا تھی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و نہم

فی البحار عن زرارۃ انہ قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام
یا زرارۃ ان السماء بکت علے الحسین اربعین صباحا بالدم
بحار الانوار مین زرارہ سے منقول ہے کہ کہا اُسنے فرمایا مجھ سے جناب
صادق علیہ السلام نے ای زرارہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت مین
امام حسین علیہ السلام کی چالیس روز تک بخون وان الارض بکت
اربعین صباحا بالسواد وان الشمس بکت علیہ اربعین صباحا
بالکسوف والحمرۃ وان الجبال تقطعت وان البحار تفجرت
وان الملائکۃ بکت اربعین صباحا علے الحسین علیہ السلام
اور ای زرارہ تحقیق کہ زمین روئی اُس امام مظلوم پر چالیس روز
بسیاہی اور آفتاب رویا اُس جناب پر چالیس روز تک ساتھ
کسوف و سرخی کے یعنے چالیس روز تک آفتاب کو گہن رہا اور جب
نکلتا تھا تو نہایت سرخ نکلتا تھا اور پہاڑ اس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوے

اور دریا جوش و خروش مین آئے اور فرشتے روئے امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز تک وَمَا اخْتَضَبَتْ اِمْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَلَا ادَّهَنَتْ وَلَا رَجَّلَتْ وَلَا اكْتَحَلَتْ حَتّٰى اَتَانَا رَأْسُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَا زِلْنَا فِيْ عَبْرَةٍ بَعْدَهٗ اور راوی زرارہ جسوقت سے کہ جد مظلوم میرے شہید ہو اُسی روز سے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے نہ خضاب کیا نہ سنگھار کیا لگائی اور نہ سر مین تیل ڈالا نہ کنگھی کی اور نہ آنکھون مین سُرمہ لگایا جبتک سر عبید اللہ بن زیاد کا کنگر ہمارے پاس نہ آیا اور راوی زرارہ ہم سب اہل بیت رسالت تو ہمیشہ رویا کرتے ہین غم مین اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اللہ اکبر مومنین تصور کیجیے کہ شہادت مظلوم کربلا کی پانچ یا چھ برس کے بعد زمانہ مختار علیہ الرحمہ مین ابن زیاد لعین داخل جہنم ہوا وہی اُسوقت تک اور بنی ہاشم کا یہ حال تھا جیسا کہ سُنا آپنے اور اہل بیت رسالت تو ہمیشہ گریہ و بکا کرتے تھے پس آپکو بھی لازم و سزاوار ہی کہ تمام عمر رویا کیجیے مصیبت پر امام حسینؑ کی خاصةً ایام اربعین مین کہ تمام مخلوقات از آسمان تا زمین اور فرشتہائے مقربین ان ایام مین روئے اور روتے ہین اور تصور کیجیے کہ جب اہل بیت ان حضرت کے بعد رہائی قید شام کے وارد مدینہ ہوئے تو اُسوقت اُنکے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا رَوَى الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَصَاحِبُ الْمَنَاقِبِ اَنَّ يَزِيْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ لَمَّا نَدِمَ عَلٰى اَفْعَالِهٖ عَرَضَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ سَيِّدِ الْاَنَامِ الْمَقَامَ بِدِمَشْقَ چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ اور صاحب

مناقب وغیرہ نے روایت کی ہی کہ جب یزید لعین اپنے افعال سے نادم ہوا
تو اسوقت اہل بیت رسالت کو اپنے سامنے طلب کیا اور عرض کی کہ ای
اہل بیت رسول مختار مین امیدوار ہون کہ قصور میرا معاف ہو اور آپ
دمشق مین تشریف رکھین کہ یہان آپکو تکلیف نہوگی فابوا عنہ وقالوا
یا یزید بل ردنا الی مہاجر جدنا فقال لنعمان بن بشیر صاحب
رسول اللہ جہز ہؤلاء بما یصلحہم وابعث معہم خیلا و
اعوانا پس یہ سنکر سب اہل حرم روئے اور فرمایا کہ ای یزید ہمین یہان رہنا
قبول نہین ہی بلکہ ہم مشتاق زیارت روضہ اقدس رسول خدا کے ہین
ہمین مدینہ مین پہونچوا دے پس یہ سنکر یزید نے نعمان بن بشیر کو کہ وہ
اصحاب رسول خدا سے تھا حکم دیا کہ جو اسباب اور سامان سفر واسطے
اہل بیت رسالت کے ضرور ہو وہ مہیا کرا اور بہت سے سوار واسطے
حفاظت اہل حرم کے اپنے ہمراہ لے اور انکو بکمال حفظ و احتیاط مدینہ
منورہ مین پہونچا دے ثم دعا بعلی بن الحسین وقال لہ یا علی
لعن اللہ ابن مرجانۃ اما واللہ لو کنت صاحبہ ما سألنی
خلۃ الا اعطیتہا ایاہ ولدفعت عنہ الحتف بکل ما قدرت
علیہ ولو بہلاک بعض ولدی اور بعد اسکے جناب سید الساجدین
اپنے قریب بلایا اور اس مکار نے عرض کی کہ یا علی خدا لعنت و نفرین
کرے ابن مرجانہ پر کہ اس ملعون نے آپکے باپ کو ناحق قتل کیا قسم ہی
کہ اگر مین ان حضرت کے قریب ہوتا تو جو کچھ کہ وہ جناب مجھ سے طلب

مین تو بقدر امکان وہی حاضر کرتا اور کسیطرح ان حضرت کو قتل ہونے دیتا اگرچہ کوئی میری اولاد سے بھی قتل ہو جاتا وَلٰکِنْ قَضَی اللّٰہُ مَا اَبَتْ فَکَانَتْ وَاَنَّهٗ اِلٰی کُلِّ حَاجَةٍ تَکُوْنُ لَكَ فَسَارُوْا وَکَانَ مَعَهُمْ نُعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ اَمَامَهُمْ فَاِذَا نَزَلُوْا تَنَحّٰی عَنْهُمْ وَتَفَرَّقَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ کَهَیْئَةِ الْحَرَسِ لیکن جو امر کہ مقدر تھا وہ ہوا اب بجز حسرت و افسوس کے کیا ہو سکتا ہی اب آپ مع اہل حرم کے مدینہ تشریف فرما ہون لیکن امیدوار ہون کہ آپ رسم خط و کتابت مجھ سے رکھیے گا اور جو کوئی ضرورت آپکو درپیش ہو تو مجھے اُس سے مطلع کیجیے گا کہ مین اُسے بجالاؤنگا پس یہ عذر کرکے حضرت کو رخصت کیا جب روانۂ مدینۂ منورہ ہوئے تو نعمان بن بشیر بہت سے سوار اپنے ہمراہ لیکر آگے آگے اہل بیت کے ہوا اور جسوقت کسی جگہ اہل حرم ٹھہرتے تھے تو وہ سب سوار دُور دُور بطور پاسبانون کے متفرق ہو جاتے تھے اور جو کچھ ضرورت اہل بیت کسیکو درپیش ہوتی تھی اُسے بطور خدمتگارون کے بجالاتے تھے قَالَ حَرْثُ بْنُ کَعْبٍ قَالَتْ لِیْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَلِیٍّ قُلْتُ لِاُخْتِیْ قَدْ وَجَبَ عَلَیْنَا حَقُّ هٰذَا الْقَاصِدِ فَهَلْ لَكِ اَنْ نَصِلَهٗ جنانچہ حرث بن کعب سے منقول ہے وہ کہتا ہی کہ فرمایا مجھ سے جناب فاطمہ دختر امیر المؤمنین علیہ السلام نے بنا بر روایت صاحب محرق القلوب جناب ام کلثوم نے کہ جب مین نے حال خدمتگذاری نعمان بن بشیر کا بہ نسبت ہم اہل بیت کے دیکھا تو اپنی بہن زینب خاتون سے عرض کی

کرائی نہین اس شخص نے راہ مین کوئی دقیقہ ہماری اطاعت کا فروگذاشت
نہین کیا ہی پس اگر آپ کچھ حق خدمت اسکے عنایت فرمائین تو نہایت ہی
مناسب ہی فقالت لی اختی زینب واللہ ما لنا ان نصلہ بہ الا حلیتنا
فاخذتھا فبعثنا الیہ واعتذرنا من قلتنا پس یہ سنکر میری بہن
زینب خاتون نے فرمایا کہ قسم بخدا کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہین ہی کہ جو لائق
اُسکے صلہ کے ہو مگر جو کچھ کہ قسم زیور سے اب واپس ملا ہی وہ موجود ہی پس
میری بہن نے میرا زیور اور اسیطرح اور بہنون کا زیور لیکر نعمان بن بشیر
کے پاس ایک کنیز کے ہاتھ بھیجدیا اور اُس سے کہا کہ ہماری طرف سے
عذر کرنا کہ ہم سے عوض تیری خدمتگذاری کا بوجہ تہیدستی کے کچھ نہین ہوسکتا ہے
لیکن یہ اقل قلیل تیرے پاس بھیجا ایا ہی اگر تو اسے لیلے تو باعث ہماری
رضا کا ہی فقال لو کان الذی صنعت للدنیا کان فی دون
ھذا رضائی ولکن ما فعلتہ الا للہ وقرابتکم من رسول اللہ
پس نعمان وہ زیور دیکھ کے کانپنے لگا اور وہ اسباب واپس کیا اور
عرض کر بھیجا کہ اس فدوی نے خدمت آپکی واسطے مال دنیا کے
کی ہوتی تو اس سے بھی کم مال باعث میری خوشی کا ہوتا لیکن مین نے
خدمت آپکی واسطے خوشنودی خدا اور رضاے رسول خدا کے
کی ہی مجھے مال دنیا مقصود نہین ہی بلکہ شفاعت آخرت کا امیدوار ہون
وفی اللھوف والمناقب ثم انفصلوا من کربلا طالبین المدینۃ
قال بشیر بن جذلم فلما قربنا من المدینۃ نزل علی بن الحسین

فَحَطَّ رَحْلَهٗ وَضَرَبَ فُسْطَاطَهٗ وَاَنْزَلَ نِسَائَهٗ فَقَالَ لِیْ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا فَهَلْ تَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ مِنْهُ فَقُلْتُ بَلٰی اور لہوف اور مناقب میں یون منقول ہی پس جب وہ قافلہ وارد کربلا ہوا اور مرقد شہداے کربلا سے بعد کئی روز کے رخصت ہوکر طرف مدینہ کے روانہ ہوا تو اُسوقت کے حال مین بشیر بن حذلم شاعر کہتا ہی کہ جب ہم قریب مدینۂ منورہ کے پہونچے اُسوقت جناب سید الساجدین علیہ السلام نے وہان خیمے بپا کیے اور اہل حرم کو اُتروایا اور مجھسے فرمایا کہ ای بشیر خدا رحمت اپنی نازل کرے تیرے باپ پر کہ وہ مرد شاعر تھا آیا تجھے بھی فن شعر مین دخل ہی مین نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مین بھی شعر کہتا ہون قَالَ فَادْخُلِ الْمَدِيْنَةَ وَانْعَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنَ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَدَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا بَلَغْتُ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ رَفَعْتُ صَوْتِيْ بِالْبُكَاءِ وَاَنْشَاْتُ اَقُوْلُ پس حضرت نے فرمایا کہ ای بشیر تو مدینہ مین جا اور شہادت جناب امام حسین علیہ السلام سے اہل مدینہ کو آگاہ کر پس حسب الارشاد مین گھوڑے پر سوار ہوکر مسجد نبوی تک پہونچا اور وہان پہونچکر یہ اشعار با واز بلند پڑھنے شروع کیے

شہادت امام حسین علیہ السلام پڑھے ہے

يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ بِهَا ۔۔۔ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَاَدْمُعِيْ مِدْرَارُ

اَلْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ ۔۔۔ وَالرَّاْسُ مِنْهُ عَلَی الْقَنَاةِ يُدَارُ

ای اہل یثرب و مدینہ اب یہ شہر قابل سکونت کے نہین ہی اسلیے کہ تمہر

ابھی ملک اس شہر کا امام حسین فرزند رسول ثقلین ظلم اعدا سے مع عزیز
و اقربا کے زمین کربلا پر شہید ہوئے اور جسم انور انکا خاک گرم کربلا پر بے غسل
و کفن پڑا رہا اور سر اطہر اس امام مظلوم کا مدت تک نیزے پر پھرایا گیا ہے

يَا اَهْلَ يَثْرِبَ شُكْرِكُمْ وَاِمَامُكُمْ	هَلْ فِيكُمْ اَحَدٌ عَلَيْهِ يُعَانُ

اے اہل مدینہ رئیس و امام اور پیشوا تمہارا صحرائے کربلا میں تشنہ لب
شہید ہوا آیا تم میں کوئی ایسا ہی کہ اس مظلوم کی مصیبت پر باوجود غیرت
اور حمیت کے گریان و نالان ہو یا اَهْلَ الْمَدِينَةِ هٰذَا عَلِيُّ بْنُ
الْحُسَيْنِ مَعَ عَمَّاتِهِ وَاَخَوَاتِهِ قَدْ نَزَلَ بِفِنَائِكُمْ وَاَنَا رَسُولُهُ اِلَيْكُمْ
اے اہل مدینہ جناب امام زین العابدین مع اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے
قید شام سے رہائی پاکر قریب شہر کے اترے ہیں اور مجھے بھیجا ہی کہ تام
تم سب کو ان حضرت کے آنے سے خبر دوں قَالَ فَمَا بَقِيَتْ فِي الْمَدِينَةِ
مُخَدَّرَةٌ وَلَا مُحَجَّبَةٌ اِلَّا وَبَرَزْنَ مِنْ خُدُورِهِنَّ مَكْشُوفَةً
شُعُورُهُنَّ وَيَبْكِينَ بُكَاءَ الثَّوَاكِلِ بشیر کہتا ہی سنتے ہی اس خبر کے
تمام عورات مدینہ اور مخدرات عصمت اپنے گھروں سے مو پریشان
روتی ہوئی باہر نکل آئیں اور کسیکو ہوش اپنے پردہ کا نہ رہا اور تمام
شہر سے ایسی صدائے گریہ و بکا اور شور وامصیبتاہ کا بلند ہوا جیسے عورات
فرزند جوان کے غم میں روتی ہیں وَسَمِعْتُ جَارِيَةً تَنُوحُ عَلَى الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَبْكِي وَتَقُولُ ۵

فَاَمْرَضَنِیْ نَاعٍ نَعَاهُ فَاَفْجَعَا		نَعٰی سَیِّدِیْ نَاعٍ نَعَاهُ فَاَوْجَعَا

ثُمَّ قَالَتْ لِیْ اَیُّهَا النَّاعِیْ جَدَّدْتَ حُزْنَنَا بِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ ع فَمَنْ اَنْتَ اور اُسی حالت مین مین نے آواز نوحہ اور رونے ایک صاحبزادی کی سُنی کہ وہ دختر یتیمہ روتی ہے اور اپنے پدر مظلوم امام حسینؑ پر یہ نوحہ کرتی ہے کہ ہائے افسوس خبر قتل ہونے میرے مسیحا کی اس شخص نے سنا کر مجھ بیکس کو دردمند کر دیا اور یہ خبر ہلاکت اثر مجھے سنا کر ایسا مریض کر دیا کہ بجز پیٹنے اور رونے کے مدت العمر کچھ علاج اسکا نہین ہے پس اُس صاحبزادی نے مجھے دروازہ پر بلایا اور پس در سے فرمایا کہ ای شخص کیا قیامت کی تونے اور کیونکر تیری زبان سے نکلا کہ امام حسینؑ سردار کونین قتل ہوئے آیا یہ سچ کہتا ہے تو یا کہ غلط ہے اور نام تیرا کیا ہے قُلْتُ یَا سَیِّدَتِیْ اَنَا بَشِیْرُ بْنُ حَذْلَمٍ وَجَّهَنِیْ سَیِّدِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ع وَهُوَ نَازِلٌ قَرِیْبًا مِّنَ الْمَدِیْنَةِ بشیر کہتا ہے کہ مین نے عرض کی کہ ای سیدہ میری غلام کا نام بشیر بن حذلم ہے میری مجال کب تھی کہ مین ایسی خبر کو برملا بیان کرتا لیکن کیا کرون کہ امام زین العابدین علیہ السلام قریب مدینہ مع اہل بیت کے تشریف لائے ہین اور مجھ سے ارشاد کیا کہ تو مدینہ مین خبر قتل امام حسینؑ سبکو سنا اور آگاہ کر کہ ہم قریب مدینہ کے اُترے ہین پس حکم سے اُن حضرت کے لاچار تھا فَبَیْنَا کَذٰلِكَ اِذْ خَرَجَتْ اُمُّ هَانِیْ وَرَمْلَةُ بَنَاتُ عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ع مَعَ جَمَاعَةِ نِسَاءِ بَنِیْ هَاشِمٍ وَتَرَكُوْا نے مکانے بشیر کہتا ہے کہ اس اثنا مین یکایک ام ہانی اور رملہ اور ام لقمان

دست اقدس اُٹھایا اور سبکو اشارہ سے حکم سکوت فرمایا پس وہ سب فی
الجملہ ساکت ہوئے وَقَالَ نَحْمَدُہٗ عَلٰی عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ وَفَجَائِعِ الدُّھُوْرِ
اَیُّھَا النَّاسُ قُتِلَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنُ ع وَعِتْرَتُہٗ وَسُبِیَ نِسَائُہٗ
وَدَارُوْا بِرَاسِہٖ فِی الْبُلْدَانِ مِنْ فَوْقِ عَالِی السِّنَانِ اور بعد
خطبہ بلیغ وطویل کے فرمایا کہ ایہا الناس شکر کرتے ہین ہم خداے عز وجل کا
اُن مصائب پر کہ جو اعظم المصائب ہین کہ جنکے سبب سے تمام عالم مغموم
ومحزون ہی وہ یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو اشقیاے امت نے
مع عزیز واقربا کے پیاسا روز عاشورا صحراے کربلا مین شہید کیا اور سر اقدس
اُنکا نیزۂ بلند پر رکھکر مع اُنکے اہل حرم کے شہر بشہر لیے پھرے ایہا الناس
یہ وہ مصیبت عظمے ہی کہ تمام آسمان اور زمین اور دریا اور پہاڑ اور ملائکہ
مقربین اس ماتم مین روئے آہ آہ اس بیان سے پھر صداے گریہ وبکا کی
بلند ہوئی بعد اُسکے حضرت نے قصد داخل ہونے مدینہ کا کیا اور تمام مرد
وزن مدینہ کے ہمراہ حضرت کے روتے ہوئے روانہ ہوئے کما فی المنتخب
وَغَیْرِہٖ فَلَمَّا دَخَلُوْا رَوْضَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص اَخَذَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ
عَلِیٍّ بِعِضَادَتَیِ الْبَابِ وَنَادَتْ یَاجَدَّاہُ اِنِّیْ نَاعِیَةٌ اِلَیْکَ اَخِی الْحُسَیْنَ
چنانچہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ جسوقت وہ قافلہ داخل شہر ہوا اُسوقت
تمام شہر مین گویا قیامت بپا تھی اور ہر گھر سے صداے واحسیناہ واسیداہ
وا ماما بلند تھی یہانتک کہ سب اہل بیت رسالت روتے ہوئے روضۂ منورۂ
جناب رسول خدا ص پر پہونچے اور جناب زینب دختر جناب امیر المومنین

دونون بازو در دروازہ کے پکڑ کے بکمال حسرت و یاس آواز دی کہ ای نانا
رسول خدا یہ بیٹی آپکی زینب ستم رسیدہ واپس آئی ہے اور مظلوم امام حسینؑ کے مرنے کی خبر
سنانے آئی ہی وہ حسینؑ دلبند آپکا کہ جسے آپنے ناز و نعمت سے پالا تھا وہ پارہ
جگر آپکا زمین کربلا پر پیاسا شہید ہوا اور لاش اُنکی کئی روز تک خاک و خون میں
غلطان ریگستان گرم پر پڑی رہی اور مقتل ابو مخنف مین یون منقول ہی کہ ام
خیر سے قبر مطہر جناب رسول خدا کانپنے لگی جب اہل حرم مرقد جناب رسالتمآب
پہونچے تو جناب ام سلمہ زوجہ رسول خدا مع دختر سید الشہدا کہ مدینہ مین ہونا
انکا بعض روایات اور اشعار لہوف و بحار سے معلوم ہوتا ہی اور ہمراہ اُنکے
جناب ام البنین مادر حضرت عباسؑ اور سب دختران عقیلیہ اور جعفریہ
اور تمام عورات ہاشمیہ ہائے حسین ہائے حسین کہتی اور روتی ہوئین روضہ
رسول خدا مین داخل ہوئین اور اُس قافلہ ستم رسیدہ سے ملین اور بیبیان
حضرت زینبؑ و ام کلثومؑ کے سنکر ہر ایک مخدومہ نے حال اپنا غیر کیا اِن
مین سے ہر ایک معظمہ کے روضہ رسول خدا مین گویا قیامت برپا تھی آہ آہ
خاصۃً اُسوقت عجب مصیبت ہوگی کہ جسوقت دختر مظلوم کربلا اپنی پھوپھیون
اور ماں بہنون سے ملکر پوچھتی ہونگی أَيْنَ أَبِي أَيْنَ أَخِي الْقَاسِمُ وَأَيْنَ
عَلِيُّنِ الْأَكْبَرُ وَأَيْنَ عَلِيُّنِ الْأَصْغَرُ أَيْنَ عَمِّي الْعَبَّاسُ أَيْنَ جَعْفَرُ
کہان ہی باپ میرا امام حسینؑ کہان ہین بھائی میرے علی اکبر اور علی اصغر
کہان ہین بھائی میرے عبد اللہ اور قاسم کہان ہین چچا میرے عباسؑ
اور جعفر غرض کہ رونے اور پیٹنے سے اُن سب مخدرات کے قریب تھا کہ

تمام مدینہ الٹ جائے اور سر در و دیوار سے آواز گریہ و بکا کی آتی تھی پس وہ سب مخدرات با حال تباہ بکمال حسرت و یاس داخل دولتسرا ہوئیں اور گھر اپنے آقا کا خالی دیکھکر سب غش کھا کر زمین پر گر پڑیں آہ مومنین تمام انصاف ہے کیونکر وہ خالی گھر دیکھکر یہ حال ہو تا کہ وہ گھر سنسان ہو گئے تھے پس محرق القلوب میں منقول ہے کہ اُسی روز سے جناب وہ سب معظمات بقید حیات رہیں ہمیشہ ماتم امام حسین علیہ السلام میں دن اور رات رویا کیں اور کسی ستم سیدہ سوگوار نے نہ سر میں کنگھی کی اور نہ تیل ڈالا اور نہ مہندی لگائی اور نہ کسی نے آنکھ میں سرمہ لگایا اور نہ سیاہ پوشاک اپنی اُتاری یہانتک کہ اسی حالت غم و الم میں دنیا سے رحلت کی وَاَمَّا رَبَابُ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّضِيْعِ بَقِيَتْ بَعْدَهٗ لَمْ يُظِلُّهَا سَقْفٌ حَتّٰى مَاتَتْ كَمَدًا عَلَيْهِ اور مجالس مفجعہ میں حال جناب رباب مادر عبد اللہ شیر خوار یوں منقول ہے کہ جب وہ معظمہ مدینہ منورہ میں پہونچیں تو اُسی روز سے کبھی سایہ میں نہ بیٹھیں اور جبتک کہ زندہ رہیں شب و روز غم و الم میں بسر کرتی رہیں آخر کار روتے ہی روتے دنیا سے رحلت کر گئیں وَاَمَّا اُمُّ الْبَنِيْنَ اُمُّ عَبَّاسٍ زَوْجَةُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا زَالَتْ مُهَمَّمَةَ الرَّاْسِ بَاكِيَةَ الْعَيْنَيْنِ مُحْتَرِقَةَ الْقَلْبِ تَخْرُجُ اِلَى الْبَقِيْعِ فَتَبْكِيْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى بَنِيْهَا اَشْجٰى نُدْبَةٍ وَاَحْرَقَهَا اور بحو الم میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب ام البنین مادر حضرت عباس بن امیر المومنین

بعد اس مصیبت عظمے کے ایسی ضعیف و ناتوان ہو گئین تھین کہ ہمیشہ بسبب درد سر کے سر اطہر پر ایک رومال بندھا رہتا تھا اور چشم النور سے ہر وقت متصل اشک جاری تھے اور ہائے حسین اور ہائے عباس اور ہائے جعفر ہائے عبداللہ زبان اقدس پر جاری تھا اور ہمیشہ قبرستان بقیع بیت الاحزان مین جاکر نوحہ اور بین کرتی تھین اور ایک ایک اپنے فرزند نوجوان کا نام لیکر رویا کرتی تھین اور اہل مدینہ مزار بقیع مین جمع ہوتے تھے اور بین ان مخدومہ کے سنکر روتے تھے بلکہ مروان لعین بھی باوصف شقاوت اور عداوت خاندان نبوت کے ہمیشہ قبرستان بقیع مین جاتا تھا اور بین جناب ام البنین کے سنتا تھا اور روتا تھا بس جبتک کہ وہ مخدومہ زندہ رہین اسیطرح روتی رہین یہانتک کہ مغموم و محزون دنیا سے رحلت کر گئین الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ط

مجلس سی ام

فی الکافی والبحار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ من اتی مکۃ حاجا ولم یزرنی بالمدینۃ فقد جفانی ومن جفانی فقد جفوتہ یوم القیمۃ کافی اور بحار مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا ص نے کہ جو شخص طرف مکہ معظمہ کے واسطے حج خانہ کعبہ کے آئے اور میری زیارت مدینہ مین نہ کرے پس تحقیق کہ اُسنے جفا کی مجھپر اور جسنے مجھپر جفا کی تحقیق کہ مین اُسپر جفا کرونگا روز قیامت یعنے اُسکی شفاعت نہ کرونگا وقال النبی ص من زارنی بعد مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی ومن زارنی

فِي حَيَاتِي كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن زیارت کرے میری بعد میری ممات کے تو گویا اُسنے میری زیارت کی میری حیات مین اور جسنے زیارت میری کی میری حیات مین تو وہ مومن بروز قیامت میرے ہمسایہ مین ہوگا سبحان اللہ یہ تاکید اور مرتبہ ہی اُن حضرت کی زیارت کا یہی وجہ ہی کہ جب وقت رہائی کے یزید لعین نے اہل بیت رسالت سے پوچھا کہ آپکو دمشق مین رہنا قبول ہی یا مدینہ جانا منظور ہی تو اُن ستم رسیدون نے فرمایا کہ ہمکو زیارت روضۂ اقدس جد امجد کا کمال اشتیاق ہی پس ہمکو مدینۂ رسول خدا مین پہونچوا دے یہ سنکر یزید نے نعمان بن بشیر کو ہمراہ اہل بیت رسالت کے کیا اور اُسنے بحفاظت و احتیاط مدینۂ منورہ مین پہونچا دیا اُسوقت شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی فِي الْمَقْتَلِ وَالْمُنْتَخَبِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا بَلَغَتِ الْمَدِيْنَةَ حِيْنَ رَجَعَتْ مِنْ دِمَشْقَ اَخَذَتْ بِعِضَادَتَيْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَنَادَتْ يَا جَدَّاهُ اِنِّيْ نَاعِيَةٌ اِلَيْكَ اَخِي الْحُسَيْنَ ؑ چنانچہ مقتل ابو مخنف اور منتخب مین منقول ہی کہ جب جناب زینب دختر امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام دمشق سے پھر کے وارد مدینۂ منورہ ہوئین تو اُس ستم رسیدہ نے دونون بازو دروازہ مسجد رسول خدا کے اپنے ہاتھون سے پکڑ لیے اور باواز بلند زار زار روکر عرض کی کہ ای جد بزرگوار یا رسول اللہ مین خبر مرگ سنانے آئی ہون اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کی کہ اشقیائے امت نے آپکے فرزند کو مع اصحاب و اقربا تشنہ لب شہید کیا وہی

مَعَ ذٰلِكَ لَا تَجِفُّ لَهَا عَبْرَةٌ وَلَا تَفْتُرُ مِنَ الْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ وَدُمُوْعُهَا
جَارِيَةٌ عَلٰى خَدَّيْهَا وَكُلَّمَا نَظَرَتْ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ تَجَدَّدَ
حُزْنُهَا وَزَادَ وَجْدُهَا باوجود اسکے جناب زینب کا یہ حال تھا کہ
کبھی آنسو اُس مظلومہ کے خشک نہوے اور نالہ وزاری اُنکا موقوف ہوا
یہانتک کہ دونون رخسارون پر اشک جاری تھے اور جب امام زین العابدین
علیہ السلام کو دیکھتی تھین تو اُن ستم رسیدہ کا رنج وغم تازہ ہوتا تھا اور
قلق وصدمہ بڑھتا تھا اور کسیطرح تسکین نہوتی تھی واقعی ہونگین جب وہ
مخدومہ بیمار کربلا کو دیکھتی ہونگی تو امام حسینؑ یاد آتے ہونگے اور تصویر
جناب عباس اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور علی اصغر اور شاہزادہ قاسم وعبداللہ
اور عون وجعفر کی آنکھون مین پھرتی ہوگی اور تمام جوانان بنی ہاشم مانند
محمد بن جعفر طیار اور پسران جناب مسلم کے صبر واستقلال اور ثابت قدمی کا
خیال ہوتا ہوگا کہ کیسے کیسے سخی اور شجاع و بہادر شدت تشنگی مین روزعاشورا
شہید ہوے جنکی شان مین جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے
مَا كَانَ لَهُمْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ شَبِيْهُوْنَ مثل ونظیر اُن جوانان
ہاشمی کا روے زمین پر نہ تھا اور جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے
يَعِزُّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مَصَارِعُهُمْ وَلَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا يَوْمَئِذٍ حَيًّا
لَكَانَ هُوَ الْمُعَزّٰى بِهِمْ آہ شہداے کربلا وہ لوگ تھے کہ جنکے قتل
ہونے کا صدمہ روح اقدس جناب رسول خداؐ پر گذرا لیس اگروہ
جناب اُس زمانہ مین زندہ ہوتے کہ جس زمانہ مین یہ سب بزرگوار شہید ہوے

تو ہر شخص حضرت ہی کو اُن شہدا کا پرسا دیتا غرضکہ جناب زینبؑ اُن جوانان ہاشمی کے غم والم مین شب وروز نوحہ وبکا کرتی تھین اور زار زار رویا کرتی تھین چنانچہ بنابر روایت صاحب بحار الانوار اور تحفۂ ناصریہ کے یہ نوحہ اُن معظمہ کا ہی کہ جو خود در رسیدہ اور صاحب تعزیت و ماتم تھین پس حضرات آپ بتوجہ سنیے اور تصور کیجیے کہ جب وہ مخدومہ اپنے اقربا کا آغاز وانجام یاد کرتی ہونگی تو اُس حالت درد و سوزش دل مین قلبِ اقدس پر کیا صدمہ گذرتا ہوگا جب یہ فرماتی ہونگی

تمسّکْ بالکتابِ ومَنْ تلاہُ		فاھلُ البیتِ ھُم اھلُ الکتابِ

توسل اختیار کر کتاب خدا سے اور اُن لوگون سے کہ جو تالی قرآن ہین یعنے جنکا ذکر رسول خداؐ نے بعد قرآن کے حدیث ثقلین مین فرمایا کہ جو متفق علیہ بین الفریقین ہی پس اہل کتاب اہل بیت رسول خداؐ ہین جیسا کہ قریب رحلت کے جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا تھا کہ مین دو چیزین بزرگ تم مین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا دوسرے عترت طاہرہ اہل بیت میرے پس جو اُن دونون سے متمسک ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو خلاف کریگا وہ گمراہ وہلاک ہوگا ؎

بِھِم نزلَ الکتابُ وھُم تلوہُ		وھُم کانوا الھُداۃَ الی الصّوابِ

اہل بیت رسالت پر قرآن نازل ہوا اور انھون نے اُسکی تلاوت کی جو حق تلاوت ہی اور وہی حضرات مفسر قرآن اور ہادیان طریقہ صواب ہین کہ انھین کی ہدایت سے دین اسلام قائم وباقی رہا بعد قرآن کے ؎

اِمَامِی وَحَّدَ الرَّحمٰنَ طِفْلاً	وَاٰمَنَ قَبْلَ تَسْدِیْدِ الْخِطَابِ

امام اور پیشوا میرے وہ ہیں کہ جنہوں نے عالم طفلی میں خداوند رحمٰن کو واحد جانا اور ایمان لائے قبل تسدید خطاب یعنے ابتداے اسلام کے کیونکہ ابتدائے اسلام میں احکام شریعت میں تسہیل تھی اور جسقدر اسلام کی ترقی ہوتی گئی اُن احکام میں تسدید اور استحکام ہوتا رہا اور شدت بڑھتی گئی یا شاید مراد جناب زینب کی یہ ہو کہ میرے پدر بزرگوار قبل بلوغ کے ایمان لائے کہ بظاہر مکلف شرعی نہ تھے پس ایمان اُن حضرت کا ایمان کامل تھا نہ ایمان تعلیمی جیسا کہ اہل خلاف نے گمان کیا ہے ۝

عَلِیٌّ کَانَ صِدِّیْقَ الْبَرَایَا	عَلِیٌّ کَانَ فَارُوْقَ الْعَذَابِ

امیر المومنین جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام بڑے تصدیق کرنے والے پیغمبر خدا کے تھے اور وہی جناب اپنے شیعوں کو عذاب سے بچانے والے اور بڑے فرق کرنے والے حق و باطل اور عذاب و ثواب کے بیچ [illegible]

شَفِیْعِیْ فِی الْقِیَامَۃِ عِنْدَ رَبِّیْ	نَبِیِّیْ وَالْوَصِیُّ اَبُوْ تُرَابٍ

شفیع میرے روز قیامت سامنے خدا ے عز و جل کے میرے نبی جناب رسول خدا ہیں اور وصی و جانشین اُن حضرت کے جناب علی مرتضیٰ ابوتراب ہیں یعنے یہ حضرات میرے اور سب مومنین و مومنات کے شفاعت خواہ ہونگے اور تاج شفاعت انکے سر ہائے مقدس پر ہوگا ۝

وَفَاطِمَۃُ الْبَتُوْلُ وَسَیِّدَاہُنَّ	مُخَلَّدُ فِی الْجِنَانِ مَعَ الشَّبَابِ

اور شفاعت کرنے والی میری جناب فاطمہ زہرا بتول عذرا ہیں اور شفیع

میرے وہ دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں کہ جو ہمیشہ بہشت میں مع حوران جنت کے رہینگے وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں آہ مومنین جو ایسے خاصان خدا شافع روز جزا ہوں اشقیاے امت نے انپر کیا کیا ظلم وستم کیے اور اعداے دین نے ان سرداران اہل جنت کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیسی کیسی تکلیف واذیت اُنکو اور اُنکی اولاد کو پہونچائی تصور کیجیے کہ جب شاہزادہ قاسم فرزند امام حسنؑ کے روز عاشورا ریگ گرم صحراے کربلا پر خاک وخون میں غلطان زخموں سے چور چور ایڑیاں رگڑتے تھے تو اُسوقت روح اقدس جناب حسن مجتبیٰؑ کی کیسی بیقرار ہوئی ہوگی اور وہ حال جناب قاسم کا دیکھکر امام حسین علیہ السلام کے قلب اقدس پر کیا صدمہ گذرا ہوگا خصوصًا جب فرزند نوجوان اُن حضرتؑ کا شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر کے سر پر ضربت لگی اور وہ شاہزادہ گھوڑے سے زخمی ہوکر گرا آہ آہ اُسوقت مظلوم کربلا روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہے اس دنیا اور زندگی دنیا پر غرضکہ اُن جوانان ہاشمی کو یاد کرکے جناب زینب فرماتی ہیں ؎

عَلَی الطَّفِّ السَّلَامُ وَسَاکِنِیْهِ	وَرُوْحُ اللّٰهِ فِیْ تِلْکَ الْقِبَابِ

ارض مقدس کربلا اور اُسکے ساکنین ومدفونین پر میرا سلام ہو اور وہ قبور کہ جنمیں وہ جوانان ہاشمی مدفون ہیں مقام نزول رحمت خدا اور محل اجابت دعا ہیں ؎

نفوساً قُدِّسَت فی الارض قدماً	وقد خَلُصَت من النُّطف العذاب

جو بزرگوار زمین کربلا مین دفن ہین اُنکے نفوس وہ نفوس ہین کہ جو ہمیشہ مطہر و مقدس رہے اور اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ سے پیدا ہوئے ہین چنانچہ آیۂ تطہیر اُنکی طہارت پر شاہد عدل ہے ٥

مضاجع فتیۃٍ عبدوا فناموا	هُجوداً فی الفدافد والشعاب

زمین کربلا ایسے چند جوانون کی خوابگاہ ہی کہ جنھون نے عبادت خدا کی شب تار ریگستان اور کوہسار مین بعد اسکے جہاد کیا راہ خدا مین اور تھک کے سو رہے اور آرام کیا ٥

علتهم فی مضاجعهم کعابٌ	بِاَردانٍ منعّمۃٍ رطابِ

اور بعد شہادت کے اُن شہدا پر حوران جنت نے ہجوم کر لیا ساتھ بدنہاے لطیف و نازک اور تر و تازہ کے ٥

وصُیِّرت القبور لهم قصوراً	مناخاً ذات افنیۃٍ رحاب

اور قبرین اُنکی اُن شہدا کے لیے ایوانہاے عالیشان اور سیدانہاے وسیع ہوگیئن کہ نہایت بافضا اور خوشنما ہین ٥

لئن واراهم اطباق ارضٍ	کما اُغمدت سیفاً فی قراب

اگرچہ اجساد مطہرہ کو اُن شہدا کے طبقات زمین نے پنہان کیا ہی مگر اُنکی وہی مثال ہی کہ جسطرح تلوار آبدار نیام و غلاف مین رکھی جاے کیونکہ تلوار کو نیام مین رکھنے سے شرف و خاصیت نہین جاتی ہی اسیطرح شہدا بھی ویسے ہی ہین جیسے حال حیات مین تھے شاید یہ اشارہ ہو طرف

اس امر کے کہ شہدا پیش خدا زندہ ہین ؎

کانما اذا جاسوا ریاض	واساد اذا رکبوا غضاب

اور وہ جوانان ہاشمی جیب باغات اور شہرون مین پھرتے تھے تو مثل اُن شیرون کے تھے کہ جو مطیع و تابع ہون اور مثل شیران غضبناک کے تھے وقت سوار ہونے کے واسطے جہاد کے ؎

لقد کانوا البحار لمن اتاھم	من العافین والھلکی السغاب

وہ سخی و جواد دریاے بخشش تھے اُسکے لیے کہ جو حاجتمند اور ہلاک ہونیوالا اُنسے بھوک اور پیاس اور نایابی غذا مین سائل ہوا ؎

فقد نقلوا الی جنات عدن	وقد عیضوا النعیم من العقاب

پس وہ لوگ نقل کیے گئے طرف جنات عدن کے اور اُنکو بعوض تکالیف دنیا کے نعماے بہشت عطا کی گئین بعد اسکے وہ مظلومہ حال اسیری کو یاد کر کے فرماتی ہین ؎

بنات محمد اضحت سبایا	یسقن مع الاساری النھاب

آہ آہ دختران جناب رسول خدا اور بتول عذرا بعد شہادت عزیزو اقربا کے اسیر و مقید کی گئین اور اسباب اور چادرین اُنکی لوٹ کر شہر بشہر پھرائی گئین اور بے پردہ کی گئین ؎

مغبرۃ الذیول مکشفات	کسبی الروم دامیۃ الکعاب

آہ حال اُن ستم رسیدون کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے مقنعہ و چادر تھین اور پاہاے اطہر اُنکے پیادہ روی سے

آخر روتے روتے مدینہ مین رحلت کی چنانچہ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی مَا ذِلْنَا فِیْ عَبْرَۃٍ بَعْدَہٗ ہم اہل بیت رسالت تو امام حسین کی مصیبت پر ہمیشہ روتے ہین جبسے کہ وہ مظلوم شہید ہوئے ہین الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی ویکم

قَالَ اللہُ تَعَالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللہِ ○ حق سبحانہ تعالے قرآن مجید مین مومنین سے خطاب کرکے فرماتا ہی اے جماعت مومنین کہ ایمان لائے ہو وحدانیت خدا اور رسالت رسول خدا کا جبکہ ندا دی جاوے واسطے نماز کے یعنے جب اذان کو سنو روز جمعہ پس جاؤ اور سعی کرو طرف ذکر خدا یعنے نماز جمعہ کے اور کافی مین منقول ہی کہ روز جمعہ سید و بزرگ ایام ہی اور خداے عز و جل اس روز حسنات دوچند کرتا ہی اور گناہون کو مٹاتا ہی اور درجات بلند کرتا ہی اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب روز جمعہ ہوتا ہی تو ملائکہ مقرب تختیان نقرہ کی اور قلم طلا کے لیکر زمین پر نازل ہوتے ہین اور نور کی کرسیون پر دروازہ مسجد پر بیٹھتے ہین اور تمام لوگون کے بترتیب مسجد مین آنیکے لکھتے ہین یعنے پہلے کون آیا اور دوسرا کون آیا اسیطرح سے لکھتے جاتے ہین یہانتک کہ امام باہر نکلے پس جب امام باہر مسجد کے آتا ہی تو دفتر لپیٹتے ہین اور وہ ملائکہ بجز روز جمعہ کے اور کسی روز زمین پر نہین آتے ہین آور فرمایا

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ روز جمعہ کو یوم المزید کہتے ہین
حق سبحانہ تعالی نے اِس روز حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور روح بدن آدمؑ
مین ڈالی اور اُنکو جنت مین ساکن کیا اور ملائکہ کو اُنکے سجدہ تعظیمی کا حکم دیا
اور حضرت حواؑ کو اُنکے لیے پیدا کیا اور آدمؑ کے ترک اولی کو معاف کیا
اور آتش حضرت ابراہیمؑ کو سرد کیا اور اسی دن بلاے حضرت ایوبؑ کو
عافیت سے مبدل کیا اور فدیہ حضرت ابراہیمؑ کو واسطے عوض ذبح حضرت
اسمٰعیلؑ کے بھیجا اور پیدایش عالم کی تمام ہوئی اور اسی دن قیامت برپا
ہوگی اسیطرح فضیلت شب جمعہ بھی بہت ہی منجملہ اُسکے من لایحضر مین
ابراہیم بن محمود سے روایت کی ہی کہ کہا اُسنے مین نے سوال کیا حضرت امام
رضا علیہ السلام سے کہ یا بن رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اُس حدیث کے
بارہ مین جو لوگ روایت کرتے ہین جناب رسالت مآبؐ سے کہ اُن
حضرت نے فرمایا حق سبحانہ تعالی ہر شب آسمان سے دنیا پر نازل ہوتا ہی
یہ سنکر جناب امام رضا علیہ السلام نے ارشاد کیا خدا نفرین کرے اُنپر
جو کلام کو بدلتے ہین قسم بخدا میرے جد امجد نے اِسطرح نہین فرمایا بلکہ ارشاد
کیا ہی کہ حق سبحانہ تعالی ایک فرشتہ آسمان سے دنیا پر بھیجتا ہی ہر شب ثلث
اور آخر شب کو اور شب جمعہ کو اول شب اور حکم فرماتا ہی اُسکو کہ ندا کرے
آیا کوئی سوال کرنے والا ہی کہ اُسکے سوال کو مین عطا کرون آیا کوئی توبہ
کرنے والا ہی کہ توبہ اُسکی مین قبول کرون آیا کوئی استغفار کرنے والا ہی
کہ مین اُسکو بخشدون ای طالب خیر طرف درگاہ خدا کے متوجہ ہو اور

ابو طالب شراپنے شر کو کم کرتے ہیں وہ فرشتہ ہمیشہ طلوع صبح تک یہ ندا
کرتا ہی جسوقت صبح طالع ہوتی ہی تو وہ فرشتہ اپنی جگہہ پر ملکوت آسمان
مین سے پھر جاتا ہی حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہین کہ مجھکو اس
حدیث کی خبر میرے پدر بزرگوار نے دی ہی اور اُن حضرت نے میرے جد
نامدار سے روایت کی ہی اور اُنھون نے اپنے آباے طاہرین سے اور
اُن حضرات نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی
سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی شب و روز جمعہ کا آہ مومنین اسی جمعہ کی شب کو
بوجہ انتقال جناب امیر المومنین کے کوفہ مین گویا قیامت بپا ہوئی تھی
یہ تھا کہ اُنیسوین ماہ صیام کو ابن ملجم نے سر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام
کے تلوار زہر آلودہ ماری جسکے صدمہ سے اکیسوین کو شب جمعہ اُن حضرت
نے رحلت فرمائی اور بعد شہادت کے روح اقدس اُس جناب کو بھی
غم مین اُن حضرت کے فرزندون کے اعدا نے بچین کر دیا آہ بکمال عداوت
وعناد اولاد علی مرتضی اور عترت رسول کو اذیت و تکلیف پہونچائی بعض کو
قتل کیا اور بعض کو مقید کیا چنانچہ مناقب وغیرہ مین روایت کی ہی روز
عاشورا کہ روز جمعہ تھا جناب امام حسین علیہ السلام کو تشنہ لب شہید کیا
اور تحریق القلوب مین بھی منقول ہی عمر سعد لعین نے امام زین العابدین
علیہ السلام کو طوق و زنجیرین اسیر کرکے مع سرہاے شہدا اور اہل حرم کے
بروز عاشورا کہ روز جمعہ سالہ اکسٹھ تھا روانہ کوفہ کیا اور بعد شہادت
مظلوم کربلا کے اہل بیت رسالت کو اسیر و مقید کرکے از کربلا تا کوفہ از

ازکوفہ تا شام و یار بدیار لیے پھرے پس صاحب اکسیر العبادات نقل کرتے ہین
کہ روز داخلہ دمشق بھی اُن ستم رسیدون کا روز جمعہ تھا اور بعد اسکے جب
اُن بیکسون نے قید شام سے رہائی پائی اور وارد مدینہ منورہ اور روضہ
رسول خدا ہوے تو وہ دن بھی روز جمعہ تھا فِی مقتلِ اَبی مِخنفٍ وَغَیرِہٖ
وَکَانَ دُخُولُھُم اَلمَدِینَۃَ یَومَ الجُمُعَۃِ وَالخَاطِبُ یَخطُبُ النَّاسَ
فَذَکَرُوا الحُسَینَ عَلَیہِ السَّلَامُ وَمَا جَریٰ عَلَیہِ چنانچہ مقتل
ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہے کہ جس روز اہل بیت رسالت داخل مدینہ
ہوے تو وہ روز جمعہ تھا اور خطیب خطبہ پڑھ رہا تھا پس اُسوقت اُن
لوگون نے جناب امام حسین علیہ السلام اور اُن حضرت کے مصائب کو
یاد کیا کہ جو اُس مظلوم پر دست ظلم اعدا سے گذرے فَتَجَدَّدَتِ الاَحزَانُ
وَاشتَمَلَت عَلَیھِمُ المَصَائِبُ وَصَارُوا مَا بَینَ بَاکٍ وَنَاحِبٍ وَ
اَقبَلَت اَھلُ المَدِینَۃِ بِاَسرِھَا وَکَانَ اَشبَہَ الاَیَّامِ بِمَوتِ النَّبِیِّ
پس حزن و ملال اُنکا تازہ ہوا اور مصیبت زدہ ہوگئے کوئی روتا تھا اور
کوئی فریاد کرتا تھا اور سب اہل مدینہ یہ آواز گریہ و بکا سنکر اُنکے پاس آئے
یہانتک کہ وہ دن مصیبت و عزا مین مشابہ اُس روز کے ہوگیا کہ جس
روز جناب رسول خدا نے انتقال فرمایا تھا قَالَ وَاَقَامَتِ الرِّجَالُ
وَالنِّسَاءُ یَبکِیُونَ الحُسَینَ عٰ فِی المَدِینَۃِ خَمسَۃَ عَشَرَ یَومًا
راوی کہتا ہے کہ تمام مرد و زن مدینہ مین امام حسین علیہ السلام کی
مصیبت پر نوحہ و ماتم کرتے تھے یہانتک کہ پندرہ دن تک ماتم و عزا

اُس مظلوم کا بپا ہوا آہ مومنین یہ حال تو اہل مدینہ کا تھا اور اہل بیت رسالت تو مدت العمر اس غم میں رو یا کیے وَاَقْبَلَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَاكِيَةَ الْعَيْنَيْنِ حَزِيْنَةَ الْقَلْبِ فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّاهُ اِنِّيْ نَاعِيَةٌ اِلَيْكَ بِوَلَدِكَ الْحُسَيْنِ ع غرضکہ جب اہل بیت رسالت داخل مدینہ ہوے تو اسوقت جناب ام کلثوم طرف مسجد رسول خدا کے متوجہ ہوئین اسطرح سے کہ آنکھون سے آنسو مسلسل جاری تھے اور نہایت حزین اور اندوہناک تھین پس قبر انور اُن حضرت کیطرف خطاب کرکے عرض کی کہ سلام ہو آپ پر ای جد بزرگوار مین خبر مرگ سنانے آئی ہون اور پرسا دیتی ہون آپکو آپ کے فرزند امام حسین علیہ السلام کا جسکو آپنے ناز و نعمت سے پالا تھا آہ وہ پارہ جگر آپکا دست ظلم اشقیاے امت سے صحراے کربلا مین تشنہ لب شہید ہوا راوی کہتا ہے کہ اُسوقت قبر مطہر جناب رسول خدا سے آواز رونے کی بلند ہوئی یہ سنکر سب لوگ فریاد کرنے لگے اور نہایت شدت سے روتے تھے ثُمَّ اَقْبَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِلٰى قَبْرِ جَدِّهٖ وَمَرَّغَ خَدَّهٗ بِهٖ وَبَكٰى وَاَنْشَدَ يَقُوْلُ بعد اسکے جناب امام زین العابدین علیہ السلام قبر مطہر جناب رسول خدا پر آئے اور اپنے رخسارے قبر انور پر اپنے جد امجد کے ملے اور رو کر یہ اشعار جگر خراش پڑھتے تھے ؎

اُنَادِيْكَ يَا جَدَّاهُ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ	حُسَيْنُكَ مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُكَ ضَائِعٌ

پکارتا ہون مین اور فریاد کرتا ہون آپ سے ای جد بزرگوار ای بہترین انبیا و مرسلین کہ فرزند دلبند آپکا امام حسین تشنہ لب قتل کیے گئے اور نسل و ذریت

آپکی ضایع و برباد ہوئی ہے

أَيَا جَدُّ مَحْزُونًا عَلَيْكَ مُوَجَّلًا	أَسِيرًا وَمَالِي حَامِيٌ وَمُدَافِعُ

ای جد نامدار پکارتا ہوں آپکو درانحالیکہ محزون و مغموم ہوں میں آپکی اس مصیبت تازہ پر اور میں وہ مظلوم ہوں کہ خائف و ترسان اسیر و مقید رہا اور وہاں کوئی حامی و مددگار میرا سوائے خدا کے نہ تھا

سُبِينَا كَمَا تُسْبَى الْإِمَاءُ وَمَسَّنَا	مِنَ الضُّرِّ مَا لَا تَحْمِلُهُ الْأَصَابِعُ

ای جد عالی وقار فریاد ہے کہ ہم اہلبیت آپکے مانند غلام و کنیزان زنگبار کے اسیر و مقید ہوئے اور اسطرح کی اذیت و تکلیف ہمکو پہونچی کہ اونسے لوگ بھی اسکے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں آہ ہو شدت حرارت آفتاب سے چہروں کے پوست اتر گئے تھے اور صورتیں متغیر ہو گئی تھیں یہی سبب ہے کہ پہچانے نہ جاتے تھے

أَيَا جَدُّ يَا جَدَّاهُ بَعْدَكَ أَظْهَرَتْ	أُمَيَّةُ فِينَا مَكْرَهَا وَالشَّنَائِعُ

ای جد نامدار فریاد ہے کہ بعد آپکے بنی امیہ نے اپنے کینہ دیرینہ اور نفاق کو ظاہر کر دیا اور ہم اہلبیت رسالت کو آزار و تکلیف بے انتہا پہونچائی اور وہ بیجا جیسے بدی اور ستم پیش آئے اور کچھ لحاظ و پاس آپکا ہمارے بارے میں نہ کیا قَالَ ثُمَّ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ قَبْرِ جَدِّہٖ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص وَ دَخَلَ عَلٰی عَمِّہٖ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ وَ اَخْبَرَہٗ بِقَتْلِ اَبِیْہِ فَبَکٰی حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْہِ راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے امام زین العابدین علیہ السلام روضہ اقدس سے اپنے جد امجد جناب

رسول خدا کے باہر آئے اور اپنے چچا محمد حنفیہ رض کے پاس تشریف لائے اور انکو
اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے خبر دی پس اسوقت
محمد حنفیہ رض اسقدر روئے کہ روتے روتے غش آگیا فَلَمَّا اَفَاقَ مِنْ غَشْوَتِهِ
قَالَ بِالْعَزِیْزِ عَلَیَّ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ کَیْفَ طَلَبْتُمْ نَاصِرًا فَلَمْ تُنْصَرُوْا
وَمُغِیْثًا فَلَمْ تُغَاثُوْا لَاَنْدِبَنَّکُمْ مَا حُیِیْتُ آہ جب غش سے افاقہ ہوا تو
کہتے تھے کہ ہائے افسوس ای ابو عبد اللہ الحسین مجھپر مصیبت آپکی بہت دشوار
ہی آہ کسطرح آپ اپنے نانا کی امت سے طالب نصرت و مدد ہوئے اور
کسی نے آپکی نصرت نہ کی اور استغاثہ و فریاد کی آپنے اور کسی نے آپکی فریاد رسی
نہ کی اب مین آپکی مصیبت مین نوحہ و بکا کرتا رہونگا جبتک کہ زندہ رہونگا
وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَلَمَّا اَفَاقَ مِنْ غَشْوَتِهِ قَامَ وَتَدَرَّعَ بِدِرْعِهِ وَ
تَقَلَّدَ بِسَیْفِهِ وَرَکِبَ جَوَادَهٗ وَصَعِدَ الْجَبَلَ وَالنَّاسُ یُشَاهِدُوْنَهٗ
وَغَابَ وَمَا ظَهَرَ اِلَّا فِیْ وَقْتٍ ظَهَرَ فِیْهِ الْمُخْتَارُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اور
ابو مخنف نے یون نقل کیا ہے کہ جب غش سے افاقہ ہوا تو کھڑے ہوئے اور
زرہ اور تلوار سلاح حرب اپنے بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوئے
اور ایک پہاڑ پر چلے گئے اور لوگ دیکھتے تھے یہانتک کہ انکی نظر سے غائب
ہوگئے اور پھر کسی سے ملاقات نہ کی جبتک کہ مختار علیہ الرحمہ نے بعد پانچ
پانچ برس کے شہادت مظلوم کربلا سے خروج کیا تب محمد حنفیہ اس پہاڑ سے
اترے مومنین مقام تصور ہے کہ محمد حنفیہ کا یہ حال تو صرف خبر شہادت
برادر مظلوم کی سنکر ہوا ہائے افسوس کیا صدمہ نہ گذرا ہوگا قلب اقدس

جناب امام حسینؑ کے کہ جب اُن حضرت کے سامنے روز عاشورا اُنکے برادر
حق شناس حضرت عباسؑ کے ہاتھ اعدا نے قطع کیے اور بدن اطہر زخم نیزہ
و تیر سے مثل غربال کے کر دیا اور سر انور گرز آہنی سے شق کیا اور گھوڑے سے
بظلم و ستم زمین پر گرا دیا آہ اُسوقت حضرت روتے تھے اور فرماتے تھے وا
اخاہُ واعباساہُ الآن انکسر ظہری اے بھائی عباسؑ اب مرنے سے
تیرے کمر ہماری ٹوٹ گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و دوم

فی البحار عن الصادق علیہ السلام انہ قال ان اکمل المومنین
ایمانا احسنہم خلقا و اکثرہم رقۃ و ازیدہم مودۃ لنا اہل
البیت بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا
اُن حضرت نے کہ افضل اور کامل ترین مومنین از روے ایمان کے وہ
مومن ہے کہ اخلاق جسکے نیک ہوں اور رقیق القلب ہو اور محبت ہم
اہل بیت سے زیادہ رکھتا ہو و فی المجالس المفجعۃ عن الصادق علیہ
السلام انہ قال نفس المہموم لنا المغتم لظلمنا تسبیح و ہمہ لامرنا
عبادۃ و کتمانہ لسرنا جہاد فی سبیل اللہ و یجب ان یکتب ہذا
بالذہب اور مجالس مفجعہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ آہ پر درد کھینچنا مومن کا اُن جور و ستم پر کہ جو
ہاتھ سے اعداے دین کے ہم اہل بیت طاہرین پر گذرے ہیں ثواب تسبیح
خدا کا رکھتا ہے اور مغموم و محزون ہونا ہمارے مصائب پر عبادت خدا ہے

اور اسرار کو ہمارے مخفی کرنا اعدا سے جہاد ہی راہ خدا میں اور لازم وضروری کہ یہ حدیث آب زر لکھی جائے یعنے محافظت اس حدیث شریف کی کیجائے وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِکُلِّ شَیْءٍ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَۃَ فِیْنَا اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ہر عمل خیر کے لیے حق سبحانہ تعالیٰ نے ثواب معین ومقرر کیا ہی مگر گریہ وبکا کرنا ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت پر پس اسکے ثواب کی کچھ حد مقرر نہیں ہی یعنے بیحد وحساب خدا سے تعالیٰ نے ثواب اسکے لیے مقرر فرمایا ہی پس حضرات گریہ وبکا کیجیے مصائب پر اولاد وعترت جناب رسول خدا کے کہ جنکی شہادت وقتل سے مدینۂ رسول ویران ہوگیا اور رونق محراب ومسجد نبی کی جاتی رہی رَوَی السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَغَیْرُہٗ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ لَمَّا دَخَلَ فِی الْمَدِیْنَۃِ بِاَھْلِہٖ وَعِیَالِہٖ وَنَظَرَ اِلٰی مَنَازِلِ قَوْمِہٖ وَرِجَالِہٖ چنانچہ سید ابن طاوس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام شام سے واپس آئے اور مع اہل وعیال اور اہل حرم کے داخل مدینہ منورہ ہوے تو اسوقت اُن مکانات پر نظر پڑی کہ جنمیں عزیز واقربا اُن حضرت کے رہتے تھے اور وہ زمانہ بہار کربلا کے پیش نظر ہوگیا کہ جب وہ گھر آباد تھے اور جوانان بنی ہاشم اُنمیں رہتے تھے فَوَجَدَ تِلْکَ الْمَنَازِلَ تَنُوْحُ بِلِسَانِ اَحْوَالِھَا وَتَبُوْحُ بِاِعْلَانِ الدُّمُوْعِ وَاِرْسَالِھَا لِفَقْدِ حُمَاتِھَا وَرِجَالِھَا پس اُن مکانات کو اسطرح پایا کہ گویا بزبان حال نوحہ پڑھتے تھے اور بیتابہ حال اُن جوانان ہاشمی کے انہوں نے سینہ کہ

جو بزرگوار اُنمین رہتے تھے غم و الم مین اُنکے اشک جاری تھے اسلیے کہ اُن سروران
خدا کے غائب ہونے سے وہ گھر ویران و سنسان ہوگئے تھے وَتَندُبُ
عَلَيهِمُ نَدبَ الثَّوَاكِلِ وَتَسئَلُ عَنهُمُ اَهلَ المَنَاهِلِ وَتَهِيجُ اَحزَانَهُ
عَلٰى مَصَارِعِ قَتلاَهُ وَيُنَادِي لِاَجلِهِم وَاثكَلاَهُ اور اُن بزرگوارون پر
مانند عورات پسر جوان مردہ کے نوحہ و بین کرتے تھے اور بزبان حال
اہل بیت سے یہ سوال کرتے تھے کہ وہ اہل جود و سخا کہان گئے کہ جو یہان کے
ساکن تھے اور حزن و ملال بیمار کربلا کا مقتل شہدا کو یاد کرکے زیادہ ہوتا تھا
اور اُنکے مکانات خالی دیکھکر فریاد کرتے تھے اور زار زار روتے جاتے تھے
واقعی مؤمنین کیونکر نہ روتے کہ اُن جوانان ہاشمی کو بچشم خود خاک وخون
غلطان ریگ گرم صحرائے کربلا پر زخمون سے چور چور بے دفن افتادہ دیکھا
تھا اسطرح سے کہ خاک صحرا اُڑکر اُنکے جسدہائے النور پر جمتی جاتی تھی پس
جب اُنکی تشنہ لبی اور بیکسی کا تصور ہوتا ہوگا تو کیا صدمہ گذرتا ہوگا
وَتَبكِيهِم مَحَارِيبُ المَسَاجِدِ وَتَندُبُهُم مَيَازِيبُ الفَوَائِدِ
فَلَو كُنتَ هُنَاكَ لَسَمِعتَ تِلكَ الوَاعِيَةَ النَّازِلَةَ وَعَرَفتَ
تَقصِيرَكُم فِي هٰذِهِ المُصِيبَةِ الشَّامِلَةِ اور اُن شہدا کی مصیبت پر
محرابہای مساجد کی گویا روتی تھین اور اُنکے مکانات کے میزاب و ناودان
نوحہ کرتے تھے اور وہ مقامات کہ جو جاے فیضان و فوائد تھے اُن
بزرگوارون کے وہ بھی بتابہ حال نوحہ و بین کرتے تھے ایہا الناس
پس اگر آپ اُس مقام پر ہوتے تو محزون و مغموم کردیتا آپکو سننا اُس

آواز کا کہ جو اس مصیبت عظمیٰ کے نازل ہونے سے بلند تھی اور ایسی مصیبت شاملہ مین اپنی تقصیر و کمی معلوم ہو جاتی کہ جو آپ لوگ رونے مین ایسے مظلوم کی مصیبت پر کمی کرتے ہین ثُمَّ اَنَّهٗ قَصَدَ الرَّوْضَةَ الْبَهِيَّةَ فَلَوْ نَظَرْتَ اِلَى انْكِسَارِ قَلْبِهٖ وَقَدْ تَقَمَّصَ بِقَمِيْصِ الْحُزْنِ وَثِيَابِهٖ شَاكِيًا اِلَى جَدِّهٖ مَا عَرَتْهُ مِنَ النَّوَائِبِ مُكَفْكِفًا لِفَقْدِ اَبِيْهِ بِالدُّمُوْعِ السَّوَاكِبِ لَا تَرْقَى لَهٗ عَبْرَةٌ وَلَا تَبْرُدُ لَهٗ زَفْرَةٌ بعد اسکے بیمار کربلا اسیر رنج و بلا نے ارادہ داخل ہونے روضہ اقدس رسول خدا کا کیا بس اسوقت اگر آپ دیکھتے کہ وہ جناب کیسے دل شکستہ تھے اور کیسی رداے ماتمی اور لباس و جامہ حزن و ملال کا اُنکے بدن انور مین تھا اور کسطرح سے شکایت کر رہے تھے اپنے جد امجد سے اُن مصائب کی جو اُس مظلوم پر گذرے تھے اور وہ بیمار مثل ابر بہار زار زار اپنے پدر بزرگوار کی مفارقت پر روتے تھے کہ آنسو نہ تھمتے تھے اور نالہ و فریاد فرو نہوتی تھی يَا مَنْ قَلْبٌ حَزِيْنٌ بِاِظْهَارِ الشَّيْنِ وَالْاَنِيْنِ لَا يَهْدَا عَنِ الْعَوِيْلِ وَالْبُكَاءِ لِفَقْدِ السَّادَةِ النُّجَبَاءِ لِشَجَاكَ سَمَاعُ تِلْكَ الْوَاعِيَةِ فِيْ تِلْكَ الْمَنَازِلِ الْخَالِيَةِ اور وہ جناب کس آواز دردناک اور حزن و ملال سے روتے تھے اور اظہار رنج و غم اور مصیبت کرتے تھے اور نالہ و فریاد سے خاموش نہوتے تھے یہ صدمہ تھا قلب اقدس کو مفارقت سے اُن سادات نجبا اور جوانان ہاشمی کے پس کسقدر رنج و قلق ہوتا سامعین کو اگر وہ نالہ و فریاد اور گریہ و بکا بیمار کربلا کا اندر

شاہد حال نوحہ و فریاد اُن مکانات اور منازل خالی کا سنتے کہ جو ویران و سُنسان ہوگئے تھے حضرات مقام انصاف ہی کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور باقی اقربا کا مقام خالی دیکھتے ہونگے تو کیا صدمہ ہوتا ہوگا خصوصًا جب یہ اُن حضرت کی فاطمہ بیمار پوچھتی ہونگی کہ اے بھائی میرے بابا کہاں ہیں اور میرے بھائی علی اکبر اور علی اصغر کہاں ہیں اور قاسم و عبداللہ کہاں ہیں اور میرے چچا عباس اور عون و جعفر اور فضل علی کہاں ہیں آہ اُسوقت بیمار کربلا فرماتے ہونگے کہ اے بہن وہ سبکے سب روز عاشور اصحراے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے

وقفت علی دار النبی محمدٍ		فالفیتها قد اقفرت عرصاتها

چنانچہ شاعر زار کہتا ہے کہ جب وارد ہوا میں دولتسراے جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ پر مدینہ میں تو دیکھا میں نے کہ دیواریں اور مکانات اُسکے ویران و خراب ہوئے ہیں حضرات تصور کیجیے کہ کس گھر کا ذکر ہے آہ آہ یہ وہ گھر ہے کہ جسکی دربانی کا فخر و مباہات ملائکہ کرتے تھے جہاں وحی خدا نازل ہوتی تھی

وامست خلاءً من تلاوة قاریٍ		وعطل منها صومها وصلاتها

اور دیکھا میں نے کہ وہ خانہ شرافت قرآن پڑھنے والوں سے خالی ہوگیا ہے اور روزہ رکھنے والوں اور نماز گذاروں سے معطل ہوگیا ہے

وکانت ملاذ الانام وجنة		من الخطب یغشی المعتفین صلاتها

اور وہ گھر جائے پناہ اور نگاہ دارندہ خلق تھا سختیون سے اور حاجتمند اور محتاجون اور مہمانون کو اُس گھر سے بخشش ہوتی تھی اور ایتام و بیوہ زنون کی پرورش ہوتی تھی ٥

فَاَقْوَتْ مِنَ السَّادَاتِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ		وَلَمْ يَجْتَمِعْ بَعْدَ الْحُسَيْنِ شَتَاتُهَا

پس وہ گھر سادات بنی ہاشم سے خالی ہوگیا اور بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے تو ایسا ویران ہوا کہ پھر کبھی آباد نہوا آہ مومنین کیونکر پریشانی اُس گھر کی جاتی جس گھر سے اٹھارہ بنی ہاشم کہ جنکا مثل و نظیر روئے زمین پر نہ تھا ایک دن مین تشنہ لب شہید ہو جاوین اور بچے شیرخوار تک تیر ستم سے ذبح ہون ٥

فَعَيْنِيْ لِقَتْلِ السِّبْطِ عَبْرىٰ وَلَوْعَتِيْ		عَلٰى فَقْدِهِمْ مَا تَنْقَضِيْ زَفَرَاتُهَا

پس بسبب قتل ہونے فرزند رسول کے میری آنکھون سے اشک حسرت جاری رہینگے اور ہمیشہ اُن جوانان ہاشمی کے مفقود و گم ہونے سے جگر میرا کباب رہیگا اور دل میرا اُنکے مصائب پر ہمیشہ جلتا رہیگا ہائے افسوس کس دغا سے اُنکو اشقیا نے مہمان بلاکر کربلا مین تشنہ لب شہید کیا

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و سوم

فِي الْعَوَالِمِ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يُوْشِكُ اَنْ تَبْقٰى حَتّٰى تَلْقٰى وَلَدًا مِنَ الْحُسَيْنِ عٓ يُقَالُ لَهٗ مُحَمَّدٌ عٓ يَبْقَرُ الْعِلْمَ بَقْرًا فَاِذَا لَقِيْتَهٗ فَاَقْرِءْهُ

منی السّلام عوالم وغیرہ مین جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا مجھ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
ای جابر قریب ہی تو زندہ رہیگا یہانتک کہ تو ملاقات کریگا ایک فرزند سے
کہ وہ نسل سے میرے نور عین حسین کے ہوگا اور نام اسکا محمد ہوگا وہ شگافتہ
کریگا علم دین کو جیسا کہ چاہیے پس جسوقت تو اُس سے ملاقات کرے تو میری
طرف سے سلام پہونچانا وقال کمال الدین بن طلحة ولادته بالمدینة
فی ثالث صفر سنة سبع وخمسین الہجرة النبی ص قبل قتل جدہ
الحسین علیہ السلام بثلث سنین وقیل غیر ذالک چنانچہ
کمال الدین بن طلحہ نے نقل کیا ہی کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تیسری
تاریخ ماہ صفر کو کہ سنہ ستاون ہجری تھے مدینہ منورہ مین تین برس قبل شہادت
اپنے جد بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہوئے اور نخبة الاخبار مین
یون منقول ہی کہ ولادت باسعادت اُن حضرت کی روز جمعہ غرہ ماہ رجب
سنہ ستاون ہجری مین واقع ہوئی واما نسبہ ابا وامًا فابوہ علی بن
الحسین علیہما السلام وامہ فاطمة بنت الحسن بن علی بن ابیطالب
علیہما السلام وتدعی ام الحسن وقیل ام عبد اللہ اور نسب اُن
حضرت کا والدین کیطرف سے یہ ہی کہ فرزند ہین علی بن الحسین علیہما السلام
یعنے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اور مادر گرامی اُن حضرت
کی جناب فاطمہ بنت امام حسن بن علی بن ابیطالب علیہما السلام ہین جو مشہور
ام الحسن یا ام عبد اللہ ہین پس طرفین سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

ہاشمی و علوی ہیں اِسمُہٗ محمّدٌ وَکُنیَتُہٗ ابو جعفرٍ وَلہٗ ثلٰثُ القابٍ باقرُ العلمِ والشّاکرُ والہادی وَاشہرُہا الباقرُ وَسُمّیَ بذٰلکَ لِبَقرِہٖ فی العلمِ وتوسّعہٖ فیہِ اسم اقدس اُن حضرت کا محمد ہی اور کنیت ابو جعفر ہی اور اُن حضرت کے تین لقب ہیں باقر اور شاکر اور ہادی اور مشہور تر باقر ہی اسلیے کہ اُن حضرت نے علم دین کو بہت وسعت دی اسیوجہ سے قبل اُس جناب کی ولادت باسعادت کے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس لقب سے ملقب فرمایا ہی واقعی مومنین اُن حضرت نے علم دین کو ایسی وسعت دی کہ تمام عرب و عجم میں منتشر ہوا اور جن واِنس اُس ہادی خلق سے مستفیض ہوتے تھے فی کتابِ الدّلائلِ عن سعدٍ اَنّہٗ قالَ طلبتُ الاذنَ علی ابی جعفرٍ علیہِ السّلام فقیلَ لی لاتعجل انّ عندہٗ قوماً من اخوانکم چنانچہ کتاب دلائل میں سعد سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ ایک مرتبہ میں دولتسرائے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پر حاضر ہوا اور اجازت حضوری چاہی کسینے مجھ سے کہا کہ تو جلدی نکر اسوقت ایک قوم تمہارے برادران ایمانی سے اُن حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کرتی ہی فما لبثتُ اذ خرجَ علیَّ اثنا عشر رجلاً یشبہونَ الزّطَ علیہم اقبیۃٌ ضیّقاتٌ وخفافٌ فسلّموا ومرّوا پس میں تھوڑی دیر کے یکایک بارہ شخص گندم گون باہر آئے کہ وہ مشابہ تھے ایک قوم حبش کے بدن میں چُست قبائیں اور پانوئیں موزے پہنے تھے پس ہمکو سلام کیا اور چلے گئے فدخلتُ علی ابی جعفرٍ علیہِ السّلام

وَقُلْتُ لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اَعْرِفُ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ
پس جب وہ لوگ چلے گئے تو میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ کون لوگ تھے
جو آپکی خدمت سے ابھی چلے گئے ہین مین اُنکو نہین پہچانتا ہون قَالَ هٰؤُلَآءِ
قَوْمٌ مِنْ اِخْوَانِكُمُ الْجِنِّ قَالَ قُلْتُ لَهٗ وَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ نَعَمْ
يَغْدُوْنَ عَلَيْنَا فِيْ حَلَالِهِمْ وَحَرَامِهِمْ كَمَا تَغْدُوْنَ یہ سنکر اُن حضرت نے
فرمایا کہ یہ جماعت قوم جن سے تمہارے برادران ایمانی ہین کہ ہم اہل بیت
رسالت کو اپنا امام اور ہادی جانتے ہین راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا
یا ابن رسول اللہ کیا جن ظاہر بظاہر آپکے پاس حاضر ہوتے ہین اُن حضرت نے
فرمایا ہان ہمارے پاس حاضر ہو کر اپنے حلال و حرام کے مسائل پوچھا کرتے ہین
جیسے کہ تم لوگ دریافت کیا کرتے ہو اور علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہی کہ ایک
نصرانی ساکن ملک شام نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا
کہ اہل جنت طعام بہشت کھاتے ہین اور فضلہ نہین رکھتے ہین نظیر اسکی دنیا مین
کیا ہی یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا نظیر اسکی دنیا مین بچہ ہی کہ شکم مادر مین کھاتا ہی
جو کچھ ماں اُسکی کھاتی ہی اور فضلہ نہین کرتا یہ سنکر وہ نصرانی ساکت ہوا
کیون مومنین ایسے ہادی خلق کو اعدا نے زہر سے شہید کیا گویا دروازہ علم
و ہدایت خلق کا بند کر دیا فِي الْاِرْشَادِ اَنَّهٗ قُبِضَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَنَةَ
اَرْبَعَ عَشَرَةَ وَمِائَةٍ وَسِنُّهٗ يَوْمَئِذٍ سَبْعٌ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً
وَقَبْرُهٗ بِالْبَقِيْعِ جنابِ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ مین منقول ہی کہ

اُن حضرت نے سنہ ۱۱۴ ایک سو چودہ ہجری مین انتقال فرمایا اُسوقت سن شریف
اُس جناب کا ستاون برس اور بروایتے اٹھتر برس کا تھا اور تحفۃ الاخبار
مین یون منقول ہی کہ ساتوین ماہ ذیحجہ روز دوشنبہ سنہ ۱۱۶ ایک سو سولہ
ہجری مین زہر سے شہید ہوے اور قبر انور اُن حضرت کی جنت البقیع مین ہی
اور خرائج اور تحفۃ الاخبار وغیرہ مین جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے ہشام بن عبد الملک دسوین حاکم
بنی اُمیہ نے بمکر و دغا میرے پدر بزرگوار کی خدمت مین ایک خلعت نفیس
طلائی اور زین گھوڑے کا زہر سے تعبیہ کر کے زید ہاشمی کے ہمراہ بھیجا پس
اُن حضرت نے اُس سے فرمایا کہ مین جانتا ہون اُس درخت کو بھی جس سے
اِس زین کی لکڑی تراشی گئی ہی مگر تقدیر الٰہی سے چارہ نہین ہی آہ آہ وہ
جناب اُس زین زہر آلودہ پر باکراہ سوار کیے گئے پس فوراً زہر نے
مساماتِ مین نفوذ کیا اور اعضاے انور متورم ہوے جب زین سے
اُترے تو اُن حضرت کا حال نہایت متغیر ہوا اُسوقت اُن کپڑون کو
جن سے احرام باندھتے تھے منگوا کر وصیت فرمائی کہ ان کپڑون سے
میرا کفن کیا جائے افسوس ہزار افسوس وہ مظلوم تین روز تک بسبب
اثر زہر کے علیل رہے اور چوتھے روز دنیا سے رحلت فرمائی چنانچہ
بصائر الدرجات وغیرہ مین منقول ہی جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ جسدن میرے پدر مسموم نے رحلت فرمائی تو مین اُن حضرت
کی خدمت مین حاضر تھا پس مجھ سے وصیت فرمائی کہ ای فرزند مجھے خود

غسل دینا اور کفن پہنانا اور نماز جنازہ پڑھنا اور قبر مین دفن کرنا الیس حسب
وصیت اُن حضرت کے جناب صادقؑ نے اپنے پدر مظلوم کو تجہیز و تکفین کیا
اور مع جماعتِ شیعہ کے نماز جنازہ پڑھ کے جنت البقیع مین دفن کیا اور زار
زار روئے حضرات موت عجب مرحلہ عظیم ہی ہر کبیر و صغیر اور شاہ و فقیر
اسمین برابر ہین اور جسکی جسوقت اور جس جگہ موت آتی ہی ایک ساعت آگے
پیچھے نہین ٹلتی ہی مگر اپنے وطن اور عزیز و اقربا مین مرنا کیا خوب ہی کہ خاصانِ
خدا بھی اسکی تمنا مین تھے اور لقاے الٰہی کو دوست رکھتے تھے جیسا کہ
تحفہ احمدیہ وغیرہ مین منقول ہی کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
بعد نماز وتر کے دعا کرتے تھے منجملہ اسکے چند فقرے یہ ہین اِلٰهِی وَسَیِّدِی
اِرْحَمْنِی مَصْرُوعًا عَلَى الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِی اَیْدِی اَحِبَّتِی وَارْحَمْنِی
مَطْرُوحًا عَلَى الْمُغْتَسَلِ یُغَسِّلُنِی صَالِحُ جِیرَتِی اے معبود و مالک میرے
مجھپر ان حالتون مین رحم فرما ایک تو وقت احتضار کے جب مین بیہوش ہوکر
بیحس و حرکت بستر پر پڑا ہونگا اور دوست میرے اُس حالت کرب مین
مجھے ایک جانب سے دوسری جانب پھیرتے ہونگے دوسرے رحم کر مجھپر
اُسوقت جبکہ نیک ہمسایہ میرے مجھے تختہ پر لٹا کر غسل دیتے ہون وَارْحَمْنِی
مَحْمُولًا قَدْ تَنَاوَلَ الْاَقْرِبَاءُ اَطْرَافَ جِنَازَتِی وَارْحَمْ فِی ذٰلِکَ الْبَیْتِ
الْمُظْلِمِ وَحْشَتِی وَغُرْبَتِی وَوَحْدَتِی اور رحم فرما مجھپر اُسوقت جبکہ
میرے اقربا میرے جنازہ کے اطراف کو اُٹھاے ہون اور رحم فرما مجھپر
اُسوقت جبکہ قبر مین کہ وہ خانہ تاریک ہی دفن ہو جاؤن اور اُسوقت

میری پریشانی خاطر اور غربت و تنہائی پر رحم کرنا آہ اسوقت یاد آگئی مظلومی و بیکسی اُس مظلوم کی جسکے سرہانے وقت احتضار کے کوئی عزیز و اقربا اور دوست نہ تھا جو خبرگیری کرتا اور ایک جانب سے دوسری جانب پھیرتا چنانچہ اُسوقت کی حالت کو حجت خدا فرماتے ہیں قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِيْنُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِيْنُكَ اے جد مظلوم اُسوقت آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اُس حالت کرب و ایذا میں آپ دست و پائے اطہر سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی آپ داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح اُس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی کیوں مومنین دستور عالم ہی کہ جب کوئی مسلمان انتقال کرتا ہی تو اُسکے عزیز و اقربا یا احباب غسل و کفن دیتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھ کے دفن کرتے ہیں اور اگر وہ مسلم غریب الوطن اور مسافر ہی کہ کوئی اُسکے نام و نشان سے بھی واقف نہیں ہی تو اہل شہر یا عترہ وہاں کے لوگ اُسکو غسل و کفن دیتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھ کے دفن کرتے ہیں چنانچہ مشاہد مشرفہ حجاز و عراق میں منادی ندا کرتا ہے مَاتَ الْغَرِيْبُ اَلصَّلٰوۃَ مسافر نے انتقال کیا ہی اُسکی نماز جنازہ پڑھو آہ آہ اب کیا حاجت بیان ہی کہ اشقیائے کوفہ و شام نے جو دعوائے اسلام کرتے تھے فرزند خیر الانام کو مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید کیا اور بعد قتل کرنے کے کوئی متوجہ طرف نماز

جنازہ اور دفن کے نہوا اور نہ کسی نے ندا دی کہ ایک مسافر نے انتقال کیا ہے
اسکی نماز جنازہ پڑھو افسوس ہزار افسوس عوض دفن و کفن اور نماز جنازہ
کے اعدا نے لباس لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا اور کسی نے
عبا اُتار لی آہ آہ بجدل لعین نے انگشت متورم کو کاٹ کر انگشتری نکال لی
اور جمال ملعون نے ایک کمربند کے لیے دونوں دست اقدس قطع کیے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و چہارم

فِی الکافِی وغیرِہٖ انَّہٗ وُلِدَ ابُو عبدِ اللہِ علیہِ السَّلامُ سنۃَ
ثلٰثٍ وثمانِینَ ومضٰی فِی شوّالٍ مِن سنۃِ ثمانٍ واربعینَ
ومِائۃٍ ولہٗ خمسٌ وستّونَ سنۃً کافی وغیرہ مین منقول ہے
کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سنہ ۸۳ تراسی ہجری مین پیدا ہوے
اور ماہ شوال سنہ ۱۴۸ ایکسو اڑتالیس ہجری مین زہر ستم سے شہادت پائی
اور سن شریف اُن حضرت کا ۶۵ پینسٹھ برس کا تھا اور جلاء العیون مین
یون منقول ہے کہ ولادت باسعادت اُن حضرت کی سترھوین ربیع
الاول روز جمعہ سنہ تراسی ہجری مدینہ منورہ مین واقع ہوئی اور
نخبۃ الاخبار مین یون منقول ہے کہ وہ جناب پندرھوین ماہ رجب
روز دوشنبہ سنہ ۱۴۸ ایکسو اڑتالیس ہجری مین شہید ہوے کہ منصور دوانقی
لعین کے ظلم و ستم سے انگور مین زہر دیا گیا ودُفِنَ بِالبقیعِ فِی القبرِ
الَّذِی دُفِنَ فِیہِ ابُوہُ وجدُّہٗ والحسنُ بنُ علیٍّ علیہِما السَّلامُ

اور وہ جناب جنت البقیع میں پاس اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ اور
جد نامدار امام زین العابدینؑ اور حضرت امام حسن بن علی بن ابیطالب
علیہم السلام کے دفن ہوئے اور القاب اُن حضرت کے صادق اور
مصدق اور محقق اور کاشف الحقائق اور فاضل وطاہر اور صابر ہیں
وَاُمُّهٗ اُمُّ فَرْوَةَ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَاُمُّهَا اَسْمَاءُ
بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اور مادر گرامی جناب صادق علیہ
السلام کی جناب ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر ہیں اور مادر
ام فروہ کی اسماء دختر عبدالرحمان بن ابوبکر بن قحافہ ہیں وَکَانَتْ اِمَامَتُهٗ
عَلَیْهِ السَّلَامُ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ سَنَةً وَوَصّٰی اِلَیْهِ اَبُوْ جَعْفَرٍ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَصِیَّةً ظَاهِرَةً وَنَصَّ عَلَیْهِ بِالْاِمَامَةِ اور
حضرت صادق علیہ السلام چونتیس ۳۴ برس تک امام زمان رہے
اور خلق کو ہدایت فرمائی اور علم دین کو وسعت دی چنانچہ اُن حضرت
کے زمانہ میں چار ہزار راویوں نے چار ہزار کتابیں احادیث کی جمع کیں
جو اُن حضرت سے سنی تھی اور باتفاق فریقین تمام عالم میں افضل
و اعلم تھے ابوحنیفہ جو اہل سنت کا امام اعظم کہلاتا ہے اُسکو یہ مرتبہ اُن
حضرت کے تصدق میں حاصل ہوا اور اُن حضرت کی نص امامت میں
یوں منقول ہے رَوٰی هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ یَزِیْدَ الْجُعْفِیِّ
اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ الْقَائِمِ
بَعْدَهٗ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ

هٰذَا وَاللهِ بَعْدِی قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ ہشام بن
سالم نے جابر بن یزید جعفی سے روایت کی ہے کہا اُسنے کہ کسی شخص نے حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا یا ابن رسول اللہ بعد آپکے امام
اور ہادی خلق کون ہوگا پس اُن حضرت نے دست حق پرست اپنے
فرزند جناب صادق علیہ السلام پر رکھکر فرمایا کہ قسم بخدائے عزوجل
بعد میرے یہ فرزند قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ امام و حجت خدا ہے حضرات
باوجود اسکے اُن حضرت کو اعدا نے کیسی کیسی اذیت و تکلیف دی اور
ہمیشہ درپئے قتل رہے فِی الْکَافِی وَغَیْرِہٖ عَنِ الْمُفَضَّلِ اَنَّهٗ قَالَ وَجَّهَ
اَبُوْ جَعْفَرِنِ الْمَنْصُوْرُ اِلَی الْحُسَیْنِ بْنِ زَیْدٍ وَهُوَ وَالِیْهِ عَلَی الْحَرَمَیْنِ
اَنْ اَحْرِقْ عَلٰی جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فِیْ دَارِہٖ چنانچہ
کافی وغیرہ میں مفضل سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ منصور دوانقی لعین نے
ایک مرتبہ حسین بن زید کو کہ اُس شقی کیطرف سے حاکم مکہ و مدینہ تھا حکم
دیا کہ تو جعفر بن محمد علیہما السلام کے گھر کو مع اُنکے جلا دے فَاَلْقَی النَّارَ
فِیْ دَارِ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخَذَتِ النَّارُ فِی الْبَابِ
وَالدِّهْلِیْزِ فَخَرَجَ اَبُوْعَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَتَخَطَّی النَّارَ وَیَمْشِیْ
فِیْهَا وَیَقُوْلُ پس اُس شقی نے حسب الحکم منصور عباسی کے خانہ جناب
صادق علیہ السلام کو جلا دیا اور آگ مشتعل ہوئی یہانتک کہ در و دیوار
کو گھیر لیا اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہوئی پس حضرت صادق علیہ
السلام آگ کو پامال کرتے ہوئے [illegible] باہر تشریف لائے اور

اُسوقت یہ کلمات مکرر فرماتے تھے اَنَا بْنُ اَعْرَاقِ الثَّرٰی اَنَا بْنُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ میں فرزند ہوں اُن بزرگواروں کا جو بقاے زمین کی بنیاد ہیں اور میں فرزند ہوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا جنپر حق سبحانہ تعالیٰ نے آتش نمرود کو سرد کیا یہ گویا اشارہ فرمایا کہ ہم اہل بیت رسالت پر آگ حرام ہے حضرات سنا ہے کہ جب اعدانے خانۂ اہل بیت رسالت میں آگ لگائی تو وہ شعلہ ور ہوئی اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہوئی حالانکہ وہ گھر کسی صحرا میں نہ تھا بلکہ آبادی مدینہ میں تھا اور جناب صادق علیہ السلام صحیح و سالم تھے اور آگ کو پامال کیا اگرچہ پانی بھی ممکن تھا آہ آہ اسوقت یاد آگیا صحراے کربلا جبکہ اعدانے بعد شہادت امام حسینؑ خیموں میں آگ لگائی افسوس اُسوقت امام زین العابدینؑ بیمار غش میں پڑے تھے ہائے کیا وقت مصیبت و بیکسی تھا اہل بیت رسالت پر کہ ایک طرف بیمار کربلا تشنہ لب غش میں پڑے تھے اور ایک طرف خیمے جل رہے تھے اور آگ شعلہ زن تھی اور ایک طرف بچے نایابی آب سے فریاد العطش العطش کرتے تھے اور ایک طرف ذوالجناح تیروں سے فگار خون آلودہ فریاد کرتا تھا آہ خدا نہ کرے کہ کسی آبرودار کا حامی و سرپرست عالم غربت و مسافرت میں جدا ہو تصور کیجے کہ اُسوقت اہل بیت مظلوم کربلا کا کیا حال ہوگا جنانچہ اُسوقت کے حال میں جبت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں وَاَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِكَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاكِیًا یعنی جد مظلوم اُسی حال میں جلدی کی آپکے اسپ باوفانے کہ دوڑتا ہوا آپکے

نہوئی تھی اور اُس فاجر کو عاجز و پریشان کر دیا یہانتک کہ وہ اپنا منہ پیٹنے
لگا پس اُسوقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اُسکے پاس تشریف
لائے فَقَالَ لَهُ الْمَنْصُوْرُ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ لِمَ خَلَقَ اللهُ تَعَالٰى الذُّبَابَ
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيُذِلَّ بِهِ الْجَبَابِرَةَ پس اُسوقت منصور عباسی نے
اُن حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ خدا نے مکھی کو کیون
عبث پیدا کیا یہ سنکر حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا تاکہ جابرون اور
متکبرون کو اُسسے ذلیل کرے پس حضرات یہ کلام اُن حضرت کا مقتبس ہے
آیۂ مذکورہ سے کہ جسطرح اصنام معبود کفار تھے اور ایک مکھی کے دفع سے
عاجز تھے اسیطرح بادشاہان جبار جو اپنے تئین مرجع خلائق جانتے ہین ایک
مکھی صغیر الجثہ کے دفع سے عاجز ہین پس شاید مطلب اُن حضرت کا یہ ہو
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مکھی کو واسطے کسر شوکت و نخوت سلاطین کے
پیدا کیا ہے جو مصلحت و حکمت الٰہی مین مداخلت کرنا چاہتے ہین اور
جلاء العیون وغیرہ مین بسند معتبر یونس سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ ایک
روز ہم لوگ خدمت بابرکت مین جناب صادق علیہ السلام کے حاضر تھے
اُسوقت اُن حضرت نے ہم لوگون سے فرمایا کہ خزانے زمین کے ہمارے
قبضۂ قدرت مین ہین اگر ہم پانون سے اشارہ کرین تو زمین فوراً اپنے
خزانے اُن کو ظاہر کر دے پس یہ فرما کر اُن حضرت نے ایک پائے مبارک
پھیلایا اور زمین پر کھینچا پھر دست حق پرست بڑھا کر ایک شمسۂ طلائی
اور حلقہ بقدر ایک وجب کے اُٹھا لیا اور فرمایا کہ دیکھو پس جب ہم لوگون نے

امام حسین علیہ السلام کا ہفتم امام زین العابدین علیہ السلام کا ہشتم میرے
پدر بزرگوار جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا اور خیمۂ نہم ہمارے واسطے ہی
اور جو ہم اہل بیت رسالت مین دنیا سے رحلت کرتا ہی تو ہر ایک یہان
ایک ایک خیمہ مین ساکن ہوتا ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ وغیرہ نے
روایت کی ہی کہ ایک روز دوسرے حاکم عباسی منصور دوانقی لعین نے
جناب صادق علیہ السلام کو اس غرض سے بلایا کہ اُن حضرت کو قتل
کرے اور اُس شقی نے شمشیر طلب کی اور نطع بچھوائی اور اپنے دربان
ربیع سے کہا کہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام یہان آوینگے تو مین اُن سے
مشغول کلام ہو کر ہاتھ پاؤن پر رکھونگا بس تو قتل کرنا وہ دربان کہتا ہی کہ جب
مین اُن حضرت کو سامنے لایا تو حضرت کے لبہائے اقدس حرکت وجنبش
مین تھے جب نظر منصور کی اُن حضرت پر پڑی غصہ اور غضب اُسکا فرو
ہوا کہنے لگا کہ مرحبا ای ابو عبد اللہؑ مین نے اِسوقت آپکو اسلیے تکلیف
دی ہی کہ تا آپکے قرض کو ادا کرون اور حوائج بر لاؤن اور بہت سی عذر
خواہی کرکے اُن حضرت کو بسلامت رخصت کیا وہ دربان کہتا ہی کہ
اُسوقت منصور نے مجھ سے کہا کہ ای ربیع بعد تین روز کے جعفر بن محمد علیہما
السلام کو بغداد سے روانہ مدینہ کرنا بعد اسکے ربیع باہر آیا اور حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہؑ اُس ملعون نے
شمشیر و نطع کو آپکے قتل کرنے کے لیے طلب کیا تھا آپنے کونسی دعا پڑھی
جو اُسکے شر سے محفوظ رہے حضرت نے فرمایا کہ مین نے وہ دعا پڑھی تھی

حسب وصیت غسل و کفن دیکر مع جماعت شیعہ کے نماز جنازہ پڑھی اور جنت
البقیع مین دفن کیا اور زار زار روئے مومنین اسوقت یاد آگیا ماجرا
امام زین العابدین علیہ السلام بیمار کربلا کا کہ اُس مظلوم کو اعدا نے
بروز عاشورا اتنی مہلت بھی نہ دی کہ لاش پارہ پارہ پر اپنے پدر مظلوم
امام حسین علیہ السلام کے نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے بلکہ اشقیاے کوفہ
وشام نے بظلم و ستم طوق و زنجیر مین جکڑ کے اسیر و مقید کیا اور طرف کوفہ
وشام کے لیگئے یہانتک کہ دربار یزید شرابخوار مین پہونچے اور سامنے اُس
لعین کے رسن بستہ ٹھہرایا اور اُس شقی مغرور نے کلمات طعن زبان نجس پر
جاری کیے چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ بیمار کربلا نے وہ سنکر
فرمایا کہ ای یزید نبوت و امامت جانب خدا سے ہمارے اجداد کو تھی
یا تیرے اجداد کو اور روز جنگ بدر و احد و احزاب و خیبر علم اسلام کا
ہمارے جد امجد کے ہاتھ مین تھا یا تیرے جد کے اور جبرئیل امین بحکم رب
العالمین ہمارے گھر مین نازل ہوتے تھے یا تیرے گھر مین اور آیہ تطہیر
ہمارے حق مین نازل ہوا یا تیرے اور لزوم مودت ذوی القربےٰ
ہمارے بارے مین ہی یا تیرے بارے مین پس ای یزید اگر تو تصور کرے کہ کیسے
امور کا مرتکب ہوا ہی اور فرزند رسول و دلبند بتول سے کیا سلوک
کیا ہی تو ہر آئینہ تو طرف پہاڑون کے نکل جائیگا اور خاکستر پر بیٹھکے
شور و فغان کریگا آہ یہ سنکر یزید غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ
اِس بیمار کو قتل کر اُسوقت اہل بیت اُن حضرت کے زار زار رو
نے لگے

اور اُس بیمار سے لپٹ گئے اور بچون نے فریاد کی بس اُنکی بیتابی دیکھکر حاضرین
دربار بھی زار زار رونے لگے آہ مؤمنین تصور کیجیے کہ اُسوقت اُن
ستم رسیدون کے دل پر کیا صدمہ ہوگا جو بیتاب ہوکر بشدت روتے تھے
اور فریاد کرتے تھے کہ اہل شام حاضرین دربار سے نہ دیکھا گیا اور رونے لگے
وفی البحار ثم قال یزید یا علی ما اصاب من مصیبة فی الارض
فبما کسبت ایدیکم اور بحار الانوار مین یون منقول ہی کہ بعد اسکے
یزید لعین نے کہا یا علی نہین پہونچی کوئی مصیبت تمکو زمین مین مگر وہ عوض
اُسکا ہی جو خود کسب کیا تمھارے ہاتھون نے آہ اُس شقی نے اس آیہ سے
معاذ اللہ یہ اشارہ کیا کہ تمپر اور تمھارے باپ پر جو مصائب گذرے
اُسکے تم خود باعث ہوے کیون بیعت میری نہ کی فقال علی بن
الحسین علیہما السلام کلا ما ھذہ فینا نزلت انما نزلت فینا
ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب
من قبل ان نبرأها پس یہ سنکر امام زین العابدین علیہ السلام
فرمایا کہ ای یزید ہرگز یہ آیت ہمارے بارے مین نازل نہین ہوئی ہی بلکہ
ہمارے بارے مین یہ آیہ کریمہ ہی ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی
انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے
نہین پہونچی کوئی مصیبت زمین مین اور نہ نفسون مین تمھارے مگر
یہ کہ ثابت ہی لوح محفوظ مین قبل اسکے کہ پیدا کرین ہم انکو بس شاید
اس آیہ کے پڑھنے سے مقصود بیمار کربلا کا ممانعت یزید کے ہو غرور

وتکبر اور سرور ہے جو آیہ مابعد سے مستفاد ہوتا ہے لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی
مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ
تاکہ غمگین ہو تم اُس چیز سے کہ فوت ہو تمسے اور خوش و مسرور ہو تم
اُس چیز سے کہ ملے تمکو اور خداوند عالم دوست نہین رکھتا ہی ہر متکبر اور
فخر کنندہ کو پس حضرت نے اپنا معصوم و بیگناہ ہونا اور یزید کا فخار
و متکبر ہونا بدلیل قرآن ثابت کر دیا فَنَحْنُ الَّذِیْ لَا نَاْسیٰ عَلٰی مَا فَاتَنَا
وَلَا نَفْرَحُ بِمَا اٰتٰنَا مِنْهَا پس فرمایا کہ ای یزید ہم اہل بیت رسالت
وہ لوگ ہین کہ تاسف نہین کرتے ہین اُس چیز پر جو ہمسے دنیا مین سے
فوت ہوئی اور ہم اُسکے ملنے پر خوش و مسرور نہین ہوتے ہین آہ
مومنین اس کلام ہدایت نظام سے اُن حضرت کے یزید لعین سخت
غضبناک ہوا اور اُس ہادی خلق اور حجت خدا کے قتل کا حکم دیا
پس جناب زینب و ام کلثوم نے فریاد کی اور دل پر درد سے نوحہ
و بین کیے کہ وہ کلمات جگر خراش سنکر حاضرین دربار زار زار رونے
لگے اور ایک شامی نے کہ جو قوم یزید سے تھا آواز دی کہ ای یزید
اس بیمار کے قتل سے باز آ ورنہ تو ابھی قتل کیا جائیگا یہ سنکر وہ ملعون
امام زین العابدین علیہ السلام کے قتل سے باز رہا اور بہانہ دیکر
حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ششم

روی الشیخ المفید رحمہ اللہ انہ ولد ابو الحسین صلوات

بن جعفر علیہما السلام بالابواء سنۃ ثمانٍ وعشرین ومائۃ وقبض
علیہ السلام ببغداد فی حبس السندی لعنہ اللہ لستٍ و
قیل لخمسٍ خلون من رجب سنۃ ثلث وثمانین ومائۃ من
الھجرۃ ولہ یومئذٍ خمس وخمسون سنۃ ودفن فی مقابر
القریش۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ولادت
باسعادت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بروز یکشنبہ ساتوین ماہ
صفر کو منزل ابواء مین کہ درمیان مکہ و مدینہ کے ہے سنہ ۱۲۸ ایکسو اٹھائیس ہجری
مین واقع ہوئی اور بمقام شہر بغداد قید خانہ سندی لعین مین چھٹی تاریخ
اور بقولے پانچوین ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ایکسو تراسی ہجری مین زہر دغا سے
رحلت فرمائی اور بحار الانوار مین منقول ہے کہ پچیسوین ماہ رجب کو بروز
جمعہ اُن حضرت نے زہر ستم سے شہادت پائی اور سن شریف اُن حضرت کا
اُس روز پچپن برس کا تھا اور وہ جناب بغداد مقابر قریش مین دفن
ہوئے وامّہ اُمّ ولدٍ یقال لھا حمیدۃ البربریۃ وقیل الاندلسیۃ
وکانت مدۃ خلافتہ ومقامہ فی الامامۃ بعد ابیہ خمساً
وثلثین سنۃ وکان یکنّی ابا ابراھیم وابا الحسن وابا علیؑ
ویعرف بالعبد الصالح والکاظم اور مادر گرامی اُن حضرت کی
ام ولد تھین کہ نام اُن مخدومہ کا جناب حمیدۂ بربریہ تھا اور بقولے
اندلسیہ تھین اور بنا بر مشہور کے وہ مخدومہ اپنے ملک کی شاہزادی تھین
اور اندلس ایک ملک ہے نصاریٰ کا جہان بنی امیہ کی حکومت مدت تک

رہی اور مدت خلافت اور امامت اُن حضرت کی بعد اپنے پدر بزرگوار کے پینتیس ۳۵ برس تھی اور کنیت اُن حضرت کی ابو ابراہیم اور ابو الحسن اور ابو علی ہی اور مشہور عبد صالح اور کاظمؑ تھے اسلیے کہ وہ جناب شبہا نے تار مین مشغول عبادت خدا رہتے تھے اور ظلم وستم اعدا پر بہت صبر و تحمل فرماتے تھے اور اکثر سجدہ شکر مین رہتے تھے اور ایسے ضعیف و ناتوان ہوگئے تھے کہ حالت سجدہ مین دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چادر سفید و نورانی پڑی ہی چنانچہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے یعقوب بن داؤد سے روایت کی ہی کہ وہ جناب سات برس مقید رہے اور ہارون رشید لعین نے پہلے اُن حضرت کو حاکم بصرہ عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانقی کے پاس قید کیا اور اُسکو حضرت کے قتل کرنے کا حکم دیا اُسنے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے اس امر مین معاف رکھ بعد ایک سال کے اُن حضرت کو بغداد مین طلب کرکے فضل بن ربیع کے پاس قید کیا اور بعد ایک مدت کے اُنکو حضرت کے قتل پر مامور کیا اُسنے بھی انکار کیا اور عذر کیا اور شرح کافی مین ملا صالح علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ جب فضل بن ربیع نے اُن حضرت کے قتل سے انکار کیا تو اُسوقت ہارون رشید لعین نے اُس مظلوم کو فضل بن یحییٰ برمکی کے پاس قید کیا اُسنے موافق حکم ہارون لعین کے حضرت کو ایک مکان ذلیل مین مقید کیا اور آب و طعام مین بہت تنگی کی بعد چندروز کے جب اُن حضرت کی کثرت عبادت نماز و روزہ اور طول سجود اور خشوع و خضوع سے مطلع ہوا

توانا و غم ہو کر ان حضرت کو مکان نفیس و پاکیزہ مین جگہ دی اور تعظیم
و تکریم مین بہت اہتمام کیا جب یہ خبر ہارون لعین کو پہونچی تو اُسنے
فضل بن یحیی پر غضبناک ہو کر تعزیر دی بعد اسکے ہارون نے حضرت کو
سندی کے پاس قید کیا اُسوقت یحیی بن خالد برمکی ہارون کے پاس آیا
اور اپنے پسر فضل کے لیے عذر خواہی کرنے لگا اور ہارون لعین کی خوشنودی
کے واسطے خود حضرت کے قتل پر آمادہ ہوا پس ہارون رشید بہت مسرور
ہوا اور یحیی کو حکم دیا کہ بغداد مین جا کر حضرت کو مخفی شہید کرے کہ تا سادات
حامی اور شیعہ اس امر سے مطلع نہون پس یحیی بغداد مین آیا اور لوگون سے
ظاہر کیا کہ مجھے ہارون رشید نے درستی عمارات کے لیے بھیجا ہے اور بعد چند
روز کے سندی لعین سے اپنا راز دل بیان کیا پس اُن دونون نے
حضرت کو زہر دیکر شہید کیا اُسوقت ایک صاحبزادہ با حسن و جمال
ظاہر ہوا اور حضرت کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کے
غائب ہوا اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے یون روایت کی کہ اُن حضرت نے
سندی لعین کی قید مین اُسی کے زہر دینے سے شہادت پائی اور بعد شہادت
اُن حضرت کے لاش اطہر کو ایک تختے پر رکھ کے لیچلے اور ایک شقی اُن
اشقیا سے پکارتا تھا کہ یہ لاش ہے رافضیون کے امام کی اسے پہچانو پس
جب جنازہ حضرت کا قریب کوتوالی کے پہونچا تو سندی لعین نے چار
مزدورون سے کہا کہ بآواز بلند کلمات نامناسب جو انہین اشقیا کے
لائق ہین کہتے ہوے لیچلین پس وہ اشقیا خبیث ابن خبیث بآواز بلند

وہ کلمات کہتے ہوئے چلے اور کہتے تھے کہ جسے دیکھنا ہو وہ آکر موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھے یہ سنکر سلیمان بن ابو جعفر اپنے قصر سے باہر آیا اور اپنی اولاد اور غلاموں سے پوچھا کہ یہ غل و شور کیسا ہی اُنھوں نے کہا کہ سندی لعین لاش اطہر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر منادی کر رہا ہی پس سلیمان نے اپنی اولاد کو حکم دیا کہ جب یہ اشقیا دریا سے عبور کریں تو تم مع اپنے غلاموں کے جاکر لاش اطہر کو اُنسے چھین لو اگر دینے مین کچھ تکرار کریں تو اُنکو مار کر ہٹا دو اور اُنکی جمعیت کو متفرق و پراگندہ کردو پس جب اُن اشقیا نے دریا سے عبور کیا تو سلیمان کے رفقا اور اولاد اور غلاموں نے اُنسے لاش اطہر چھین لی اور اُن اشقیا کو مار کر ہٹا دیا پس جنازہ کو چورا ہے پر رکھکر حکم دیا کہ ہر طرف منادی کریں پس لوگ با آواز بلند ندا کرتے تھے اَلَا مَن اَرَادَ اَن یَرَیٰ الطَّیِّبَ بنَ الطَّیِّبِ مُوسیٰ بنَ جَعفَرٍ عَلَیھِمَا السَّلَامُ فَلیَخرُج مِن بَیتِہٖ ایہا الناس آگاہ ہو جو شخص چاہے کہ دیکھے طیب بن طیب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو پس وہ اپنے گھر سے باہر آئے اسوقت ایک جماعت کثیر شیعوں کی جمع ہوئی اور سلیمان بن ابو جعفر نے اُن حضرت کو غسل دیا اور حنوط کیا اور کفن عمدہ پہنایا کہ وہ بُرد یمانی تھی قیمت اُسکی دو ہزار یا پانسو دینار تھے اور اُسپر تمام قرآن مجید لکھا تھا اور سلیمان پا برہنہ چاک گریبان اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ کہتا ہوا تا بمقابر قریش ہمراہ جنازہ کے گیا اور وہان امام مظلوم کو دفن کرکے سب گریان و نالان

واپس آئے بعد اسکے سلیمان نے یہ سب ماجرا ہارون رشید کو لکھا جب
اُس لعین نے وہ نوشتہ دیکھا تو ازراہ مکر کے جواب لکھا کہ ای چچا خدا آپکو
جزائے خیر دے مومنین افسوس ہی حال جناب سید الشہدا مظلوم
کربلا پر کہ وہ جناب روز عاشورا صحرائے کربلا میں آبادی سے دور
تشنہ لب شہید کیے گئے اور لاش اطہر اُن حضرت کی تین روز تک خاک
و خون میں آلودہ ریگ گرم پر پڑی رہی ہائے افسوس نہ اُن حضرت کا
جنازہ اُٹھایا گیا نہ کسی نے کفن پہنایا اور نہ دفن کیا جیسا کہ اِن فقرات
زیارت مقدسہ سے ظاہر ہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ دَمُهُ غُسْلُهُ
وَشَيْبَتُهُ قُطْنُهُ وَالتُّرَابُ كَافُورُهُ سلام ہو آپ پر ای مظلوم
کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے
ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی وَنَسْجُ الرِّيَاحِ أَكْفَانُهُ
وَالْقَنَاةُ الْخَطِّيُّ نَعْشُهُ وَفِي قُلُوبِ مَنْ وَالَاهُ قَبْرُهُ اور بعوض
پارچہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو اُڑ اُڑ کے اُس جناب کی لاش اقدس پر
جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار
بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی
آہ آہ آخر بعد کئی دن کے بنی اسد اہل غاضریہ اور نینوا نے رحم
کھا کر دفن کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى مَنْ تَوَلَّى
دَفْنَهُ أَهْلُ الْقُرَى سلام ہو اُس غریب الوطن اور مسافر پر جسے
اہل قریہ اور دیہات نے دفن کیا الا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس سی و ہفتم

فی الکافی وغیرہ انہ ولد ابو الحسن علی بن موسی الرضا علیہما السلام سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وقبض علیہ السلام فی صفر من سنۃ ثلاث ومائتین وھو ابن خمس وخمسین سنۃ وقد اختلف فی تاریخ وفاتہ کافی وغیرہ میں منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مدینہ منورہ سنہ ۱۴۸ ایکسو اڑتالیس ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر سنہ ۲۰۳ دو سو تین ہجری میں زہر ستم سے شہید ہوئے اس روز سن شریف ان حضرت کا پچپن برس کا تھا اور بعضے لکھتے ہیں گیارھویں ماہ ذیحجہ اور بقولے گیارھویں ماہ ربیع الثانی کو سنہ ۱۵۳ ایک سو ترپن ہجری میں ولادت باسعادت ان حضرت کی واقع ہوئی اور حدیقۃ الشیعہ میں منقول ہے کہ اکیسویں ماہ رمضان اور بقولے چوبیسویں اور بروایتے ختم ماہ رمضان سنہ ۲۰۳ دو سو تین کو شہید ہوئے اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ تیرھویں ماہ ذیقعدہ کو زہر دغا سے شہر طوس میں شہادت پائی وتوفی فی طوس فی قریۃ یقال لھا سناباد من نوقان علی دعوۃ ودفن بھا علیہ السلام اور ان حضرت نے ملک خراسان شہر طوس کے ایک قریہ میں کہ نام اسکا سناباد ہے رحلت فرمائی اور وہ قریہ قریہ نوقان سے بفاصلہ آواز اذان کے واقع ہے اسی میں دفن ہوئے اور اب وہ دونوں قریہ آباد ہوکر ایک شہر ہوا ہے جسے مشہد رضا کہتے ہیں

وکان المامون اشخصه من المدینة الی مرو علی طریق البصرة
وفارس فلما خرج المامون وشخص الی بغداد اشخصه معه
فتوفی علیه السلام فی هذه القریة اور مامون رشید ملعون نے
ان حضرت کو مدینہ منورہ سے بصرہ اور فارس کی راہ سے شہر مرو میں
طلب کیا ہیں جب مامون بعزم بغداد وہاں سے روانہ ہوا تو ان
حضرت کو بھی اپنے ہمراہ لیا جب قریۂ سناباد میں پہونچے تو حضرت نے
رحلت فرمائی ویکنّی ابا الحسن وهو سمی جده امیر المؤمنین
علی بن ابیطالب علیه السلام وکنیته ویلقب بالرضی و
الوفی والصابر والرضا وهو اشهر اور کنیت ان حضرت کی
ابوالحسن ہے اور وہ جناب اسم اقدس اور کنیت میں ہمنام و ہم کنیت
ہیں اپنے جد بزرگوار امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
اور القاب ان حضرت کے رضی اور وفی اور صابر اور رضا ہیں اور
ان سب القاب میں سے مشہور زیادہ رضا ہے امّه امّ ولد
تسمی الخیزران وقیل سبیکة النوبیة وقیل اسمها اروی
وقیل نجمة وقیل سمانة وقیل تکتمة وهو اشهر وتکنی ام
البنین وتلقب الشقراء فلما ولدت الرضا سماها الطاهرة
اور مادر گرامی ان حضرت کی ام ولد تھیں کہ نام اس معظمہ کا خیزران ہے
اور بروایتے سبیکہ نوبیہ اور بقولے اروی اور بقولے نجمہ یا سمانہ اور
بروایتے تکتمہ ہے اور یہی مشہور زیادہ ہے اور کنیت اس مخدومہ کی

ام البنین ہی اور لقب انکا شقرا ہی پس جب حضرت امام رضا علیہ السلام
پیدا ہوسے تو اُس معظمہ کا نام جناب طاہرہ رکھا گیا اور کافی مین منقول ہی
کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے نص امامت مین حضرت امام موسی
کاظم علیہ السلام نے داؤد رقی سے فرمایا یَا دَاوُدُ هٰذَا
صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي اے داؤد یہ فرزند میرا علی رضا علیہ السلام
بعد میرے امام و پیشوا تمھارا ہے وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ ابْنِي عَلِيًّا
اَكْبَرُ وُلْدِي وَاَبَرُّهُمْ عِنْدِي وَاَحَبُّهُمْ اِلَيَّ وَهُوَ يَنْظُرُ مَعِي
فِي الْجَفْرِ وَلَا يَنْظُرُ فِيهِ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ اور فرمایا اُن حضرت نے
تحقیق کہ فرزند دلبند میرا علی رضاؑ میری سب اولاد سے اکبر و بزرگ ہی
اور سب سے زیادہ پرہیزگار و متقی ہی اور سب سے زیادہ مین اسے
دوست رکھتا ہوں اور میرے ساتھ یہ بھی علم جفر مین نظر کرتا ہی اور
اُسمین کوئی نظر نہین کرسکتا ہی سوائے نبی یا وصی نبی کے وَقَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ظَلَمَ ابْنِي هٰذَا حَقَّهُ وَجَحَدَهُ اِمَامَتَهُ
مِنْ بَعْدِي كَانَ كَمَنْ ظَلَمَ جَدِّي عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَجَحَدَهُ اِمَامَتَهُ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ؐ اور فرمایا اُن
حضرت نے جو شخص میرے اس فرزند کے حق کو بظلم و ستم غصب کرے
اور اسکی امامت و ولایت کا انکار کرے وہ اُس شخص کے مانند ہی
کہ جسنے حق میرے جد بزرگوار امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ
السلام کا بظلم و ستم غصب کیا اور ان حضرت کی امامت و ولایت کا

بعد رسول خدا کے انکار کیا وَفِي الْمَنَاقِبِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَاسِرٍ
الْخَادِمِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ طُوسَ سَبْعَةُ مَنَازِلَ
اِعْتَلَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَخَلْنَا طُوسَ وَقَدِ اشْتَدَّتْ
بِهِ الْعِلَّةُ فَبَقِينَا بِطُوسَ أَيَّامًا وَكَانَ الْمَأْمُونُ يَأْتِيهِ كُلَّ يَوْمٍ
مَرَّتَيْنِ اور مناقب قدیم میں منقول ہے کہ علی بن ابراہیم نے یاسر
خادم حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ہنوز
طوس ہم لوگوں سے سات منزل دور تھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام
اثنائے راہ میں علیل ہوئے پس جب ہم سب طے منازل کرتے ہوئے
طوس میں داخل ہوئے تو حضرت بشدت علیل ہوئے اسی وجہ سے ہم
لوگوں نے چند روز وہاں قیام کیا اور مامون لعین از روئے مکر و فریب
حضرت کی عیادت کو ہر روز دو مرتبہ آتا تھا غرض اسکی اس آمد و رفت
سے یہ تھی کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ حضرت سے محبت و الفت ہے اور زہر
دینا ثابت نہو فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ يَوْمِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ كَانَ ضَعِيفًا
فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ فَقَالَ لِي بَعْدَ مَا صَلَّى الظُّهْرَ يَا يَاسِرُ أَكَلَ
النَّاسُ شَيْئًا پس جب وہ روز آیا کہ جس روز ان حضرت نے رحلت
فرمائی تو اسدن حضرت پر غشی طاری تھی جب اس جناب کو غش سے
کچھ افاقہ ہوا تو مجھ سے فرمایا اے یاسر دیر ہوئی کہ نماز ظہر ہو چکی ہے اور
لوگوں نے ابتک کچھ نہیں کھایا یہ سنکر میں نے عرض کیا کہ اے سید و آقا
میرے یہ حال آپکا دیکھکر کسکو غذا کیطرف رغبت ہوگی فَانْتَصَبَ

ثُمَّ قَالَ هَاتُوا الْمَائِدَةَ وَلَمْ يَدَعْ مِنْ حَشَمِهِ اَحَدًا اِلَّا اَقْعَدَهُ عَلَى
الْمَائِدَةِ يَتَفَقَّدُ وَاحِدًا وَاحِدًا یہ سنکر وہ جناب درست ہوکر بیٹھے
اور خادموں سے فرمایا کہ دسترخوان بچھاؤ جب دسترخوان آراستہ ہوا
توسبکو اپنے پاس بٹھایا اور کوئی ایسا باقی نہ رہا جو دسترخوان پر نہ بیٹھا
ہو اور ہر ایک پر تفقد و مہربانی فرماتے تھے فَلَمَّا اَكَلُوا قَالَ ابْعَثُوا اِلَى
النِّسَآءِ بِالطَّعَامِ وَحُمِلَ الطَّعَامُ اِلَى النِّسَآءِ فَلَمَّا فَرَغُوا مِنَ الْاَكْلِ
اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصَعِقَ فَرُفِعَ الصَّيْحَةُ وَجَاءَتْ جَوَارِي الْمَامُوْنِ
وَنِسَائِهِ حَافِيَاتٍ حَاسِرَاتٍ پس جب مردوں نے کھانے سے
فراغت پائی تو حضرت نے فرمایا کہ عورتوں کے واسطے کھانا بھیجو حسب
الحکم اُس جناب کے عورات کے لیے کھانا بھیجا گیا آہ جب سب لوگ
کھانے سے فارغ ہو چکے تو حضرت پھر بیہوش ہو گئے اور غش آگیا
یہ حال حضرت کا دیکھکر سب نے صدا الفریاد و نالہ بلند کی اور زار زار رونے
لگے پس یہ آواز سنکر ماموں کی عورات و کنیزیں سر و پا برہنہ بیتابانہ
چلی آئیں وَجَاءَ الْمَامُوْنُ حَافِيًا حَاسِرًا يَضْرِبُ عَلَى رَاسِهِ وَتَقْبِضُ
لِحْيَتَهُ دُمُوْعُهُ وَيَتَاَسَّفُ وَيَبْكِيْ وَتَسِيْلُ الدُّمُوْعُ عَلَى خَدَّيْهِ
فَوَقَفَ عَلَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ اَفَاقَ اور ماموں مکار بھی
بظاہر بیتاب ہوکر سر و پا برہنہ سر پیٹتا ہوا باہر آیا اور ریش کثیف اُسکی
آنسوؤں سے تر تھی اور تاسف کرتا تھا اور اسقدر روتا تھا کہ اُسکے
رخساروں پر اشک جاری تھے پس اسیطرح سے حضرت امام رضا علیہ السلام

علیہ السلام کے پاس کھڑا ہوا اُسوقت حضرت کو کسیقدر افاقہ تھا فقال یا
سیدی واللہ ما ادری ای المصیبتین اعظم علی فقدی لک
و فراقی ایاک وتہمۃ الناس لی انی اغتلتک وقتلتک پس وہ
بحیا اور مکار عرض کرنے لگا کہ ای سید میرے قسم بخدا کہ میں ایسی دو مصیبتوں
بزرگ میں مبتلا ہوا کہ ایک سے ایک اعظم ہے ایک تو باہم نظر سے غائب ہونا
اور جدائی آپکی دوسرے لوگ مجھے تہمت کرینگے کہ میں نے آپکو بیمار کرکے زہر
دغا سے شہید کیا فرفع طرفہ الیہ ثم قال احسن یا امیر معاشرۃ
ابی جعفر علیہ السلام فان عمرک وعمرہ ہکذا وجمع بین سبابتیہ
پس یہ سنکر حضرت نے گوشہ چشم سے اسکے طرف نگاہ کی اور اُس ناتوانی
میں فرمایا کہ ای ماموں جو شدنی تھا وہ ہوا مگر میرے پارۂ جگر ابو جعفر محمد تقی
علیہ السلام سے سلوک نیک کرنا تحقیق کہ عمر تیری اور ابو جعفر کی اسطرح ہے
اور دونوں انگشت شہادت کو ملا کر اشارہ کیا شاید مقصود یہ ہو کہ زندگی
دنیا میں مساوی ہو قال فلما کان فی تلک اللیلۃ قضی علیہ بعد
ما ذہب من اللیل بعضہ یاسر کہتا ہے کہ پس جب وہ شب آئی جس
شب کو حضرت نے شہادت پائی تو ہر دم مرض کو شدت ہوتی رہی افسوس
زہر نے اثر کیا اور اعضاے اطہر متورم ہوے جب تھوڑی رات گذر گئی تو
اُسوقت حضرت نے رحلت فرمائی حضرات سنا آپنے کہ قریب شہادت
اور روز آخر حضرت امام رضا علیہ السلام نے ماموں رشید سے فرمایا کہ
میرے فرزند سے سلوک نیک کرنا اسیطرح فرزند رسول خدا خامس آل عبا نے

روز عاشورا اپنے فرزند بیمار اور اہل بیت کے بارے میں عمر سعد لعین سے فرمایا تھا کہ یہ عترت رسول خداؐ اور امانت اُن حضرت کی ہے پاس و لحاظ انکا لازم جاننا آہ مومنین خیال کیجیے کہ آیا بعد شہادت مظلوم کربلا غریب نینوا کے مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہداؑ کے اشقیائے کوفہ و شام نے کچھ بھی پاس و لحاظ دختران فاطمۂ زہراؑ اور عترت رسول خداؐ کا کیا نہیں افسوس ہزار افسوس نامحرم خیموں میں تلواریں کھینچے ہوئے داخل ہوئے اور اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادریں تک چھین لیں اور طنابیں خیموں کی کاٹ کر آگ لگا دی اور بیمار کربلا کو طوق و زنجیر میں اسیر و مقید کیا افسوس اُس تلاطم عظیم میں بچے فریاد کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور اہل حرم بلوائے عام میں بے پردہ کیا جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں اَلسَّلَامُ عَلَی الشِّفَاہِ الذَّابِلَاتِ سلام ہو اُن لبہائے خشک پر جو شدت تشنگی سے پژمردہ ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو اُن بدنہائے نورانی پر جو متغیر و لاغر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَجْسَادِ الْعَارِیَاتِ سلام ہو اُن جسدہائے طاہرہ پر جو عریان و بے لباس کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ سلام ہو اُن اعضائے انور پر جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الدِّمَاءِ السَّائِلَاتِ سلام ہو اُن دماء طاہرہ پر جو بظلم و ستم بہائے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُوْسِ

الْمَتَالَاتِ سلام ہو اُن سرہاے اقدس پر جو نیزوں پر بلند کیے گئے کیوں
مومنین جسوقت حجت خدا یہ فقرات پڑھتے ہونگے تو اُسوقت روتے روتے
کیا حال ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُکِثَتْ ذِمَّتُہٗ سلام ہو اُس حجت خدا
اور ہادی خلق پر کہ جسکی عہد شکنی کی گئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ہُتِکَتْ حُرْمَتُہٗ
سلام ہو اُس صاحب غیرت و عزت پر جسکی ہتک حرمت کی گئی اَلسَّلَامُ
عَلٰی مَنْ اُرِیْقَ بِالظُّلْمِ دَمُہٗ سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر جسکا خون ظلم و
بہایا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ہشتم

فِیْ عُیُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ جَابِرِ بْنِ یَزِیْدَ الْجُعْفِیِّ اَنَّہٗ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ ع یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ عیون اخبار
رضا علیہ السلام میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے جابر بن یزید جعفی سے روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور
ان حضرت نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے اور
اُس جناب نے اپنے پدر عالیمقدار امام حسین علیہ السلام سے اور ان
حضرت نے اپنے پدر نامدار جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ
السلام سے کہ فرمایا اُن حضرت نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ سَتُدْفَنُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ بِخُرَاسَانَ مَا زَارَہَا مَکْرُوْبٌ
اِلَّا نَفَّسَ اللّٰہُ کُرْبَتَہٗ وَلَا مُذْنِبٌ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ فرمایا

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے قریب ہی کہ ایک پارۂ جگر میرا بحالم
غربت و مسافرت ملک خراسان مین دفن ہوگا پس جو مؤمن اُنکی زیارت
کرے اگر وہ زائر مبتلا سے کرب و رنج ہوگا تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل
وکرم سے اُسکے کرب و رنج کو دور کریگا اور اگر وہ زائر عاصی ہوگا تو
خداوند غفار اُسکے گناہون کو بخشدیگا وعَن حُسَینِ بن یَزِید اَنَّہ
قَالَ سَمِعتُ اَبَا عَبدِ اللہِ الصَّادِقَ جَعفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ عَلَیہِمَا السَّلَامُ
یَقُولُ یَخرُجُ رَجُلٌ مِن وُلدِ ابنِی مُوسٰی اِسمُہٗ اِسمُ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ
عَلَیہِ السَّلَامُ فَیُدفَنُ بِطُوسٍ وَھِیَ بِخُرَاسَانَ یُقتَلُ فِیھَا بِالسَّمِّ
فَیُدفَنُ فِیھَا غَرِیبًا اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے حسین بن یزید سے
روایت کی ہے کہ کہا اُسنے سنا مین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو
کہ وہ جناب فرماتے تھے میرے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد
سے ایک فرزند جو ہمنام ہوگا میرے جد بزرگوار امیر المؤمنین علی بن
ابیطالب علیہ السلام کا وہ زمین طوس مین دفن ہوگا اور شہر طوس
ملک خراسان مین ہے اُسی مین زہر دغا سے شہید کیا جائیگا پس وہ بین
عالم غربت و مسافرت مین دفن ہوگا مَن زَارَہٗ عَارِفًا بِحَقِّہٖ اَعطَاہُ
اللہُ عَزَّ وَجَلَّ اَجرَ مَن اَنفَقَ قَبلَ فَتحِ مَکَّۃَ وَ قَاتَلَ فِی سَبِیلِ اللہِ
پس جو مؤمن ہمارے اُس فرزند کی زیارت کرے درانحالیکہ اُنکے حق کا
عارف ہو تو حق سبحانہ تعالےٰ اُس زائر کو اجر و ثواب مثل اُس شخص کے
عطا فرمائیگا کہ جسنے قبل فتح مکہ کے اہل اسلام کو انفاق کیا ہو اور کفار سے

راہ خدا میں مقاتلہ اور جہاد کیا ہو پس حضرت اسیطرح خود غریب الغربا
حضرت امام رضا علیہ السلام موافق فرمودہ اپنے آبائے کرام کے اپنی جائے
دفن اور شہادت کی خبر دیتے تھے اور دوستون سے بیان فرماتے تھے چنانچہ
تحفۃ المعجزات مین جناب ممتاز العلما علیہ الرحمہ نے ابو الصلت ہروی سے
روایت کی ہے کہا اُسنے کہ ایک روز مین خدمت بابرکت حضرت امام رضا
علیہ السلام مین حاضر تھا پس اُن حضرت نے مجھسے ارشاد کیا کہ تو ہارون
رشید کے مقبرہ مین داخل ہو کر اُسکی قبر کے چارون طرف سے ایک ایک
مُشت خاک اُٹھا لاؤ پس حسب الحکم مین گیا اور اُس لعین کی قبر کی چارون
طرف سے ایک ایک مُشت خاک اُٹھا لایا حضرت نے اُس خاک کو جو مین نے
پس پشت قبر سے اُٹھائی تھی سونگھکر پھینکدیا اور فرمایا ماسون لعین چاہیگا
کہ اپنے باپ کی قبر میری قبر سے جانب قبلہ رہے اور مجھے پس پشت اُسکی قبر کے
دفن کرے اُسوقت ایک سنگ عظیم ظاہر ہوگا پس اگر تمام کلنگ داران
اور سنگ تراشان خراسان جمع ہو کر چاہین کہ اُسکو حرکت وجنبش دین
یا ذرہ کے برابر اُسکو ہٹائین تو ہرگز نہ اُٹھا سکین گے بعد اسکے حضرت نے
بالائے سر اور پائین پا کی خاک کو سونگھکر پھینکدیا اور یہی ارشاد فرمایا جب
اُن حضرت نے جانب قبلہ کی خاک کو سونگھا تو فرمایا کہ عنقریب اس جگہ
قبر میرے لیے کھودی جائیگی پس اے ابو الصلت تم اُن لوگون سے کہدینا
کہ سات درجے قبر گہری کرین اور لحد پانچ وجب کی بنائین اور حق سبحانہ
تعالےٰ جسقدر چاہے اُسکو کشادہ کریگا اور ایک باغ باغستان جنت سے

بنائیگا اُسوقت سر قبر سے ایک رطوبت ظاہر ہوگی پس جو دعا تمکو تعلیم کرتا ہون
اُسکو پڑھنا تا قدرت خدا سے وہ پانی جاری ہو اور قبر پانی سے پر ہو اور چند
ماہیان خرد ظاہر ہونگی اُسوقت تم گردۂ نان جو تیرے حوالہ کرتا ہون
ریزہ کرکے اُس پانی مین ڈالدینا تاکہ وہ مچھلیان کھالین پس اُسوقت
ایک ماہی بزرگ ظاہر ہوگی اور اُن سب ماہیان خرد کو چن لیگی
پس تم اپنا ہاتھ پانی پر رکھکر وہ دعا پڑھنا جو تمکو تعلیم کرتا ہون تا وہ پانی
جذب ہو اور قبر خشک ہو جاوے اور یہ سب عمل تو ماموں رشید کے سامنے
بعمل لانا راوی کہتا ہے جو کچھ کہ اُن حضرت نے فرمایا تھا بعد شہادت
اُس مظلوم کے وہ سب بظہور آیا اور مناقب اور محرق القلوب وغیرہ
مین منقول ہے کہ عبد السلام بن صالح ہروی روایت کرتا ہے ایک مرتبہ
دعبل بن علی خزاعی شاعر واسطے زیارت کے خدمت بابرکت حضرت
امام رضا علیہ السلام مین حاضر ہوا جبکہ وہ جناب غریب الوطن شہر
مرو مین تشریف رکھتے تھے جو بلاد عجم مین ہے اور مدینۂ منورہ سے چار سو
سترہ فرسخ دور ہے پس دعبل نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ مین نے
آپکی مدح و ثنا مین ایک قصیدہ نظم کیا ہے یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ
پڑھو دعبل نے حسب الارشاد قصیدہ شروع کیا منجملہ اُسکے چند شعر
یہ ہین

بیت

ذَكَرْتُ مَحَلَّ الرَّبْعِ مِنْ عَرَفَاتِ		فَاَجْرَيْتُ دَمْعَ الْعَيْنِ بِالْعَبَرَاتِ

دعبل کہتا ہے کہ یاد آگیا مجھے وہ محلہ آباد جو قریب عرفات اسکے کدا جیسے

تصور مین اشک عبرت وحسرت میری آنکھون سے جاری ہونے لگے یعنے خانۂ نبوت و امامت جیسا کہ آباد تھا ویسا ہی ویران وسنسان ہوا اُسکے خیال سے مجھے رونا آتا ہے ؎

مَدَارِسُ آيَاتٍ خَلَتْ مِنْ تِلَاوَةٍ		وَمَنْزِلُ وَحْيٍ مُقْفِرُ الْعَرَصَاتِ

وہ مدارس جنمین آیات قرآن مجید کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہوگئے اور وہ منازل کہ جنمین وحی خدا نازل ہوتی تھی وہ ویران ہوگئے یعنے خانۂ نبوت و امامت جو مکہ و مدینہ مین آباد تھا خالی اور ویران ہوگیا اور اولاد رسول خدا ظلم وستم اعدا سے غریب الوطن اور مسافر ہوگئے

أَرَى فَيْئَهُمْ فِي غَيْرِهِمْ مُتَقَسَّمًا		وَأَيْدِيَهُمْ مِنْ فَيْئِهِمْ صَفِرَاتِ

دعبل کہتا ہے مین دیکھتا ہون کہ حکومت وغنیمت جو حق اولاد رسول خدا کا تھا اُسکو غیرون نے باہم تقسیم کرلیا اور دست حق پرست اہل بیت رسالت اُس سے خالی ہے راوی کہتا ہے یہ سنکر حضرت بہت روئے اور فرمایا اے دعبل خزاعی تونے سچ کہا پھر دعبل نے یہ شعر پڑھے ؎

أَفَاطِمُ قُومِي يَا ابْنَةَ الْخَيْرِ فَانْدُبِي		نُجُومُ سَمَاوَاتٍ بِأَرْضِ فَلَاةِ

اے فاطمۂ زہرا دختر رسول خدا اپنے روضۂ انور سے اُٹھکر نوحہ وبین کیجیے اپنے عزیز و اقربا کے حال پر جو آسمان جلالت وشرافت کے ستارہائے تابان ہین افسوس انقلاب زمانہ سے اُنمین ایسا تفرقہ پڑگیا کہ بعد شہادت کے قبرین بھی اُنکی ایک جگہ نہ بنین اور متفرق عالم غربت ومسافرت مین دفن ہوئے ؎

قبور بکوفان واخری بطیبة ۔ واخری بفخ نالها صلوات

آہ انمیں بعض کوفہ و نجف میں اور بعض مدینہ میں اور بعض مقام فخ میں ہیں جو مکہ میں ہے پس ان قبور پر رحمت خدا نازل ہو

قبور ببطن النهر من جنب کربلا ۔ معرسهم فیها بشط فرات

بعض قبریں کنارہ نہر علقمہ پر زمین کربلا میں ہیں اور خوابگاہ ان شہدا کی لب فرات ہے آہ مومنین تصور کیجیے کہ وہ کون بزرگوار ہیں آہ آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوا مسلوب العمامة والردا جناب سید الشہدا

ور یگانۂ دریاے مجمع البحرین ۔ یعنون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام ہیں جو روز عاشورا مع اصحاب و اقربا اور اطفال خردسال اور جوانان علوی و ہاشمی مثل جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر اور جناب عباس اور عون و جعفر کے تشنہ لب شہید ہوئے

بأبی بنات البتول نوادبا ۔ من عظم احزان وطول شتات

فدا ہوں ماں باپ میرے دختران جناب سیدہ پر کہ جو کثرت حزن و ملال اور غم والم سے نوحہ و بین کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں آہ اپنے عزیز و اقربا سے عالم غربت میں جدا ہو گئی تھیں

والراس منتصب وزینب عنده ۔ ودموعها تجری علی الوجنات

افسوس سر انور کو اس مظلوم کے اعدائے نیزہ طویل پر نصب کیا تھا اور زینب خاتون ستم رسیدہ قریب اسکے کس حسرت و یاس سے اس سر اقدس کو اپنے بھائی کے دیکھتی تھیں اور آنسو رخساروں پر مسلسل

جاری تھے اور دل پُر درد سے فریاد کرتی تھیں یا ابی من شیبتہ تقطر
بالدماء فدا ہو باپ میرا اُس مقتول و مذبوح پر کہ جسکی ریش اقدس سے
خون ٹپکتا ہے غرضکہ دعبل کہتا ہے

وقبر ببغداد لنفس زکیۃ	تضمنها الرحمان فی الغرفات

اور بعض قبر بغداد و مقابر قریش مین صاحب نفس زکیہ کی ہے جس بزرگوار
کی روح اقدس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے غرفہائے جنت
مین ساکن کیا وہ مظلوم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہین راوی کہتا ہے
کہ جب دعبل اس شعر تک پہونچا تو توقف کیا اُسوقت حضرت امام رضا
علیہ السلام نے فرمایا کہ ای دعبل یہ دو شعر بھی اپنے قصیدہ مین ملحق کر تاکہ پورا
ہو جاوے

وقبر بطوس یا لها من مصیبۃ	توقد فی الاحشاء بالحرقات

اور بعض قبر طوس مین ہے افسوس جس مصیبت عظمےٰ سے کہ دل و جگر مین
آتش غم والم روز حشر تک سوزان رہیگی

الی الحشر حتی یبعث اللہ قائما	یفرج عنا الہم والکربات

یہانتک کہ حق سبحانہ تعالیٰ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو ظاہر فرمائیگا
اُسوقت ہمارے رنج والم مبدل براحت و سرور ہو جائینگے پس یہ سنکر
دعبل نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ طوس مین کس بزرگوار کی قبر ہے حضرت نے
فرمایا وہ میری قبر ہے عنقریب طوس جائے زیارت اور آمد و رفت مؤمنین
ہوگا پس حضرات اسیطرح جناب امام حسین علیہ السلام بھی اپنی جائے

شہادت اور دفن موافق فرمودہ اپنے جد امجد اور پدر بزرگوار کے اپنے اصحاب اقربا اور دوستوں سے بیان فرماتے تھے چنانچہ جس روز مدینہ میں اپنی جدہ ماجدہ جناب ام سلمہ سے رخصت ہوئے تو باعجاز مقام شہادت اپنا دکھا دیا اور اُس مقام معظم کو حق سبحانہ تعالیٰ نے ببرکت اُن حضرت کے فضل و شرف اور برکت و شفا عطا فرمائی جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ الشِّفَاءَ فِیْ تُرْبَتِهٖ سلام ہو اُس پاک طینت پر جنکی تربت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے شفا ہر مرض کی قرار دی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاِجَابَةُ تَحْتَ قُبَّتِهٖ سلام ہو اُس حاجت روا سے عالم پر جسکے تحت قبہ دعا ہر حاجتمند کی مستجاب ہوتی ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاَئِمَّةُ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ سلام ہو اُس عالیجناب پر جنکی نسل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے امامت کو قرار دیا کیوں مومنین جب حجت خدا ان فقرات کو پڑھتے ہونگے تو اُس وقت روتے روتے کیا حال ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ سلام ہو اُس مظلوم پر جو خاک و خون میں آلودہ اور غلطاں ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَهْتُوْكِ الْخِبَاءِ سلام ہو اُس صاحب عزت و غیرت پر جسکے خیمے لوٹے گئے اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْكِسَاءِ سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو خامس اصحاب کسا اور آل عبا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ سلام ہو اُس غریب الوطن و مسافر پر جو غریب الغربا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَاءِ سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر جو سردار شہدا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ سلام ہو اُس مظلوم و تشنہ لب پر

جسے اعدا نے بظلم وستم شہید کیا اَلسَّلَامُ عَلٰی سَاکِنِ کَرْبَلَاءِ سلام ہو اُس پر جو وہ
خلق پر جو ساکن صحرائے کربلا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ

مجلس سی ونہم

فِی الْکَافِیْ وَغَیْرِهٖ اَنَّهٗ وُلِدَ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ سَنَةِ خَمْسٍ وَّتِسْعِیْنَ وَمِائَةٍ کافی وغیرہ میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سنہ ۱۹۵ ایکسو پچانوے ہجری کو پندرھویں ماہ رمضان روز جمعہ اور بقولے دسویں ماہ رجب کو مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے وَقُبِضَ عَلَیْهِ السَّلَامُ سَنَةَ عِشْرِیْنَ وَمِائَتَیْنِ فِیْ اٰخِرِ ذِی الْقَعْدَةِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَةً وَّشَهْرَیْنِ وَثَمَانِیَةَ عَشَرَ یَوْمًا اور اُن حضرت نے سنہ ۲۲۰ دو سو بیس ہجری کو آخر ماہ ذیقعدہ میں زہر ستم سے رحلت فرمائی اور کل پچیس برس اور دو مہینے اور اٹھارہ روز کا سن شریف تھا یعنے عنفوان شباب میں شہید ہوئے وَدُفِنَ بِبَغْدَادَ فِیْ مَقَابِرِ الْقُرَیْشِ عِنْدَ جَدِّهٖ مُوْسَی بْنِ جَعْفَرٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَقَدْ کَانَ الْمُعْتَصِمُ اَشْخَصَهٗ اِلٰی بَغْدَادَ فِیْ اَوَّلِ هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْهَا عَلَیْهِ السَّلَامُ اور وہ جناب بغداد و مقابر قریش میں قریب اپنے جد بزرگوار حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے دفن ہوئے اور جس سال اُن حضرت نے رحلت فرمائی اُسی کے اوائل میں معتصم لعین نے اُس جناب کو مدینۂ منورہ سے آوارہ وطن کر کے بغداد میں رو کا وَاُمُّهٗ اُمُّ وَلَدٍ یُقَالُ لَهَا سَبِیْکَةُ النُّوْبِیَّةُ وَقِیْلَ اِنَّ اسْمَهَا کَانَ خَیْزُرَانَ وَقِیْلَ سُکَیْنَةُ وَرُوِیَ

انہا کانت من اھل ماریۃ القبطیۃ ام ابراھیم بن رسول اللہ
اور مادر گرامی اُن حضرت کی ام ولد تھین کہ نام اُس محذرہ وسیدہ کا سبیکہ تھا
جو قوم و قبیلہ نوبیہ سے تھین اور بروایتے نام اُنکا خیزران ہی اور ایک روایت
مین یون وارد ہوا ہی کہ نام انکا جناب سکینہ ہوا اور منقول ہی کہ وہ معظمہ
قوم ماریہ قبطیہ سے تھین جو کہ مادر گرامی ابراہیم فرزند جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ کی تھین اور القاب اُن حضرت کے جواد اور تقی اور مرتضی
اور منتجب اور قانع اور عالم ہین وفی عیون اخبار الرضا عن صفوان
بن یحیی انہ قال قلت للرضا علیہ السلام قد کنا نسئلک قبل
ان یھب اللہ لک ابا جعفر فکنت تقول یھب اللہ لی غلاما وقد
وھبک اللہ واقر عیوننا فلا ارانا اللہ یومک فان کان کون
من فاشار بیدہ الی ابی جعفر علیہ السلام وھو قائم بین
یدیہ اور عیون اخبار رضا علیہ السلام مین صفوان ابن یحیی سے
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے خدمت بابرکت جناب امام
رضا علیہ السلام مین عرض کیا یا ابن رسول اللہ قبل ولادت باسعادت
حضرت ابوجعفر علیہ السلام کے ہم لوگ آپکی خدمت مین سوال کرتے تھے کہ آپکا
وصی و جانشین کون ہی تو آپ ارشاد فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالے ہمکو
ایک فرزند عطا فرمائیگا اب خداوند عالم نے اپنے فضل وکرم سے آپکو فرزند
دلبند عطا فرمایا کہ اُنکی زیارت جمال باکمال سے ہماری آنکھین منور و روشن
ہوئین پس جناب باری ایسا دن ہمکو نہ دکھائے کہ آپکا سایۂ بلند پایہ ہمارے

سر پر ہو اور اگر خدا نخواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم شیعہ آپکے کسکی طرف مسائل دین
مین رجوع کرین پس یہ سنکر اُن حضرت نے اپنے دست حق پرست سے اپنے
فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کیطرف اشارہ فرمایا کہ وہ جناب اُسوقت اپنے
پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر تھے فَقُلْتُ لَهٗ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَهٰذَا
ابْنُ ثَلٰثِ سِنِيْنَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يَضُرُّهٗ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ
قَامَ عِيْسٰى بِالْحُجَّةِ وَهُوَ ابْنُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ صفوان کہتے ہین
کہ مین نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر یہ صاحبزادہ ہنوز
کم سن صرف تین برس کے ہین یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ اسکا کچھ مضائقہ
نہین ہی تحقیق کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام درجۂ نبوت پر فائز ہوئے
تو سن اُنکا تین برس سے بھی کم تھا مونین غزارت علم و کمال اور اعجاز
و کرامات اُس مقبول بارگاہ ذوالجلال کا کتب فریقین مین بکثرت
منقول ہی منجملہ اُنکے جلاء العیون مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور صواعق
محرقہ مین بتغیر الفاظ ابن حجر نے بھی روایت کی ہی کہ چونکہ ماموں رشید
لعین کو بعد شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام کے لوگ ہدف لعن
و نفرین اور ملامت و طعن کرتے تھے پس اُس مکار نے چاہا کہ بظاہر اپنے
تئین اُس جرم و خطا اور بدنامی دنیا سے باہر لائے پس وہ لعین خراسان
سے بغداد مین آیا اور ایک عریضہ بخدمت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
لکھکر روانۂ مدینۂ منورہ کیا اور اُن حضرت کو باعزاز و اکرام تمام طلب کیا
پس وہ جناب حسب الطلب اُس شقی کے بغداد مین تشریف لائے

اور قبل اسکے کہ اُس لعین سے ملاقات کرین ایک روز مامون رشید بقصد شکار
سوار ہوا اثناے راہ مین ایک جماعت اطفال کے قریب پہونچا جو درمیان راہ
کے کھڑے تھے اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بھی درمیان اُس جماعت کے
کھڑے تھے اُسوقت سنِ شریف اُن حضرت کا گیارہ برس کا تھا پس جب
اُن اطفال نے حشمت و شوکت ظاہری مامون کی مشاہدہ کی تو راہ سے
ہٹ گئے اور متفرق ہوے اور حضرت نے اپنی جگہ سے حرکت و جنبش نہ فرمائی
اور نہایت تمکین اور وقار سے اپنے مقام پر قرار لیا یہانتک کہ وہ شقی متصل
اُن حضرت کے پہونچا اور مشاہدۂ انوار امامت و جلالت اور آثار متانت و
مہابتِ اُن حضرت سے متعجب ہوکر لگام گھوڑے کی روک کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا
کہ ای طفل تم مثل اور اطفال کے راہ سے کیون نہین ہٹے اور اپنے مقام سے
حرکت و جنبش کیون نہین کی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ راہ تنگ نہ تھی کہ جو راہ کو
تمہیر وسیع کرتا اور کوئی جرم و خطا نہ رکھتا تھا جو تمسے بھاگتا اور یہ گمان بھی
نہ رکھتا تھا کہ بیجرم تو کسیکو عتاب کرے پس یہ جواب باصواب سنکر تعجب اُسکا
زیادہ ہوا اور فصاحت و بلاغت اور مشاہدۂ حُسن و جمال سے اُن حضرت کے
بیتاب ہوکر پوچھنے لگا کہ ای صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی اور کسکے فرزند ہو
حضرت نے فرمایا کہ نام میرا محمد ہی اور فرزند حضرت علی بن موسی علیہما السلام کا
ہون جب یہ نسب شریف سنا تو تعجب اُسکا زائل ہوا اور اسم اقدس حضرت
امام رضا علیہ السلام کا سنکر منفعل و شرمندہ ہوا اور اُن حضرت پر صلوات
و رحمت بھیجی کیونکہ اُس مظلوم و غریب الغربا کو زہر ستم سے شہر طوس مین شہید

کرچکا تھا پس ماموں شقی طرف صحرا کے روانہ ہوا جب صحرا میں پہونچا تو نظر اُسکی دراج پر
پڑی تو فوراً ایک باز شکاری کو اُسکے شکار کرنے کے لیے چھوڑا اور وہ باز عرصہ تک
نظر سے غائب رہا اور ناپیدا ہوا جب ہوا سے واپس آیا تو ایک ماہی خرد اُسکی
منقار میں زندہ تھی یہ دیکھکر ماموں لعین نہایت خوش و مسرور ہوا اور اُس
ماہی کو مٹھی میں لیکر واپس آیا جب اُسی مقام پر پہونچا جہاں حضرت سے
ملاقات ہوئی تھی تو پھر اُسکو دیکھکر سب اطفال متفرق ہوے اور حضرت نے
اپنی جگہ سے حرکت نہ فرمائی اُسوقت ماموں نے عرض کی کہ ای محمد یہ کیا چیز ہی
جو میرے ہاتھ میں ہی پس حضرت نے بالہام ملک علام فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے
نے ایسے چند دریا خلق کیے ہیں کہ ابر اُن دریاؤں سے بلند ہوتا ہی اور ماہیان
خرد اُس ابر کے ساتھ اوپر جاتی ہیں اور باز بادشاہوں کے اُنکو شکار کرتے
ہیں اور بادشاہ لوگ اُس شکار کو ہاتھ میں لیکر اُس سے برگزیدگان الٰہی
اور خاصان باری اور سلالۂ جلیلۂ نبوت و رسالت اور ذریۂ ائمہ ہدیٰ و
ولایت سے امتحان کرتے ہیں پس مشاہدۂ اس معجزہ سے تعجب ماموں کا
زیادہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقا آپ فرزند امام رضا علیہ السلام کے ہیں اور
فرزندان اُس بزرگوار سے یہ اعجاز و کرامت اور اسرار بعید نہیں ہیں اور
ریان بن شبیب سے منقول ہی وہ کہتے ہیں کہ ماموں رشید نے غزارت علم
حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا دیکھکر بعد مناظرہ اور مباحثہ علمائے اہل خلاف
اور یہود کے اپنی دختر ام الفضل کو اُن حضرت سے تزویج کر دیا پس بعد
ایک مدت کے حضرت روانہ مدینہ منورہ ہوے مگر مومنین افسوس ہزار

افسوس اُس فرزند رسول خدا کے اعداء اہل بیت در پئے اذیت و تکلیف رہے آخر
زہر ستم سے شہید کیا چنانچہ کشف الغمہ وغیرہ مین منقول ہے کہ معتصم عباسی شقی نے
اُن حضرت کو مع عیال مدینہ منورہ سے بغداد مین بلایا اور ایک برس تک
اپنے پاس رکھا بظاہر تعظیم و اکرام کرتا تھا اور باطن مین تدبیر وحیلہ قتل مین رہا
کرتا تھا آخر کھانے مین زہر دیکر شہید کیا اور عیون المعجزات مین یون منقول ہے
کہ اُس شقی نے ام الفضل کے پاس کہلا بھیجا کہ تو حضرت کو زہر دیکر شہید کر وہ
بیچاره راضی ہوئی پس اُس ملعونہ نے بتحریک اپنے چچا معتصم لعین کے انگور رازقی
زہر آلودہ کرکے اُن حضرت کو کھلائے بمجرد اسکے زہر نے اثر کیا اور اعضائے
انور متورم ہوئے یہ دیکھکر ام الفضل رونے لگی حضرت نے فرمایا کہ تو کیون
روتی ہے خدا وند عالم تجھکو ایسے مرض مین مبتلا کریگا کہ جسکا کوئی علاج نہین ہے
آہ مومنین جب اعضائے انور اُن حضرت کے متورم ہوئے اور زہر نے
اثر کیا تو بعد چند روز کے حضرت نے رحلت فرمائی اور بعد شہادت اُن
حضرت کے بحکم معتصم ملعون لاش اطہر اُس مظلوم کی بکمال عداوت چھت سے
نیچے گرائی گئی اور کئی دن تک افتادہ پڑی رہی جب بکثرت معجزات
اُس لاش انور سے ظاہر ہونے لگے تو بخوف تفضیح اُس سنگدل نے حکم دفن کا
دیا اُسوقت ایک صاحبزادہ با حسن و جمال ظاہر ہوا اُسنے نماز جنازہ پڑھی
اور غائب ہوا اور ایک روایت مین یون ہے کہ شیعہ اُن حضرت کی لاش
اقدس کو اٹھا لیگئے اور قریب حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے دفن کیا
یہی وجہ ہے کہ اُس مقام معظم کو کاظمین شریفین کہتے ہین حضرات بغداد مین

عترت رسول خدا پر کیسے کیسے ظلم و ستم ہوے مگر یہ دو ظلم نہایت عظیم ہین جو حضرت
امام موسی کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام پر گذرے آہ آہ ایک بزرگوار کو
محمد بن اسمٰعیل ہاشمی کے حسد اور اغوا سے سات برس تک بظلم و ستم زنجیرون مین
مقید کیا آخر زہر دیکر شہید کیا اور بعد رحلت کے آہنگر کو بلا کر وہ زنجیرین کاٹکر
نکالی گئین اور دوسرے بزرگوار کو زہر ستم سے شہید کیا اور لاش اطہر کو چھت سے
گرادیا اور کئی روز تک زمین پر پڑی رہی اسیطرح کوفہ مین بھی کسی ظلم عظیم عترت
واہل بیت رسالت بر دست اعدا سے گذرے ہین ایک ابن ملجم لعین کی
شقاوت سے اور دوسرا ابن زیاد ملعون کی عداوت سے افسوس ابن ملجم نے
انیسوین ماہ رمضان کو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سر اقدس پر ضربت
شمشیر زہر آلودہ بحالت نماز مین لگائی کہ سر انور شق ہوا اور ریش منور خون سے
خضاب ہوئی اور زہر نے اثر کیا یہانتک کہ اعضاے اطہر متورم ہوے جسکے
صدمہ سے اکیسوین ماہ صیام کو رحلت فرمائی اور حسنین علیہما السلام یتیم ہوے
اور ایک روایت مین یون وارد ہے کہ حبیب جراح واسطے عیادت حضرت
امیر المومنین کے در دولت سرا پر آیا پس امام حسن نے اسکو اندر طلب کیا
اسنے حاضر ہو کر زخم کو بغور دیکھا اور متاسف ہو کر حضرت کو تسلی و دلاسا
دیا یہ سنکر جناب امیر نے فرمایا کہ ای حبیب یہ زخم علاج پذیر نہین ہی بلکہ
مین دنیا مین تھوڑی دیر کا مہمان ہون حبیب کہتا ہی کہ یہ کلام سنکر مین رویا
اور پس پردہ قریب حضرت کے جناب زینب و ام کلثوم کھڑی تھین یہ
سنکر وہ زار زار رونے لگین حضرت نے ام کلثوم سے فرمایا کہ ای پارہ جگر

کیون روتی ہو اُس مخدومہ نے عرض کیا کہ اے پدر نامدار کیونکر مین گریہ وزاری
نہ کرون کہ در یتیمی مین مبتلا ہوا چاہتی ہون پس حبیب کہتا ہے کہ مین حاضر تھا
کہ اُن حضرت نے میرے سامنے رحلت فرمائی اُسوقت حرم سرا مین شور
گریہ وبکا بلند ہوا اور دوسرا ظلم عظیم یہ ہے کہ ابن زیاد لعین نے پہلے حضرت
مسلمؑ کو چھت سے زمین پر گرا دیا کہ اُس نائب امام حسینؑ کے اعضا چور چور
ہوگئے اور سر انور تن اطہر سے جدا کرکے لاش کو بازار کوفہ مین کھچوایا اور
بعد شہادت امام حسینؑ کے اُن حضرت کے اہل بیت اور دختران جناب
سیّدہ کو بے پردہ کیا اور بے مقنعہ وچادر بازار کوفہ اور بلوائے عام مین
پھرایا جنکی پردہ داری کا جناب امیر المومنینؑ از حد پاس ولحاظ کرتے تھے
جیسا کہ مناقب وغیرہ مین منقول ہے کہ جب جناب امیر المومنینؑ مسجد کوفہ
مین زخمی ہوئے اور حسنین علیہما السلام اپنے پدر بزرگوار کو وہان سے لیکر
قریب دولتسرا کے پہونچے تو اُسوقت حضرت غش مین تھے کہ یکا یک صداے
گریہ وبکا سمع مبارک اُن حضرت مین پہونچی تو فوراً چشم انور کھولین اور
بکمال ضعف وناتوانی اپنے فرزند حسن مجتبیٰ علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوکر
آہستہ فرمایا یَا قُرَّةَ عَیْنِی قُلْ لِلنَّاسِ لِیَدَعُونِی فَاِنَّ بَنَاتَ الزَّهْرَاءِ
یَنْشُرُونَ الشُّعُورَ فِی عَزَائِی اے نور نظر اب لوگون سے کہدو کہ مجھے
اسی مقام سے وداع ورخصت کرین کیونکہ دختران فاطمہ زہراؑ یہ حال
میرا دیکھکر میری عزا مین بال سرون کے کھولین گی یا امیر المومنینؑ کہان تھے
آپ اُس روز کہ جب دختران فاطمہ زہراؑ بعد شہادت مظلوم کربلاؑ کے

اسیر و مقید ہو کر بے مقنعہ و چادر شتران بے پردہ پر سوار و داخل کوفہ میں آہ کیا
انقلاب زمانہ ہے کہ عہد جناب امیر میں جناب زینب و ام کلثوم شاہزادیان
عالم کی کہلاتی تھیں اور بعد شہادت امام حسین کے قیدی اور اسیر کہلائیں
اور شہر بشہر بلوائے عام میں پھرائی گئیں قَالَ الرَّاوِی رَأَیْتُ الْاُسَارٰی
مُوْثَقِیْنَ بِالْحِبَالِ مُقَرَّنِیْنَ بِالْحَدِیْدِ مِنْهُمْ نِسَآءٌ وَصِبْیَانٌ مِنْ
بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ مُکْشَفَاتُ
الْوُجُوْهِ وَالرُّؤُسِ چنانچہ محمد بن ابیطالب وغیرہ مورخین نے روایت کی کہ
راوی کہتا ہے میں نے اسیروں کو رسیوں سے مستحکم بندھے ہوئے اور زنجیروں میں
جکڑے ہوئے دیکھا کہ انمیں کچھ اطفال خرد سال اور کچھ عورات ستم دیدہ دختران
رسول خدا سے تھیں اور وہ سب بیکس شتران بے پردہ پر کہ جنپر بجز پالان کے
اور کچھ نہ تھا بے مقنعہ و چادر سوار تھیں وَمِنْهُنَّ صَبِیَّةٌ تَبْکِیْ وَتَقُوْلُ یَا عَمَّتٰی
زَیْنَبُ رُوْحِیْ فِدَاكِ اَیْنَ اَبِیْ تَرَاهَا لَطَمَتْ وَجْهَهَا حَتّٰی
خَرَّتْ مَغْشِیَّةً عَلَیْهَا اور ان مخدرات عصمت میں ایک دختر یتیمہ زار
زار روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے پھوپھی زینب فدا ہوں میں آپ پر یہ تو
فرمائیے کہ میرے پدر بزرگوار کہاں ہیں اور وہ جناب کہاں گئے یہ کہکے اس
یتیمہ نے اپنے منھ پر اسقدر طمانچے مارے کہ غش کھا کر گر پڑیں فَضَجَّتِ النِّسَآءُ
بِالْبُکَآءِ وَالْعَوِیْلِ وَضَجَّتِ الْقَوْمُ بِالْبُکَآءِ وَالنَّحِیْبِ حَتّٰی جَرَتِ الدُّمُوْعُ
عَلٰی حَوَافِرِ الْخُیُوْلِ پس اس یتیمہ ستم رسیدہ کا یہ حال زار اور بیتابی دیکھکر
اہل بیت رسالت اور عورات ستم رسیدہ بشدت رونے لگیں اور ایسا ایک

شور عظیم بپا ہوا کہ اہل کوفہ جو ہر طرف جمع تھے بے اختیار ہوکر اسقدر رونے لگے کہ گھوڑون کے سمون تک آنسو بہکر پہونچے آہ ہو شین دل یتیم کا نازک ہوتا ہے خدا نہ کرے کوئی بچہ صغر سن میں اپنے پدر شفیق و مہربان سے عالم غربت و مسافرت میں جدا ہو تصور کیجیے کہ اسوقت اُس یتیمہ کے دل پر کیا صدمہ اور قلق ہوگا کہ جسکی مصیبت پر سب عام و خاص رونے لگے۔

یا رب بر اہل بیت چہ آمد ز دو بدنسق	آن قصہ کہ کس نشوا ند تشنید نش

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہلم

فی الکافی وغیرہ انہ ولد ابو الحسن علی بن محمد علیہما السلام فی النصف من ذی الحجۃ سنۃ اثنی عشر ومأتین کافی وغیرہ مین منقول ہے کہ ولادت باسعادت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی پندرھوین ماہ ذیحجہ سنہ ۲۱۲ دو سو بارہ ہجری مین واقع ہوئی اور بروایتے ماہ رجب سنہ ۲۱۴ دو سو چودہ مین وہ جناب مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے ومضی علیہ السلام لاربع بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ اربع وخمسین ومأتین ولہ احد واربعون سنۃ وستۃ اشہر اور اُس جناب نے چھبیسوین ماہ جمادی الثانی سنہ ۲۵۴ دو سو چون ہجری مین دار دنیا سے رحلت فرمائی اُسوقت سن شریف اُن حضرت کا اکتالیس برس اور چھ مہینے کا تھا ومضی علیہ السلام فی زمن المعتز باللہ الزبیر بن المتوکل یوم الاثنین لخمس لیال بقین من جمادی الاخرۃ

سنۃ اربع وخمسین ومائتین وقال المفید رحمہ اللہ وغیرہ
مضی علیہ السلام فی رجب من تلک السنۃ سمہ المعتز وکان
عمرہ اربعین سنۃ الا اشہرا اور ان حضرت نے زمانہ معتز زبیر بن متوکل لعین
میں پچیسوین جمادی الثانی روز دوشنبہ ۲۵۴ دو سو چون ہجری میں دار دنیا سے
رحلت فرمائی اور شیخ مفید اور علامہ طبرسی علیہما الرحمہ نے روایت کی ہے کہ
ان حضرت نے ماہ رجب ۲۵۴ دو سو چون ہجری میں زہر ستم سے شہادت پائی
کیونکہ معتز لعین عباسی نے اس جناب کو زہر دیا اسوقت سن شریف
ان حضرت کا چالیس برس سے ایک مہینہ کم تھا اور بروایتے بیالیس برس کا تھا
اور جب ان حضرت نے رحلت فرمائی تو آنکے فرزند وصی و جانشین نے نماز
جنازہ پڑھی ودفن علیہ السلام فی دارہ بسر من رای فی شارع ابی احمد
الرشیدی وکان مقام الہادی بسر من رای عشر سنین
وقیل عشرین سنۃ اور وہ جناب اپنے دولتسرا حجرہ خاص میں
جو کوچہ ابو احمد رشیدی میں ہے شہر سامرہ میں دفن ہوئے اور مدت اقامت
ان حضرت کی سامرہ میں دس برس اور بروایتے بیس برس تھی اور القاب
ان حضرت کے نقی اور ہادی اور فقیہ اور امین اور طیب ہیں اور کنیت
ابو الحسن ہے اور مادر گرامی ان حضرت کی جناب سمانہ خاتون ہیں وفی
الکافی وغیرہ عن اسمعیل بن مہران انہ قال اور کافی وغیرہ میں
اسمعیل بن مہران سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اول مرتبہ حضرت امام
محمد تقی علیہ السلام مدینہ سے طرف بغداد کے عازم ہوئے تو اسوقت میں نے

عرض کیا یابن رسول اللہ فدا ہوں میں آپ پر آپ بغداد کیطرف تشریف
لیے جاتے ہیں مجھے آپکی جان کا خوف ہی یہ ارشاد فرمائیے کہ بعد آپکے ہادی خلق
اور امام اور حجت خدا کون ہی یہ سنکر وہ جناب متبسم ہوئے اور میری طرف
متوجہ ہو کر فرمایا لَیْسَ الْغَیْبَۃُ حَیْثُ ظَنَنْتَ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ اِس
سال کے جانے میں ایسا نہیں ہی جو تمکو گمان ہوا ہی اسماعیل کہتے ہیں کہ پس
وہ جناب تشریف لیگئے اور پھر بسلامت مراجعت فرمائی اور جب دوبارہ
حسب الطلب معتصم عباسی کے حضرت عازم بغداد ہوئے تو میں اُن حضرت کے
خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یابن رسول اللہ فدا ہوں میں
آپ پر آپ تو بغداد کیطرف تشریف لیے جاتے ہیں پس بعد آپکے امام اور
پیشوائے خلق کون ہی یہ سنکر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بشدت روئے
یہانتک کہ ریش اطہر آنسوؤں سے تر ہوئی اور مجھ سے فرمایا عِنْدَ ھٰذَا
یُخَافُ عَلَیَّ وَالْاَمْرُ مِنْ بَعْدِیْ اِلَی ابْنِیْ عَلِیٍّ اس مرتبہ میرے بغداد
جانے سے البتہ خوف جان ہی پس منصب امامت بعد میرے میرے فرزند
دلبند علی النقی علیہ السلام کے لیے ہی کہ وہ فرزند میرا وصی و جانشین میرا ہی
اور سبب طلب کرنے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے
شہر سامرہ میں یوں لکھا ہی وَفِی الْاِرْشَادِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ الْمُتَوَکِّلُ
اَشْخَصَہٗ مَعَ یَحْیَی بْنِ ھَرْثَمَۃَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی سُرَّ مَنْ رَایٰ چنانچہ ارشاد
وغیرہ میں منقول ہی کہ متوکل عباسی نے یحیی بن ہرثمہ کے ہمراہ حضرت
امام علی النقی علیہ السلام کو مدینہ منورہ سے شہر سامرہ میں طلب کیا اسلیے

کہ عبد اللہ بن محمد جو اسکی طرف سے حاکم مدینہ تھا اُن حضرت سے نہایت عداوت
و عناد رکھتا تھا اور حضرت کو اذیت و تکلیف دیتا تھا اور ایذا رسانی مین
ہمیشہ مصروف رہتا تھا اور متوکل عباسی کو ہمیشہ اُن حضرت کی شکایت لکھتا تھا
پس جب اذیتین اُسکی حد و انتہا سے گذرین تو حضرت نے لاچار ہو کر ایک نامہ
متوکل کے پاس روانہ کیا اُسمین تحریر فرمایا کہ عبد اللہ ہمکو بہت اذیت و تکلیف
دیتا ہے اور بہتان و تہمت کیا کرتا ہے بلکہ جو کچھ کہ تمھارے پاس لکھکر نسبت ہمارے
روانہ کیا ہے وہ سب کذب و افترا ہے پس جب متوکل نے اُس نامہ کو پڑھا
تو اُن حضرت کی خدمت مین یہ جواب لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنِّیْ عَارِفٌ بِحَقِّكَ رَاعٍ بِقَرَابَتِكَ مُوْجِبٌ لِحَقِّكَ يُقَدِّرُ مِنَ الْاُمُوْرِ
فِيْكَ وَفِيْ اَهْلِ بَيْتِكَ مَا اَصْلَحَ اللّٰهُ بِهٖ حَالَكَ وَحَالَهُمْ وَيُثَبِّتُ
بِهٖ عِزَّكَ وَعِزَّهُمْ بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد تحقیق کہ مین آپکے
حق کو خوب پہچانتا ہون اور آپکی قرابت کی رعایت رکھتا ہون اور آپکے
اداے حق کو واجب و لازم جانتا ہون اور آپکے اور آپکے اہل بیت کے
بارہ مین اُس امر کا بندوبست کیا جاتا ہے جسمین آپکی اور اُن سبکے لیے بہتری
اور بہبودی ہو اور آپکی اور اُن سبکی عزت و جلالت قدر باقی رہے
وَقَدْ رَاَی اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ صَرْفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَمَّا كَانَ يَتَوَلَّاهُ
مِنَ الْحَرْبِ وَالصَّلٰوةِ بِمَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم اِذْ كَانَ عَلٰی
مَا ذَكَرْتَ مِنْ جَهَالَتِهٖ بِحَقِّكَ وَاسْتِخْفَافِهٖ بِقَدْرِكَ اور اب رائے
میری یہ قرار پائی کہ عبد اللہ بن محمد کو انتظام ملکی اور حرب و جنگ اور نماز

جماعت سے معزول کرون کیونکہ اُس سے وہ امور جنکا آپنے ذکر فرمایا ہی صادر ہوے اور اُس جاہل نے آپکے حفظ مراتب مین قصور کیا ہی اور آپکی قدر و منزلت مین استخفاف کی ہی اور مین نے محمد بن فضل کو اُسکی جگہ پر مقرر و معین اور منصوب کیا اور اُسکو حکم دیا کہ آپکی تعظیم و تکریم اور حرمت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے بلکہ ہمیشہ آپکی اطاعت و فرمان برداری مین مستعد و سرگرم رہے اور ہر امر مین موافق آپکی رضا مندی و خوشنودی کے رفتار کرے وَاِنِّی مُشْتَاقٌ اِلَیْكَ فَاِنْ نَشَطْتَ مِنْ زِیَارَتِہٖ وَالْمَقَامِ قِبَلَہٗ فَلَکَ عَلٰی بعد اسکے وہ شقی لکھتا ہی کہ مین آپکی زیارت کا نہایت مشتاق ہون پس اگر آپ بھی میری ملاقات کی خواہش رکھتے ہون اور میرے پاس قیام منظور ہو تو بمجرد دہونچنے اس عریضہ کے جلد تشریف لائیے اور مین نے محمد بن ہرثمہ کو اسی غرض سے آپکی خدمت بابرکت مین روانہ کیا ہی اور اُسکو تاکید بلیغ کردی ہی کہ ہر وقت آپکی تابع داری و فرمان برداری مین حاضر رہے پس آپ جہان چاہین مقام کرین اور جہان چاہین کوچ فرمائین وہ کسیوقت آپکی اطاعت سے انحراف نہ کریگا اور آپ جسوقت یہان رونق افروز ہونگے تو میرے سب عزیز و اقربا اور اولاد سے زیادہ آپ میرے نزدیک محبوب و عزیز ہونگے وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پس متوکل لعین نے یہ نامہ ختم کرکے بند کیا اور یحیی بن ہرثمہ کے حوالہ کیا اور تین سو آدمی اُسکے ہمراہ کرکے طرف مدینہ منورہ کے روانہ کیا چنانچہ یحیی کہتا ہی کہ مین اُس زمانہ مین مذہب حشویہ رکھتا تھا

اور میرے رفقا مین خاص دو شخص تھے ایک محب و دوستدار اہل بیت رسالت
دوسرا دشمن خاندان نبوت تھا اور یہ دونون باہم مباحثہ کیا کرتے تھے تو
مین بھی سنا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز صحرائے عظیم مین گذر ہمارا ہوا جو آبادی سے
بہت دور تھا پس اُس مقام پر ناصبی نے فرد شیعہ پر اعتراض کیا کہ کیا تمہارے
امام علی بن ابیطالب علیہ السلام نے یہ نہین فرمایا ہی کہ زمین مین کوئی بقعہ
ایسا نہین ہی کہ جو قبر سے خالی ہو پس مین تمسے پوچھتا ہون کہ اس صحرا مین
کہ کہین آدمی کا نام و نشان نہین ہی کون دفن ہوگا یحیی کہتا ہی کہ مین نے
بھی اس امر مین ناصبی کی طرف داری کی تو اُس مرد شیعہ نے سکوت کیا
الغرض قطع منازل اور طی مراحل کرتے ہوئے ہم مدینہ منورہ مین داخل ہوئے
جب نامہ حاکم کا حضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر کیا تو اُن حضرت نے
بعد ملاحظہ کے فرمایا ہم متوکل کی تحریر کے خلاف نہ کرینگے آج تو آرام کرو انشاء اللہ
کل ہم سامان سفر مین مشغول ہونگے پس جب مین دوسرے روز اُن حضرت
کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ جناب جامہائے
سرمائی اونی اور بارانی خیاط سے سلوا رہے ہین چونکہ فصل شدت گرما کی تھی
یہ دیکھکر مجھے تعجب ہوا اور مین نے خیال کیا کہ شاید حضرت نے کبھی سفر نہین
فرمایا ہی بوجہ ناتجربہ کاری کے یہ احتیاط فرماتے ہین یحیی کہتا ہی کہ ابلیس لعین
میرے دل مین بار بار وسوسے ڈالتا تھا کہ شیعون سے نہایت تعجب ہی کہ ایسے
شخص کو اپنا امام و پیشوا جانتے ہین پس جب مین تیسرے روز اُن حضرت
کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ خیاط لباس تیار کرکے لایا ہی

اور حضرت وہ سب کپڑے اپنے رفقا اور خدام کو تقسیم فرما رہے ہین اس سے
تعجب میرا زائد ہوا کہ یہ لوگ اس شدت گرما مین ان لباس کو کس مصرف
مین لائینگے بعد اسکے حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ای یحییٰ
ہم مستعد و آمادہ سفر ہین تو بھی تیاری کر لیں وہ جناب روضۂ رسول خداؐ
اور مزار سے اپنے آبا کرام کے وداع و رخصت ہو کر اہل وطن اور احباب سے
بھی رخصت ہوے اور مدینہ منورہ سے روانہ ہوے جب اسی صحرا مین پہونچے
جہان اس ناصبی نے مرد مومن پر اعتراض کیا تھا تو دفعۃً ابر سیاہ اور ہوائے
تند اور برق و رعد ظاہر ہوا اور ایسی ہوا سے سرد چلی کہ اسی نفر ہمارے
ہمراہیون سے شدت سرما سے ہلاک ہوے اور حضرت کے ہمراہی سب محفوظ
رہے اور کسیکو کچھ ضرر و گزند نہ پہونچا پس جب ہم لوگ اموات کے دفن سے
فارغ ہوے تو اسوقت حضرت نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ای
یحییٰ تو نے دیکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کسطرح سے بقعات زمین کو اموات سے
معمور فرماتا ہی پس بمجرد استماع اس کلام ہدایت نظام کے مجھے تنبیہ ہوئی
اور ان حضرت کے قدم اقدس پر گر کے مین نے عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكُمْ خُلَفَاءُ اللّٰهِ
فِیْ اَرْضِهٖ یا ابن رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ نہین ہی کوئی لائق عبادت و
بندگی سوائے معبود برحق کے اور تصدیق کرتا ہون کہ بتحقیق جناب محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ بندۂ خاص اور رسول خدا ہین اور آپ حضرات حجت خدا
اور اوصیائے رسول ہین روئے زمین مین یا ابن رسول اللہ اتباع مین

بے دین تھا الحمد للہ اب آپکی ہدایت سے مسلمان ہوا ایسی کہتا ہی کہ بعد اسکے مین
ہمیشہ اس اعتقاد پر رہا اور اُن حضرت کو اپنا امام و پیشوا جانتا تھا الغرض
جب حضرت سامرہ مین پہونچے تو متوکل لعین نے اُن حضرت کو ایک مکان
ذلیل مین اُتارا اور سراسر اپنے وعدہ اور تحریر کے خلاف کیا اور ہمیشہ اُس
حجت خدا اور ہادی خلق کو اذیت و تکلیف پہونچاتا تھا چنانچہ سید ابن طاؤس
علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ ایک دن متوکل عباسی مع اپنے وزیر
کے نہایت شدت گرما مین سوار ہوا اور حکم دیا کہ سب علما و فضلا اور سادات
و شرفا اور اُمرا و رؤسا اور ارکان سلطنت اور اعیان مملکت جو شہر مین
موجود ہین سکے سب میرے ہمراہ پیادہ پا رہین منجملہ اُنکے حضرت امام علی
النقی علیہ السلام بھی تھے زُرافہ دربان متوکل کا کہتا ہی مین نے دیکھا کہ
حضرت کو پیادہ چلنے سے نہایت تکلیف و اذیت تھی اور از حد تعب تھا اور
بسبب شدت حرارت و تیزی آفتاب کے تمام جسم اقدس سے عرق جاری تھا
یہ حال دیکھکر مین اُن حضرت کے قریب گیا اور عرض کی کہ آپکا کیا حال ہے
حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اسوقت سوار ہونے کی غرض متوکل کو سوائے
ہماری اہانت کے اور کچھ نہین ہی لیکن میری حرمت حق تعالی کے نزدیک
ناقہ حضرت صالح سے کم نہین ہی بلکہ میرے ناخن کا ایک ریزہ نزدیک حق
سبحانہ تعالے کے ناقہ صالح سے گرامی و بزرگ تر ہی وہ دربان کہتا ہے کہ
ایک معلم میرے اطفال کو پڑھاتا تھا اور میرے گمان مین وہ مذہب اور شیعہ
تھا اور مین نے آکر یہ ارشاد اُن حضرت کا اُس معلم سے بیان کیا پس اُسنے

مجھسے بقسم پوچھا گیا تو سچ کہتا ہی یہی حضرت نے فرمایا ہی بس مین نے بقسم اُس سے کہا کہ واقعی جو حضرت نے ارشاد فرمایا وہ بے کم و زیاد تمسے بیان کرتا ہون یہ سنکر اُس معلم نے مجھسے کہا کہ اب تو اپنی فکر سے غافل نہ رہنا کہ درمیان تین روز کے متوکل عباسی ہلاک ہوگا بس تو ایسی تدبیر کر کہ تجھے کچھ ضرر و نقصان نہ پہونچے یہ سنکر مین نے معلم سے کہا کہ تمنے یہ کیونکر جانا جو غیب کی خبر دیتے ہو اُس معلم نے جواب دیا میرا اعتقاد درست یہ ہی کہ وہ حضرت صادق ہین کبھی خلاف نہین فرماتے ہین اور حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین قوم صالح علیہ السلام کے بارمین فرمایا ہو قل تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ اے صالح اپنی قوم سے کہدو کہ آرام و راحت کرلو اپنے گھرون مین تین روز کیونکہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ناقہ صالح کو پے کیا تو بعد تین روز کے اُنپر عذاب خدا نازل ہوا تو وہ قوم ہلاک ہوئی و زبان کہتا ہے کہ یہ سنکر مین اُس معلم پر غضبناک ہوا اور اُسکو بُرا کہکے اپنے گھر سے نکال دیا بعد اسکے مین نے غور و تامل کیا کہ شاید بیان اُسکا درست و ٹھیک ہو بہرحال احتیاط لازم ہو یہ تصور کرکے مین نے اپنا مال و اسباب جابجا متفرق کردیا اور منتظر تھا کہ کسیطرح سے تین دن گذر جائین تو دل جمعی ہو بس جب تیسرا دن ہوا تو فرزند متوکل کا منتصر مع چند اپنے غلامان ترکی کے متوکل کے پاس گیا اُسکو مع اُسکے وزیر فتح بن خاقان کے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور بند بند جدا کیے و زبان کہتا ہو کہ یہ دیکھکر مین حضرت کی امامت و ولایت کا معتقد ہوا بعد اسکے ایک روز ان حضرت کی

خدمت بابرکت مین مشرف ہو کرا پنی اور سعلم کی کیفیت عرض کی تو حضرت نے
فرمایا کہ سعلم نے سچ کہا تھا مین نے اُسدن متوکل کے لیے درگاہ الٰہی مین نفرین
و دعاے بد کی تھی تو حق سبحانہ تعالی نے دعا میری مستجاب فرمائی صلوات
بر معین مومنین حضرت محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر حضرات سنا آپنے
کہ اعداکیسی توہین کرتے تھے فرزندان رسول خدا کی اور اُن نادیان دین
کیا کیا ظلم وستم کیا اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو متوکل لعین نے
اپنی سواری کے ہمراہ پیادہ باشدت گرما اور حرارت و تیزی آفتاب مین
دوڑایا کہ اُن حضرت کا حال غیر ہوا اور تمام جسم اطہر عرق عرق ہو گیا اور نہایت
تکلیف ہوئی حالانکہ وہ جناب سالم تھے اور تین دن کے پیاسے نہ تھے نہ
کسی عزیز واقربا کی لاش پارہ پارہ صحراے سامرہ مین سامنے تھی مگر افسوس
ہزار افسوس مظلومی و بیکسی پر امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ وہ
جناب ایک تو علیل و بیمار تھے اور تین شبانہ روز کے گرسنہ و تشنہ لب تھے
علاوہ اسکے تمام عزیز واقربا کی لاشہاے پارہ پارہ خاک و خون غلطان
حرارت و تیزی آفتاب مین ریگ گرم صحراے کربلا پر سامنے پڑی تھین
وہ حال و کیفیت بسبب ضعف و ناتوانی کے غش آتا تھا مومنین تصور کیجیے
کہ کن جوانان ہاشمی کی لاشین سامنے تھین آہ آہ ایک طرف لاش پارہ پارہ
امام حسین علیہ السلام اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور شاہزادہ قاسم و احمد اور
عبداللہ کی تھی اور ایک طرف لاش پارہ پارہ جناب عباس ع کی اور ایک
طرف لاش عون و محمد اور جعفر و فضل علی اور محمد بن جعفر طیار اور سب

جوانان ہاشمی کی خاک وخون میں آلودہ پڑی تھی افسوس انپر بجز دھوپ کے کچھ سایہ بھی نہ تھا جیسا کہ مولانا سید محمد مہدی صاحب انکے مرثیہ میں کہتے ہیں

حُسَيْنٌ عَلٰى وَجْهِ التُّرَابِ مُعَفَّرٌ	وَاَوْلَادُهُ صَرْعٰى اَخُوْهُ مُقَتَّلُ

آہ آہ امام حسین فرزند رسول الثقلین زمین گرم کربلا پر خاک آلودہ تھے اور سب اقربا اولاد اور بھائی اُن حضرت کے مقتول وکشتہ پڑے تھے اور خاک صحرا اُنپر اُڑ اُڑ کے گرتی تھی ہائے افسوس اُن شہدا کا کوئی دفن کرنے والا نہ تھا ہ

فَمَا فَوْقَهُمْ ظِلٌّ سِوَى الشَّمْسِ بِالْفَلَا	وَمَا تَحْتَهُمْ اِلَّا الْكَدِيْدُ الْمُرَمَّلُ

ہائے کیا بیکسی ہے کہ اُن شہداے راہ خدا پر اُس بیابان وصحرا میں کوئی سایہ بھی سوائے دھوپ کے نہ تھا اور اُن شہدا کا سوائے زمین سخت کے کہ جو تنگافتہ سم اسپان سے تھی کچھ فرش نہ تھا افسوس وہ جسدہائے انور سنگریزہائے گرم پر پڑے تھے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل ویکم

فِي الْكَافِيْ اَنَّهُ وُلِدَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقِيْلَ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ وَثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ کافی میں شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ماہ مبارک رمضان سنہ ۲۳۲ دوسو بتیس ہجری مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آٹھویں ماہ ربیع الثانی کو روز جمعہ سنہ ۲۳۱ دوسو اکتیس ہجری

وہ جناب پیدا ہوئے اور یہ زمانہ آخر حکومت بنی امیہ کا تھا وقبض علیہ
السلام یوم الجمعۃ لثمان لیال خلون من شہر ربیع الاولیٰ سنۃ
ستین ومائتین وھو ابن ثمان وعشرین سنۃ اور اُن حضرت نے
آٹھویں ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ۲۶۰ دو سو ساٹھ ہجری میں زہر دغا سے
شہادت پائی اور اُس روز سن شریف اُن حضرت کا اٹھائیس یا انتیس
برس کا تھا ودفن فی دارہ فی البیت الذی دفن فیہ ابوہ علیہ
السلام بسر من رای اور وہ جناب اپنے گھر کے اُس حجرہ خاص
میں دفن ہوئے جہاں اُنکے پدر بزرگوار حضرت امام علی النقی علیہ السلام شہر
سر من راے میں مدفون ہیں اور اُسی جگہ جناب حکیمہ خاتون پھوپھی اُن
حضرت کی اور نرجس خاتون زوجہ اُن حضرت کی بھی مدفون ہیں وامہ
ام ولد یقال لہا حدیث وکانت مدۃ خلافتہ ست سنین
ولقبہ الھادی والسراج والعسکری اور مادر گرامی اُن حضرت کی
ام ولد تھیں کہ نام اُس مخدومہ کا جناب حدیث ہے اور مدت خلافت اُن
حضرت کی بنا بر روایت شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ کے چھ برس تھی اور
لقب اُن حضرت کا ہادی اور سراج اور عسکری ہے اور کنیت ابو محمد ہے
وکان علیہ السلام وابوہ وجدہ یعرف کل منہم فی زمانہ
بابن الرضا ومات علیہ السلام مسموما وسمہ المعتمد اللعین
اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور اُن حضرت کے پدر بزرگوار
اور جد نامدار اپنے زمانہ میں فرزند رضا علیہ السلام کہلاتے تھے اور

بقولے لقب اُن حضرت کا زکی اور خالص بھی ہی اور عسکری اُن حضرت کو
اسوجہ سے کہتے ہین کہ سر من راے کا نام مدینہ عسکر بھی ہی اور حضرت نے
وہان سکونت اختیار فرمائی تھی اور اُن حضرت نے وہین زہر دغا سے شہادت
پائی کہ معتمد عباسی لعین نے زہر دیا لیس حضرات جناب وہ جناب حیات
تب تک ہمیشہ اعدا سے اذیت وتکلیف اُٹھائی اور ہر وقت وہ اشقیا درپے
قتل رہے فِي الْعَوَالِمِ وَغَيْرِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ
الْعَبَّاسِيُّونَ عَلَى صَالِحِ بْنِ وَصِيفٍ عِنْدَ مَا حُبِسَ أَبُو مُحَمَّدٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ عوالم وغیرہ مین محمد بن اسماعیل سے منقول ہی کہ کہا اُسنے
جس زمانہ مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صالح بن وصیف کے پاس
اسیر و مقید تھے انھین ایام مین ایک جماعت بنی عباسیہ صالح کے پاس آئی
پس اُن اشقیا نے کہا کہ تم ابو محمد کو قید شدید مین رکھنا تا انکو اذیت وتکلیف ہو
فَقَالَ لَهُمْ صَالِحُ بْنُ وَصِيفٍ وَمَا أَصْنَعُ قَدْ وَكَّلْتُ بِهِ رَجُلَيْنِ
أَسْوَءَ مَنْ قَدَرْتُ عَلَيْهِ فَقَدْ صَارَا مِنَ الْعِبَادَةِ وَالصَّلٰوةِ
وَالصِّيَامِ إِلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ یہ سنکر صالح نے اُن اشقیا سے کہا کہ مین کیا
کرون حتی الامکان مین نے اپنے ملازمون سے دو شخصون کو جو نہایت
شدید و بیرحم تھے انتخاب کرکے اُنکی حراست اور اذیت دینے پر مقرر
ومعین کیا مگر وہ اُنکی کثرت عبادت نماز و روزہ کا حال دیکھکر نرم
ہوگئے فَقُلْتُ لَهُمَا فِيهِ فَقَالَا مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ
اللَّيْلَ كُلَّهُ لَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يَتَشَاغَلُ وَإِذَا نَظَرْنَا إِلَيْهِ ارْتَعَدَتْ

فَرَاِئْضنَا فِیۡدَ اَخلنَا مالا نملکہ من انفسنا فلما سمعوا ذالک انصرفوا خائفین پس مین نے ان دونون سے بتاکید واسطے اذیت وتکلیف دینے ابو محمد کے کہا تو انھون نے جواب دیا کہ ای صالح تو کیا کہتا ہی اس برگزیدہ باری کے بارے مین جو ہمیشہ دن کو روزہ رکھے اور تمام شب عبادت خدا میں کھڑا ہوا اور نہ کسی سے کلام کرے نہ کسیکی طرف مشغول ہوا اور جسوقت ہم اس بزرگوار کیطرف نظر کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ قتل کرین تو ہمارے اعضا میں رعشہ پڑجاتا ہی اور کانپنے لگتے ہین اور ہمارے دلون مین بوجہ انکی جلالت وعظمت اور صولت وسطوت کے ایسی ہیبت سماجاتی ہی کہ بیخود ہوجاتے ہیں پس جب یہ حال اس جماعت بنی عباسیہ نے سنا تو خائب وخاسر اور خوفناک وہان سے چلے گئے اور کتاب غرائب وعجائب مین شیخ شہاب الدین صوفی نے روایت کی ہی کہ متوکل عباسی نے ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو اسیر ومقید کیا تو سر من راے مین بڑا قحط ہوا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ تمام اہل اسلام نے صحرا وبیابان مین جاکر بارش کے لیے تین دن تک نماز استسقا پڑھی اور دعا کی مگر بارش نہوئی آخر متوکل نے حکم دیا کہ اب اہل اسلام کے ہمراہ سب یہود ونصاری بھی شریک ہوکر واسطے دعا کے طرف صحرا وبیابان کے جائین پس ہمراہ یہود ونصاریٰ کے انکا ایک راہب بھی صحرا مین گیا اور سب اہل اسلام اور یہود ونصاریٰ نے ہر صغیر وکبیر نے جو اس صحرا مین موجود تھے دیکھا کہ جب اس راہب نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے تو فوراً ابر آیا اور

بارش ہونے لگی اور روز دوم بھی سب اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ
طرف صحرا کے واسطے دعا کے گئے تو اُسدن بھی دیکھا کہ جب راہب نے
ہاتھ اُٹھائے تو فوراً ابر آیا اور مینہ برسنے لگا پس اس ماجرا سے رخنۂ عظیم
اسلام میں پیدا ہوا اور اکثر بد اعتقاد ہوے اور بعض مرتد ہو گئے یہ خبر
سنکر متوکل حیران و پریشان اور بیچارہ ہوا کیونکہ وہ خلیفۂ وقت تھا
پس لاچار ہو کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ سے طلب کیا
وَقَالَ یَا حَسَنُ اَدْرِکْ اُمَّۃَ جَدِّکَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ؐ اور عرض کیا اے
حسن عسکریؑ اپنے جد امجد رسول خدا ؐ کی امت کی خبر لیجیے کہ وہ گمراہ ہوئی
جاتی ہے فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُرْهُمْ بِالْخُرُوْجِ غَدًا وَیَزُوْلُ
الْاِشْکَالُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی پس یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ اُن
لوگوں کو کل بھی طرف صحرا کے بھیجیے اگر خداوند عالم چاہے تو یہ مشکل
آسان ہو گی اور شک و شبہ سبکا زائل ہو گا جب صبح ہوئی پھر سب طرف
صحرا کے روانہ ہوے اور اُسدن حضرت بھی تشریف لیگئے جب اُس
راہب نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو فوراً ابر آگیا اُسوقت حضرت نے
حکم دیا کہ لوگ جا کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیں اور جو چیز ہاتھ میں ہو وہ لے لیں پس
حسب الارشاد اُن حضرت کے لوگوں نے فوراً ہاتھ اُسکا پکڑ لیا تو دیکھا
کہ راہب کے ہاتھ میں ایک استخوان ہے وہ لیکر پھر اُس سے دعا کے
واسطے حکم دیا جب اُسنے ہاتھ اُٹھائے تو ابر ہٹ گیا اور دھوپ نکل آئی
پس متوکل نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا یہ کیا سبب تھا اُن حضرت

فرمایا کہ یہ ایک نبی کا استخوان بدن ہی کہین سے اسکے ہاتھ آگیا اسکی برکت سے
بارش ہوتی ہی بعد اسکے متوکل نے یہ اعجاز دیکھکر حضرت کو رہا کیا اور ہمیشہ تعظیم
و تکریم کرتا تھا اور اسی کتاب مین منقول ہی کہ ایک مرتبہ ایک عورت نے
متوکل عباسی کے سامنے اپنی سیادت کا دعوی کیا تو اسنے حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام کو بلا کر اسکی تحقیق چاہی فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ
تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی السِّبَاعِ اَنْ تَاْكُلَ اَوْلَادَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا
السَّلَامُ فَاَلْقُوْهَا لَهَا فَاِنْ لَمْ تَاْكُلْهَا فَهِيَ صَادِقَةٌ پس ان حضرت نے
فرمایا بتحقیق کہ حق سبحانہ تعالی نے جناب حسنین علیہما السلام کی اولاد کا گوشت
درندون پر حرام کیا ہی پس اُس مدعیہ کو سامنے انکے ڈالدو اگر درندے
اُسکو نہ کھائین تو وہ صادقہ ہی یہ سنکر متوکل نے اُس عورت سے یہ بیان کیا
تو اُسنے خائف و ترسان ہوکر اپنے کذب کا اقرار کیا اور کہا کہ مین نے جھوٹ
دعوے کیا تھا پس جو حاسدین حضرت سے عداوت و عناد رکھتے تھے اُن
اشقیا نے متوکل کو مشورہ دیا کہ خود اُن حضرت کو کہ اولاد حسنین علیہما السلام
سے ہین اُنکو درندون کے سامنے ڈالکر اسکا امتحان کرنا چاہیے پس اُنکی
تحریک سے متوکل عباسی نے اپنے مکان کے صحن مین تین جانور درندہ
منگواکے چھوڑ دیے اور خود بالاخانہ پر جاکر ایک کمرہ مین بیٹھا اور حضرت کو
طلب کیا جب وہ جناب تشریف لائے تو دربانون نے حضرت کو اُس
صحن مین داخل کرکے فوراً دروازہ بند کر دیا اور متوکل اُس کمرہ سے
یہ دیکھ رہا تھا کہ جو نہین حضرت کو اُن جانورون نے دیکھا تو بے اختیار دوڑ کر

قدمہاے مبارک پر منہ اپنا ملنے لگے اور گرد پھرنے لگے اور حضرت نے دست حق پرست اپنا اُنکی پشت پر پھیرا بعد اُسکے کوٹھے پر تشریف لیگئے اور متوکل نے تعظیم کی اور اُن حضرت کو باعزاز تمام اپنے پاس بٹھایا اور حضرت چند باتیں کرکے اُس سے رخصت ہوے حضرات صلوات پڑھین محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدہؑ اور بارہ امام ہین غرضکہ بعد اسکے متوکل سے اُسکے اصحاب ور فقانے کہا کہ اے خلیفہ تمکو بھی تو دعوے سیادت کا ہی یہ درندے کچھ ضرر وگزند نہ پہونچائینگے یہ سنکر اُسنے کہا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ مین ہلاک ہو جاؤن بعد اسکے متوکل نے سب سے بتاکید منع کیا کہ یہ راز کسی سے بیان نہ کرنا ایسا نہو کہ لوگون کو ابو محمدؑ کا اعتقاد ہو اور اُنکی طرف رجوع کرین کیون مومنین جو بزرگوار ایسا حامی دین و اسلام اور ہادی و رہنماے خلق اور حجت خدا اور خلیفہ برحق اور جانشین رسول اور صاحب اعجاز و کرامات ہو اُسکے اشقیاے اُمت ہمیشہ درپے قتل رہین آخر بمکر و دغا زہر دیکر شہید کرین اور بعد شہادت کے بھی اہانت کرین اور نامحرم داخل حرم سرا ہون چنانچہ کافی وغیرہ مین منقول ہی کہ جب اُن حضرت کو دفن کر چکے تو متوکل اور اُسکے ملازمین سب حضرت کے فرزند کی تلاش مین جستجو کرنے لگے اور ہر ایک منزل و مکان مین اُن حضرت کو تلاش کیا آہ مقصود اُنکا یہ تھا کہ اگر ممکن ہو تو حضرت امام حسن عسکریؑ کے فرزند کو بھی شہید کرین تا نسل آل رسول سے زمانہ خالی ہو گا حضرت صاحب الامر کو اُس مکان مین نہ پایا آہ اسیطرح

روز عاشورا بعد شہادت مظلوم کربلا غریب نینوا کے مسلوب العمامة والردا		
دریگانہ دریاے مجمع البحرین		سجون طیبہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام کے اشقیاے کوفہ و شام تلوارین کھینچے ہوئے داخل خیمہاے
اہل بیت رسالت ہوئے اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگا دی
تو ایک جماعت اشرار نے چاہا کہ بیمار کربلا امام زین العابدین علیہ السلام کو
بھی شہید کرین کہ تا زمانہ نسل آل رسول سے خالی ہو مگر حق سبحانہ تعالی نے
اُن حضرت کو اُن اشقیا کے شر سے محفوظ رکھا کہ تا زمانہ آل رسول سے
خالی نہو چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے حمید سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے
کہ جب ہم لوگ روز عاشورا لوٹتے ہوئے بیمار کربلا تک پہونچے تو وہ مظلوم
اُسوقت شدت مرض سے بستر بیماری پر لیٹے تھے اور اُسوقت شمر لعین کے
ہمراہ ایک جماعت پیادون کی تھی پس اُن اشقیا نے شمر سے کہا آگاہ ہو
کہ ہم اس مریض کو بھی قتل کرتے ہین حمید کہتا ہے کہ مین نے کہا سبحان اللہ
کیا اب ہم ایسے مریض کو بھی قتل کرینگے لیکن یہ مریض تو ایسا بیمار ہے
کہ وہی بیماری اسکی ہلاکت کو کافی ہے تم لوگ کیون اسکے درپے آزار
ہوتے ہو پس مین برابر اُن لوگون کو اُس مریض کے پاس سے ہٹاتا جاتا
تھا آنکہ [illegible] ملعون اسطرح ابن زیاد لعین نے بھی دربار کوفہ مین اُن
حضرت کے قتل کا حکم دیا تھا چنانچہ ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ اُسوقت
[illegible] اور اہل بیت زار زار رونے لگے اور جناب زینب دامن فرزند
سے لپٹ گئین پس جلادون نے مجبور ہو کر چھوڑ دیا اُسوقت وہ مظلوم

بہت روئیں اور آواز دی ای ابن زیاد کیا تو قتل سے میرے برادر مظلوم کے
ابھی سیر نہیں ہوا ہی جو تو نے حکم دیا واسطے قتل کرنے اس مریض کے آیا زمانہ
غدار نے سوائے اس بیمار کے کوئی محرم ہم دختران رسول خداؐ کا باقی
رکھا ہی یہ سنکر حاضرین دربار رونے لگے اور ابن زیاد کو خوف فساد کا
ہوا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو آہ آہ دربار شام میں بھی یزید لعین نے
مکرر حکم دیا ہی واسطے قتل کرنے امام زین العابدین علیہ السلام کے جب جلاد
لیچلے تو بچے اور اہل بیت بشدت روئے اور جناب زینب و ام کلثوم نے
فریاد کی اور فرمایا ای یزید کیا تجھے قتل کرنا مردان اہل بیت رسالت کا کافی نہیں
ہوا اور ابھی اولاد رسول کے خون سے سیر نہیں ہوا کہ تو نے اس بیمار اور یتیم
بیوارثون کے حامی و سرپرست کے قتل کا حکم دیا ہی اسوقت کے حال میں
محرق القلوب میں یون منقول ہی کہ یزید لعین نے کچھ اعتنا نہ کی پس وہ
ستم رسیدہ طرف مدینہ منورہ کے متوجہ ہوئیں اور رو کر زور سے فریاد
کرنے لگیں اسوقت یزید خائف ہوا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو پس
جلادوں نے ان حضرت کو چھوڑ دیا بعد اسکے یزید نے حکم دیا کہ ان اسیرون کو
قیدخانہ میں لیجاؤ پس موافق حکم کے اہل بیت رسالت ایسے قیدخانہ میں
مقید ہوئے جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا الا لعنة
اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و دوم

فی مطالب السئول انه یوصفون الائمة علیهم السلام باربعة

الفاظ و تطلق علیہم مطالب سئول بن شیخ کمال الدین بن محمد بن طلحہ
شافعی نے نقل کیا ہے تحقیق کہ حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین
چار الفاظ سے موصوف ہین جو قرآن مجید اور احادیث مین وارد ہین اور
اطلاق اُن الفاظ کا اُنھین حضرات پر ہے الاُولیٰ آل الرسول والثانیۃ
اھل البیت والثالثۃ العترۃ والرابعۃ ذوی القربیٰ اول آل
رسول کہ مراد اُنسے جناب سیدہ اور بارہ امام ہین دوم اہل بیت طاہرہ
سوم عترت و ذریت چہارم ذوی القربیٰ ہے اور اُسی کتاب مین فضائل
حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین منقول ہے کہ وہ جناب
خانہ کعبہ مین تیرھوین ماہ رجب کو عہد ابرویز بن ہرمز مین پیدا ہوے
اور یہ شرف و بزرگی ابتداے حضرت آدم علیہ السلام سے کسی نبی اور
وصی کو حاصل نہین ہے سواے اُن حضرت کے وقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ من اکرم اولادی فقد اکرمنی ومن اھان اولادی
فقد اھاننی اور اکسیر العبادات مین ملا آقا دربندی نے نقل کیا ہے
فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص تعظیم و اکرام کرے
میری اولاد کا تحقیق کہ اُسنے تعظیم و اکرام میرا کیا اور جو شخص اہانت کرے
میری اولاد کی تحقیق کہ اُسنے اہانت کی میری مگر مومنین واے ہو اشقیاے
امت پر کہ اُنھون نے کیسی اہانت کی اولاد و عترت طاہرہ جناب
رسول خدا کی اور مطلق پاس ولحاظ ارشاد اور قرابت اُن حضرت کا
نہ کیا اُنکی ذریت کے بارے مین کہ بعد بنی امیہ کے بنی عباسیہ نے بھی کوئی

دقیقہ ظلم و ستم اور اہانت کا فروگذاشت نہ کیا۔ فِی الکَافِی وَغَیْرِہٖ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الْاَشْعَرِیِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَحْمَدَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ خَاقَانَ اَنَّہٗ قَالَ لَقَدْ اَوْرَدَ السُّلْطَانُ وَاَصْحَابُہٗ فِیْ وَقْتِ وَفَاتِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ مَا تَعَجَّبْتُ مِنْہُ وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَکُوْنُ ذٰلِکَ چنانچہ کافی وغیرہ میں حسین بن محمد اشعری اور محمد بن یحیی سے اور انھوں نے احمد بن عبید اللہ بن خاقان وزیر سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ سلطان وقت اور اسکے اصحاب و رفقا نے وقت رحلت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایسے امور کیے کہ مجھے اُس سے تعجب ہوا اور مجھے ہرگز ایسا گمان نہ تھا جو اُسوقت اُن اشرار سے صادر ہوا وَذٰلِکَ اَنَّہٗ لَمَّا اعْتَلَّ بَعَثَ اِلٰی اَبِیْ اَنَّ ابْنَ الرِّضَا قَدِ اعْتَلَّ فَرَکِبَ مِنْ سَاعَتِہٖ مُبَادِرًا اِلٰی دَارِ الْخِلَافَۃِ ثُمَّ رَجَعَ مُسْتَعْجِلًا وَمَعَہٗ خَمْسَۃٌ مِنْ خَدَمِہٖ کُلُّھُمْ مِنْ ثِقَاتِہٖ وَخَاصَّتِہٖ فِیْھِمْ نِحْرِیْرٌ اور وہ امور یہ ہیں کہ جب حضرت علیل و بیمار ہوے تو معتمد عباسی نے میرے باپ کے پاس کہلا بھیجا کہ ابن الرضاؑ ابو محمدؑ علیل ہوے ہیں احمد کہتا ہی یہ سنتے ہی میرا باپ فوراً سوار ہوکر طرف دار الخلافہ کے روانہ ہوا بعد اسکے فوراً واپس آیا اور اُسکے ہمراہ پانچ آدمی معتمدان و مقربان خاص حاکم سے بھی تھے انمیں نحریر خادم خاص اور مقرب اُسکا بھی تھا فَاَمَرَھُمْ بِلُزُوْمِ دَارِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَبَعَثَ اِلٰی نَفَرٍ مِّنَ الْمُطَبِّبِیْنَ فَاَمَرَھُمْ بِالْاِخْتِلَافِ اِلَیْہِ وَتَعَاھُدِہٖ صَبَاحًا وَّمَسَاءً

پس میرے باپ نے اُن پانچ آدمیوں کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی
خدمت کے لیے مقرر و معین کیا اور چند طبیب طلب کرکے اُنکو حکم دیا کہ تم لوگ
ہر شام و صبح حضرت کے علاج میں مستعد و سرگرم رہو فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ
بِیَوْمَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃٍ اُخْبِرَ اَنَّہٗ قَدْ ضَعُفَ فَاَمَرَ الْمُتَطَبِّبِیْنَ بِلُزُوْمِ دَارِہٖ
وَبَعَثَ اِلٰی قَاضِی الْقُضَاۃِ فَاَحْضَرَہٗ وَاَجْلَسَہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّخْتَارَ
مِنْ اَصْحَابِہٖ عَشَرَۃً مِمَّنْ یُوْثَقُ بِہٖ فِیْ دِیْنِہٖ وَاَمَانَتِہٖ وَوَرَعِہٖ
فَاَحْضَرَهُمْ فَبَعَثَ بِهِمْ اِلٰی دَارِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَمَرَهُمْ
بِلُزُوْمِہٖ لَیْلًا وَّنَهَارًا پس بعد دو یا تین روز کے خبر آئی کہ اب اُن
حضرت پر بہت ضعف طاری ہوا ہی تو پندرھویں حاکم معتمد عباسی نے
حکیموں کو حکم دیا کہ ہر وقت اُن حضرت کی خدمت میں حاضر رہیں اور
قاضی القضات کو طلب کیا جب وہ آیا تو اُسکو اپنے پاس بٹھا کر حکم دیا کہ
اپنے اصحاب و رفقا میں سے دس آدمی جو امین و متدین ہوں انتخاب
کرکے اپنے ہمراہ لیکر شب و روز حضرت کے دولت خانہ پر حاضر رہو
حضرات تصور کیجیے کہ یہ تدبیریں کسلیے تھیں آدآہ یہ اسواسطے تھیں کہ
لوگوں پر ظاہر ہو کہ معتمد عباسی کو حضرت سے محبت و اُلفت ہی اور زہر
دینا ثابت ہو فَلَمْ یَزَالُوْا هُنَاكَ حَتّٰی تُوُفِّیَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَصَارَتْ
سُرَّ مَنْ رَّاٰی ضَجَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ السُّلْطَانُ اِلٰی دَارِہٖ
مَنْ فَتَّشَهَا وَفَتَّشَ حُجَرَهَا وَخَتَمَ عَلٰی جَمِیْعِ مَا فِیْهَا پس وہ سب
لوگ اُن حضرت کی خدمت میں حاضر رہے یہانتک کہ اُس جناب نے

رحلت فرمائی جب یہ خبر سرمن رائے میں مشہور ہوئی تو یکایک شور عظیم برپا ہوا اور
صدائے نوحہ و بکا بلند ہوئی اور لوگ ایک آواز ہو کر زار زار رونے لگے
یہ سنکر معتمد عباسی حاکم نے چند ملازموں کو مامور کیا وہ اشقیا فوراً حضرت کے
دولتسرا پر آئے اور حجرہ میں تلاشی لی اور دروازوں کو مقفل کرکے اسباب پر
مہر کر دی وَطَلَبُوا اَثَرَ وَلَدِہٖ وَجَاؤُا بِنِسَاءٍ یَعْرِفْنَ الْحَمْلَ فَدَخَلْنَ اِلٰی
جَوَارِیْہِ یَنْظُرْنَ اِلَیْہِنَّ فَذَکَرَ بَعْضُہُنَّ اِنَّ ہُنَالِکَ جَارِیَۃً بِہَا حَمْلٌ
فَجُعِلَتْ فِیْ حُجْرَۃٍ وَوُکِّلَ نِحْرِیْرُ الْخَادِمُ وَاَصْحَابُہٗ وَنِسْوَۃٌ مَعَہُمْ
اور اُن حضرت کے فرزند کو تلاش کرنے لگے اسلیے کہ سن چکے تھے کہ ایک فرزند
اُس جناب کا مالک زمین و زمان ہوگا اور جابر و ظالموں کو ہلاک کریگا
پس اُن عورتوں کو لائے جو اپنے فن میں کامل تھیں اور حمل کو پہچانتی تھیں
پس وہ سب قابلہ حرم سرا میں داخل ہوئیں اور حضرت کی کنیزوں کے
پاس گئیں پس ایک دایہ نے باہر آکے بیان کیا کہ ایک کنیز میں جسکا نام صیقل ہے
اثر حمل کا پایا جاتا ہے اسوجہ سے وہ ستم رسیدہ ایک حجرہ میں بند کی گئی اور
نحریر خادم مع اسکے ہمراہیوں اور چند عورتوں کے وہاں بطور حراست
و نگہبانی کے گرد اس حجرہ کے مقرر و معین کیے گئے قَالَ ثُمَّ اَخَذُوْا بَعْدَ
ذٰلِکَ تَہْیِئَۃً وَعُطِّلَتِ الْاَسْوَاقُ وَرَکِبَتْ بَنُوْ ہَاشِمٍ وَالْقُوَّادُ
اِلَی وَسَائِرُ النَّاسِ اِلٰی جَنَازَتِہٖ فَکَانَتْ سُرَّمَنْ رَأٰی یَوْمَئِذٍ
شَبِیْہًا بِالْقِیٰمَۃِ احمد کہتا ہے کہ بعد اسکے لوگ حضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف
ہوئے اور تہیۂ غسل و کفن و دفن کا کیا اور سب بازار شہر کے بند ہوئے

اور سب بنی ہاشم اور اُمرا اور رؤسا اور سب شرفا و نجبا اُن حضرت کے
جنازہ کے ہمراہ تھے پس اُس روز شدت گریہ و بکا اور نوحہ و بین سے سُر من
رائے مین گویا قیامت بپا تھی کیون مومنین اگر مظلوم کربلا اپنے وطن شہر
مدینہ مین شہید ہوتے تو ضرور اُن حضرت کے جنازہ کے ہمراہ بھی بنی ہاشم اور
شرفا و نجبا اور اہل شہر ہوتے اور کس اہتمام کے ساتھ جنازہ اُٹھاتے اور پاس
اُن حضرت کے جد امجد رسول مختار یا برادر عالی وقار کے دفن کرتے آہ آہ
وہ جناب صحرائے کربلا مین غریب الوطن تشنہ لب ذبح ہوئے اور لاش اطہر
تین روز تک حرارت آفتاب مین خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی
رہی اور کوئی شخص اہل کوفہ و شام سے متوجہ طرف تجہیز و تکفین کے نہوا نہ
غسل دیا گیا نہ کفن پہنایا گیا نہ جنازہ اُٹھایا گیا ہائے افسوس عوض اسکے ا[illegible]
لوٹ لیا کوئی کرتہ لیگیا کوئی عمامہ لیگیا کسی نے عبا اُتار لی آہ خاک صحرا اُڑ کر
لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی قال فلما فرغوا من تہیتہ بعث السلطان الی
ابی عیسی بن المتوکل فامرہ بالصلوۃ فلما وضعت الجنازۃ للصلوۃ
علیہ دنی ابو عیسی منہ فکشف عن وجہہ فعرضہ علی بنی هاشم
من العلویۃ والعباسیۃ والقواد والکتاب والقضاۃ والمعدلین
غرضکہ احمد کہتا ہے کہ پس جب امام حسن عسکری کے غسل و کفن سے فراغت ہوئی
تو حاکم نے ابو عیسی بن متوکل کو کہلا بھیجا کہ حضرت کے جنازہ پر نماز پڑھے
جب جنازہ واسطے نماز کے زمین پر رکھا گیا تو ابو عیسی آگے بڑھا اور اُ[illegible]
حضرت کے روئے انور سے کفن اُٹھا کر سب بنی ہاشم علویہ اور عباسیہ او[illegible]

امرا اور رؤسا اور سب قاضی و منشی اور شرفا و نجبا اور ارکان دولت اور اعیان سلطنت کو جو وہان حاضر تھے دکھا دیا وَقَالَ هٰذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَاءِ مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهٖ عَلٰى فِرَاشِهٖ حَضَرَهٗ مَنْ حَضَرَهٗ مِنْ خَدَمِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَثِقَاتِهٖ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَمِنَ الْقُضَاةِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَمِنَ الْمُتَطَبِّبِيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ اور ابو عیسی نے حاکم وقت کی رفع بدنامی کی یہ تدبیر کی کہ سب حاضرین سے کہنے لگا کہ دیکھو یہ حسن بن علی بن محمد فرزند امام رضا ہیں کہ اپنے فرش خواب پر اپنی قضا سے رحلت کی ہے اور کسی نے کچھ آسیب و ضرر نہیں پہونچایا ہے انکی بیماری مین فلان فلان شخص جو خلیفہ وقت کے نزدیک معتبر اور ثقہ ہین موجود تھے اور فلان فلان قاضی و عالم اور فلان فلان حکیم و طبیب بھی انکی خدمت مین حاضر تھے انسے دریافت کر و ثُمَّ غَطّٰى وَجْهَهٗ وَاَمَرَ بِحَمْلِهٖ فَحُمِلَ مِنْ وَسَطِ دَارِهٖ وَدُفِنَ فِي الْبَيْتِ الَّذِيْ دُفِنَ فِيْهِ اَبُوْهُ پس جب سب حاضرین دیکھ چکے تو روے انور اُن حضرت کا کفن سے چھپا دیا پس ابو عیسی نے حکم دیا کہ اب جنازہ اُٹھاؤ پس جنازہ صحن سے اُٹھا کر اُن حضرت کے دولتسرا مین اُس حجرۂ خاص مین لیگئے جہان اُس جناب کے پدر بزرگوار دفن ہین اُسی جگہ دفن کیا فَلَمَّا دُفِنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَذَ السُّلْطَانُ وَالنَّاسُ فِيْ طَلَبِ وَلَدِهٖ وَكَثُرَ التَّفْتِيْشُ فِي الْمَنَازِلِ وَالدُّوْرِ وَتَوَقَّفُوْا عَنْ قِسْمَةِ مِيْرَاثِهٖ الخ جب وہ حضرت دفن ہو چکے تو حاکم وقت اور اُسکے ملازمین سب حضرت کے فرزند حضرت صاحب الامر کی تلاش مین جستجو کرنے لگے

اور ہر ایک منزل و مکان میں اُن حضرت کو تلاش کیا اور چند روز تقسیم میراث
میں بھی توقف کیا ولم یزل الذین وکّلوا بحفظ الجاریة التی توهّم
علیها الحمل لازمین حتّی تبیّن بطلان الحمل فلما بطل الحمل عنها
قُسِمَ میراثه بین امّه واخیه جعفر وادّعت له وصیّة وثبت ذالک
عند القاضی والسلطان علی ذالک یطلب اثر ولده اور جو لوگ
کہ حراست و حفاظت جاریہ کے واسطے مقرر و معین ہوئے تھے وہ لوگ برابر
اُس کنیز کی حفاظت میں مصروف رہے جب گمان حمل کا تھا یہانتک کہ حمل کا
نہونا ثابت ہوا پس جب حمل ثابت نہوا تو میراث و ترکہ اُن حضرت کا اُس
جناب کی والدہ ماجدہ اور بھائی جعفر پر تقسیم کر دیا اور حضرت کی والدہ
ماجدہ نے وصیت کا دعوے کیا اور قاضی کے نزدیک ثبوت بھی ہوا اور
حاکم وقت اسوجہ سے بھی اُن حضرت کے فرزند کی تلاش میں رہا قال فجاء
جعفر بعد ذالک الی ابی فقال اجعل لی مرتبة اخی واوصل الیک
فی کل سنة عشرین الف دینار فزجره ابی واسمعه وقال له
یا احمق السلطان جرّد السیف فی الذین زعموا ان اباک واخاک
ائمة لیردّهم عن ذالک فلم یتهیّأ له ذالک احمد کہتا ہے کہ بعد اسکے
ایک روز جعفر میرے باپ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تو مجھے میرے بھائی کے
منصب پر نصب کرے تو تمکو ہر سال بیس ہزار دینار دیا کرونگا پس یہ سنکر
میرے باپ نے اُسکو زجر و توبیخ کی اور میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے نادان
جو لوگ تمہارے باپ اور بھائی کو امام و پیشوا اپنا جانتے ہیں اُنکے قتل

کرنے کے واسطے خلیفہ ہمیشہ تلوار کھینچے ہوئے رہا کہ انکو اس اعتقاد سے باز رکھے
مگر اسکو یہ ممکن نہوا فَاِنْ کُنْتَ عِنْدَ شِیْعَۃِ اَبِیْکَ وَاَخِیْکَ اِمَامًا
فَلَا حَاجَۃَ بِکَ اِلَی السُّلْطَانِ یُرَتِّبُکَ مَرَاتِبَھَا وَلَا غَیْرِہٖ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ
عِنْدَھُمْ بِھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃِ لَمْ تَنَلْھَا بِنَا وَاسْتَقَلَّہٗ اَبِیْ عِنْدَ ذٰلِکَ
وَاسْتَضْعَفَہٗ وَاَمَرَ اَنْ یُحْجَبَ عَنْہُ پس اگر تو اپنے باپ اور بھائی کے
شیعوں کے نزدیک قابل ولائق منصب امامت ہی تو حاکم اور غیر حاکم کی
کچھ حاجت نہیں ہی کہ جو تمکو اس منصب پر سرفراز کرے اور اگر انکے نزدیک
قابل ولائق امامت کے نہیں ہی تو ہماری اعانت سے اس مرتبہ کو تم حاصل
نہیں کر سکتے ہو پس اس روز سے میرے باپ نے اسکو حقیر و ذلیل تصور
کرکے دربانوں سے کہا کہ اب کبھی انکو میرے پاس نہ آنے دینا واضح
حضرات شرائط امامت میں حق الیقین میں یوں منقول ہی کہ امامت
میں تین شرطیں ہیں اول امام افضل ہو تمام امت سے سب باتوں میں
خصوصًا علم میں کہ آیات قرآن واحادیث سے ثابت ہی دوم عصمت ہے
اور اجماع علمائے امامیہ ہی اس بات پر کہ امام مثل نبی کے معصوم ہی ابتدائے
عمر سے آخر عمر تک تمام گناہان کبیرہ و صغیرہ سے سوم امام کا ہاشمی ہونا
ہی اور بعض علما نے آٹھ شرطیں لکھی ہیں مثل اسکے کہ شجاعت رکھتا ہو اور صفات
کمال رکھتا ہو مثل سخاوت و مروت وغیرہ کے اور عیوب سے پاک ہو
اور قرب و منزلت نزدیک خدا کے زائد ہو اور زہد اور تقوے وعبادت
اور اطاعت اسکی سب سے زیادہ ہو اور صاحب اعجاز و کرامت ہو

اور امامت اُنکی عام ہوا اور اُنہین منحصر ہو وَفِی رِوَایَةٍ اُخْرٰی عَنْ اَبِیْ
هَاشِمٍ اَنَّهٗ قَالَ وَخَلَفَ وَلَدُهٗ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ لِدَوْلَةِ الْحَقِّ
وَكَانَ قَدْ اَخْفٰى مَوْلِدَهٗ لِشِدَّةِ طَلَبِ سُلْطَانِ الْوَقْتِ لَهٗ وَاجْتِهَادِهٖ
فِي الْبَحْثِ عَنْهُ وَعَنْ اَمْرِهٖ فَلَمْ يَرَهٗ اِلَّا الْخَوَاصُّ مِنْ شِيْعَتِهِ الْعِزِّ
دوسری روایت مین ابو ہاشم سے یون منقول ہی کہ بعد حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام کے فرزند اُن حضرت کے حجت خدا صاحب العصر ہین
اور اُس جناب کے قائم مقام اور وصی و جانشین اور ہادی اور منتظر
وامام بحق ہین چونکہ حاکم وقت کو احادیث و اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ امام
ثانی عشر مالک شرق و غرب عالم ہونگے اور زمانے کو کفر و نفاق سے
پاک و صاف فرماوینگے اور دنیا مین کوئی ظالم و جابر ایسا باقی نہ رہیگا جو
اُن حضرت کی تلوار آبدار سے قتل نہوا سوجہ سے وہ ہمیشہ اُن حضرت کی
ولادت باسعادت کا تفحص کرتا تھا اور جستجو اور تلاش مین رہتا تھا اِسی
خیال سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند کی ولادت
باسعادت کو بہت مخفی و پوشیدہ رکھا اور سوائے شیعیان خاص و دوستان
خالص کے اور لوگ اُن حضرت کی زیارت سے مشرف نہوئے اور ابوالادیان
سے منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ جسروز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے
رحلت فرمائی تو دیکھا مین نے کہ بھائی اُن حضرت کا جعفر در دولت پر
اُس جناب کے بیٹھا ہی اور شیعہ گرد اُسکے جمع ہین اور تعزیت و ماتم پرسا
دیتے ہین پس بعد تھوڑی دیر کے خادم نے کہا کہ آپکے بھائی کو کفن پہنا چکے ہین

چاہکر نماز پڑھے یہ سنکر وہ کھڑے ہوے اور سب شیعہ بھی اُٹھے پس جعفر سب کے
آگے کھڑے ہوے کہ یکایک ایک صاحبزادہ کم سن باحسن وجمال گندم گون
پیچیدہ مو کشادہ دندان حجرہ سے باہر تشریف لایا اور جعفر کو پیچھے ہٹا کر فرمایا
کہ ای چچا مین اپنے پدر بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھنے کا آپ سے زیادہ مستحق ہون
اور سب کے آگے کھڑے ہوکر اُس صاحبزادہ نے نماز جنازہ پڑھی بعد اُسکے نظر سے
غائب ہوے پس بنابر اتمام حجت کے حاجز نے باہر آکر جعفر سے پوچھا کہ یہ صاحبزادہ
کون تھا اُسنے کہا مین نے اُس طفل کو نہین دیکھا ہی حضرات کو اُس صاحبزادہ
یتیم کے اعدا درپے اذیت تھے اور جستجو در تلاش کرتے تھے کہ تا قتل کرین اور
وہ جناب غائب رہتے تھے مگر قریب دفن اپنے پدر مسموم کے تشریف لائے
اور نماز جنازہ پڑھی اور پھر نظر سے غائب ہوسے آہ افسوس ہزار افسوس
مظلومی وبیکسی پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بیمار کربلا کے کہ اُس
یتیم کو بعد شہادت اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اعدا نے طوق
وزنجیر مین جکڑ دیا اور اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے پدر مذبوح کو نماز جنازہ پڑھکے
دفن کرتے بلکہ کمال ظلم وستم شتر بے فرش پر سوار کیا اور پاہاے اطہر شکم شتر سے
باندھ دیے اور اسیطرح طرف کوفہ کے لیچلے آہ آہ کسی نے تعزیت وماتم پرسا
بھی نہ دیا بلکہ عوض اُسکے اعدا تازیانہ مارتے تھے اور اہل بیت اُن حضرت کے
یہ ظلم وستم دیکھکر زار زار روتے تھے اور فریاد کرتے تھے ہاے افسوس کوئی
اُنکی فریاد رسی نہ کرتا تھا چنانچہ اُسوقت کے حال مین تاریخ واقدی
اور اعثم کوفی مین یون منقول ہی کہ اہل بیت اُن حضرت کے اور دختران

رسول خدا م لاچار ہوکر طرف نجف اور مدینہ کے متوجہ ہوکر فریاد کرتی تھین
یا رسولَ اللهِ یا علیَّ المرتضیٰ یا فاطمةَ الزّهراءِ یا حسنَ المجتبیٰ اُنظروا
اِلینا وانصرونا ای فریادرس بیکسان یا رسول اللہ ای علی مرتضیٰ ای
فاطمۂ زہرا اور ای حسن مجتبیٰ ؑ ہمارے حال تباہی کو ملاحظہ فرما کر اسوقت
بیکسی مین نصرت و مدد کیجیے ہائے افسوس کیا وقت بیکسی تھا اہل بیت
رسالت پر جو اپنے آبا کو فریاد کرتے تھے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و سوم

فِی الکافِی وَغیرِهٖ اَنّهٗ وُلِدَ صاحبُ العصرِ وَالزّمانِ عَجّلَ اللهُ فرجه
فِی النِّصفِ مِن شعبانَ سنةَ خمسٍ وخمسینَ ومائتینِ مِنَ الهجرةِ
کافی وغیرہ مین منقول ہی کہ ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر و
الزمان خلیفۃ الرحمان علیہ صلوات اللہ الملک المنان پندرھوین ماہ
شعبان ۲۵۵ھ دو سو پچپن ہجری مین واقع ہوئی اور وہ جناب ختنہ کردہ
اور ناف بریدہ سُرّ من رای مین پیدا ہوے اُسیوقت قبلہ کیطرف متوجہ
ہوکر سجدہ کیا اور انگشتہاے شہادت اُٹھا کر فرمایا اَشهدُ اَن لا اِلٰهَ
اِلّا اللهُ وَاَنَّ جَدّی رسولُ اللهِ وَاَنَّ اَبی اَمیرُ المؤمنینَ ع
پس اسیطرح سے اپنے سب آبا رکرام ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کا اسم اقدس
زبان اطہر پر جاری فرمایا اور شہادت وگواہی ادا کی بعد اسکے دعا
فرمائی کہ یا رب الٰہا میرے وعدہ کو وفا فرما اور میری خلافت کو پورا کر اور
میرے قدم کو مستحکم و استوار کر اور میرے ہاتھون سے روے زمین کو

عدل و انصاف سے بھر دے جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہین کہ اُن حضرت کے
بازوے راست پر لکھا ہوا تھا جَآءَ الحَقُّ وَ زَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ
زَهُوقًا یعنی حق موجود ہوا اور باطل نیست و نابود ہوا تحقیق کہ باطل نابود ہونے
والا ہی یہن ولادت باسعادت اُن حضرت کی مانند حضرت ابراہیم خلیل اللہ
اور حضرت موسی کلیم اللہ علیہما السلام کے معاندین اور حاسدین سے مخفی
و پوشیدہ رہی کُنِیَ اَبُو القَاسِمِ وَلُقِّبَ بِالخَلَفِ الصَّالِحِ وَالحُجَّۃِ
وَالمُنتَظَرِ وَالقَائِمِ وَالمَهدِیِّ وَصَاحِبِ الزَّمَانِ وَعَلَّمَہُ اللہُ
الحِکمَۃَ وَفَصلَ الخِطَابِ فِی الطُّفُولِیَّۃِ کَمَا اٰتَاهَا یَحیٰی وَجَعَلَہُ اِمَامًا
فِی المَهدِ کَمَا جَعَلَ عِیسٰی نَبِیًّا اور اُن حضرت کی کنیت ابو القاسم ہے
اور القاب اُس جناب کے خلف صالح اور حجت خدا اور منتظر اور قائم
اور مہدی اور صاحب الزمان ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اُن حضرت کو
علم و حکمت اور امتیاز حق و باطل کا اپنی قدرت کاملہ سے تعلیم کیا جیسے حضرت
یحییٰ علیہ السلام کو عالم طفلی مین ان سب امور سے ماہر کیا تھا اور خداوند عالم
نے اُن حضرت کو گہوارے ہی مین امام کیا جسطرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
صغر سن مین نبوت عطا فرمائی تھی کیونکہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
نے رحلت فرمائی تو اُسوقت سن شریف حضرت صاحب العصر کا دو برس کا
تھا اور بقولے چار برس اور بروایتے پانچ یا چھ برس کا تھا اور مادر گرامی
اُن حضرت کی شاہزادی روم کی تھین کہ نام اُن کا نرجس و [illegible] کا جناب نرجس
خاتون ہی اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ زمانہ غیبت صغری

ان حضرت کا تقریبا چوہتر برس تھا اسی زمانہ مین حضرت کے نائب و سفیر
تھے جو مومنین کے عرائض اور مال خمس ان حضرت کی خدمت بابرکت مین
پہونچاتے تھے اور ان حضرت کے فرمان واجب الاذعان سے فقرا و مساکین
شیعہ کو پہونچاتے تھے بلکہ اسمین سے انکا وظیفہ مقرر و معین کر دیا تھا ان سب
نائبون کے ہاتھ سے برکت ان حضرت کے معجزات عظیم ظاہر ہوے ہین چار سفیر
ان حضرت کے مشہور و معروف تر ہین عثمان بن سعید علیہ الرحمہ کہ حضرت
امام علی النقی اور حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام نے انکے عادل ہونے کی
تصریح فرمائی تھی بعد انکے فرزند انکے ابوجعفر محمد علیہ الرحمہ سفیر ہوے بعد انکے
ابوالقاسم حسین بن روح علیہ الرحمہ انکے قائم مقام ہوے بعد انکے شیخ جلیل علی
بن محمد سمری علیہ الرحمہ نائب و سفیر ان حضرت کے ہوے انھون نے پندرھوین
ماہ شعبان سنہ ۳۲۹ تین سو انتیس ہجری مین رحلت فرمائی اور اسی سال علمائے
دین سے شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اور علی بن بابویہ علیہما الرحمہ نے بھی
انتقال فرمایا اور غیبت کبرے شروع ہوئی چنانچہ علی بن بابویہ اور شیخ طوسی
علیہما الرحمہ نے حسن بن احمد سے روایت کی کہ کہا اسنے کہ جس سال علی بن محمد
سمری رحمہ اللہ رحمت الہی سے ملحق ہوے تو ہم بغداد مین تھے انکے انتقال کے
چند روز قبل ہم لوگ انکی خدمت مین حاضر ہوے تو انھون نے حضرت صاحب
الامر علیہ السلام کا ایک فرمان نکالا کہ اسمین یہ تحریر تھا بسم اللہ الرحمن
الرحیم ای علی بن محمد سمری تیرے ماتم و عزا مین حق سبحانہ تعالی تیرے
بھائیون کو اجر عظیم عطا فرمائے بعد چھ روز کے تو دنیا سے مفارقت کریگا

اپنے امور کی درستی کرے اور بعد اپنے کسیکو اپنا وصی و قائم مقام نہ کرنا کہ
اب غیبت تامہ واقع ہوئی اور اب ہم کسی پر ظاہر نہ ہونگے جبتک کہ حکم حق سبحانہ
تعالی کا نہو اور ظہور ہمارا واجب ہوگا کہ مدت غیبت طولانی ہو جائیگی اور لوگوں کے
دل سخت ہو جائینگے اور زمین ظلم و جور سے پر ہو جائیگی بعد اسکے کچھ لوگ میرے
دیکھنے کا دعوی کرینگے اور جو لوگ قبل خروج سفیانی اور آواز آسمانی کے
میرے دیکھنے کا دعوی کریں وہ کاذب و مفتری ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پس حسن بن احمد کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس فرمان
کی ایک ایک نقل لیکر چلے آئے اور روز ششم پھر انکی خدمت میں حاضر
ہوئے تو اسوقت ہم نے علی بن محمد سمری علیہ الرحمہ کو حالت احتضار میں پایا
پس ایک شخص نے انسے سوال کیا کہ آپکے بعد وصی و قائم مقام آپکا کون ہوگا
فرمایا حق سبحانہ تعالی کی ایک مصلحت و حکمت ہے وہ پوری ہوگی یہ غیبت
کبری ہے یہ کہکر طرف عالم قدس کے رحلت فرمائی اور یہ چاروں [illegible]
کمیل اور قنبر علیہم الرحمہ بغداد میں مدفون ہیں آخر حضرات [illegible] قطب راوندی
علیہ الرحمہ اور حق الیقین میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے رشیق سے روایت
کی ہے وہ کہتا ہے کہ معتضد یعنی معتضد باللہ عباسی نے دو آدمی اپنے
خواص سے میرے ہمراہ طرف سامرہ کے روانہ کیے اور حکم دیا کہ حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان میں جا کر دیکھو اور جسے وہاں پاؤ
اسکا سر کاٹ کر میرے پاس لے آؤ پس جب ہم سامرہ میں پہونچے تو
ان حضرت کے مکان میں داخل ہو کر حجرۂ خاص کا پردہ اٹھایا تو دیکھا

اندر ایک دریائے عظیم نظر آیا اور دیکھا کہ اُس حجرہ کے دوسری طرف اُس دریا کے
بیچ میں ہی ایک بزرگوار عبادت خدا میں مصروف ہیں پس احمد بن عبد اللہ
نے اندر جانے کے واسطے قدم بڑھایا دیکھا میں نے کہ قریب تھا کہ وہ غرق
ہو جائے پس میں نے اُسکو مضطر دیکھکر اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُسکو اپنی
طرف کھینچ لیا اور وہ حجرہ کے باہر آنے کے بیہوش ہوگیا جب اُسے افاقہ
ہوا تو دوسرے شخص نے اندر جانے کا ارادہ کیا اُس پر بھی وہی ماجرا گذرا
یہ حال دیکھکر میں نے اُس بزرگوار کی خدمت میں بہت عذر و معذرت
اور توبہ کی لیکن وہ جناب ملتفت نہوے اور ہم لوگ خائف و ترسان
اُسی شب کو معتضد کے پاس واپس آئے اور سب ماجرا بیان کیا یہ سنکر وہ بعد
بتاکید کہنے لگا کہ خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا ہمنے کہا بہتر ہم کسی سے بیان نکرینگے
ہمسے اُسنے کہا قسم بخدا اگر میں نے سنا کہ ایک حرف بھی اس حال کا کسی سے
بیان کیا تو میں تم سبکو بعذاب شدید قتل کرونگا پس جبتک وہ شقی
زندہ رہا اُسوقت تک ہم کسی سے یہ راز بیان نکرسکے اور ابن بابویہ
علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ کوفی نے اُن لوگون کا شمار
کیا ہے کہ جو حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو چکے
ہیں یا اُن حضرت کا کوئی معجزہ دیکھ چکے ہیں وہ ساٹھ آدمیون سے زائد
ہیں اور کتب معجزات میں ستر سے زیادہ ہیں اور وہ مختلف شہرون کے
لوگ ہیں اور اکثر ثقہ اور معتمد ہیں اور کافی میں زرارہ سے منقول ہے وہ
کہتا ہے کہ فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ اے زرارہ ہمارے

فرزند منتظر کی پیدائش میں لوگ شک و شبہ کرینگے کوئی بیان کریگا کہ انکے پدر بزرگوار نے لاولد رحلت فرمائی اور کوئی حمل کا قائل ہوگا اور بعضے کا یہ اعتقاد ہوگا کہ وہ برس قبل انتقال اپنے پدر بزرگوار کے پیدا ہوئے حضرات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک سب حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ولادت باسعادت اور طول غیبت اُن حضرت کی خبر دیئے گئے ہیں اور اکثر احادیث میں غیبت صغریٰ و کبریٰ کی تفصیل وارد ہوئی ہے کتب فریقین میں برابر لکھا ہے صرف طول حیات پر استبعاد کرنا محض بیجا ہے اسلیے کہ حضرت الیاس اور حضرت ادریس اور حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا طول حیات اُن حضرت سے بہت زائد ہے علاوہ اسکے حضرت نوح علیہ السلام کی حیات ہزار برس سے زیادہ اور بقولے دو ہزار پچاس برس ہوئی ہے اور حضرت لقمان علیہ السلام کی حیات تین ہزار برس تک مشہور ہے طرفہ تر یہ ہے کہ شیطان اور دجال کے طول حیات سے تو تعجب نہو اور حجت خدا کے طول حیات کا استبعاد ہو پس ظاہر ہے کہ یہ محض دشمنان اہل بیت رسالت کی نافہمی اور تعصب ہے حالانکہ خبر ولادت باسعادت اُن حضرت کی کتب اہل سنت سے مثل فصول مہمہ وغیرہ کے صاف ظاہر ہے و در ینابیع عن جابر الانصاری انہ قال سئل النبی صلعم ھل ینتفع الشیعۃ بالقائم فی غیبتہ اور حدیقۃ الواعظین میں جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ خدمت باسعادت

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ مین عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آیا
زمانۂ غیبت حضرت قائم علیہ السلام مین شیعہ اُس جناب سے نفع پائینگے
فَقَالَ اِیْ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالنُّبُوَّۃِ اِنَّھُمْ لَیَنْتَفِعُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَضِیْئُوْنَ
بِنُوْرِ وِلَایَتِہٖ فِیْ غَیْبَتِہٖ کَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَاِنْ جَلَّلَھَا
السَّحَابُ پس فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ہان قسم ہے
اُس خداوند جلیل کی جسنے مجھے بحق وراستی مبعوث بہ نبوت ورسالت
کیا بتحقیق کہ شیعہ ہمارے اُس فرزند سے منتفع ہونگے اور اُنکے نور ولایت
وامامت سے اُنکے زمانۂ غیبت مین مستنیر ومستفیض ہونگے جیسے خلائق
آفتاب سے مستفیض وفائدہ مند ہوتے ہین اگرچہ آفتاب ابر وسحاب
مین مستور ہو حضرات اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُس خورشید امامت کو آفتاب عالمتاب سے
تشبیہ دی ہے پس وجود اور فوائد آفتاب کے اظہر من الشمس ہین عمدہ یہ
کہ جس روز آفتاب ابر وسحاب مین غائب ہوتا ہے تو ماہتاب اُس سے
مستنیر ومستفیض ہوتا ہے اسیطرح سے قلوب مومنین کے بھی نور ولایت
امام غائب صاحب العصر علیہ السلام سے مستفیض ومستفید اور روشن تر
ہوگئے ہین اور علاوہ اسکے جس دن آفتاب ابر وسحاب مین مخفی وپوشیدہ
رہتا ہے اُس دن کو بھی دن کہتے ہین کوئی رات نہین کہتا ہے اسیطرح
غیبت امام مین زمانۂ غیبت ہے بہر حال امام زمان حجت خدا بمصلحت
وحکمت اور حکم عالم الغیب سے غائب ہین اور مثال اُن حضرت کی

بلاشبہ مثال آفتاب کی ہی کہ کبھی نکلتا ہی اور کبھی سحاب و ابر میں چھپ جاتا ہی
باوجود اسکے خلائق اُسکے نور سے منتفع ہوتے ہیں پس اسیطرح وجود ذیجود
حجت خدا اور امام زمان لنگر زمین و آسمان سے بندگان خدا نفع پاتے ہیں
جیسا کہ تحفہ احمدیہ میں منقول ہی کہ ان حضرت کے قدم اقدس کی برکت و
طفیل سے انواع و اقسام کی بلائیں دفع ہوتی ہیں اور عاصیوں پر عذاب
نازل نہیں ہوتا ہی اور مومنین اُن حضرت کے انتظار میں ثواب پاتے
ہیں اور منکرین کے قلوب و ایمان کا امتحان ہوتا ہی اور وہ مستحق نار
ہوتے جاتے ہیں اور اُن حضرت کی برکت سے زمین پر باران برستا ہی
اور زمین سے دانہ روئیدہ ہوتا ہی اور برکتیں زمین پر نازل ہوتی ہیں
اور خلائق رزق پاتے ہیں اور آسمان و زمین قائم و ثابت ہیں اور
دنیا و مافیہا باقی ہی جیسا کہ ان فقرات دعاے عدیلہ سے بھی ظاہر ہی
بِبَقَائِهِ بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَبِيُمْنِهِ رُزِقَ الْوَرٰى وَبِوُجُودِهِ ثَبَتَتِ
الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ الخ شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے حضرت
صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جب
قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا زمانہ ظہور موفور السرور آئیگا تو ابتدا سے
ماہ جمادی الثانی سے دسوین ماہ رجب تک چالیس روز ایسی بارش
ہوگی کہ کسی نے کبھی نہ دیکھی ہوگی اور حق سبحانہ تعالیٰ اُس بارش سے
اموات مومنین کا گوشت روئیدہ فرمائیگا حضرت صادق علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ گویا میں اُن لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنے سروں سے

خاک قبر کی جھاڑتے ہوئے قبیلۂ جہینیہ کیطرف سے چلے آتے ہین اور زاد المعاد
وغیرہ مین منقول ہے کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام پچیسوین تاریخ ماہ
ذیقعدہ کو بروز نوروز یوم جمعہ ظہور فرمائینگے اور عمدہ علامات ظہور اُن
حضرت سے یہ ہے کہ جب اصلاب کفار سے سب مومنین جو پیدا ہونیوالے
ہین پیدا ہو چکین گے تب ظہور ہو فوراً اور اُن حضرت کا ہوگا اور انوار
مضیئہ مین منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگون نے سوال
کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا رجعت حق ہے اُن حضرت نے فرمایا ہان عرض
کیا سب سے پہلے کون رجعت کریگا فرمایا کہ بعد ظہور قائم آل محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ کے فرزند رسول الثقلین جد بزرگوار میرے حضرت امام حسین علیہ
السلام مع کل شہدائے کربلا کے رجعت فرمائینگے اور اُن حضرت کے ہمراہ
ستر پیغمبر ہونگے جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونگے پس
قائم آل محمد ص اپنی انگشتری اپنے جد بزرگوار کو سپرد کرکے دنیا سے رحلت
فرمائینگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے اُس فرزند کو غسل دینگے
اور کفن پہنائینگے اور حنوط کرینگے اور نماز جنازہ پڑھکے دفن فرمائینگے
حضرات سُنا آپنے کہ حجت خدا کو اُنکے جد بزرگوار تجہیز و تکفین فرماکے اور
نماز جنازہ پڑھکے دفن کرینگے چنانچہ صاحب العصر کو بھی
صدمۂ عظیم اسی امر کا مدت تک رہا کہ میرے جد امجد کئی دن تک خاک و خون
آلودہ رہے اور کسی نے دفن نہ کیا آہ آہ مظلوم کربلا غریب نینوائے
مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہدا علیہ السلام کا غسل خون

بدن سے ہوا اور خاک صحرا بجائے کفن کے ہوئی جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ سلام ہو اُس مظلوم و بیکس پر جو خاک و خون میں آغشتہ و غلطان ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَهْتُوكِ الْخِبَاءِ سلام ہو اُس صاحب عزت و غیرت پر جسکے خیمے لوٹے گئے اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْكِسَاءِ سلام ہو اُس سید جلیل پر جو خامس اصحاب کساء اور آل عبا ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو غریب الغربا ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَاءِ سلام ہو اُس مقتول و مذبوح پر جو بہتر و از شہدائے راہ خدا ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ سلام اُس غریب الوطن پر جسے اعدائے بظلم و ستم شہید کیا اَلسَّلَامُ عَلٰی سَاكِنِ كَرْبَلَاءَ سلام ہو اُس بزرگوار پر جو ساکن صحرائے کربلا ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَكَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ سلام ہو اُس مظلوم پر جس پر ملائکہ آسمان نے گریہ و بکا کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَجْسَادِ الْعَارِيَاتِ سلام ہو اُن جسمہائے طاہرہ پر جو بے لباس کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو اُن بدنہائے النور پر جو متغیر و لاغر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الدِّمَاءِ السَّائِلَاتِ سلام ہو اُن دماء طاہرہ پر جو راہ خدا میں جاری ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ سلام ہو اُن اعضائے نورانی پر جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُوْسِ الْمُشَالَاتِ سلام ہو اُن سرہائے اقدس پر جو نیزوں پر بلند کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں

اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں اَلسَّلَامُ عَلیٰ عَلِیِّ نِ الْکَبِیْرِ سلام ہو علی اکبر شبیہ پیغمبر پر جو پیاسے شہید ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَی الرَّضِیْعِ الصَّغِیْرِ سلام ہو علی اصغر شیر خوار پر جو تیر ستم سے تشنہ لب شہید ہوا کیونکر مومنین تصور کیجیے کہ اسوقت اُن حضرت کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوتا ہوگا جب یہ فقرات فرماتے ہونگے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّازِحِیْنَ عَنِ الْاَوْطَانِ سلام ہو اُن بزرگواروں پر جو اپنے وطنوں سے جدا کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِیْنَ بِلَا اَکْفَانٍ سلام ہو اُن شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُسِ الْمُتَفَرِّقَةِ عَنِ الْاَبْدَانِ سلام ہو اُن سرہائے اقدس پر جو اپنے بدنوں سے جدا رہے اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوْحِ مِنَ الْقَفَا سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو پس گردن سے ذبح کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی سلام ہو اُس مظلوم پر جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اُس غریب الوطن و مسافر پر جسکو اہل قریہ و دیہات نے رحم کھا کر دفن کیا الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و چہارم

رَوَی الْمَجْلِسِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ خَطَبَنَا ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ قَدْ اَقْبَلَ اِلَیْکُمْ شَهْرُ اللّٰهِ بِالْبَرَکَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ بحار الانوار مین علامہ مجلسی علیہ

الرحمہ نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ فرمایا اُن حضرت نے ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ
منبر پر تشریف فرما ہوے اور بعد حمد الٰہی کے ہم لوگون سے متوجہ ہوکر
فرمایا کہ اے گروہ اسلام تمھاری طرف رُخ کیا ہے ماہ مبارک خداے تعالے
نے ساتھ برکت و رحمت اور مغفرت کے اور اس ماہ متبرکہ مین تمھارے
واسطے درہاے جنت کشادہ ہین پس خداوند رحمان و رحیم سے سوال کرو
کہ اُن دروازون کو تمھارے لیے بند نہ کرے اور درہاے دوزخ بند
کیے گئے ہین پس خداوند غفار سے سوال کرو کہ اُنکو تمھارے لیے نہ کھولے
اور شیاطین اسیر و مقید کیے گئے ہین پس حق سبحانہ تعالے سے دعا کرو کہ
اُنکو تم پر مسلط نہ کرے واقعی مومنین ماہ رمضان عجب برکت کا مہینا
اہل اسلام کے لیے ہے کہ بروایت صاحب حدیقۃ الشیعہ بیسوین تاریخ
سنہ آٹھ ہجری مین فتح مکہ ہوئی اور جناب امیر ع نے بالون دوش نبی پر
رکھکے بتون کو توڑا مگر اسمین کئی مصیبت عظمی واقع ہوئی ہین اُنیسوین
تاریخ جناب امیر المومنین ع کے سر اقدس پر ضربت لگی اور شہادت
امام محمد تقی ع کی واقع ہوئی اور اکیسوین تاریخ حضرت موسیٰ اور
یوشع نے وفات پائی اور شہادت حضرت امیر المومنین ع اور امام
رضا ع کی واقع ہوئی ہے قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقُمْتُ
وَقُلْتُ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ص مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ
فَقَالَ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ الْوَرَعُ عَنْ

عَادِ مِراللہِ تو تکلے بکا شدیدا غرضکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام
فرماتے ہین کہ یہ سنکر مین کھڑا ہوا اور اُن حضرت کی خدمت بابرکت مین
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس ماہ مبارک مین بہترین اعمال کیا ہی اُن
حضرت نے فرمایا کہ ای ابوالحسن اس مہینے مین بہترین اعمال پرہیز کرنا ہی
اُن چیزون سے کہ جنکو حق سبحانہ تعالی نے حرام کیا ہی بعد اسکے وہ جناب
بشدت رونے لگے فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ مَا یُبْکِیْکَ فَقَالَ اَبْکِیْ
مَا یُسْتَحَلُّ مِنْکَ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ کَاَنِّیْ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ لِرَبِّکَ
وَقَدِ انْبَعَثَ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ شَقِیْقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ
ثَمُوْدَ فَضَرَبَکَ ضَرْبَۃً عَلٰی قَرْنِکَ فَخَضَبَ مِنْھَا لِحْیَتَکَ حضرت
فرماتے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسوقت آپ کیون روتے ہین
یہ سنکر فرمایا کہ ای علی سبب میرے رونے کا یہ ہی کہ اسوقت مجھے یاد آگیا کہ
بعد میرے اسی ماہ رمضان مین تم عبادت خدای تعالی مین مشغول
نماز ہوگے اور ایک شخص کہ شقی ترین اولین و آخرین اور ثانی پے کنندہ
ناقہ صالح ہوگا ایک ضربت شمشیر تمہارے سر اطہر پر لگائیگا پس بوجہ
اُس ضربت کے ریش نورانی تمہاری خون سر سے مخضب ہوگی چنانچہ ایک
روایت مین یون وارد ہوا ہی کہ وہ جناب ہمیشہ اُس دن سے اُسی خضاب کے
مشتاق رہے اور خضاب نہ کیا قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ ذٰلِکَ فِیْ سَلَامَۃٍ مِّنْ دِیْنِیْ قَالَ نَعَمْ
ثُمَّ قَالَ یَا عَلِیُّ مَنْ قَتَلَکَ فَقَدْ قَتَلَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَکَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ

وَمَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِي لِأَنَّكَ مِنِّي كَنَفْسِي رُوحُكَ مِنْ رُوحِي طِينَتُكَ مِنْ طِينَتِي خَلَقَنَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب یہ مصیبت مجھپر گذرے گی تو آیا دین میرا سالم رہیگا ان حضرت نے فرمایا ہان دین تمھارا سلامت ہوگا پھر فرمایا ای علی جو شخص تمکو قتل کرے گویا اسنے مجھے قتل کیا اور جو تمسے دشمنی رکھے اسنے مجھسے دشمنی رکھی اور جو لعین تمکو برا کہے اسنے مجھے برا کہا اسلیے کہ تم نزدیک میرے مانند میرے نفس کے ہو روح تمھاری میری روح و جان ہی اور طینت پاک تمھاری میری طینت سے ہی حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم دونون کو ایک نور سے پیدا کیا ہی حضرات سنا آپنے کہ جسوقت جناب رسول خداؐ کو حال ضربت جناب امیر المومنینؑ کا یاد آیا تو بیتاب ہوکر زار زار روئے اور فرمایا کہ ای علی یہ ریش نورانی تمھاری حالت نماز میں خون سے خضاب ہوگی یا رسول اللہ کہان تھے آپ اسوقت کہ جبکہ ابن ملجم شقی نے حالت نماز مین سر اقدس جناب امیر المومنینؑ پر تلوار زہر آلود لگا کر شق کیا اور تمام ریش اقدس خون سے خضاب ہوئی اسوقت شش جہت عالم مین تزلزل ہوا اسلیے کہ لنگر زمین و آسمان حجت خدا خاک و خون مین غلطان تھے آہ اگر جناب رسول خدا اسوقت ہوتے تو اس ضربت کو دیکھکر زار زار روتے اور سر اقدس کو رومال سے باندھ دیتے جسطرح غزوۂ احزاب جنگ خندق مین باندھا تھا افسوس آنحضرت زہرا سے جدا سے اطہر مسموم ہوئے جسکے

صدمہ سے شہید ہوئے اور حسنین الم میں ہوئے اور بعد شہادت کے بھی اعدانے روح
اقدس کو غم میں اُن حضرت کے فرزندون کے بیچین کر دیا آہ آہ بعض کو بظلم
وستم تشنہ لب قتل کیا اور بعض کو زہر دغا سے شہید کیا اور ایک جگہ دفن بھی نہوئے
رَوَى عَلِيُّ بْنُ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيُّ رَحِمَهُمُ اللهُ اِنَّ جَمِيعَ الْاَئِمَّةِ
خَرَجُوا مِنَ الدُّنْيَا عَلَى الشَّهَادَةِ اَمَّا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَتَلَهُ الْمُرَادِيُّ بْنُ مُلْجِمٍ ضَرَبَهُ ضَرْبَةً بِسَيْفٍ عَلَى رَاْسِهِ الشَّرِيفِ
وَهُوَ فِي مِحْرَابِهِ چنانچہ علی بن موسی بن بابویہ قمی علیہم الرحمہ نے روایت
کی ہے تحقیق کہ سب حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اس دار
دنیا سے شہید ہو کر راہی جنت ہوئے آہ امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام کو حالت نماز میں ابن ملجم مرادی شقی نے اپنی تلوار سے سر اقدس پر
ضربت لگائی کہ سر انور شق ہوا جسکے صدمہ سے رحلت فرمائی اور نجف
اشرف میں دفن ہوئے آہ اس مقام پر اور دو جوانان ہاشمی و علوی
یاد آگئے جنکے سر انور پر ضربت شدید لگی ہے ایک قمر بنی ہاشم جناب عباس
ہیں کہ روز عاشورا اعدا نے دونون ہاتھ قطع کیے اور سر انور گرز آہنی سے
شق کیا اور گھوڑے سے زمین گرم کربلا پر گرا دیا آہ دوسرے شبیہ پیغمبر
جناب علی اکبر ہیں افسوس ایک لعین نے اُنکے سر اطہر پر تلوار ماری کہ صدمہ
سے اُس ضربت کے غش کھا کر مرکب سے ریگ گرم پر گر پڑے اُسوقت امام
حسین علیہ السلام اُنکی مفارقت پر زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے
کہ افسوس اب میں بے ناصر و مددگار اور تنہا رہ گیا وَالْحَسَنُ الزَّكِيُّ

عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ سَبَبُ قَتْلِہٖ اِمْرَاَتُہٗ جُعْدَۃُ ابْنَتُ الْاَشْعَثِ بْنِ قَیْسٍ بِالسَّمِّ بِاَمْرِ اللَّعِیْنِ مُعَاوِیَۃَ وَاَمَّا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ قَتَلَہٗ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ بِاَمْرِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ لَعَنَہُمَا اللّٰہُ

الغرض حضرت امام حسن علیہ السلام کو ان حضرت کی زوجہ جعدہ ملعونہ بنت اشعث بن قیس نے بحکم معاویہ لعین زہر ستم سے شہید کیا اور جگر اطہر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جسکے صدمہ سے رحلت فرمائی اور جنت البقیع مین دفن ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو عبید اللہ بن زیاد لعین نے بحکم یزید بن معاویہ ملعون کئی لاکھ اشقیا زوانہ کرکے صحرائے کربلا مین تشنہ لب شہید کیا اور لاش اطہر بعد کئی روز کے اسی صحرا مین دفن ہوئی اور سر انور طرف کوفہ و شام کے روانہ کیا گیا وَاَمَّا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ قَتَلَہُ الْوَلِیْدُ بِالسَّمِّ وَاَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ الْبَاقِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَتَلَہُ ابْنُ الْوَلِیْدِ اِبْرَاہِیْمُ بِالسَّمِّ وَاَمَّا جَعْفَرُ بْنُ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَتَلَہٗ اَبُوْ جَعْفَرِنِ الْمَنْصُوْرُ بِالسَّمِّ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ولید لعین نے اور بروایتے ہشام بن عبد الملک بن مروان لعین نے زہر دیکر شہید کیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ابراہیم بن ولید شقی نے اور بروایتے ہشام بن عبد الملک لعین نے زہر دغا سے شہید کیا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور دوانقی لعین دوسرے حاکم بنی عباسیہ نے زہر دیکر شہید کیا اور یہ حضرات مدینہ منورہ جنت البقیع مین پاس حضرت امام حسن علیہ السلام کے دفن ہوئے وَاَمَّا مُوْسَی الْکَاظِمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

قتله الرشيد بالسم واما علي بن موسى الرضا عليهما السلام
قتله المامون بالسم واما محمد بن الجواد عليه السلام قتله
المعتصم بالسم واما علي بن الهادي عليه السلام قتله المعتز
بالسم واما الحسن العسكري عليه السلام قتله المعتمد
بالسم اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کو ہارون رشید ملعون نے
زہر ستم سے شہید کیا اور قیدخانہ مین سات برس کے بعد زنجیرہاے آہنی کاٹکر
نکالی گئین اور بغداد مقابر قریش مین دفن ہوے اور حضرت امام رضا
علیہ السلام کو مامون رشید لعین نے زہر ستم سے شہید کیا اور خراسان مقام
طوس مین دفن ہوے اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو معتصم لعین نے
زہر سے شہید کیا اور اپنے جد بزرگوار حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے
پاس بغداد مقابر قریش مین دفن ہوے جس مقام کو کاظمین تعریف کرتے
ہین اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو معتز لعین نے زہر دغا سے
شہید کیا اور وہ لشکراے سر من راے اپنے حجرہ خاص مین دفن ہوے
اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد ملعون نے زہر دغا سے شہید
کیا اور وہ جناب اپنے پدر بزرگوار کے پاس سر من راے مین دفن ہوے
واما القائم المهدي عليه السلام فقد روي انه هرب خوفا
من المتوكل لانه اراد قتله ويابى الله الا ان يتم نوره
ولو كره الكافرون اور حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے حال
مین یون منقول ہے کہ وہ جناب مخفی و پوشیدہ رہے خوف سے متوکل

مین کے اسواسطے کہ وہ شقی ہمیشہ مستعد وآمادہ اور درپے اُن حضرت کے
قتل کا رہتا تھا اور حق سبحانہ تعالی نے اپنے نور کو اُسکے شر سے محفوظ رکھا اگرچہ
کفار واشرار نے چاہا کہ اُس نور کو مٹائین مومنین سنا آپ نے کہ یہ حضرات
ائمہ معصومین علیہم السلام سادات ہاشمیہ علویہ بنی فاطمہ بظلم وستم بنی اُمیہ
اور بنی عباسیہ بعضے تلوار سے اور بعضے زہر دغا سے شہید ہوئے اور بعد شہادت
کے غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور جنازہ اُٹھایا گیا اور دفن ہوئے اور
سر اقدس اُن حضرات کے بدنہائے اطہر سے جدا نہ رہے مگر افسوس ہزار
افسوس حال پر مظلوم کربلا غریب نینوی مسلوب العمامۃ والرداء جناب
سید الشہداء کے کہ اُن حضرت کو نہ غسل دیا گیا نہ کفن پہنایا گیا نہ جنازہ اُٹھایا
گیا بلکہ سر اقدس لاش انور سے جدا رہا جیسا کہ ان فقرات زیارت مفجعہ سے
بھی ظاہر ہے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ دَمُهُ غُسْلُهُ وَشَيْبَتُهُ قُطْنُهُ
وَالتُّرَابُ كَافُورُهُ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے
خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے
کافور کے ہوئی وَنَسْجُ الرِّيَاحِ أَكْفَانُهُ وَالْقَنَاةُ الْخَطِّيُّ نَعْشُهُ وَفِي قُلُوبِ
مَنْ وَالَاهُ قَبْرُهُ اور بعوض پارچہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو
اُڑ اُڑ کے اُس جناب کی لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے
سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل مین مومنین کے
قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی آہ آہ سر انور لاش اطہر سے جدا رہا اور
نیزہ طویل پر بلند کیا گیا افسوس کبھی تنور مین رکھا گیا اور کبھی درخت پر

آویزان کیا گیا اور کبھی دروازہ پر لٹکایا گیا اور کبھی صندوق مین بند کیا گیا
اور کبھی طشت طلا مین رکھکر مجلس شراب مین سامنے ابن زیاد اور یزید کے
رکھا گیا اور لب و دندان انور پر چھڑی لگائی گئی چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیہ
مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُرِیْقَ بِالظُّلْمِ دَمُهٗ سلام ہو
اُس مظلوم پر جسکا خون بظلم و ستم بہایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ
سلام ہو اُس غریب الوطن و مسافر پر جو اپنے زخمون کے خون مین غسل
دیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُجَرَّعِ بِکَاسَاتِ الرِّمَاحِ سلام ہو اُس تشنہ لب
جسے جام نیزہاے آبدار سے سیراب کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُضَامِ الْمُسْتَبَاحِ
سلام ہو اُس مظلوم و بیکس پر جس پر ظلم و ستم کرنا مباح سمجھا گیا اَلسَّلَامُ
عَلَی الْمَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ سلام ہو اُس مقتول و مذبوح پر جسکی شہرگ کاٹی گئی
اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُحَامِیْ بِلَا مُعِیْنٍ سلام ہو اُس حامی دین و اسلام پر
جسکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہ تھا اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ
سلام ہو اُس ریش سفید و نورانی پر جسکا خضاب خون گلوے بریدہ سے
ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ سلام ہو اُس رخسارۂ انور پر جو
خاک آلودہ ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ سلام ہو اُس بدن
اطہر پر جسکا لباس لوٹا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ
بِالْقَضِیْبِ سلام ہو اُن لب و دندان اطہر پر جن پر چھڑی لگائی گئی
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجالس چہل و پنجم

فِی الْاَمَالِیْ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ذَاتَ یَوْمٍ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلَا اُبَشِّرُکَ
فَقَالَ بَلٰی بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ وَاِنَّکَ لَمْ تَزَلْ مُبَشِّرًا بِکُلِّ خَیْرٍ

امالی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے ایک روز جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ و آلہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ
آیا میں تمکو ایک بشارت دوں پس اُن حضرت نے عرض کیا ہاں
یا رسول اللہؐ فدا ہوں ماں باپ میرے آپ پر تحقیق کہ آپ ہمیشہ
ہر خیر و خوبی کے بشارت دہندہ ہیں فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا
بِالْعَجَبِ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَا الَّذِیْ اَخْبَرَکَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ ص فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِیْ اِذَا صَلّٰی عَلَیَّ وَاَتْبَعَ
بِالصَّلٰوۃِ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَصَلَّتْ عَلَیْہِ
الْمَلٰٓئِکَۃُ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً پس جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ
اسوقت مجھے خبر دی ہے جبرئیلؑ نے ایک امر عجیب کی یہ سنکر جناب امیر
المومنین علیہ السلام نے اُن حضرت کی خدمت باسعادت میں عرض کیا
کہ یا رسول اللہؐ بیان فرمائیے وہ کیا خبر ہے پس جناب رسالتمآبؐ نے
فرمایا کہ یا علیؑ مجھے جبرئیلؑ نے بشارت دی ہے کہ جو شخص میری امت سے
مجھپر صلوات و درود بھیجے اور تابع کرے اُس درود کے درود بھیجنے کو

میرے اہل بیت و عترت پر تو اُس مومن کے واسطے دروازہ ہائے آسمان
کشادہ ہوتے ہیں اور اُسپر ملائکہ ستر مرتبہ صلوات بھیجتے ہیں وقال
تحاتت عنہ الذنوب کما تتحات الورق من الشجر ویقول
اللہ تعالیٰ لبیک یا عبدی وسعدیک ویقول لملائکتہ
یا ملائکتی انتم تصلون علیہ سبعین صلوٰۃ وانا اصلی
علیہ سبع مائۃ صلوٰۃ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ گناہ اُس
اسطرح سے گرتے ہیں کہ جسطرح سے پتے درختوں سے گرتے ہیں اور جناب
رب العزت سے ارشاد ہوتا ہی کہ ای بندہ میرے میں تیری سعاونت
و مساعدت کے واسطے موجود ہوں اور ملائکہ کی جانب خطاب فرماتا ہی
کہ ای ملائکہ تم صلوات بھیجتے ہو میرے اس بندہ پر ستر مرتبہ اور میں
اُسپر سات سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہوں واذا صلّی علیّ ولم یتبع
بالصلوٰۃ علی اھلبیتی کان بینھا وبین السماء سبعون حجابا
ویقول اللہ تعالیٰ لہ لا لبیک ولا سعدیک یا ملائکتی
لا تصعدوا دعائہ الا ان یلحق بنبیی عترتہ فلا یزال محجوبا
حتی یلحق بی اھلبیتی حضرت فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص مجھپر صلوات
بھیجے اور میرے اہل بیت کا ذکر اُس صلوات میں نہ کرے تو درمیان
اُس صلوات اور آسمان کے ستر حجاب حائل ہو جاتے ہیں اور جناب
خداوند قہار سے حکم ہوتا ہی کہ میں تیری سعاونت و مساعدت نہ کرونگا
اور ملائکہ کو ارشاد ہوتا ہی کہ ای ملائکہ اسکی دعا کو مقام قبولیت تک

نہ پہونچاتا مین ایسے شخص سے راضی نہین ہو جبتک کہ یہ بندہ میرے نبی کی عترت کو
صلوات مین شریک نہ کرے تم اسکی دعا کو ہماری درگاہ تک نہ پہونچنے
دینا پس جناب رسالت مآب فرماتے ہین کہ جبتک کہ وہ شخص میرے اہل بیت
وعترت کو میرے ساتھ صلوات مین شامل نہین کرتا ہی تب تک رحمت خدا
سے محجوب رہتا ہی سبحان اللہ یہ فضل وشرف اور رفعت ومرتبت ہی
اہل بیت وعترت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا پس صلوات و
درود بھیجیے ان حضرات پر اسطرح سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
وَعَجِّلْ فَرَجَهُمْ بارالہا صلوات ورحمت اپنی اور تحیت نازل کر حضرت محمد
وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدہ اور بارہ امام
علیہم السلام ہین اور انکے ظہور موفور السرور مین تعجیل فرما اور ہماری آنکھوں کو
انکی زیارت سے منور ونور روشن کر اور ہمکو انکے انصار جان نثار اور شیعیان
کامل سے کر جیسا کہ وعدہ فرح اور مسرور کرنے کا فرمایا ہی وقال اللہ
تعالیٰ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اور حق سبحانہ تعالیٰ
قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ بیشک تم جانوگے پھر حقا کہ تم جانوگے تفسیر
منہج الصادقین مین ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہی کہ فرمایا ان حضرت نے کہ اس آیۂ کریمہ مین پہلی دفعہ
جاننے سے رجعت مین جاننا مراد ہی اور دوسری دفعہ جاننے سے قیامت
مین جاننا مراد ہی اور حق الیقین مین منقول ہی کہ قبل قیامت کے زمانہ
حضرت صاحب العصر علیہ السلام مین ایک جماعت نیکون کی جو بہت

نیک ہوں اور ایک جماعت بدوں کی جو نہیت بد ہوں رجعت کریگی نیکوں کو
اسواسطے زندہ کرینگے کہ زمانہ دولت حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام
دیکھکر خوش و مسرور ہوں اور کچھ ثواب اپنا دنیا میں پائیں اور بد لوگ
اسلیے زندہ کیے جائینگے کہ کچھ عقوبت و عذاب دنیا میں قبل آخرت کے
انکو ملے اور وہ سلطنت و دولت جسپر راضی نہ تھے کہ اہل بیت رسالت کو
پہونچے وہ اُن حضرت کے دست حق پرست میں دیکھ لیں اور شیعیان
اہل بیت رسالت دشمنان دین سے انتقام لیں اور باقی سب خلائق
قبور میں رہینگے یہانتک کہ بروز قیامت سب محشور ہونگے چنانچہ اکثر
احادیث میں وارد ہوا ہی کہ رجوع نہ کریگا رجعت میں مگر وہ شخص جو محض
ایمان رکھتا ہو یا محض کفر رکھتا ہو لیکن اور سب لوگوں کو اپنے حال پر
چھوڑینگے اور وہ سب بجسم اصلی بروز قیامت محشور ہونگے کیونکہ حدیث میں
وارد ہی کہ عالم برزخ میں یعنے بعد موت کے روز حشر تک جسم مثالی کہ مشابہ
جسم اصلی کے ہی ملیگا اور وہ جسم اس جسم سے لطیف ہی اور قیامت کے بارے میں
وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی اور ہم
محشور کرینگے انکو پس انمیں سے ایک کو بھی بدون زندہ کیے نہ چھوڑینگے
کہ مراد اُن سے ائمہ ہدی علیہم السلام ہیں اور علی بن ابراہیم علیہ الرحمہ نے
اپنی تفسیر میں جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن
حضرت نے کہ جتنی قومیں عذاب خداوند قہار سے ہلاک ہوئی ہیں انکے
لیے رجعت نہوگی چنانچہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہی وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ

اھلکناھا انھم لایرجعون حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جس قریہ و آبادی کو ہمنے بوجہ نافرمانی کے ہلاک کیا ہی وہ لوگ محروم ہیں ہرگز وہ زمانہ رجعت مین زندہ ہونگے پس حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام خلیفۂ بلا فصل حضرت سید المرسلین کا رجعت کرنا آیات قرآن اور کتب احادیث فریقین سے ثابت ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی اخرجنا لھم دآبۃ من الارض ہم باہر لائینگے اُنکے واسطے ایک دآبہ زمین سے پس دابۃ الارض سے مراد وہی جناب ہیں کہ قریب قیامت کے ظہور فرماوینگے یہ بھی علامات قیامت سے ہی اور ہمراہ اُنکے خاتم حضرت سلیمانؑ اور عصائے حضرت موسیٰ علیہما السلام ہونگے اور عصا مومن کو درمیان دونوں دیدہ کے لگائینگے کہ نقش ہو جائیگا کہ حقا یہ مومن ہی اور کافر کو خاتم درمیان دونوں دیدہ کے لگائینگے کہ نقش ہو جائیگا کہ حقا یہ کافر ہے

خوشا ما خوشا دین و دنیاے ما	کہ ہیچون علی ہست مولاے ما

الغرض ابن ماہیار نے اصبغ سے روایت کی ہی وہ کہتے ہیں کہ معاویہ بن ابو سفیان نے مجھ سے کہا تم شیعہ لوگ گمان کرتے ہو کہ دابۃ الارض علی بن ابیطالبؑ ہیں یہ سنکر میں نے جواب دیا صرف ہم شیعہ ہی اسکے قائل نہیں ہیں بلکہ یہودی بھی کہتے ہیں اُسوقت معاویہ نے اُنکے بڑے عالم کو طلب کرکے پوچھا کہ تمنے اپنی کتب میں دابۃ الارض کا ذکر دیکھا اُس یہودی نے کہا ہاں معاویہ نے کہا وہ کیا چیز ہی اُسنے کہا وہ ایک مرد ہی معاویہ نے کہا نام اُسکا جانتے ہو اُس یہودی نے کہا نام اُنکا

ایلیا ہی یہ سنکر معاویہ نے کہا کہ ایلیا اور علی بہت مشابہ نام ہیں اور تفسیر ابن
مسعود و عیاشی مین منقول ہی کہ سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام
رجعت فرمائینگے اور شیخ مفید اور شیخ طوسی علیہما الرحمہ نے جابر سے اور
انھون نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا
ان حضرت نے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ انیس برس سلطنت کرینگے
اور اکثر آیات قرآن اور احادیث سے ثابت ہی کہ حضرات ائمہ معصومین
اور انبیا و اوصیا اور اکثر مومنین کاملین اور بعض کفار و منافقین اور
معاندین بعد ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اور قبل قیامت کے
زندہ ہونگے پس جس ظالم و جابر نے دار دنیا مین کسی مظلوم پر ظلم و ستم
کیا ہی اسکو سزا ملیگی اور وہ داخل نار ہوگا چنانچہ اس آیہ کریمہ سے
ظاہر ہی رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ ای پروردگار
ہمارے کیا تو دو دفعہ ہمکو موت دیگا اور دو مرتبہ حیات بخشیگا اور
علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ احادیث مین تفسیر اس آیہ کریمہ کی
یون ہی ایک زندہ ہونا زمانہ رجعت کا اور دوسرا زندہ ہونا قیامت کا
مراد ہی اور ایک موت دنیا کی اور دوسری موت زمانہ رجعت کی
مراد ہی کیونکہ حق سبحانہ تعالی سورہ مومن مین فرماتا ہی اِنَّا لَنَنْصُرُ
رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ
تحقیق کہ ہم اپنے رسولون اور مومنون کی زندگی دنیا مین ضرور نصرت
و مدد کرینگے اور جس دن گواہی دینے کو شاہدین کھڑے ہونگے اس آیہ کریمہ کی

تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ زندگی دنیا کی نصرت سے زمانہ رجعت کی نصرت مراد ہی اسلیے کہ اکثر
انبیا و اوصیا کی نصرت دنیا میں نہیں ہوئی یہانتک کہ وہ شہید ہوے
بلکہ انکی نصرت و مدد رجعت میں ہوگی حضرات اس مقام پر ذکر
نصرت و مدد کا ہوا بس یاد آگیا فریاد و استغاثہ کرنا مظلوم کربلا
غریب نینوے مسلوب العمامۃ و الرداء جناب سید الشہدا کا افسوس
کس طرح سے اُس فرزند رسول نے استغاثہ کیا اور بنا بر اتمام حجت کے
اپنے نانا کی امت سے طالب نصرت ہوے مگر کسی بیرحم نے روز عاشورا
فریادرسی نہ کی بلکہ عوض فریادرسی کے ہر طرف سے تیرباران کیا
اور پانی تک نہ دیا یہانتک کہ اہل حرم اور بچے شدت تشنگی سے
جان بلب تھے اور العطش العطش کرتے تھے حالانکہ اُسوقت بیکسی
و تنہائی میں باواز بلند فرماتے تھے یا قوم اما من مجیر یجیرنا
اما من مغیث یغیثنا ای قوم آیا ہی کوئی پناہ دینے والا کہ جو
اپنے نبی کے نواسے کو پناہ دے آیا ہی کوئی اعانت کرنے والا کہ اسوقت
تنہائی میں ہماری مدد کرے اما من مغیث یغیثنا اما من
طالب حق فینصرنا آیا ہی کوئی فریادرس کہ اس عالم بیکسی میں
ہماری فریادرسی کرے آیا ہی کوئی طلبگار حق کہ جو فرزند رسول کی
اسوقت مصیبت میں نصرت و مدد کرے اما من خائف
من العذاب فیذب عنا آیا ہی کوئی خداپرست کہ عذاب

خدا سے خوف کرے اور اس آفت و بلا کو اہل بیت و عترت رسول خدا سے
دور کرے آہ ہو نہیں اشقیاے کوفہ و شام مین حمیت عرب بھی باقی
نہ تھی کہ مہمان بلانے کا خیال رکھتے ہاے افسوس عوض نصرت و مدد کے
ہر طرف سے محاصرہ کرکے تیر و نیزہ اور تلوار و پتھر سے اُس مظلوم کو
مجروح کیا اور بکمال ظلم و ستم زمین گرم صحراے کربلا پر گرا دیا چنانچہ
حجت خدا از زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین فَهَوَيْتَ إِلَى الأَرْضِ
جَرِيحاً تَطَأُكَ الخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا
پس اے جد مظلوم آپ بسبب زخمہاے کاری کے ذو الجناح سے
زمین گرم پر آئے اور گھوڑے اپنے سمون سے بے ادبی کرتے تھے اور
اعدا تلوارین کھینچے ہوے آپکے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَدْ رَشَحَ
لِلْمَوْتِ جَبِينُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالانْقِبَاضِ وَالانْبِسَاطِ شِمَالُكَ
وَيَمِينُكَ اُسوقت آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور
بوجہ کرب کے آپ دست و پاہاے اطہر کو سمیٹ لیتے تھے اور کبھی
پھیلا دیتے تھے اور کبھی بائین طرف اور کبھی داہنی طرف کروٹ لیتے
تھے اور اُس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی تُدِيرُ طَرْفاً خَفِيّاً
إِلَى رَحْلِكَ وَبَيْتِكَ وَقَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِكَ عَنْ وُلْدِكَ
وَأَهَالِيكَ اُسوقت بھی آپ گوشۂ چشم پھرا کے بنگاہ حسرت و یاس
چشم نم والے اپنے خیمگاہ اور اہل حرم کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ وہ
وقت ایسا نازک تھا کہ آپکو وقت آخر تھا اور محل خیال و پاس اولاد

واہل حرم کو نہ تہا واسرع فرسك شاردا الی خیامك قاصدا
محمحما باکیا اور اسی حال مین جلدی کی آپکے اسپ باوفا نے کہ دوڑتا
ہوا آپکے خیمگاہ کیطرف چلا آیا اور بقصد وارادہ آواز دیتا تھا اور
روتا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا
فلما رأین النساء جوادك مخزیا ونظرن سرجك علیہ
ملویا برزن من الخدور ناشرات الشعور پس جب آپکے
اہل حرم اور مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی
سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہی تو یہ حال دیکھکر خیمون سے
مو پریشان گریان ونالان نکل آئین علی الخدود لاطمات
بالوجوہ سافرات وبالعویل داعیات وبعد العز
مذللات والی مصرعك مبادرات آہ آہ اسوقت حال
ان بیکسون کا یہ تھا کہ اپنے رخسارون پر طمانچے مارتی ہوئین اور
فریاد وا ولداہ وا ثبوراہ وا مظلوماہ کہتی ہوئین بعد عزت کے
ذلیل آپکے مقتل مین پہونچین والشمر جالس علی صدرك
وواضع سیفہ علی نحرك قابض علی شیبتك بیدہ
ذابح لك بمهندہ ای جد مظلوم اسوقت آپکے اہل بیت نے دیکھا
کہ شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر چڑھا ہوا اور اپنی تلوار آپکے مقام نحر پر
رکھے ہوئے تھا اور اسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس و نورانی تھی
اور آپکے گلوے خشک کو اپنی تلوار آبدار سے ذبح کرتا تھا الا لعنة اللہ

علی القوم الظالمین

مجلس چہل و ششم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی
جَعَلَ عَلٰی کُلِّ رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ عَرْشِہٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ
لَیْسَ لَھُمْ تَسْبِیْحٌ وَّلَا عِبَادَۃٌ اِلَّا الدُّعَاءَ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ
شِیْعَتِہٖ وَالدُّعَاءَ عَلٰی اَعْدَآئِہٖ کنز الفوائد میں منقول ہے فرمایا
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے
کہ اے ابوذر تحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر رکن پر ارکان عرش سے
ستر ہزار فرشتے معین و مقرر فرمائے ہیں اور وہ ملائکہ کوئی تسبیح اور
عبادت نہیں کرتے ہیں سوائے اسکے کہ علی بن ابیطالب علیہ السلام پر
صلوات بھیجتے ہیں اور انکے شیعوں کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور
انکے اعدا پر نفرین کرتے ہیں وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ لَمُبَارَزَۃُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ
اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اور بحار الانوار میں
مناقب سے نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ نے ہر آئینہ مبارزہ علی بن ابیطالب علیہ السلام کا عمرو بن عبدود
سے بروز جنگ خندق افضل و بہتر ہے عمل و عبادت سے میری
امت کے تا روز قیامت کیونکہ اُس روز کل ایمان کل کفر کے
مقابل تھا وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ

اَفضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقلَینِ اِلیٰ یَومِ الْقِیٰمَةِ اور دوسری حدیث مین فرمایا اُن حضرت نے ہر آئینہ ضربت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی بروز جنگ خندق افضل و بہتر ہی عبادت جن و انس سے تا روز قیامت حضرات انس مین انبیا بھی داخل ہین پس ضربت جناب امیر المومنین وصی و خلیفہ بلا فصل حضرت سید المرسلین کی بروز جنگ خندق عمل و عباد انبیا سے سوائے خاتم انبیا کے روز قیامت تک افضل و بہتر ہی تو تمامی امت کا کیا ذکر ہے ؎

خوشا با خوشا دین و دنیاے ما		کہ ہمچون علی ہست مولاے ما

حضرات جن بزرگوارون کی مدح و ثنا خدا اور رسول کرین کیا مجال ہی بشر کی کہ شمہ فضائل اُن خاصان خدا کے تقریر و تحریر کرسکے وَفِی الْمَنَاقِبِ عَنْ سُلَیمَانَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ قَالَ لِیَ الْجَلِیْلُ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ فَقُلْتُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ چنانچہ مناقب قدیم مین سلیمان راعی سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ فرمایا جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ و آلہ نے شب معراج جب مجھے بالائے آسمان لیگئے تو جانب رب جلیل سے ارشاد ہوا کہ رسول اُن باتون پر ایمان لایا ہی جو اُسکے پروردگار کیطرف سے اُسپر نازل ہوئی ہین پس مین نے عرض کیا کہ سب مومنین نے مانا خدا کو اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون کو قال صدقت

قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ قُلْتُ خَیْرَھَا
یَا مُحَمَّدُ مَنْ خَلَّفْتَ فِیْ اُمَّتِكَ قُلْتُ نَحْوَ جَانِبِ ربّ العزت سے ارشاد ہوا کہ ای حبیب ہمارے تمنے رات
وصیح کہا اب یہ بیان کرو کہ تم اپنی امت پر کسکو خلیفہ کر آئے ہو مین نے
عرض کیا کہ بہترین امت کو خلیفہ کیا ارشاد ہوا کہ کیا علی بن ابیطالب ع کو
مین نے عرض کیا کہ ہان علی بن ابیطالب علیہ السلام کو تمامی امت پر اپنا
خلیفہ کر آیا ہون قَالَ یَا مُحَمَّدُ ص اِنِّیْ اَطْلَعْتُ اِلَی الْاَرْضِ اِطْلَاعَةً
فَاخْتَرْتُكَ مِنْهَا فَشَقَقْتُ لَكَ اِسْمًا مِنْ اَسْمَائِیْ فَلَا اُذْكَرُ فِیْ
مَوْضِعٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِیْ فَاَنَا الْمَحْمُوْدُ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ ص پس حق سبحانہ تعالے
نے فرمایا کہ ای حبیب ہمارے ہمنے بنظر رحمت طرف زمین کے دیکھا تو اہل
زمین سے تمکو انتخاب و اختیار کیا اور اپنے اسمائے مقدسہ سے تمہارا اسم
مشتق کیا پس جہان میرا ذکر ہوگا وہان تمہارا ذکر بھی ہمارے ساتھ ہوگا
پس مین محمود ہون اور تم محمد ہو ثُمَّ اَطْلَعْتُ ثَانِیَةً فَاخْتَرْتُ مِنْهَا
عَلِیًّا فَشَقَقْتُ لَهُ اِسْمًا مِنْ اَسْمَائِیْ فَاَنَا الْاَعْلٰی وَهُوَ عَلِیٌّ ع بعد اسکے
پھر مین نے بنظر رحمت زمین کیطرف نگاہ کی تو اہل زمین سے انتخاب و اختیار
کیا علی بن ابیطالب ع کو پس ہمنے اپنے اسمائے مقدسہ سے ایک اسم انکے
واسطے مشتق کیا کہ مین اعلی ہون اور وہ علی ہے یَا مُحَمَّدُ ص اِنِّیْ خَلَقْتُكَ
وَخَلَقْتُ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِهٖ
مِنْ نُوْرِیْ ای محمد مین نے تمھین اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور
باقی ائمہ ہدی اولاد حسین ع کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے وَعَرَضْتُ

بِوِلَایَتِکُمْ عَلٰی اَھْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ فَمَنْ قَبِلَھَا کَانَ عِنْدِیْ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ جَحَدَھَا کَانَ عِنْدِیْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ
اور مین نے ولایت و مودت تمھاری اہل آسمان و زمین پر عرض کی
بس جسنے تمھاری ولایت کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین مین سے ہے
اور جسنے انکار کیا تمھاری ولایت سے وہ میرے نزدیک کافرین مین
سے ہے یا محمد لَوْ اَنَّ عَبْدًا مِنْ عَبِیْدِیْ عَبَدَنِیْ حَتّٰی یَنْقَطِعَ
اَوْ یَصِیْرَ کَالشَّنِّ الْبَالِیْ ثُمَّ اَتَانِیْ جَاحِدًا بِوِلَایَتِکُمْ مَا غَفَرْتُ
لَہٗ حَتّٰی یُقِرَّ بِوِلَایَتِکُمْ ای حبیب ہمارے اگر کوئی بندہ میرے بندون سے
میری عبادت کرے یہانتک کہ کثرت عبادت سے روح اسکی مفارقت
کر جائے یا مانند مشک کہنہ کے بوسیدہ اور پراگندہ ہو جاوے اور وہ ہماری
درگاہ مین اس حال سے آوے کہ منکر ہو تمھاری ولایت کا تو مین ہرگز
اسکو نہ بخشونگا جبتک کہ اقرار تم سبکی ولایت و امامت کا نہ کیا ہو
سبحان اللہ ہی وجہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ولایت ائمہ اثنا عشر علیہم
السلام کو شرط قبولیت عبادت فرمایا ہے یا محمد اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھُمْ
قُلْتُ نَعَمْ یَا رَبِّ فَقَالَ اِلْتَفِتْ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ فَالْتَفَتُّ
بس درگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا ای حبیب ہمارے آیا تم چاہتے ہو کہ اپنی
عترت کو دیکھو مین نے عرض کیا ہان بار الٰہا مین چاہتا ہون کہ انکو
دیکھون جانب رب العزت سے حکم ہوا ای حبیب ہمارے داہنی طرف
عرش کے متوجہ ہو بس حسب الحکم مین متوجہ ہوا فَاِذَا بِعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ

وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْمَهْدِيِّ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نُورٍ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَهُوَ فِي وَسَطِهِمْ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ پس یکایک دیکھا مین نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور علی بن الحسین اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر اور علی بن موسیٰ اور محمد بن علی اور علی بن محمد اور حسن بن علی اور مہدی علیہم السلام کو کہ یہ سب عبادت خدا مین مصروف ہین اور نماز مین استادہ ہین اور مہدی آخر الزمان درمیان انکے مانند ستارہ روشن کے تابان و درخشان ہین فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هٰؤُلَاءِ الْحُجَجُ وَهُوَ الثَّائِرُ مِنْ عِتْرَتِكَ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي إِنَّهُ الْحُجَّةُ الْوَاجِبَةُ لِأَوْلِيَائِي وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِي پس جانب خداوند عالم سے ارشاد ہوا کہ ای حبیب ہمارے یہ سب حجت ہین اور مہدی آخر الزمان عوض و بدلا لینے والا ہی اُس ظلم و ستم اور جور و جفا کا جو تمھارے اہل بیت پر ہوگا قسم ہی مجھے اپنے عزت و جلال کی کہ وہ ایسی حجت ہی میرے اولیا پر کہ جسکا اقرار اپنے دوستون پر واجب کیا ہی اور انتقام لینے والا ہی ہمارے اعداسے مومنین سُنا آپنے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے کیا فضل و شرف عطا فرمایا ہی حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کو اور حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے کیونکر انتقام لیگا اپنے دشمنون اور اُن ظالمون اور جابرون اور حاسدون سے کہ جنھون نے وار دیا

مین ظلم وستم اور جور و جفا کیا حضرت محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر لیس ہر ظالم و مظلوم بقدرت خدا زندہ ہوگا اور جسنے جیسا عمل دار دنیا مین کیا ہوگا ویسا پائیگا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ وارد ہوا ہی کہ دنیا کھیتی آخرت کی ہی جیسا کہ شاعر کہتا ہی ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

چنانچہ تفسیر ابن مسعود عیاشی علیہ الرحمہ مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ بعد ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے اول جو بزرگوار رجعت فرماوینگے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہین کہ مع اپنے اصحاب و اقربا شہداے کربلا کے پھر دار دنیا کیطرف رجعت فرماوینگے اور دوسری طرف سے یزید بن معاویہ مع اپنے ہمراہیون کے آویگا اور اصحاب سید الشہدا اُن سبکو قتل کرینگے اور یزید لعین کو گرفتار کرکے دمشق مین پاس عظیم بیت المقدس پر ذبح کرینگے اور بحار الانوار مین مفضل سے یون منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے بعد ظہور صاحب الامر علیہ السلام کے حضرت امام حسین علیہ السلام مع بارہ ہزار صدیق اور سب شہداے کربلا کے رجعت فرماوینگے بعد انکے صدیق اکبر وصی و خلیفہ بالفصل پیغمبر حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام رجعت فرماوینگے اور خیمۂ اقدس اُن حضرت کا نجف اشرف مین نصب کیا جائیگا بعد انکے سید اکبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مع اپنے مہاجرین و انصار کے رجعت فرماوینگے اسوقت

وہ اشقیا بھی حاضر کیے جاوینگے جنھون نے اُن حضرت کی رسالت کی
تکذیب کی اور ساحر کہا اور اذیت و تکلیف دی اور اُن حضرت سے
مقاتلہ کیا تاکہ اُن اشقیا سے انتقام لیا جائے مفضل کہتے ہین کہ مین نے
جناب صادق علیہ السلام کی خدمت بابرکت مین عرض کی یا بن
رسول اللہ کیا حضرت سید المرسلین اور امیر المومنین علیہما السلام ہمراہ
حضرت مہدی علیہ السلام کے ہونگے اُن حضرت نے فرمایا ہان قسم بخدائے
عزوجل ضرور یہ حضرات تمام روے زمین کی سیر فرماوینگے پشت کوہ
قاف بلکہ تمامی ظلمات تک اور جو کچھ کہ قعر مین دریاؤن کے ہی یہانتک
کہ بقدر ایک قدم کے جگہ باقی نہ رہیگی کہ جہان وہ حضرات اپنے قدمہاے
اقدس نہ رکھین تا دین خدا کو اُس جگہ برپا فرمائین حضرت صادق
علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے مفضل گویا مین دیکھ رہا ہون کہ ہین
اور سب ائمہ معصومین اپنے جد امجد جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ و آلہ کے سامنے کھڑے ہین اور ہر ایک بزرگوار شکایت کرتا ہے
اُن ظلم و ستم اور جور و جفا کی جو ہاتھ سے اشقیاے اُمت کے ہم اہلبیت
رسالت کو پہونچے ہین وہ سنکر جد امجد ہمارے زار زار روینگے اور
فرماوینگے کہ اے فرزندو میرے جو کچھ مصیبت تمپر گذری ہے وہ قبل تمھارے
مجھپر گذری ہے یعنے جو جو مصیبت اُن حضرت کی عترت پر گذری وہ سب
فی الحقیقت اُن حضرت پر گذری ہے پس جناب سیدہ فاطمہ زہرا ابتدا
کرینگی اور عرض کرینگی کہ اے پدر بزرگوار بعد آپکے اشقیاے اُمت نے

پیغمبر کیا کیا ظلم و ستم کیے اور کیسی کیسی اذیت و تکلیف پہونچائی فدک کو غصب کیا
اور دروازہ جلا کر مجھپر گرا دیا آہ صدمہ سے اسکے پہلو میرا شکستہ ہوا اور فرزند
محسنا ہمہ شکم میں شہید ہوا اور میرے بازو پر تازیانہ مارا کہ وہ متورم اور
نیلا ہوا اور انکی مفارقت پر رونے سے منع کیا آہ عوض تسلی اور دلاسا او
ماتم پرسی کے مجھپر یہ جور و جفا ہوے پس بعد شکایت جناب سیدہ کے
حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سامنے جناب رسولخدا صلعم کے
کھڑے ہونگے اور جو جو ظلم و ستم کہ ان حضرت پر دست ظلم اعدا سے بعد
رسول خدا صلعم کے گذرے ہیں وہ سب عرض کرینگے اور شکایت کرینگے کہ
یا رسول اللہ صلعم بعد آپکے میں نے ایسا صبر و تحمل کیا ہی کہ اب تک کسی پیغمبر اور
وصی پیغمبر نے ایسا صبر نہ کیا ہوگا یہانتک کہ ابن ملجم نے مجھے ماہ رمضان
میں بحالت نماز شہید کیا اور ریش سفید میری خون سے رنگین ہوگئی و امیر
المومنین پچیس برس مدت حکومت ثلثہ تک بسبدم کی طرح کے مصائب
گذرتے تھے اور خلافت ظاہری میں بھی اعدا نے ان حضرت کو آرام لینے
نہ دیا اور بعد شہادت کے بھی روح اقدس کو غم میں ان حضرت کے
فرزندوں کے بیچین کیا آہ بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا بعد انکے
حضرت امام حسن علیہ السلام کھڑے ہونگے اور تمام مصائب اور اذیت
و تکلیف جو بدست ظالم بنی امیہ سے ان حضرت کو پہونچے ہیں جناب رسولخدا صلعم
سے عرض کرینگے آہ مومنین جب وہ جناب شکایت کرینگے کہ ای جد
نامدار مجھے اشقیاے امت نے زہر دغا سے شہید کیا اور جگر میرا ٹکڑے ٹکڑے

ٹکڑے ہوا اور آپکے قریب دفن ہونے دیا تو اسوقت جناب رسول خدا کا
کیا حال ہوگا بعد اُنکے جناب امام حسین علیہ السلام مع شہدائے کربلا کے
کھڑے ہونگے اسطرح سے کہ تمام بدن اطہر خاک و خون آلودہ اور نشان
زخموں کے نمایاں ہونگے پس جب جناب رسول خدا مظلوم کربلا کو
اس حال سے مشاہدہ فرمائینگے تو اسقدر گریہ و بکا کرینگے کہ بیہوش ہو نگے
اور بسبب اُن حضرت کے رونے کے تمام اہل آسمان و زمین زار زار
روئینگے اسوقت جناب سیدہ ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچینگی اور
صیحہ و فریاد کرینگی کہ اسکی وجہ سے تمام زمین کو اور جو کچھ زمین پر ہے
تزلزل ہوگا پس حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور حضرت امام
حسن علیہما السلام پہلوے راست میں سید الشہدا کے کھڑے ہونگے اور
جناب سیدہ فاطمہ زہرا پہلوے چپ میں اپنے فرزند مظلوم کے کھڑی
ہونگی اسی حال سے سید الشہدا قریب اپنے جد امجد کے آوینگے اور وہ
جناب اپنے فرزند مظلوم کو اپنے سینۂ اقدس سے لگا کر فرمائیں گے
یا حسین یا ولدی فدیتک ای فرزند میرے ای حسین فدا ہوجاؤں
تجھپر آنکھیں تیری روشن ہوں اور ہماری بھی آنکھیں تیرے دیدار سے
روشن و منور ہوں مفضل کہتے ہیں کہ جب حضرت صادق علیہ السلام
یہ فرما چکے تو اس شدت سے روئے کہ ریش اقدس آنسوؤں سے
تر ہوگئی اور اُن حضرت کے رونے سے میں بھی رویا اور فرمایا ہرگز
روشن نہو وہ آنکھ کہ جو وقت ذکر امام حسین علیہ السلام کے گریاں نہو

بعد اسکے مفضل نے اور کلام شروع کیا کہ تا وہ جناب گریہ و بکا سے ساکت
ہوئیں مگر جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد انکے حضرت علی بن الحسین
امام زین العابدین علیہ السلام کھڑے ہونگے اور اپنے جد امجد سے شکایت
کرینگے ان ظلم و ستم کی جو ہاتھ سے اشقیاے امت کے روز شہادت انکے پدر
بزرگوار سے روز رحلت ان حضرت تک انپر گذرے ہیں اور شکوہ کرینگے ہشام
اور ولید کا بعد انکے پدر بزرگوار میرے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کھڑے
ہونگے اور جو ظلم و ستم ان حضرت پر گذرے ہیں وہ سب عرض کرینگے اور
شکوہ ہشام و ولید کا کرینگے بعد انکے میں کھڑا ہونگا اور منصور دوانقی کا
شکوہ کرونگا اور بعد میرے فرزند میرے موسی کاظمؑ کھڑے ہونگے اور
شکایت ہارون رشید کی کرینگے بعد انکے علی بن موسی الرضاؑ کھڑے
ہونگے اور مامون رشید کی شکایت کرینگے پھر محمد تقیؑ کھڑے ہونگے اور
معتصم کی شکایت کرینگے پھر علی النقیؑ کھڑے ہونگے اور شکایت متوکل
اور معتز کی کرینگے پھر حسن عسکریؑ کھڑے ہونگے اور معتمد کی شکایت کرینگے
آہ مومنین جب یہ سب حضرات عرض کرینگے کہ ای جد بزرگوار ان اشقیا
امت نے ہمکو کس بیکسی سے بظلم و ستم شہید کیا تو اسوقت ان حضرت کو
کیا صدمہ ہوگا حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعد ان سب
حضرات کے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کہ ہمنام ہیں میرے جد امجد
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ کے کھڑے ہونگے اسطرح سے کہ پیراہن
جناب رسول خدا کا پہنے ہونگے اور خون پیشانی انور ان حضرت کا جو

ضرب سنگ سے بروز جنگ اُحد جاری ہوا تھا اپنے روے انور پر ملے ہونگے
اور گرد اُنکے ملائکہ حلقہ کیے ہوے سامنے اپنے جد امجد کے کھڑے ہونگے اور
عرض کرینگے کہ ای جد بزرگوار آپنے صفت میری فرمائی اور اپنی امت پر
میری ولادت اور طول غیبت اور میرے ظہور پر دلیل لائے اور نام و
نسب اور کنیت میری بیان فرمائی باوجود اسکے آپکی امت نے تکذیب
و انکار کیا اور کہا کہ وہ نہ پیدا ہوے اور نہ پیدا ہونگے اور بعض نے
کہا کہ وہ مرگئے اور کوئی اُنکے بعد باقی نہ رہا اگر زندہ ہوتے تو اسقدر زمانہ
طول کیون کھینچتا ای جد نامدار احکام باطل آپکی اُمت مین جاری ہوے
اور ظلم و ستم اور تعدی اور فسق و فجور اور کفر نے تمام عالم کو گھیر لیا اور
مین وہ سب دیکھتا تھا اور صبر و تحمل کرتا تھا یہانتک کہ حق سبحانہ تعالی نے
حکم ظہور کا فرمایا تو مین ظاہر ہوا یہ سنکر جناب رسالت مآب حمد الہی
بجا لائینگے اور اپنے اہل بیت کو تسلی و دلاسا فرمائینگے کیونکہ مومنین اُسوقت
جو حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام
اُس حال سے دیکھین گے جو بیان ہوا تو کیا صدمہ قلب اقدس پر
گذریگا جبکہ حجت خدا زیارت مین فرماتے ہین تو بعید نہین ہے کہ اُسوقت
بھی یہ شکایت کرینگے لَقَد قَتَلُوا بِقَتلِکَ الاِسلَامَ اے جد مظلوم تحقیق
کہ اشقیانے آپکے قتل کرنے سے خود اسلام کو قتل کیا اللہ اکبر مومنین
خاصان خدانے تو اسلام کے جاری اور قائم رہنے کے واسطے کیسی کیسی
مصیبت و زحمت اُٹھائی یہانتک کہ جان اپنی دی مگر اشقیانے اسلام کو

ضائع و برباد کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَعَطَّلُوا الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ اور نماز و روزہ کو معطل اور بیکار کر دیا وَنَقَضُوا السُّنَنَ وَالْاَحْکَامَ اور طریقہ شریعت نبوی اور احکام الٰہی کو شکستہ کیا وَھَدَمُوا قَوَاعِدَ الْاِیْمَانِ اور ان اشقیا نے ارکان و ستون ایمان کے منہدم کر دیے وَحَرَّفُوا اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ اور اعدا نے آیات قرآن کو بدل دیا وَھَمْلَجُوا فِی الْبَغْیِ وَالْعُدْوَانِ اور وہ اعدا طرف ظلم و ستم اور عداوت کے دوڑ پڑے وَلَقَدْ فُقِدَ بِفَقْدِکَ التَّکْبِیْرُ وَالتَّھْلِیْلُ اور آپکے گم ہونے سے تکبیر و تہلیل مفقود ہو گئی وَالتَّحْرِیْمُ وَالتَّحْلِیْلُ وَالتَّنْزِیْلُ وَالتَّاْوِیْلُ اور حرام و حلال خدا اور قرآن و تفسیر مفقود ہوئے وَظَھَرَ بَعْدَکَ التَّغْیِیْرُ وَالتَّبْدِیْلُ اور بعد آپکی شہادت کے تغیر و تبدل احکام شرع میں ظاہر ہوا وَالْاِلْحَادُ وَالتَّعْطِیْلُ وَالْاَھْوَاءُ وَالْاَضَالِیْلُ وَالْفِتَنُ وَالْاَبَاطِیْلُ اور بعد آپکے شرائع دین کے معطل ہو گئے اور کفر و ضلالت پھیل گئی اور ہوا و ہوس برقرار رہگیا اور راہیں گمراہی اور کذب و جھوٹ اور فساد کی کھل گئیں فَالْوَیْلُ لِلْعُصَاۃِ الْفُسَّاقِ پس عذاب خدا نازل ہو اس قوم جفاکار اور فساق و گناہگار پر جسنے ناحق آپکو بظلم و ستم شہید کیا کیوں مومنین جبکہ حجت خدا یہ فقرات زیارت کے پڑھتے ہونگے تو روتے روتے کیا حال ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلَی الشِّفَاہِ الذَّابِلَاتِ سلام ہو ان لبہائے خشک پر جو شدت تشنگی سے پژمردہ ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام

ان بدنہائے نورانی پر جو تشنہ و لاغر ہو گئے تھے السلام علی الاجساد
العاریات سلام ہو اُن جسدہائے طاہرہ پر جو عریان و بے لباس کیے گئے
السلام علی الاعضاء المقطعات سلام ہو اُن اعضائے انور پر
جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے السلام علی الرؤس المشالات سلام ہو
اُن سرہائے اقدس پر جو نیزوں پر بلند کیے گئے السلام علی المدفونین
بلا اکفان سلام ہو اُن شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوے
السلام علی الرؤس المتفرقۃ عن الابدان سلام ہو اُن
سرہائے مقدسہ پر جو اپنے بدنوں سے جدا رہے اور شہر بشہر پھرائے گئے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و ہفتم

فی المناقب عن علی بن ابیطالب علیہ السلام انہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا علی لو ان عبدا عبد
اللہ عز وجل مثل ما قام نوح فی قومہ وکان لہ مثل
احد ذہبا وانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف
عام علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما
ولم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلہا مناقب
قدیم میں حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے منقول ہے
وہ جناب فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے
یا علی اگر کوئی بندہ عبادت خدائے عز وجل کرے اتنی مدت تک کہ جتنی

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام کیا اور زندہ رہے اور اُس
بندے کے پاس مثل کوہ اُحد کے طلا سے خالص ہوا اور اُسکو راہ خدا میں
صرف کرے اور عمر اُسکی اسقدر طولانی و دراز ہو کہ ہزار برس تک ہزار
حج پیادہ پا کرے بعد اسکے درمیان کوہ صفا و مروہ کے حالِ سعی میں
بظلم و ستم قتل کیا جائے اور اے علیؑ وہ بندہ محبت و دوستی تمھاری نہ
رکھتا ہو تو ہرگز وہ بوے بہشت نہ سونگھے گا اور نہ داخل جنت ہوگا عن
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ نُوْرِ وَجْهِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ وَلِمُحِبِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
اور انس بن مالک سے منقول ہے کہ کہا اُسنے فرمایا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ نے حق سبحانہ تعالے نے نور چہرہ علی بن ابیطالب علیہ
السلام سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے کہ وہ سب ملائکہ درگاہ الٰہی سے
اُنکے لیے طلب رحمت کرتے ہیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں اُن حضرت کے
شیعوں اور دوستوں کے لیے تا روز قیامت وَفِي كِتَابِ
الْفِرْدَوْسِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَمَّا عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ رَاَيْتُ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِ
الْجَنَّةِ اور کتاب فردوس میں ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے
ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے جس شب مجھے
معراج ہوئی اور بالاے آسمان لیگئے اُس شب میں نے دروازہ جنت

اما انہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی حبیب اللہ والحسن
والحسین صفوۃ اللہ وفاطمۃ امۃ اللہ علی ما بغضھم لعنۃ
اللہ کوئی لائق پرستش کے نہیں ہی سواے خدا معبود برحق کے اور محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ فرستادہ خدا ہیں اور علی بن ابیطالب علیہ
السلام حبیب دوست خدا ہیں اور حسن وحسین علیہما السلام برگزیدہ
خدا ہیں اور فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا خداوند عالم کی کنیز خاص
ہیں اور انکے بغض وعناد رکھنے والے پر لعنت ونفرین خدا ہی وعن
الحسن البصری عن عبد اللہ انہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ اذا کان یوم القیمۃ یقعد علی بن ابیطالب علیہ
السلام علی الفردوس وھو جبل قد علا علی الجنۃ وفوقہ
عرش اللہ ومن تحتہ یتفجر انھار الجنۃ ویتفرق فی الجنۃ
اور حسن بصری نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہی وہ کہتے ہیں
کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب روز قیامت
ہوگا تو علی بن ابیطالب علیہ السلام فردوس پر تشریف لیجائینگے
کہ وہ ایک جبل ہی جنت سے بلند اور اسپر عرش الٰہی ہی اور اس سے
اس کوہ کے نہریں جنت کی جاری ہوئی ہیں اور ہر طرف بہشت میں
متفرق ہوئی ہیں وھو جالس علی کرسی من نور یجری بین یدیہ
التسنیم ولا یجوز احد الصراط الا ومعہ براءۃ لولایتہ
وولایۃ اھل بیتہ یشرف علی الجنۃ فیدخل محبیہ الجنۃ

ومبغضیہ النار اور اسوقت علی بن ابیطالب علیہ السلام نور کی کرسی پر بیٹھے ہونگے اور سامنے انکے تسنیم جاری ہوگا اور کوئی شخص پل صراط پر گذر نہ کرسکے گا جبتک کہ اسکے پاس نوشتہ اجازت اور ولایت ومحبت علی بن ابیطالب علیہ السلام اور ولایت انکے اہلبیت وعترت طاہرہ کا نہوگا اور علی بن ابیطالب علیہ السلام جنت کو مشاہدہ کرتے ہونگے پس اپنے محب اور دوستوں کو داخل جنت کرینگے اور اپنے دشمنوں کو داخل دوزخ فرمائینگے سبحان اللہ یہ مرتبہ حق سبحانہ تعالٰی نے ان حضرت کو عطا فرمایا ہے

یا علی ذات تو بت قل ھو اللہ احد	نام تو نقش نگین امر اللہ الصمد
لم یلد از مادر گیتی ولم یولد چو تو	لم یکن بعد از نبی شانت لہ کفواً احد
خوشا ما خوشا دین ودنیاے ما	کہ ہمچون علی ہست مولاے ما

اور حیات القلوب وغیرہ مین منقول ہے فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ شب معراج جب مین نے سیر کی جنت کی تو مین ایک درخت بزرگ کو دیکھا کہ اسمین بکثرت بار وثمر مانند پستان کے تھے اور بہت سے اطفال اُنسے مثل شیر مادر کے پیتے تھے اور مین نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اُس مقام مین دیکھا کہ جس بچے کے منھ سے وہ پستان چھوٹ جاتے تھے تو وہ جناب بکمال اُلفت ومہربانی پھر اُس بچے کے منھ مین رکھدیتے تھے یہ دیکھکر مین نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ یہان کیا کرتے ہین فرمایا کہ مین نے درگاہ رب العزت

کہ مجھے مربی و سرپرست اولاد شیعہ کا کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے میری
دعا کو قبول فرمایا اب مشغول اس کام میں ہوں اور یہ سب اطفال
شیر خوار شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ہیں اس درخت سے
خدا نے انکی غذا قرار دی ہی اور تمام میوہائے بہشت اور نعمات جنت کی
لذت اس سے پاتے ہیں سبحان اللہ یہ مرتبہ اطفال شیعہ کا ہی جو سیر
و سیراب دنیا سے رحلت کرتے ہیں اور والدین انکے ان بچوں کو یا عزیز
و اقربا خواہ انکے احباب غسل و کفن دیکر دفن کرتے ہیں اور بعد دفن
کے بھی انکی قبر پر پانی چھڑک دیتے ہیں چنانچہ زینت العباد وغیرہ میں
لکھا ہی کہ بعد دفن میت کے سنت ہی کہ اسکی قبر پر پانی گرائیں اسطرح سے
کہ جانب سر سے پانی گراتے ہوے طرف پا کے آئے اور جانب پا سے
طرف سر کے جاے اور گرنا پانی کا اول سے آخر تک منقطع نہو اور پانی
گرانے والا رو بقبلہ ہو اور جو پانی باقی رہے وہ وسط قبر پر چھڑک دے
آہ مومنین اب کیا حاجت بیان ہی تصور کیجیے کہ جب علی اصغر شیر خوار
تیر ستم کھاکے اور خون گلوے نازک سے نہا کے بہشت میں گیا ہوگا تو
حضرت ابراہیم علیہ السلام جد امجد کو اس بچے کے یہ حال دیکھکر کیا صدمہ
ہوا ہوگا آپ بھی یاد کیجیے اس شیر خوار کو جو تشنہ و گرسنہ عالم غربت و مسافرت
میں کس بیکسی و مظلومی سے صحراے کربلا میں روز عاشورا ہاتھوں پر
مظلوم کربلا کے تیر ستم سے شہید ہوا آہ جب اس شیر خوار کی تشنہ لبی اور
شہادت کا ذکر آتا ہی تو دل بیتاب ہو جاتا ہی کیونکہ کسی مذہب و

مات میں شیر خوار کا قتل کرنا جائز نہیں ہی ہاے افسوس اُسوقت اُس شیر خوار کے والدین کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہوگا کیونکہ اُس ہنگامہ میں نہ غسل و کفن کی مہلت و فرصت تھی اور نہ عزیز و اقربا زندہ تھے بلکہ سب جوانان ہاشمی ریگ گرم پر زخموں سے چور چور خاک و خون آلودہ پڑے تھے باوجود اسکے بروایت احتجاج طبری وغیرہ کے امام حسین علیہ السلام نے اُس شیر خوار کو بجاے غسل کے خون اُسکا ملا اور بعوض کفن کے ریگ صحرا ملی اور نوک شمشیر سے قبر کھود کر نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا اور خاک کو برابر کر دیا آہ اُن حضرت کو پانی کہاں میسر تھا جو بعد دفن کے اپنے فرزند کی قبر پر چھڑکتے مگر عوض پانی کے اپنے اشک سے قبر تر فرمائی اور بحار الانوار وغیرہ میں یوں منقول ہی کہ جب وہ شیر خوار تیر ستم سے شہید ہوا تو اُسوقت مظلوم کربلا نے بحسرت طرف آسمان کے نگاہ کی اور درگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاهِدُ عَلٰی هٰذَا الْقَوْمِ اَنَّهُمْ قَتَلُوا اَشْبَهَ الْخَلْقِ بِنَبِيِّكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص ثُمَّ قَالَ لَا يَكُوْنُ اَهْوَنَ عَلَيْكَ مِنْ فَصِيْلٍ بار الٰہا تو گواہ رہنا کہ اس قوم اشقیا نے کیا سلوک کیا ہی عترت رسول سے کہ قتل کیا ان اشقیا نے اُس شیر خوار کو جو تیرے حبیب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے مشابہ تھا بعد اسکے عرض کیا کہ خداوندا یہ فرزند دلبند میرا تیری درگاہ میں بچہ ناقہ صالح سے مظلومی میں کم نہوگا اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ

لما هو خير لنا خداوند اگر تونے اپنی نصرت و مدد کو ہمارے واسطے
حکم نہین دیا ہی تو عوض اسکے اس مصیبت و رنج کو ہمارے اور ہم
اہل بیت رسالت کے شیعون کے لیے زیادتی ثواب آخرت کا سبب
فرما شاید مقصود ان حضرت کا یہ ہو کہ بار الہا حسب خواہش ہمارے
اگر تونے نصرت و مدد کو موقوف رکھا ہی تو اسکے عوض جو چیز اس سے
بہتر ہو عطا فرما کیونکہ اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ حق سبحانہ
تعالی نے ان حضرت کو اختیار دیا تھا نصرت و شہادت مین مگر ان
حضرت نے شہادت اور لقاے الہی کو پسند فرمایا پس بعد اس دعا
کے اس فرزند کے ماتم مین نوحہ کرتے تھے اور زار زار رو کے
یون فرماتے تھے ؎

والله مالي أنس بعد فرقتكم	إلا البكاء وقرع السن من ندم

ای فرزند میرے قسم بخدا کہ تمہارے ماتم مین سواے اشک حسرت
بہانے اور کف افسوس ملنے اور دندان تاسف چبانے کے کوئی امر
دیگر از نظر نہین آتا ہی جو اس غربت و بیکسی اور تنہائی مین باعث
تسکین میرا ہو ؎

ولا ذكرت الذي أبدى الزمان لكم	إلا جرت أدمعي ممزوجة بدم

اور کبھی نہین یاد آتی ہین وہ مصیبتین جو انقلاب زمانہ سے تم پر گذری
ہین مگر بے اختیار اشک خونین میری آنکھون سے جاری ہوتے ہین
یعنی جب تمہارے مصائب یاد آتے ہین تو مین زار زار روتا ہون

آہ مومنین وہ کونسی مصیبتین تھین جنکو مظلوم کربلا یاد کرکے روتے تھے افسوس
مہمان بلاکر اشقیائے کوفہ و شام نے آل رسول کو عالم غربت و مسافرت
مین تین شبانہ روز کا بھوکا پیاسا بمکر و دغا شہید کیا اور بعد شہادت کے
لاشہائے پارہ پارہ ریگ گرم پر حرارت آفتاب مین پڑی رہین آہ
ایک طرف لاش جناب علی اکبر اور قاسم و عبداللہ کی پڑی تھی اور ایک
طرف لاش جناب عباسؑ کی تھی اور ایک طرف لاشہائے جوانان
ہاشمی کی خاک و خون مین غلطان تھین اور خاک صحرا اُڑ اُڑکے اُنکے
بدنہائے انور پر جمتی جاتی تھی اب مومنین غور کیجیے کہ جب اُس شیرخوار کو
خون آلودہ تیر ستم سے نحر کیا ہوا اور لبہائے نازک شدت تشنگی سے پژمردہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت مین دیکھا ہوگا تو کیا صدمہ ہوا ہوگا
اغلب کہ زار زار روئے ہونگے اور امام زین العابدین علیہ السلام تو
مدت العمر اُس شیرخوار کی تشنہ لبی اور شہادت کو یاد کرکے رویا کیے
اور حجت خدا بھی اُس شیرخوار کو زیارت ناحیہ مقدسہ مین یاد کرکے
فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الرَّضِیعِ الصَّغِیرِ سلام ہو اُس بچے شیرخوار پر
جو تشنہ لب تیر ستم سے شہید ہوا الغرض تفسیر ابن مسعود و عیاشی علیہ
الرحمہ مین منقول ہو کہ ہر ظالم و مظلوم زمانہ رجعت مین زندہ کیا جائیگا
اور اہل بیت رسالت اور شہدائے کربلا شکایت ظلم و ستم اشقیائے امت کی
خدمت جناب رسول خدا مین عرض کرینگے آہ جب علی اصغر شیرخوار
سامنے جناب رسول خدا کے حاضر ہونگے تو وہ حال اُس بچے کا دیکھکر

ان حضرت کا کیا حال ہوگا خصوصاً جبکہ وہ شیر خوار عرض کریگا کہ اے جد نامدار
مجھے تشنہ لب بیگناہ حرملہ لعین نے تیر ستم سے شہید کیا اور آپکی قرابت کا کچھ
لحاظ و پاس نہ کیا اسوقت سب ائمہ معصومین اس بچے شیر خوار اور شہدائے
کربلا کو خون آلودہ دیکھکر بشدت روئینگے اور واقعہ کربلا روز عاشورا
پیش نظر ہوجائیگا آہ مومنین اور بھی ایک شاہزادہ اپنے نانا سید المرسلین
شکایت اعدائے دین کی عرض کریگا کہ یا جداہ فریاد ہے مجھے اشقیائے
شکم مادر ہی مین ضرب دروازہ سے شہید کیا پس اسوقت سب ظلم و ستم
اشقیائے امت کے جو ان حضرات پر گذرے ہین زیر نظر ہوجائینگے الا

لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و ششم

قَالَ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ لِکُلِّ اِمَامٍ عَهْدًا فِیْ عُنُقِ اَوْلِیَائِهٖ
وَشِیْعَتِهٖ وَاِنَّ مِنْ تَمَامِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ زِیَارَةُ قُبُوْرِهِمْ
فقہ مین منقول ہے فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے تحقیق کہ ہر
امام کا ایک عہد وحق ہے انکے اولیا و شیعون کی گردن پر اور تمامی
وفا کی زیارت کرنا ان حضرات کے مشاہد اور قبور کا ہے فَمَنْ زَارَهُمْ
رَغْبَةً فِیْ زِیَارَتِهِمْ وَتَصْدِیْقًا بِمَا رَغِبُوْا فِیْهِ کَانَ اَئِمَّتُهُمْ
شُفَعَاءَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ پس جو مومن زیارت کرے ان حضرات کی
ساتھ رغبت خاطر کے اور از راہ تصدیق اس امر کی جانب جسمین انکی
خوشی ہو تو انکے ائمہ ہدیٰ شفاعت خواہ انکے ہونگے بروز قیامت

پس صاحب کتاب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زیارت ائمہ معصومین علیہم السلام کی سنت موکدہ ہی خصوصاً زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام میں بعضے علما قائل بوجوب ہوئے ہیں پس غنی کو چاہیئے ہر سال دو مرتبہ اور فقیر کو ایک مرتبہ کہ زیارت اُن حضرت کی کرے اگر عذر شرعی نہو ورنہ دین و ایمان اُسکا ناقص رہیگا اور جنت میں وہ درجہ نپائیگا جو مومن کامل کے لیے ہی چنانچہ اختصاص میں بسند معتبر منقول ہی کہ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے چار بہشت خدا کے ایسے ہیں کہ دو بہشت تو مخصوص ہیں مقربان الٰہی کے لیے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ واسطے اُس دو بہشت خدا کے جو اپنے پروردگار کے حساب و عقاب سے خائف ہو دو جنت ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ مراد اُس شخص سے ہی کہ جو خواہش دنیا میں اُسکے پیش آوے پس عذاب و عقاب خدا کو پیش نظر کرکے اُسکو ترک کرے اور کبھی معصیت میں آلودہ نہو اور خوف خدا اُسپر غالب ہو پس یہ دو بہشت ایسے ہی صدیقین اور مقربین کے لیے ہیں اور دو بہشت واسطے کل مومنین و مومنات کے ہیں جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہی وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ اور سوا اُن دونوں بہشت کے پست تر اُنسے اور دو جنت ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ پست ترسے مراد بحسب فضیلت و مراتب اور محل ہے نہ بحسب مکان کہ اہل اُسکا مرتبہ تحویل کو نہ ہو نچیگا نہ درجہ سناوی ہوگا اور یہ دو بہشت اصحاب یمین یعنے شیعیان امیر المومنین اور محبان

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے لیے ہین کہ اُنکے نامہ اعمال اُنکے دست راست
مین دیئے جائینگے اور بطفیل و برکت اُن حضرات کے یہ سب دونون
جانب عرش الٰہی کے رہینگے اور ان دو بہشت مین سے ایک کا نام
جنت نعیم ہی اور دوسرے کا نام جنت ماوےٰ ہی اور ان چارون
جنت مین انواع و اقسام کے میوے بعدد برگ درختان عالم اور
ستارہاے آسمان کے ہین اور ایک حصار اُنکے گرد کھچا ہوا ہی اور
اور طول اُسکا پانچسو برس کی راہ ہی اور ایک خشت اُسکی طلا کی ہی
اور دوسری نقرہ کی اور تیسری مروارید کی اور چوتھی یاقوت کی ہی
اور بجاے گل کے درمیان اُن اینٹون کے مشک و زعفران دیا ہی
اور اُسکے کنگرے نور کے ہین جو درخشان و تابان ہین اور اُسکی
دیوارون سے بسبب نہایت جلا و صفا کے عکس چہرہ کا معلوم ہوتا ہی
اور اُس حصار جنت کے آٹھ دروازے ہین کہ ہر دروازہ اُسکا دو در
رکھتا ہی اور بُعد و مسافت درمیان اُن درونکے ایک سالہ راہ ہی
اسپ تیز رفتار کی جو زمین ہموار پر دوڑے اور زمین بہشت مین بجاے
سنگ نقرہ خالص و صاف ہی اور خاک اُسکی ورس اور زعفران
کی ہی اور ورس ایک عمدہ علف و گیاہ ہی خوشبو دار مانند زعفران
کے اور خاک روبہ اُسکا مشک ہی اور سنگریزے اُسکے مروارید
و یاقوت ہین اور تخت اُسکے مروارید و یاقوت کے ہین چنانچہ حق
سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ

اہل جنت تخت و کرسیون پر تکیہ کیے ہونگے کہ غلاف اُن کرسیون کے بافتہ
حضرت فرماتے ہین کہ غلاف اُن کرسیون کے رشتہاے مروارید و یاقوت
سے ہین اور اُنپر حلّے مروارید و یاقوت کے نصب کیے ہین جو ریشم
اور حریر سے نرم تر اور سنور ہین اور اُن حلّون پر ایک دوسرے پر فرشہاے
نورانی بچھائین ہین کہ ارتفاع اُسکا بقدر ساٹھ غرفہ کے غرفہاے
دنیا سے ہی جیسا کہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ وَعَلَى
الْاَرَائِكِ يَنظُرُونَ اور فرشہاے مرتفع اور ارائک پر بیٹھے ہونگے
اور طرف جنت کے دیکھتے ہونگے حضرت فرماتے ہین کہ مراد ارائک سے
وہ کرسیہاے نور اور تخت جنت ہین جنپر حلّے ترتیب دیے گئے ہین اور
مؤمنین اُنپر تکیہ کیے ہوے طرف باغہاے بہشت اور نعماے جنت کے
نظر کرینگے بعد اسکے فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ میرے
جدّ امجد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہی کہ نہرہاے
جنت روے زمین جنت پر جاری ہونگی برف سفید و صاف تر شہد
سے شیرین تر اور مسکہ سے نرم تر اور گل ہر نہر کی مشک کی ہوگی اور
سنگریزے اُسکے مروارید و یاقوت سے ہونگے اور جسطرف دوستان خدا
ارادہ کرین اُسطرف وہ جاری ہونگی اور اگر تمام اہل دنیا کی
جن و انس سے ایک ہی روز مین ضیافت و دعوت کرین اور خلعت
بخشین تو اسقدر کھانے پینے کی چیزین قسم آب و طعام اور میوے
اور حلّے اور زیور وغیرہ سے اُنکے پاس حاضر و موجود ہوگا کہ سبکو

کافی ہوگا اور کچھ اُن نعمتوں سے کم نہو گا اور فرمایا اُن حضرتؑ نے درختہائے
بہشت کی شاخیں طلائے سرخ سے ہیں اور پوست شاخوں کے زبرجد سے
ہیں اور شاخیں مروارید سفید سے اور برگ حلہائے سبز سے اور رُطب
اُسکے نقرہ سے سفید تر ہیں اور شہد سے شیرین تر ہیں اور مسکہ سے
نرم تر ہیں کہ گُٹھلی نہیں رکھتے ہیں اور طول ہر خوشے کا چھ گز ہی اور بالا
پائیں تک باہم جُڑے ہوے ہیں اور جسقدر اُنمیں سے صرف میں آتے
ہیں فوراً پھر پیدا ہوتے ہیں کسیطرح کم نہیں ہوتے جیسا کہ حق سبحانہ
تعالےٰ فرماتا ہی لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ جنت میں میوے بکثرت
ہیں کہ نہ قطع و تمام ہوتے ہیں اور نہ اہل جنت اُنکے کھانے سے منع کیے
حضرتؑ فرماتے ہیں کہ رطب جنت بمقدار سبوہائے بزرگ کے ہی اور موز
اور انار جنت کے بقدر دلو بزرگ کے ہیں اور شاخیں اُنکی طلا سے ہیں
اور تھالے اُنکے دُر اور مروارید سے ہیں چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی
طُوبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبےٰ اُنکے واسطے ہی اور کیا خوب مرجع
و بازگشت ہی حضرتؑ فرماتے ہیں کہ طوبیٰ نام ایک درخت جنت کا
ہی اصل و بیخ اُسکی خانۂ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
میں ہی اور بُعد اور مسافت درمیان اصل و شاخ کے اسقدر ہی
کہ اگر کوئی مُرغ تیز پر اُسکی اصل سے شاخ تک پرواز کرے قبل
اسکے کہ شاخ تک پہونچے پر اُسکے گرجاوینگے اور ہر برگ پر اُسکے ایک
فرشتہ بیٹھا ذکر خدائے عزّ و جل کرتا ہی اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے

کہ جسمین انکی شاخ ہو اور شاخین انکی بیرون حصار بہشت سے دکھائی دیتی
ہین اور اہل جنت جو کچھ اُس درخت سے چاہین اقسام حلہ اور میوہ وغیرہ
سے اُس سے حاصل ہوگا اور جو کچھ اُس سے لینگے تو وہ چیز پھر اُسمین پیدا
ہوگی اسواسطے کہ دار دنیا مین اُن مومنین نے مال حلال سے اخذ و کسب
کیا اور راہ خدا مین صرف کیا اور اپنے مال کی زیادتی کو اپنے لیے آگے
بھیجدیا ہے پس اُن مومنین نے رستگاری اور فیروزی پائی اور ابد الآباد
نعمات جنت سے متنعم ہونگے پس جب مومنین داخل جنت ہونگے تو قامت
زیبا انکا تیس گز ہوگا مانند قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام کے
اور ہیئت انکی جوانی مین مانند حضرت موسی اور عیسی علیہما السلام کے
تینتیس سال کی دکھائی دیگی اور لسان انکی بلسان حضرت سید انبیا محمد
مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ بلغت عربی ہوگی کہ زبان عربی مین کلام کرینگے
اور حسن اور جمال مین مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے ہونگے کہ
ہمیشہ انکے منہہ اور چہرہ سے نور ساطع ہوگا اور دل انکے مثل قلب حضرت
ایوب علیہ السلام کے ہونگے کہ حسد و کینہ اور بغض و عداوت وغیرہ
صفات ذمیمہ سے پاک و صاف ہونگے سبحان اللہ یہ مرتبہ تو اُن مومنین
کو حاصل ہوگا کہ جنھون نے دار دنیا مین طاعت خدا اور فرمان برداری
کی ائمہ ہدی علیہم السلام کی اور مال حلال سے کسب کیا اور راہ خدا مین
مثل حج و زیارت ائمہ ہدی اور خمس و زکوۃ وغیرہ کے صرف کیا پس
کیا مرتبہ ہوگا آخرت مین اُن بزرگوارون کا جنھون نے مال حلال اپنا

اور اولاد اور جان عزیز اپنی راہ خدا میں روز عاشورا مظلوم کربلا غریب
نینوا نے مقتول ظلم وجفا مصاحب العاشقہ والرد السید الشہداء

	ور یگانہ دریائے مجمع البحرین		بجون طپیدہ کرب وبلا امام الحسین	

علیہ السلام پر فدا و نثار کی اور نصرت و مدد میں اُن حضرت سے کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور وقت آخر تک اُس جناب کی زیارت سے
مشرف ہوئے چنانچہ محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب مسلم بن عوسجہ
اسدی رحمہ اللہ میدان کارزار میں بسبب زخمہائے کاری کے مرکب سے
زمین پر گرے تو اُسوقت نعرہ کیا اور آواز دی یَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ اَدْرِکْنِی
ای فرزند رسول خدا میری خبر لیجیے پس یہ سنکر فوراً حضرت امام حسین
علیہ السلام بالین پر اُنکے تشریف لائے اور حبیب بن مظاہر اسدی
رحمہ اللہ بھی اُن حضرت کے ہمراہ تھے اور اُسوقت پہونچے کہ ہنوز ایک
رمق جان اُس باوفا میں باقی تھی پس حضرت نے فرمایا رَحِمَكَ اللّٰهُ
یَا مُسْلِمُ فُزْتَ بِالشَّهَادَةِ وَاَدَّيْتَ مَا عَلَيْكَ ای مسلم حق سبحانہ
تعالیٰ رحمت اپنی تم پر نازل کرے کہ تو سعادت شہادت پر فائز ہوا
اور جو حق تم پر تھا وہ بخوبی ادا کیا اور ہم بھی بعد تمھارے آتے ہیں
اور باہم خدمت بابرکت جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ علیہما السلام
میں حاضر ہونگے مسلم رحمہ اللہ نے جو ہیں یہ کلام اُن حضرت کا سنا اور
معلوم کیا کہ بالین سر اُنکے امام حسین علیہ السلام ہیں تو غش سے آنکھیں
کھولکر زیارت آخری کی اپنے سید مظلوم کی اور متبسم ہوکر عرض کیا

خوشا بحال اُس قافلہ کے کہ جسکا قافلہ سالار آپ ایسا بزرگوار ہوا اور خوشا وہ راہ کہ جسکا آپ ایسا ہادی ہمراہ ہو بعد اسکے حبیب بن مظاہر نے کہا ای مسلم بہت دشوار ہی مجھپر کہ تمکو اس حال سے خاک و خون مین آلودہ دیکھون اَبشِرِ الجَنَّۃَ بشارت ہو تمکو جنت کی یہ سنکر مسلم نے کہا حق سبحانہ تعالے تمکو بھی بشارت بخیر دے پس حبیب نے کہا ای مسلم اگر مین جانتا کہ بعد تمھارے مین زندہ رہونگا تو مین ضرور کہتا کہ جو کچھ وصیت کرنی منظور ہو وہ کرو لیکن مین یقین رکھتا ہون کہ اسی ساعت و لحظہ مین جام شہادت سے سیراب ہو کر مین تمسے ملحق ہونگا یہ سنکر مسلم نے آواز ضعیف کہا ای حبیب وصیت میری یہ ہی کہ نصرت و مدد اور جان نثاری فرزند رسول خدا دلبند علی مرتضیٰ جگر گوشہ فاطمۂ زہرا علیہم السلام سے تم دست بردار نہو نا یہانتک کہ جان اپنی اُن حضرت پر فدا و نثار کرو حبیب نے کہا قسم بخدا انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا یہ سنکر مسلم نے حبیب کو دعا دی اور طرف امام حسین علیہ السلام کے متوجہ ہو کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ مین رخصت ہوتا ہون اور طرف جنت کے جاتا ہون تاکہ سلام آپکا آپکے جد امجد کی خدمت مین پہونچاؤن اور آپکے پدر بزرگوار کو اِس حال سے خبر دون پس آنکھین بند کین اور راہی جنت ہوئے اور حضرت اُس باوفا کی اتنی مفارقت پر متاسف ہوئے بعد اسکے ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ کا ایک فرزند نوجوان مع اپنی مادر کے ہمراہ اپنے باپ کے کربلا مین تھا

جب اُس سعادتمند نے اپنے پدر بزرگوار کو شہید ہو کر خاک و خون میں
غلطان دیکھا تو طرف میدان قتال کے متوجہ ہو کر عازم جہاد ہوا امام
حسین علیہ السلام نے فرمایا اے جوان صالح باپ تیرا ابھی ہماری نصرت
و مدد میں شہید ہوا اگر تو بھی شہید ہو گا تو ماں تیری بیکس و ناچار ہو گی یہ
سنکر اُس نوجوان نے چاہا کہ واپس ہو آہ مومنین روز عاشورا کیا روز
بیکسی و مصیبت تھا مظلوم کربلا پر جو عورات سے بھی نہ دیکھا جاتا تھا اُسکی
ماں نے اُس نوجوان کی بیتاب ہو کر آواز دی اور کہا اے فرزند اگر اس
ہنگامۂ کارزار سے تو واپس آیا اور جان اپنی فرزند رسول خدا دلبند
علی مرتضے جگر گوشہ فاطمہ زہرا علیہم السلام پر فدا و نثار نہ کی تو میں حق
اپنے شیر کا نہ بخشوں گی یہ سنکر وہ نوجوان اجازت جہاد حاصل کرکے
متوجہ میدان قتال ہوا اور ماں اُسکی پیچھے پیچھے ترغیب و تحریص جہاد
اور نصرت و مدد فرزند رسول خدا کی کرتی ہوئی چلی جاتی تھیں اور
کہتی تھیں اے فرزند خون اپنا نصرت و مدد امام حسین علیہ السلام میں
بہا و تا تو سعادت ابدی کو پہونچے اور شدت تشنگی کا کچھ اندیشہ مت کر
کہ ابھی دست اقدس ساقی کوثر سے سیراب ہو گا پس اُس زن صالحہ
نے اپنے فرزند کو مقابل لشکر اعدا کے پہونچایا اور اُس شیر دلاور نے
اُس قوم اشقیا پر حملہ کرکے بیس شقی کو فی النار کیا آخر ان اشقیا نے
ہر طرف سے گھیر کے تیر و نیزہ و تلوار سے زخمی کرکے شہید کیا اور سر
اُس نوجوان کا کاٹ کر سامنے اُسکی مادر ستم رسیدہ کے پھینکدیا پس

اُس مظلومہ نے سر اپنے فرزند کا اُٹھا لیا کبھی اپنے سینے سے لگاتی تھین
اور پیار کرتی تھین اور کبھی چہرۂ نورانی کو اپنے فرزند کے بحسرت دیکھتی
تھین اور خاک و خون صاف کرتی تھین اور زار زار روتی تھین اور
کہتی تھین مرحبا اے فرزند تو سعادت ابدی کو فائز ہوا اور اپنی مان کو
راضی و خوشنود کیا راوی کہتا ہے کہ اُسوقت جو شخص حال اُس
ضعیفہ کا دیکھتا تھا زار زار روتا تھا حضرات نوجوان فرزند کا مرنا
عالم بیکسی مین سخت ترین مصیبت ہے تصور کیجیے کہ اُس ضعیفہ کے جگر کا
کیا حال ہوا ہوگا مگر اتنا تو اُس دردرسیدہ کو ممکن ہوا کہ اپنے
فرزند کے سر کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور خاک و خون صاف کیا
آہ افسوس ہزار افسوس حال بیکسی و مظلومی پر مادر جناب علی اکبر
شبیہ پیغمبر اور شاہزادہ قاسم و عبداللہ اور عون و محمد کے کہ اُن ستم
رسیدون نے بعد شہادت سید الشہدا کے سرہاے انور اپنی اولاد
و اقربا کے نیزہ ہاے طویل پر دیکھے آہ گیسوے مشکین اُنکے خاک
و خون مین آلودہ دیکھے ہاے افسوس اعدا نے اُن ستم رسیدونکو
اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے نوجوان فرزندون کے سرون کو سینہ سے
لگائین اور پیار کرین اور خاک و خون صاف کرین بلکہ اشقیاے
کوفہ و شام نے اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ اور چادرین چھین لین
اور خیمون مین آگ لگائی آہ اُس تلاطم عظیم مین بچے فریاد کرتے تھے
اور کوئی فریاد رسی اُنکی نہ کرتا تھا چنانچہ اُسوقت کی مصیبت کو

حجت خدا از زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ البَارِزَاتِ سلام ہو ان مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور بظلم و ستم خیمون سے نکالی گئین تَلْقَی وُجُوہُہُنَّ حَرَّ الھَاجِرَاتِ آہ حرارت و تیزی آفتاب سے چہرے اور رخسار انکے جلتے تھے اور وصال شیرازی مرثیہ مظلوم کربلا مین یون کہتے ہین منجملہ اُسکے چند شعر یہ ہین

دریغ آن ساقی محشر کہ شیر در کامش	دریغ آن تازہ داماد عروس بے سر انجامش
دریغ از آن علمدار وفا کیش لب تشنہ	کہ مشکش خشک بر دوش و از آن خشکیدہ ترکامش
دریغ آن شیر خوارہ اصغر گسستہ حلقومش	دریغ آن ماہ پارہ اکبر شکستہ اندامش
پسر از تشنگی نوشیدہ آب از چشمہ خنجر	پدر از حوض جنت آب کوثر بودہ در جامش
دریغ آن دختران نوحہ افتادہ در بندش	دریغ آن خواہران بیکس افتادہ در شامش

اور وقار کہتے ہین ـــ

از کوفہ شان حدیث کنم یا ز شام شان	بسیار بود غم نشمرم از کدام شان
از حالت اسیری ایشان بکربلا	یا بیکسی و خستگی راہ شام شان
یک قصہ از مصیبت شان کی شود تمام	گر صد ہزار نامہ نویسم بنام شان

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و نہم

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ آدَمَ صَفْوَۃِ اللہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ نُوحٍ نَبِیِّ اللہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اِبْرَاھِیْمَ

خلیل اللہ تحفۃ الزائرین میں یہ فقرات زیارت جناب امام حسین
علیہ السلام کے حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہیں جنکا ترجمہ
یہ ہی سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت آدمؑ کے جو برگزیدۂ خدا تھے
سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت نوح نبی اللہ کے سلام ہو آپ پر
اے وارث حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ
مُوسٰی کَلِیْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا وَارِثَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیِّ اللّٰہِ سلام ہو آپ پر اے وارث
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت عیسیٰ
روح اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت محمد مصطفےٰؐ حبیب
اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب
ولی اللہ کے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے جو معجزات و کرامات اور
شرف و بزرگی تمامی انبیا و اوصیا کو عطا فرمائے تھے اُن سب کے
وارث بعد اپنے پدر بزرگوار اور برادر نامدار کے جناب امام حسین
علیہ السلام ہوئے کیونکہ وہ حضرات مخزن اسرار الٰہی تھے اور جو
مصائب انبیا و اوصیا پر گذرے وہ سب اُن حضرت پر گذرے اور
کُل کے وارث ہوئے کیونکہ خاصان خدا اِس دار دنیا میں ہمیشہ
مبتلا بلا رہے ہیں جیسے اُنکے مراتب عالیہ تھے ویسا ہی امتحان سخت
لیا گیا ہے بلکہ کچھ مصائب مخصوص ہیں جو مظلوم کربلا غریب نینوا نے

مقتول ظلم و جفا سید الشہدا اسلوب العمامۃ والرداء ؎

در یگانۂ دریاے مجمع البحرین	بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام پر گذرے ہین جیسا کہ وصال وغیرہ مرثیہ مین اُن حضرت
نے کہتے ہین منجملہ اُسکے چند شعر یہ ہین ؎

آن بلاہائیکہ از روزِ ازل	گشت نازل از خداے لم یزل
بر گروہِ انبیاؑ و مرسلین	تا زمانِ رحمۃٌ للعالمین
جملہ را با دیدۂ دل دیدمش	پیش عقل خویشتن سنجیدمش
انچہ بر پیغمبران یکسر گذشت	جملہ بر فرزند پیغمبر گذشت
بلکہ از پیغمبران در ہر بلا	بیشتر بودش بلاے کربلا
گو تحکم و انصاف میخواہم در آن	انچہ او دید و ہمہ پیغمبران
آدمؑ از جنت اگر مہجور ماند	او ز جدِ خویش و یثرب دور ماند
ہر جفا کان موسی از فرعون دید	این دو صد چندانِ آن دید از یزید
موسیؑ ار در تیہِ حیرت راندہ بود	این بدشتِ کربلا در ماندہ بود
بود در غوغاے فرعون از تبار	یارِ موسیٰ در عدد ششصد ہزار
لیک بُد یارِ امامِ محترم	بیش از ہفتاد و از ہشتاد کم
خصمِ موسیٰ شد ہلاک از آبِ نیل	خصمِ این بے آب کرد او را قتیل
ہمچو یحییٰ بیگناہے کشتہ گشت	شد سرِ او ہمچو یحییٰ زیبِ طشت
خصم اگر ہمچو عیسیٰ را بدار	شد سرِ او بر سنان در ہر دیار
کشتہ شد جرجیسؑ اگر ہفتاد بار	کشتہ شد او نیز با ہفتاد یار

چون نبیؐ دندان او آسیب یافت ‌ ‌ ہمچو حیدرؑ تا زمین فرقش شگافت
چون حسنؑ صد پارہ گشت او را جگر ‌ ‌ لیک از تیغ و سنان خاکم بسر
این بلاہے انبیا و اولیا ‌ ‌ کہ ہمہ آمد بشاہِ کربلاؑ
وانچہ شاہِ کربلا افزون کشید ‌ ‌ گو ہمیت آنا تو نتوانی شنید
بوالبشرؑ از یک پسر افزون نداد ‌ ‌ کودکِ گہوارہ را در خون نداد
نوحؑ از طوفان بجز باران ندید ‌ ‌ بر سرش تیرِ بلا باران ندید
کشتیش آمد سلامت بر کنار ‌ ‌ او کجا در بحرِ خون شد غوطہ خوار
آتشِ ابراہیمؑ را شد گلستان ‌ ‌ پیکرش چون گل نشد چاک از سنان
چون فدا آمد ذبیح اللہ بہشت ‌ ‌ وان فدائے او حسینؑ واکبرؑ است
یوسفؑ از یعقوبؑ چندے دور شد ‌ ‌ قاسمؑ از حجلہ بجاہِ گور شد
بیکر ایوبؑ اگر رنجور گشت ‌ ‌ آخر آن رنجوری از وے دور گشت
پیکرے ز تیرِ کین تنش غربال شد ‌ ‌ از سم اسپان کجا پامال شد
موسیٰؑ اندر تیہ حیران شد ولے ‌ ‌ مائدہ اش از آسمان آمد ولے
نہ گرسنہ ہمرہان نہ تشنہ دید ‌ ‌ نہ بتن تیر و سنان و دشنہ دید
انچہ آمد بر حسینؑ ہیچ نہ دید ‌ ‌ داد یحییٰؑ یک سر و اینہا ندید
شد مسیحؑ از دارِ خصمان بر فلاک ‌ ‌ شد از ایشان نیز افغان بر فلاک

بعد اسکے شاعر ارواحِ مقدسہ انبیا کیطرف خطاب کر کے عجب مضمون جگر خراش کہتا ہے

بالله اے پیغمبران گرچہ بسے ‌ ‌ جور دیدید و جفا از ہر کسے
از شما ہم کودکانِ شیر خوار ‌ ‌ کشتہ شد وانکہ در آغوش و کنار

از شما ہم بین چشم خویشتن — پارہ پارہ گشت ہفتاد و دو تن
ہیچیک از امتِ گمراہ دید — آتش اندر خیمہ و خرگاہ دید
ہیچیک دید از صغیر و از کبیر — خواہران و دختران خود اسیر
ہیچیک دید از اہل ستم — غارت و قتل و اسیری را بہم
از شما گر سرے شد زیب طشت — سگے زچوب خیزران آزردہ گشت

آہ آہ اس مصیبت کو حجت خدا زیارتِ ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغرِ المَقرُوعِ بِالقَضِیبِ سلام ہو اُن لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی۔ اَلسَّلَامُ عَلَی البَدَنِ السَّلِیبِ سلام ہو اُس بدنِ اطہر پر جسکا لباس لوٹا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہم

فِی البِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہُ قَالَ قَالَ جَدِّی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیلُ العَبرَۃِ مَا ذُکِرتُ عِندَ مُؤمِنٍ اِلَّا بَکیٰ وَاغتَمَّ قَلبُہُ لِمُصَابِی۔ بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ فرمایا میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے کہ میں وہ کشتۂ گریہ و بکا ہوں کہ نہ لیا جائیگا نام ہمارا آگے کسی مومن کے مگر یہ کہ آنکھ سے اُسکی آنسو میری مصیبت پر جاری ہونگے اور دل اُس مومن کا میری مصیبت پر ضرور محزون و مغموم ہوگا جیسا کہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ انبیا و اوصیا جب نام حسین لیتے تھے

تو دل انکا محزون و مغموم ہوتا تھا اور مصیبت خامس آلِ عبا کی سنکر زار زار روتے تھے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں باشاید مراد اُن حضرت کی یہ ہو کہ میں وہ کشتہ گریہ وزاری ہوں کہ رُلا رُلا کر قتل کیا جاؤنگا و حتی مومنین کیسا رُلایا اشقیاے امت نے اُن حضرت کو بروز عاشورا آہ کبھی لاشہاے اصحاب پر روتے تھے اور ایک ایک کا نام لیکر فرماتے تھے اَیْنَ اَیْنَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ اَیْنَ اَیْنَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَۃَ ہاے افسوس کہاں ہیں کہاں ہیں حبیب بن مظاہر اور مسلم بن عوسجہ اور سب اصحاب باوفا ہمارے اور کبھی لاشہاے اقربا اور اولاد پر روتے تھے اور فرماتے تھے اَیْنَ اَیْنَ اَخِیْ اَبُو الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ اَیْنَ اَیْنَ قَاسِمٌ وَعَلِیُّ نِ الْاَکْبَرُ ہاے افسوس کہاں ہیں کہاں ہیں بھائی میرے قوت بازو ابو الفضل العباس علمدار لشکر اور کہاں ہیں قاسم و علی اکبر اور عون و محمد اور جعفر کہاں ہیں اور کبھی علی اصغر شیرخوار کی شہادت پر روتے تھے جو تشنہ لب ہاتھوں پر اُن حضرت کے تیر ستم سے شہید ہوا اور کبھی غربت و بیکسی اور اسیری اہل بیت کو یاد کرکے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے مَنْ لَکِ بَعْدِیْ یَا زَیْنَبُ وَیَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَیَا سُکَیْنَۃَ اے بہن زینب اور اے ام کلثوم اور اے پارہ جگر سکینہ اور اے فاطمہ کون بعد میرے تمہاری حمایت و سرپرستی کریگا اور کون ظلم و ستم اعدا سے بچائیگا اُسوقت کے حال میں ارشاد او رلہوف میں منقول ہے فَنَظَرَ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ یَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِہٖ وَاَعْوَانِہٖ بعد اسکے وہ جناب اپنے داہنے اور بائیں طرف

بحسرت و یاس دیکھنے لگے پس کسیکو اپنے اصحاب و اقربا اور اعوان و انصار سے
نپایا آہ وہ سب جان نثار و وفاشعار خاک و خون مین آلودہ زخمون سے
چور چور ریگ گرم پر پڑے تھے اور درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے تھے پس مظلوم
کربلا اپنی بیکسی و تنہائی اور مفارقت اصحاب و اقربا پر بشدت روئے
اور باواز بلند بنابر اتمام حجت کے استغاثہ کیا اور فرمایا ھَلْ مِنْ ذَابٍّ
یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللہِ ؐ آیا ہی کوئی دفع کرنے والا کہ اس آفت
وبلا کو حرم رسول خدا سے دور کرے چنانچہ ابو مخنف نے نقل کیا ہی کہ عوض
فریادرسی کے اشقیاے کوفہ و شام نے ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر باران
کیا اور نیزہ و شمشیر سے مجروح کیا اور کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا یہانتک کہ
زخمی کرکے ذوالجناح سے منہ کے بھل زمین گرم پر صحراے کربلا مین گرادیا
اُسوقت زبان اطہر شدت تشنگی سے چباتے تھے اور باواز ضعیف العطش
العطش فرماتے تھے آخرکار اُس تشنہ لب کو پیاسا ہی شہید کیا الغرض
بحار الانوار مین منقول ہی کہ جناب صادق علیہ السلام دعا مین فرماتے
تھے بارالٰہا رحم کر اُس آواز پر جو ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت مین
بلند ہوا اور رحم کر اُس رخسارہ پر جسپر ہماری مصیبت مین آنسو جاری ہوئے
پس حضرات خوشا بحال آپکے خوب گریہ و بکا کرتے ہین آپ اُس مظلوم
کی مصیبت پر جسکا دار دنیا مین رونے والا نہ مان ہی نہ باپ ہی اور
راضی و شاد کرتے ہین آپ ارواح مقدسہ جناب رسول خدا اور علی
مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام کو خدا آپ پر رحم کرے

خدا آپ پر رحم کرے آپ پرسا دیجیے اُن حضرت کو سید الشہدا مظلوم کربلا غریب
نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والرّدا جناب امام حسین علیہ السلام
اسطرح سے جیسا کہ زیارت آخر روز عاشورا میں وارد ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکَ الْعَزَآءَ فِیْ وَلَدِکَ الْحُسَیْنِ ؑ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکِ الْعَزَآءَ
فِیْ وَلَدِکِ الْحُسَیْنِ ؑ سلام ہو آپ پر یا رسول اللہؐ اور اے فاطمہ زہراؑ
حق سبحانہ تعالی احسن و نیک کرے عزا آپکا آپکے فرزند حسین مظلوم کے
بارے میں یعنے بہترین تسلی اور جزا اس مصیبت عظمی میں عطا فرمائے اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکَ الْعَزَآءَ فِیْ وَلَدِکَ
الْحُسَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکَ
الْعَزَآءَ فِیْ اَخِیْکَ الْحُسَیْنِ ؑ حضرات یہ فقرات تو ماثورہ ہیں
اور مقتضائے محبت و دینداری یہ ہی کہ آپ اصل ماتمدار امام زمانؑ کو
بھی اُن حضرت کے جد مظلوم کا اسیطرح سے روتے ہوئے پرسا دیجیے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکَ الْعَزَآءَ فِیْ جَدِّکَ
الْحُسَیْنِ ؑ کیونکہ جد بزرگوار اُن حضرت کے بکمال مظلومی و تشنہ لبی
روز عاشورا شہید ہوئے اور بعد شہادت کے لباس لوٹا گیا اور لاش
بے سر کئی روز تک خاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرائے کربلا پر
زخموں سے چور چور بے دفن پڑی رہی نہ غسل دیا گیا نہ کفن ملا نہ جنازہ
اُٹھایا گیا جیسا کہ ان فقرات زیارت مفجعہ سے ظاہر ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

یا من دمہٗ غسلہٗ وشیبتہٗ قطنہٗ والتراب کافورہٗ سلام ہو
آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے ہوا اور ریش مبارک
بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی ونسیج الریاح
اکفانہٗ والقناۃ الخطی نعشہٗ وفی قلوب من والاہ قبرہٗ
اور بعوض پارچہ ہائے کفن کے ریگ صحرا ہوئی جو اُڑ اُڑ کے اُس مظلوم کی
لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر
رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے قبر اُس شہید راہ
خدا کی ہوئی مومنین مقام تصور ہے کہ جو سر اقدس آغوش رسول خدا
اور فاطمہ زہرا میں رہا جسکے لب و دندان انور کے بوسے لیتے تھے جسکے
گیسوے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے دھوتے تھے اور گرد
وغبار صاف کرتے تھے ہائے افسوس وہ سر انور تنور خانہ خولی میں
خاک آلودہ ہوا کبھی صندوق میں بند کیا گیا کبھی درخت پر لٹکایا گیا کبھی
دروازہ پر نصب کیا گیا کبھی طشت طلا میں رکھکر زیر تخت رکھا گیا اور
سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا اور وہ اشقیا
کمال عداوت چھڑی سے بے ادبی کرتے تھے

أين الرسول وثغر كان يرشفه	يدقه بقضيب كف مجترئ

ہائے افسوس کہاں ہیں جناب رسول خدا تا دیکھیں اُن دندان انور
کہ جنکے بوسے لیا کرتے تھے آہ اُنپر ایک ظالم شراب خوار چھڑی لگاتا تھا
آہ اِس مصیبت کو حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں

السَّلَامُ عَلَى الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو اُن لب و دندان انور پر جنپر چھڑی لگائی گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پچاسویں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ ○

حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے روز قیامت کچھ منہ نورانی اور خندان و فرحناک ہونگے اور بشارت دیئے جائینگے ساتھ نعمائے جنت کے مومنین حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ایسے اصول و قواعد معین و مقرر فرمائے ہیں کہ جنسے تمیز و فرق ہو جائے درمیان حدیث حق و باطل کے منجملہ انکے یہ ہے کہ جو حدیث نبوی کسی آیہ کریمہ کے موافق و مطابق اور مشابہ ہو وہ صحیح ہے کیونکہ کلام اُن حضرت کا قرآن سے مقتبس ہوتا تھا ورنہ وہ مصنوعی اور مخترعہ ہے چنانچہ بطور مثال کے یہ حدیث نبوی جو موافق اس آیہ کریمہ کے ہے لکھی جاتی ہے فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّہَا ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے تمام آنکھیں اہل محشر کی گریاں ہونگی مگر وہ آنکھ وار دنیا میں

رونی ہوگی مصیبت پر میرے نور عین حسین ؑ کے پس صاحب اُس چشم کا اُس روز
خندان و فرحناک ہوگا بسبب نعمائے جنت کے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے
رونے کا مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کے پس حضرات گریہ و بکا کیجیے
اُس مظلوم کی مصیبت پر کہ جسکی مصیبت پر انبیا و اوصیا اور ملائکہ روئے ہیں

الا نوحوا وضجوا بالبکاء — علی السبط الشہید بکربلاء
الا نوحوا بسکب الدمع حزنا — علیه وامزجوه بالدماء

آگاہ ہو ای تکرار و نوحہ اور نالہ و فریاد کرو مصیبت میں فرزند سید الانبیا
کی اشقیائے امت نے اُس مظلوم کو زمین کربلا پر پیاسا شہید کیا اور ای
دوستو نوحہ و زاری کرو اور اُس مظلوم کی مصیبت پر از روے حزن
و غم کے اشک خونین آنکھوں سے جاری کرو جو عالم غربت و مسافرت
میں شہید کیا گیا ہے

الا نوحوا علی من قد بکاہ — رسول اللہ خیر الانبیاء
الا نوحوا علی من قد بکاہ — علی الطہر خیر الاوصیاء

آگاہ ہو ای عزادار و نوحہ و بکا کرو اُس مظلوم و غریب الوطن پر
کہ جسکی مصیبت و غربت پر روئے بہترین انبیا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ اور ای دوستو نوحہ و بکا کرو اُس تشنہ لب پر کہ جسکی مصیبت پر
روئے بہترین اوصیا جناب علی مرتضی علیہ السلام چنانچہ محرق القلوب
میں ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سب اصحاب ہمراہ رکاب
حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے

متوجہ غزوہ صفین تھے پس جب ہم وارد زمین کربلا ہوئے تو اُن حضرت نے ایک ساعت تک اُس زمین کیطرف بغور نگاہ کی اور چشمہائے انور سے آنسو بہکر ریش اقدس پر جاری ہوئے وَقَالَ هٰذَا مُنَاخُ رِكَابِهِمْ وَهٰذَا مُلْقٰى رِحَالِهِمْ وَهٰهُنَا تُرَاقُ دِمَاءُهُمْ اور فرمایا یہ جگہ اُنکے اُترنے کی ہے اور یہ جگہ اُنکے خیموں کی ہے جنمیں اُنکا اسباب ہوگا اور یہاں اُنکے خون گرائے جائینگے پس اُس زمین کی طرف خطاب کیا اور فرمایا طُوْبٰى لَكِ مِنْ تُرْبَةٍ تُرَاقُ عَلَيْهَا دِمَاءُ الْاَحِبَّةِ خوشا حال تیرا اے زمین کربلا کہ تجھپر دوستان خدا کا خون بہایا جائیگا اور تجھ میں شہدائے راہ خدا کی خوابگاہ اور مدفن ہوگا بعد اسکے اُن حضرت نے فرمایا اے ابن عباس اگر پہچانے تو اِس مقام کو جیسا کہ میں پہچانتا ہوں تو ہرگز تو گذر نہ کرتا اِس جگہ سے جبتک کہ مثل میرے رونے کے نہ روتا یہ فرماکر وہ جناب اسقدر روئے کہ تمام ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی اور مثل اشک سینہ اطہر پر جاری ہوئے وَقَالَ اٰهٍ اٰهٍ مَالِيْ وَلِاٰلِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَالِيْ وَلِاٰلِ الْحَرْبِ وَحِزْبِ الشَّيْطَانِ وَاَوْلِيَاءِ الْكُفْرِ وَالْعُدْوَانِ اور فرمایا آہ آہ ہمکو کیا کام ہے آل ابوسفیان اور آل حرب اور لشکر شیطان سے اور مجھے کیا کام ہے اولیائے کفر و عدوان سے یہ فرماکر متوجہ ہوئے طرف اپنے فرزند دلبند کے وَقَالَ اِصْبِرْ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَقَدْ يَلْقٰى اَبُوْكَ مِثْلَ الَّذِيْ تَلْقٰى مِنْهُمْ اور فرمایا صبر کر اے ابو عبد اللہ الحسینؑ کہ تمہارے باپ کو بھی

اتنے اشقیائے امت کہ دنیا بھر میں نہ ہونگے جیسا کہ تمکو ہو نگے میرے بیٹے بھی شہید کرینگے اور تمکو بھی شہید کرینگے آہ آہ جب وہ وقت آیا جسکے تصور میں جناب امیر المومنین ع رو تے تھے تو یہ حال تھا جیسا کہ مقبل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ؎

روایت است کہ چون تنگ شد دران میدان	فتاد از حرکت ذوالجناح در جولان
شہ سید شہدا بر قتال طاقت داشت	نہ ذوالجناح دگر تاب استقامت داشت
روایت است کہ بر پیکر شہ دیجود	ہزار و نہ صد و پنجاہ و یک جراحت بود

اب خیال کیجیے کہ جس مظلوم کے جسم انور پر زخمہائے نیزہ و تیر اور شمشیر اس کثرت سے لگے ہونگے اسکے بدن سے کسقدر خون مثل فوارہ کے جاری ہوا ہوگا اور ضعف و ناتوانی کا کیا حال ہوگا

پیادہ گشت دران حال سبط پیغمبر	کشود قائمہ ذوالفقار را از کمر
فگند اسلحہ حرب را بجانب زین	نشست سرور لب تشنگان بروی زمین
خطاب کرد سوی ذوالجناح کہ تو من	ببین بحالت من در میانہ دشمن
نمی شود دگرم قسمت سواری تو	رسید بار بمنزل ز جد و باری تو

لیکن ای اسپ وفادار اب ایک وصیت میری تجھ سے ہے

کشودن سالم مراد قلان خیز رسان	بآن حریم کہ جدم رسول داد نشان

مگر ای باوفا جب تو وہاں سے واپس آئیگا تو مجھے خاک و خون میں غلطان اور شہید پائیگا بس تجھے اجازت دیجاتی ہے کہ پیشانی اپنی خون آلودہ کر کے سرخرو میرے اہل بیت کے پاس حاضر ہوتا اور سلام میرا میرے فرزند

بیمار کو پہونچانا اور جب پہنچے اہل بیت میرے اس حال سے دیکھیں گے تو زار زار روئینگے اور خیمے سے باہر نکل آئینگے پس تو اہل حرم کو رونے اور نالہ و فریاد کرنے سے منع کرنا پس جب یہ کلام مظلوم کربلا ذوالجناح سے فرما چکے تو اسوقت اس جناب کو طاقت بیٹھنے کی بھی نہ تھی پس ذوالجناح باعجاز سید الشہدا فوراً روانہ ہوا مگر افسوس صد ہزار افسوس اسی اثنا میں اعدا نے ان حضرت کو پیاسا شہید کیا اور فکر تاراج خیمہائے اہل حرم کر رہے تھے ؎

لگد گردید و از روی وحشت پیدا شد　　نشیب گردد از آتش الجناح پیدا شد
چو ذوالجناح سراسیمہ باد چشم پر آب　　کشادہ بال پرو زین برنگ عقاب
بدین طریق نگاہ بو کنان زراہ رسید　　صف سپاہ شکستہ بقتلگاہ رسید

آہ جب وہ اسپ باوفا قتلگاہ میں پہونچا تو لاشہائے شہدا میں لاش اطہر سید الشہداء کو تلاش کرتا تھا پس جب لاش پارہ پارہ کو پایا تو کبھی لہو سونگھتا تھا اور کبھی پاہائے اقدس پر منھ ملتا تھا اور روتا تھا۔

غرض بخون شہ تشنہ سر و رو مالید　　بدین صفت بسوی خیمہا روان گردید
شتاب گشت کہ ز صرصر زندگی بیبرد　　بہر قدم زد و بیدل سکینہ ای میخورد

کیوں مومنین یہ حال تو ذوالجناح کا ہوا اب تصور کیجیے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام مع اہل بیت کے مقتل شہدا پر پہونچے ہونگے اور لاشہائے اقربا کو زخموں سے چور چور خاک و خون میں آلودہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا تو کیا حال ہوا ہوگا الغرض ذوالجناح نے

در خیمہ تک پہونچکر فریاد کی یہ سنکر اہل بیت مع بیمار کربلا کے در خیمہ پر آئے
اور گرد ذوالجناح کے اہل حرم نے حلقہ کیا اور زار زار رونے لگے اور
سکینہ خاتون دختر یتیمہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے تئین ذوالجناح کے
قدموں پر بیتاب ہوکر گرا دیا اور بالوحدہ جگر خراش کرنے لگین جیسا کہ
مقبل بزبان حال اُس ستم رسیدہ کے کہتے ہیں

ای اسپ پر از خون تو چہ کردی پدرم را	آن بیکس و غمدیدۂ خونین جگرم را
ای مرکب پر خون تو بگو تاج سرم کو	آن تشنہ لب خستۂ خونین جگرم کو

آہ آہ اسی اثنا میں اعدا بے محابا خیموں میں چلے آئے اور اسباب لوٹ لیا
اور خیموں میں آگ لگائی اور اہل بیت رسالت کو اسیر و مقید کرکے
پیچھے جب قتلگاہ میں پہونچے اور نظر انکی لاشہائے پارہ پارۂ اقربا پر پڑی
تو زار زار روئے اور فریاد کرنے لگے اور ہر ایک مظلومہ کا رونے
روتے غیر حال ہوا حضرات خدا نہ کرے کہ کوئی صاحب عزت عالم
غربت و مسافرت میں اپنے حامی و سرپرست سے باین مظلومی و بیکسی
جدا ہو پس اعدا نے بظلم و ستم ان بیکسوں کو لاشہائے اقربا سے جدا کیا
اور طرف کوفہ کے لیچلے اُسوقت کے حال میں محرق القلوب میں یوں
منقول ہے فتوجہت زینب الی ارض کربلا و قالت انی
اودعت بک یا کربلا جسد الحسینؑ پس جناب زینب متوجہ
ہوئیں طرف زمین کربلا کے اور فرمایا ای زمین کربلا میں تجھے سپرد کرتی ہوں
جسم اطہر اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کا چنانچہ اس مطلب کو

شاعر بزبانِ حال اُس ستم رسیدہ کے کہتا ہو

ای زمینِ کربلا این شاہِ دین مہمانِ تست	این ضیاے چشم خیر المرسلین مہمانِ تست
ای زمین کربلا این نونہالِ فاطمہ	این گلِ باغِ امیر المومنین مہمانِ تست

پس وہ مظلومہ متوجہ ہوئین طرف لاشِ اطہر سید الشہدا کے اور زار زار روتی تھین اور گویا یون کہتی تھین

السلام ای نوگلِ باغِ امامت السلام	السلام ای تشنہ آبِ شہادت السلام
السلام ای جان فدا در راہِ امت السلام	السلام ای شافعِ روزِ قیامت السلام

آہ اُسوقت بیکسی اور بے بسی مین جناب زینب و ام کلثوم لاشِ برادر مظلوم سے وداع و رخصت ہوئین اور روتی ہوئی گویا کہتی تھین

الوداع ای مایۂ آرام حیدر الوداع	الوداع ای روشنی چشم خواہر الوداع

رَوَی السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَمَّا سَارَ ابْنُ سَعْدٍ بِالسَّبْیِ وَقَارَبُوا الْکُوفَۃَ اِجْتَمَعَ اَھْلُھَا لِلنَّظَرِ اِلَیْھِنَّ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ جب عمر سعد اہلبیت رسالت کو اسیر و مقید کر کے طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور وہ ملعون متصل کوفہ کے پہونچا تو اہل کوفہ یہ خبر سُنکے حیران ہوکر واسطے دیکھنے اسیرون کے اپنے گھرون سے باہر آئے اور تمام کوچہ و بازارِ کوفہ ہجوم عام سے بھر گیا قَالَ فَاَشْرَفَتْ اِمْرَأَۃٌ مِنَ الْکُوفِیَّاتِ فَقَالَتْ مِنْ اَیِّ الْاُسَارٰی اَنْتُنَّ راوی کہتا ہے اُسوقت ایک عورت کہ زنانِ کوفہ سے تھی اُن اسیرون سے متعجب ہوکر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان کے قیدی ہو کہ ایسے قیدی ہمنے کبھی نہین

دیکھے ہیں فقلن نحن اُساریٰ من آلِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ
سنکر اہل حرم نے جواب دیا کہ ہم اسیر اہلبیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
ہیں وفی البحار عن مسلم الجصاص انہ قال رأیت علی بن الحسین
علیہما السلام علیٰ بعیرٍ بغیر وطاءٍ واوداجہ تشخب دماً و
ھو یبکی ویقول اور بحار الانوار میں مسلم گچکار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں
کہ دیکھا میں نے امام زین العابدین علیہ السلام کو کہ وہ جناب ایک
شتر بے فرش اور لاغر پر سوار ہیں اور رگہائے گلوئے انور سے خون جاری ہے
اور وہ مظلوم اُسوقت رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں ؎

یا اُمّۃ السوءِ لا سقیاً لربعکم	یا اُمّۃ لم تراعِ جدنا فینا
لو اننا و رسول اللہ یجمعنا	یوم القیمۃ ما کنتم تقولونا

اے اُمتِ بدکردار خدا تمہارے گھروں کو خراب کرے اور تمکو اپنے ابر رحمت
سے سیراب نہ کرے کہ تمنے مطلق رعایت ہمارے جدِ امجد کے حق اور حرمت
کی ہمارے بارے میں نہ کی اے امتِ جفا شعار جب بروز قیامت ہم اپنے نانا
جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہونگے اور وہ حضرت تمسے اس
ظلمِ عظیم کا سوال کرینگے کہ آیا یہی اجر و عوض تھا میری نبوت و رسالت کا
جو تمنے بعد میرے میری اولاد سے کیا تو اُسوقت تم اُن حضرت کو کیا
جواب دوگے ؎

تُسیّرونا علی الاقتاب عاریۃً	کأننا لم نشید فیکم دینا
تصفقون علینا کفکم فرحاً	وانتم فی فجاج الارض تسبونا

کیا غضب ہی کہ تمنے دختران رسول خداؐ کو اونٹون پر بٹھایا ہی اور مجھے شتر برہنہ پر سوار کر کے مثل بندیان ترک و دیلم کے اسیر و مقید کر کے کوچہ و بازار مین پھراتے ہو گویا ہم بانی بناے دین اسلام کے نہین ہین اور علاوہ ان جور و ستم پر اور یہ ظلم عظیم ہی کہ ہماری اس ذلت پر مسرور ہو کے ہاتھ اپنے بجاتے ہو اور ہمین زمین پست و بلند اور تنگنا ہاے جبل مین قیدی بنا کر کھینچے پھرتے ہو ؎

اَلَیْسَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَیْلَکُمْ		اَھْدَی الْبَرِیَّۃِ مِنْ سُبُلِ الْمُضِلِّیْنَا

وائے ہو تمپر کیا جد امجد ہمارے جناب رسول خدا نہین ہین کہ جن حضرت نے تمام خلق کو راہ ضلالت و گمراہی سے پھیر کر طرف راہ راست کے ہدایت فرمائی ہی الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین ۝

مجلس پنجاہ و دوم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ ہر ذیحیات تلخی موت کا چکھنے والا ہی واقعی مومنین اگر انسان مدت دراز تک بھی اس دار دنیا مین بسر کرے تو آخر موت ہی حالانکہ اسکی عمر کا حساب یون ہی ؎

اِذَا عَاشَ امْرَءٌ سِتِّیْنَ عَامًا		فَنِصْفُ الْعُمْرِ تَمْحُوْہُ اللَّیَالِیْ

جب کوئی شخص ساٹھ برس دنیا مین زندہ رہے تو نصف عمر تیس برس راتون مین گذر جاتی ہی ؎

وَنِصْفُ النِّصْفِ یَمْضِیْ لَیْسَ یَدْرِیْ		لِغَفْلَتِہٖ یَمِیْنًا عَنْ شِمَالِ

اور نصف اُس نصفِ عمر کا پندرہ برس بلوغ تک ایسی غفلت مین گذرتے ہین
کہ داہنے اور بائین ہاتھ مین تمیز نہین کرتا ہی

وَثُلُثُ النِّصْفِ آمَالٌ وَحِرْصٌ — وَشُغْلٌ بِالْمَكَاسِبِ وَالْعِيَالِ

اور ثلث اُس نصفِ عمر کا دس برس آرزو اور حرص اور کسبِ معیشت اور
عیال داری مین بسر ہوتے ہین ۵

وَبَاقِي الْعُمْرِ أَسْقَامٌ وَشَيْبٌ — وَهَمٌّ بِارْتِحَالٍ وَانْتِقَالِ

اور باقی عمر پانچ برس وہ بیماری اور پیری اور درد ورنج اور انتظار
رحلت و انتقال مین گذرتے ہین ۵

يُحِبُّ الْمَرْءُ طُولَ الْعُمْرِ جَهْلًا — وَقِسْمَتُهُ عَلَى هٰذَا الْمِثَالِ

انسان طولِ عمر کو جہالت و نادانی سے دوست رکھتا ہی اور اسکی تمنا
کرتا ہی حالانکہ اُسکی تقسیم کی مثال اِسطرح سے ہی پس مومنین خوشا بحال
اُنکے جو موت سے غافل نہ رہے اور اوقاتِ عزیز کو طاعتِ الٰہی اور
کار نیک مین صرف کیا جسکے سبب سے پیش خدا مرتبۂ عظیم ہوگا قال
رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وُزِنَ
مِدَادُ الْعُلَمَآءِ بِدِمَاءِ الشُّهَدَآءِ فَيُرَجَّحُ مِدَادُ الْعُلَمَآءِ عَلٰى
دِمَاءِ الشُّهَدَآءِ چنانچہ بحار الانوار مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت
مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے جب روز قیامت ہوگا تو اُسدن اُس مداد
و روشنائی کا جس سے علمانے علم دین لکھا ہوگا وزن کیا جائیگا ساتھ
خونِ شہداے راہ خدا کے پس اُس مداد کو خون شہدا پر ترجیح دیجائیگی

وَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنبِیَاءِ بَنِی اِسرَائِیلَ اور فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ علما میری امت کے مثل انبیائے بنی اسرائیل کے ہین وَفِی الکَافِی قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ العُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الاَنبِیَاءِ اور کافی مین منقول ہے فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ علما میری امت کے ورثہ انبیا ہین اور بحار الانوار مین منقول ہی کہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین وصی و خلیفہ بلافصل حضرت سید المرسلین فرماتے ہین جو مومن ہمارے شیعون سے ہوا اور ہماری شریعت کا عالم ہوا اور ہمارے ضعفائے شیعہ کو ظلمت و تاریکی جہل سے نور علم مین لائے کہ جو علم ہم اہل بیت رسالت سے اُسکو پہونچا ہی وہ مومن بروز قیامت اسطرح سے آئیگا کہ ایک تاج اُسکے سر پر ہوگا کہ اہل عرصات کو وہ روشنی دیگا اور وہ مومن عالم ایسا نورانی حُلّہ پہنے ہوگا کہ اُسکے ایک تار کی برابری تمامی دنیا نہین کرسکتی ہی پس جانب رب العزت سے ایک منادی ندا کریگا کہ ای بندگان خدا یہ مومن ایک عالم ہی شاگردان آل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ سے پس جن اشخاص نے دنیا مین اُس عالم سے ہدایت پائی ہوگی اور حیرت جہالت سے باہر آئے ہونگے تو وہ بروز قیامت اسکے نور کو چنگل مارینگے کہ حیرت و ظلمت عرصات سے نجات پاکے اس عالم کے ہمراہ داخل جنت ہونگے یہی وجہ ہے کہ وہ جناب فرماتے ہین

رَضِینَا قِسمَۃَ الجَبَّارِ فِینَا	لَنَا عِلمٌ وَلِلاَعدَاءِ مَالُ

لانَّ المَالَ یَغنیٰ عَنقَرِیب		وَاِنَّ العِلمَ بَاقٍ لَایَزَالُ

خداوند عالم نے جو مقدر و مقرر فرمایا اُسپر ہم راضی و خوشنود ہین کہ اپنے
فضل و کرم سے علم عطا فرمایا اور اعدا کو مال دیا اسلیے کہ مال دنیا جلد فنا
ہوتا ہی اور علم باقی رہتا ہی اُسکو زوال نہین ہی بلکہ صرف کرنے سے زیادہ
ہوتا ہی اور عالم کو کئی جگہ نفع بخشتا ہی وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلّی اللهُ عَلَیهِ
وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ ارحَم خُلَفَائِی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور فرمایا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ نے تین مرتبہ بار الٰہا رحم فرما میرے خلفا پر قِیلَ لَهٗ یَا
رَسُولَ اللهِ وَمَن خُلَفَاؤُكَ بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
وہ کون خلفا آپکے ہین قَالَ الَّذِینَ یَاتُونَ مِن بَعدِی وَیَروُونَ
اَحَادِیثِی وَسُنَّتِی فَیُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ مِن بَعدِی اُولٰئِكَ رُفَقَا
فِی الجَنَّةِ فرمایا وہ لوگ ہین جو بعد میرے دنیا مین آئینگے اور میرے احا[دیث]
و سنت کی روایت کرینگے پس اُن احادیث کو خلق تک پہونچائینگے تو و[ہ]
لوگ یعنے علما جنت مین میرے رفیق ہونگے وَقَالَ اَبُو عَبدِ اللهِ عَلَیهِ
السَّلَامُ العَالِمُ اَفضَلُ مِن اَلفِ عَابِدٍ وَاَلفِ زَاهِدٍ اور فرما[یا]
جناب صادق علیہ السلام نے کہ عالم افضل ہی ہزار عابد اور ہزار زا[ہد]
وَقَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ العَالِمُ یُنتَفَعُ بِعِلمِهٖ خَیرٌ وَّاَفضَلُ مِن عِبَادَةِ
سَبعِینَ اَلفَ عَابِدٍ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ وہ عالم جسکے
دین سے بندگان خدا فائدہ مند ہون وہ ستر ہزار عابد کی عبادت
افضل و بہتر ہی وَقَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ اِذَا کَانَ یَومُ القِیٰمَةِ بُعِثَ

عَزَّ وَجَلَّ اَلْعَالِمَ وَالْعَابِدَ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ جب روز قیامت ہوگا تو حق سبحانہ تعالی عالم اور عابد کو محشور کریگا فَاِذَا وُقِفَا بَیْنَ یَدَیِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قِیْلَ لِلْعَابِدِ اِنْطَلِقْ اِلَی الْجَنَّةِ وَقِیْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ تُشَفِّعْ لِلنَّاسِ بِحُسْنِ تَادِیْبِكَ لَهُمْ یعنی جب وہ عالم اور عابد سامنے بارگاہ الٰہی کے کھڑے کیے جائینگے تو اُسوقت عابد سے کہا جائیگا کہ تو داخل جنت ہو اور عالم سے ارشاد ہوگا کہ تم ٹھہرو تمہاری شفاعت لوگوں کے لیے قبول کیجائیگی بوجہ اُس حُسن تعلیم کے جو تمنے لوگوں کو علم دین میں کی ہے اسی مطلب کو سعدی کہتا ہے

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ	بشکست عہد صحبت اہل طریق را
گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود	تا کردی اختیار ازان این فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج	وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را

سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی عالم کا لیکن جب وہ دنیا سے گذرتا ہی تو اسلام میں رخنہ عظیم ہوتا ہی قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُ الْعَالِمُ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ چنانچہ بحار الانوار میں منقول ہی کہ فرمایا جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ مومن عالم کا اجر و ثواب عظیم تر ہی روزہ دار نماز گذار غازی سے جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہو وَاِذَا مَاتَ ثُلِمَ فِی الْاِسْلَامِ ثُلْمَةٌ لَا یَسُدُّهَا شَیْءٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور جب عالم دنیا سے رحلت کرتا ہی تو اسلام میں ایسا رخنہ ہوتا ہی کہ تا قیامت کسی چیز سے بند

نہین ہوتا کیون مومنین یہ حال تو عالم کی رحلت سے ہوتا ہی بس تصور کیجیے
کہ کیا حال ہوا ہوگا اُن عالمان علوم ربانی اور واقفان اسرار یزدانی
کی رحلت سے جو بانی بنائے اسلام کے تھے جن حضرات نے واسطے بقائے
دین اسلام کے تکالیف دنیا کو گوارا کیا اور بندگان الٰہی کو ہدایت فرمائی
اور وعظ و نصیحت سے دست بردار نہوے یہانتک کہ راہ خدا مین جان دی
جیسا کہ زیارت اربعین کے ان فقرات سے ظاہر ہی وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ
لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلَالَةِ بارالٰہا سلام میرا
پہونچا اور رحمت اپنی نازل کر اُس فرزند رسول پر کہ جسنے تیری راہ رضا مین
قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیرے بندون کو جہالت اور حیرت ضلالت سے
بچائین فَجَاهَدَهُمْ فِيكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتَّى سُفِكَ فِي طَاعَتِكَ
دَمُهُ وَاسْتُبِيحَ حَرِيمُهُ پس جہد و کوشش تیری راہ مین انکو وعظ
و نصیحت کی درحالیکہ وہ جناب صابر و شاکر تھے یہانتک کہ خون اُنکا تیری
راہ طاعت مین بہایا گیا اور اہل حرم اُنکے لوٹے گئے افسوس ہزار افسوس
اعدائے اسیر اکتفا نہ کی بلکہ اُس جناب کا لباس تک لوٹ لیا کوئی کرتہ
لیگیا کوئی عمامہ لیگیا کسی نے عبا اُتار لی اور لاش بے سر کو پامال ستم اسپان
کیا آہ خیمون مین آگ لگائی اور اہل بیت اطہار کو اسیر و مقید کیا اور بے
مقنع و چادر مجمع عام مین بے پردہ کیا چنانچہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ
مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو ان مخدرات
عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین

آہ آہ یہ بھی اعدا کو کافی نہوا اور اُن ستم رسیدوں کو شہر بشہر پھرایا یہانتک
کہ دربار ابن زیاد اور یزید لعین میں لائے اور وہ اشقیا ہر ایک مخدومہ کا
نام و نشان دریافت کرتے تھے آہ اب بقیہ روایت کس زبان سے بیان
کروں مگر معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام
ہو اُس صاحب عزت و غیرت پر جسکی ہتاکِ حرمت کیگئی اَلسَّلَامُ عَلٰی
مَنْ نُكِثَتْ ذِمَّتُهٗ سلام ہو اُس حجت خدا اور ہادی خلق پر جسکی عہد شکنی
کیگئی الغرض شرح ہفت بند ملا حسن کاشی علیہ الرحمہ میں جناب امام
رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے عہد جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ میں ایک جماعت قریش اور نصاریٰ میں اسلام الٰہیہ
باہم نزاع ہوئی نصارے کہتے تھے کہ اگر نبی تمہارے مثل حضرت عیسیٰ کے
اموات کو زندہ کر دیں تو ہم ایمان لائینگے پس جب یہ خبر جناب رسولخدا
کو پہنچی تو اُن حضرت نے جناب امیر المومنینؑ سے فرمایا یا علی اس قوم کے
ساتھ قبرستان پر جاؤ اور جن قبور کے اموات کو یہ کہیں زندہ کر دو
پس حسب الارشاد وہ جناب تشریف لیگئے اور مُردوں کو زندہ کیا
اور جو شخص زمین سے باہر نکلتا تھا وہ شفاعت جناب رسول خدا کی
اپنے بارے میں چاہتا تھا اور مدح و ثنا امیر المومنین جناب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کی کرتا تھا اُسوقت نصارے متحیر ہو کر تعجب کرتے تھے اور
یہ اعجاز مرتضوی دیکھکر اظہار اسلام کرتے تھے مومنین سُنا آپ نے
کہ نصارے تو یہ اعجاز باب علم کا دیکھکر مسلمان ہوں اور اشقیائے امت

ہو رہی امیہ اور بنی عباسیہ نے جو ادعاے اسلام کرتے تھے آل رسول اور ہادیانِ دین پر کیا کیا ظلم و ستم کیے آہ بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا اور ایسا آوارہ وطن کیا کہ بعد شہادت کے ایک جگہ وہ خاصانِ خدا دفن بھی نہوے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

وَقُبُورُ هُوَ شَتّٰی بِکُلِّ مَحَلَّۃٍ ... وَبُیُوتُهُو لِلبُومِ فِیهَا مَرقَدٌ

افسوس اُن حضرات کی قبریں متفرق مقامات میں ہیں اور ایک دوسرے سے جدا دفن ہوے اور اُنکے گھروں میں وہ جانور مقیم ہوے جو ویرانے میں رہتے ہیں ؎

فَبِاَرضِ سَامِرّا وَبَغدَادِ تَوٰی ... بَعضٌ وَبَعضٌ فِی الغَرِیِّ مُلَحَّدٌ

آہ بعضے نجف اشرف میں اور بعضے زمین بغداد میں اور بعضے زمین سامرہ میں دفن ہوے ؎

فَابِطُوسٍ وَالبَقِیعِ وَطَیبَۃٍ ... وَبِکَربَلَا بَعضُ الَّذِینَ اُستُشهِدُوا

ہاے افسوس کسیکی قبر زمین طوس میں اور کسیکی مزار بقیع اور مدینہ طیبہ میں ہی اور بعضے صحراے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوے اور اُسی بیابان میں دفن ہوے آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوا ہے مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والرداء جناب سید الشہدا ہیں جنکی لاش اطہر تیسرے دن دفن ہوئی اور سر اقدس نوک نیزہ پر رہا اور بازار کوفہ و شام میں پھرایا گیا یہانتک کہ سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا مقام تصور ہی کہ جو سر انور آغوش رسول خدا ۱۲ اور بتول عذرا میں آ ہو

جسکے گیسوے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے دہوتے تھے اور گرد و غبار صاف کرتے تھے ہاے افسوس وہ سر انور خاک و خون آلودہ تنور خانۂ خولی مین رکھا گیا کبھی صندوق مین بند کیا گیا کبھی درخت پر لٹکایا گیا کبھی دروازۂ قصر پر آویزان کیا گیا کبھی طشتِ طلا مین رکھکر زیر تخت یزید رکھا گیا اور وہ ملعون بکمال سرور لب و دندان انور سے بے ادبی کرتا تھا چنانچہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى الثَّغْرِ الْمَقْرُوعِ بِالْقَضِيْبِ سلام ہو اُن لب و دندان اطہر پر جنپر چھڑی لگائی گئی آہ کیسی عداوت تہی بنی امیہ کو آل رسول سے کہ بعد قتل کرنے کے بہی وہ آتش کینہ و حسد فرو نہوئی چنانچہ جناب سلطان العلما علیہ الرحمہ بعض کتب اہل سنت سے لکھتے ہین کہ یزید لعین سر انور سے خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی آنکھون مین لگاتا تھا کہ تا خنک ہون الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و سوم

المنتخب عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ زُرْتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ اِلَّا فِي النَّارِ لَاَخْرَجْتُهٗ مِنْهَا منتخب مین جو مشہور بیاض فخری ہی جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا کہ حضرت نے ارشاد کیا ہی میرے جد بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام نے کہ جو مؤمن زیارت کرے میری قبر کی بعد میری شہادت کے مین بہی زیارت کرونگا اُسکی بروز قیامت اور اگر وہ زائر بسبب

کسی وجہ سے جہنم میں ہوگا تو پھر آئندہ میں اسکو جہنم سے نکالونگا اور بحار الانوار
میں بسند معتبر منقول ہی کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے
پوچھا کہ آیا تو ایک مرتبہ ہر ہفتہ میں زیارت میرے جد مظلوم امام حسین علیہ
السلام کی کرتا ہی اُسنے عرض کی کہ نہیں پھر فرمایا آیا ہر مہینے ایک مرتبہ زیارت
اُن حضرت کی کرتا ہی عرض کی کہ نہیں پھر فرمایا آیا ہر سال ایک مرتبہ زیارت
اُس جناب کی کرتا ہی عرض کی کہ نہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای شخص
تو خیر سے محروم ہی اور بسند معتبر یہ بھی منقول ہی کہ ایک شخص خدمت بابرکت
جناب صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ
کیا فرماتے ہیں آپ اُس شخص کے حق میں کہ جو ترک کرے زیارت قبر انور
امام حسین علیہ السلام کو دراںحالیکہ وہ شخص قادر ہو زیارت پر اُس
جناب کی یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص عاق ہی جناب رسولخدا
اور ائمہ ہدی علیہم السلام کا اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
جو شخص کہ حج سے خانہ کعبہ کے مشرف ہو اور زیارت میرے جد مظلوم
امام حسین علیہ السلام کی بجا نہ لائے پس اُس شخص نے ترک کیا حق کو
حقوق رسول خدا سے اسلیے کہ حق امام حسین علیہ السلام کا جانب خدا سے
ہر مسلمان پر واجب ہی جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہی قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ای حبیب ہمارے کہدو اپنی اُمت
کو میں تمسے اجر و عوض رسالت کا نہیں چاہتا ہوں سوا اسکے مودت
و محبت اپنے اقربا کے اس مقام پر ثعلبی اور شیخ طوسی مفسر نے تفسیر

ابن عباس سے روایت کی ہی کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو اصحاب نے خدمت جناب رسالت مآبؐ مین عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون اقربا آپکے ہین جنکی مودت و محبت ہمپر واجب ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَاِبْنَاھُمَا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ وہ اقربا میرے علی مرتضیٰ اور فاطمۂ زہرا اور فرزند اُنکے ہین چنانچہ ثعلبی لکھتا ہی کہ وجوب مودت کو وجوب اطاعت لازم ہی یہی وجہ ہی کہ اُن حضرت نے مکرر اپنی امت سے بتاکید وصیت فرمائی وَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ اور فرمایا ایہا الناس مین درمیان تمہارے دو چیزین نفیس و بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن مجید اور دوسرے عترت طاہرہ اہل بیت میرے حضرات سنا آپنے کہ اجر رسالت تو بحکم خدا مودت و محبت ہوا قربا ور عترت اور اہل بیت رسول خدا کی جنکی اطاعت و پیروی جانب خدا اور رسول سے ہر مسلمان پر واجب ہے مگر واے ہو اشقیاے کوفہ و شام پر جو دعواے اسلام کرتے تھے ہاے افسوس اُن بیحیاؤن نے فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو بیکس و تنہا مہمان بلا کر مع اصحاب و اقربا اور اولاد شیرخوار کے روز عاشورا صحراے کربلا مین تشنہ لب شہید کیا رَوٰی اَبُوْ مِخْنَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَغَیْرُھُمَا عَنْ حُمَیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ قَتْلِ اَصْحَابِہٖ جَعَلَ یُنَادِیْ

وَاغُربَتَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ چنانچہ ابو مخنف اور محمد بن ابیطالب اور
ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ وغیرہ نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ بعد
شہادت اصحاب و انصار کے امام حسین علیہ السلام فریاد و استغاثہ کرتے
تھے اور فرماتے تھے افسوس کیا غربت و مسافری اور کمی انصار کی ہے
اَمَا مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا اَمَا مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ
يَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت کرے آیا ہے
کوئی نصرت و مدد کرنے والا کہ ہماری نصرت کرے آیا ہے کوئی دفع کرنے
والا کہ شر اعدا کو ہمسے دور کرے حمید کہتا ہے کہ اسوقت تک جناب
عباسؑ علمدار لشکر اور شاہزادہ قاسمؑ و علی اکبر زندہ تھے اور یہ فریاد
و استغاثہ سنکے بیتاب ہو کر عرض کرتے تھے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ
یا ابن رسول اللہ ہم حاضر ہیں ہمیں اجازت جہاد دیجیے کہ ان اعدا کو
دفع کریں اور جان اپنی آپ پر فدا کریں مومنین تصور کیجیے کہ کیا
وقت مصیبت تھا روز عاشورا مظلوم کربلا پر کہ بروایت ملا آقا
دربندی معصوم فرماتے ہیں لَا يَوْمَ كَيَوْمِكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ
اے ابو عبد اللہ الحسینؑ آپکے روز شہادت سے کوئی دن مصیبت میں
برابری نہیں کر سکتا ہے فَقَامَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى قَدَمَيْهِ
وَنَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ اَحَدًا فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيدًا اس وقت
امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے داہنے اور بائیں بحسرت
نگاہ کی تو کسیکو اپنے اصحاب و انصار سے نہ پایا اسوقت انکی مفارقت میں

بشدت روئے فنادی وا محمداہ و اجداہ و اعلیاہ و احسناہ و احمزتاہ و اجعفراہ پس فریاد کرنے لگے ای نانا رسول خدا ای بابا علی مرتضیٰ ای بھائی حسن مجتبیٰ ای چچا جعفر اور ای حمزہ سید الشہدا آپ حضرات کہان ہین پھر نادی یا قوم اما من مجیر یجیرنا اما من معین یعیننا اما من طالب لجنۃ فینصرنا اما من خائف من عذاب اللہ فیذب عنا بعد اسکے لشکر اعدا کیطرف متوجہ ہو کر بنا بر اتمام حجت کے بآواز بلند فرمایا ای قوم عرب آیا ہی کوئی پناہ دینے والا کہ ہمین پناہ دے آیا ہی کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت و مدد کرے آیا ہی کوئی طالب جنت کہ ہماری نصرت کرے آیا ہی کوئی خدا ترس کہ عذاب خدا سے ڈرے اور ابن بلا کو ہمسے دور کرے آہ مومنین بعد شہادت اصحاب و انصار اور اقربا کے کون جواب دینے والا تھا جو عرض کرتا کہ لبیک لبیک یا ابن رسول اللہ ہم حاضر ہین آہ بلکہ اعدا نے عوض فریادرسی گھیر لیا اسوقت مظلوم کربلا طرف مقتل شہدا کے متوجہ ہوے اور اپنے اصحاب و انصار کا نام لیکر فرمانے لگے این این حبیب بن مظاہر این این مسلم بن عوسجۃ این این زہیر بن القین کہان ہین کہان ہین حبیب بن مظاہر کہان ہین کہان ہین مسلم بن عوسجہ اور زہیر بن قین اور سب اصحاب باوفا کہان ہین کہ اسوقت مصیبت مین ہماری مدد کرین این الکرام البررۃ این التقاۃ الخیرۃ این الذی وجب حقنا علیہ الاسلام این الوصیۃ فینا من الرسول خیر الانام

تو اَستَغاثَ وَبَکیٰ بُکاءً شَدِیدًا کہان گئے وہ بزرگوار نیکوکار و متقی
و پرہیزگار جو ہم اہل بیت رسول مختار کے ناصر و مددگار تھے اور کہان ہین
وہ دیندار و وفاشعار کہ جنپر واجب کیا ہے اسلام نے حق ہمارا اور کہان ہین
وہ امین و دیانتدار جو عمل کرین وصیت رسول خدا پر جو اُن حضرت
نے ہمارے بارے مین فرمائی تھی یہ فرما کر آنسو چشمہاے انور مین بھر لائے
اور زار زار روئے کیون مومنین یہ حال تھا مظلوم کربلا کا بعد شہادت
اصحاب کے اور جب بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے انکو اسطرح سے یاد
کرتے ہونگے تو کیا حال ہوا ہوگا اَینَ اَینَ اَبُو الفَضلِ العَبّاسِ اَینَ اَینَ
عَلِیُّ الاَکبَر اَینَ اَینَ قاسِمُ اَینَ اَینَ عَونُ وَ جَعفَر ہاے افسوس
کہان ہین کہان ہین عباسؑ علمدار لشکر اور علی اکبرؑ شبیہ پیغمبر اور کہان ہین
کہان ہین قاسمؑ اور عونؑ و جعفرؑ اور سب جوانان ہاشمی کہان ہین کہ
اسوقت تنہائی مین ہماری نصرت کرین آہ اس مظلوم کی تنہائی اور
بیکسی کس زبان سے بیان کرون مگر شاعر کہتا ہے

بلا در مقابل اجل در برابر	نہ یک تن معین و نہ یک یار و یاور
بپاے ولش زادہ دلہا کنندہ	بگردش زن چند و اطفال چندے
نہ ہمدم بجز دختران حزینش	نہ یارے بجز سید الساجدینش

آہ وہ بیمار تو خود شدت تپ مین مبتلا تھے اور غش پر غش آتے تھے علاوہ
اسکے کئی روز کے بھوکے پیاسے تھے ؏

نہ عباسؑ پیدا نہ قاسمؑ نہ اکبرؑ	نہ فضل و نہ احمد نہ عون و نہ جعفر

نہ خدمت گزارے کہ بہر جنابش		بوقت سواری بگیرد رکابش

افسوس وہ سب اصحاب و اقربا اور غلام باوفا خاک و خون مین غلطان زخمون سے چور چور ریگ گرم پر پڑے تھے فَلَمَّا سَمِعْنَ النِّسَاءُ نِدَاءَ اٰثَمَۃٍ صَرَخْنَ مِنْ دَاخِلِ الْخِبَاءِ صَرْخَۃً وَّاحِدَۃً وَارْتَجَّتِ الْاَرْضُ بِصُرَاخِهِنَّ وَبَكَتِ الْاَطْفَالُ فِيْ حُجُوْرِهِنَّ وَبَكَتِ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِبُكَائِهِنَّ الغرض جب یہ آواز گریہ و بکا اور فریاد و استغاثۂ مظلوم کربلا اہل حرم نے سُنی تو وہ مخدرات عصمت یکبارگی اندر خیمون کے بیتاب ہوکر رونین اور فریاد کرنے لگین کہ شور گریہ و بکا سے اُنکے زمین کربلا کانپنے لگی اور اطفال خرد سال گود مین اپنی ماؤن کے بلکنے لگے اور اُنکے رونے سے زمین و آسمان رونے لگے کیون مومنین یہ حال تو اہل حرم کا آواز گریہ و بکا اور استغاثۂ مظلوم کربلا سنکر ہوا آہ جب وہ جناب بسبب زخمہاے کاری کے مُنھ کے بھل ذوالجناح سے زمین گرم صحرا پر گرے اور آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ ع کی لشکر اعدا سے بلند ہولی تو یہ سُنکر اُن ستم رسیدون کا کیا حال ہوا ہوگا وَرَوَى السَّيِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَغَيْرُهُ ثُمَّ تَوَجَّهَ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِلَى الْخِيَامِ وَقَالَ عَلَيَّ بِالنَّارِ اُحْرِقُهُ عَلٰى مَنْ فِيْهِ اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ اسی اثنا مین شمر لعین متوجہ ہوا طرف خیام اہل بیت خیر الانام کے اور وہ ناری کہنے لگا کہ مجھے آگ لا دو کہ ان خیام کو اور جو اُنمین ہین جلا دون فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ابْنَ ذِي الْجَوْشَنِ

اَنْتَ الدَّاعِیْ بِالنَّارِ لِتُحْرِقَ اَهْلَبَیْتِیْ فَمَنَعَهُ الشَّبْثُ بْنُ رِبْعِیْ

یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ای شمر وائے ہو تجہپر حمیت عرب کیا ہوئی کہ تو آگ طلب کرتا ہی اسلیے کہ میرے اہل بیت کو جلا دے پس اُس وقت شبث بن ربعی نے شمر لعین کو اس امر سے منع کیا حضرات یہ کلام شمر کا نسبت اہل بیت کے جو امانت رسول خدا تھے کیا حال ہوا ہو گا قلب اقدس مظلوم کربلا کا مگر بعد شہادت سید الشہدا غریب نینوے مقتول ظلم و جفا

سلوب العمامۃ والرداء

دُرِ یکانہ دریائے مجمع البحرین		بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام کے اشقیائے کوفہ و شام اور بنی امیہ نے اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور اہل حرم کو مجمع عام میں بے پردہ کیا چنانچہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں یُسَاقُوْنَ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَّاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ آہ اُن بیکسوں کو مثل کنیزوں کے اسیر و مقید کرکے زمین ناہموار اور صحرا میں لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ افسوس اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ ہاتھ اُن ستم رسیدوں کے گردنوں سے مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِهِمْ فِی الْاَسْوَاقِ ہائے افسوس اعدا اُنکو بازار و گلیوں میں پھراتے تھے آخر کار دربار یزید لعین میں پہونچایا چنانچہ بروایت ابو مخنف

بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ اسوقت ہم بارہ نفر اہل بیت رسالت سے ایک ریسمان ستم میں بندھے تھے پس متوجہ ہوا یزید اپنے ملازموں کیطرف اور کہنے لگا کہ یہ اسیر کون کون ہیں اُن اشقیا نے ہر ایک کا نام و نشان بیان کیا آہ اب بقیہ روایت کس زبان سے بیان کروں مگر معصوم فرماتے ہیں السَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِکَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اُس ہا عزت و غیرت پر جسکی ہتک حرمت کیگئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و چہارم

فِی الْمُنْتَخَبِ وَالْبِحَارِ عَنْ بَشَّارِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ مُقِیْمٌ بِالْکُوْفَةِ فَرَاَیْتُ قُدَّامَهٗ طَبَقًا فِیْهِ رُطَبٌ طَبَرْزَدٌ وَهُوَ یَاْکُلُ مِنْهُ منتخب اور بحار الانوار میں بشار بن عبد اللہ سے منقول ہو کہ کہا اُسنے حاضر ہوا میں خدمت بابرکت میں اپنے سید و آقا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے جبکہ وہ جناب کوفہ میں مقیم تھے پس دیکھا میں نے کہ سامنے اُن حضرت کے ایک طبق رکھا ہی اور اُسمیں رطب لذیذ ہیں اور وہ جناب نوش فرما رہے ہیں فَقَالَ یَا بَشَّارُ اُدْنُ فَکُلْ مِنْ هٰذَا الرُّطَبِ فَقُلْتُ هَنَّاکَ اللّٰهُ بِهٖ وَجَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاکَ فَقَالَ لِیْ لِمَ لَا تَاْکُلُ فَقُلْتُ قَدْ اَخَذَتْنِیَ الْغَیْرَةُ مِنْ شَیْءٍ رَاَیْتُهٗ فِی الطَّرِیْقِ اَوْجَعَ قَلْبِیْ وَاَهَاجَ حُزْنِیْ پس فرمایا ای بشار قریب آکے تو بھی کھا یہ ارشاد سنکر

مین نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ حق سبحانہ تعالی آپکو گوارا کرے اور مجھے
آپ پر فدا کرے فرمایا کیون نہین کھاتا ہی مین نے عرض کیا یا مولا اسوقت
دل میرا مکدر ہی اس امر سے جو مین نے راہ مین دیکھا ہی جسنے میرے دل کو
دردناک کیا ہی اور میرے حزن کو زیادہ کیا فقال لی تحقّے علیک
لمّا دنوت فاکلت قال فدنوت واکلت فقال لی ما حدث
بک قلت رایت جلوازا یضرب راس امرأة ویسوقها
الی الحبس وهی تنادی باعلی صوتها المستغاث بالله ورسوله
ولا یغیثها احد پس ان حضرت نے فرمایا کہ تجھے قسم ہی میرے حق کی قریب
آکے میرے ساتھ رطب کھا راوی کہتا ہی کہ مین نے قریب جاکے رطب
کھانا شروع کیا پس فرمایا بیان کر کیا امر راہ مین درپیش ہوا مین نے
عرض کیا یا ابن رسول اللہ مین نے دیکھا کہ سپاہی پیادہ کوتوالی کا ایک
عورت پر ظلم و ستم کرتا ہی اور سر پر اسکے ضرب لگاتا ہی اور اسکو قیدخانہ
کیطرف کھینچے لیے جاتا ہی اور وہ ستم رسیدہ بآواز بلند فریاد و استغاثہ کرتی
ہی اور خدا و رسول کا واسطہ دیتی ہی اور کوئی اسکی فریادرسی نہین کرتا ہی
فقال ولم فعل بها ذلک فقلت سمعت من الناس یقولون
انها عثرت بحجر وهی تمشی فقالت لعن الله ظالمیک
یا فاطمة فسمعها هذا الجلواز فصنع بها ما سمعت پس حضرت نے
فرمایا کہ کسلیے اسپر یہ ظلم و ستم کیا گیا مین نے عرض کیا کہ لوگون سے سنا
مین نے وہ چلی جاتی تھی اثنائے راہ مین پتھر سے ٹھوکر کھا کر گری اسی حالت مین

کہا ای فاطمہ زہرا خدا اُن لوگون پر لعنت کرے جنھون نے آپ پر ظلم و ستم کیا
بس کلام اُس مومنہ کا اُس سپاہی نے سنکر یہ ظلم و ستم کیا جو آپ نے سنا
قَالَ فَقَطَعَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكْلَهٗ وَتَظَاهَرَ حُزْنَهٗ وَلَمْ يَزَلْ
يَبْكِيْ حَتّٰى اِبْتَلَّ مِنْدِيْلُهٗ وَلِحْيَتُهٗ وَصَدْرُهٗ بِالدُّمُوْعِ وَقَالَ
نَغَّصْتَ عَلَىَّ يَا بَشَّارُ راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر حضرت نے رطب سے
ہاتھ اُٹھا لیا اور کھانا ترک کیا اور حزن و ملال ظاہر ہوا اور بشدت روئے
یہانتک کہ رومال اور ریش اقدس اور سینۂ اطہر آنسوؤن سے تر ہوا
اور فرمایا ای بشار تو نے اس خبر سے ہمکو منغص کیا ہی حضرات مقام
غور ہی کہ جناب صادق علیہ السلام اُس مومنہ کا یہ حال سنکے بیتاب ہوکر
روئے حالانکہ وہ مومنہ عالم غربت و مسافرت مین نہ تھی نہ کئی روز کی
بھوکی پیاسی تھی نہ کوئی اُسکے عزیز و اقربا سے سامنے تشنہ لب ذبح ہوا تھا
نہ کسی نے اُسکے سر سے مقنع و چادر لی تھی نہ ریسمان ستم سے بندھی تھی نہ
کسیکے بچے اور ایتام ہمراہ تھے نہ اُسکے کسی عزیز کا سر سامنے تھا نہ کوئی
کلمات طعن کے کہتا تھا مگر افسوس ہزار افسوس حال بیکسی پر جناب
زینب و ام کلثوم کے کہ وہ ستم رسیدہ بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے
کئی روز کی بھوکی پیاسی سر عریان بے مقنعہ و چادر مع یتیمان امام حسین
علیہ السلام کے ریسمان ظلم و ستم سے بندھی ہوئین دربار عام مین سامنے
ابن زیاد حاکم کوفہ کے کھڑی کی گئین اور وہ لعین کلمات طعن کے کہتا تھا
اور اُنکے برادر مظلوم کا سر اطہر سامنے رکھوا کر لب و دندان انور پر

چھری لگاتا تھا افسوس اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر
مین جکڑے ہوئے اُنکی مصیبت پر زار زار رو رہے تھے آہ وہ حال دیکھکر
کیا صدمہ ہوا ہوگا ثُمَّ قَالَ یَا بَشَّارُ قُومُوا بِنَا اِلَى مَسْجِدِ السَّهْلَةِ فَنَدْعُو اللهَ
عَزَّ وَجَلَّ وَنَسْأَلُهُ خَلَاصَ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ قَالَ وَوَجَّهَ بَعْضَ الشِّيعَةِ
اِلَى بَابِ السُّلْطَانِ وَقَالَ لَهُ لَا تَبْرَحْ اِلَى اَنْ يَأْتِيَكَ رَسُولُهُ فَاِنْ
حَدَثَ سِرْ اِلَيْنَا حَيْثُ كُنَّا الغرض بعد اسکے حضرت صادق علیہ
السلام نے فرمایا ای بشار اُٹھو ہمارے ساتھ مسجد سہلہ مین چلو تا درگاہ الٰہی مین
دعا کرین اور اُس مومنہ کی رہائی کے لیے سوال کرین راوی کہتا ہے پھر
اُن حضرت نے ایک شخص کو اپنے شیعون سے طرف دار الحکومت حاکم
کوفہ کے روانہ کیا اور اُس سے فرمایا کہ تم دروازہ پر کھڑے رہنا اور
وہان سے جدا نہونا تا اینکہ ہمارا آدمی آوے اور اگر اُس ضعیفہ پر کچھ
حادثہ ہو تو وہ ہمسے آکر بیان کرنا جہان پر ہم ہون قَالَ ثُمَّ سِرْنَا
اِلَى مَسْجِدِ السَّهْلَةِ وَصَلَّى كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَفَعَ الصَّادِقُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَنْتَ اللهُ اٰهِ فَخَرَّ سَاجِدًا
لِلّٰهِ سَاعَةً لَا اَسْمَعُ مِنْهُ اِلَّا النَّفَسَ راوی کہتا ہے پس ہم سب اصحاب
ہمراہ اُن حضرت کے روانہ مسجد سہلہ ہوئے اور ہر شخص نے ہم مین سے
دو دو رکعت نماز حاجت پڑھی بعد اسکے حضرت صادق علیہ السلام نے
دست حق پرست طرف آسمان کے بلند کیے اور درگاہ الٰہی مین دعا کی
پس سجدہ مین گئے اور ایک ساعت تک سجدۂ باری مین رہے اُسوقت

مین نے کچھ آواز اُس جناب سے سوائے سانس لینے کے نہ سنی ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ قُمْ يَا بَشَّارُ فَقَدْ أُطْلِقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ يَدِ الظَّالِمِ قَالَ فَخَرَجْنَا جَمِيعًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ عَلَى الطَّرِيقِ إِذْ لَحِقَ بِنَا الرَّجُلُ الَّذِي وَجَّهَهُ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى بَابِ السُّلْطَانِ فَقَالَ مَا الْخَبَرُ بعد اسکے حضرت نے سر اقدس سجدہ سے اُٹھا کر فرمایا شکر ہی اُس معبود کا جو وحدہ لاشریک ہی اور فرمایا ای بشار اُٹھو اُس مومنہ نے ظالم کے ہاتھ سے نجات پائی راوی کہتا ہی کہ یہ ارشاد سنکر ہم سب باہر آئے اور راہ مین کھڑے تھے کہ یکایک وہ شیعہ جسکو حضرت نے دروازۂ حاکم پر بھیجا تھا آیا اور ہم سے ملحق ہوا پس حضرت نے اُس سے فرمایا کہ کیا خبر ہی قَالَ قَدْ أُطْلِقَتِ الْمَرْأَةُ فَقَالَ كَيْفَ كَانَ إِطْلَاقُهَا قَالَ لَا أَدْرِي وَلٰكِنِّي كُنْتُ وَاقِفًا عَلَى بَابِ السُّلْطَانِ إِذْ خَرَجَ حَاجِبٌ فَدَعَاهَا وَقَالَ لَهَا مَا الَّذِي تَكَلَّمْتِ بِهِ قَالَتْ عَثَرْتُ بِحَجَرٍ فَقُلْتُ لَعَنَ اللّٰهُ ظَالِمِيكِ يَا فَاطِمَةُ فَفُعِلَ بِي مَا تَرَوْنَ اُس مرد شیعہ نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اُس مومنہ نے نجات پائی حضرت نے فرمایا کیونکر رہائی پائی اُس دیندار نے عرض کیا یا مولا یہ تو مین نہین جانتا ہون لیکن مین دروازۂ حاکم پر کھڑا تھا کہ یکایک دربان اندر سے باہر آیا اور اُس مومنہ سے پوچھا کہ تونے کیا کہا تھا اُسنے صاف بیان کیا کہ مین راہ مین پتھر سے ٹھوکر کھا کر گری تھی اُسوقت مین نے اتنا کہا

کہ ای فاطمہ زہرا خدا آپکے ظالموں پر لعنت کرے بس اتنی بات پر میرے ساتھ
یہ سلوک کیا گیا جو تم دیکھتے ہو قَالَ فَاَخْرَجَ مِأَتَیْ دِرْهَمٍ وَقَالَ خُذِیْ
هٰذَا الْمَالَ وَاجْعَلِیْ الْاَمِیْرَ فِیْ حِلٍّ فَاَبَتْ اَنْ تَاْخُذَهَا فَلَمَّا رَاٰی
ذٰلِكَ مِنْهَا دَخَلَ وَاَعْلَمَ صَاحِبَهٗ بِذٰلِكَ ثُمَّ خَرَجَ اُس مرد نے اُس ضعیفہ
عرض کیا پس وہ دربان دو سو درہم لیکر باہر آیا اور اُس مومنہ سے کہا
کہ اس مال کو لے اور حاکم کا قصور معاف کر یہ سنکے اُس ضعیفہ نے اُس
مال کے لینے سے انکار کیا پس جب اُس دربان نے اُس مومنہ کا یہ حال دیکھا
تو متحیر ہوکر اندر جاکے حاکم سے بیان بعد اسکے پھر باہر آیا اور اُس ضعیفہ کو
رخصت کیا حضرات سنا آپنے کہ وہ مومنہ ببرکت دعاے جناب صادق
علیہ السلام کے اسیری سے رہا ہوئی اور حاکم طالب عفو قصور ہوا مگر افسوس
ہزار افسوس بیکسی پر جناب زینب کی کہ جب وہ مخدومہ مع اہل بیت امام
حسین علیہ السلام کے دربار یزید لعین میں ظلم وستم اشقیاے کوفہ و شام
اسیر ہوکر آئیں اور گفتگو سخت ہوئی تو اُس شقی نے چاہا کہ ان معظمہ کے
قتل کا حکم دے اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام کی نظر میں تمام
عالم تیرہ و تاریک ہوا اور یزید سے سخت گفتگو ہوئی اُس لعین نے اُن
حضرت کے قتل کا حکم دیا یہ ظلم عظیم دیکھکر سب اہل حرم اور بچے کانپتے تھے
اور زار زار روتے تھے اور اُنکے رونے سے حاضرین دربار بھی رونے لگے
اُسوقت ایک شامی نے یزید سے کہا کہ ای یزید اس بیمار کے قتل سے
باز آ ورنہ تو ہلاک ہوگا آخر کار وہ لعین قتل سے باز رہا اور بعوض عذر

عفو قصور کے مسرور ہو کر اہل بیت اطہار کو ایسے مکان تنگ اور بوسیدہ اور بے فرش و سقف میں قید کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا جسکے سبب سے ان ستم رسیدون کے چہرون کے پوست متغیر ہوگئے تھے اور اُس مدت قید مین کوئی خبر گیران آب و طعام سے بھی نہ تھا یہانتک کہ اُس قید خانہ مین ایک یتیمہ نے روتے روتے انتقال کیا ہائے افسوس کیا کیا ظلم و ستم گذرے اہل بیت مظلوم کربلا پر کہ جنکی حد و انتہا نہین ہے فَقَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَبَتْ اَنْ تَاخُذَ الْمِأَتَىْ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ وَهِيَ مُحْتَاجَةٌ اِلَيْهَا ثُمَّ اِنَّ الصَّادِقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخْرَجَ مِنْ جَيْبِهٖ صُرَّةً فِيْهَا سَبْعَةُ دَنَانِيْرَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ غَيْرُهَا وَقَالَ اِذْهَبْ اَنْتَ بِهٰذِهٖ اِلٰى مَنْزِلِهَا فَاَقْرَأْهَا مِنِّيَ السَّلَامَ وَادْفَعْ اِلَيْهَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرَ الغرض جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا اُس مومنہ نے اُن دو سو درہم کے لینے سے انکار کیا اُس مرد شیعہ نے عرض کیا کہ ہان ای مولا حالانکہ اُسکو طرف اُن درہمون کے نہایت احتیاج تھی اور وہ بہت محتاج تھی یہ سنکر جناب صادق علیہ السلام نے اپنی جیب سے ایک کیسہ نکالا اُسمین سات اشرفیان تھین کہ سوائے اُسکے اور کچھ اُن حضرت کے پاس نہ تھا اور فرمایا کہ یہ لیکر تو اُس مومنہ کے مکان پر جا اور اُسکو ہماری طرف سے سلام کہدینا اور یہ دینار اُسکے حوالہ کرنا قَالَ فَذَهَبْنَا جَمِيْعًا فَقَرَأْنَاهَا مِنْهُ السَّلَامَ فَقَالَتْ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ اَقْرَأَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهَا

رحمک اللہ ای واللہ ان جعفر بن محمد علیہما السلام قرأک
السلام بشارہ کہتا ہی پس ہم سب اسکے مکان پر گئے اور اس مومنہ کو حضرت کا
سلام پہونچایا یہ سنکر وہ بیساختہ کہنے لگی تمکو قسم ہی خدا کی کیا میرے آقا
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ کنیز کو سلام فرمایا ہی مین نے
کہا ای مومنہ خوش ہو سبحانہ تعالی تجھپر رحم کرے ہان قسم بخدا ان حضرت نے
تجکو سلام فرمایا ہی فشقت جیبہا ووقعت مغشیۃ علیہا پس یہ سنکر
گریبان اپنا چاک کیا اور غش کہا کر گر پڑی قال فصبرنا حتی افاقت
وقالت اعدہا علی فاعدناہا علیہا حتی فعلت ذلک ثلثا
راوی کہتا ہی پس ہمنے صبر کیا اور ٹھہرے رہے یہانتک کہ اس مومنہ کو
غش سے افاقہ ہوا اسوقت کہنے لگی کہ پھر بیان کرو پس ہمنے دوبارہ
بیان کیا یہانتک کہ اسکا تین مرتبہ یہی حال ہوا ثم قلنا لہا یا امۃ
اللہ خذی ہذا ما ارسلہ الیک سیدی وابشری بالجنۃ
بعد اسکے ہمنے اس سے کہا کہ ای کنیز خدا لے جو کچھ کہ ہمارے سید و آقا نے
تجھے عطا فرمایا ہی اور بشارت ہو تجھے جنت کی فاستبشرت وشکرتہ
علی ذلک فاخذتہ منا وقالت اسئلوہ ان یستوہب امتہ
من اللہ فما اعرف احدا اتوسل بہ الی اللہ اکثر منہ ومن
ابائہ واجدادہ علیہما السلام پس وہ مومنہ یہ خوشخبری سنکر
نہایت خوش و مسرور ہوئی اور ان حضرت کی اس بشارت وعطیہ پر
شکر گذار ہوئی اور وہ عطیہ ہمسے لیکر کہنے لگی کہ میری طرف سے حضرت کی

خدمتِ بابرکت میں عرض کرنا کہ اس کنیز کو حق سبحانہ تعالیٰ سے مانگ لیں
یعنے ببرکت اُن حضرت کے حق تعالیٰ مجھے بخشدے کیونکہ میں کسیکو نہیں جانتی
ہوں جسکا ذریعہ اپنی شفاعت میں پیش خدا قرار دوں سوائے اُن حضرت
اور اُنکے آبا و اجداد طاہرین علیہم السلام کے قَالَ فَرَجَعْنَا اِلٰی اَبِیْ
عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَجَعَلْنَا نُحَدِّثُهٗ بِمَا كَانَ مِنْهَا فَجَعَلَ يَبْكِيْ
وَيَدْعُوْ لَهَا یعنی راوی کہتا ہے پس ہم سب خدمتِ بابرکت میں اپنے آقا حضرت
صادق علیہ السلام کے واپس آئے اور یہ سب حال اور التماس اُس
مومنہ کا عرض کیا یہ سنکر حضرت رونے لگے اور اُسکے لیے دعا سے خیر فرمائی
حضرات تصور کیجیے کہ کیسی عطوفت و رافت اور الفت و شفقت تھی حضرت
ائمہ طاہرین علیہم السلام کو اپنے شیعوں کے حال پر کہ اُنکا ادنیٰ رنج و غم
سنکے بیتاب ہوتے تھے اور حلِ مشکلات فرماتے تھے لعنت خدا کی بنی امیہ
اور بنی عباس پر کہ اُن اشقیا نے انواع و اقسام کے ظلم و ستم اُن پیشوایان
دین پر کیے آہ بعض کو بمکر و دغا قتل کیا اور بعض کو زہر دیکر شہید کیا اور
ایسا آوارہ وطن کیا کہ وہ خاصانِ خدا بعد شہادت کے ایک جگہ دفن بھی
نہوئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

وَبُيُوْتُهُمْ لِلْبُوْمِ فِيْهَا مَرْقَدٌ		وَقُبُوْرُهُمْ شَتّٰى بِكُلِّ مَحَلَّةٍ

افسوس ہے اُن حضرات کی قبریں متفرق مقامات میں بنیں اور ایک
دوسرے سے جدا دفن ہوئے اور اُنکے گھروں میں وہ جانور مقیم ہوئے
جو ویرانہ میں رہتے تھے ؎

فَبِاَرضٍ سامَرّا وَبَغدادِ ثَوی		بَعضٌ وَبَعضٌ فِی الغَرِیِّ مُلحَدٌ

آہ بعضے نجف اشرف میں بعضے زمین بغداد میں اور بعضے زمین سامرہ میں دفن ہوئے ہیں

قَبرٌ بِطُوسٍ وَالبَقیعِ وَطَیبَۃٍ		وَبِکَربَلاءَ بَعضُ الَّذِینَ اُستُشهِدُوا

ہائے افسوس کسیکی قبر زمین طوس میں اور کسیکی مزار بقیع اور مدینہ طیبہ میں ہی اور بعضے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے اور اُسی بیابان میں دفن ہوئے آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوے مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہدا ہیں جنکی لاش اطہر بے سر اقدس کے تیسرے دن دفن ہوئی جیسا کہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں السَّلامُ عَلَی مَن تَوَلّی دَفنَہُ اَهلُ القُریٰ سلام ہو اُس غریب الوطن و مسافر پر جسے اہل قریہ و دیہات نے رحم کھا کر دفن کیا آہ مومنین لاش اطہر تو بعد کئی روز کے دفن ہوئی مگر افسوس کیا ہی حال سر اقدس کے کہ وہ ساتھ بدن انور کے دفن نہوا بلکہ نوک نیزہ پر بلند کیا گیا اور بازار و میں پھرایا گیا یہانتک کہ سامنے یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا اور وہ ملعون بکمال سرور لب و دندان انور پر چھڑی لگاتا تھا چنانچہ معصوم فرماتے ہیں السَّلامُ عَلَی الثَّغرِ المَقرُوعِ بِالقَضِیبِ سلام ہو اُن لب و دندان انور پر جنپر چھڑی لگائی گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و پنجم

فِی الکافِی وَغَیرِہٖ عَنِ الصّادِقِ عَلَیہِ السَّلامُ اَنَّہٗ قالَ لِرَجُلٍ مِن

الشیعۃ انتم اھل الرضا عن اللہ عزوجل یرضاہ عنکم والملائکۃ اخوانکم فی الخیر فاذا اجتھدتم ادعوا واذا غفلتم اجتھدوا وانتم خیر البریۃ دیارکم لکم جنۃ قبورکم لکم جنۃ للجنۃ خلقتم وفی الجنۃ نعیمکم والی الجنۃ تصیرون کافی وغیرہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے ایک مرد شیعہ سے کہ تم اہل رضا ہو کہ حق سبحانہ تعالے تم شیعوں سے راضی و خوشنود ہے اور ملائکہ تمھارے برادر ایمانی ہیں اور امور خیرات میں شریک تمھارے اور معین و مددگار رہیں پس جسوقت تم مصروف خیر ہو مشغول دعا ہو اور جسوقت غافل ہو اُسوقت کوشش کرو اپنے تئیں غفلت سے نکالو اور تم شیعہ ہمارے خیر البریہ یعنے بہترین خلائق ہو شہر تمھارے تمھارے لیے جنت ہیں قبریں تمھاری بمنزلہ جنت کے ہیں اور جنت ہی کے لیے تم خلق کیے گئے ہو اور جنت میں تمھاری نعمات ہیں رجوع تمھاری طرف بہشت کے ہے وفی المحاسن عن الباقر علیہ السلام انہ قال ھم شیعتنا اھل البیت جزاؤھم عند ربھم جنات عدن تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ لانہ بلغھم اقصی امانیھم ذلک لمن خشی ربہ فان الخشیۃ ملاک الامر والباعث علی کل خیر اور محاسن برقی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ خیر البریہ سے مراد ہم اہل بیت رسالت کے

شیعہ ہیں کہ جزا انکی نزدیک حق سبحانہ تعالےٰ کے جنات عدن یعنی باغہائے
بہشت ہیں کہ انکے نیچے نہریں جاری ہیں کہ ہمیشہ ہمارے شیعہ جنت میں
رہیں گے ساکن ہمیشہ حق سبحانہ تعالےٰ اُنسے راضی و خوشنود ہوا اور وہ بھی
اپنے پروردگار سے راضی ہوے اسوجہ سے کہ جناب احدیت نے اپنے
فضل وکرم سے اُنکو انکی غایت آرزوؤن اور امیدون کو پہونچایا
جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ ثواب واسطے اُس شخص کے ہے جو خوف
کرے اپنے پروردگار سے اسلئے کہ خوف خدا اصل چیز اور عبادت مستقر
کا باعث ہوتی ہے ہر خیر و خوبی کی حضرات مقام شکر ہے کہ یہ مرتبہ ہم
دوستداران حضرات ائمہ ہدیٰ کو اُن حضرات کے طفیل و برکت سے
حاصل ہے اور ہمکو حق سبحانہ تعالیٰ نے اُس گروہ سے خلق کیا کہ جو خیر البریہ
ہیں وفی ریاض المصائب وغیرہ اِنَّ النَّبِیَّ صلعم دَخَلَ یَوماً عَلیٰ
عَلِیّ بنِ ابیطالِب علیہ السّلام فقال علیہ السّلام مَا رَأیتُکَ
اَقبلتَ عَلیٰ مِثلِ هٰذا الاِقبال اور ریاض المصائب و
معالم الزلفیٰ وغیرہ میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ خوش و مسرور داخل دولتسرائے حضرت امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام ہوے پس اُن حضرت نے عرض کیا یا
رسول اللہ آج جسطرح آپ تشریف فرما ہوے ہیں اسطرح سے
کبھی میں نے آپکو تشریف لاتے نہیں دیکھا ہے فقال حبیبی اَلا اُبشِّرُکَ
اِعلَم اَنَّ فِی هٰذِهِ السّاعة نَزَلَ عَلَیَّ جَبرَئیل وَقال لِی اَلحَقّ

یقرئک السلام ویقول ابشر علیاً و شیعته ان المطابع والعاصی منهم من اهل الجنة یس ان حضرت نے فرمایا یا علی اسوقت مین اسواسطے تمھارے پاس آیا ہون کہ تمکو بشارت دون اور ایک مژدہ سناؤن آگاہ ہو کہ ابھی جبرئیل بحکم رب جلیل میرے پاس آئے اور مجھسے کہا کہ حق سبحانہ تعالی بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہی کہ اے حبیب ہمارے علی اور انکے شیعون کو بشارت دو تحقیق کہ ہر نیک و بد انکے شیعون سے اہل جنت ہی اور ایک حدیث مین یہ فقرہ وارد ہی کہ محال ہی درجہ انکا جنت مین مساوی ہو بلکہ مرتبہ مین انکے ضرور فرق ہوگا فلما سمع مقالته خر ساجداً ثم رفع یدیه الی السماء وقال شهد الله علی انی وهبت نصف حسناتی لشیعته فقالت فاطمة شهد الله علی انی وهبت لشیعته علی علیه السلام نصف حسناتی وقال الحسن والحسین علیهما السلام ایضاً مثلهما غرضکہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے یہ بشارت زبان اقدس جناب رسالتمآب سے سنی تو فوراً سجدہ شکر بجا لائے بعد اسکے دونون دست حق پرست طرف آسمان کے بلند کرکے فرمایا کہ خدا شاہد ہی اس بات پر کہ مین نے اپنے نصف حسنات اپنے شیعون کو ہبہ کیے یہ سنکر جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام دختر خیر الانام نے فرمایا کہ خدا شاہد ہی کہ مین نے بھی اپنے نصف حسنات شیعیان علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ہبہ کیے

یہ سنکر فرزندان رسول الثقلین جناب حسنین علیہما السلام نے بھی مثل اپنے والدین کے اپنے اپنے نصف حسنات شیعون کو ہبہ کیے فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ ما انتم باکرم منی شہد اللہ علی انی وھبت لشیعۃ علی نصف حسناتی فاوحی اللہ عز وجل الی رسولہ ما انتم باکرم منی انی غفرت لشیعۃ علی و محبیھم ذنوبھم پس یہ سخاوت اپنے اہل بیت کی دیکھکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ واٰلہ نے فرمایا کہ اے آل عبا تم مجھسے کریم تر نہین ہو خدا شاہد ہی اس امر کہ مین نے بھی اپنے نصف حسنات شیعیان علی کو عطا کیے اسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور اپنے حبیب ورسول کو وحی کی کہ تم سب نے سمجھا ہمسے زیادہ کریم وجواد نہین ہو بتحقیق کہ ہمنے شیعیان ودوستداران علی کو بخشدیا اور انکے گناہونکو محو کیا اور دوسری حدیث مین یہ فقرہ وارد ہوا ہی کہ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین ہم اہل بیت رسالت پر ہمارے شیعون کا حق ہی کیونکہ وہ بسبب ہماری ولایت ومحبت کے ہمارے اعدا سے اذیت وتکلیف اور رنج والم اٹھاتے ہین سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی شیعیان ودوستداران حضرت امیرالمومنین یعسوب الدین وصی اور خلیفۂ بلافصل حضرت سید المرسلین اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام کا علاوہ اسکے عطوفت ورافت اور الفت ومحبت ائمۂ ہدیٰ اسکے دوام پر بزرگ وسیلۂ اعظم نجات کے خاص ہم شیعون کے حصہ مین ہین جیسا کہ شاعر کہتا ہی ؎

ولا ہیچ دانی کہ در گفتمین	خلاص و نجات ست بہر شور و شین
دو امر عظیم است قدرش بدان	ولائے علیؑ و بکا بر حسینؑ

مگر شیعہ اور محب ہونا شرط ہی اور شیعہ در اصل وہ ہی جو بعد معرفت الٰہی کے اطاعت و پیروی کرے جناب رسول خدا اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی اور برادران ایمانی کے ساتھ تواضع کرے الغرض ہر مکلف کو اطاعت و پیروی حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی واجب و لازم ہی اور جو احکام شرع اور امر و نہی اُن حضرات نے موافق حکم خدا ورسول کے فرمائے ہین اُنکو عمل مین لانا ضرور ہی ورنہ خالی ادعا کچھ کام نہ آئیگا اسلیے کہ معصوم فرماتے ہین جو شخص ہماری شفاعت پر تکیہ کرکے مصروف نافرمانی خدا و رسول مین اور دعوی کرے کہ وہ ہمارے شیعون مین سے ہی قسم بخدا وہ اپنے دعوے مین کاذب ہی اور ہرگز اُسکو ہماری شفاعت نصیب نہوگی چنانچہ بحار الانوار مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ آخر حدیث رجعت مین حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین فرمایا اُن حضرت نے کہ ای مفضل اس حدیث شریف کو نااہل سے بیان نہ کرنا ایسا نہو کہ بسبب استماع ایسے احادیث کے اجازت معاصی کی سمجھکر عبادت خدا کو ترک کرے فَلَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَتُنَا لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی پس اُن تارکِ عبادت اور فاعلِ معصیت کو ہماری شفاعت کچھ نفع نہ کریگی اسلیے کہ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی شفاعت نہ کرینگے شفیع

کرنے والے مگر اسکی جو لائق و پسندیدہ ہو اور بعض مفسرین نے لکھا ہی
کہ عاصی بعد توبہ کے لائق شفاعت ہوگا اگر توبہ اسکی لائق قبولیت کے
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ ان حضرت نے جابر
رضی اللہ عنہ سے فرمایا ای جابر آیا اس شخص کو یہی کافی ہی جو ہمارے تشیع کا
دعوی کرکے کہے کہ مین دوستدار اہل بیت رسالت کا ہون قسم بخدا شیعہ
ہمارا نہین ہی مگر وہ شخص کہ جو معصیت الٰہی سے پرہیز کرے اور عبادت خدا
بجالائے اور خداوند عالم سے تقرب حاصل نہین ہوتا ہی مگر اسکی طاعت
و عبادت سے اور کسیکی برات نجات اور نوشتہ اجازت آتش جہنم سے
محفوظ رہنے کا ہمارے پاس نہین ہی اور نہ کسیکو خداوند عالم سے قرابت ہی
پس جو شخص کہ مطیع خداوند عالم ہی اور اسکے حکم پر عمل کرتا ہی وہ ہمارا دوست
ہی اور جو شخص کہ معصیت و نافرمانی خدا کرے وہ ہمارا دشمن ہی اور کسی
شخص کا ہاتھ ہماری ولایت و دوستی تک نہین پہونچتا ہی بغیر طاعت خدا
اور ہماری فرمانبرداری کے اور بغیر پرہیزگاری کے معصیت الٰہی سے
اور اسیطرح بغیر پرہیزگاری کے ہماری نافرمانی سے اور بحار الانوار
مین یاسر سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ زید بن حضرت امام موسی کاظم علیہ
السلام نے مدینہ مین خروج کیا اور گھرون مین لوگون کے آگ لگائی
اور قتل کیا یہ سنکر مامون رشید نے کچھ لوگون کو بھیجا انکو گرفتار کیا
جب مامون کے پاس لائے تو اسنے حکم دیا انکو انکے بھائی ابوالحسن
علی بن موسی الرضا علیہما السلام کے پاس لیجاؤ جب ان حضرت کی

خدمت میں حاضر کیا تو حضرت نے بہت وعظ و نصیحت فرمائی اور ملامت کی اور غضب خداوند قہار سے ڈرایا اور فرمایا اے زید تو نے گمان کیا ہے کہ تو اپنے خدا کو بسبب معصیت و نافرمانی خدا کے پائیگا یہ گمان تیرا غلط ہے یہ سنکر زید نے عرض کیا کہ میں آپکا بھائی اور آپکے پدر بزرگوار کا فرزند ہوں یعنے غرض اسکی یہ تھی کہ مجھے معصیت کیا ضرر پہونچائیگی یہ سنکر حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو جبتک کہ اطاعت خدا کرتے ہو کیا تم نے نہیں سنا ہے اِنَّ نُوحًا قَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِي وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ تحقیق کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جناب احدیت میں عرض کیا اور شفاعت کی اپنے فرزند کی جبکہ وہ غرق ہونے لگا کہ اے پروردگار میرے تحقیق کہ فرزند میرا میرے اہل سے ہے اور وعدہ تیرا حق ہے اور تو صادق الوعد ہے کہ تو نے وعدہ نجات کا میرے اہل کے فرمایا ہے اور تو احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہے فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا نُوحُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَاَخْرَجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَنْ يَكُونَ مِنْ اَهْلِهِ بِمَعْصِيَتِهِ پس حق سبحانہ تعالی نے فرمایا اے نوح تحقیق کہ وہ تیرے اہل سے نہیں ہے بدرستیکہ وہ نافرمان و بدکردار ہے حضرت فرماتے ہیں کہ پس خداوند عالم نے پسر حضرت نوح نبی اللہ کو بسبب معصیت و نافرمانی کے اہل نوح علیہ السلام سے خارج کیا اللہ اکبر ہو نہیں یہ حال ہوا ولاد انبیاے عالی مقام کا تو اوروں کو کیا محل

کلام ہے پس حضرات شریف و نجیب اور بزرگ وہی ہیں جو عبادت خدا اور
اطاعت رسول خدا اور فرمان برداری ائمہ ہدیٰ کرے اگرچہ حق سبحانہ تعالے
رحمان و رحیم اور غفار و ستار ہے مگر جبار و قہار بھی ہے دنیا محل امتحان ہے
جو جیسا عمل کریگا ویسا ہی پائیگا پس آیات قرآن و احادیث سے ثابت
ہے کہ تارک عبادت خدا اور اطاعت و فرمانبرداری جناب رسولخدا
اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام مستحق شفاعت کا نہیں ہے پس وائے بر حال
اُسکے جو اُن حضرات کا حق غصب کرے اور اُنکو بکمال بغض و عداوت
اور نفاق و حسد کے قتل کرے اور زہر دے جیسا کہ اشقیائے امت نے
کیا کہ حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو
زہر دیا اور جناب سید الشہدا مظلوم کربلا غریب نینوا نے مسلوب
العمامۃ والرداء

دُرِ یگانہ دریائے مجمع البحرین	بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام کو جہاں بلا کر بعد علقمہ پر تین دن کا بھوکا پیاسا مع اصحاب
و اقربا اور اطفال شیرخوار کے روز عاشورا ہر طرف سے گھیر کے
کس ظلم و ستم سے شہید کیا جیسا کہ شاعر کہتا ہے

شورِ عاشورا مرا در جان فتاد	جان میانِ آتش سوزان فتاد
گر نویسم شمۂ زان ماجرا	آتش افتد در تمام ما و را
گر بگویم آفتاب است آنجناب	کے بود صد پارہ جسم آفتاب
سر بر وی نیزہ ہمچون آفتاب	آفتاب از روی او شد در حجاب

ای دریغ ازان بدنہای لطیف	ای دریغ ازان جوانانِ شریف
ای دریغ از اکبرِ ناکام او	وز عطش خشکیدہ گشتہ کام او
ای دریغ از اصغرِ بے شیر او	جان فدای طفلِ بے تقصیر او
ای دریغ ازان علمدار رشید	جان فدای جان عباسؑ شہید
ای دریغ از قاسمِ نوکدخدا	بستہ از خون دست و پایش را حنا
ای دریغ از پیکرِ عریان او	پیکرے در خاک و خون غلطان او
ای دریغ از دختران مصطفےؐ	بستۂ قید اسیری از جفا
ای دریغ از زینبؑ و کلثوم او	وز سکینہ طفلکانِ مظلوم او
در بدر بر ناقۂ عریان سوار	چون اسیران فرنگ و زنگبار

الغرض تاریخ واقدی اور اعثم کوفی میں یوں منقول ہی کہ اُسوقت وہ اسیران جور وجفا بدرد و بکا مدینہ منورہ اور نجف اشرف کیطرف متوجہ ہوکر فریاد کرتے تھے یا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا عَلِیَّ الْمُرْتَضٰی یَا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ یَا حَسَنَ الْمُجْتَبٰی اُنْظُرُوْا اِلَیْنَا وَانْصُرُوْنَا ای فریادرس بیکسان یا رسول اللہ ای علی مرتضیٰ ای فاطمہ زہرا ای حسن مجتبیٰ ہمارے حال تباہی کو ملاحظہ فرمائیے اور ہماری نصرت و مدد کیجیے کہ ہم دست ظلم اعدا میں گرفتار ہیں مومنین یہ حال تباہی اہل بیت رسالت کا کوفہ و شام میں تھا اور مدینہ کی تباہی و بربادی کس زبان سے بیان ہو کہ جیسا وہ خانۂ نبوت و امامت ویران ہوا چنانچہ شاعر کہتا ہے

وَقَفْتُ عَلٰی دَارِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ	فَاَلْفَیْتُھَا قَدْ اَقْفَرَتْ عَرَصَاتُھَا

جب وارد ہوا مین و دولتسرائے رسول خدا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
وآلہ پر مدینہ منورہ مین تو دیکھا مین نے کہ دیوارین اور مکانات اسکے
ویران و خراب ہوے ہین حضرات تصور کیجئے کہ یہ کس گھر کا ذکر ہے آہ
آہ یہ وہ گھر ہے کہ جسکی دربانی کا فخر و مباہات ملائکہ کرتے تھے جہان
وحی خدا نازل ہوتی تھی ؎

واسمعت خلاءً من تلاوۃ قارئ | وعطّل منہا صومہا وصلوتہا

اور دیکھا مین نے کہ وہ خانۂ شرافت قرآن پڑھنے والون سے خالی
ہوگیا ہے اور روزہ رکھنے والون اور نماز گذارون سے معطل
ہوگیا ہے ؎

وکانت ملاذاً للانام وجنّۃ | من الخطب یغشی المعتفین صلاتہا

اور وہ گھر جاے پناہ اور نگاہ دارندۂ خلق تھا سختیون سے اور
حاجتمند اور محتاجون اور مہمانون کو اوس گھر سے بخشش ہوتی تھی اور
ایتام اور بیوہ زنون کی پرورش ہوتی تھی ؎

فاقفرت من السادات من آل ہاشم | ولم یجتمع بعد الحسین شتاتہا

پس وہ گھر سادات بنی ہاشم سے خالی ہوگیا اور بعد شہادت امام
علیہ السلام کے تو ایسا ویران ہوا کہ پھر کبھی آباد نہوا آہ مومنین
کیونکر پریشانی اوس گھر کی جاتی جس گھر سے اٹھارہ بنی ہاشم اور تیرہ
بائیس جوانان علوی و ہاشمی جنکا مثل و نظیر روے زمین پر نہ تھا
ایک دن مین تشنہ لب شہید ہوجاوین اور بچے شیرخوار تک تیر ستم سے

ذبح ہوئی ہون ۵

عَلٰی فَقْدِہِمْ مَا تَنْقَضِیْ زَفَرَاتُہَا	فَعَیْنِیْ لِقَتْلِ السِّبْطِ عَبْرٰی وَلَوْعَتِیْ

پس بسبب قتل ہونے فرزند رسول کے میری آنکھون سے اشک حسرت جاری رہینگے اور ہمیشہ اُن جوانان ہاشمی کے مفقود و گم ہونے سے جگر میرا کباب رہیگا اور دل میرا اُنکے مصائب پر ہمیشہ جلتا رہیگا ہمے افسوس کس کس و تمنا سے اُنکو اشقیا نے مہمان بلا کر کربلا مین تشنہ لب شہید کیا ۵

اَمَا آنَ اَنْ تَفْنٰی اِذَا حَسَرَاتُہَا	فَیَا کَبِدِیْ کَمْ تَصْبِرِیْنَ عَلَی الْاَذٰی

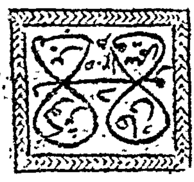
پس ای جگر کبتک تو ان اذیتون اور مصیبتون پر صبر کریگا آیا وقت اسکا نہین آیا کہ حسرت تیری تمام ہووے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

تمت بالخیر

بیشتر از صبر بپایان رسید	شکر کہ این نامہ بعنوان رسید

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین و لعنۃ اللہ علی اعدائہم و غاصبی حقوقہم اجمعین الی یوم الدین ۵

ہَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ غُفْرَانًا	رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا خَطَایَانَا





قطعہ تاریخ ختم کتاب مستطاب نہر المصائب از نتائج طبع رسا و فکر و ذہن زکا جناب محمد مرزا صاحب خوشنویس جو کاتب کتاب ہذا متخلص بہ طیب تلمیذ جناب سید عباس حسن صاحب المتخلص بہ فصاحت دام مجدہ العالی

مولوی صاحب اہل زہد و ورع	زائر مرقد امام امم
جمع کردہ ہمہ روایت صحیح	چہ کنند مدح این زبان قلم
معتبر ہست بیشک این تالیف	علما کرد و بر سند خاتم
پئے تاریخ ختم طیب گفت	این کتابیست پر ز حزن و الم
	سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب مستطاب نہر المصائب از نتیجہ فکر ذکیہ ذہن وقاد وطبع نقاد بتوفیقات ایزدی موفق جناب السید صادق صاحب ابن المرحوم السید عسکری شاہ صاحب رحمۃ اللہ المتخلص بہ صداقت ارشد تلامذہ عالی مرتبت والا منزلت جناب حکیم لکھنوی زاد حشمتہ العالی کہ از ہر مصراعش سنہ ۱۳۰۶ ہجری بر مے آید

طبع شد این کتاب شیون و حزن	شد عیان بحث دین بر اہل جہان
سنہ ۱۳۰۶ھ	سنہ ۱۳۰۶ھ
این کتابست بحر حزن و ولع	این کتابست آب نہر جنان
سنہ ۱۳۰۶ھ	سنہ ۱۳۰۶ھ
خلف قاسم علی پاک سرشت	شکل تصنیف کرد از دل و جان
سنہ ۱۳۰۶ھ	سنہ ۱۳۰۶ھ

الہ سینہ صداقت گفت	وفتر ماتم امام جہان
سنہ ۱۳۰۶	سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب مستطاب لاجواب نہر المصائب مجلد سوم طبعزاد والا نژاد عمدۃ الشعراء زبدۃ الکملا حاج الحرمین الشریفین زائر مراقد حضرات ائمہ کونین خوش خلق و نیک سیر جناب حاج علی محسن خان صاحب متخلص بہ انور دام حشمتہ و زاد قدرہ

جو کہ ہین اس کتاب کا بانی	خوش رہے اور خرم تا وہ جیئے
تین جلدین لکھین مصائب مین	حق نے کیا حوصلے ہین انکو دیئے
جو کتاب ایسی اب کوئی لکھے	سالہا سال خون دل وہ پیئے
معتبر ہین روایتین ایسی	عالمون نے نہین کام کیے
الغرض تیسری چھپی جب جلد	مجھکو احباب نے پیام دیئے
ہو تاریخ عیسوی انور	بیٹھے کیا تم ہو منھ کو اپنے سیئے
نظم کی تحریر مین یہ تاریخ	زخم سب قلب شاعری کے سیئے
چاہیے قطع ہو سر اعدا	پاے خوبی حدیث خوان کے لیے
	سنہ ۱۸۸۹ع

قطعہ تاریخ طبع نہر المصائب طبعزاد جناب محمد مرزا صاحب کاتب کتاب ہذا متخلص بہ طیب دام مجدہ و زاد قدرہ

مگر مولوی صاحب از جہد و کوشش	چو تالیف کرد این کتاب عجائب
بدل گشت مطبوع اہل بصیرت	سراسر مبرا ز نقص معائب

پئے سال ہجری رقم کرد طیب
بہ تزئین چہ شد طبع نہر المصائب

سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا از نتائج افکار جناب حیدر مرزا صاحب حیدر تخلص
تلمیذ رشید جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت دام مجدہ

ہوئی ہے جو طبع جو نہر المصائب کی کتاب
اُسی کا تیسرا حصہ ہے یہ با آب و تاب

بہت صحیح روایات درج ہیں اِسمیں
جو اہل علم ہیں وہ شوق سے نہ کیون دیکھیں

برائے سال مری طبع نے جو خواہش کی
حروف معجمہ میں فوق مجھکو فکر ہوئی

تو آئی کان میں ناگہ صدائے ہاتفِ غیب
ریاضِ ماتم سبطِ نبی یہ ہے لاریب

سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ ختم طبع کتاب ہذا از نتائج فکر رسا ذہن صفا والا شان
یعقوب علیخان صاحب المتخلص بہ نصرت دام مجدہ

مولوی قاسم علی تالیف کرد
نسخۂ نہر المصائب بے ریا

طبع شد از فضل خلاق جہان
خوشخط و خوش وضع و کاغذ خوشنما

بہر تاریخش چو نصرت فکر کرد
ناگہان از غیب آمد این صدا

خذ برائے صوری و ہم معنوی
یکہزار و سہ صد و شش سال را

سنہ ۱۳۰۶ھ

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و مدح سید الاوصیا و ائمہ ہدیٰ بخدمت
عزاداران و ذاکران مظلوم کربلا غریب نینوی مسلوب العمامۃ و الردا
کشتۂ دغا مقتول ظلم و جفا خامس اصحاب کسا حضرت سید الشہدا علیہ آلاف
التحیۃ والثنا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین سلام اللہ علیہ و آلہ
الطاہرین التماس ہے کہ گو آپکے قلوب مہموم اور دلہائے محزون و مغموم کی
یاددہانی کے لیے بہت سی کتابیں مصائب اُن حضرت میں کتب عربی و فارسی
ترجمہ ہوکر زبان اُردو میں عام فہم چھپی ہیں اور مروج و مستعمل ہیں مگر بھی
ہر شائق زمرۂ ذاکرین و سامعین کو سعی و کوشش اور تلاش رہتی ہے کہ
کوئی کتاب نادر مصائب ائمہ اطیاب میں تالیف و مرتب شدہ جدید
ایسی دستیاب ہو کہ جسمیں ولادت باسعادت اور معجزات اور فضائل
و مصائب اور شہادت چہاردہ معصومین علیہم السلام احادیث و روایات
معتبرہ و مستندہ اور تمہید و روابط عمدہ و معتمد مضامین مخدوش سے بری
بطرز و عنوان نو ہو جو بلا تردد مجالس عزا میں خصوص بحضور حضرات علما
و فضلا پڑھ سکیں اور جسکے سننے اور پڑھنے سے مثاب ہوں چنانچہ یہ اوصاف
کتاب ہذا میں ہیں اور حق بھی یہی ہے کہ مضامین کہن کو طرز نو میں بیان و
ادا کرنے سے لطف مزید اور لذت جدید متصور ہے اور کثرت غم و الم اور
گریہ و بکا پر اعانت کامل ملتی ہے لہذا فضائل مآب کمالات اکتساب
تقدس و تورع آثار تقوی و پرہیزگاری شعار حاج الحرمین الشریفین

ذاکر و زائر حضرت ابا عبد اللہ الحسین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و آلہ الطاہرین
اعنی المعی اللوذعی الصفی الوفی مولانا جناب حاج آخوند مرزا قاسم علی
صاحب کربلائی زاد فضلہ و دام نیلہ ابن المرحوم جناب مرزا رمضان علی صاحب
کربلائی ابن المغفور جناب مرزا لطف علی صاحب مشہدی الخراسانی
غفر اللہ ذنوبہم الخفی والجلی نے کتب مستندہ معتبرہ تفاسیر و احادیث و
تواریخ عربی و فارسی سے بارہ فضائل و معجزات اور ولادت با سعادت
اور مصائب و شہادت حضرات چہاردہ معصومین صلوات اللہ و سلامہ
علیہم اجمعین کو انتخاب فرماکے بترتیب و ترصیف خوش اسلوب بالفاظ
سلیس و عبارات واضحہ دل انیسہ علیحدہ علیحدہ مجالس مین زبان اردو
درد انگیز فقرات اور رقت خیز کلمات مین موافق محاورہ روزمرہ
اہل لکھنؤ کے بکمال تہذیب مدون فرمایا ہی اور مجالس مختصر مین تا سامعین
مشوش نہون اور ہر مجلس کا طریق بیان اور طرز عنوان اسطرح سے
رکھا ہی کہ اول تمہید ذکر فضائل یا معجزات یا ولادت اور بمناسب اسکے
بیان مصائب و شہادت حضرات ائمہ ہدےٰ علیہم التحیۃ والثنا تاکہ ذاکر کو
وصل و پیوند اور ربط وغیرہ کی دقت نہو اور بآسانی تمام جو یا بشد
کتاب ہی ادا کر سکے اور نام اس وظیفۂ غم اور صحیفۂ ماتم کا
نہر المصائب ہی جو درحقیقت بحر سے نہر شیرین و صاف تر اور
جاری ہی اور حق تالیف اسکا مطبع کو ہبہ کیا ہی واقعی عجیب رتبہ کی
یہ کتاب مستطاب لاجواب ہی کہ ہر فقرہ دلسوز نشتر رگ جان ہی ہے

اور ہر کلمہ اسکا گریہ و بکا کے لیے وسیلۂ کامل ہی جسمین نجاتِ عصاتِ امت
کے لیے ذکرِ اعظم واصل ہی اور اس کتاب بے نظیر اور صحیفۂ دلپذیر مین
ایسے عمدہ مطالب و مضامین بھی تحریر ہین کہ جنکا ترجمہ ابتک اُردو مین
نہوا تھا اور ہر مضمون کتاب ہذا کا بحوالۂ کتاب یا راوی ہی بس لطف
اس کتاب عمدہ کا کماحقہ اُسکو حاصل ہوگا جسکے پاس ہر سہ مجلد موجود
و پیش نظر ہون کیونکہ ہر سہ مجلد مین بمقاماتِ مختلفہ اور مناسب حضراتِ
چہاردہ معصومین علیہم السلام کے بارہ ولادت باسعادت اور فضائل
و معجزات اور مصائب و شہادت درج ہی ایسی حاوی کتاب اِس
فن خاص مین بزبان اُردو ابتک طبع نہین ہوئی اور نہ اس تعجیل
و طلب اور خواہش سے دست بدست فروخت ہوئی ہی اور اس
کتاب کی شہرت و عمدگی محنت و مشقت شاقہ اور جد و جہد مولف صاحب
ممدوح پر شاہد عدل ہی کیونکہ کامل کتاب پانچون حصے پانچ برس مین
تیار و درست فرماکے حضرات علما و فضلا اور محدثین و مقدسین کے
ملاحظہ سے گذرانے مین سبحان اللہ خداوند عالم نے بعد قرآن
مجید اور فرقان حمید کے ذکر فضائل و مصائب حضرت محمد و آل محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ کو کیا شرف و بزرگی اور کرامت عطا فرمائی ہی
کہ اگر کسی فن کی کتاب کو کوئی شخص ایک دو مرتبہ دیکھتا یا سنتا ہی
تو تیسرے بار رغبت نہ دیکھتا ہی نہ سنتا ہی بخلاف کتب مصائب
اہل بیت رسالت کے کہ جسقدر سادات و مومنین اُنکو دیکھتے یا سنتے

ہین تو اور رغبت و دلولہ شوق اُنکا زائد ہوتا ہی کیونکر ہو کہ وہ حضرات
ائمہ ہدیٰ خاصانِ خدا اور برگزیدۂ باری ہین جنکو اپنے نور مقدس سے
مخلوق کیا ہی جنھون نے بندگانِ خدا کو ہدایت فرمائی اور طریقے معرفت
و عبادت کے سکھائے اور ترویج دین و اسلام مین راہ خدا مین
جان دی پس الحمد للہ والمنہ کہ یہ مجلد سوم یعنے حصہ چہارم و پنجم کتاب
موصوف و ممدوح کا بنابر ہدیۂ سادات و مومنین اور نذر ذاکرین
شائقین فرقۂ ناجیۂ اثنا عشریہ کے بخوش قلمی جناب محمد مرزا صاحب
سلمہ الواہب کا غذ سفید و عمدہ اور تقطیع مرغوب و خوشنما پر مرتب
ہوکر مطبع فیض منبع مشہور دیار و امصار جناب منشی نول کشور
صاحب مالک اودہ اخبار شہر لکھنؤ مین بماہ فروری ۱۸۸۹ء
مطابق ماہ جمادی الآخر ۱۳۰۶ھ طبع ہوکر رونق منبر عزا اور
وسیلۂ عظیم گریہ و بکا ہوا فقط

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١٣١٥

صحیحنامہ اغلاط مجلد سوم حصہ چہارم نہر المصائب کہ بہر نوع احتیاط درست نمودہ شد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	خدایہ	خدایہ	۲۹	۱۳	حفاظت	حفاظت	۸۸	۷	لے	لے
//	۱۳	بصرۃ	بصرۃ	۳۰	۱۴	الماء	المآء	۹۰	۱	رافع	رُفِع
۴	۹	یتھنا	یتھنا	۳۱	۱۵	رجلِ	رجلٍ	۹۱	۹	کہ	کہا ہو
۶	۶	افا	آقا	۳۷	۱۲	وفا	وغا	۹۲	۱۰	تمایَن	تمایَن
//	۱۲	بکاسے	بکات	۴۰	۱	واللہ	واللہِ	۹۴	۱	کہ	کہ یہ
۷	۲	دعامۃ	دعامۃ	//	۱۶	جبلۃ	جبلۃ	۹۷	۳	ھذۃ	ھذہٖ
۸	۸	آذرۃ	یا آذرۃ	۴۲	۱۷	با	باِ	//	۸	اہل	اہلِ
۹	۶	یتجمع	یطمع	۴۴	۷	بحر	بحرٖ	۹۸	۱۵	محمد	محمد
۱۳	۱۵	جسطرح	یہ جسطرح	//	۱۵	لفسی	نفسی	۱۰۰	۲	الاندال	الاندال
۱۴	۳	احدی	بعدی	۵۳	۷	محمد	محمد	//	۱۷	فوقف	توقف
//	۴	تحر	تحر	۵۴	۱۹	یا	یا	۱۰۳	۲	فیقالی	فیقال
//	۱۸	الدمعۃ	الدامعۃ	۶۲	۹	حیاشا	جاشا	//	۱۳	رامی	رامی
۲۰	//	فضلنی	فضلنی	۶۵	۸	بجرمی	بجرمی	۱۰۴	۱۰	بہاک	بہاک
۲۳	۱۳	النفت	التفت	۶۶	۱۹	زور	زور	//	۱۶	تجمیل	تجمیل
۲۴	۱۶	ہوے	ہوسلے	۷۱	۵	لو	کو	۱۰۶	۱۰	ھمر	ھمر
۲۵	۱۸	ح	ح	//	۱۰	اصلی	اصلی	۱۰۸	۱۹	عمر	عمر
۲۸	۱	سول	رسول	۷۲	۴	مولاۃ	وموالاۃ	۱۰۹	۷	سبسے	سب سے پہلے
//	۴	یحب	یحب	۷۴	۱۲	د	ذ	۱۱۲	۳	بیرم	بیرم
//	۵	ان تحبینی	ان تحبینی	۷۶	۳	رانتہ	رایتہ	۱۱۳	۹	رضو	رضوا
//	۱۱	وبشہرہ	وغیرہ	//	//	واغزو	واغزو	۱۱۶	۹	السلام	السلام
//	۱۳	ثمین	تمین	//	۱۳	قاتلہ	قاتلہ	۱۱۸	۱۴	عار	عار
//	۱۶	پھر	پہر	۸۲	۸	نیا	فما	۱۲۲	۹	صبع	صع
//	۱۹	زل	ازل	۸۳	۱	فرہی	فرہی	//	۱۲	بت	ت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۷	۱۹	الثنا	الثناءُ	۱۶۲	۱۷	آخی	آخیِ	۱۹۲	۶	درّہ	درّۃٌ
۱۳۰	۳	مُحمّاً	مُحمّاً	۱۶۳	۱۳	احلاف	اختلاف	″	۹	الحرَ	الحرَّ
″	۱۳	یُوجدُ	لم یُوجدْ	۱۶۴	۱۱	فرساتَ	فرساتِ	″	۱۹	با	یا
۱۳۱	۱۰	الو	الوَ	۱۶۶	۱	مِن بَیْنَ	مِن بَیْنِ	۱۹۶	۱	الفضۃ	الفضۃِ
۱۴۰	۱۳	اَبُوہُ	اَبُوہُ	″	″	لو	یو	″	″	بلر	بلّر
۱۴۳	۷	ابکی	اَبْکِیْ	″	۱۱	غرشکہ	غرشکہ یا بردہ روایت کے	۱۹۷	۳	اولی	اولیٰ
″	۱۵	من	مِنَ	۱۶۳	۱۷	ناہیہ	ناحیہ	۱۹۸	۵	صفحَ	صفحِ
۱۴۴	۱۴	نار	نارِ	۱۶۴	۶	ن	بن	″	۴	افضل	افضلُ
۱۴۷	۱۸	حی	حَیٌّ	″	۱۹	حر	ضرّ	۱۹۹	۴	مین	یمین
۱۴۸	۱۳	ینصرنا	ینصرنا	۱۶۵	۱۲	محمّدٌ	محمّدٌ	″	۷	یا حسناہ	یا حسنین
۱۴۹	۹	قل	قلّ	۱۶۶	۵	الت	التّ	″	۱۰	عودنے	عوض
″	۱۵	وہان ہان	وہان	″	۷	الصبایا	الصبا	۲۰۱	۳	اعضائے	اور اعضائ
″	۱۸	آیا	قریب آیا	۱۶۷	۹	بابی	بابیِ	۲۰۵	۲	مصحف	مصحف
۱۵۳	۲	امنَ	آمنَ	۱۶۹	۶	اُس	اُس نہر	۲۰۶	۲	اسمر	اسہر
۱۵۴	۷	الہۃ	الہۃ	۱۷۰	۴	لتعرق	لتعرف	۲۰۸	۱۰	اِذا	اِذ
″	۱۵	لکَ	آلکَ	″	۵	الشجرۃُ	الشجرۃُ	۲۰۹	۷	پیا	[illegible]
۱۵۵	۴	منکَ	منکَ	″	۶	الذّ	الذّ	″	۱۱	تی	تِیْ
″	۱۸	سنۃ	سنۃ	″	۷	[illegible]	را	۲۱۰	۱۰	وجیت	وجبت
۱۵۶	۹	لی	لِیْ	۱۸۱	۲	لنھر	النہر	۲۱۱	۸	تیۃ	تیۃ
۱۵۷	۱۱	الرحیل	بالرحیل	″	۸	ن	ذ	″	۱۲	سال	قال
۱۶۱	۱۹	لعلہ	لعلّہ	۱۸۳	۱۷	اللہُ	اللّٰہ	۲۱۲	۵	حضرت	حضرت حبیبہ الحمد معروف ہے
۱۶۲	۷	تزوّدُ	تزوّدُ	۱۸۴	۴	جب	حبیب من	۲۱۳	۱۲	اس	اُس
″	۱۳	بعویلِ	بنویلِ	۱۹۰	۸	الحسینُ	الحسنُ	۲۲۱	۷	علیہ	جالسہ
″	″	الایتام	الایتام	۱۹۲	۱۷	تفاحت	تفاحتہ	۲۲۳	۱۱	شاعر کہتا ہے	قول مشہور ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۷	۹	عن	عَنْ اَبِیْ
۲۳۱	۱۷	کرے	کریں پس حضرات آپ بھی دعا کیجئے
۲۳۳	۱۶	علی الحوض	عَلَی الْحَوْضِ
۲۳۵	۱۴	مولانا	مَوْلَانَا
〃	۱۹	الارم	الْاَنَام
۲۳۷	۸	مُصَارِع	مَصَارِعَ
۲۴۰	۱۵	بِاَتْ	بِاَتْ
۲۴۲	۲	فابوا	فَابَوْا
۲۴۴	۱۱	یمینک	یَمِیْنُکَ
۲۴۵	۱	مُحَمَّدًا	مُحَمَّدًا
〃	۹	طرماح	طِرِمَّاح
〃	۱۰	فِی	فِیَّ
۲۴۷	۷	اوصا	اوصیا
۲۴۸	۱	سے	نے
〃	۲	من السماء	[illegible]
۲۵۰	۱۵	رانی	رانیے
۲۵۲	۱۳	ماسمہ	مااسمہ
۲۵۳	۱۰	ناقتہ	ناقتہ
۲۶۱	۱۱	مِنَ	مَنِ
۲۶۳	۱	چنانچہ	فرمائیے چنانچہ
〃	۱۳	ابی	اَبِیْ
〃	۱۹	مختلف	مُخْتَلِفٌ
۲۶۴	۵	اجساد	اَجْسَادِ
۲۶۷	۲	المیت	لِلْمَیِّتِ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۲	۱۰	الخطی	الخطّی
۲۷۵	۱۲	دارا	دارٍ
۲۷۷	۴	فلمنی	فَلَمْنِی
۲۷۸	۷	اعطها	اعطها
۲۸۳	۹	تراہ	تراہ
۲۸۶	۱۲	شرق	شَرَفٌ
۲۸۷	۸	لم	علم
۲۸۸	۱	بالکامیۃ	بالکلیہ
〃	۱۲	کہ جو مقام ویران تھا	[illegible]
۲۹۲	۴	لو	۴
۲۹۳	۱	و	وہ
۲۹۵	۹	قبر	قنبر
〃	۱۳	شیئا	شیئاً
۳۰۰	۱	کاتبین	الکاتبین
۳۰۲	۱۶	اکثروا	اکثروا
۳۰۹	۱۳	امام	امام حسنؑ
〃	۱۹	تبغلت	تبغلت
۳۱۰	۷	ازدحام	ازدحام
〃	۱۹	روم شام	روم و شام
۳۱۲	۱۶	کا	کام
۳۱۹	۲	لکی	لگی
۳۲۰	۹	اور	یعنی
۳۲۱	۷	خطبتہ	فی خطبتہ
〃	۱۵	اور تعصب	اور تعصب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۳	۷	سقیاس	سقیاس
〃	۹	امام	امام مبین
۳۲۴	۱۰	یدلہ	بدلہ
۳۲۵	۶	در آید	در آمد
〃	۸	تیغ و تیز	تیغ تیز

صحتنامہ اغلاط حصہ پنجم نہر المصائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۶	۱۱	اصلکنہ	اصابنا
۳۲۷	۱۶	اختصص	اختصص
۳۲۸	۳	مِنَ	مَنِ
۳۲۹	〃	رورتے	رورہے
〃	۵	لربعکو	لربعکو
〃	〃	یا امۃ	یا امۃ
〃	۷	نہ کرے	[illegible]
〃	۱۴	تضفقون	تصفقون
〃	〃	کفکو	کفکو
۳۳۲	۱۹	لذی	للذی
۳۳۴	۵	اور اور	اور
۳۴۰	۵	لیف خرا	اتون
〃	۱۴	الملائکۃ	الملائکۃ
۳۴۲	۴	لاَ	لاَ
۳۴۴	۲	السلام	السلام نے
۳۴۶	۱۰	غریز	عزیز
۳۴۹	۴	یاسید	یاسیدتی
۳۵۰	۱۱	جاسکے	جاسکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۱	۱۰	ناسرع	فاسرع
۳۵۴	۲	جینیه	جُنیه
۳۵۵	۱۹	اسئلک	اسئلك
۳۵۶	۵	بمندیل	بمندیل
۳۵۷	۷	مییه	نیه
۳۶۲	۱۹	ل	لی
۳۶۴	۱۱	ے	نے
۳۶۶	۱۹	بنوا	بنوا
۳۷۰	۱۹	الجنباصة	الخصاصة
۳۷۵	۱	من	من
۳۷۶	۱۵	علیی بن	علیی بن
۳۷۹	۱۱	ثیلث	ثیلث
۳۹۳	۲	براآی	برای
۳۹۵	۹	مصر	قصر
۳۹۹	۲	نیہ	ثبہ
۴۰۱	۱	زیر	[illegible]
۴۰۳	″	بجیل	بحیلہ
″	۸	رائحة	رائحة
۴۰۶	۳	یساقوتن	یساقونہ
۴۰۷	۸	لیق	لیق
۴۰۹	۱۱	قرما	فرما
۴۱۶	۳	واللہ	واللہ
۴۱۹	۱۳	اولاد	اولاد
۴۲۲	۱۴	مصداق	مصدق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۵	۹	من	من
″	۱۱	لطمت	لطمت
۴۳۱	۹	بان	بین
۴۳۲	۱۷	اما	اما
″	″	فصل	بنا
۴۳۶	۱۳	بجبال	بجبال
۴۳۷	۱۹	آی	آنی
۴۴۵	۷	اکما	اکمل الیقین
۴۴۶	۷	اموزن	معزون ہے
۴۴۹	۳	الطنی	[illegible]
۴۵۰	۱۹	یا امر	یا امر
″	″	اذ	اذا
۴۵۱	۸	تو	[illegible]
۴۵۸	۱۳	حافر	حافر
۴۵۹	۱۰	آنرک	وانرک
۴۶۰	۱۰	بین اء	بین آء
۴۶۱	۳	معیر	بغیر
″	۱۴	الاسار	الاسماء ہے
۴۶۵	۳	انزغام	نثر
۴۶۹	۳	سراہہ	تیراہہ
۴۷۰	۱۱	ترکبوہ	ترکبوہ
۴۷۵	۸	کتل	کتل
۴۸۰	۵	وکل	وکل
۴۹۱	۱۴	قلت	قلت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۴	۲	الی	اتی
۴۸۳	۱	توفی	توفی
۴۸۴	۱۱	یساقوهن	یساقون
″	۱۹	فی الاسواق	فی الاسواق
″	۱۸	[illegible]	ازار دون
۴۸۹	۵	اکلی	اکلی
۴۸۷	۱۷	تبع	تبع
۴۹۹	۱۱	اسطالب	ابیطالب
″	۱۴	رملة	رملة
۵۰۰	۱۰	اوریہ کہی	یہ کہی
۵۰۷	۱۳	الجہالة	الجہالة
۵۰۹	۲	العویل	العویل
۵۱۰	۲	من	من
۵۱۱	۱۱	اسحداد	استحداد
۵۱۲	۸	بیان	بیان کیا
″	۱۹	تبکے وتنوح	تبکی وتنوح
۵۲۱	۷	العنا	الفنا
۵۲۲	۱۷	اور	منہ اور
۵۲۳	۲	اسے	[illegible]
۵۲۶	۹	لما	اما
″	۱۹	اللعین	اللعین
۵۲۷	۱۷	المقرحة	المقرحة
۵۲۹	۱۰	فرضی	فرضی
″	۱۸	بسلیہا	بسلبہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	//	نحیبھا	نحیبھا
۵۳	۷	حل	حلّ
۵۳	۱۷	لوارا	گوارا
۵۳	۱۸	یزید	یزیدَ
۵۴	۵	الخرس	الخرسُ
۵۴	۴	قلتنا	قِلّتِنا
//	۱۱	فی	فِی
//	۱۹	بشایر	بشایرُ
۵۵	۸	للکلاب	لِلکلابِ
۵۵	۱	چنانچہ	اور
۵۶	۲	رسل	رسُولِ
۵۶	۶	البر	الفجرِ
۵۶	۱۱		اقال نحن القبر جئنا ثم عالیا وعجبت لتائر فی بالبکاء والنحیب
۵۷	۱۴	نفس	نفسٌ
۵۷	۵	الھجرۃ	للھجرۃ
۵۸	۱۰	وارحمنی	وارحمنی
//	//	ایضا	ایضا
//	//	//	//
۵۸	۱	آمدرفت	آمدورفت
۵۹	۱	اتاکم	اتاکمُ
۵۹	۱	تلبی	تلبیتی
۵۹	۴	علی	علیٌّ
۶۰	۷	معاشرۃ	مُعاشرۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰۲	۱۹	اتنه	اللہُ
۶۰۶	۱۴	فاندبی	فاندُبی
۶۲۰	۱۷	مھران	مِھران
۶۲۶	۱۶	ماجن	ناجن
۶۳۱	۱۹	تتکلو	یتکلو
۶۳۶	۹	سول	رسول
۶۴۸	۱۵	امیر	امیرُ
۶۴۹	۱۸	الشھر	الشھرُ
۶۶۴	۵	ما	یا
//	۱۲	معتزل	معتز
۶۶۸	۳	لتجر	الشجرِ
//	۶	اس	اس ہونے کے
۶۷۵	۲	محسما	محسما
۶۰۳	۳	مانہ	یانہ
۶۸۷	۲۰	الاحکام	الاحکام
۶۹۲	۱۶	گرشنہ	گرسنہ
۶۹۶	۵	شاہزاہ	شاہزادہ
۶۹۸	۱۸	ماقوت	یاقوت
۶۹۹	۱۳	برف	برف سے
۷۰۰	۹	کیے	کیے جاتے ہیں
۷۰۶	۱۰	حشمہ	چشمہ
۷۰۷	۱	تحفۃ الزائر	تحفۃ الزائرُ
۷۰۹	۱۸	دیدند	دیدید
۷۱۰	۷	الثغر	الثغرِ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱۱	۱۵	یا امُ	یا امُ کلثومِ
۷۲۲	۹	فجاج	فجاج
۷۲۹	۱	یغنی	یغنی
۷۳۶	//	کا	کار
۷۴۰	۹	حاواذا	جلواذا
۷۴۲	۵	فان حدث	فان حدث یا امیر حدث
۷۴۳	۳	ریل	ید
۷۵۱	۱۱	لسنیعۃ	لشیعۃ
۷۵۹	۷	بعض	بعض

بقیہ صحیح نامہ اغلاط مجلد اول نہر المصائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۴	۱۶	یساقونَ	یُساقونَ
۴۲۸	۱۸	//	//
۴۲۹	۴	یطاف بھم بھذہ المذلۃ فی الاسواق	یطاف بھم فی الاسواق
//	۴	باین نزلت بازار وبین	بازار وبین

بقیہ صحیح نامہ اغلاط مجلد دوم نہر المصائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۱۵	مد	مدد
۴۷	۱۲	آؤ	اوٓ
۴۸	//	منہ	منہ کے
۵۰	۲	مین	مین متمل
۱۴۴	۱۳	سے	شکے
۱۷۱	۱۹	ناکا	نابکار
۱۷۲	۱۳	بشر	بشرکے
۱۸۰	۱۶	علیھا	علیھما

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۲	دیندارہین	دیندار	۴۱۰	۱۱	سے	کو اور سے	۴۱۵	۵	یسافون	یسافو
۱۹۵	۷	لن اعود	لن اعود	۱۶۳	۹	سو	سوا	۴۴۳	//	//	//
۲۲۷	۴	نصیب	نصب	۵۲۹	۲	حریت	حریث	۴۷۳	//	//	//
۲۳۰	۸	کے قیام	اور قیام	۵۳۶	۷	روایت	حدیث	۵۴۳	//	//	//
۲۹۷	۱۷	بارا	کیا	۵۶۹	۱	ستم	وستم	۵۵۹	۸	//	//
۳۶۱	۳	جلسا	جلسنا	۵۱۲	۴	اور	سفیان اور	۵۶۹	۵	//	//
۳۶۲	۱۹	دعا	وعا	۴۰۴	۳	ص	ص یدیک	۵۷۴	۱۷	//	//
۳۵۸	۱۸	بارا	باران	۴۱۴	۲	چارہزار	چارہزار سوار	۴۱۵	۱۰	بعد الذلۃ فی الاسواق	فی الاسواق
۹۰	۱۱	سرد	سردو	۴۲۰	۱۳	دفن کرنا	بعد نماز کے دفن کرنا	//	۱۱	بایزلت بازارین	بازار وعین
۴۰۰	۷	جو	تو								
۴۳۱	۲	الملاحج	الملاحج	۴۲۹	۱۰	طوق	طوق و				

التماس

بخدمت ناظرین کتاب ہذا خصوصاً ذاکرین با تمکین آنکہ اغلاط مرقومہ موافق صفحہ و سطر فی خواندگی درست نمایند — حررہ حاجی مرزا جعفر علی کربلائی برادر مؤلف عفی اللہ عنہما مورخہ ۱۹ ح ۲ سنہ ۱۳ھ